Scorpio
عقرب
ایم الیاس

**بہار** کی صبح جاڑے کی صبح کی طرح بہت حسین اور پیاری ہوتی ہے۔ ہلکی کہر کا جال توڑ کر ج کی کرنیں سونا لٹا رہی ہوں تو یہ صبح اور بھی حسین معلوم ہوتی ہے۔ آج کی صبح بھی، برآمدے میں پگھلا سونا بہہ رہا تھا۔ ایسے میں کرسی پر بیٹھ کر گرم گرم کافی پی جائے تو بہت لطف آتا ہے۔ سلیل ناشتا چکا تھا۔ وہ ہوٹل کے برآمدے میں گرم گرم کافی پی رہا تھا۔ اسے ٹیکسی والے کا انتظار تھا۔ ویٹر نے رات اس سے کہا تھا کہ صبح سورج نکلنے کے بعد ٹیکسی والا آجائے گا۔

سلیل نے جیسے ہی اپنی کافی ختم کی اسے ویٹر کے ساتھ ایک معمر اور باریش شخص آتا دکھائی دیا۔ اس نے پاس آ کر بڑے تپاک سے سلام کیا۔ ویٹر نے سلیل سے کہا۔ "آپ اس سے کرایہ طے کر لیں۔ آپ کو کالام لے جائے گا۔"

سلیل نے اس سے کرایہ طے کیا۔ ویٹر اس کے کمرے سے سامان لے آیا۔ باہر ٹیکسی کھڑی تھی۔ سامان ڈگی میں رکھ دیا گیا اور سلیل اگلی نشست پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر اس نے سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر ویٹر کو دیا۔ ٹیکسی چل پڑی۔ تھوڑی دیر کے بعد سلیل نے اس سے پوچھا۔ "آپ کا نام کیا ہے؟"

"میرا نام سلجوق ہے۔" اس نے سڑک پر سے نگاہیں ہٹا کر سلیل کی طرف دیکھا۔

"آپ مقامی معلوم نہیں ہوتے ہیں؟" سلیل نے اس کے چہرے پر اپنی نگاہیں مرکوز کر کے کہا۔ چہرے کے خدوخال اور نام سے آپ کسی اور خاندان اور ملک کے باشندے معلوم ہو رہے ہیں۔"

"آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا۔" سلجوق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میرا تعلق ترکی سے ہے۔ سلجوق ترک خاندان کو کہتے ہیں۔ کیا میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟"

"میرا نام سلیل ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "سلیل کے معنی ہیں ننگی تلوار......"

"آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟" ٹیکسی ڈرائیور سلجوق نے سوال کیا۔ "آپ کوہ پیما معلوم ہوتے ہیں۔"

"میں چونکہ ایک سیاح ہوں، اس لئے میرا تعلق ہر ملک، خطے اور وادی سے ہے۔" سلیل بتانے لگا۔ "میں نے دنیا کی بہت ساری چھوٹی بڑی چوٹیاں سر کی ہیں۔ ان میں ہمالیہ، کے ٹو، یورپ کی بھی چوٹیاں شامل ہیں۔ دراصل میں اب بہت تھک چکا ہوں۔ میں کالام کی چوٹی فلک سیر سر کرنے کے ارادے سے آیا ہوں۔ اس کے بعد پھر میں کوئی چوٹی سر نہیں کروں گا۔ میں اپنا گھر بسا کر اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں۔"

"بڑا نیک خیال ہے۔" سلجوق نے کہا۔ "کیا آپ وادی سوات پہلی بار تشریف لائے ہیں؟"

"جی ہاں......" سلیل نے اپنا سر ہلایا۔ "میں نے وادی کالام اور فلک سیر چوٹی کی بہت تعریف سنی۔ چوں کہ آپ کالام میں پیدا ہوئے ہیں، جتنا آپ جانتے اور بتا سکتے ہیں کوئی اور نہیں بتا سکتا ہے۔"

"یہ آپ سے کس نے کہا کہ میں کالام میں پیدا ہوا ہوں۔ آپ نے کیسے جانا؟" وہ حیرت سے بولا۔

"ویٹر نے بتایا تھا۔" سلیل نے جواب دیا۔ "میں نے رات ویٹر سے کہا تھا کہ کسی ایسے ٹیکسی والے سے ملاؤ جو کالام سے تعلق رکھتا ہو، تاکہ میں اس سے وادی کالام کے بارے میں معلوم کر سکوں..... وہ کالام میں میری رہائش کا مسئلہ بھی حل کر سکے۔ میں ذہنی طور پر وادی کالام میں زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہو کر آیا ہوں۔"

"میں ایک ٹیکسی ڈرائیور ہی نہیں بلکہ گائیڈ بھی ہوں۔ یوں تو وادی سوات کی ایک ایک جگہ اور مقام کے بارے میں بتا سکتا ہوں۔ وادی سوات کے حسن کے ماتھے کے جھومر کا نام کالام ہے۔ وہ یہاں یعنی سیدو شریف سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ سطح سمندر سے چھ ہزار آٹھ سو بیس فٹ بلند ہے۔ اس وقت یہاں کی آبادی بیس سے تیس ہزار کے اندر ہے۔ فلک سیر چوٹی بیس ہزار فٹ بلند ہے۔"

"فلک سیر کی اور کیا خوبی ہے جو اکثر سیاح اور کوہ پیما ادھر آتے رہتے ہیں؟" سلیل نے پوچھا۔

"یہاں ہر وقت برف گرتی رہتی ہے اور جہاں مختلف برف کی رنگین چٹانیں بھی موجود ہیں۔" سلجوق نے جواب دیا۔

"رنگین چٹانیں.....؟" سلیل نے حیرت سے کہا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے سر کرتے ہوئے بہت لطف آئے گا۔ اس کا حسن اور رنگینی ایک دلکش نظارہ اور سماں پیدا کرے گا۔"

"جی ہاں....." وہ بولا۔ "کالام کو بجا طور پر حسن کا مرقع کہا جا سکتا ہے۔ سوات کی سیر کالام کی سیر کئے بغیر ادھوری اور بے کیف سی رہ جاتی ہے۔ ایک مقامی شاعر کے بقول۔

جام تک آئے مے گلفام تک آئے تو نہیں
جو سوات آئے مگر کالام تک آئے نہیں

"آپ شعری ذوق بھی رکھتے ہیں۔" سلیل ہنس پڑا۔ "آپ نے بہت اچھا شعر سنایا ہے۔"

"قدرت نے کالام کی وادیوں، اوشو اتروڑ اور گیرالی کو دوسرے علاقوں سے زیادہ رعنائی بخشی ہے۔ یہ وادی کشادہ اور کسی حد تک بیضوی بھی ہے۔ تین میل کے کھلے میدانوں والی اس وادی میں ہر طرف سے جھرنے اور چشمے آ کر اس مقام پر دریا میں ملتے ہیں۔ رنگ برنگ پھولوں کے تختے، اخروٹ اور سیب کے جھومتے ہوئے درخت اور جوار کے لہلہاتے ہوئے کھیت ایک عجیب اور پرکیف سماں پیش کرتے ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں، سرسبز چراگاہوں میں، بھیڑوں کے ریوڑ، [illegible] دریا کا مسلسل شور اور دھوپ میں چاندی کی مانند چمکتی برف، یہ سب مل کر انسان کو مسحور کر دیتے ہیں۔ دل و دماغ کو بڑی فرحت بخشتے ہیں۔"

"بابا! آپ تو کالام کی تعریف شاعرانہ انداز [illegible] رہے ہیں۔" سلیل مسکرایا۔ "آپ بہت جذباتی معلوم ہوتے ہیں۔"

"اس لئے کہ کالام کی وادی اتنی حسین ہے کہ ہر شخص اسے دیکھ کر شاعر اور جذباتی بن جاتا ہے۔"



وہ کہنے لگے۔ "کالام کا علاقہ کالام کے نام سے زیادہ پرانا اور قدیم ہے۔ عہد قدیم میں آتش پرستی اور ناگ پرستی کے زمانے میں ان مذاہب کا مرکز رہا ہے، جہاں پرتاگاپال کی حکومت تھی اور جو پورے علاقے میں اپنی قوت اور جادو کے لئے مشہور تھا۔"

"جادو.....؟" سلیل نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔ "کیا یہ علاقہ جادوگروں کا مسکن بھی رہا ہے؟"

"جی ہاں....." سلجوق نے سر ہلایا۔ "یہاں بڑے زبردست جادوگر گزرے ہیں۔ کچھ جادوگر تھے جو یہاں سے ہجرت کر گئے۔ ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں جا کر بس گئے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے وہ اسی علاقے میں کہیں رہائش پذیر ہیں۔"

"جادوگر تو ماضی کا حصہ بن گئے ہیں....." سلیل نے کہا۔ "کیا جادو کی باقیات کہیں موجود ہیں؟"

"اس علاقے میں جو قدرتی جھیلیں ہیں ان کا آپ نہ صرف لطف اٹھا سکتے ہیں بلکہ ایسا جادو دیکھ سکتے ہیں جو ناقابل یقین ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ ان قدرتی جھیلوں میں برف اور پانی کیسے جمع ہو جاتا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہاں پریاں نہانے اور شادی کرنے اور ڈوبی ہوئی بارات پر ماتم کرنے اور سونے کی کٹوریاں نکالنے کی لئے آتی ہیں۔ پتہ نہیں وہ کیسے اور کہاں سے آتی ہیں۔ ہر شخص کو یہ پریاں وغیرہ دکھائی نہیں دیتی ہیں۔"

"آپ نے کبھی کسی جھیل پر کسی پری کو دیکھا ہے؟" سلیل نے پوچھا۔ "کبھی اس بات کی کوشش کی تھی؟"

"میں نے ایک جھیل پر ان کی آوازیں سنی ہیں۔ صرف ایک مرتبہ..... یہ دس برس پہلے کی بات ہے۔"

"یہاں جو سیاح اور کوہ پیما آتے رہے ہیں ان میں سے کسی نے کسی پری وغیرہ کو دیکھا ہے؟" سلیل نے دریافت کیا۔

"جی نہیں....." وہ بولا۔ "سیاح اور کوہ پیما اس بات پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ جب وہ یہ روایت سنتے ہیں تو اسے قصہ کہانی سمجھتے ہیں۔ ان غیر ملکی سیاحوں کو اس بات پر بھی یقین نہیں ہے کہ یہاں کبھی جادوگر آباد تھے۔ جادوگروں کے یہاں سے چلے جانے کی وجہ یہاں کی تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی ہے۔"

"آپ نے جس طرح یہاں کے حسن اور رنگینی کی تعریف کی ہے اس نے یہاں میری رہائش اختیار کرنے کی خواہش شدید کر دی ہے۔ میں نے کے ٹو کی چوٹی سر کرنے کے بعد وہاں سے فلک سیر کی چوٹی دیکھی تھی۔ معلوم نہیں کیوں مجھے کالام کی کشش یہاں کھینچ لائی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ کسی جادوئی طاقت نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہو۔" سلیل نے کہا۔

"شاید۔ اس لئے کہ آپ بہت ہی خوبصورت اور سحر انگیز شخصیت کے مالک ہیں۔" سلجوق نے سڑک سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔ "ہر خوب صورت چیز، ہر خوبصورت چیز کو کھینچتی ہے جس طرح پیسہ، پیسے کو کھینچتا ہے۔"

"میں اس قدر خوبصورت نہیں ہوں جس قدر آپ سمجھ رہے اور میری تعریف کر رہے ہیں.

سلیل نے کہا۔

"ماشاءاللہ...... آپ نہ صرف بہت خوب صورت، بہت پرکشش شخصیت کے مالک ہیں بلکہ مردا
وجاہت سے بھرپور ہیں۔ آپ کا جسم ورکاٹھی، چوڑا چکلہ سینہ دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ آپ کوئی غیر معمو
آدمی ہیں۔ آپ کا جسم فولادی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں شاید ہی آپ جیسا طاقت ور شخص دیکھا ہو
آپ سے نہ صرف عورتیں بلکہ مرد بھی متاثر ہو جاتے ہوں گے۔"

"سلجوق بابا!" سلیل مسکرا دیا۔ "آپ نے میری تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیا ہے۔
حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ایک عام قسم کا شخص ہوں۔ چوں کہ میں جوان ہوں۔ میرا جسم کسر[illegible]
ہے۔ اس لئے آپ کو ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ چوں کہ سیاحت اور کوہ پیمائی میں دس برس گزر چکے ہیں اس
لئے جسم مضبوط اور توانا دکھائی دیتا ہے۔ میں اپنے جسم اور غذا کا بہت خیال رکھتا ہوں بلکہ رکھنا پڑتا ہے۔
کسی بھی چوٹی کو سر کرنے کے لئے طاقت اور مضبوط جسم کا ہونا بہت ضروری ہے۔"

"آپ ایک یونانی دیوتا کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔" سلجوق کہنے لگا۔ "میں جب بیس برس کا تھ
تو میرے دادا مجھے اپنے آبائی وطن دکھانے اور اپنے خاندان کے لوگوں سے ملانے لے گئے تھے۔ تب
مجھے ان کے ساتھ یونان جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ میں نے وہاں سیر و سیاحت کے دوران یونانی دیوتاؤں
کے مجسمے دیکھے تھے۔ انہوں نے مجھے مسحور کر دیا تھا۔ اس طرح آج آپ مجھے مسحور کر رہے ہیں۔ آج مجھے
یونانی دیوتا کے مجسمے یاد آ رہے ہیں جن کی خوبصورتی مثالی اور نادر تھی۔ میں مبالغہ آمیزی نہیں کر رہا ہوں
میں نے ایسا کوئی مجسمہ نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ خوبصورت ہو۔"

"دراصل یہ آپ کی محبت، خلوص اور سادگی ہے جو آپ میری اتنی تعریف کر رہے ہیں۔" سلیل
نے کہا۔ "اس وادی اور اس کے باشندوں کی میں نے بہت تعریف سنی ہے۔ بڑے نیک ایمان دار اور
سیدھے سادے اور پرخلوص لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اب میں اپنی زندگی اس
علاقے میں گزار دوں۔"

"یہاں بڑے خطرناک لوگ بھی ہیں لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔" سلجوق
نے کہا۔ "اس وادی میں سارے فرشتے ہی نہیں رہتے ہیں۔ انسانوں میں اچھے برے ہوتے ہیں۔ اس
کے علاوہ بہت سارے جرائم پیشہ جو بڑے چھوٹے شہروں میں رہتے ہیں وہ قانون کے ہاتھوں سے بچنے
کے لئے سیاحوں کے بھیس میں آ جاتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ یہ سیاحوں کو دھوکا
دے کر لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

"ساری دنیا میں ایسے اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ ایک
کاروان زندگی ہے جو چل رہا ہے اور چلتا رہے گا۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔" سلیل نے
جواب دیا۔

"کیا آپ اکیلے فلک سیر کی چوٹی سر کریں گے؟" سلجوق نے متعجب لہجے میں پوچھا۔ "کیا آپ
ساتھی نہیں ہیں؟"



"جی نہیں......" سلیل نے سر ہلایا۔ "چوں کہ اس موسم میں اکثر کوہ پیماؤں کی جماعتیں چوٹیاں سر
کرنے نکلتی ہیں۔ اس لئے اس بات کا امکان ہے کہ یہاں بھی کوئی جماعت آ نکلے۔ میں کالام میں ایسی
کسی جماعت کا انتظار کروں گا۔ جب کوئی جماعت آ جائے گی تو میں ان میں شامل ہو جاؤں گا۔ میری
جماعت کے لوگ قراقرم کی ایک چوٹی سر کرنے گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں یہاں کسی اور ارادے سے آیا
ہوں۔ اس لئے ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا ہوں۔"

"آپ رات دس بجے کے بعد ہوٹل سے سیر و تفریح کے لئے نہ نکلا کریں تو بہتر ہے۔" سلجوق نے
مشورہ دیا۔

"وہ کس لئے......؟" سلیل نے متعجب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اس لئے کہ چاند کی ابتدائی تاریخیں ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی پری آپ کو دیکھ کر آپ پر فدا
ہو جائے اور اپنے ساتھ لے جائے...... سنا ہے کہ چاندنی راتوں میں پریاں پرستان سے آتی ہیں۔"
سلجوق نے کہا۔ "لیکن یہ پریاں پر والی نہیں ہوتی ہیں۔ چوں کہ بہت حسین ہوتی ہیں اس لئے انہیں
پریوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" سلیل نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اس طرح میں پرستان چلا جاؤں گا۔
وہاں ساری زندگی کے لئے رہ جاؤں گا...... کیا کسی شخص کو کوئی پری پرستان لے گئی ہے؟ ایسی کوئی مثال
موجود ہے؟"

"سنا ہے کہ دو سو برس پہلے ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا۔ زرملک نامی ایک نوجوان جو کسی شہزادے کی
طرح چودھویں کی رات ایک جھیل کی طرف جا نکلا۔ وہاں ایک پری آ نکلی اور اسے اپنے ساتھ لے گئی۔"

"اس بات کا علم کیسے اور کیوں کر ہوا؟" سلیل نے پوچھا۔ "کیا کسی شخص نے اس شخص کو پری کے
ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا؟"

"ایک جادوگر کے ذریعے سے۔" سلجوق نے جواب دیا۔ "زرملک کی اچانک اور پراسرار گمشدگی
نے اس کے والدین اور پورے علاقے کے لوگوں کو بہت پریشان کر دیا تھا۔ اس زمانے میں یہاں بڑے
بڑے جادوگر ہوتے تھے۔ ان میں ایک جادوگر نے اپنے علم کی مدد سے بتایا کہ وہ پرستان میں موجود ہے اور
ایک پری کے ساتھ رہ رہا ہے۔ اس جادوگر نے اسے اور پری کو جادو کے گولے میں دکھایا تھا۔"

سلیل کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ کیوں کہ کچی اور ناہموار سڑک پر ایک شخص کھڑا ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ
کر رہا تھا۔ دائیں جانب ایک مال بردار ٹرک کھڑا تھا۔ اس کا اگلا پہیہ ایک دو فٹ کے گڑھے میں اتر گیا
تھا۔ ٹرک کے پاس چار پانچ آدمی اور موجود تھے۔ سلجوق نے ٹیکسی کی رفتار کم کر کے اس کے پاس لے جا
کر اسے روک دیا۔

ٹیکسی کے رکتے ہی وہ شخص سلجوق کے دروازے کی کھڑکی کے پاس آیا۔ اسے سلام کر کے بولا۔ "
سلجوق بابا! ٹرک کا پہیہ گڑھے میں پھنس گیا ہے۔ ہمارا جیک بھی خراب ہو گیا ہے۔ آپ اپنا جیک دے
دیں تا کہ ٹرک نکال سکیں۔"

''اتفاق سے میں بھی اپنا جیک گھر بھول آیا ہوں۔'' سلجوق بابا نے کہا۔ ''ایک ہی صورت ہے کہ اسے دھکا دے کر نکالا جائے یا پھر کسی ٹرک کا انتظار کر لیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی ٹرک ادھر آ نکلے......''

''ہم لوگ کوئی گھنٹے بھر سے اسے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس عرصے میں ایک ٹرک بھی ادھر سے نہیں گزرا۔ آپ کی پہلی گاڑی ہے جو نظر آئی۔ ہمیں بہت جلدی بھی ہے۔ ٹرک میں پھل لدے ہوئے ہیں انہیں پہنچانا بھی ہے۔''

''جب تک سارا مال اتارا نہیں جائے گا اس وقت تک ٹرک کو گڑھے سے نکالنا مشکل ہے۔'' سلجوق نے کہا۔

''اس میں تو سارا دن لگ جائے گا۔'' اس شخص نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ ''کوئی اور تدبیر بتائیں۔''

''ہم دونوں مل کر آپ لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔'' سلیل نے کہا۔ ''شاید ٹرک کا پہیہ گڑھے سے نکل آئے۔''

اتنا کہہ کر سلیل اتر آیا۔ سلجوق بھی اتر گیا۔ وہ ٹرک کی طرف بڑھتے ہوئے مایوسی سے بولا۔ ''دو آدمیوں سے کیا ہوتا ہے؟ یہ ناممکن سی بات ہے۔ کوئی ٹیکسی یا جیپ نہیں ہے۔ یہ مال بردار ٹرک ہے۔ اس میں تین ٹن مال لدا ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ ٹرک بہت بڑا اور بے حد وزنی ہے۔ اسے نکالنا تو درکنار ہلانا بھی ممکن نہیں ہے۔''

''کوشش کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے۔'' سلیل نے کہا۔ ''ہم کل سات آدمی ہیں۔ سبھی صحت مند اور مضبوط جسم کے مالک ہیں۔''

تھوڑی دیر کے بعد سارے لوگ ٹرک کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ سب نے مل کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلا۔ اگلے ہی لمحے ٹرک اس طرح سے نکل آیا جیسے وہ کوئی موٹر سائیکل ہو۔ ان لوگوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ انہیں یقین نہیں آیا۔ ایک ناممکن سی بات ممکن ہوگئی تھی۔ صرف ایک لمحے میں ان کی مشکل حل ہوگئی تھی۔

اگلے لمحے ان لوگوں نے حیرت اور غور سے سلیل کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی شخصیت سے مسحور ہوئے بغیر نہ رہ سکے تھے۔ انہوں نے پہلے اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ''یہ تو معجزہ ہوگیا۔''

''ہم سب کی طاقت نے ناممکن کو ممکن بنایا ہے۔'' سلیل نے جواب دیا۔ ''اتفاق اور اتحاد سے ہی معجزے رونما ہوتے ہیں۔''

''آپ کچھ بھی کہہ لیں میری عقل حیران ہے۔'' ٹرک ڈرائیور نے کہا۔ ''دو فٹ کے گڑھے سے مال سے لدے ٹرک کا پہیہ سو آدمی بھی نہیں نکال سکتے ہیں۔ جب کہ ہم سات آدمیوں نے مل کر اسے گڑھے سے نکال دیا۔''

''اب آپ لوگ حیرت اور باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔'' سلیل نے کہا۔ ''آپ لوگوں کا وقت



پہلے ہی بہت برباد ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب آپ لوگ جلدی سے روانہ ہو جائیں۔''

وہ دونوں ٹیکسی میں آ بیٹھے۔ تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد سلجوق نے سڑک پر سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا اور تحیر زدہ لہجے میں بولا۔ ''صاحب جی! آپ بالکل سچ سچ بتائیں کہ آخر آپ ہیں کون؟''

''میں......؟ میں آپ کی طرح ایک انسان ہوں۔'' سلیل نے جواب دیا۔ ''یہ بات آپ کس لئے پوچھ رہے ہیں؟''

''اس لئے کہ ایک انسان اس قدر طاقت ور نہیں ہوسکتا ہے؟ آپ کوئی جادوگر معلوم ہوتے ہیں؟''

''میں بہت زیادہ طاقت ور نہیں ہوں۔'' سلیل نے کہا۔ ''آپ نے میری طاقت کا اندازہ کیسے اور کس طرح سے لگایا ہے؟''

''آپ اس قدر طاقت ور ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی کے بارے میں نہیں سنا کہ وہ آپ جیسا طاقت ور تھا۔'' سلجوق کے لہجے میں ابھی بھی تحیر بھرا ہوا تھا۔ ''میں نے اس کا اندازہ اس طرح سے لگایا کہ...... آپ نے تن تنہا اس ٹرک کو گڑھے سے نکال دیا۔''

''اکیلے میں نے نہیں سلجوق بابا! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اکیلا تو اسے ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ ہم سب کی ساری طاقت جو یکجا ہوگئی تھی اس کے زور پر یہ ٹرک نکل آیا ہے۔ ہم سب ہی تو طاقت ور اور صحت مند لوگ تھے۔''

''صاحب جی! میری عمر ستر برس کی ہے۔ میرے سر کے سارے بال اور داڑھی جو سفید ہے وہ دھوپ میں سفید نہیں ہوئے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو چھپا رہے ہیں۔ میں اڑتی چڑیا کے پر گن سکتا ہوں میں نے دنیا دیکھی ہوئی ہے۔ ہم لوگوں نے ٹرک پر ہاتھ رکھا تھا۔ ابھی زور بھی نہیں لگایا تھا کہ آپ نے تن تنہا زور لگا کر اسے گڑھے سے نکال دیا تھا۔ میں نے اس لمحے آپ کو بغور دیکھا تھا۔ آپ میرے ساتھ کھڑے تھے۔ آپ کے چہرے پر ایک جلال سا آ گیا تھا۔''

''مجھ میں دو ایک آدمیوں کی طاقت ہوگی۔ میں نے کبھی اپنی طاقت کا اندازہ نہیں کیا۔ آپ کو میری بات سے بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔'' سلیل نے جواب دیا۔

''آپ یا تو جادوگر ہیں یا پھر مافوق الفطرت انسان ہیں۔'' سلجوق نے کہا۔ ''میں آپ کو کبھی بھول نہیں سکوں گا۔''

☆......☆......☆

جب ٹیکسی کالام میں داخل ہوئی تو دریا کے مسلسل شور نے سلیل کو جیسے خوش آمدید کہا۔ اس نے سفر کے دوران اور اس راستے میں میدانوں کی شادابی اور سرسبزی کے مناظر دیکھے۔ وہ دل میں عش عش کر اٹھا۔ سلیل نے مقبوضہ کشمیر کی بھی سیر کی تھی۔ لیکن اسے یہ علاقہ اس سے کہیں حسین دکھائی دیا تھا۔ یہ سارا علاقہ مری اور وادی کاغان سے کہیں خوبصورت اور بہترین مناظر کا ایک گلدستہ تھا۔ جس میں خوشبو بھی تھی بھینی بھینی مہک بھی اور پھر اس نے اس علاقے کے گرد پہاڑ دیکھے۔ قدرت نے سخاوت اور فیاضی کی

انتہا کردی تھی۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ جنت کے کسی ٹکڑے میں پہنچ گیا ہو۔

بس اڈے پر ٹیکسی کا ایک ٹائر بھی پنکچر ہو گیا جس کی وجہ سے اسے ٹیکسی سے اترنا پڑا۔ اس۔ سلجوق کو مقررہ کرایہ ادا کیا اور ایک سو روپے اضافی دیئے، جو سلجوق نے معمولی تذبذب سے قبول کر لے اور شکریہ ادا کیا۔ سلیل نے اپنا سفری بیگ اٹھالیا۔ اس وقت ایک جیپ آ کر رکی۔ اس میں سے بھی کچھ سیاح اترے۔ سلجوق اسے اپنے ساتھ لے کر ایک ہوٹل کی طرف بڑھا جس کے کھانے بہت اچھے عمدہ اور ذائقہ دار ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ کمرے صاف ستھرے اور بستر آرام دہ تھے۔ ہوٹل کا عملہ بھی بہت بااخلاق اور خدمت گزار تھا۔ اس ہوٹل میں سیاح اور کوہ پیماؤں کی جماعتیں بھی قیام کرتی تھیں۔

سلیل بڑے باوقار انداز سے سلجوق کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ پھر وہ اس علاقے کے بازار میں داخل ہوئے۔ سڑک کے دو رویہ دور تک ایک بازار پھیلا ہوا تھا۔ خوانچہ فروشوں، ٹھیلے والوں او خریداروں نے بازار کی رونق دو چند کردی تھی۔ وہ اس بازار میں سب سے منفرد نظر آ رہا تھا۔ لوگ اسے اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی آسمانی فرشتہ ہو۔

سلیل نے پہلی منزل پر کمرہ لیا۔ تاکہ کھڑکی سے بازار اور باہر کا نظارہ کیا جا سکے۔ یہ ایک بستر کمرہ تھا لیکن بہت کشادہ اور صاف ستھرا تھا۔ بستر بھی صاف ستھرا اور آرام دہ تھا۔ غسل کرنے کے بعد اس نے سلجوق کو بھی کھانے میں شریک کرلیا۔ واقعی اس ہوٹل کے کھانے بہت عمدہ لذیذ اور ذائقہ دار تھے۔ سلیل اور سلجوق نے سیر ہو کر کھایا۔ سلجوق چلا گیا تھا کہ وہ اپنی گاڑی کے ٹائر کا پنکچر بنوا سکے۔ سلیل کو اب اس کی خدمات کی ضرورت نہ تھی۔

سلیل رات کے کھانے سے فراغت پانے کے بعد چہل قدمی کے لئے ہوٹل سے نکلا۔ تمام دکانیں بند تھیں۔ چاروں طرف ایک گہرا سناٹا طاری تھا۔ اس سناٹے میں دریا کے مسلسل شور کی گونج تھی جو کسی نغمے کی طرح سنائی دے رہی تھی۔ چاروں طرف ہلکی سی دودھیا چاندنی کی چادر تنی ہوئی تھی۔ ابتدائی تاریخوں کا چاند تھا۔ فضا بڑی حسین تھی۔ ماحول بڑا ہی سحر انگیز تھا۔ سلیل سحر زدہ سا چلنے لگا۔ اس نے اس چاندنی میں آبادی کی طرف دیکھا۔ سارے مکانات اور ہوٹل تک لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ بہت سارے مکانوں کی کھڑکیوں میں سے روشنی باہر جھانک رہی تھی۔ موسم خشک اور معتدل سا تھا۔ نرم ولطیف ہوا چل رہی تھی۔ وہ چلتے چلتے اتنی دور نکل آیا کہ آبادی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

وہ ایک ایسی جگہ آ گیا جہاں ایک وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب میدان تھا۔ اس کے شمال میں جنگل تھا۔ اس میدان کے وسط میں ایک بہت بڑا خیمہ لگا ہوا تھا۔ اس میں روشنی ہو رہی تھی۔ خیمہ کے عقب میں ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی۔ اس خیمے میں اسے کوئی دکھائی نہیں دیا۔ مشرق کی جانب ایک پہاڑ تھا۔ رات کی گہری خاموشی میں آزاد فضا میں خود مختار پرندوں اور جانوروں کی آوازیں، جنگل اور کوہساروں میں گونج رہی تھیں۔

سلیل اس خیمے کی جانب بڑھا۔ اس نے یہ خیال کیا کہ شاید کوہ پیماؤں کی کوئی جماعت خیمہ زن ہے۔ کوہ پیما ہوٹلوں میں ٹھہرنے سے احتراز کرتے تھے۔ جب اس نے خیمے کے پاس پہنچ کر اندر جھانکا تو



ے کوئی نظر نہیں آیا۔ اسے کوئی سامان بھی دکھائی نہیں دیا۔ فرش پر ایک بہت بڑی دری بچھی ہوئی تھی۔ ے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ لوگ بغیر ساز و سامان کے کس لئے یہاں آئے ہیں۔ ایک تپائی پر ایک بڑا سا ہراغ جل رہا تھا۔

سلیل نے جیپ کے پاس آ کر جھانکا تو پچھلے حصے میں اسے دو دستی بیگ اور ایک کلاشنکوف دکھائی ی۔ وہ انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک انسانی آوازیں سنائی دیں۔ ان میں ایک نسوانی آواز بھی نمایاں ھی۔ اس نے آواز کی سمت دیکھا۔ تین چار مرد ایک مرد اور عورت کو بڑی بے رحمی سے کھینچتے ہوئے اس لرف لا رہے تھے۔

سلیل فوراً ہی جیپ کے نیچے لیٹ گیا۔ اس نے قیاس کرلیا تھا کہ یہ چاروں مرد بدمعاش ہیں۔ یہ ردا اور عورت ان کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں۔ یہ دونوں اس پہاڑ کے کسی غار میں روپوش تھے۔ ان کا تعاقب اور تلاش کر کے انہیں لایا جا رہا ہے۔ یہ بدمعاش ان دونوں کے خون کے پیاسے ہو رہے یں۔ وہ چاروں بدمعاش مسلح نظر آ رہے تھے۔

عورت ہذیانی لہجے میں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔ ”ظالمو! ہمیں چھوڑ دو۔ ہم بے قصور ہیں۔ ہمیں نہ ارو۔“

”اپنی بکواس بند کرو۔“ ایک کرخت آواز نے اسے ڈانٹا۔ ”تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تم دونوں حافی کے قابل نہیں ہو۔“

”ہم واقعی بے قصور ہیں...... تم ہماری بات سنتے اور مانتے کیوں نہیں ہو۔“ مرد نے گڑگڑاتے دے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تم بے قصور ہو کہ نہیں۔ تمہارا قصور تمہارے فرشتے بتائیں گے۔“ اس لرخت آواز نے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ سب خیمے پر پہنچے۔ عورت زارو قطار رو رہی اور رحم کی بھیک مانگ رہی تھی۔ لڑ گڑا رہی تھی۔ مرد جو اس عورت کے ساتھ تھا اس سے کہہ رہا تھا۔ ”ان درندوں سے رحم کی بھیک نہیں کو...... یہ انسان نہیں ہیں...... یہ غنڈے، بدمعاش اور خون آشام بھیڑیئے ہیں...... رحم کی بھیک مانگنے ے بجائے ان کے منہ پر تھوک دو...... یہ اسی قابل ہیں...... ان پر خدا کی لعنت ہو......“

ان بدمعاشوں کے سرغنہ نے اس مرد کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کیا تو ایسا لگا جیسے پٹاخہ چھوڑا یا ہو۔ پھر اس مرد نے اس سرغنہ کے منہ پر تھوک دیا۔ وہ بدمعاش مشتعل ہو گیا۔ پھر اس نے ایک اور ھپڑ اس مرد کے منہ پر دے مارا۔ پھر اس کے ساتھی لاتیں اور گھونسے مارتے ہوئے اسے خیمے میں لے ۔ ایک بدمعاش نے جیپ کے پاس آ کر اس میں سے ایک بیگ اٹھایا اور خیمے کے اندر چلا گیا۔ ل کچھ دیر تک اسی طرح نرم نرم گھاس پر لیٹا رہا۔

پھر سلیل جیپ کے نیچے سے نکلا۔ اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر صاف کئے۔ وہ خیمے کے ازے کے قریب ٹھٹک کر رک گیا۔ بدمعاشوں کا سرغنہ کرختے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ”اس عورت کے

کپڑے اتاردو تاکہ میں اپنی آرزو پوری کرسکوں۔"

"نہیں ...... نہیں۔" مرد نے ہیجانی لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔" خدا کے لئے اس کی عزت تباہ و برباد نہ کرو۔"

"تم نے میرے منہ پر تھوکا......" وہ دہاڑا۔" اس لئے میں یہ بدلہ لے رہا ہوں۔ تم نے مجھے ذلیل کیا، میں تمہیں ذلیل کرر ہا ہوں۔"

"تم بھی میرے منہ پر تھوک دو...... مجھے گولی ماردو۔ میرا گوشت کتوں کو کھلا دو لیکن اس کی بے حرمتی نہ کرو۔" مرد گڑگڑایا۔

"یہ سب کچھ بعد میں ہوگا۔" بدمعاشوں کے سرغنہ نے استہزائی لہجے میں کہا۔" پہلے میں، پھر میرے ساتھی ایک، ایک کر کے اپنی حسرتیں تمہاری نظروں کے سامنے پوری کریں گے۔ اس کے بعد ہم سب تمہارے منہ پر تھوکیں گے۔ پھر ہم چاروں مل کر تمہارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کریں گے۔ پھر تمہارا گوشت کتوں کے آگے ڈال دیں گے تاکہ تمہاری آخری خواہش پوری ہو۔"

"حرام زادو!......" مرد نفرت اور غصے سے چیخا۔" یہ میری بیٹی ہے۔ کیا تمہیں خوف خدا بھی نہیں ہے۔ کچھ تو لحاظ کرو۔ شرم کرو۔"

"حرام زادوں...... درندوں کو کسی کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ نہ خدا کا نہ قانون کا۔ خدا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اگر وہ ہوتا تو تمہاری فریاد سن کر اب تک تمہاری مدد کو آ چکا ہوتا۔ اس دنیا میں کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کس قدر خون ریزی ہوتی ہے۔ عورتوں کی عزت روندی جاتی ہے۔ ظلم وستم ہوتا ہے۔ لیکن خدا ان کی مدد نہیں کرتا ہے۔ کیوں نہیں کرتا ہے؟ اس لئے کہ اس کا کوئی وجود نہیں ہے ایک ڈھکوسلہ ہے۔ فریب ہے۔"

"بابا جان...... ان لوگوں سے آپ رحم کی بھیک مانگ رہے ہیں، جو اپنی ماں اور بہنوں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔" عورت ناگن کی طرح پھنکاری۔" جو خدا کی ذات پر یقین نہیں رکھتا وہ یہ بھی کرسکتا ہے۔"

"تم لوگ کھڑے تماشا کیا دیکھ رہے ہو؟" سرغنہ پوری قوت سے دہاڑا۔" اس کے کپڑے اتار... یہ بہت چہک رہی ہے۔ ابھی اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کون ہوں۔ کیا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ خ... اس کی کیا مدد کرتا ہے۔"

تینوں بدمعاش اس عورت کی طرف بڑھے جو ایک کونے میں کھڑی ہوئی تھی۔ وہ بہت حسین ا... نوجوان تھی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور اس کی خوبصورت بڑی بڑی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ ا... نے ایک بدمعاش کے منہ پر تھوک دیا۔ وہ بدمعاش رک گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی پشت سے تھوک صاف کیا۔ اس نے آگے بڑھ کر عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ ایک قدم تیزی سے پیچھے ہٹی۔ پھر ا... تینوں بدمعاشوں نے اسے نرغے میں لے لیا۔ اس بدمعاش نے جس کے منہ پر عورت نے تھوکا تھ... عورت کے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"رک جاؤ۔ خبردار جو تم نے اس عورت کو ہاتھ بھی لگایا۔" ایک گرجدار آواز نے تحکمانہ لہجے میں کہا... ان تینوں اور سرغنہ نے دروازے کی طرف پلٹ کر حیرت سے دیکھا۔ وہ سلیل کو دیکھ کر چو...



... ایک لمحے کے لئے مبہوت سے ہوگئے۔ سلیل کی خوبصورتی اور اس کی شخصیت کے سحر نے انہیں ... یا تھا۔ پھر سرغنہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔" کون ہو تم......؟"

"میں ایک انسان ہوں۔" سلیل نے جواب دیا۔" میرا نام سلیل ہے۔ سلیل کے معنی ننگی تلوار ... تے ہیں۔"

"ننگی تلوار ہو یا زہریلی تلوار......؟" سرغنہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔" یہاں کس لئے آئے ہو؟"

"اس لئے آیا ہوں کہ اس عورت کی عزت اور اس کے باپ کی جان بچاؤں......" سلیل نے ... نے کہا۔" میں نے باہر کھڑے ہو کر تم لوگوں کی باتیں سن لی ہیں۔ میں تمہارے ناپاک ارادوں کو ... ب ہونے نہیں دوں گا۔"

"اگر تمہیں اپنی جان اور جوانی پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ اور ہمارے معاملات میں دخل ...۔" سرغنہ نے کہا۔

"میری نہیں اپنی اپنی جانوں کی فکر کرو۔ ان دونوں کو چھوڑ دو۔ میں ان دونوں کو اپنے ساتھ لے ... گا۔"

"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔ تم نہیں جانتے ہو کہ میں اور میرے ... ی کون ہیں۔"

"میں تم چاروں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔" سلیل نے کہا۔" تمہارا نام عجیل ہے۔ تم ایک ... پیشہ اور پیشہ ور قاتل ہو۔ تم ایک مفرور قیدی ہو۔ ایک ماہ پیشتر تم ساہیوال جیل سے فرار ہوئے ہو۔ ... بہت سارے الزامات ہیں۔ تم نے دس عورتوں کو مختلف دیہاتوں اور شہروں سے اغواء کر کے ان کی بے حرمتی کی...... شادی ... پانچ عورتوں کو ورغلا کر انہیں مجرمانہ حملوں کا نشانہ بنایا اور افشائے راز کے خوف سے انہیں بے رحمی ... کر کے دفن کر دیا۔ اس کے علاوہ تم منشیات فروش ہو اور منشیات کی اسمگلنگ بھی کرتے رہے ہو۔ تم ... ٹ گارڈ کے تین اہلکاروں کو اغوا کر کے قتل کر دیا، جس کے بارے میں پولیس کو علم نہیں ہے کہ انہیں ... قتل کیا۔ وہ اب تک ان کے گمنام قاتلوں کو تلاش کر رہی ہے۔"

... یل بھونچکا سا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس پر چند ثانیوں تک سکتے کی سی ... طاری رہی۔ اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے ... اپنی آواز ویران، کھوکھلی اور بہت دور سے آتی ہوئی سنائی دی۔" تم...... تم یہ سب کیسے جانتے ... میرے بارے میں اتنی ساری باتیں کس نے بتائیں......؟ کچھ باتیں تو میرے فرشتے بھی ... جانتے ہیں۔"

"میں تمہارے بارے میں اتنا کچھ جانتا ہوں کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہو...... اس کے علاوہ ... ان تین ساتھیوں کے بارے میں بھی بتا سکتا ہوں۔ جس نے لال شرٹ اور نیلی پتلون پہن ... اس کا نام عابر ہے۔ یہ تمہارے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تمہارا دست راست ہے۔ یہ شخص بھی دو...

زمین داروں کو قتل کر چکا ہے یہ بھی تمہارے ساتھ اپنی بیوی اور اس کے آشنا کو قتل کرنے کے الزام میں سزا بھگت رہا تھا۔ یہ تمہارے ساتھ ہی جیل سے فرار ہوا ہے۔ دوسرا ساتھی بہت بڑا چور اور رہزن ہے۔ اس کا نام عاشق ہے۔ اس قدر ذلیل اور کمینہ ہے کہ اس نے اپنے محسن چچا کو قتل کیا اور ان کی ساری دولت لے کر لاہور آ گیا۔ ایک طوائف کے پیچھے لٹادی۔ پھر اسے قتل کر کے اس کی ساری رقم لے اڑا اور جہلم چلا گیا۔ پھر تمہارے ساتھ آ کر مل گیا...... یہ تیسرا آدمی بہت ہی مکار عیار اور خبیث قسم کا ہے۔ اس کا نام شرافت ہے۔ اس میں شرافت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پولیس کو یہ مختلف مقدمات میں مطلوب ہے اور روپوش ہے۔ یہ بردہ فروش ہے۔ اس نے اپنی ماموں زاد بہن کو اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے غلط راستے پر چلنے سے انکار کر دیا تھا۔"

وہ تینوں بدمعاش حیرت اور خوف سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔ ان کے چہرے فق ہو گئے۔ وہ چاروں حیران و پریشان تھے کہ یہ اجنبی شخص ان کے بارے میں اتنا کچھ کیسے جانتا ہے۔ جب کہ وہ اسے جانتے نہیں ہیں۔ اسے کبھی دیکھا تک نہیں...... اس نے انہیں جیسے برہنہ کر کے رکھ دیا۔

"تم ہمارے بارے میں اتنا کچھ کیسے جانتے ہو؟ کیا تمہارا تعلق سی آئی ڈی سے ہے؟" عابر سراسیمگی سے پوچھا۔

"یہ ایک راز کی بات ہے۔" سلیل نے جواب دیا۔ "میرا تعلق سی آئی ڈی یا کسی ایجنسی سے نہیں ہے۔ پولیس تمہارے اور تمہارے ان ساتھیوں کے بارے میں اتنا کہاں سے جانتی ہے جتنا میں جانتا ہوں۔ یہ جیپ بھی تم نے مردان سے چرائی ہے تا کہ باپ بیٹی کا تعاقب کر سکو۔ اس جیپ کے مالک کو تمہارے ایک ساتھی خان زادہ نے یرغمال بنا رکھا ہے۔"

"تمہیں اس کا بھی علم ہو چکا ہے؟" عجیل کے چہرے پر پسینہ پھوٹ پڑا تھا۔ "آخر تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ تم دونوں باپ بیٹی کو چھوڑ کر ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفع ہو جاؤ۔" سلیل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم ان دونوں کو سزا دیئے بغیر نہیں جائیں گے۔ کیوں کہ ان دونوں نے ہمیں ذلیل کیا ہے۔ ہمارے منہ پر تھوکا ہے۔" عجیل نے کہا۔ "تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ اپنی راہ لو۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

"ان دونوں نے تمہیں اس لئے ذلیل کیا ہے کہ تم لوگ اس کے مستحق بھی ہو۔ تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک ہونا چاہئے۔" سلیل نے کہا۔ "تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ میں پولیس کو اطلاع دوں تو سب اندر ہو جاؤ گے۔"

"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں جس طرح آئے ہو اسی طرح واپس چلے جاؤ۔" عجیل دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔ "تم نے ہمارے خلاف پولیس میں رپورٹ کی تو پھر تم ہمارے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچ سکو گے۔"

"میں صرف ایک شرط پر یہاں سے جا سکتا ہوں کہ باپ بیٹی کو میرے ساتھ بھیج دو۔" سلیل



"...ں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم لوگوں کے خلاف پولیس میں رپورٹ درج نہیں کرواؤں گا۔"

"تم نہیں جانتے ہو کہ یہ دونوں میرے مجرم ہیں۔ میں اپنے دشمنوں کو معاف نہیں کرتا ہوں۔" ...سخت لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے مجرم کیسے ہو گئے؟" سلیل نے کہا۔ "یہ شیخ برکت علی صاحب ہیں۔ استاد ہیں۔ ...تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں۔ انتہائی نیک اور شریف آدمی ہیں۔ باعزت شخص ہیں۔ یہ ...کی اکلوتی بیٹی جمیلہ ہے۔ یہ بھی ایک اسکول میں استانی ہے۔ ایک نیک اور پاک دامن عورت...... ...ن کا قصور صرف اتنا ہے کہ انہوں نے تمہارے خلاف پولیس میں رپورٹ درج کرائی۔ تم چاروں ...ہاری مجرم ہو...... تم نے انہیں دھمکی دی کہ رپورٹ واپس لے لی جائے۔ تمہیں کسی طرح اس بات کا ...گیا تھا کہ شیخ صاحب نے پولیس کو تمہارے بارے میں اطلاع دے دی ہے۔ شیخ صاحب نے ...ٹ واپس نہیں لی تو تم لوگوں نے باپ بیٹی کو اغواء کرنے کی کوشش کی۔ باپ بیٹی دہشت زدہ اور ...ماں ہو کر کالام آ گئے۔ کیوں کہ یہاں ان کے ایک رشتہ دار رہتے ہیں۔ شیخ صاحب نے خواب و ...ن بھی نہیں سوچا تھا کہ تم لوگ ان کے تعاقب میں پہنچو گے۔ شیخ صاحب سے یہ غلطی سرزد ہو گئی کہ ... نے اپنے پڑوس کو اعتماد میں لے کر بتا دیا تھا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے کالام جا رہے ہیں...... تم ... نے ان کے پڑوسی کو دھمکی دے کر اور ہراساں کر کے یہ معلوم کر لیا کہ شیخ صاحب اپنی بیٹی کے ...کالام چلے گئے ہیں۔ شیخ صاحب نے پولیس کی مدد اس لئے حاصل نہیں کی کہ انہیں پولیس پر اعتماد ...ہا۔ کیوں کہ ان کے رپورٹ کرنے کے باوجود پولیس نے تم لوگوں کو گرفتار نہیں کیا تھا۔

آج شام شیخ صاحب نے تم لوگوں کو دیکھا تو وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر اس پہاڑ کی طرف آ گئے اور ...یہاں ...چھپ گئے۔ وہ اپنے رشتہ دار کو کسی مصیبت میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ اتفاق سے تم لوگوں ...دونوں کو جاتے دیکھ لیا تھا۔ پہلے تو تم لوگوں نے انہیں جنگل میں تلاش کیا۔ پھر اس پہاڑ کی طرف ...اگر شیخ صاحب نے غار میں روشنی کی ہوئی نہ ہوتی تو تمہارے ہتھے نہیں چڑھتے۔ میں ادھر چہل ...نے آیا تھا۔ ان کی آوازیں سن کر ادھر آ گیا۔"

"...ہیں تو رتی رتی بات کی خبر ہے۔" عجیل بھونچکا سا ہو گیا۔ "تم جو بھی ہو خطرناک ہو۔ ہمارے ...ن کا خطرہ ہو۔"

"...ں نے تم سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا نہیں تھا کہ میں ایک ننگی تلوار ہوں۔ تلوار خطرناک ...ہے۔"

...ل جدھر کھڑا ہوا تھا اس کے پاس ہی ان لوگوں کی کلاشنکوفیں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ اسلحہ بہت قیمتی ...ں سے بن کر نیا نیا آیا تھا۔ ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ عجیل نے اپنے ایک ساتھی کو آنکھوں ہی ...ں اشارہ کیا کہ وہ ایک کلاشنکوف پر تو قبضہ کر لے۔ یہ اشارہ اس نے عاشق کو کیا تھا۔ عاشق کو ...جیپ میں ایک کلاشنکوف رکھی ہوئی ہے۔ وہ اسے لانے کے ارادے سے دروازے کی جانب ...عاشق کا راستہ سلیل نے روک لیا۔ "تم جیپ میں سے کلاشنکوف لانے کے لئے جا رہے

ہونا......؟ میں نے اسے جیب سے نکال کر ایک جگہ چھپا دیا ہے۔"
عاشق اس کی بات سن کر ششدر رہ گیا۔ "تم نے کیسے اندازہ کر لیا کہ میں کلاشنکوف لانے جا رہا ہوں۔"

"میں نے تمہارے ارادے کو تمہارے چہرے پر پڑھ لیا تھا۔ تم اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو جاؤ...... شیخ صاحب! آپ اپنی بیٹی کو لے کر ادھر آ جائیں...... عجیل! تم کان کھول کر سن لو...... تم یہ سمجھتے ہو کہ کلاشنکوف کے زور پر تم مجھے اور شیخ صاحب کو بے بس کر کے قتل کر دو گے...... پھر ان کی بیٹی کی بے حرمتی کرو گے، غلطی پر ہو...... میں چاہوں تو کلاشنکوف اٹھا کر تم سب کو بھون سکتا ہوں۔ لیکن میں قانون کو ہاتھ میں نہیں لوں گا۔"

"آپ کلاشنکوف اٹھا لیں۔" جمیلہ نے اپنی جگہ سے چیخ کر کہا۔ "آپ اسے کیوں نہیں اٹھاتے ہیں؟"

"اس لئے کہ یہ کلاشنکوفیں ناکارہ ہیں۔ اب یہ کسی کام کی نہیں رہی ہیں۔" سلیل نے کہا۔ "اب یہ صرف کھلونے ہیں۔"

"یہ آپ کس بنا پر کہہ رہے ہیں؟" جمیلہ نے حیرت سے پوچھا۔ "ابھی تو آپ نے کہا کہ میں چاہوں تو ان سے انہیں بھون سکتا ہوں۔ ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ناکارہ ہیں۔ اب صرف کھلونے ہیں، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔"

"بی بی! بات صرف اتنی سی ہے کہ یہ صرف میرے ہاتھ میں قابل استعمال ہیں۔ کیا آپ کو میری بات کا یقین نہیں آ رہا ہے؟"

"جی ہاں۔" جمیلہ نے اپنا سر ہلایا۔ "آپ کی باتیں نہ صرف عجیب ہیں بلکہ میری سمجھ سے بالا ہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"اس دنیا میں سب کچھ ہو سکتا ہے۔" سلیل نے کہا۔ "کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ ابھی میری بات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔"

سلیل نے ان تینوں کلاشنکوفوں میں سے ایک کلاشنکوف اٹھا لی۔ پھر وہ عجیل کی طرف اچھال دی۔ عجیل نے اسے فضا میں ہی تیزی سے پکڑ لیا۔ کلاشنکوف اس کے ہاتھ میں آتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ حیرت و خوف کی جگہ درندگی ابھر آئی۔ اس کے ساتھی بھی خوش ہو گئے۔ دونوں کلاشنکوفیں بھی سلیل نے اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر دے دیں۔

ان تینوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں آتے ہی وہ شیر ہو گئے۔ انہیں یقین نہیں آیا۔ جمیلہ اور صاحب کے چہرے سفید پڑتے چلے گئے۔ وہ حیرت اور دہشت سے ان بدمعاشوں کو دیکھنے لگے۔ درندوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔

عجیل کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے سلیل کو نشانے کی زد میں لیتے ہوئے استہزائیہ انداز سے کہا۔ "شکریہ میرے احمق دشمن! تم نے خود اپنی موت کو دعوت دی۔ اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری۔ ہماری مشکل آسان کر دی۔"



"زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔" سلیل نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "جب تک اس کا حکم ...ہمارا بال تک بیکا نہیں کر سکتے ہو۔ ان کھلونوں سے ہمیں ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی کوئی ...نہیں ہے۔"

...خدا......" وہ تمسخر سے بولا۔ "تمہاری زندگی اور موت اب میرے ہاتھ میں ہے، اب خدا میں ...میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خدا تمہیں کیسے بچاتا ہے...... یہ کھلونے نہیں ہیں موت کے فرشتے ہیں۔ ...بالکل نئی اور جدید ترین بندوقیں ہیں۔ انہیں کلاشنکوف کہا جاتا ہے۔ یہ روس سے افغانستان آئی ہیں۔ ...ہمارے ملک میں انہیں متعارف نہیں کرایا گیا ہے۔ یہ بالکل نئی اور جدید ترین ایجاد ہے۔ بہت قیمتی ...ہیں۔ ہم انہیں آج صبح بھی چلا کر دیکھ چکے ہیں۔ اس کا ایک برسٹ دس آدمیوں کو بیک وقت موت ...مار سکتا ہے۔ یہ کھلونے ہیں یا اصلی، ابھی تمہیں پتا چل جائے گا۔"

"تم فرعون بن کر بات کر رہے ہو عجیل!" سلیل نے بڑے سکون اور اطمینان سے کہا۔ "تم خود ...لو گے کہ اوپر والا ہمیں کیسے بچاتا ہے اور تمہیں کیسی عبرت ناک اور اذیت ناک سزا دیتا ہے۔ تمہیں ...اس اسلحے پر ہے اور مجھے بھروسا اوپر والے پر ہے۔ تم بھی دیکھو گے اور میں بھی دیکھوں گا۔ جیت ...کی ہوتی ہے۔"

"میں تمہیں سب سے پہلے ختم کروں گا۔" عجیل نے سفاک لہجے میں کہا۔ "اس لئے کہ تم ایک ...خطرناک شخص ہو۔ میں نے سنا تھا کہ کالام میں جادوگر ہوتے ہیں، تم بھی شاید جادوگر ہو۔ تم نے ...جادو کے زور پر ہم سب کے بارے میں معلوم کر لیا۔ تمہیں سب سے پہلے میں اس لئے ختم کرنا ...ہوں کہ تم موذی ناگ ہو۔ تم زندہ رہے تو ہمیں ڈس لو گے۔"

...ل نے اتنا کہہ کر اس کے سینے کا نشانہ لیا۔ عابر نے کہا۔ "باس! ایک منٹ! ابھی اسے ختم نہ ..."

...ل نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔ "وہ کس لئے......؟ اسے زندہ چھوڑنا ہمارے لئے ...لغزی کر سکتا ہے۔"

"اس لئے کہ ہم اس کے مرنے سے پہلے ایک خوبصورت، رنگین اور سنسنی خیز کھیل کیوں نہ ...؟" عابر نے کہا۔

"کیسا کھیل......؟" عجیل نے متعجب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ "میں تمہاری بات سمجھا ...صاف صاف کہو۔"

"اس لڑکی کے ساتھ جو کھیل آپ اور ہم کھیلیں گے وہ کھیل یہ اور اس کا باپ بھی دیکھ لیں۔ پھر ہم ...ختم کر دیں گے۔"

"یہ بات تو میں بھول ہی گیا تھا۔" عجیل چونک کر بولا۔ "اچھا ہوا تم نے مجھے یاد دلا دیا۔ اب کھیل ...ہونا چاہئے۔ اس لڑکی کو درمیان میں لاؤ...... میں اسے اپنے ہاتھوں سے بے لباس کروں گا۔"

...ل لپک کر باپ بیٹی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ وہ ان کے لئے ڈھال بن گیا۔ شرافت آگے

بڑھا۔اس نے سلیل کے سینے پر کلاشنکوف کی نالی رکھ دی۔پھر سلیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال ک
غرایا۔"او کتے کے بچے......سامنے سے ہٹ جا......"

سلیل نے کلاشنکوف کی نالی پکڑ کر اس کے ہاتھ سے کلاشنکوف چھین کر فرش پر پھینک دی۔شرافت
دیکھتا ہی رہ گیا۔پھر اس نے شرافت کو دونوں ہاتھوں سے اس طرح اوپر اٹھالیا جیسے وہ پلاسٹک کی گڑ
ہو۔پھر اسے فضا میں اچھال دیا۔وہ دھپ سے فرش پر آ گرا۔گرتے ہی اس کے منہ سے ایک کراہ نکلی
پھر وہ درد اور تکلیف سے چیخا اور ڈگمگاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا......وہ بری طرح دہشت زدہ سا ہو گیا۔اس
کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں۔اس کے دل میں ایسا ڈر اور خوف سمایا کہ اس کا بدن لرزنے لگا۔اسے یقین
نہیں آیا کہ اسے کوئی آسانی سے اٹھا کر اس طرح پھینک بھی سکتا ہے۔وہ پونے چھ فٹ اور بھاری بھر
جسم کا تھا۔

باپ اور بیٹی نے یہ منظر بڑی حیرت سے دیکھا۔ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے۔انہیں یقین
نہیں آیا کہ سلیل اس بدمعاش کو اس طرح اٹھالے گا جیسے وہ کھلونا ہو اور اسے ایک کھلونے کی طرح
پھینک بھی دیا تھا۔

عجیل اور اس کے دونوں ساتھی دنگ رہ گئے۔پھر عجیل کا چہرہ لال ہو گیا۔اس نے کلاشنکوف کا رخ
سلیل کی طرف کر کے اس کی لبلبی پر انگلی رکھی اور دبایا۔کلاشنکوف چلی نہیں۔اس نے برسٹ مارنے کی
بہت کوشش کی لیکن وہ ناکارہ ہو گئی تھی۔پھر اس نے اپنی کلاشنکوف پھینک کر باری باری ساتھیوں سے
کلاشنکوف لے کر چلائی۔ان میں سے ایک گولی بھی نہیں نکل سکی۔عجیل اور اس کے ساتھیوں کے چہرو
اور آنکھوں میں جو درندگی اور سفاکی تھی اس کی جگہ حیرت اور دہشت نے لے لی۔ان کی کچھ سمجھ میں
نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہے۔ان کی حالت اس وقت مردوں سے بھی بدتر ہو رہی تھی۔

سلیل نے شرافت کی کلاشنکوف فرش پر سے اٹھالی۔پھر اس نے عجیل سے کہا۔"میں نے تم سے
بات کہی تھی اسے تم نے مذاق سمجھا...... یہ تمہارے لئے کھلونے ہیں اور میرے لئے اسلحہ ہے اب تم ذ
اس کا مظاہرہ دیکھو۔"

سلیل نے ایک جانب رخ کر کے برسٹ مارا خیمے کے پردے میں بہت سارے سوراخ ہ
گئے۔یہ دیکھ کر ان چاروں کے اوسان خطا ہو گئے۔ان کی حالت مردوں سے بھی بدتر ہو رہی تھی۔وہ خو
پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگے۔

چند ثانیوں کے بعد عجیل نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔"تم تینوں جا سکتے ہو۔"
"ہمیں تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"سلیل نے کلاشنکوف کو فرش پر پھینکتے ہوئے کہا۔
ہم جا رہے ہیں لیکن میں یہ بات جانتا ہوں کہ اب بھی تمہارے دل میں شیطانی بھری ہوئی ہے۔تم
منصوبہ بنا رہے ہو کہ کسی طرح سے تم مجھے اور شیخ صاحب کو نشانہ بنا دو...... پھر جمیلہ کو یرغمال بنا کر دل کے
ارمان پورے کرو۔ابھی بھی تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آئی ہے۔"

عجیل کا چہرہ متغیر ہو گیا۔"تم......تم قیاس کی بنا پر کہہ رہے ہو۔اب میرے ایسے کوئی ارادے نہیں



تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ تمہارے دل میں جو کچھ ہے اور جو تم سوچ رہے ہو مجھے اس کی خبر
ہے۔یہ سب کچھ لاحاصل ہے۔تمہاری کوئی حرکت ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہے۔ہمیں قابو میں نہیں
کر سکتے۔اگر تم نے کوئی شیطانی کی تو یاد رکھو میں تم چاروں کو ایسی عبرت ناک اور اذیت ناک سزا دوں گا
کہ زندگی یاد رکھو گے۔موت مانگو گے تو تمہیں موت بھی نصیب نہیں ہو گی۔"سلیل نے کہا۔

سلیل نے اپنی بات ختم کر کے گھوم کر باپ بیٹی کی طرف دیکھا۔"چلئے شیخ صاحب! ہم لوگ چلتے
ہیں۔"

وہ تینوں دروازے کی طرف بڑھے۔انہوں نے چند قدم طے کئے ہوں گے کہ عجیل نے اپنے
ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ وہ کلاشنکوفیں اٹھا کر سلیل پر حملہ آور ہو جائیں۔اس نے وہ کلاشنکوف اٹھالی جس
سے سلیل نے فائر کیا تھا۔جمیلہ باپ کے پیچھے چل رہی تھی۔ان بدمعاشوں نے لپک کر جمیلہ اور شیخ
صاحب کو ایک طرف ہٹا کر دھکا دیا۔سلیل کو گھیر لیا۔عجیل نے کلاشنکوف کی لبلبی دبائی۔اس میں سے ایک
گولی بھی نہیں نکلی۔پھر ان چاروں نے بیک وقت سلیل پر حملہ کر دیا۔

سلیل ان بدمعاشوں سے غافل نہیں تھا۔وہ ان کے حملے سے قبل ہی تیزی سے ان کی طرف گھوم
گیا۔جمیلہ اور شیخ صاحب ایک طرف کھڑے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ سلیل کس طرح بیک وقت
چاروں سے نبرد آزما ہے۔دو بدمعاشوں نے اپنی اپنی کلاشنکوف کے بٹ سلیل کے سر اور اس کی پیٹھ
پر پوری طاقت سے دے مارے۔سلیل پر کوئی اثر نہ ہوا۔عجیل اور شرافت نے سامنے سے سلیل پر حملہ
کیا۔سلیل نے ان کے وار اپنے ہاتھوں پر روکے،چشم زدن میں ان دونوں سے ان کی کلاشنکوفیں چھین
کر ایک طرف پھینک دیں۔پھر انہیں بالوں سے پکڑ کر ان کے سر ٹکرائے۔پھر ان کے بال چھوڑ دیئے۔
ان کی کھوپڑیاں بج اٹھی تھیں۔وہ ڈگمگائے اور فرش پر آ رہے۔

پھر سلیل ان دونوں کی جانب تیزی سے پلٹا۔ان دونوں کی حالت یہ دیکھ کر دگرگوں ہونے لگی
کہ ان کے حملوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔سلیل کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو نہ صرف اس کا سر پھٹ
کر بھیجا باہر نکل آتا۔اور پھر اس کی پیٹھ کی ہڈیاں بھی ٹوٹ جاتیں اور دم بھی نکل جاتا۔جب ان
دونوں نے سلیل کے سر اور پیٹھ پر کلاشنکوف کے بٹ مارے تھے انہیں ایسا لگا تھا جیسے اس کا جسم گوشت
کا نہیں بلکہ پتھر کا ہے۔

سلیل نے ان دونوں بدمعاشوں کو گریبان سے پکڑ کر اوپر اٹھایا۔اس کے دائیں ہاتھ میں ایک
اور دوسرے ہاتھ میں دوسرا بدمعاش تھا۔اس نے دائیں ہاتھ والے بدمعاش کو زمین پر پوری
قوت سے گیند کی طرح دے مارا۔پھر دوسرے بدمعاش کو بھی اسی طرح زمین پر دے مارا۔
وہ دونوں درد اور تکلیف سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔نہ صرف ان کا سر پھٹ کر خون
بہہ رہا تھا بلکہ ان کے جسم کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئی تھیں۔وہ کراہنے لگے تھے۔سلیل نے اسی پر اکتفا نہیں
کیا۔اس نے پہلے عجیل اور شرافت کی درگت بنائی۔ان پر نیم بے ہوشی طاری تھی۔اس نے دونوں کے

ہاتھ پیروں کو گاجر مولی کی طرح توڑ کر رکھ دیا۔ ان کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو توڑ کر معذور اور اپاہج کر دیا تھا۔ پھر اس نے ان دونوں بدمعاشوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔ انہوں نے دل خراش چیخوں سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ان کی چیخیں سننے والا کوئی نہیں تھا۔

جمیلہ اور شیخ صاحب حیرت، خوف اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے سلیل کو دیکھ رہے تھے۔ جوان کے لئے کسی مسیحا کی طرح تھا۔ ایک غیر معمولی انسان، غیر معمولی طاقت ور، حیرت انگیز طور ناقابل یقین...... انہیں یہ سب کچھ ایک خواب کی طرح لگ رہا تھا۔ انہیں ان درندوں کے ہاتھوں سے بچنے کی ایک فیصد امید بھی نہ تھی۔

سلیل نے عجیل سے کہا۔ "تم نے اپنے ظلم و ستم، گھمنڈ اور غرور کا انجام دیکھ لیا؟ کہاں گئی تمہار طاقت......؟ تم نے خدا کے وجود سے انکار کیا تھا...... تم طاقت کے نشے میں یہ بھول گئے تھے کہ مار والے سے بچانے والا بڑا ہوتا ہے۔ ان شریف باپ بیٹی کی عزت اور جان کے درپے ہو گئے تھے۔ لیک اب بازی الٹ چکی ہے۔ اب تم ہمارے رحم و کرم پر ہو...... بتاؤ...... تمہارے ساتھ کیا کیا جائے؟"

عجیل نے درد اور تکلیف سے کراہتے اور تڑپتے ہوئے جواب دیا۔ "تم نے میرے جسم ہڈیاں...... دونوں ہاتھوں اور پیروں کو توڑ کر رکھ دیا...... اب بھی تم پوچھتے ہو کہ کیا کیا جائے؟"

"آپ ان چاروں کو گولی مار کر ختم کر دیں۔" جمیلہ نے ان درندہ صفت بدمعاشوں کی طر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ چاروں موذی سانپ ہیں۔ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں زندہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ زندہ ر تو پھر ڈس لیں گے...... یہ ذلیل انسان میرے باپ کے سامنے میری بے حرمتی کرنا چاہتے تھے۔ ان باپ بیٹی کے رشتے کا تقدس بھی نہیں رہا...... انہیں جان سے مار ڈالیں۔ ان کے جسم کے ٹکڑے کے کتوں کو کھلا دیں۔"

"آپ بہت جذباتی ہو رہی ہیں۔" سلیل نے کہا۔ "اگر ہم انہیں گولی مار دیں گے تو ان کی مو اور زندگی آسان ہو جائے گی...... ایک طرح سے ان پر ایک احسان ہوگا...... ان کی سب سے بڑی سز ہے کہ یہ زندہ رہیں۔ اس طرح یہ ساری زندگی اذیتناک اور اپاہج کی زندگی گزاریں گے...... درد و تکل سے تڑپتے اور سسکتے رہیں گے۔ ان کے لئے اس سے بڑی سزا کوئی اور نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا انہیں ز ہی رہنے دیں۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں بیٹی!" شیخ صاحب نے تائیدی لہجے میں کہا۔ "ان درندوں کا زندہ رہ کے لئے کسی دردناک عذاب سے کم نہیں ہوگا۔ یہ ہزار مرتبہ مر مر کے جیتے رہیں گے۔ ان کے لئے سے بڑی سزا کوئی اور نہیں۔ ...... یہ اسی سزا کے مستحق ہیں۔"

"ہم لوگ جا رہے ہیں۔" سلیل نے عجیل سے کہا۔ "پولیس کو تم لوگوں کے بارے میں اط دے دوں گا۔ وہ تم لوگوں کو آ کر لے جائیں گے اور جیل میں سڑائیں گے۔ دو سزائیں ایک ساتھ گے۔ قانون کے نزدیک تمہارے جرائم ناقابل معافی نہیں ہیں۔"



سلیل ان دونوں کو ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ گہرے سکوت میں ان چاروں کی دردناک چیخیں ...ے رہی تھیں۔ کچھ دور تک تینوں خاموشی سے چلتے رہے۔ جمیلہ ایک طرف بہت خوش تھی۔ دوسری ...وہ یہ سوچ کر کانپ جاتی تھی کہ اگر وہ بدمعاش اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب ہو جاتے تو...... نہ ...وہ عزت بلکہ باپ کی زندگی سے محروم ہو جاتی اور پھر اسے بے عزت کرنے کے بعد اسے بھی ...ی نیند سلا دیتے۔ اس شخص نے آ کر نہ صرف ان کی عزت بلکہ جان بھی بچا دی۔ لیکن وہ بھی ...در بھی کہ...... کیا ایک انسان اس قدر غیر معمولی طاقت اور مضبوط جسم کا مالک بھی ہو سکتا ہے کہ اس ...وف کی کاری ضرب بھی اثر نہ کر سکی۔ اس کے لئے اس سے زیادہ حیران کن بات یہ تھی کہ وہ اس کا ...اس کے باپ کا نام اور ان کے پیشوں سے بھی واقف تھا۔ بدمعاشوں کے بارے میں ایک ایک بات ...واقف تھا۔ اس نے اپنے باپ کے بشرے سے محسوس کیا کہ وہ بھی یہی کچھ سوچ رہے ہیں۔

شیخ صاحب نے چلتے چلتے سلیل کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔ "بیٹے! کیا تم ہمیں اپنے ...میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟"

سلیل ان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ "میرا نام سلیل ہے۔ میں ایک سیاح بھی ہوں اور کوہ پیما ... میں یہاں فلک سیر پہاڑ کی چوٹی سر کرنے کے لئے آج ہی پہنچا ہوں۔ اتفاق سے رات کے ...نے کے بعد چہل قدمی کرتا ہوا ادھر آ نکلا۔ خیمہ دیکھ کر قریب آیا۔ میں یہ سمجھا کہ کوہ پیماؤں کی جماعت ...شاید کیمپنگ کی ہے۔ جب میں خیمہ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا۔ بدمعاش آپ لوگوں کو پکڑ کر ...ہیں۔"

"لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تمہیں ہمارے اور ان بدمعاشوں کے نام وغیرہ کے بارے میں کیسے ...علوم ہوا؟" انہوں نے پوچھا۔

"میں خود بھی اس امر پر حیران ہوں۔" سلیل نے جواب دیا۔ "ایک نادیدہ آواز نے میرے دل ...آپ دونوں اور ان چاروں بدمعاشوں کے بارے میں بتایا۔ اس نادیدہ آواز نے جو کچھ بتایا وہ ...یہی تھا۔"

"اسے ٹیلی پیتھی کہتے ہیں۔" شیخ صاحب نے کہا۔ "تم شاید ٹیلی پیتھی کے علم سے واقف معلوم ... کیوں؟"

"میں نے یہ علم نہیں سیکھا ہے۔" سلیل نے جواب دیا۔ "قدرتی طور پر میں اس علم کو جانتا اور ...کرتا ہوں۔ جب میں کسی کی طرف دیکھتا ہوں اور اس کے بارے میں سوچتا ہوں تو میرے ذہن ...کے بارے میں تمام باتیں ایک ایک کر کے آ جاتی ہیں۔ اس کی سوچ کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ میں ...نے اس علم کے بارے میں آج تک کسی کو نہیں بتایا۔ صرف آپ کو بتایا ہے۔ میں نے اپنے اس علم ...بہت سارے لوگوں کو ظلم و ستم سے نجات دلائی ہے۔"

"اچھا میرے ایک اور سوال کا جواب دے دو تو تمہاری بڑی نوازش ہوگی۔" شیخ صاحب نے کہا۔ ...بدمعاش نے تمہارے سر کے پچھلے حصے پر پوری قوت سے کلاشنکوف کا بٹ دے مارا۔ تمہاری جگہ

کوئی اور شخص ہوتا تو اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔ لیکن تم پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ دوسرے بد معاش نے تمہاری پیٹھ پر اسی وقت کلاشنکوف کا بٹ پوری قوت سے دے مارا۔ تمہارے جسم کی ایک ہڈی بھی نہیں ٹوٹی، نہ چٹخی؟"

"آپ نے ان بدمعاشوں کو ہاتھوں میں اس طرح اور اس آسانی سے اٹھا لیا جیسے وہ کرکٹ کی گیند ہوں۔ اس طرح انہیں زمین پر دے مارا جیسے کوئی کھلاڑی گیند زمین پر مارتا یا پھینکتا ہے؟" جمیلہ نے کہا۔

"مجھے ایسے خطوں میں جہاں پہاڑ اور جنگلات ہیں، انواع واقسام کی ایسی جڑی بوٹیاں ملی تھیں جن کے کھانے سے انسان کا جسم غیر معمولی طور پر سخت مضبوط اور فولاد کی طرح ہو جاتا ہے اور اس کے اندر غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ جڑی بوٹیاں نایاب اور بے حد قیمتی ہوتی ہیں۔ میرے والد مرحوم نے مجھے ان جڑی بوٹیوں کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ کیسی اور کس قسم کی ہوتی ہیں۔ ان کی پہچان کیا ہے۔ انہیں کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک کو پیا کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے حد صحت مند، طاقت ور، اور مضبوط جسم کا مالک ہو۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے وہ جڑی بوٹیاں مل گئیں۔ جن کے استعمال سے آج میں ایک مضبوط جسم اور غیر معمولی طاقت کا مالک ہوں۔"

"اللہ تمہارے اس علم اور طاقت میں اور بے پناہ اضافہ کر دے، تاکہ تم اسی طرح مظلوموں کی مدد کرتے رہو۔" شیخ صاحب نے اسے پرستائش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ تم نے اپنے علم اور طاقت سے ہماری مدد کی۔ تم نے جو نیکی کی ہے اس کا اجر تو تمہیں اللہ دے گا۔ تم نے اس علم اور طاقت سے نیکی کی اور مشن جاری رکھا تو یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ علم کی یہ صلاحیت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ اللہ کرے زور بازو اور زیادہ......"

"میرا خیال ہے کہ میں نے کبھی آپ جیسے شخص کے بارے میں نہ کہیں پڑھا ہے اور نہ سنا ہے۔" جمیلہ نے کہا۔ "آپ اس صدی کے حیرت انگیز، مافوق الفطرت اور بے مثال شخص ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں صدیوں پہلے کے دور میں پہنچ گئی ہوں۔ جہاں محیر العقول قسم کے جادوگر اور عجیب وغریب شخصیت کے مالک ہوتے تھے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ آپ دیومالائی کہانیوں کا کردار ہیں۔ اگر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سنا نہ ہوتا تو میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ ایک شخص ہے جو ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ اس دنیا اور اس دور میں موجود ہے۔"

سلیل مسکرایا۔ "اب آپ کی رہائش گاہ قریب آ گئی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں جا کر آرام کروں...... اور ہاں...... اب آپ کو کسی بات کے ڈر اور خوف کی ضرورت نہیں ہے۔ دل میں جو وسوسے اور اندیشے ہیں وہ دل سے نکال دیں۔ دشمن اس قابل نہیں رہا ہے کہ برسوں تک ہل جل سکے۔ پولیس کو یہ جو بیانات دیں گے پولیس ان کی کسی بات کا یقین نہیں کرے گی۔ بالفرض محال پولیس نے یقین کر لیا اور آپ لوگوں سے رابطہ کیا تو آپ یہ کہیں کہ یہ چاروں بدمعاش جمیلہ کے حصول کے لئے آپس میں لڑ پڑے اور اپنی ہڈیاں تڑوا لیں۔ بات بن جائے گی۔"



"کاش! ہم آپ کے احسان کا صلہ دے سکتے۔" جمیلہ نے اس کی طرف ممنون نگاہوں سے کہا۔

"مجھے میرا صلہ مل گیا۔" سلیل نے ایک دل کش مسکراہٹ سے کہا۔ "مجھے آپ لوگوں کی مدد کر کے جو خوشی ملی ہے میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ خوشی ہی میرے لئے بہت بڑا صلہ ہے۔"

سلیل، باپ بیٹی کو رخصت کر کے ہوٹل آیا۔ اس کا چہل قدمی کے لئے جانا مفید ہی رہا تھا۔ اسے ایک نادیدہ طاقت کشاں کشاں اس طرف لے گئی تھی تاکہ وہ ان کی مدد کر سکے۔ یہ پہلی ... ہوا تھا۔

★......★......★

صبح وہ بیدار ہو کر منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کرنے کے لئے ڈائننگ ہال میں آیا۔ دو تین میزوں پر لوگ ... ئے تھے۔ ایک میز پر ایک نوجوان امریکی جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی خوبصورت تھے۔ ... مادے سے لگ رہے تھے۔ اس ہال میں جتنے لوگ بیٹھے تھے وہ ان کی نگاہوں کی توجہ کا مرکز بن ... ان کی شخصیت ہی کچھ ایسی تھی کہ لوگ اس کی طرف پرستائش نظروں سے دیکھنے کے لئے مجبور ... تے تھے۔

... وقت وہ چائے پی رہا تھا اس نے ایک افغانی کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کا قد سوا ... تھا۔ وہ اپنی وضع قطع اور چہرے مہرے سے جرائم پیشہ لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے وحشیانہ پن ... رہا تھا۔ اور چہرے پر سفاکی تھی۔ اس کے کندھے سے بندوق لٹک رہی تھی۔

اس شخص نے ہال کا جائزہ لیا، پھر وہ اس میز کی طرف بڑھ گیا جس پر امریکی جوڑا بیٹھا ہوا تھا۔ اس ... نے اس شخص کو دیکھا تو ان کے چہرے دمک اٹھے۔ ان دونوں نے کھڑے ہو کر اس کا بڑا ... اور گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس افغانی نے میاں بیوی سے باری باری ہاتھ ملایا۔ پھر وہ کرسی ... بیٹھ گیا۔ امریکی مرد نے ویٹر کو بلا کر اپنے مہمان کے لئے پرتکلف ناشتا منگوایا۔ وہ تینوں ناشتے ... ان گفتگو کرتے رہے۔ افغانی بڑے شستہ لہجے میں فر فر انگریزی زبان بول رہا تھا۔

... ناشتے سے فراغت پانے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ امریکی جوڑا بھی کھڑا ہوا۔ پھر وہ امریکی جوڑا ... کو اپنے ساتھ لے کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر کے بعد سلیل اپنی ... اٹھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اس امریکی جوڑے کے کمرے کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔

... ثانیوں کے بعد دروازہ کھلا۔ عورت سلیل کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے حیرت اور سوالیہ ... سلیل کی طرف دیکھا۔ "فرمایئے...... میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟" اس نے اپنی ... میں کہا۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟" سلیل نے صاف وشستہ انگریزی زبان میں کہا۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے؟" عورت نے اسے ساکت پلکوں سے دیکھا۔ "آپ کیا ہیری سے ملنا ... میں نے آپ کو تھوڑی دیر پہلے ڈائننگ ہال میں دیکھا تھا؟ آپ بھی شاید اسی ہوٹل میں

ٹھہرے ہوئے ہیں؟"

"جی ہاں...... میں مسٹر ہیری سے ملنا چاہتا ہوں۔" سلیل نے جواب دیا۔ "میں وہی شخص ہوں جسے آپ دیکھ چکی ہیں۔ میں بھی اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں...... میرا کمرہ نمبر اکیس ہے۔"

"اندر آجائیں۔" عورت نے ایک طرف ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔ "ہیری مہمان سے باتیں کر رہے ہیں۔"

سلیل کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے دیکھا ہیری صوفے پر افغانی سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ ان دونوں نے توقف کر کے سلیل کو دیکھا۔ عورت دروازہ بند کر کے مڑی اور ہیری کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ! یہ جناب تم سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔"

سلیل نے ہیری کے پاس جا کر اس سے اپنا تعارف کرایا۔ "میرا نام سلیل ہے میں بھی ایک سیاح ہوں۔"

"میرا نام ہیری ہے۔" ہیری نے سلیل کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ "آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟"

افغانی نے سلیل کو بڑی ناگواری اور خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے ہیری سے کہا۔ "اس شخص سے کہو کہ یہ کسی اور وقت آ کر تم سے مل لے، ہم دونوں بہت ضروری باتیں کر رہے ہیں۔"

ہیری نے سلیل سے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ دو بجے دن کے وقت ملاقات کر لیں؟"

"میں ایک ایسے ضروری کام سے آیا ہوں جس میں آپ میاں بیوی کا فائدہ ہے۔" سلیل نے کہا

"کیسا فائدہ......؟" ہیری نے سلیل کو حیرت سے دیکھا۔ "کیا آپ بھی......؟" اس نے اپنا فقرہ ناتمام چھوڑ دیا۔

"میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو شاہ باز خان سے ہیروئن خریدنے کے لئے باز رکھوں۔" سلیل نے کہا۔

ہیری، عورت اور شاہ باز خان اس کی باتیں سن کر بڑے زور سے چونکے۔ شاہ باز خان کا چہرہ لال ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ وہ غرایا۔ "تم کون ہوتے ہو ہمارے معاملات میں دخل دینے والے؟"

"آپ کو کس نے بتایا کہ میں شاہ باز خان سے ہیروئن خرید رہا ہوں؟" ہیری کا چہرہ زرد پڑ گیا

"آپ شاہ باز خان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ سیاحوں کے ہاتھ ہیروئن بیچتا ہے۔ لیکن آپ اس کی فطرت اور اصلیت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ شخص ایک نمبر فراڈی ہے، دھوکے باز ہے۔ یہ سیاحوں کو بے وقوف بنا رہا ہے۔ آپ اس سے سودے بازی نہ کریں۔

ہیری کا چہرہ فق ہو گیا۔ اس نے اگلے لمحے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ "آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کس نے آپ کو بتایا ہے۔ میں اس شخص سے ہیروئن خرید رہا ہوں؟ یہ جھوٹ ہے۔" ہیری نے تکرار کی۔



"کسی کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" سلیل کہنے لگا۔ "یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ شاہ باز خان منشیات فروش ہے۔ اس کا تعلق اسمگلروں کے گروہ سے ہے۔ لیکن یہ بے ایمان شخص ہے۔ اس کی سودے بازی میں دیانت داری نہیں کی۔ وہ اس چکر میں ہے کہ آپ سے دس ہزار ڈالر لے کر فرار ہو جائے۔ آپ کو ہیروئن کے بجائے سفید پوڈر دے دے۔ اور پھر اس نے آپ کی اہلیہ کو اور میرا اغوا کر کے مردان لے جانے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ آپ اس کے سائے سے بھی بچیں۔"

شاہ باز خان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے سے چقندر کی طرح ہو گیا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔ اس نے بندوق اٹھا کر سلیل پر تان لی۔ "دفع ہو جاؤ۔ ورنہ تمہیں شوٹ کر دوں گا۔"

کمرے کی فضا ایک دم سے بدل گئی۔ تناؤ کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ڈورس اور ہیری نے چونک کر ... اور خوف سے شاہ باز خان کی طرف دیکھا۔ انہیں اس کے بشرے سے ایسا لگا جیسے وہ واقعی سلیل کو گولی مار دے گا کیوں کہ وہ سلیل کی باتیں سن کر غصے سے بے قابو ہو گیا تھا۔ ان دونوں نے سنا ہوا تھا کہ افغانی اور پٹھان لوگ اپنے مزاج کے خلاف کوئی سخت بات سنتے ہیں تو مشتعل ہو جاتے ہیں اور بات بات پر بندوق نکال لیتے ہیں اور خون خرابا کرنے سے باز نہیں آتے ہیں۔ انہیں اب تک ایسی کوئی بات دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ ان دونوں نے دوران سفر اور سیاحت کرتے ہوئے اس علاقے کی قوم کو غیرت مند، پرخلوص اور سادہ مزاج پایا تھا۔ سلیل نے چونکہ اس کی شخصیت کے بارے میں اس کے منہ پر بڑی صاف گوئی سے کہہ دیا تھا اس لئے اسے یہ باتیں برداشت نہ ہو سکی تھیں۔

ان دونوں میاں بیوی کو یہ دیکھ کر بھی سخت تعجب ہوا تھا کہ سلیل بڑے سکون واطمینان سے بندوق کے سامنے سینہ تانے کھڑا ہوا ہے۔ اس پر خوف یا گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ تھے...... سلیل بھی دراز قد اور ... جسم کا مالک تھا لیکن وہ دیوپیکر شاہ باز خان کے سامنے ایک بچے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

"شاہ باز خان!" سلیل نے اسے بڑے پرسکون لہجے میں مخاطب کیا۔ "اس قدر برہم ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے تمہارے بارے میں جو کچھ کہا ہے کیا وہ غلط ہے! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم دس ہزار ڈالر کے عوض ہیروئن دینے کے بجائے سفید پوڈر نہیں دے رہے ہو؟ کیا تم نے اس کی ... اور ڈورس کے اغوا کا منصوبہ نہیں بنایا ہوا ہے؟"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بکواس کر رہے ہو۔" شاہ باز خان مشتعل ہو گیا۔ "مجھ پر الزام تراشی کر ... میں تمہیں جانتا تک نہیں ہوں۔ میں آج تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ تم میرے بارے میں کیا جان سکتے ہو؟"

"جھوٹ کیا ہے سچ کیا ہے یہ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔" سلیل نے جواب دیا۔ "تم مجھے نہیں جانتے ... یہ سچ ہے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، کیوں کہ تمہیں بہت سارے لوگ جانتے ہیں۔ تم ... شیطان کی طرح مشہور ہو۔ میں تمہارے بارے میں اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں...... اگر میں الزام ... لگا رہا ہوں تو تم اسے غلط ثابت کر دو۔ ہمیشہ سودا اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے ہوتا ہے۔ تم ہیری سے

دس ہزار ڈالر پیشگی کیوں لے رہے ہو؟ ایسا کہیں ہوتا ہے۔ اگر تم سچے ہو ایمان دار آدمی ہو تو ادھر مال رکھو اور ہاتھوں ہاتھ رقم لے کر جاؤ۔"

"میں جس طرح بھی سودا طے کروں تمہیں اس سے کیا۔ میں جانوں اور مسٹر ہیری جانیں۔" شاہ باز خان چڑ کر بولا۔ "اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ میں نے مسز ڈورس کو اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔"

"لیکن میں یہ سودا ایسے ہونے نہیں دوں گا۔ کیوں کہ تمہارے دل میں کھوٹ ہے اور اب ہیری بھی مال لئے بغیر تمہیں ایک ڈالر بھی نہیں دیں گے......" سلیل نے کہا۔ "مسز ڈورس کو اغوا کرنے کے منصوبے کے بارے میں میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے تین ساتھی ہیبت خان، جلاد خان، اور زور خان اس گاڑی کو اس وقت روک لیں گے جس میں دونوں میاں بیوی سوار ہوں گے۔ تم لوگ گن پوائنٹ پر مسز ڈورس کو لے جاؤ گے۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

شاہ باز خان کا چہرہ ایک لمحے کے لئے متغیر ہو گیا۔ پھر اس نے خود پر قابو پا لیا۔ لیکن اس کے چہرے پر حیرت جیسے چسپاں ہو گئی۔ وہ بھونچکا سا ہو رہا تھا کہ سلیل کو اس کے منصوبے کے بارے میں کیسے پتا چلا۔ اس نے کیسے جان لیا کہ وہ ہیری سے دھوکے بازی کر رہا ہے۔ یہ کون مردود ہے جو کباب میں ہڈی بن گیا ہے۔

"تم میرے خلاف ہیری کو اس لئے بھڑکا رہے ہو کہ اپنا الو سیدھا کر سکو...... اسے مجھ سے بدظن کر سکو...... تم ایک جواری کی طرح گہری چال چل رہے ہو کہ جب تم ہیری اور اس کی بیوی کو اپنے اعتماد میں لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ تب اس کی رقم اور حسین و جمیل بیوی پر ہاتھ صاف کر سکو۔" شاہ باز خان نے تڑختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نہ تو تمہاری طرح منشیات فروش ہوں نہ منشیات کا اسمگلر ہوں اور نہ ہی جرائم پیشہ ہوں۔ تم افغانیوں اور پٹھانوں کی روایات کے خلاف ہو اور ان کے کردار پر ایک بدنما داغ ہو۔ پٹھان قوم کا ہر فرد سچا کھرا اور قول کا پکا ہوتا ہے۔ وہ اپنی زبان اور وعدے کا پاس کرتا ہے۔ چاہے اس کی جان کیوں نہ چلی جائے۔"

"کیا میں پٹھان نہیں ہوں......؟" شاہ باز خان نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورا۔ "تم نے کیسے اندازہ کر لیا کہ میں ان دونوں کو دھوکا دے رہا ہوں...... ذلیل آدمی! تم میری غیرت کو للکار رہے ہو۔"

"تم پٹھان نہیں ہو اور نہ ہی تم افغانی ہو......" سلیل نے کہا۔ "تم روسی ہو۔ تم نے ایک افغانی کا بہروپ بھرا ہوا ہے۔ تم مسلمان کا نام رکھ کر دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو۔"

"کیا کہا میں روسی ہوں؟" شاہ باز خان نے ایک بھونڈا قہقہہ لگایا۔ بڑے زور سے ہنسا۔ لیکن اس کا قہقہہ اور ہنسی بے جان سی تھی۔ "مجھے تم پاگل آدمی معلوم ہوتے ہو۔ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔"

"تمہارے پردادا افغانستان میں آ کر بس گئے تھے۔ تمہاری ماں بھی روسی تھی۔ مستقل رہائش، آب و ہوا ماحول کی وجہ سے تم مقامی باشندوں کی طرح دکھائی دینے لگے۔ ظاہر شاہ کی حکومت جانے کے بعد تم سخاوت سے شاہ باز خان بن گئے۔ پھر منشیات کے بین الاقوامی گروہ میں شامل ہو کر جرائم پیشہ بن گئے۔



کر افغانیوں کو بدنام کر رہے ہو...... یہ بات تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا ہے کہ تم روسی ہو۔"

شاہ باز خان اس طرح اچھل پڑا جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔ وہ ششدر ہو کر سلیل کو دیکھنے لگا۔ اس سے بندوق چھوٹتے چھوٹتے رہ گئی۔ اس کی پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ لیکن اس نے فوراً ہی خود پر ۔ وہ سلیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرایا۔ "کہیں تم کے بی بی کے آدمی تو نہیں ہو؟"

"نہیں......" سلیل نے سر ہلایا۔ "میں ایک سیاح اور کوہ پیما ہوں۔ میں یہاں فلک سیر پہاڑ کی رنے کے لئے آیا ہوں۔ چوں کہ مجھے کسی سے تمہارے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ تم جرائم پیشہ ے تعلق رکھتے ہو اور غیر ملکی سیاحوں کو دھوکا دیتے ہو...... تمہارے ہاتھوں غیر ملکی سیاح اور ان کی باد ہو چکی ہیں۔ اس لئے میں مسٹر ہیری کو تمہارے جال سے نکالنے کے لئے آ گیا۔ بہتر ہے کہ تم دو اور اس علاقے سے نکل جاؤ۔"

"میں تمہارا منصوبہ کامیاب ہونے نہیں دوں گا۔" شاہ باز خان نے پھر سلیل پر بندوق تان لی۔ " خلاف میاں بیوی کو بہکا اور ورغلا رہے ہو۔ تم بھی ایک اسمگلر ہو۔ تم یہ چاہتے ہو کہ اپنا ملاوٹ الا ہیری کے ہاتھ بیچ کر چلے جاؤ۔ کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو کہ میں اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا ہوں۔"

شاہ باز خان اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا اور حیران تھا کہ اس کے بارے میں یہ شخص کیسے اس شخص نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا۔ ایک بات بھی غلط نہ تھی۔ اس شخص ل میں بھنگ ملا دیا تھا۔ دونوں میاں بیوی اسے مشکوک نظروں سے گھور رہے تھے۔

"اب مسٹر ہیری فیصلہ کریں گے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔" سلیل نے کہا۔ "انہیں میری مدد کی ہیں ہے۔ تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا...... میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ لوگوں کو بے نایا جائے۔"

"میں اسی صورت میں رقم ادا کروں گا جب مال میرے سامنے رکھا جائے۔" ہیری نے کہا۔ "میں کروں گا۔ اس ہوٹل کے ویٹر نادر خان جس نے مجھے تم سے ملایا ہے اسے ہیروئن کی پہچان مال پاس کر دینے کی صورت میں رقم ادا کر دوں گا...... اب آپ جا کر مال لے آئیں۔"

"تم دو گے تو اس رقم سے مال خرید کر لاؤں گا۔" شاہ باز خان نے کہا۔ "ہمارے درمیان یہ بات ئی تھی۔ اب تم اس شخص کی باتوں میں آ کر مکر رہے ہو؟ یہ غلط بات ہے مسٹر ہیری!......"

"میں مکر نہیں رہا ہوں۔" ہیری نے جواب دیا۔ "یہ اصولی بات ہے۔ سودا اسی طرح ہوتا ہے۔ اس ہاتھ دے۔"

"تم سیدھی طرح نکالتے ہو کہ نہیں؟" شاہ باز خان سیخ پا ہو گیا۔ "مجھے ابھی اور اسی وقت دس اس لئے کہ میں کسی سے وعدہ کر کے اور اسے زبان دے کر آیا ہوں، مال تمہیں دو دن کے ۔"

"ہزار ڈالر ایک خطیر رقم ہے۔" ہیری نے کہا۔ "میں تم پر اعتبار نہیں کر سکتا ہوں۔ جس شخص اسے اپنے ساتھ لے آؤ۔ میں اس کے اور تمہارے آمد و رفت کے اخراجات برداشت

کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں جو جا کر اسے اپنے ساتھ لیتا آؤں ......" شاہ باز خان برافراختہ ہو گیا۔

"شاہ باز خان!" سلیل نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ "یہ کاروبار ہے۔ تم سچے آدمی ہو، تمہاری نیت میں فتور نہیں ہے تو اس آدمی کو لے آؤ، جس سے تم ہیروئن خرید کر مسٹر ہیری کے ہاتھ بیچنا چاہتے ہو۔ تم نے مسٹر ہیری سے جس لہجے میں بات کی اور جو کچھ کہا ہے وہ تمہیں زیب نہیں دیتا ہے۔ تم ان سے معافی مانگو...... یہ سوچو کہ وہ تم پر کیسے اعتبار کر سکتے ہیں۔ جب کہ انہیں تمہارے ٹھکانے کا پتا نہیں ہے۔ وہ سیاح اور اجنبی ہیں اس ملک میں۔"

"مجھے ابھی اور اسی وقت دس ہزار ڈالر چاہئیں۔ میں کچھ نہیں جانتا۔" غصے سے شاہ باز خان کی زبان لڑکھڑانے لگی۔

"دس ہزار ڈالرز تو کیا میں دس ڈالر بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ پہلے مال لاؤ۔ پھر رقم ۔ جاؤ۔" ہیری نے کہا۔

"تم کیا تمہارا باپ بھی دس ہزر ڈالر دے گا......؟" شاہ باز خان نے ہیری پر بندوق تان لی۔ "تم نے رقم نہیں دی تو میں تینوں کو گولی مار دوں گا۔ اور رقم لے کر چلا جاؤں گا۔ زندگی عزیز ہے تو جلدی رقم دے دو۔"

ڈورس کا جسم دہشت سے لرزنے لگا۔ وہ غش کھا کر گرنے لگی تو سلیل نے آگے بڑھ کر اسے سنبھال لیا۔ سہارا دے کر بستر پر لٹا دیا پھر وہ شاہ باز خان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ تمہاری نیت میں فتور ہے۔ تم فریب اور دھوکے سے رقم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ تمہاری بہتری سلامتی اسی میں ہے کہ تم چلے جاؤ۔ یہ گیدڑ بھبکیاں کسی اور کو دینا۔"

"سب سے پہلے تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ کیونکہ تم سارے فساد کی جڑ ہو۔ تم نے ہیری کو ...... ہے۔" شاہ باز خان نے کہا۔ پھر اس نے بندوق کی نالی کا رخ سلیل کی طرف کر دیا۔ "اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"انسان کو ہر وقت مرنے کے تیار رہنا چاہئے۔ لہٰذا میں بھی مرنے کے لئے تیار ہوں...... لیکن شاہ باز خان! تمہاری بندوق تو ناکارہ اور فضول سی چیز ہے۔ یہ چل نہیں سکتی ہے۔ تم اس سے کیسے گولی مار سکتے ہو۔" سلیل نے ہنس کر کہا۔

"یہ جدید ترین بندوق ہے۔ ساختہ روس ہے۔ اس کی ایک گولی شیر اور کسی بھی درندے کے لئے کافی ہے، جب کہ تم انسان ہو۔ اس کی ایک گولی سے تمہارے پرخچے اڑ جائیں گے۔" شاہ باز خان استہزائی لہجے میں کہا۔

"نہیں ...... نہیں ......" ہیری ہذیانی لہجے میں بولا۔ "شاہ باز خان! تم اس شخص کو گولی نہیں مار سکتے۔ اس شخص نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا ہے۔ یہ تمہارا میرا معاملہ ہے۔ یہ شخص بے قصور اور بے گناہ ...



... بات اور ..."

... اس کے بعد تمہارا نمبر ہے۔" شاہ باز خان نے کہا۔ اس کی آنکھوں سے وحشیانہ پن جھلکنے لگا۔ "... مرنا چاہتے ہو؟"

"... نے بندوق چلائی تو اس کا شور سن کر لوگ آ جائیں گے اور تمہیں پکڑ کے پولیس کے حوالے کر ..." ہیری نے کہا۔

"... کی مجال نہیں کہ مجھے پکڑ کر پولیس کے حوالے کرے۔ پولیس بھی میرے نام سے کانپتی ہے ... مانتی ہے۔ اس لئے کہ ہم لوگ ان کی پرورش کرتے ہیں۔ تم دونوں کو ختم کر کے نہ صرف رقم ... خوبرو بیوی کو بھی لے جاؤں گا۔ اسے اپنی بیوی بنا کر رکھوں گا ...... تمہاری بیوی بھی کیا چیز ... بہت پسند آئی ہے۔"

"تمہارا ایک خواب بھی پورا نہیں ہو گا شاہ باز خان!" سلیل نے کہا۔ "تمہیں لینے کے دینے پڑ ..." وہ سینہ تان کر اس کی طرف بڑھا۔ "چلو...... جلدی گولی چلاؤ۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ... بندوق کیسی ہے؟"

شاہ باز خان نے فوراً ہی لبلبی دبا دی۔ ہیری نے اسے لبلبی دباتے دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لی ... اور جو ہوش میں آ چکی تھی۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ شاہ باز خان نے ایک نہیں تین مرتبہ ... ۔ ایک فائر بھی نہیں ہو سکا۔ کمرے کی خاموش فضا میں کلک کی آواز گونج کر رہ گئی۔ شاہ باز ... ان پریشان ہو گیا۔ وہ اپنی بندوق کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ سلیل نے اس کے ہاتھ سے بندوق ... اس کے دونوں سرے پکڑ کر اپنی ران پر دے مارا تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ سلیل نے ان ... کو فرش پر پھینک دیا۔

... ق کو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھ کر شاہ باز خان اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ ... جیسے یقین نہیں آیا۔ اسے ایسا لگا جیسے کسی جادوگر نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہو۔ کمال دکھایا ... ندی کر دی ہو۔ اس قدر مضبوط بندوق کو ایک آدمی کا اس طرح توڑ دینا، جیسے وہ کوئی کھلونا ہو۔ ... حیرت کا مجسمہ بنا ہوا کبھی سلیل کو تو کبھی بندوق کے ٹکڑے دیکھ رہا تھا، اور پھر اس کی سمجھ میں یہ ... رہی تھی کہ اس کی بندوق چلی کیوں نہیں۔ وہ نئی بھی تھی اور جدید ترین بھی۔ اس نے کل ہی اس ... اپنے ایک دشمن پر فائرنگ بھی کی تھی۔

... اور ہیری نے بھی بھونچکا ہو کر ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں۔ ان کے چہروں پر گہرا ... چھایا ہوا تھا اور آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ ہیری اور ڈورس نے چونک کر اپنے سینے پر صلیب کا نشان ... سلیل نے بندوق کو کھلونے کی طرح توڑ کر ان کی عزت اور جانیں بچا لیں تھیں۔

... باز خان یک لخت چونک کر سلیل کی طرف بڑھا تو اس کے دائیں ہاتھ میں ایک خوفناک قسم کا ... تھا۔ ایسی ہی چمک اس کی آنکھوں میں سے بھی جھانک رہی تھی۔ اس خنجر کا پھل بہت ہی ... اور اس کی دھار بھی چمک رہی تھی۔ اب وہ اپنی ہار ماننا نہیں چاہتا تھا کیوں کہ اس نے اپنی

زندگی میں ہار کبھی نہیں مانی تھی۔ سلیل اس کے لئے یوں بھی بے حد خطرناک تھا کیوں کہ اس کے با
میں وہ بہت کچھ جانتا تھا۔ یہ بات کسی کے علم میں نہ تھی کہ وہ افغانی نہیں روسی ہے۔

"شاہ باز خان!" سلیل نے اسے کرخت آواز میں مخاطب کیا تو وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ پھر
نے کہا۔ "لگتا ہے کہ ابھی بھی تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آئی ہے۔ تم کیوں اپنی شامت کو دعوت دے
ہو؟ شرافت سے واپس چلے جاؤ۔"

"میں تمہیں موت کے گھاٹ اتارے بغیر نہیں جاؤں گا۔ یہ خنجر دیکھ رہے ہو؟ اس کا پھل زہ
بجھا ہوا ہے۔ اس کی جسم میں چبھن اور خراش سے بھی لمحوں میں آدمی موت کے منہ میں چلا جاتا ہے
موت کا فرشتہ ہے۔"

"کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے لئے موت کا فرشتہ بن جائے۔" سلیل نے کہا۔ "بازی الٹ
سکتی ہے؟"

شاہ باز خان نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ سلیل
اور ہوشیار تھا۔ اس نے بجلی کی سرعت سے ایک طرف ہو کر بڑی پھرتی سے شاہ باز خان کی کلائی پکڑ
پھر اس کا فولادی ہاتھ پکڑ کر اس کی کمر پر لے گیا تو اس کی چیخ نکل گئی۔ سلیل نے اس کی کلائی اتنے
سے دبائی تھی کہ وہ چیخ گئی اور اس کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ کر فرش پر گرا تو سلیل نے لات مار کر اس
پلنگ کے نیچے کر دیا۔ شاہ باز خان نے مزاحمت کرنے اور ہاتھ چھڑانے کی کوشش تو سلیل نے اس کا
اس زور سے مروڑا کہ وہ کہنی کے پاس سے ٹوٹ گیا اور اس کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔ پھر سلیل
اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور اس کی کمر پر ایک لات رسید کی۔ وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا۔ لڑکھڑاتا ہوا
سے جا ٹکرایا۔ اس کی کھوپڑی بج اٹھی۔ آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ اس کی پیشانی پھ
تھی۔ ناک کی ہڈی اور جبڑا بھی ٹوٹ گیا تھا اور ناک سے خون ٹپ ٹپ گرنے لگا۔

سلیل نے اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پلنگ کے نیچے سے خنجر اٹھالیا۔ شاہ باز خان
جیسے ہی خنجر پر پڑی وہ دروازہ کھول کر اس طرح سے بھاگا جیسے کتا دم دبا کر بھاگتا ہے۔ اس نے
ٹوٹے ہاتھ درد، تکلیف اور زخمی چہرے کی بھی پروا نہیں کی......

سلیل نے اس خنجر کو اس کیپ میں رکھ دیا جس میں شاہ باز خان نے رکھا ہوا تھا۔ وہ کمرے
فرش پر پڑا ہوا تھا۔ ڈورس نے لپک کر دروازہ بند کر دیا اور اندر سے چٹخنی لگائی۔ وہ بڑی ہراساں
تھی۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔" ہیری نے ممنونیت سے کہا۔ "آپ نے ہم دونوں کو ایک ش
کے ہاتھوں قتل سے بچالیا۔"

"اچھا..... آپ لوگ یہ بتائیں کہ آپ لوگ ہیروئن اسمگل کر کے لے جانے کے چکر میں
لئے پڑ گئے ہیں؟"

"دولت مند بننے کے لئے....." ڈورس نے بڑی صاف گوئی سے کہا۔ "دولت مند بننے کا



ان اور شارٹ کٹ راستہ یہی ہے۔ امریکہ میں اس کی بہت مانگ ہے۔ بہت زیادہ قیمت ملتی
کلو ہیروئن لے جائیں تو کروڑ پتی بن سکتے ہیں۔ ہم اس لئے اس ملک میں آئے ہیں۔"

"لیکن آپ دونوں نے دیکھ لیا کہ غلط راستہ کس قدر پرخطر ہوتا ہے۔" سلیل نے کہا۔ "میرا خیال
دولت محنت، ذہانت اور صلاحیت سے بھی کمائی جا سکتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں افراد اس طرح
بنتے ہیں اور بن ہی رہے ہیں۔ محنت کی دولت راس بھی آتی ہے اور بے پناہ خوشیاں بھی ملتی
"

★.....★.....★

وئی تین دن کے بعد ایک کوہ پیماؤں کی جماعت چین سے آئی۔ اس میں چار جوان مرد تھے۔ وہ
دات کی سیر و سیاحت کے لئے آئے تھے بلکہ فلک سیر کی چوٹی سر کرنے کے لئے..... اس کے
یا کی دوسری بڑی چوٹی کے ٹو اور اس کے بعد ہمالیہ کی چوٹی سر کرنا چاہتے تھے۔ سلیل اس
میں شامل ہو گیا۔ چینی باشندوں نے اس کی شمولیت پر بڑی گرم جوشی اور خوشی کا اظہار کیا۔

پہلے دن اس جماعت نے کوئی ایک ہزار فٹ سر کر لیا۔ چوں کہ اس وقت شام ہو رہی تھی۔ شام
نے گہرے ہو رہے تھے۔ اس لئے مزید پہاڑ پر چڑھنا فضول اور خطرے کا باعث تھا۔ سلیل نے
اس کے ساتھی بہت تھک چکے ہیں۔ اس جماعت نے اسے اپنا لیڈر بنا لیا تھا۔ کیوں کہ وہ کئی
سر کر چکا تھا۔ اسے بہت تجربہ بھی تھا۔ جہاں انہیں ٹھہرنا تھا اس جگہ ایک غار تھا۔ اس کا دہانہ ایک
ے پتھر کی وجہ سے بند تھا۔ گو کہ اس چٹان پر اتنی بڑی کھلی جگہ تھی کہ وہاں خیمہ لگایا جا سکتا تھا۔ ایک
نے بڑی حسرت سے کہا۔ "کاش! یہ پتھر نہ ہوتا تو ہم اس غار میں رات بڑے سکون و آرام اور
ے گزارتے۔"

"کیوں نہ ہم سب مل کر اس پتھر کو غار کے دہانے سے ہٹانے کی کوشش کریں۔" سلیل نے
ے تجویز پیش کی۔

اس کے ساتھی اس کی بات سن کر ہنسنے لگے۔ دوسرے ساتھی نے کہا۔ "جناب! یہ پتھر دو تین من
ہے۔ یہ تو مجھے پورے چھ سات ٹن کا لگ رہا ہے۔ اس سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہو سکتا ہے۔"

"کوشش کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے۔" سلیل نے کہا۔ "یہ بات کچھ عجیب سی لگتی ہے۔ لیکن
بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہوتی ہے۔ پتھر اس طرح سے رکھا ہوا ہے کہ
یا لڑھک جائے۔"

"اس پتھر کو لڑھکانا یا ہٹانا تو درکنار ہم اسے ہلا تک نہیں سکتے ہیں۔" تیسرے ساتھی نے خیال ظاہر کیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایک کوشش کر کے دیکھ لیا جائے۔ کوشش کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے؟"
پھر سابقہ بات دہرائی۔

ل کے بے حد اصرار پر اس کے ساتھی تیار ہو گئے۔ پھر ان پانچوں نے مل کر اس پتھر کو گہرائی کی
یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پتھر نہ صرف اپنی جگہ سے ہٹ گیا بلکہ لڑھکنے لگا۔ وہ

زیادہ بھاری معلوم نہیں ہوا۔ انہیں ایسا لگا وہ کسی گاڑی کو دھکا دے رہے ہیں۔ چند ثانیوں کے بعد لڑھکتا ہوا گہرائی میں جا گرا۔

غار کے دہانے سے پتھر ہٹ جانے سے ان کے چہرے دمک اٹھے اور ان پر ایک سرشاری طاری ہو گئی۔ انہیں یقین نہیں آیا۔ وہ خواب کی سی حالت میں کھڑے گہرائی میں جھانک رہے تھے جہاں وہ پتھر گرا تھا۔ اندھیرے کی وجہ سے انہیں کچھ دکھائی نہیں دیا کہ اس پتھر کے گرنے کی وجہ سے اس کا کیا حشر ہوا۔

ایک ساتھی نے سلیل سے کہا۔ ”مجھے تو اب بھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ ہم نے ٹنوں وزن کے پتھر کو لڑھکا دیا۔“

”میں نے اس پتھر کو دھکیلتے ہوئے ایک عجیب سی بات محسوس کی کہ وہ اس قدر بھاری نہیں تھا۔ جتنا دیکھنے میں لگ رہا تھا۔ ہم نے کتنی آسانی سے اسے دس فٹ تک دھکیلا اور گہرائی میں لڑھکا دیا۔“ دوسرے ساتھی نے کہا۔

”میں نے بھی ایسا ہی محسوس کیا۔“ تیسرے نے کہا۔ ”بلکہ مجھے ایسا لگا جیسے میں کسی گاڑی کو دھکا دے رہا ہوں۔“

”آپ نے کیا محسوس کیا؟“ چوتھے ساتھی نے سلیل سے پوچھا۔ ”آپ کے کہنے پر ہم اس کو دھکا نہ دیتے تو ہمیں ساری رات باہر کاٹنا پڑتی۔ ہم سب نے مل کر ایک بڑا معرکہ سر کیا ہے۔“

”میرے بھی وہی محسوسات ہیں جو آپ لوگوں کے ہیں۔“ سلیل نے کہا۔ ”اصل بات یہ ہے کہ یہ پتھر اندر سے کھوکھلا تھا اور پھر اتنا بھاری نہیں تھا جتنا دکھائی دے رہا تھا۔ مجھے ایسے پتھروں سے کئی پہاڑ پر واسطہ پڑ چکا ہے۔ اس لئے میں نے آپ لوگوں سے کہا کہ آئے ہم سب مل کر دہانے پر سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔“

سلیل اپنے ساتھیوں کو اپنی بے پناہ قوت کے بارے میں بتانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ تنہا ہی اس پتھر کو اس جگہ سے ہٹا کر کھائی میں گرا سکتا تھا۔ اس کے لئے کوئی مشکل نہ تھی۔

پھر وہ لوگ اپنا اپنا سامان اٹھا کر غار کے اندر داخل ہوئے۔ ایک ساتھی نے اندر داخل ہونے سے پہلے مشعل روشن کر لی تھی۔ اس کی روشنی میں سلیل نے غار کا جائزہ لیا۔ غار بہت بڑا اور صاف ستھرا تھا۔ اس میں پچاس ساٹھ آدمیوں کے ٹھہرنے کی گنجائش بھی تھی۔ اس پتھر کی وجہ سے غار کا دہانہ چونکہ بند ہو گیا تھا اس لئے اس میں گرد و غبار نہ تھا۔

ان لوگوں نے چند ثانیوں میں تیزی سے بستر کھول کر بچھا دیئے۔ ایک ساتھی آگ روشن کر کے قہوہ تیار کرنے لگا، تاکہ قہوہ پی کر تازہ دم ہو جائیں۔ انہیں یوں بھی اس وقت قہوہ کی طلب بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ قہوہ پی کر کچھ دیر آرام کر کے پھر کھانے کی تیاری کرنا چاہتے تھے۔ غار کے اندر ٹھنڈک بھری ہوئی تھی۔ تاہم باہر موسم اس قدر سرد نہ تھا کہ قلفی جم جائے۔ خوشگوار موسم سے ان کی تھکن دور ہونے لگی۔



رات کا کھانا کھانے کے بعد سب نے مل کر قہوہ پیا اور کچھ دیر تک خوش گپیاں کرتے رہے پھر وہ سونے کے لئے بستر پر دراز ہو گئے۔ چوں کہ بہت تھکے ہوئے تھے، اس لئے بستر پر پڑتے ہی گہری نیند سو گئے۔ لیکن سلیل جاگ رہا تھا۔ اس کی نیند کوسوں دور تھی۔ وہ سخت حیران تھا کہ اسے نیند کیوں نہیں آ رہی ہے۔ کچھ دیر تک وہ بستر پر بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا۔ پھر بے زار ہو کر اٹھ بیٹھا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے مشعل بجھا دی۔ کیوں کہ آسمان کے سینے پر مسکراتا ہوا چاند غار میں جھانک رہا تھا اور اس کی چاندنی بکھری ہوئی تھی۔ چاند کی روشنی کافی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ جو دنیا و مافیہا سے بے نیاز گہری نیند سو رہے تھے۔ ان کے خراٹے غار میں گونج رہے تھے۔ پھر وہ مسکراتا ہوا غار سے نکل آیا تھا، تاکہ چاندنی رات کا نظارہ کر سکے۔ اسے چاندنی راتیں پسند تھیں۔

چاروں طرف چاندنی کھل کر برس رہی تھی۔ چاندنی کا ایک بہتا ہوا دریا تھا جس نے رات کا حسن نکھار دیا تھا۔ حد نگاہ تک پہاڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ تھا۔ فلک سیر کا پہاڑ بھی پہاڑوں سے چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ چاندنی میں ان پہاڑوں کا منظر بہت دل فریب اور دل کش دکھائی دے رہا تھا۔ قدرت کی رعنائیاں بکھری ہوئی تھیں۔ فضا پر ایک ابدی سکوت سا چھایا ہوا تھا۔ یہاں سے کے ٹو کی چوٹی اور اس کی چٹانیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ غار سے باہر ایک پتھر پر بیٹھ گیا تاکہ چاندنی کا نظارہ کرتا رہے۔

وہ اپنی دوربین بھی لے آیا تھا، تاکہ اس کی مدد سے دور کا نظارہ کر سکے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دوربین آنکھوں سے لگا کر کے ٹو کے پہاڑ کی طرف دیکھنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے اچھل پڑا۔ اسے اپنی نظروں پر یقین نہیں آیا۔ کہیں یہ اس کا واہمہ تو نہیں؟ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہے؟ اس نے اپنے بدن میں چٹکی لے کر بھی دیکھ لی۔ یہ خواب نہیں ایک حقیقت تھی۔ وہ اسے جھٹلا نہیں سکتا تھا۔ کے ٹو کے ایک چٹان پر اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ سفید براق لباس میں ملبوس تھی۔ اس کا بدن اس طرح جھلک رہا تھا جیسے کانچ کی صراحی میں شراب چھلکتی ہے۔ سفید لباس میں چمکنے والے بدن کی چاندنی بڑا دل نظر نواز تھا۔ وہ چند ثانیوں تک پلکیں جھپکانا اور نظریں ہٹانا بھول گیا۔ اس دہکتے چاندنی کے پیکر کو وہ اس عورت کا سراپا دیکھتا رہا۔ وہ اس سحر میں ایسا کھویا کہ اسے اپنا ہوش ہی نہیں رہا۔ دوربین طاقت ور تھی۔ وہ عورت اسے بہت قریب اور واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔

سلیل کو ایسا لگ رہا تھا جیسے آسمان سے اس پہاڑ کی چٹان پر چاند اتر آیا ہو۔ لیکن یہ عورت اتنی حسین و جمیل تھی کہ چاند بھی شرما جائے۔ اس نے اپنی زندگی میں کبھی اتنی حسین اور بھرپور عورت نہیں دیکھی تھی۔ وہ حسن و شباب کا ایک دل کش تراشا ہوا مجسمہ دکھائی دے رہی تھی۔ وہ عورت چٹان پر بڑے ناز و تمکنت سے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا انگ انگ چاندنی میں نہا رہا تھا جس نے اسے اور قیامت بنا دیا تھا۔

اس عورت نے ایک مرتبہ بھی اس کی طرف دیکھا نہیں۔ وہ اس کی سمت دیکھتی بھی تو وہ اسے دکھائی

نہیں دیتا۔ کیوں کہ ان کے درمیان جو فاصلہ تھا وہ میلوں کا تھا۔ وہ دوربین کی وجہ سے اسے دیکھ پایا۔ بغیر
دوربین کے وہ دیکھتا تو اسے وہ عورت دکھائی نہیں دیتی۔ وہ عورت کچھ دیر تک کھڑی چاند اور دودھ
چاندنی کو دیکھتی رہی پھر وہ بڑی تمکنت سے چلتی ہوئی چٹان کی اوٹ میں چلی گئی۔ پھر وہ اس کی نظروں
سے اوجھل ہوگئی۔

یہ عورت سلیل کے دل سے اوجھل نہ ہوسکی تھی۔ وہ تڑپ کر رہ گیا۔ اس عورت نے اس کا دل گھائل
دیا تھا۔ یہ پہلی عورت تھی جسے دیکھ کر وہ پہلی نگاہ میں اس پر عاشق ہوگیا تھا وہ اس کے دل و دماغ پر چھا گئی تھی
وہ دوربین سے اس پہاڑ کی چٹانوں پر اس عورت کو تلاش کرنے لگا۔ لیکن وہ اسے پھر دکھائی نہیں دی۔

یہ عورت کون ہوسکتی ہے جس نے اسے اپنا جلوہ دکھا کر اس کا دل مسخر کرلیا؟ کہیں یہ کوہ پیما عورت
نہیں ہے؟ لیکن کوہ پیما عورت اس قدر حسین لباس میں نہیں آسکتی تھی۔ کیوں کہ موسم بے حد سرد تھا۔
ٹو کے پہاڑ اور اس علاقے میں ان مہینوں میں یخ بستہ سردی پڑتی تھی۔ پھر اسے ٹیکسی ڈرائیور سلجوق بابا کی
باتیں یاد آئیں۔ اس نے بتایا تھا کہ کالام کی جھیلوں پر چاندنی راتوں میں پریاں اترتی ہیں۔ وہ جھیلوں
میں نہاتی بھی ہیں۔ کہیں یہ عورت کوئی پری نہ ہو۔ وہ اس وقت کے ٹو کے پہاڑ پر سیر کرنے کے لئے چلی
آئی ہو۔

وہ بت بنا بیٹھا آنکھوں سے دوربین لگائے اس پہاڑ کی چٹانوں کی طرف دیکھتا رہا۔ اس امید
کہ شاید اس عورت کی جھلک دکھائی دے جائے۔ شاید وہ اس چٹان پر پھر نمودار ہوجائے۔ خاصی
دیر بیت گئی۔ انتظار کی گھڑیاں بڑی کرب ناک ہوگئیں۔ لیکن وہ پری پیکر اسے دکھائی نہیں دی جس کی
تصویر اس کے دل پر نقش ہوگئی تھی۔

پھر وہ ناامید ہوکر غار میں چلا آیا اور بستر پر آکر لیٹ گیا۔ جب تک اسے نیند نہیں آئی وہ اس کی
نظروں کے سامنے لہراتی رہی۔ پھر وہ گہری نیند سوگیا۔ بیدار ہونے تک اس کے خواب دیکھتا رہا۔ اس
عورت نے اس سے صبر و قرار چھین لیا تھا۔ اس نے ناشتا کرتے وقت اپنے ساتھیوں سے اس عورت
تذکرہ نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ اسے تسلیم نہیں کرتے اور اسے اس کی نظروں کا واہمہ قرار دیتے۔ ان کے
نزدیک یہ بات نہ صرف عجیب و غریب بلکہ ناممکن سی ہوتی۔

دوسرے دن شام کے وقت انہوں نے ایک چٹان پر پڑاؤ ڈالا۔ اس چٹان پر بھی ایک چھوٹا سا غار
تھا جو ان لوگوں کے لئے کافی تھا۔ سلیل بڑی بے چینی اور کرب سے رات کا انتظار کرنے لگا۔ وقت
کہ گزرنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ لمحہ لمحہ اس پر صدی کی طرح بھاری ہونے لگا۔ جیسے جیسے وقت گزر
جا رہا تھا، اس کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہونے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے اس بات کو محسوس
نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ اپنے اپنے گھر والوں کے بارے میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ جب
چاروں گہری نیند کے سمندر میں غرق ہوگئے، تب وہ غار سے نکل آیا۔ پھر وہ دوربین سے کے ٹو کے پہاڑ
کی اس چٹان کی طرف دیکھنے لگا جہاں وہ عورت اسے کل دکھائی دی تھی۔ اسے عورت دکھائی نہیں دی
لیکن وہ ناامید نہیں ہوا۔ اس کا دل بار بار کہہ رہا تھا...... وہ آج کی رات بھی اپنا جلوہ دکھائے گی۔



تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت چٹان کی اوٹ سے نمودار ہوئی تو اس کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ آج بھی
لباس میں ملبوس تھی جس طرح کل تھی۔ اس کا جسم شراب کی طرح چھلک رہا تھا۔ انگ انگ سے
پڑ رہی تھی۔ وہ کسی شہزادی کی سی شان کے ساتھ کھڑی ہوئی چاند کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کی
لمبے لمبے سیاہ بال تھے وہ کالے بادلوں کی طرح چھائے ہوئے سے لگ رہے تھے۔

سلیل اس عورت کے طرح دار حسن، سراپا کی قیامتوں اور اس کے رنگین شباب کی رعنائیوں کو اپنی
میں جذب کرتا رہا۔ اس کے پورے بدن میں ایک میٹھی سی سنسنی دوڑتی رہی۔ اس کے دل کے
نے میں یہ خیال آیا، کہیں یہ عورت کوئی روح تو نہیں ہے؟ صدیوں پہلے کی شہزادی کی روح......
ق بابا کے یہ علاقہ قدیم عہد میں آتش پرستی اور ناگ پرستی کے زمانے میں ان مذاہب کا مرکز رہا
ہاں پر ناگا پال کی حکومت تھی اور جو پورے علاقے میں اپنی قوت اور جادو کے لئے مشہور تھی۔ شاید
ل کے خاندان کی کوئی راج کماری ہو۔ اس کی روح کسی وجہ سے بھٹکتی پھرتی ہو۔ کے ٹو کے پہاڑ پر
اپنا مسکن بنایا ہوا ہو...... دو سال پیشتر جب اس نے ایک کوہ پیما جماعت میں شامل ہوکر کے ٹو کی
کی تھی۔ تب اسے یہ عورت دکھائی نہیں دی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ پہلے اس کا مسکن کہیں اور ہو، اب
نے بدل لیا ہو۔

اس کے دل کی حسرت پوری بھی نہ ہوسکی۔ کہ وہ قتالہ عالم سبک خرامی سے چلتی ہوئی چٹان کی اوٹ
لی گئی۔ وہ اسے بے بسی سے جاتا ہوا دیکھتا رہ گیا۔ وہ تڑپ کر رہ گیا۔ وہ اسے جی بھر کے دیکھ بھی
تا تھا۔

وہ آنکھوں سے دوربین لگائے اس طرف دیکھتا رہا۔ چند ثانیوں کے بعد اس نے محسوس کیا کہ فضا
نی بھینی خوشبو پھیل رہی ہے۔ اس کا دل و دماغ معطر سا ہو رہا ہے۔ نس نس میں فرحت سی پھیل رہی
ھر اس نے محسوس کیا کہ کوئی اس کی پشت پر خاموشی سے آکھڑا ہوا ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کا کوئی
بیدار ہوکر اسے دیکھنے کے لئے غار سے باہر آگیا ہے اور اس کی حرکات و سکنات کو خاموشی سے
ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے دوربین نظروں سے ہٹالی۔ لیکن وہ یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکا
شبو کہاں سے آرہی ہے؟ یہ کس چیز کی خوشبو ہے؟

اس نے جو مڑ کر دیکھا تو بھونچکا سا ہوگیا۔ وہی عورت جو اس نے کے ٹو کے پہاڑ کی چٹان پر
ی جو اس کے دل کی رانی بن گئی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکن تھی۔ خوبصورت سا خواب تھی اس کی
کے سامنے کھڑی تھی۔ اس حسن کی کرشمہ سازیاں واضح تھیں۔ رات کی رانی کی طرح مہک رہی
یقین نہ آنے والی بات تھی۔ وہ کے ٹو کے پہاڑ سے کیسے اور کس طرح آگئی؟ چند ثانیوں میں......
ہی اس طرح آسکتی ہے۔ لیکن یہ روح نہیں لگ رہی تھی کیوں کہ وہ روحوں کو پہچان سکتا تھا۔
''سلیل!'' اس عورت نے اپنی رسیلی آواز میں اس کا نام لیا تو وہ دنگ رہ گیا۔ وہ اس کے نام سے
ی۔ وہ بڑی محبت اور اپنائیت کے لہجے میں بولی۔ ''تم مجھے دیکھنا چاہ رہے تھے؟ مجھے یاد کر رہے
ں حاضر ہوگئی۔''

''لیکن تم نے کیسے جان لیا کہ میں تمہیں یاد کر رہا تھا...... میں تمہیں دیکھنا چاہ رہا تھا؟''سلیل نے حیرت سے پوچھا۔اس نے اس عورت کا ذہن پڑھنا چاہا لیکن وہ پڑھ نہیں سکا۔اس نے محسوس کرلیا کہ اس عورت نے اپنے علم سے اس کے علم کی صلاحیت عارضی طور پر سلب کرلی ہے۔

''دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔''وہ دل فریب انداز سے مسکرائی۔''جب سے میں نے تمہیں دیکھا تب سے میں بھی تمہاری محبت کی آگ میں برابر جل رہی ہوں۔میری بھی وہی حالت اور کیفیت ہے جو تمہاری اپنی ہے۔''

''تم نے مجھے کب اور کہاں دیکھا......؟''سلیل نے حیرت سے پوچھا۔

''کل رات جب تم نے چٹان پر قدم رکھا اور ساتھیوں کے ساتھ مل کر پتھر کو گہرائی میں لڑھکا تھا۔''اس عورت نے جواب دیا۔

''میں نے اس غار کو اپنا مسکن بنایا ہوا تھا۔تمہیں دیکھتے ہی مجھے ایسا لگا تم ہی میرے خواب ہو شہزادے ہو۔میری زندگی ہو جس کا میں برسوں سے انتظار کر رہی تھی۔''

''تم ہی تو میرا خواب اور محبت ہو......''سلیل نے کہا۔''مجھے شاید اب تک کوئی عورت اس لئے پسند نہیں آئی کہ تم میرے نصیب میں لکھی ہوئی تھیں۔قدرت اور حالات نے ہم دونوں کو ملا دیا۔''

''میں اس بات سے بہت خوش ہوں کہ تم نے مجھے پسند کیا اور مجھ سے محبت کرتے ہو؟''وہ سر... ہو کر بولی۔

''کیا تم مجھے اپنا نام اور اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گی؟''سلیل نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

''میرا نام گل نشاط ہے۔''اس نے جواب دیا۔''میں تان کی بیٹی ہوں جو کالام کا بہت مشہور جادوگر تھا۔بہت سارے پراسرار علوم کا ماہر...... آج اس دنیا میں اس پائے کا جادوگر شاید ہی کوئی ہو۔جب میں نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو وہ مجھے اس پہاڑ پر لے آیا اور اس غار میں سکونت اختیار کر لی۔پھر اس نے مجھے بہت سارے علوم سکھائے۔اپنا سارا جادو مجھے سکھایا۔اس کے علاوہ بڑے سے بڑے جادو، سفلی علم کا توڑ بھی بتایا۔میں کالے جادو سے بھی بڑا جادو جانتی ہوں۔اس جادو کا توڑ کسی اور کے پاس نہیں ہے۔اس نے مرنے سے پہلے مجھے نصیحت کی کہ میں اپنے اس جادو سے انسانیت کی خدمت کروں۔ظلم ستم کے خلاف ڈھال بن جاؤں۔جس روز تم نے میرے علوم اور جادو کو انسانیت کے خلاف استعمال کیا وہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔''

''معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا باپ بڑا نیک دل انسان تھا۔اسے دنیا سے رخصت ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟''

''دس برس ہو گئے......''گل نشاط نے جواب دیا۔''اس کے انتقال کے بعد سے میں نے یہیں قیام کیا ہوا ہے۔''

''تم نے باپ کے جادو اور اس کے پراسرار علوم سے انسانیت کی کیا خدمت کی؟''سلیل نے



...سے دریافت کیا۔

''میں اس علاقے تک محدود ہوں۔''وہ کہنے لگی۔''میں سوات سے باہر کبھی نہیں گئی۔میں غریبوں مظلوم عورتوں کی مدد اور خدمت کسی نہ کسی شکل میں کرتی چلی آ رہی ہوں۔میں ابھی تک اپنی اصلی شکل و ...میں کبھی ظاہر نہیں ہوئی ہوں۔اس وادی اور کالام کے لوگ مجھے اور میرے باپ کو بھول چکے ان لوگوں کے لئے ہم باپ بیٹی قصہ پارینہ بن چکے ہیں۔میں مردانہ بہروپ میں ظاہر ہوتی سانپ کے کاٹے کا علاج کرتی ہوں۔عورتوں کی عزت و آبرو درندہ صفت مردوں سے بچاتی شوہروں کو اپنی بیویوں پر ظلم و ستم سے باز رکھتی ہوں۔یہ سب کچھ پس پردہ اور غائبانہ طور پر کرتی اس کے علاوہ کوہ پیماؤں کی حفاظت کے لئے فلک سیر اور کے ٹو کی چوٹی پر موجود رہتی ہوں۔میں ...سے سیاحوں کی عزت جانیں اور ان کی دولت کو بدمعاشوں سے دور اور محفوظ رکھا ہے۔''

''تم نے کیا کیا علوم سیکھ رکھے ہیں؟''سلیل نے تجسس سے پوچھا۔اس کے لہجے میں بڑا اشتیاق تھا۔

''ایک علم ہے ذہن پڑھنے کا، جس سے تم بھی واقف ہو اور اس پر پوری دسترس رکھتے ہو۔''وہ

''لیکن میں تمہیں سامنے پا کر وہ علم بھول چکا ہوں۔''سلیل نے کہا۔''مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم نے اس علم سے محروم کر دیا ہے۔''

''اس علم کو تم بھولے نہیں ہو اور نہ میں نے اس سے تمہیں محروم کیا ہے۔صرف کچھ دیر کے لئے اس علم کو مفلوج کر دیا ہے۔''

''ہاں تم اور کیا کیا جانتی ہو......؟''سلیل نے کہا۔''کوئی امر مانع نہ ہو تو تم ان کے بارے میں بتا سکتی ہو۔''

''...صرف میں بتا سکتی ہوں بلکہ تمہیں سکھا بھی سکتی ہوں۔''گل نشاط کہنے لگی۔''دوسرا علم عمل تنویم ...ایک وقت میں دو سو آدمیوں کو ساکت و جامد کر سکتی ہوں۔انہیں چاہے تو دس دن تک بھی جامد کر کے رکھ سکتی ہوں۔

...شخص ساکت و جامد ہو جاتا ہے وہ سب کچھ محسوس کر اور سن سکتا ہے۔لیکن حرکت نہیں کر سکتا۔تا... اپنا عمل ختم نہ کر دوں۔میں غائب ہو سکتی ہوں۔ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں جہاں ...سکتی ہوں۔میرے سوچنے کی دیر ہوتی ہے۔میں وہاں پلک جھپکتے پہنچ جاتی ہوں۔جس بیمار اور ...ہاتھ رکھ دوں وہ فوراً صحت یاب ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ اور بھی چھوٹے موٹے جادو جانتی ...بندی بھی کر سکتی ہوں۔''

''تم نے ایک اور جادو کے بارے میں نہیں بتایا......؟''سلیل نے اس کے چہرے پر نگاہیں مرکوز

''کون سا جادو......!''گل نشاط کے حسین چہرے پر گہرا استعجاب چھا گیا۔

''وہ جادو جس نے مجھے تمہارا اسیر بنا دیا......''سلیل نے اس کے قریب آ کر کہا۔

گل نشاط سرخ ہوگئی۔اس کی آنکھوں میں محبت کا خمار چھا گیا۔وہ خواب ناک لہجے میں بولی
یہ میرا نہیں دل کا جادو تھا۔اس جادو کا کوئی توڑ نہیں ہے۔یہ جس پر اثر کر جاتا ہے وہ ساری زندگی کے
اسیر ہو کر رہ جاتا ہے۔''

''تم سچ کہتی ہو؟''سلیل نے اس کی آنکھوں میں دزدیدہ نظروں سے جھانکتے ہوئے کہا۔''
حسین و جمیل عورتوں نے مجھ پر اپنے حسن و شباب کا جادو چلایا لیکن میں ان کا اسیر نہیں بن سکا۔ان
سے کسی نے مجھ پر دل کا جادو چلانے کی کوشش نہیں کی۔تم نے میرے دل پر اپنے دل کا جادو چلا کر
اپنا اسیر بنالیا۔''

''مجھے بھی تمہارے سوا کبھی کوئی مرد پسند نہیں آیا۔یوں بھی میں تمہارا دس برسوں سے انتظار کر
تھی؟''

''دس برس سے.....؟''سلیل کے چہرے پر استعجاب چھا گیا۔

''ہاں پورے دس برس سے میرے سلیل!''گل نشاط کہنے لگی۔''میرے باپ نے اپنی ز
میں مجھ سے کہا تھا کہ تمہارا جو جوڑا بنایا گیا ہے وہ صرف اور صرف سلیل کے ساتھ ہے۔اس دنیا میں تم
شوہر صرف سلیل ہوگا۔میں نے اپنے باپ سے پوچھا تھا کہ یہ سلیل کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ یہ
کب آئے گا؟ میرے باپ نے بتایا تھا کہ سلیل نہ صرف بہت خوب صورت اور وجیہہ اور یا
دیوتاؤں کی طرح ہے بلکہ نیک دل سچا اور ایک کھرا شخص ہے۔قدرت نے اسے جو طاقت دی ہے وہ
تک کسی انسان کو نہیں بخشی ہے۔اسے کوئی ختم نہیں کر سکتا ہے۔اس پر کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی ہے
صرف طبعی موت مر سکتا ہے۔اور پھر وہ بھی کچھ علوم جانتا ہے۔اس کا سب سے بڑا علم یہ ہے کہ وہ ہر
کا ذہن نہ صرف پڑھ سکتا ہے بلکہ اس کے ماضی حال میں پلک جھپکتے پہنچ سکتا ہے اور بتا بھی سکتا۔
لیکن تمہیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔کیوں کہ ستارے بتا رہے ہیں کہ وہ ابھی تمہارا نہیں ہو سکتا ہے او
اس کے یہاں آنے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔وہ اس وقت تمہارا ہوگا جب وہ یہاں آئے گا۔حال
اسے لے آئیں گے۔تمہیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔ستاروں کی چال دیکھو کب بدلتی ہے۔وہ یہاں آ
کے بعد واپس نہیں جائے گا، بلکہ اس علاقے میں مستقل طور پر اپنی رہائش اختیار کرے گا۔اسے
علاقے کی کشش نہیں بلکہ تمہارے دل کی کشش کھینچ لائے گی۔

آخر میرے باپ کی پیش گوئی درست نکلی۔کل رات میں نے تمہاری خوشبو محسوس کی۔میرے
نے کہا کہ تم آگئے ہو۔کل رات میں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ تمہارے دل میں میرے لئے جگہ
نہیں اپنی ایک جھلک دکھائی تھی۔میرے باپ نے تمہارا ایک خاکہ اپنے جادو کے زور سے بنایا
میں نے اس روز سے تمہاری تصویر اپنے من کے نہاں خانے میں نقش کر لی۔ان دس برسوں میں کوئی
ایسا نہیں تھا جو میں نے تمہاری راہ دن رات نہ دیکھی ہو۔تمہیں تصور اور خواب میں نہ دیکھا ہو۔ا
کے یہ دن۔گھڑیاں، مہینے اور سال کس قدر کرب ناک تھے۔تمہیں کیا بتاؤں؟''تم ملے تو مجھے ایسا لگ
ہے جیسے یہ ایک سندر سا سپنا ہو۔''



سلیل نے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں قید کر لیا۔''اب نیک کام میں کس بات کی دیر؟''
گل نشاط اسے خود سپردگی کی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔''میں بھی یہی چاہتی ہوں۔میں آج
رات اپنے باپ کی روح کو بلا کر اس سے شادی کی اجازت لوں گی۔''

''اجازت کس لئے؟''سلیل نے متعجب نظروں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''میرے باپ کی روح نے کہا تھا کہ میں شادی کرنے سے پہلے اس سے اجازت ضرور لوں، نہ
صرف اجازت مل جائے گی بلکہ روح اس بات سے بہت خوش ہوگی کہ میں تم سے شادی کر رہی ہوں۔''

''تمہارے باپ کی روح خود ہی آتی ہے یا تمہارے بلانے سے آتی ہے؟''

''دونوں صورتوں میں آتی ہے۔''گل نشاط نے جواب دیا۔

ان کی پر مسرت ازدواجی زندگی کا آغاز ہوگیا۔سلیل نے کالام میں ویدوں کے مقدس دریا
...ولی کے قریب بنا ہوا مکان خرید لیا تھا۔ایک برس کے بعد گل نشاط ایک بہت ہی خوبصورت اور
...ے بچے کی ماں بن گئی۔وہ دونوں اس بچے کا کیا نام رکھیں، فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے۔اس رات
...نشاط کے باپ کی روح نمودار ہوئی۔اس نے کہا۔''بچے کا نام عقرب رکھ دو۔''

''بابا! عقرب کے معنی تو بچھو کے ہوتے ہیں۔''گل نشاط حیرت سے بولی۔

''ہاں.....لیکن یہ بچہ ان لوگوں کے لئے بچھو ثابت ہوگا جو شیطان ہیں۔جنہوں نے دنیا کا سکون
...ا کیا ہوا ہے۔جن کے جرائم بڑھتے جا رہے ہیں اور ان کے آگے قانون بھی بے بس ہو کر رہ گیا ہے
...انہیں ڈنک مار کر ان کے جرائم کی سزا دے گا.....''

''لیکن بابا!''گل نشاط نے اپنے باپ کی روح کی بات سن کر تکرار کے انداز میں کہا۔''کیا ہمارا
...بڑے بڑے اور بے حد خطرناک شیطانوں سے لڑ سکے گا۔جنہوں نے ساری دنیا میں قتل و غارت
...خون ریزی اور دہشت گردی سے انسانیت کو روند دیا ہے۔ان سے تنہا مقابلہ کر سکے گا؟''

''وہ مقابلہ کیوں نہیں کر سکتا؟''اس کے باپ کی روح نے کہا۔

''اس لیے کہ اس دنیا میں آئے دن بے حد مہلک اور خطرناک ترین ہتھیار وجود میں آ رہے
...''گل نشاط کہنے لگی۔''جب ہمارا بیٹا جوان ہوگا اور اپنے مشن پر جائے گا اس وقت تک دنیا جانے
...ے کہاں پہنچ چکی ہوگی۔یہ شیطان جو انسان کے روپ میں ہوں گے۔بے حد خطرناک اور ظالم
...ہوں گے۔ایسی صورت میں اس کا ان ہتھیاروں اور شیطانوں سے نمٹنا آسان نہ ہوگا۔''

''عقرب ایک غیر معمولی اور ناقابل تسخیر، عظیم قابلیت اور صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔تمہیں فکر مند
...شان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔تم میاں بیوی میں جو طاقت اور صلاحیتیں ہیں وہ اس کے وجود
...ائی ہیں۔وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا جائے گا۔ویسے ویسے اس کی قابلیت اور صلاحیت ظاہر ہوتی جائے
...اس کے علاوہ میں اسے اپنے تمام علوم بھی سکھا دوں گا۔وہ ان کی بدولت بڑے سے بڑے
...ان پر فتح یاب ہوگا اور انہیں زیر کرے گا۔مہلک اور خطرناک ترین ہتھیار اس کے بال تک بیکا نہیں
...ے، وہ اکیلا سینکڑوں پر نہیں ہزاروں پر بھاری ہوگا۔''

"سچ بابا!......؟" گل نشاط کا چہرہ دمک اٹھا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ "آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

"اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔" اس کے باپ کی روح کہنے لگی۔ "تم میاں بیوی اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ اپنی طاقت صلاحیت قابلیت اور علوم کو انسانیت کی خدمت کے لیے بروئے کار لائے۔ جس دن اس میں غرور تکبر اور گھمنڈ پیدا ہوا...... اس نے انسانیت کے خلاف کام کیا۔ غلط راستے پر پڑا۔ وہ ان سب باتوں سے محروم ہو کر ایک عام قسم کا شخص بن جائے گا۔ اور اسے اپنی صلاحیتیں اور علوم پوشیدہ رکھنا ہوگا۔"

"بابا!" سلیل نے کہا۔ "ہم اس بات کی پوری پوری کوشش کریں گے کہ عقرب کو انسانیت کا نمونہ بنائیں۔ وہ اپنی ساری زندگی غریبوں اور مظلوموں کی مدد کے لیے وقف کر دے۔ اپنے علوم صلاحیتوں کا بے جا استعمال نہ کرے۔ اس میں غرور اور تکبر پیدا نہ ہو۔ وہ ایک مثالی انسان ثابت ہو۔" تھوڑی دیر کے بعد گل نشاط کے باپ کی روح مطمئن ہو کر چلی گئی۔ سلیل نے اپنے بیٹے کا عقرب رکھ دیا۔ ان دونوں کو یہ نام بہت پسند آیا تھا۔

گل نشاط بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے پہلو میں عقرب گہری نیند سو رہا تھا۔ میاں بیوی نے ا... بیٹے کو محبت سے دیکھا۔ سلیل اس پر جھک کر اسے پیار کرنے لگا۔ اس پر بوسوں کی بارش کر دی۔ عقرب میاں بیوی کو غیر معمولی خوبصورت اور منفرد سا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر فرشتوں کی معصومیت چھائی ہوئی تھی دل موہ لینے والی دل کشی اور جاذبیت نے اس میں ایک عجیب سا حسن کر دیا تھا۔

"اپنے بیٹے پر بہت پیار آ رہا ہے؟" گل نشاط نے اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا۔ "کبھی تمہیں مجھ پر اتنا پیار نہیں آیا؟"

"اس لیے اس پر بے اختیار پیار آ رہا ہے کہ یہ ہماری محبت کی نشانی ہے۔" سلیل نے اس کی آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے کہا۔ "ہمارے پیار و محبت کا سب سے بڑا ثبوت عقرب ہے۔ کیا تم نے میرے پیار میں کبھی کوئی کمی یا شدت محسوس کی؟ میں تم سے کتنا پیار کرتا ہوں، کیا تمہیں ابھی اس کا اندازہ نہیں ہو سکا؟"

"میں جانتی ہوں کہ تمہارا پیار کیسا انمول ہے۔" گل نشاط نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیے۔ پھر انہیں بے تحاشہ چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ پھر وہ سلیل کی مخمور آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔ "ہاں سلیل!" اس کا لہجہ جذباتی ہوگیا۔ "میں جانتی ہوں کہ تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟ مجھ سے پیار کرتے ہو۔ تمہاری چاہت میں کیسی دیوانگی ہے...... میں آج تک تمہاری محبت اور پیار کی گہرائی کا اندازہ نہیں کر سکی۔ عقرب کی پیدائش نے ہماری محبت کی جڑیں اور گہری اور مضبوط کر دی ہیں۔ ہماری محبت آخری سانسوں تک سلامت رہے گی۔"

سلیل نے شادی کے بعد جو مکان سرسوتی دریا کے قریب خریدا تھا وہ بہت خوشنما، کشادہ اور ...



...ا تھا۔ گل نشاط نے اپنی زندگی پہاڑوں اور غاروں میں گزاری تھی۔ وہ اس مکان میں منتقل ہو کر ...ش تھی۔ جیسے کسی زنداں سے چھوٹ کر برسوں بعد اپنے گھر آئی ہو۔ اس کی سرشاری دیکھ کر سلیل ...ش ہوتا اور اس کی صراحی دار گردن میں باز و حمائل کر کے کہتا۔ "بے شک تم جنت سے چرایا ہوا کوئی ...ل ہو۔" اس پھول کی خوشبو سلیل کی سانسوں کا جز و بنتی تو اس کی ساری تھکن دور ہو جاتی تھی۔ عقرب ...ائش کے بعد ان کی زندگی میں چپکے سے بہار آ گئی تھی۔ گھر کی رونق میں اضافہ ہو گیا۔ اس گھر کے ...ن میں ایک پھول کھلا اس کی بھینی بھینی خوشبو سے صرف گھر ہی نہیں ان کے وجود بھی مہکنے لگے۔ ان ...یوں کا ٹھکانہ نہیں رہا۔ عقرب ان کی آنکھوں کا تارا بن گیا تھا۔ وہ اس کی بڑے ناز و نعم سے ...ش کرنے لگے۔

...لیل نے اس بات کو اس علاقے میں پوشیدہ رکھا تھا کہ...... گل نشاط کس کی بیٹی ہے۔ اس کے ...ا اسے اس علاقے کے لوگ بھول چکے تھے۔ وہ کسی وجہ سے بتانا بھی نہیں چاہتے تھے۔ گل نشاط ...ن کا چرچا اس روز سے ہی اس علاقے میں ہونے لگا جس روز سے وہ اس مکان میں آئی تھی۔ ...ں گل نشاط سے پوچھتی تھیں کہ...... وہ کون ہے...... ؟ کس کی بیٹی ہے...... ؟ اس کا شوہر کون ... قدرت نے تم دونوں کی جوڑی کتنی حسین بنائی ہے۔ عقرب کے پیدا ہونے کے بعد اس کی ...ی پورے علاقے میں مشک کی خوشبو کی طرح پھیل گئی۔ وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا اس کی شہرت اور ...یں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ کیوں کہ وہ اپنی خوبصورتی اور معصومیت میں یکتا تھا۔

بارہ سال کا عرصہ خواب کی طرح گزر گیا۔ سلیل نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا خیال رکھا تھا۔ اس ...میں ایک سوئس کالونی بھی تھی۔ ایک انسان دوست نے اس کالونی کو اس لیے آباد کیا تھا کہ ...لینڈ کے اہل علم اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں یہاں کی زراعت، جنگلات، پھلوں، ...اور چراگاہوں کی دنیا کی حالت سدھار دیں۔ وہ رات دن اس کی تعمیر و ترقی میں لگ گئے تھے۔ ...دوسرا سوئٹزرلینڈ بنا رہے تھے۔ اس کالونی میں ان کے بچوں کے لیے ایک اسکول بھی تھا۔ عقرب ...ں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔

...قرب کا بچپن شرارتوں اور کارناموں سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن اس نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں ... شرارتیں تکلیف دہ نہیں بنیں۔ اس کی شرارتیں بڑی معصومانہ ہوتی تھیں۔ اس میں ماں باپ ...تیں قدرتی طور پر موجود تھیں وہ ان سے فائدہ بھی اٹھاتا تھا۔ وہ اکثر قدرتی جھیلوں کا لطف ...دوستوں کے ساتھ کھیلنے نکل جاتا۔ ایک روز وہ سوئس کالونی کے اسکول سے پڑھ کر واپس آ رہا ...نے ایک نسوانی چیخ سنی۔ یہ چیخ اسے ایک مکان کے عقب سے سنائی دی تھی۔ یہ مکان آبادی ...ٹ کر بنا ہوا تھا۔ وہ لپک کر گیا۔ اس نے ایک عورت کو تھر تھر کانپتے ہوئے دیکھا۔ اس نے ...پہچان لیا۔ یہ چاچا رحمت خان کی بیوی تھی۔ اس مکان میں رہتی تھی۔

...ب نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔ "کیا بات ہے چچی! آپ نے چیخ کیوں ماری تھی؟"

..."

''میرے گھر میں ایک کالا ناگ داخل ہوگیا ہے۔'' چچی نے جواب دیا۔ اس کا چہرہ سفید تھا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ ''ایک کمرے میں بچے سو رہے ہیں۔ خدا کے لیے انہیں بچاؤ...... سے کسی کو بلاؤ۔''

''میں اندر جا کر دیکھتا ہوں کہ ناگ کہاں ہے؟ کہیں وہ بچوں کے کمرے میں تو نہیں گھ ہے؟'' عقرب نے کہا۔

''نہیں...... نہیں...... تم اندر نہیں جانا۔'' رحمت خان کی بیوی خوف زدہ لہجے میں بولی۔ ا آنکھیں پھیل گئیں۔

''چچی! آپ گھبرائیں نہیں...... میں ابھی اسے پکڑ کر لاتا ہوں۔'' عقرب نے اسے دلاساد

''ارے بیٹے!...... وہ بلی کا بچہ نہیں ہے...... دس فٹ لمبا کالا ناگ ہے۔'' رحمت خان کی سراسیمگی سے بولی۔

''ویسے سانپ اور ناگ بچوں کو کاٹتے یا نقصان نہیں پہنچاتے ہیں۔ وہ بچوں سے کھی ہیں۔'' عقرب نے کہا۔ جب وہ رحمت خان کی بیوی کے ہاتھ میں بستہ تھما کر دروازے کی طرف لگا تو اس نے دہشت زدہ ہو کر عقرب کا بازو پکڑ لیا۔ ''عقرب بیٹے! تم نہ جاؤ...... میری بات ما ناگ کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا ہے۔ یہ موذی جانور فوراً ہی ڈس لیتا ہے۔ تم جلدی سے جا کر کسی کو خدا کے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔ مجھے تم میرے بچوں کی طرح سے زیادہ عزیز ہو۔''

''ارے چچی! آپ بالکل بھی نہ گھبرائیں۔'' عقرب نے اسے دلاسا دیا۔ ''آپ نہیں جا مجھے ناگوں اور سانپوں کو پکڑنا آتا ہے۔ آپ ذرا تماشا دیکھیں...... میں اسے کس طرح پکڑ ہوں۔''

رحمت خان کی بیوی عقرب کو روکتی رہ گئی۔ وہ تیزی سے عقبی دروازے کی طرف لپکا۔ داخل ہوگیا۔ اندر داخل ہو کر ٹھٹک کر رہ گیا۔ ناگ صحن میں کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ ناگ نے آہٹ اور انسانی بو محسوس کی اس نے اپنا پھن اٹھایا۔ پھر اپنا پھن اور اوپر اٹھا کر عقرب کو دیکھنے لگا۔ لال لال آنکھوں میں ایک وحشیانہ چمک سی کوندی۔ پھر اس نے اپنی زبان باہر نکالی۔ وہ عقرب کرنے کے لیے پر تولنے لگا۔ عقرب بے خوفی اور بڑے اطمینان سے اس کی طرف بڑھا۔ ا سامنے پہنچ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ عقرب چند ثانیوں تک اس کی آنکھ آنکھیں ڈالے رہا۔ ناگ نے اس پر پھن مارنا چاہا لیکن وہ بے بس ہوگیا۔ پھر اپنی جگہ جامد و ہوگیا۔

عقرب نے آگے بڑھ کر اس کے پھن کو چھوا۔ ناگ بے حس و حرکت ہی رہا۔ لیکن وہ ا آنکھوں سے اسے گھورتا رہا۔ اس پر کسی مجسمے کا دھوکا ہو رہا تھا۔ عقرب نے ادھر ادھر اپنی دوڑائیں۔ ایک کونے میں دو لمبی اور موٹی رسی پڑی ہوئی تھی۔ پھر وہ رسی اٹھا کر لایا اور ناگ میں پھندا ڈال کر اسے کس دیا۔ رحمت خان کی بیوی خوف، دہشت کے عالم میں کھڑی تھر تھر کا



... دل میں عقرب اور بچوں کی سلامتی کے لیے گڑگڑا کر دعا مانگ رہی تھی۔ اس کی رگوں میں لہو منجمد ... اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔ معاً اس کی نگاہ اس کے شوہر رحمت خان پر پڑی جو ... اٹھاتا ہوا اس کی طرف چلا آ رہا تھا۔ جب رحمت خان اس کے پاس آیا تو اس نے سارا ماجرا ... سنایا۔ رحمت خان نے اپنے کندھے سے بندوق اتاری۔ وہ دروازے کی طرف بڑھتے ... کے رہ گیا۔ ان دونوں نے دیکھا۔ عقرب ناگ کو گھسیٹتا ہوا لے کر آ رہا ہے۔ ناگ کی گردن کو ... ایک رسی سے باندھا ہوا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر دونوں بھونچکے سے ہو گئے۔

عقرب ان کے پاس آ کر رکا۔ رحمت خان نے دیکھا...... ناگ نیم جان ہو رہا ہے۔ اس نے تحیر ... میں کہا۔ ''عقرب بیٹے! تم نے اسے کس طرح بے بس اور قابو کر لیا......؟ رسی سے باندھ بھی ...

''یہ ناگ بیمار سا معلوم ہوتا ہے۔'' عقرب کہنے لگا۔ ''جب میں اندر داخل ہوا تو یہ صحن کے بیچوں ... سا پڑا تھا۔ پھر میں نے اسے رسی سے باندھ لیا اور باہر لے آیا۔ اب آپ اسے گولی مار کر ختم ...

''تم بڑے بہادر بچے ہو عقرب!'' رحمت خان نے تعریفی لہجے میں کہا۔ پھر اس کی پیٹھ تھپکی۔ ''تم ... جان کی بھی پرواہ نہیں کی اور ناگ کو پکڑنے چلے گئے۔ پھر اسے پکڑ کر بھی لے آئے۔ وہ تمہیں ...''

''آپ اسے جلدی سے گولی مار کر اس کا قصہ ختم کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہوش میں آ کر ڈس ...'' عقرب نے کہا۔ رحمت خان نے کالا ناگ کو ہلاک کرنے میں ایک پل کی بھی دیر نہیں کی۔ اس ... ناگ کے سر پر دو گولیاں مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر اس کی لاش کو ایک قریبی پہاڑی پر لے جا کر ... میں پھینک دیا۔ اس واقعے نے اس پورے علاقے میں عقرب کی بہادری، ہمت اور جرأت ... بادی کہ اس نے کس طرح اپنی جان پر کھیل کر ایک بہت بڑے اور خطرناک ناگ کو قابو میں ... کر لوگ اس کے قریب جانے سے گھبراتے ہیں۔ ایک بچے نے رحمت خان کے بچوں ... لیے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ لوگوں کے دلوں میں عقرب کی عزت اور بہادری کی ... جو بھی ملتا اسے نہ صرف مبارکباد دیتا بلکہ داد بھری نظروں سے بھی دیکھتا تھا۔

... دنوں کے بعد سلیل اور گل نشاط خریداری کے لیے منگورہ گئے تو انہوں نے عقرب کو بھی ساتھ ... ایک کوچ میں روانہ ہوئے۔ منگورہ بہت بڑا تجارتی مرکز تھا۔ یہاں دنیا کی ہر چیز دستیاب ... وقت وہ لوگ کوچ سے اتر کے ایک ہوٹل کے سامنے سے گزرتے ہوئے بازار کی طرف ... عقرب کی نگاہ معاً ایک جیپ کی طرف اٹھ گئی۔ اس نے جیپ سے چار آدمیوں کو اترتے ... لیا۔ یوں تو یہاں ہر شخص مسلح ہی ہوتا تھا۔ عقرب نے ان کی وضع قطع چہروں مہروں سے اندازہ ... خطرناک پیشہ ور مجرم ہیں۔ اس نے ان کے بشروں پر دل کے تاثرات دیکھے تو اس کے ... ان کے دل و دماغ کو جیسے پڑھ لیا۔ ان کے ارادے اچھے نہیں تھے۔ وہ ایک جیولری شاپ کو

لوٹنے کے ارادے سے آئے تھے۔ جیپ سے اتر کر اس دکان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عقرب اپنے والدین سے ان بدمعاشوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ جب وہ ایک ملبوسات کی دکان میں ہوئے تو وہ وہاں سے چپکے سے کھسک گیا۔ دکان میں چونکہ رش تھا اس لیے بھی ماں باپ کو اس خیال نہیں رہا۔ وہ ملبوسات دیکھنے لگے تھے۔ عقرب نے جیپ کی طرف جاتے ہوئے ان بدمعا دیکھا جو جیولری شاپ میں داخل ہو گئے تھے۔ اس دکان میں خریداروں کا بے پناہ رش تھا۔ ان میں سیاح بھی تھے۔ اس دکان کا دروازہ اندر سے بند کر کے چٹخنی لگا دی گئی تھی۔ باہر ایک بدمعاش کھڑ پہرہ دینے لگا۔ اندر ایک بدمعاش گاہکوں سے نقدی اور ایک ایک سے پرس لے کر ایک تھیلے میں جا رہا تھا۔ دوسرا بدمعاش بندوق تانے کھڑا دھمکیاں دے رہا تھا۔ جب کہ تیسرا بدمعاش دکا شوکیس، ور الماریوں میں سے زیورات اور ہیرے جواہرات نکال کر ایک بڑے سے تھیلے میں ڈالت تھا۔ ان کی لوٹ۔ز عقرب کی عقابی نظروں سے محفوظ نہ رہ سکی۔

عقرب نے جیپ کے پاس جا کر اس کے گرد ایک بہت بڑا دائرہ کھینچ دیا۔ پھر وہ کچھ فاصلے کھڑا ہو گیا تا کہ تماشا دیکھ سکے۔ کوئی دس بارہ منٹ کے بعد وہ چاروں بدمعاش تھیلے اٹھائے تیز لپکتے ہوئے جیپ کے پاس آئے اور اس میں سوار ہو گئے۔ ایک بدمعاش نے فوراً ہی اسٹیرنگ پ اس کا انجن اسٹارٹ کیا۔ انجن اسٹارٹ تو ہو گیا لیکن جیپ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکی۔ ڈرا حیران اور پریشان ہوا۔ اس نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ گیئر بھی بدل ڈالے۔ پھر اس نے اپنے ساتھیو کچھ کہا۔ وہ اتر کے جیپ کو پوری طاقت سے دھکا دینے لگے۔ جیپ نے ہلنے تک کا نام نہیں لیا۔ و حیران و پریشان اور سراسیمہ سے ہو گئے۔ ان کی حالت غیر ہونے لگی۔ کیونکہ کسی بھی لمحے پولیس تھی۔ دکان دار ٹیلی فون کر کے پولیس کو اطلاع دے سکتا تھا اور شاید دے بھی چکا ہو۔ یہ خیال پریشان کر رہا تھا۔

ایک ساتھی نے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی ایک خالی جیپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ک لے جاتے ہیں۔ وہ ابھی جیپ سے تھیلے نکال کر اس جیپ کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے تھے دکان کے اندر موجود تمام گاہک، دکان دار اور دکان کے سیلز مین، دکان سے باہر آ کر شور لگے ''ڈاکو...... ڈاکو...... پکڑو...... پکڑو......''

یہ دیکھ کر ان میں سے دو بدمعاشوں نے اپنی اپنی بندوقیں کندھوں سے اتار لیں تا کہ ان کیا جا سکے۔ جب انہوں نے فائر کرنے کے لیے لبلبی دبائی تو لبلبی دب نہ سکی۔ دونوں بندوقو جام ہو گئی تھی۔ ایک فائر بھی نہ ہو سکا۔ وہ حیران تھے کہ ان کی بندوقوں میں یہ اچانک خرابی ہو گئی۔ پھر انہوں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے بندوقیں لے کر فائرنگ کرنا چاہا۔ ان کی لبلبی ہو گئی۔ یہ دیکھ کر ان کا سرغنہ چیخا۔ ''جلدی سے نکل بھاگو...... وقت ضائع مت کرو......''

لیکن وہ چاروں دائرے سے باہر نہ نکل سکے۔ جیسے ہی دائرے کی لکیر کے پاس پہنچے نادیدہ طاقت نے نہ صرف روک لیا بلکہ دھکا دے کر زمین پر گرا دیا۔ وہ بھونچکے سے ہو گئے۔



انہوں نے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ ان کے ساتھ کیا ...

وہ چاروں بجلی کی سی سرعت سے کھڑے ہو گئے۔ پھر انہوں نے دوڑنے کی کوشش کی لیکن وہ ...ے باہر نکل نہ سکے۔ وہ پھر چاروں شانے چت ہو گئے۔ ان کے ہاتھ سے کسی نادیدہ طاقت ...یں چھین کر جیسے پھینک دیں۔ وہ حواس باختہ اور دہشت زدہ ہو گئے۔ یہ سارا تماشا بہت سارے ...ر ہے تھے۔ ان میں وہ بھی شامل تھے جنہیں ان بدمعاشوں نے بندوق کے زور پر لوٹا تھا۔ اسی ... پولیس کی موبائل آ گئی۔ دکان کے مالک نے پولیس کو ٹیلی فون کر کے اطلاع دے دی تھی۔ ...آ کر انہیں گرفتار کر لیا۔

ان بدمعاشوں کو گرفتار کرانے میں کس کا ہاتھ تھا۔ یہ کس کا کارنامہ تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا سوائے ...والدین کے۔ وہ عقرب کو دکان میں نہ پا کر اور باہر شور سن کر دکان سے نکل آئے تھے۔ انہوں ...تماشا اور کھیل دیکھا تھا کہ وہ کس طرح سے ایک دائرے میں مقید ہو گئے۔ جیپ نکال کر نہ لے ... فائرنگ بھی نہ کر سکے۔ کیوں کہ ان کی بندوقیں جام ہو کر رہ گئی تھیں۔ جب ان بدمعاشوں نے ...ے باہر آنا چاہا تو نادیدہ طاقت نے انہیں گرا دیا اور ان کے ہاتھوں سے بندوقیں چھوٹ گئی

...قرب نے ماں باپ کو دیکھا تو وہ مسکراتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔ ماں باپ نے ایک دل کش ...ے اس کا استقبال کیا۔ سلیل نے بیٹے کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔ ''شاباش بیٹے! تم نے دکان ...وں کو لٹنے اور خون ریزی سے بچایا۔ ورنہ یہ بدمعاش اپنے بچاؤ اور اپنی حفاظت کی خاطر دو تین ...وں کو ہلاک کر دیتے۔''

''وہ چاروں بدمعاش کیسے حیران و پریشان اور دہشت زدہ سے ہو رہے تھے۔'' گل نشاط ہنستی ...ولی۔ ''ان کے چہرے فق اور سفید پڑ گئے تھے۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ ان کے ساتھ ...''

''ان بدمعاشوں سے زیادہ حیران اور خوش دکان دار، سیلز مین اور گاہک ہو رہے تھے کہ وہ بھاگنے ...نہیں ہو سکے تھے۔ بدمعاشوں کے ساتھ جو کچھ پیش آ رہا تھا اس کا یقین انہیں نہیں ہو رہا تھا۔ ...اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کوئی سنسنی خیز کھیل ہو۔ جب پولیس نے ان بدمعاشوں کو گرفتار کیا ...جان میں جان آئی۔''

...دار، سیلز مینوں اور گاہکوں نے پولیس والوں کو گھیر لیا۔ دکان دار پولیس والوں کو ان ...ڈکیتی کی واردات کے بارے میں بتانے لگا۔ بھیڑ میں اضافہ ہونے لگا تو گل نشاط اور سلیل ...لے کر ملبوسات کی دکان میں داخل ہو گئے۔ کیوں کہ ان کی خریداری نہیں ہوئی تھی۔

...اچھے لوگ ہوتے ہیں وہاں برے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ تجارتی مراکز میں ہر طرح کے ...تے ہیں۔ یہاں بھی جیب کترے، ٹھگ اور نوسرباز موجود تھے۔ سلیل خریداری کرنے کے

بعد گل نشاط اور عقرب کو ساتھ لے کر ایک ہوٹل میں داخل ہوا تاکہ دوپہر کا کھانا کھا لیا جائے۔ کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔ بھوک بھی لگ رہی تھی۔ سلیل کو ایک ہوٹل بہت پسند تھا۔ اس کے کھانے بہت لذیذ، ذائقہ دار اور مزے دار ہوتے تھے۔ جب کبھی وہ بیوی اور بیٹے کو خریداری کے لیے منگورہ لے کر آتا اس ہوٹل میں انہیں کھانا کھلانے لے جاتا۔ اس کی بیوی اور بیٹے کو بھی اس ہوٹل کے کھانے بہت مزے کے لگتے تھے۔ اس لیے اس ہوٹل کے سوا کسی اور ہوٹل میں جا کر نہیں کھاتے تھے۔

یہ ہوٹل بہت مصروف تھا۔ عمدہ اقسام کے کھانوں کی وجہ سے بہت چلتا بھی تھا۔ اس لیے ہر وقت اس میں گاہک موجود ہوتے تھے۔ غیر ملکی سیاح بھی یہاں آ کر لطف اندوز ہوتے تھے۔ جب وہ ہوٹل میں داخل ہوئے اس کے ہال میں ایک میز بھی خالی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اتفاق سے اس ایک کونے والی میز خالی ہوئی تو وہ تینوں اس میز پر جا کر بیٹھ گئے۔ ایک خالی کرسی پر سامان رکھ دیا۔

ان تینوں کو کڑاہی گوشت بہت پسند تھا۔ اس لیے سلیل نے کڑاہی گوشت کا آرڈر دے دیا۔ تیار ہو کر آنے میں پندرہ بیس منٹ کی دیر تھی اس لیے قہوہ منگوا لیا۔ قہوہ آیا تو سلیل، گل نشاط سے ملبوسات کے بارے میں بات کرنے لگا۔ عقرب ہال کا جائزہ لینے لگا۔ کیوں کہ اسے اس موضوع سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پھر اس کی نگاہ ایک میز پر جم گئی جس کے گرد پانچ آدمی ابھی ابھی آ کر بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے لال رنگ کا شلوار سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ بہت چہک رہا تھا۔ اپنی جیب بھی تھپتھپا رہا تھا۔ یہ ایک ایسا ہوٹل تھا۔ ہر آدمی اس میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اس شخص نے ویٹر کو جو کھانے کا آرڈر دیا وہ بہت ہی پرتکلف اور انواع و اقسام کے کھانوں کا تھا۔ اس کی وضع قطع سے اس کی مالی حالت عیاں تھی۔ اس کی اوقات ایسی نہیں تھی کہ وہ اپنے دوستوں کی ایسی شان دار خاطر مدارت کر سکے۔ وہ مال مفت کھول کر اڑا رہا تھا۔

عقرب نے ماں باپ سے کہا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے باہر جا کر آ رہا ہے۔ پھر وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور اس میز کے پاس سے ہوتا ہوا باہر کی طرف بڑھا جس پر وہ پانچ آدمی کھانے کے انتظار میں قہوہ پی رہے تھے۔ عقرب کی جیب میں نہ صرف اس لال رنگ کے شلوار سوٹ والے کا پرس آ گیا اس کے ساتھیوں کی رقمیں بھی اس کی جیب میں آ گئی تھیں۔ ان کے فرشتوں کو بھی رقم غائب ہونے کی خبر نہ ہوئی۔ وہ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ عقرب باہر چلا گیا پھر تھوڑی دیر کے بعد ہوٹل میں داخل ہوا۔ جب وہ میز سے گزر رہا تھا۔ تب اس نے لال شلوار سوٹ والے کو کہتے سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''زندگی میں نے پہلا اتنا اونچا ہاتھ مارا ہے....'' تھوڑی دیر کے بعد ویٹر کھانا لے آیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ان آدمیوں کی میز پر ایک سالم بھونا ہوا دنبہ ویٹر نے لا کر رکھا۔ وہ پانچ کے پانچ اس دنبے پر ٹوٹ پڑے۔ ایسے وحشیوں کی طرح کھانے لگے۔ ان لوگوں نے دنبہ ہضم کرنے کے بعد سویٹ ڈش منگوائی۔ پھر کولڈ ڈرنکس... جب ویٹر بل لے کر آیا تو لال شلوار سوٹ والے نے مسکراتے ہوئے بڑے انداز سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس جیب میں رقم نہ پا کر وہ گھبرا گیا۔ اس نے اپنی جیبیں کئی بار ٹٹولیں۔ رقم غائب پا کر اس کے ہوش اڑ گئے۔ چہرہ متغیر ہو گیا۔



''میری جیب سے کسی نے بیس ہزار کی رقم نکال لی....'' وہ بھونچکا ہو کر بولا۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہوٹل میں داخل ہوتے وقت میری جیب میں پوری رقم تھی... رقم بیٹھتے ہی کیسے غائب ہو گئی؟''

''جس وقت ہم بس سے اترے تھے اس وقت تم سے ایک آدمی ٹکرایا تھا۔ کہیں اس نے تمہاری رقم غائب نہیں کر لی؟''

اس کے ایک ساتھی نے خیال ظاہر کیا۔ ''اچھی طرح یاد کرو۔''

''نہیں.... '' لال شلوار سوٹ والے نے سر ہلایا۔ ''رقم میں نے اندر کی جیب میں رکھی تھی۔ قمیض کے اوپر بٹن لگا رکھے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے کھانے سے پہلے میں نے اپنی جیب تھپتھپائی تھی۔ اس میں رقم موجود رہی تھی۔''

''ہو سکتا ہے کہ تم رقم کالام میں رکھ کر بھول آئے ہو؟'' دوسرے ساتھی نے کہا۔

ویٹر جو بل لیے کھڑا تھا اس نے بیزاری سے کہا۔ ''یہ بارہ سو بیس روپے کا بل ہے۔ آپ لوگ اس کو ادا کرنے کے لیے رقم کا بندوبست کریں۔ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔'' وہ بل میز پر رکھ کر چلا گیا۔

''دیکھو... کل ساٹھ ہزار کی رقم تھی۔'' اس نے سرگوشی میں کہا۔ ''پرسوں دن میں میں نے اس میں سے تم پانچوں کو فی کس دس دس ہزار روپے حصے کے طور پر دیئے پھر میں نے اپنا حصہ سنبھال کر رکھا۔ ہم لوگ ایک ساتھ ہی آئے ہیں۔ میری رقم تم لوگوں کے ساتھ ہوتے ہی غائب ہو جانا سمجھ سے بالاتر ہے۔''

''مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ کسی نے جادو کے زور سے تمہاری رقم غائب کر دی ہے؟'' اس کے ایک ساتھی نے کہا۔

''بکواس بند کرو.....'' لال شلوار سوٹ والے نے کہا۔ ''کیسا جادو...؟ کہاں کا جادو...؟ یہاں کہاں...؟ آج کل کے دور میں جادو، وادو کہاں ہے۔ کون جادوگر ہے جو میری رقم غائب کرے؟ کسی جادوگر کو کیا معلوم کہ میرے پاس اتنی بڑی رقم موجود ہے۔ یہاں تو کسی جادوگر کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔''

''تمہارے خیال میں تمہاری رقم کیسے اور کیوں کر غائب ہو گئی ہو گی؟'' ایک اور ساتھی نے پوچھا۔

''میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔'' وہ بولا۔ ''یا یہ ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں میں سے کسی نے رات کے وقت مجھے بے ہوش کر کے رقم نکال لی اور اس کی جگہ کاغذ رکھ دیئے جنہیں میں رقم سمجھتا رہا۔''

''بالفرض محال ہم میں سے کسی نے رقم غائب کر کے اس کی جگہ کاغذ رکھ دیئے... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کاغذ کے ٹکڑے کہاں ہیں.... تم ہم لوگوں پر شک کر رہے ہو جب کہ ہم نے تمہیں ڈبل کر دیا۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' اس نے کہا۔ ''میری جیب سے واقعی کاغذ کے ٹکڑوں کو نکلنا چاہیے تھا۔ لیکن

میری تمام جیبیں بالکل خالی ہیں۔ ان میں ایک روپیہ تک موجود نہیں ہے۔ یقیناً یہ کسی جادوگر کی
ہے۔"

"وہ جادوگر اس وقت شاید اس ہال میں موجود ہو...... اس نے اپنا جادو دکھایا ہو؟" ایک سا
خیال ظاہر کیا۔

"ہاں...... ایسا ممکن ہے۔" وہ ہال کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے بولا۔ "تمہارا اندازہ درست
سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں جادوگر کون ہوسکتا ہے؟ یہاں ایسا کوئی شخص دکھائی نہیں
ہے جس پر گمان ہوسکے۔"

ہوٹل کا ویٹر اس اثناء میں میز پر آ کر کھڑا ہوگیا۔ "جلدی سے بل ادا کر دیجئے...... مجھے
ہے۔"

اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔ "تمہارے پاس جو رقم ہے اس میں سے بل ادا کرو۔ میں
بعد میں رقم دے دوں گا۔" اس نے پس و پیش کے بعد اپنی جیب میں ہاتھ ڈلا۔ اس میں رقم نہ تھی۔
نے ایک ایک کر کے اپنی ساری جیبیں دیکھ لیں۔ وہ بالکل صاف تھیں۔ وہ گھبرا کر بولا۔ "میری
غائب ہے اور تمہاری دی ہوئی رقم بھی......"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے؟" لال شلوار سوٹ والے نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔ "پھر
جیبیں دیکھو۔"

اس نے دوبارہ اپنی ایک ایک جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ اس کا چہرہ فق ہوگیا۔ "میری
جیبیں خالی ہیں۔" پھر اس کے تینوں ساتھیوں نے اپنی اپنی جیبیں دیکھ ڈالیں۔ ان میں کچھ نہ
سب حیرت اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی صورتیں دیکھنے لگے۔ ہال ایئر کنڈیشنڈ تھا۔
ان کو پسینے آ گئے تھے۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"آپ لوگوں کی یہ ڈرامابازی نہیں چلے گی......" ویٹر نے بگڑ کر برہمی سے کہا۔ "ٹھہریئے!
صاحب کو بلا کر لاتا ہوں۔ یہ مفت کا مال نہیں تھا۔ آپ لوگوں کو جیل کی ہوا کھانا پڑے گی۔"

"ہماری بات تو سنیں۔" لال شلوار سوٹ والے نے کہا۔ "کسی نے ہم سب کی جیبیں کا
ہیں۔ ہمارے پاس ساٹھ ہزار سے زیادہ رقم تھی...... ہمیں ایک دو گھنٹے کی مہلت دیں۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بیک وقت پانچ آدمیوں کی جیب کٹ جائے۔" ویٹر نے تیز
کہا۔ "آپ لوگ کسی اور کو بے وقوف بنائیں...... ہمیں آپ جیسے لوگوں سے روزانہ واسطہ پڑ
ہے۔"

"آپ ایسا کریں کہ ہم پانچوں کی گھڑیاں گروی رکھ لیں۔" لال شلوار سوٹ والے نے کہ
سب کی گھڑیاں بہت قیمتی ہیں۔ ایک ایک گھڑی دو ہزار روپے سے زائد قیمت کی ہے۔ نئی بھی ہیں
"اچھا...... لائیں۔ اپنی گھڑیاں جمع کرا دیں۔ بعد میں رقم ادا کر کے لے جائیں۔" و
تیزی سے کہا۔ جب ان پانچوں نے اپنی اپنی آستینوں کے کف اوپر کیے کہ دستی گھڑیاں اتار دیں



...ہو چکے ہوگئے کہ ان کی گھڑیاں بھی غائب ہیں۔ کسی کی کلائی پر گھڑی نہ تھی۔ ننگی کلائیاں ان کا منہ
...رہی تھیں۔

ویٹر نے تاڑ لیا کہ یہ پانچوں ایک نمبر فراڈی ہیں اور اسے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے
... وہ فوراً ہی تیزی سے کیش کاؤنٹر کی طرف لپک گیا۔ اس نے منیجر کو مختصر طور پر صورت حال سے آگاہ
... کے کہنے پر ایک ویٹر نے پولیس اسٹیشن ٹیلی فون کر دیا۔ وہ منیجر کو مطمئن نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر میں
...ئی۔ انہیں حراست میں لے کر باہر نکل گئی۔ عقرب کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ دوڑ
...گل نشاط اور سلیل اس کے اس کارنامے سے بے خبر آئس کریم کھا رہے تھے۔

...دیر کے بعد وہ تینوں ہوٹل سے باہر آئے۔ گل نشاط کو یاد آیا کہ اسے کچھ چادریں اور تکیے کے
...خریدنے ہیں۔ عقرب دوکان کے باہر رک گیا۔ سامان بھی اپنے پاس رکھ لیا۔ چند لمحوں کے بعد
...نے ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی۔ بال الجھے
...تھے۔ لباس پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا اور لباس پر گرد کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ وہ اس سے چند قدم پر
...حال کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

عقرب نے اسے آواز دی۔ "جناب سنیے...... آپ تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس آسکتے ہیں۔
...ی صاحب ہیں نا؟" اس شخص نے چونک کر عقرب کی طرف دیکھا۔ وہ ایک اجنبی لڑکے کی
...نے اپنا نام سن کر بڑے حیران ہوئے۔ پھر وہ اس کے پاس آ کر بولے تو ان کا لہجہ حیران کن تھا۔"
...بیٹے! میں نے تمہیں نہیں پہچانا؟ کیا نام ہے تمہارا؟"

"میں نے کچھ دنوں پہلے آپ کو کالام میں ایک گائیڈ کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس نے آپ کو قریشی
...کے نام سے پکارا تھا۔" عقرب نے جواب دیا۔ "میرا نام عقرب ہے۔ میں اپنے والدین کے
...داری کے لیے آیا ہوا ہوں۔"

"کیا تم اس گائیڈ کو پہچانتے ہو......؟ کیا تم اس کے نظر آنے پر اس کی شناخت کر سکتے ہو۔
...صاحب نے بے تابی سے کہا۔

"...یت تو ہے؟" عقرب نے پوچھا۔ "آپ کو اس گائیڈ کی تلاش کیوں ہے؟ آپ کو اس نے کیا
..."

"...یت ہی نہیں ہے بیٹے!" انہوں نے مضطرب لہجے میں جواب دیا۔ "اس شخص نے اپنا نام
...خان بتایا تھا۔ وہ میرے لیے ایک قطعی اجنبی شخص تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ گائیڈ ہے۔ میں
...کی مختلف جگہوں کی سیر و تفریح کی خواہش ظاہر کی تو اس نے مجھ سے کالام کی بڑی تعریف کی۔
...ایک ساتھی کی ٹیکسی میں لے گیا۔ قدرتی جھیلوں کی سیر کرانے کے بہانے ایک جھیل پر لے
...نے کہا کہ یہاں رات کے وقت پریاں آتی ہیں اور جھیل میں نہاتی ہیں۔ رات کے وقت پریاں
...یں البتہ چار بدمعاش آ گئے جو مسلح تھے اور انہوں نے منہ پر ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے۔
...بندوقوں کے زور پر نہ صرف میری قیمتی دستی گھڑی اتار لی بلکہ مجھ سے ساٹھ ہزار کی رقم بھی

چھین لی۔اس شخص نے مجھے پولیس اسٹیشن لے جا کر ان بدمعاشوں کے خلاف رپورٹ درج کر
ایک گھنٹے کے بعد وہ پراسرار طور پر غائب ہوگیا۔ٹیکسی کا بھی پتا نہیں تھا۔
میری جیب بالکل خالی ہوگئی۔میں نے ایک مقامی شخص سلیل سے پانچ سو روپے قرض ما
پھولوں کے کاروباری ہیں۔اس شریف آدمی نے مجھ پر اعتماد کر کے پانچ سو روپے قرض دے
اس نے میرا نام پتا بھی دریافت نہیں کیا۔یہ فرشتہ صفت شخص میری مدد نہیں کرتا تو جانے میرا
ہوتا..... میں نے اس دھوکے باز شخص کو بہت تلاش کیا۔یہاں آ کر اسے دو دن سے تلاش کر رہا
ایک ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ اس نے اس حلیے کے آدمی کو آج صبح کالام سے آنے والی
اترتے دیکھا ہے۔''

''یہاں کسی ناواقف شخص کو گائیڈ بنانا سب سے بڑی غلطی ہے۔''عقرب نے کہا۔''آپ
ایسی غلطی نہ کریں۔''

''واقعی مجھ سے بہت بڑی بھول ہوئی۔''انہوں نے تاسف انگیز لہجے میں کہا۔''مجھ سے ہ
ملازم نے بھی یہ بات کہی تھی۔مگر میں اس شخص کی باتوں میں آ گیا۔اس نے اپنی چرب زبانی
اپنے جال میں پھنسا لیا۔''

''محنت اور حلال کی کمائی اور کوئی ہضم نہیں کر سکتا۔''
عقرب نے کہا۔''آپ کو میں یہ بتا دوں کہ وہ فراڈی اور اس کے چاروں ساتھی ہوٹل کا
کرنے کے الزام میں تھوڑی دیر پہلے گرفتار کر لیے گئے ہیں۔وہ حوالات میں بند ہیں۔وہ بار
روپے کا کھانا اس طرح کھا گئے جیسے یہ ہوٹل ان کے باپ کا ہو۔''

''تمہیں کیوں کر معلوم ہے کہ یہ وہی بدمعاش ہیں؟''قریشی صاحب نے حیرت سے اس
دیکھی۔''تم انہیں کیسے جانتے ہو؟''

''انہوں نے جس ہوٹل میں کھانا کھایا ہم نے بھی اسی ہوٹل میں کھایا......ان کی میز ہمارے
قریب تھی۔وہ اشاروں کنایوں میں اپنے کارنامے کا ذکر کر رہے تھے۔اس سے میں نے اند
کہ یہ وہی بدمعاش ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔ میں تھانے جا کر دیکھتا ہوں کہ آیا یہ وہی بدمعاش ہیں یا کوئی اور ہیں؟
صاحب نے کہا۔

''آپ تھانے مت جائیں بلکہ ہوٹل جائیں..... ''عقرب نے اسے مشورہ دیا۔''حوالا
سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔''

''میں ہوٹل جا کر کیا کروں..... ؟''قریشی صاحب نے ایک گہرا سانس لیا۔''تھانے ج
ایک فائدہ یہ ہوگا کہ پولیس ان بدمعاشوں سے میری رقم وصول کر کے دے دے گی۔میرے
آئی آر کا پی موجود ہے جو میں نے کالام میں ان کے خلاف کٹوائی ہے۔اسے اس تھانے میں پیش
گا۔''



''اصل بات یہ ہے کہ نہ ان بدمعاشوں کے پاس آپ کی رقم ہے اور نہ آپ کی قیمتی دستی گھڑی۔''
...بولا۔''اگر ان کے پاس رقم ہوتی تو وہ ہوٹل کا بل ادا کر دیتے؟''
''میری رقم کہاں ہے اور کس کے پاس ہے! کیا ان سے رقم کسی نے چھین لی ہے؟''وہ تحیر زدہ
...

''...کی گھڑی اور ساٹھ ہزار سے زائد رقم آپ کے سوٹ کیس میں موجود ہے۔''عقرب نے
''...اسٹیشن جانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔آپ اپنی رقم لیں اور واپس جائیں۔ناواقف
...ہوشیار رہیں۔''

''...سوٹ کیس میں......؟''قریشی صاحب نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے عقرب
...''میرے سوٹ کیس میں کیسے آ سکتی ہے؟ تمہاری بات کا مجھے بالکل یقین نہیں آ رہا ہے۔
...بات ہے۔''

''آپ کا ہوٹل زیادہ دور نہیں ہے......''عقرب نے کہا۔''ایک نظر سوٹ کیس میں دیکھ لینے سے
...گا؟''

''...رہے ہو تو میں ایک نظر دیکھ لیتا ہوں۔''
...ہوئے لہجے میں بولے۔''تمہاری بات کا یقین کرنے کو دل نہیں چاہ رہا ہے۔رقم اپنے
...کیس میں آنے سے رہی۔تم نے مجھے عجیب کشمکش میں ڈال دیا ہے۔''قریشی صاحب
...اپنے ہوٹل کی طرف بڑھ گئے جس میں انہوں نے کمرہ کرائے پر لیا ہوا تھا۔عقرب کی بات
...یقین نہیں تھا۔عقرب نے کچھ وثوق اور ایسے اعتماد سے کہا تھا کہ اس کا دل رکھنے کے لیے وہ
...تھے۔بڑی عجیب و غریب اور ناممکن سی بات تھی کہ ان کے سوٹ کیس میں رقم اور دستی گھڑی
...انہوں نے سوچ لیا تھا کہ سوٹ کیس دیکھنے کے بعد وہ تھانے جا کر زہرد خان کے خلاف
...کریں گے۔جب تک رقم مل نہیں جاتی وہ یہیں رہیں گے۔
...انہوں نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا۔سوٹ کیس پلنگ کے نیچے سے نکال کر میز پر
...بڑی بے دلی سے کھولا۔انہوں نے جیسے ہی کپڑا ہٹا کر دیکھا وہ حیرت اور خوشی سے اچھل
...آنکھیں پھیل گئیں۔انہیں یقین نہیں آیا۔ان کی رقم جو ہزار اور پانچ سو کے نوٹوں کی
...وہ موجود تھی۔وہی نوٹ تھے۔اس کے علاوہ سو اور پچاس کے کچھ نوٹ بھی تھے۔سوٹ
...صرف ان کی ایک دستی گھڑی نہیں بلکہ چار اور قیمتی گھڑیاں بھی تھیں۔کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ
...؟ کہیں اس لڑکے نے انہیں ہپناٹائز تو نہیں کر دیا؟ انہوں نے اپنے بدن میں بڑے زور کی
...اپنی انگلی بھی چبا لی۔یہ خواب تھا اور نہ انہیں ہپناٹائز کیا گیا تھا۔یہ ایک حقیقت تھی۔ایک ایسی
...سے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ان کی مسرت کی انتہا نہ رہی۔ان کی نس نس میں خون رقصاں
...جذبات سے مغلوب ہو گئے۔آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔قریشی صاحب نے رقم گنی تو
...ار آٹھ سو بیس روپے تھے۔پھر انہوں نے سوچا کہ وہ لڑکا کیا کوئی مسیحا تھا؟ کیا تھا......؟ انہوں

نے سوچا کہ چل کر اس لڑکے سے مل کر معمہ حل کرنا چاہیے۔ ورنہ وہ ساری زندگی اس عجیب و غر
واقعے اور معجزے کے بارے میں سوچتے رہیں گے۔

جب وہ اس جگہ آئے جہاں ان کی ملاقات عقرب سے ہوئی تھی۔ وہاں عقرب نہیں تھا۔ ا
نے صرف منگورہ ہی نہیں سیدو شریف کا چپہ چپہ چھان مارا۔ انہیں ان کا محسن اور مسیحا کہیں دکھائی نہیں

کوئی بیس دن کے بعد عقرب اپنے تین دوستوں کے ساتھ منگورہ اور سیدو شریف سیر و تفریح
لیے آیا۔ اس نے اس علاقے کی سیر نہیں کی تھی۔ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ صرف خریداری کے
آتا رہا تھا۔ خریداری کر کے ہوٹل میں کھانا کھا کر چند گھنٹے گزار کر واپس چلا گیا تھا۔

بیس دن پہلے وہ دو سال کے بعد منگورہ آیا تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ منگورہ سے سیدو شری
علاقہ دلہن کی طرح سجا ہوا ہے۔ بہترین سڑک، اسپورٹس اسٹیڈیم، وودودیہ ہال، اسٹار ہاسٹل، کا
جہاں زیب کالج، عجائب گھر، گرلز کالج، حیوانات کا اسپتال، سائنس لیبارٹری، کالج کالونی، دارا
اسلامیہ کالج کیمپس، شاہی مہمان خانہ، اللہ اکبر مسجد، سرینا ہوٹل اور بہت ساری نفیس اور بڑی عما
تھیں جو اس کے حسن کو دوبالا کرتی تھیں۔ وہ ان سب کو دیکھنا چاہتے تھے۔ عقرب کو منگورہ اس
بہت بھایا تھا کہ یہ بہت صاف ستھرا ہے۔ دریائے سوات کے کنارے آباد اور پہاڑوں سے گھ
ہے۔ بدبو گندگی اور مچھر بھی نہیں تھے۔ سیدو شریف اور منگورہ جڑواں شہر ہیں۔ اس طرح آپس میں
ہوئے ہیں کہ سیاحوں کو پتا نہیں چلتا ہے کہ اس میں منگورہ کونسا ہے اور سیدو شریف کونسا ہے۔ عقرب
والدین نے اسے دوستوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی تھی۔

منگورہ پہنچ کر عقرب کے دوست منان خان نے جو عقرب سے عمر میں پانچ برس بڑا تھا اور
سات مہینے میں کسی نہ کسی کام سے منگورہ آتا رہتا تھا۔ مین بازار کے ایک ہوٹل میں ایک کمرہ کرا
لیا۔ اس میں چار آدمیوں کے ٹھہرنے کی گنجائش تھی۔ دو دوست جو اور تھے ان کے نام مرغوب اور
خان تھے۔ وہ بھی عقرب سے عمر میں دو دو سال بڑے اور صحت مند و توانا تھے۔ یہ آپس میں چاروں
ہی گہرے دوست تھے۔ عقرب نے بھولے سے بھی اپنے کسی دوست کو نہیں بتایا اور اعتماد میں لیا
وہ کن کن صلاحیتوں، علوم اور پراسرار قوتوں کا مالک ہے۔ ماں باپ نے بھی سختی سے تاکید کی ہوئی
وہ اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرے۔ اپنے دوستوں میں اس کی کاٹھی بھرپور جوان مردوں کی سی تھی
کی اٹھان سے اس کی عمر کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ یہ بیس برس کا ہے۔ اس کے تینوں دوست
حال گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں کسی بات کی کمی نہیں تھی۔ ان کے والدین آلو اور سیب کے
اور باغات کے مالک تھے۔

وہ چاروں دوپہر کے وقت منگورہ پہنچے تھے۔ سامان رکھنے اور منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہوتے
وہ کھانا کھانے کے لیے ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آئے۔ کھانا کھاتے ہوئے انہوں نے ایک افغانی
جو سوا چھ فٹ کا ہوگا۔ دیوہیکل تھا۔ کسی جلاد کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ وہ ایک میز پر بیٹھا شرط لگا کر
رہا تھا۔ ایک جرمن سیاح اور ایک امریکی جو چھ چھ فٹ کے تھے۔ اس سے پچاس پچاس ڈالر کی شر



ہار گئے تھے۔ ایک دو مقامی باشندوں نے بھی پچاس پچاس روپے کی شرط لگائی تو ہار گئے وہ لوگوں کو چیلنج
کر رہا تھا تو ایک روسی نژاد کو وہ بیا جو قد و قامت اور جسامت میں تقریباً اس کے برابر تھا اس نے اس
کے چیلنج کو قبول کر لیا اور ایک ایک ہزار روپے کی شرط لگائی۔

اس میز پر ایک بھیڑ سی لگ گئی۔ عقرب اور اس کے دوست چونکہ کھانے سے فراغت پا چکے تھے
وہ بھی اس بھیڑ میں شامل ہو کر تجسس سے ان دونوں کے درمیان ہونے والا مقابلہ دیکھنے لگے۔
کبھی روسی کا پلہ بھاری ہو جاتا کبھی افغانی کا...... دونوں اپنا پورا زور لگا رہے تھے۔ ان کے درمیان بڑا
مقابلہ ہو رہا تھا۔ یہ ایک لسانی مقابلہ بھی تھا۔ لوگ ان دونوں کے حق میں بٹ گئے تھے۔

آخر کار افغانی جیت گیا۔ روسی نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ اس نے اپنی جیب سے ایک ہزار
روپے نکال کر اسے دے دیئے۔ وہ بڑے فاتحانہ انداز سے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس نے رقم
جیب میں رکھنے کے بعد بڑے متکبرانہ انداز میں کہا۔ ”کوئی ہے مائی کا لال......؟ کسی نے ماں کا
دودھ پیا ہو تو آ کر مقابلہ کرے۔ ڈبے کا دودھ پینے والا میرے مقابلے پر نہ آئے۔ ورنہ اس کے ہاتھ
کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔“ عقرب کو اس کا غرور اور تکبر بہت ہی ناگوار لگا۔ وہ بھیڑ کو چیرتا ہوا اس کرسی پر
جا بیٹھا جس پر روسی نے بیٹھ کر مقابلہ کیا تھا۔ وہ کرسی خالی پڑی تھی۔ روسی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ عقرب کو اس
کرسی پر آتا دیکھ کر سبھی حیران ہوئے۔ وہ افغانی بھی حیران ہوا۔ اسے جیسے یقین نہیں آیا۔ ”کیا
تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟“ افغانی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”میں تم سے پنجہ لڑانے اور تمہارا غرور خاک میں ملانے آیا ہوں۔ تمہیں ایک افغانی ہونے کے
ناتے ایسی بات نہیں کہنا چاہیے تھی۔ افغانی قوم بڑی بہادر، غیور اور با اخلاق ہوتی ہے۔“

”تم مجھ سے پنجہ لڑاؤ گے......؟“ وہ ہنسنے لگا۔ پھر استہزائی لہجے میں بولا۔ ”تم بچے ہو...... تمہارے
کھانے پینے کے دن ٹافی اور آئس کریم کھانے کے ہیں۔ یہ لو دس روپے...... اس سے من پسند چیز خرید کر کھا
لو۔“ اس نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر عقرب کی طرف بڑھایا۔

عقرب نے نوٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔ ”تم مجھ سے مقابلہ کرنے سے کترا رہے
ہو تو میدان میں آ جاؤ۔“

”تم چیلنج کر رہے ہو......“ وہ سنجیدہ ہو گیا۔ ”اچھی طرح سوچ لو منے میاں...... مجھے تمہاری
نازک سی کلائی پر ترس آ رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اپنی کلائی تڑوا بیٹھو۔ لو دس روپے لو۔ جا کر کچھ

”میں نہ صرف چیلنج کر رہا ہوں بلکہ دس ہزار روپے کی شرط بھی لگا رہا ہوں۔ بولو منظور

”دس ہزار روپے کی شرط......؟“ افغانی ششدر رہ گیا۔ ”تمہارے پاس دس ہزار روپے بھی

”ہیں......“ عقرب نے جواب دیا۔ پھر اس نے منان سے کہا۔ ”دس ہزار روپے نکال کر

میز پر رکھ دو۔"

"عقرب! تم ہوش میں ہو......؟" منان نے حیرت سے کہا۔ "دس ہزار بہت بڑی رقم ہوتی اور پھر تمہارا اس کا کیا مقابلہ...... خدا کے لیے تم اس سے مقابلہ کرنے سے باز آ جاؤ۔ اس سے کرنے کی حماقت نہ کرو۔"

"منان!" عقرب نے کہا۔ "میں پوری طرح ہوش میں ہوں۔ تم رقم کی پرواہ نہ کرو۔ میر تمہارے پاس پانچ ہزار کی رقم جمع کروائی ہے۔ ہارنے کی صورت میں رقم منگوا کر دے دوں گا۔ میرے بابا کے ایک کاروباری دوست ہیں۔ میرے بابا نے کہا ہے کہ مجھے جتنی رقم کی ضرورت پڑے سے لے لینا۔" منان نے جب یہ دیکھا کہ عقرب اپنی بات پر ڈٹا ہوا ہے تو اس نے باول نخواستہ دس روپے نکال کر میز پر رکھ دیئے۔ افغانی نے بھی اپنی جیب سے دس ہزار روپے نکال کر رکھ دیئے۔ نہ بھیڑ میں سنسنی پھیل گئی بلکہ اس میں اضافہ بھی ہو گیا۔

دونوں کے درمیان مقابلہ شروع ہوا۔ افغانی کا خیال تھا کہ وہ بڑی آسانی سے اس لڑکے کو ہر گا۔ لیکن جب اس نے زور آزمائی شروع کی تو اسے احساس ہوا کہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا اس تھا۔ عقرب کا ہاتھ اسے فولاد کی طرح لگا۔ اس نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ وہ ایک بار بھی عقرب کے ہاتھ سکا اور نہ نیچے کر سکا۔ عقرب بڑے سکون و اطمینان سے بیٹھا رہا۔ اپنے حریف کو دیکھ دیکھ کر مسکرا افغانی کے چہرے پر شکست کے احساس سے پسینہ پھوٹ پڑا تھا۔ اس کے علاوہ زحمت اور شرمن خیال بھی اسے کسی سانپ کی طرح ڈس رہا تھا کہ اس نوعمر لڑکے سے وہ مقابلہ کر نہیں پا رہا ہے۔ وہ لو اس افغانی سے مقابلہ کر کے ہار چکے تھے وہ حیرت اور خوشی سے اس مقابلے کو دیکھ رہے تھے۔ ہمدردی اور دعائیں عقرب کے ساتھ تھیں۔ پوری بھیڑ عقرب کی کامیابی کے لیے دعا کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد بازی نے پلٹا کھایا۔ عقرب کا ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے ہونے گا۔ افغانی بھاری ہو رہا تھا۔ اپنی اس کامیابی پر افغانی کے چہرے پر خشونت کی سرخی نمایاں ہونے لگی۔ لوگ د یہ مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ عقرب کو شکست اور ناکامی کی دہلیز پر دیکھ کر ان کے دلوں کو ایک صدمہ تھا۔ اس نے [illegible] سوچ رہے تھے کہ عقرب نے اس دیوزاد سے مقابلہ کرنے کی شرط لگا بڑی حماقت کی ہے اور مفت میں دس ہزار روپے بھی گنوا رہا ہے۔ عقرب کا ہاتھ میز کی سطح سے ایک گیا تب افغانی نے اپنا دباؤ اور بڑھا دیا۔ عقرب نے ابھی تک اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا او زور آزمائی کی تھی۔ وہ افغانی کو موقع دیتا رہا۔ پھر اس نے یک لخت افغانی کے ہاتھ کو آہستہ آہ اٹھانا شروع کیا۔ افغانی نے اپنا پورا زور لگا دیا۔ لیکن وہ اپنے ہاتھ کو زیر ہونے سے نہ روک سکا۔ نے بڑے اطمینان سے اس کا ہاتھ میز کی سطح سے لگا دیا۔ عقرب کی جیت پر تالیاں بج اٹھیں۔ فضا گونجنے لگا۔ افغانی کے چہرے پر نفرت کی سرخی پھیل گئی۔ عقرب نے میز پر سے رقم اٹھانا چاہی تو نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اس نے کرخت لہجے میں کہا۔ "تم صرف اپنی رقم ہو...... میری رقم کو ہاتھ بھی نہیں لگانا۔"



"میں تمہاری رقم کیوں نہیں لے سکتا......؟" عقرب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "تم یہ چکے ہو۔ اصولی طور پر میں اس رقم کا حقدار ہوں۔ تم مجھے رقم لینے سے نہیں روک سکتے ہو۔" "تم ساتھ بے ایمانی کی ہے۔" وہ غرایا۔ "تم نے میرے ہاتھ میں کوئی چیز چبھو دی تھی۔ اس لیے [illegible]"

"تم نہ صرف بے ایمانی کر رہے ہو بلکہ جھوٹ بھی بول رہے ہو۔" عقرب نے کہا۔ "بالفرض میں ہاتھ میں کوئی چیز چبھوئی تھی تو اس وقت کیوں نہیں روکا......؟ اپنا ہاتھ چھڑا کیوں نہیں [illegible] بغلیں جھانکنے لگا۔ پھر بے شرمی اور ڈھٹائی سے بولا۔ "میں تمہیں اپنی رقم نہیں دوں گا...... یہ باپ کی رقم نہیں ہے جو تم لے جاؤ...... نہ میری حرام کی کمائی ہے۔"

"دیکھو...... درمیان میں میرے باپ کا نام نہ لاؤ۔" عقرب نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے جن جن کو ہرا کر جو رقم جیتی ہے وہ انہیں واپس کر دو...... تم نے اپنے دو افغانی بھائیوں پانچ سو روپے جیتے ہیں وہ بے چارے غریب اور پریشان حال بھی ہیں۔"

"کیا تم نے ساری دنیا کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟" اس نے طیش میں آ کر عقرب کا ہاتھ نوٹوں پر سے لیکن وہ عقرب کے ہاتھ کو ہلا تک نہ سکا۔ "میں نے جیتی رقم واپس کرنا سیکھا ہی نہیں ہے۔"

"اگر یہی بات میں تم سے کہوں تو......؟" عقرب نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"تم مجھے میری رقم دیتے ہو کہ نہیں......" وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔ "تمہیں زیادہ اکڑ دکھانے [illegible] نہیں۔ مجھے غصہ آ گیا تو پھر تمہیں تمہاری رقم بھی نہیں ملے گی...... سمجھے۔"

"خان...... یہ گیدڑ بھبکیاں کسی اور کو دینا...... شرافت اسی میں ہے کہ یہ رقم چپ چاپ میرے [illegible] تا کہ میں اسے ہارے ہوئے لوگوں میں تقسیم کر دوں...... اس صورت میں تم گھاٹے میں نہیں [illegible]"

[illegible] میں سے کسی نے کہا۔ "خان تم ہار گئے ہو...... لہٰذا شرافت اور ایمان داری سے ہار مان لو اور [illegible]"

"ہاں...... ہاں...... تم ہار گئے ہو خان...... اس بچے کو رقم دے دو......" اس کی تائید میں [illegible] یک وقت ابھریں۔ "میں اپنے باپ کو یہ رقم نہ دوں...... کسی کے باپ میں ہمت ہے تو مجھ [illegible] کر کے دکھا دے۔" وہ دہاڑا۔

[illegible] خور اور جرائم پیشہ ہے۔ اس کا نام ہیبت خان ہے افغانی حکومت نے اسے اشتہاری مجرم [illegible] ہے۔ اس لیے یہ رقم دینا نہیں چاہ رہا ہے......" بھیڑ میں سے ایک بھاری بھرکم آواز آئی۔

عقرب نے ایک گھونسہ اس کے جبڑے پر رسید کر دیا۔ وہ اپنا وزن قائم نہ رکھ سکا۔ وہ فرش پر [illegible] اتفاق سے اس کی پشت پر کوئی نہیں کھڑا تھا۔ وہاں ایک ستون تھا۔ میز نہ تھی۔ وہ فرش پر گرا تو [illegible] ستون سے بری طرح ٹکرا گیا۔ اس کی کھوپڑی بج اٹھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچ [illegible] ثانیوں کے لیے اندھیرا چھا گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ سنبھل گیا۔ کراہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا

جبڑا اور دو دانت ٹوٹ گئے تھے اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ خون دیکھ کر مشتعل ہوگیا۔ وہ ششدر تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس لڑکے میں زبردست قوت موجود ہے۔

بھیڑ بھی عقرب کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ عقرب نے اس کو غرور کا مزا چکھا دیا تھا۔ منان میز سے فوراً ہی رقم اٹھالی۔ ہیبت خان نے اپنی جیب سے چاقو نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔ وہ کھٹاک سے کھل گیا۔ اس کے پھل کی دھار بہت تیز تھی۔ پھل بھی بہت خطرناک تھا۔ وہ کرسیوں کو لات مارتا ہٹاتے اور میز کو الٹتے ہوئے عقرب کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر درندگی ابھر آئی تھی اور آنکھ میں خون اتر آیا تھا۔ ”میں تجھے ذبح نہ کردوں تو میرا نام ہیبت خان نہیں...... تیری یہ مجال کہ تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔“

ہیبت خان پر جنون سا سوار تھا۔ اس کے برعکس عقرب بڑے اعتماد اور سکون سے کھڑا ہوا اس کے حملے کا منتظر تھا۔ ہیبت خان کی دھمکی اور اس کے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر بھیڑ کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ فضا خوف و دہشت کی سی ہوگئی تھی۔ عقرب کے دوست خوف زدہ ہوگئے تھے۔ ان کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ ہیبت خان کو روکیں اور اس پر سب مل کر حملہ کردیں۔ تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ ہیبت خان جیسے ہی عقرب پر حملہ آور ہوا عقرب نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ ہیبت خان نے پورا زور لگا دیا کہ کلائی چھڑا لے وہ چھڑا نہ سکا۔ عقرب اس کا ہاتھ موڑ کر اس کی پشت پر لے گیا۔ اس کی کلائی مروڑی تو اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کر فرش پر آ رہا۔ پھر عقرب نے اس کی کمر پر اپنا گھٹنا دے مارا تو وہ لڑکھڑاتا ہوا اپنی میز پر منہ کے بل جا گرا۔ وہ فوراً ہی تیزی سے سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی۔ اب اس کے چہرے کے تاثرات مختلف تھے۔ اس کے چہرے پر خوف و دہشت چسپاں ہوگئی تھی۔ آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔ وہ درد سے کراہتا ہوا بولا۔ ”تم آدمی ہو یا جن...... تم نے میری کلائی توڑ دی......“

”اب میں تمہارا سر بھی توڑنا چاہتا ہوں۔“ عقرب مکا تان کر اس کی طرف بڑھا۔ ”تم اس قابل ہو کہ تمہیں......“ عقرب کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر وہ بھیڑ کو چیرتا ہوا دم دبا کر بھاگا۔ پھر وہ ہوٹل سے باہر نکل گیا۔ ہیبت خان کے جاتے ہی لوگ عقرب کی بہادری اور طاقت کو سراہنے اور رشک کرنے لگے۔ سب سے زیادہ حیران اور خوش عقرب کے دوست تھے۔ غیر ملکی سیاحوں نے اسے دل کھول کر شاباش دی۔ انہیں یقین نہیں آیا کہ ایک نوجوان لڑکا غیر معمولی طاقت کا مالک ہے۔ عقرب نے ان کی رقمیں واپس کرنا چاہیں تو انہوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کردیا کہ وہ اس کا حق دار ہے۔ عقرب نے بہت زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے اپنی رقمیں لے کر عقرب کو انعام کے طور پر دے دیں۔ روسی باشندے نے اپنی نصف رقم عقرب کو دے دی۔ وہ سب عقرب کے بہت ممنون تھے۔ ان سیاحوں نے عقرب کی تصویریں بھی کھینچیں۔ جب وہ اپنے کمرے میں آئے تو منان نے تحیر زدہ لہجے میں پوچھا۔ ”عقرب تم میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی جو تم نے اپنے سے چار گنا طاقت ور بدمعاش کو اس مقابلے میں ہرا دیا؟“

”دراصل اس مقابلے میں طاقت کی نہیں عقل کی ضرورت تھی۔ میں نے اپنی کہنی میز پر اس طرح



...تھی کہ وہ میرے ہاتھ کو ہلا تک نہیں سکا تھا۔ آخر میں نے اپنا ہاتھ نیچے لے جاتے ہوئے اسے ...ڈھیل رکھا۔ پھر میں نے اپنا پورا زور لگا کر اس کا ہاتھ ایک جھٹکے سے میز کی سطح پر لگا دیا۔ یہ ایک ...جو مجھے بابا نے بتائی ہوئی ہے۔“ عقرب نے بات بنائی۔

”تم نے ایک ہی مکا رسید کر کے اس کا جبڑا اور دو دانت توڑ دیئے۔ تم اس قدر طاقت ور ہو ہمیں ...تھا... تم نے اس شیطان کو خوب سبق دیا۔ دل باغ باغ کردیا۔“ مستان خان نے کہا۔

”میرا مکا چونکہ اس کے جبڑے کے اس حصے پر پڑا جو کمزور تھا۔ اس لیے اس کا جبڑا اور دانت ...“

”لیکن تم نے اس کی کلائی کیسے توڑ کر رکھ دی......؟ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا ہے۔“ مرغوب ...نے کہا۔

”وہ نشے کا عادی ہے منشیات کے استعمال سے جسم کی ہڈیاں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ میں نے اس کی ...کلائی کو... زوردار جھٹکا دیا اور اسے دبایا تو نہ صرف اس کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ گیا بلکہ اس کی کلائی ...ٹوٹ گئی۔“

”وہ تم سے اس طرح خوف زدہ ہو کر بھاگا جیسے تم اس کی گردن مروڑ کر رکھ دو گے؟“ منان نے ...کہا۔ ”کہیں وہ تمہارے خلاف پولیس میں رپورٹ کرنے نہ گیا ہو کہ تم نے اس پر قاتلانہ حملہ ...کر کے اس کی کلائی توڑ دی۔“

”وہ پولیس کے پاس اس لیے نہیں جا سکتا ہے کہ وہ ایک مفرور ملزم ہے اور اسے یہاں پہچان لیا ...اس نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اس کے گواہ ہوٹل کا منیجر اور ویٹر بھی ہیں۔“ عقرب نے ...

”کیا تمہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا جو تم نے ہیبت خان سے پنجہ لڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا؟“ منان ...نے پوچھا۔

”میں نے اسے سبق دینے کے لیے پنجہ لڑانے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ تکبر اور تمسخر پر اتر آیا تھا۔ ...میں اسے ہرانے اور شرط جیتنے کی کوئی تمنا نہیں تھی۔ میں نے اسے پنجہ لڑاتے ہوئے دیکھا تو ...مجھے ایک خیال آیا کہ میں اسے ایک تدبیر سے ہرا سکتا ہوں۔ لہٰذا میں نے اسے ہرا دیا۔“

☆......☆......☆

...دوسرے دن اس کے دوست اپنے اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ...بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا تھا لیکن عقرب نے انکار کردیا تھا۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر ...بازار کی سیر کرنے اور وقت گزارنے کے خیال سے باہر نکلا۔ وہ اپنے کمرے کا تالا لگا کر ...زینے کے پاس جو کمرہ تھا اس کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ ایک جوان امریکی مرد بیٹھا شراب ...اور کمرے کے فرش پر جا بجا سگریٹ کے ٹوٹے پڑے ہوئے تھے۔ میز پر جو ایش ٹرے ...وہ بھی سگریٹ کے ٹوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے وہ ساری رات سگریٹ اور

شراب پیتا رہا ہو۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ پپوٹے بھاری ہو رہے تھے۔
عقرب ٹھٹک کر رک گیا۔ اس نے اس امریکی جوان کو گہری نظروں سے دیکھا۔ پھر اس
دروازے پر دستک دی۔ امریکی جوان نے نظریں اٹھا کر عقرب کی طرف دیکھا۔ اور اداس لہجے
بولا۔ ''کیا بات ہے؟''

''کیا میں اندر آسکتا ہوں......؟'' عقرب نے صاف شستہ انگریزی میں کہا۔ وہ سوئس اسکول
تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے نہ صرف انگریزی بلکہ فرنچ بھی بڑی روانی سے بول اور لکھ پڑھ
تھا۔ امریکی جوان اس کی زبان سے صاف شستہ انگریزی سن کر حیران ہو گیا۔ اس نے سر ہلایا۔
آ جاؤ۔'' جب عقرب اندر داخل ہوا تو اس نے کہا۔ ''تم کون ہو......؟ کس لیے آئے ہو؟''

''میرا نام عقرب ہے اور میں کالام سے یہاں گھومنے اور خریداری کرنے کے لیے آیا ہوں''
عقرب نے جواب دیا۔ ''میں نے تمہیں افسردہ اور پریشان دیکھا تو تمہاری مدد کرنے چلا آیا
دوست کی طرح......''

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں افسردہ اور پریشان حال ہوں۔'' اس نے حیرت سے کہا۔

''تمہاری حالت بتا رہی ہے کہ تم بہت پریشان اور دل گرفتہ ہو...... '' عقرب کہنے لگا۔ ''سارا
تم جاگتے، سگریٹ اور شراب بھی پیتے رہے ہو۔ تمہاری آنکھیں سوجی ہوئی ہیں۔ چہرہ بھی ستا ہوا۔

''ہاں میرے دوست! میں بہت پریشان ہوں۔'' وہ دل گرفتہ لہجے میں بولا۔ ''تم نے صحیح
لگایا......لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اتنی عمدہ اور شستہ انگریزی کہاں سے اور کس سے سیکھی۔ جب کہ تم
باشندے ہو۔''

''میں سوئس کالونی کے ایک انگلش میڈیم اسکول میں کے جی کلاس سے پڑھ رہا ہوں۔''
نے اسے بتایا۔ ''اس کے علاوہ میں فرنچ بڑی روانی سے بول اور لکھ پڑھ سکتا ہوں۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ تم انگلش بہت اچھی بول لیتے ہو......'' اس نے سگریٹ کا ٹوٹا
پھینک کر مسل دیا۔ ''ایک منٹ صبر کرو۔ میں روم سروس والے کو بلا کر کمرہ صاف کروا دوں۔ غم اور
حالت میں میں نے کمرے کی حالت خراب کر دی ہے۔ اب مجھے اس بات کا احساس بھی ہو رہا ہے''
پھر اس نے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کر کے منیجر سے بات کی۔ چند لمحوں میں سو بیرا آ
فوراً ہی کمرے کی صفائی کر کے چلا گیا۔ عقرب نے اس سے پوچھا۔ ''آپ کو کیا غم ہے۔'' اس
فون پر دو کپ کریم کافی کا آرڈر دیا۔ پھر اس نے عقرب سے کہا۔ ''میرے دوست تم عمر میں
آٹھ دس سال چھوٹے ہو۔ ابھی نوجوان ہو۔ تمہیں اپنا دکھ کیسے بتاؤں؟ تم کیا سمجھو گے؟''

''میں تم سے عمر میں چھوٹا ضرور ہوں لیکن اتنا سمجھ دار ہوں کہ ہر ایک کے دکھ کو سمجھ سکوں۔
کام آسکوں تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا غم کیا ہے؟ تم پر ایسی کیا آفت پڑی جو تم نے اپنی یہ حالت
ہے؟'' عقرب نے کہا۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بہت مخلص اور اچھے لڑکے ہو۔ بے حد سمجھدار اور درد آشنا



...رے دوست یہ دل کا معاملہ ہے۔ ابھی تمہاری عمر ان معاملات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ جب تم
...یس برس کے ہو جاؤ گے تب تمہیں معلوم ہوگا کہ دل کی دنیا کیا ہوتی ہے؟ دراصل میرا دل کسی ظالم،
...ال اور خود غرض نے توڑ دیا ہے۔'' اس نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم کسی لڑکی سے محبت کرتے تھے۔'' عقرب نے کہا۔ ''اس لڑکی نے تم سے بے وفائی......؟
...یہی بات ہے؟''

''تم بالکل ٹھیک سمجھے ہو......'' اس نے کہا۔ ''ایستھر نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔ مجھ سے
...نے اسے چھین لیا۔''

''تمہیں چھوڑ کر کیا وہ کسی دولت مند شخص کے ساتھ چلی گئی؟'' عقرب نے اس کے چہرے پر اپنی
...مرکوز کر دیں۔

''اسے دولت مند شخص نے اپنی امارت کے بل بوتے پر مجھ سے چھین لیا ہے۔'' وہ
...تھر اور بلس اسی وادی بلکہ اسی شہر میں ہیں۔ یہ دو دن پہلے کی بات ہے۔ بلس نے میری محبت پر
...''

''...ں تمہیں اپنی پوری کہانی سناتا ہوں۔'' اس نے کہا۔ ''ایک منٹ صبر کرو۔ ویٹر کافی لے کر آ رہا

...ٹر کافی لا کر دے گیا۔ پھر اس امریکی جوان نے کہنا شروع کیا۔ ''میرا نام چارلس ہے۔ کوئی میرا
...شاید میرے جذبات اور احساسات کو ٹھیک طور پر سمجھ پاتا۔ چونکہ میرے دل کی بھڑاس اسی
...نکل سکتی ہے۔ اور میرا غم بٹ سکتا ہے کہ تمہیں اپنی پوری کہانی سنا دوں۔ عورت کیا ہے تم اس
...کے جب تم چوبیس پچیس برس کے ہو جاؤ گے۔ اس عمر میں ایک شخص ایک عورت کی ضرورت
...ہے۔ اسے طلب ہوتی ہے۔ تب جب وہ تنہائی محسوس کرتا ہے اسے کوئی ساتھی عورت مل
...کے سکون اور خوشی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ میری تنہا زندگی میں ایک خلاء پیدا ہوا تھا۔ ایستھر
...اس خلاء کو پر کر دیا۔ وہ میری ذات میں اس طرح سما گئی جیسے میرا وجود ہو۔ عورت صرف بستر
...انے کے لیے نہیں ہوتی ہے۔ وہ مرد کو جو مسرت اور سکون دیتی ہے وہ دولت اور خزانے بھی
...تے ہیں۔''

...اس نے اپنی کافی ختم کرنے کے بعد سگریٹ سلگایا۔ پھر وہ اس کا کش لے کر کہنے لگا۔ ''میں
...کر اپنے اور تمہارے معاشرے کا موازنہ کیا۔ ہمارے ہاں جو زندگی ہے تم اس کا تصور بھی
...۔ وہاں ہر سمت عورت ہی عورت ہے۔
...کے بعد مرد اور عورت کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ ایک پارٹی میں میری ایستھر سے
...مجھے اس کے حسن سے زیادہ اس کے چہرے کی معصومیت نے متاثر کیا۔ ہم دونوں گہرے
...۔ یہ دوستی محبت میں تبدیل ہو گئی۔ ہم دونوں نے محبت سے بہت فائدہ اٹھایا اور حد سے
...۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ شادی سے پہلے ہم ایشیا کی سیر و سیاحت کر کے آتے ہیں۔

وہ تیار ہوگئی۔ ہم دونوں ایران ہوتے ہوئے پشاور پہنچے۔ پشاور کے جس ہوٹل میں ہم ٹھہرے تھے
ہوٹل میں بلس بھی ٹھہرا تھا۔ وہ امریکہ سے اس لیے سوات آیا کہ قدیم نوادرات خرید سکے۔ اس
سوات کے زمرد کی یورپ اور امریکہ میں بڑی مانگ ہے۔ ڈائنگ ہال میں وہ ایستھر کو دیکھتے ہی
فریفتہ ہوگیا۔ ہماری میز پر آ گیا۔ میں یہ سمجھا کہ وہ ہم سے دوستی کا خواہاں ہے۔ میرا ہم وطن بھی
دوسرے دن میں بیدار ہوا تو ایستھر بستر پر نہیں تھی۔ جب میں تیار ہو کر نیچے آیا تو وہ دونوں ڈائنگ
میں موجود تھے۔ ایستھر اس سے ہنس ہنس کر بڑی لگاوٹ سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ دونوں ایک د
کی آنکھوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ جب میں ان کی میز پر گیا تو وہ دونوں مجھے دیکھ کر خاموش ہو
کچھ دیر کے بعد جب ایستھر میرے کمرے میں آئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ بلس ایک ا
شخص ہے۔ نیویارک میں اس کی نوادرات کی بہت بڑی دکان ہے۔ وہ سوات نوادرات کی خ
کرنے آیا ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے نوادرات خرید کر تحفے میں پیش کرے
نے ایستھر سے کہا کہ ...... دولت مندوں کے فریب میں نہ آتے۔ وہ تمہارے حسن پر ریجھ گیا
تمہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔ دوسرے دن میں بیدار ہوا تو کمرے میں ایستھر نہ تھی نہ اس کا سو
تھا۔ البتہ میز پر اس کا لکھا ہوا ایک پرزہ تھا۔ اس پر مختصر سی عبارت تحریر تھی۔ میں بلس کے ساتھ
ہوں۔ تم مجھے بھول جاؤ۔ اس تحریر کو پڑھتے ہی مجھ پر بجلی سی آ گری۔ میں کل سوات پہنچا۔ اس ہ
کمرہ لے کر سامان رکھا۔ پھر میں ایستھر کی تلاش میں نکل پڑا۔ یہ تو مجھے معلوم ہوگیا کہ وہ دونو
ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ایک کمرہ لیا ہوا ہے۔ لیکن وہ اس وقت ہوٹل میں موجود نہیں تھے
سیر و تفریح کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔

کل سہ پہر کے وقت وہ مجھے اس مین بازار کی ایک جیولری شاپ میں دکھائی دیئے تھے
وہ دونوں باہر آئے تو ایستھر مجھ سے بڑی بے رخی سے ملی۔ بلکہ اس نے مجھے بری طرح جھڑ
بلس نے مجھ سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں ان کے راستے کی دیوار بننے کی کوشش نہ کروں۔
کے رویے سے میرے دل کو سخت تکلیف پہنچی۔ ایستھر سے مجھے اس بے رخی، بے اعتنائی اور
کی ذرہ برابر بھی امید نہیں تھی۔ مجھے اپنی دنیا میں چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ
ایستھر نے دولت کی خاطر دو برس کی محبت کو خاک میں ملا دیا۔ میرے لیے یہ صدمہ ناقابل
تھا۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو میری دل جوئی کرتا۔ میرے زخم پر مرہم رکھتا۔ اس لیے میں نے سگر
شراب کا سہارا لیا۔ میں ساری رات سوچتا رہا کہ اب کیا کروں؟ کس طرح سے ایستھر
کروں۔ ایستھر اب بک گئی ہے۔ دولت نے اسے خرید لیا ہے۔ اب وہ میری کسی قیمت پر نہ
ہے۔

میرے دل میں مجرمانہ خیالات بھی پیدا ہونے لگے کہ کیوں نہ میں کسی نہ کسی طرح
کر دوں۔ اس کی موت کے بعد ایستھر میری ہو جائے گی۔ مجھے مل جائے گی۔ پھر مجھے خیا
ایستھر مجھ پر الزام عائد کر کے مجھے گرفتار کرا دے گی۔ وہ مجھ سے انتقام لے گی۔ میں قانون



ہاتھوں پھر مجھے پھانسی کی سزا ہو جائے گی۔
ساری رات کی سوچ بچار کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اب مجھے اپنے وطن واپس چلا جانا چاہیے۔
ایستھر کو بھول جانا چاہیے۔ میرے وطن میں ایسی لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو ایستھر کی کمی پورا
ں۔ بلس ایستھر سے جی بہلانے کے بعد اسے دودھ میں گری مکھی کی طرح نکال کر پھینک دے گا۔
نہ جانے کیا بات ہے کہ میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ میں واپس چلا جاؤں...... میں یہ چاہ رہا ہوں کہ
ایسی تدبیر کروں کہ ایستھر بلس سے متنفر اور بدظن ہو کر مجھے مل جائے۔ لیکن کوئی تدبیر میرے ذہن
میں نہیں آ رہی ہے۔ میں خدا کی ذات اور اپنی محبت سے ابھی تک ناامید نہیں ہوا ہوں۔"
چارلس اپنی کہانی سنا چکا تو عقرب نے کہا۔ "ہاں...... ایسی کوئی تدبیر کی جا سکتی ہے کہ ایستھر
تمہارے پاس لوٹ آئے۔ ناامید ہونا بھی نہیں چاہیے۔ نہ حوصلہ ہارنا چاہیے۔" عقرب نے اسے
دلاسا دیا۔

"کیا تمہارے ذہن میں ایسی کوئی تدبیر آ رہی ہے کہ میری ایستھر مجھے سدا کے لیے مل جائے؟"
اس نے اشتیاق بھرے لہجے میں تجسس سے پوچھا۔ "کاش! ایسا ہو جائے تو کتنا اچھا ہوگا۔"
"ہاں اور ایستھر کو دیکھنے اور ملنے کے بعد شاید کوئی نادر تدبیر میرے ذہن میں آ جائے۔" عقرب
نے جواب دیا۔ "کیا تم مجھے ان لوگوں سے ملا سکتے ہو...... ؟ ابھی چل سکتے ہو؟"
"چلو ہم چلتے ہیں۔" چارلس نے کہا۔ "شاید وہ دونوں خریداری کرنے کے لیے نکل پڑے
ان سے اس بازار میں یا پھر سیدو شریف کے بازار میں مڈبھیڑ ہو سکتی ہے۔"
تھوڑی دیر کے بعد دونوں ہوٹل سے نکلے۔ پھر وہ دونوں ہوٹل سرینا پہنچے۔ وہ دونوں ڈائنگ ہال
کی میز پر موجود تھے۔ چارلس نے دور سے ایستھر اور بلس کو دکھا دیا تھا۔ عقرب ان دونوں کو
کچھ دیر تک غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے چارلس سے کہا۔ "میرے ذہن میں ایک تدبیر آ گئی
ہے۔ تمہاری ایستھر مل جائے گی۔ تمہیں فکرمند اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"
چارلس خوش ہو گیا۔ "تمہارے ذہن میں کیا تدبیر آئی ہے۔ تم مجھے بھی بتاؤ۔ پلیز۔" وہ
عقرب کو ممنونیت سے اسے دیکھنے لگا۔ "اگر مجھے میری ایستھر مل گئی تو میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی نہیں
بھولوں گا۔"

"تم مجھے ان کی میز پر لے چلو اور خاموشی سے دیکھتے رہو کہ میں ان کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔"
عقرب نے کہا۔

"چلو" چارلس نے ان کی میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "میری دعا ہے کہ تمہاری تدبیر
کامیاب ہو جائے۔"

وہ دونوں ان کی میز پر پہنچے تو ایستھر اور بلس نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا۔ ایستھر کے
چہرے پر ناگواری اور تندی چھا گئی۔ بلس کے چہرے پر غصے کی سرخی پھیل گئی اس نے عقرب کو حیرت سے
اور چارلس کو دیکھ کر ایستھر نے بھی منہ بنایا تھا۔ چارلس اور عقرب نے ان دونوں کی پرواہ نہیں کی۔ وہ

دونوں کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے۔ ایستھر نے چارلس سے زہرخند لہجے میں کہا۔ ''تم کیوں اور کس۔ ہو... ؟ کیا میں نے تم سے نہیں کہہ دیا تھا کہ اب ہم دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہم دو راستے جدا جدا ہیں۔''

''مجھے تمہاری محبت کھینچ لائی ہے۔ ایستھر ڈارلنگ!'' چارلس نے بڑے جذباتی۔ کہا۔ ''میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آیا ہوں... تم میری محبت ہو ایستھر! خدا کے لیے ٹھکراؤ... ورنہ محبت......''

''چارلس'' ۔ ایستھر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ''یہ ہیرے کی انگوٹھی دیکھ رہے ہو؟ یہ منگنی کی انگو رات ہم دونوں نے منگنی کر لی ہے۔ بلس نے تیس ہزار ڈالر کی انگوٹھی میری انگلی میں پہنائی ہے۔''

''وہ تیس ہزار کیا تین لاکھ ڈالر کی انگوٹھی بھی پہنا سکتا ہے۔ لیکن تمہیں وہ محبت نہیں دے سکے میں دے سکتا ہوں۔ میری محبت اس سے کہیں قیمتی اور انمول ہے۔ میری محبت کی قدر کرو۔ اس نہیں۔''

''مسٹر چارلس'' ۔ بلس برافروختہ ہو گیا۔ ''تمہیں یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ مس ایستھ منگیتر ہے۔ تمہیں شرم نہیں آتی ہے تم میری منگیتر کے سامنے عشق جھاڑ رہے ہو۔ بہتر یہی ہے کہ ساتھی کو لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ''۔

''شرم تمہیں آنی چاہیے کہ تم نے میری محبت پر ڈاکہ مارا ہے۔ ہماری محبت کو پامال کرد ایستھر میری ہے۔ میری محبت ہے۔ ایستھر کو دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے نہیں چھین سکتی ہے۔'' نے تیز لہجے میں کہا۔

''چارلس! تم جاتے ہو کہ نہیں......'' ایستھر نے نفرت اور غصے سے کہا۔ ''میں مینیجر۔ تمہاری شکایت کرتی ہوں کہ تم ہمارے ساتھ بدمعاشی کرنے آئے ہو... ہراساں کر رہے ہو۔ ڈ دے رہے ہو۔'' ایستھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی تو اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ عقرب نے اس پکڑ کر اسے کرسی پر بٹھا دیا۔ ''مس ایستھر اس قدر غصے میں آنے اور نفرت کا اظہار کرنے کی ضر نہیں۔ اس لیے کہ آخر مسٹر چارلس ہی آپ کے کام آئیں گے۔'' ایستھر اور بلس اسے اس قد شستہ لہجے میں انگلش بولتے ہوئے سن کر حیران رہ گئے۔ اگلے لمحے ایستھر نے اسے تیز نظرو گھورا۔ ''تم کون ہو ؟ تم نے میرے ساتھ بدتمیزی کیوں کی...''

''آپ مجھے اپنا خادم اور دوست سمجھیں......'' عقرب نے کہا۔ ''میں آپ کی خدمت کر آپ کی رہنمائی کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں... دراصل میں ایک نجومی ہوں۔ ستاروں کی چ آدمیوں کی قسمت کے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسٹر بلس فراڈ چار سو بیس نمبری ہے۔''

''کیا کہا... ؟'' بلس نے غصے سے میز پر مکا مارا۔ ''یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ میں تمہارا دوں گا۔''



''تم میرے منگیتر پر الزام تراشی کر رہے ہو؟'' ایستھر کا پارہ چڑھ گیا۔ ''تمہارے پاس کیا ثبوت مسٹر بلس فراڈی ہیں...... مسٹر بلس امریکہ کے ممتاز تاجروں میں سے ہیں۔ چلو... تم ان سے ... اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔''

''ان کے فراڈی اور چار سو بیس ہونے کا سب سے پہلا اور بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس شخص نے ... سیدھے سادھے شخص سے ٹھگ لیا۔ آپ نے فوراً ہی منگنی کر لی۔ عنایتوں کی بارش کر دی۔''

''شٹ اپ......'' ایستھر بگڑ کر بولی۔ ''میں نے چارلس سے کبھی محبت نہیں کی۔ ہم دونوں صرف ... ہیں۔''

''...ھر! خدا کے لیے اتنا بڑا جھوٹ تو نہ بولو...... کیا محبت کے ساتھ ساتھ تمہارا ضمیر بھی مردہ ... ہے۔'' چارلس تڑپ کر بولا۔

''دوسرے فراڈ کے بارے میں سنیئے۔'' عقرب نے کہا۔ ''منگنی کی انگوٹھی جو ہے۔ یہ تیس ہزار ڈالر ... تیس ڈالر کی ہے۔ اس میں جو ہیرا جڑا ہوا ہے۔ وہ نقلی ہے۔ اس شخص نے تمہیں بے وقوف بنایا

''ایک لمحے کے لیے بلس کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اگلے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ ''تم میرے ... کی منگیتر کو بہکا رہے ہو...... تنفر کر رہے ہو؟ تم نے اپنی زندگی میں کبھی ہیرا دیکھا ہے؟''

''ہاتھ کنگن کو آرسی کیا......'' عقرب مسکرایا۔ ''ہمارے ساتھ بازار چلے چلو...... بہت ساری جیولری ... ان میں سے کسی ایک دکان میں جا کر یہ انگوٹھی دکھاتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہہ دے کہ یہ انگوٹھی ... مسٹر چارلس تیس ہزار ڈالر تمہیں ادا کر دیں گے۔ نقلی ہونے کی صورت میں تم تیس ہزار روپے ...''

''...کوئی ضرورت نہیں کسی کو یہ بتانے کی کہ یہ انگوٹھی اصلی ہے یا نقلی۔'' بلس نے عقرب کو قہر آلود ... گھورا۔

''مس ایستھر! یہ انگوٹھی آپ چیک کروائیں تاکہ بلس کی اصلیت کا پتا چل سکے۔'' عقرب نے ... آپ کو ایک اور بات بتاؤں کہ یہ شخص حقیقتاً کوئی بڑا تاجر نہیں ہے۔ جعلساز، چور ہے۔ ڈکیت ... نے آپ کو آلہ کار بنانے کے لیے آپ سے دوستی گانٹھی ہے۔ آپ کو محبت کے جال میں ... سبز باغ دکھائے ہیں۔ اب بھی وقت ہے آپ ہوش میں آ جائیں۔''

''تم مجھ پر بہتان طرازی کر رہے ہو۔'' بلس نے ہذیانی لہجے میں کہا۔ ''تم نے کوئی بکواس کی تو ... توڑ دوں گا۔''

''...ھر'' ۔ چارلس نے درمیان میں کہا۔ ''کیوں نہ تم کسی بھی جیولری شاپ میں چل کر اس انگوٹھی ... تصدیق کر لو...... مجھے بھی یہ شخص ایک نمبری فراڈی لگ رہا ہے۔''

''ڈارلنگ'' ۔ ایستھر نے بلس کو مخاطب کیا۔ ''کیوں نہ تم چل کر تصدیق کرا دیتے؟''

''...ھر! کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں جو تم ان کی باتوں میں آ رہی ہو۔ یہ دونوں بدمعاش ہیں۔ ... خلاف بھڑکا رہے ہیں...... آؤ ہم چلتے ہیں۔ یہ منحوس معلوم نہیں کیوں آ گئے؟'' بلس نے تلخی

سے کہا۔

"مجھے تم پر اعتماد ہے ڈارلنگ"۔ ایستھر نے محبت بھری نظروں سے بلس کی آنکھوں میں ج
میں اس لیے تصدیق کروانا چاہتی ہوں کہ انہیں ذلیل کیا جا سکے۔ پھر ان کے پاس کہنے کے لی
ہو۔ سچ کیا ہے۔ جھوٹ کیا ہے۔ انہیں پتا چل جائے۔"

"یہ کون ہوتے ہیں جن سے ہم جھوٹ اور سچ کا سرٹیفکیٹ وصول کریں۔" بلس
بولا۔ "معلوم نہیں یہ کون ہے جسے چارلس سکھا پڑھا کر لے آیا ہے اور الٹی سیدھی بکواس کر رہا ہے۔
طرازی کر رہا ہے۔ یہ ہوٹل کا ڈائننگ ہال نہ ہوتا تو اب تک میں اس کی بتیسی نکال کر رکھ دیتا۔"

"مس ایستھر!" عقرب نے کہا۔ "اس کا اصل نام بلس نہیں ہے۔ اس کا اصل نام
فریڈ...... یہ شخص نوادرات کی ایک دکان میں سیلز مین ہے۔ اس نے امریکہ میں ایک فراڈ میں
ڈالر اڑا لیے۔ پولیس کے ہاتھوں سے بچنے کے لیے پاکستان آ گیا۔ پھر اس نے تم پر ڈورے ڈا
تمہارے ساتھ وقت گزاری کی جا سکے۔" بلس نے ششدر ہو کر اس کی شکل دیکھی۔ وہ اندر ہی ا
تاب کھانے لگا۔ وہ حیران تھا کہ ایک اجنبی لڑکا جسے وہ پہلی بار دیکھ رہا ہے اس کی اصلیت کے
میں کیسے اور کیوں کر جانتا ہے۔ وہ جو کچھ بھی اس کے بارے میں بتا رہا تھا۔ سو فیصد درست تھا۔
انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ "تم میرے منگیتر کو ذلیل کرنے کے لیے بے پر کی اڑا رہے ہو؟" ایستھ
وتند لہجے میں کہا۔ "تم اور چارلس یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ ورنہ میں ابھی پولیس کو ٹیلی فو
بلاتی ہوں۔ تم دونوں کو دہشت گردی کے الزام میں اندر کرواتی ہوں...... تم مسلسل بکواس کیے ج
تا کہ میں بلس سے متنفر ہو جاؤں اور چارلس کے پاس چلی آؤں...... ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ میرے
بلس کی جو محبت جاگزیں ہو گئی ہے اسے تم جیسے دس شاطر لوگ بھی نہیں نکال سکتے ہیں۔ یہ بات
کر سن لو۔"

"آپ آخر میری بات کی تصدیق کیوں نہیں کر لیتی ہیں کہ یہ انگوٹھی نقلی ہے یا اصلی......
نے کہا۔ "رات اس نے آپ کو جو قدیم زیورات دکھائے اور ان کی مالیت کے بارے میں جو
دس لاکھ ڈالر کے ہیں۔ وہ بھی غلط ہے۔ وہ سارے قدیم زیورات نقلی ہیں۔ اس نے بینکاک
دو ہزار ہانگ کانگ ڈالر میں خریدے ہیں۔ یہ زیورات دیکھنے میں بالکل اصلی معلوم ہوتے ہیں
کے لوگ نہ صرف دھوکا کھا جاتے ہیں بلکہ بے وقوف بھی بن جاتے ہیں۔ آپ بھی اس کی با
آ کر بے وقوف بن گئی ہیں۔"

بلس اور ایستھر اس کی باتیں سن کر اچھل پڑے۔ بلس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ ایس
ہو کر بولی۔ "یہ بات تمہیں کس نے بتائی کہ بلس نے رات مجھے زیورات دکھائے؟ وہاں کوئی
موجود نہیں تھا۔"

"میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں ایک نجومی ہوں۔ علم نجوم کا ماہر ہوں۔ اس علم کے ذ
بہت ساری باتیں ایک پل میں معلوم کر لیتا ہوں۔ میں آپ کے اور اس فراڈی بلس کے با



... کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں...... پہلے آپ یہ بتائیں کہ زیورات کے بارے میں جو
... بتایا وہ صحیح ہے یا غلط۔"

"... میں نہیں جانتی ہوں کہ زیورات اصلی ہیں یا نقلی......" ایستھر حیرانی سے بولی۔ "لیکن یہ
... کہ رات بلس نے مجھے زیورات دکھائے تھے۔ میں ان زیورات کو دیکھ کر بہت مرعوب اور
... ئی۔"

"... آپ سے بلس نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ زیورات امریکہ میں بیس سے پچیس لاکھ ڈالر میں
... ہیں؟" عقرب نے ایستھر سے کہا۔

"... بلس نے یہ بات کہی تھی۔" ایستھر نے سر ہلا کر اعتراف کیا۔ اس کی خوبصورت
... پھیل گئیں۔ بلس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس کا چہرہ تمتما گیا۔ وہ ایستھر سے بولا۔ "اس
... ساری باتیں کمرے کے باہر کھڑے ہو کر سنی ہیں۔ کی ہول میں سے جھانک کر دیکھتا بھی رہا
... چور بدمعاش ہے۔ بلیک میلر ہے تم اس کی باتوں میں نہ آؤ...... چارلس نے تمہیں مجھ سے
... کے لیے اس کی خدمات حاصل کی ہیں۔"

"... وٹ کیا ہے سچ کیا ہے یہ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔" عقرب نے کہا۔ "بلس نے رات تمہیں دو
... ڈالر کے نوٹوں کی بالکل نئی گڈیاں بھی دکھائی تھیں...... یہ سارے نوٹ جعلی ہیں۔ اس نے
... خریدے ہیں۔ اس علاقے میں دنیا کی تمام کرنسی اعلیٰ پیمانے پر چھاپی جاتی ہے اور کروڑوں
... ت ہوتی ہے۔ بلس یہ سارے جعلی نوٹ آپ کے ہاتھوں سے چلانا چاہتا ہے...... تا کہ اس
... سکے......"

... ھر کا منہ حیرت اور خوف سے کھل گیا۔ اس نے بلس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "کیا یہ لڑکا سچ کہہ

"... تم کس کی بات کا یقین کر رہی ہو؟" بلس کی آواز ویران اور کھوکھلی سی ہو رہی تھی۔ "یہ
... تیر چلا رہا ہے۔ اس کی باتوں کا سر ہے نہ پیر...... یہ ہم دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف
..."

"... یہ بات بالکل سچ ہے کہ رات تم نے مجھے دو لاکھ ڈالر کے نوٹوں کی نئی گڈیاں دکھائی تھیں......"
... نے تم سے کہا تھا کہ یہ کی ہول سے سب کچھ دیکھتا اور سنتا رہا ہے۔ یہ سارا کیا دھرا چارلس کا
... ت بھرے لہجے میں بولا۔ "یہ ہمارا دماغ خراب کر رہا ہے۔ میں ابھی منیجر سے اس کی شکایت
... کو بلاتا ہوں۔"

... اٹھنے لگا تو عقرب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھا لیا۔ "کمرے کے دروازے پر کوئی کی ہول
... باہر کھڑے ہو کر باتیں سننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیوں کہ دوسری منزل پر صرف تمہارا
... اور بھی کمرے ہیں۔ رات ایک بجے تک مسافروں کی آمد و رفت رہتی ہے اور ہوٹل کے
... ن ہر وقت گزرتے رہتے ہیں...... تم بلاوجہ کی الزام تراشی کر رہے ہو۔"

''تم نے شاید ہماری غیر موجودگی میں کمرے میں کوئی ٹرانسمیٹر نصب کر دیا ہوگا۔ پھر تم نے کمرے میں بیٹھ کر ساری گفتگو سنی ہوگی۔ تم نے یقیناً برابر کا کمرے لے رکھا ہے۔ اس لیے ایک بات سچ بتا رہے ہو۔''

''کیا یہ بات بھی سچ ہے کہ وہ قدیم زیورات اور امریکی جعلی کرنسی جعلی ہے؟'' چارلس نے فو[راً] اس سے سوال کیا۔

''نہیں یہ جھوٹ ہے مجھ پر اس لیے الزام تراشی کی جا رہی ہے کہ میں ایستھر سے دستـ[بردار] ہو جاؤں۔'' بلس بولا۔

''تم میرے ساتھ منیجر کے پاس چلو اور اس سے معلوم کرو میں نے ہوٹل میں کوئی کمرہ لیا نہیں.....؟'' عقرب نے کہا۔ ''ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارا خیال صحیح ہے یا غلط ہے؟''

''مجھے تم کوئی شعبدہ باز معلوم ہوتے ہو۔ قیافہ شناس اور ماہر نفسیات...... تم نے کسی تہ کی ہماری گفتگو سن لی ہے۔ تم ہمارے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی کر رہے ہو؟ تم جا سکتے ہو۔'' ایستھر نے کہا۔

''مس ایستھر! جذبات کی رو میں بہنے کی ضرورت نہیں ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''آپ ... شخص پر بھروسا کیا تو ساری زندگی پچھتائیں گی۔ اس نے بہت بڑا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ یہ آپ ... سامان میں امریکہ جاتے وقت ہیروئن چھپا کر لے جانا چاہتا ہے۔ اس لیے کہ پکڑے جانے کی صـ[ورت] میں آپ جیل کی ہوا کھائیں گی۔ یہ بچ جائے گا۔ بچ نکلنے کی صورت میں اس کے وارے نیـ[ارے] ہو جائیں گے۔ یہ آپ کو ڈبل کراس کر رہا ہے۔ میں کوئی شعبدہ باز نہیں ہوں۔ ماہر علم نجوم ہوں... اپنے علم کے زور سے آپ کے ماضی کے بارے میں بتا سکتا ہوں۔ جب آپ پندرہ برس کی [تھیں تو] گاڑی کے ایک حادثے میں شدید زخمی ہوگئی تھیں۔ کیا یہ بات بھی غلط ہے؟ آپ اسپتال میں ... تک زیر علاج رہی تھیں۔''

''اوہ مائی گاڈ!'' ایستھر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ''سو فیصد درست ہے۔ اس میں مبالغہ نہیں ہے۔''

''کیا یہ بات بھی سچ ہے کہ جب آپ ہائی اسکول میں پڑھتی تھیں آپ کے چھ ہم جماعت آپ کو اور آپ کی ہم جماعت سوزن کو پکنک کے بہانے ایک ویرانے میں لے گئے تھے۔ ایک موبائل کے آنے کی وجہ سے آپ دونوں کی عزت اور جان بچ گئی۔ اس وقت آپ اور سوزن سوا... کی ہوا کرتی تھیں۔''

ایستھر ایک دم سے اچھل پڑی۔ ''تمہیں اس واقعے کا بھی علم ہے۔ تم نے اس کے بارے میں بھی معلوم کر لیا؟''

''میں آپ کے ماضی کے اور بہت سارے واقعات کے بارے میں بتا سکتا ہوں۔'' عقرب نے کہا۔ ''آپ چاہیں تو اپنے ماضی میں مجھ سے کوئی سوال کر سکتی ہیں۔ کچھ بھی پوچھ سکتی ہیں۔''



''اچھا تم یہ بتاؤ کہ میرے ڈیڈی اور ممی کا تعلق کہاں سے تھا؟'' ایستھر نے تجسس سے پوچھا۔

''آپ کے ڈیڈی کا تعلق فرانس سے تھا۔ وہ ایک بہت مشہور اور معروف صحافی تھے۔ فرانس کے لی مونڈ یے کے امریکہ میں نمائندے تھے۔ ان کا نام آرسین تھا۔ آپ کی ممی امریکن تھیں۔ وہ ایک ... لیکچرار تھیں۔ ان کا نام سوسن تھا۔ تمہارے ممی اور ڈیڈی تین سال پیشتر کرسمس کے دن گاڑی کے ... نے میں موت سے ہمکنار ہوگئے۔ پھر آپ اپنی خالہ جوزفین کے ہاں رہنے لگیں جو ایک اسکول ٹیچر ...''

''اوہ مائی گڈ!'' وہ حیرت سے پرمسرت لہجے میں بولی۔ ''تم نے تو میری ممی اور ڈیڈی کے نام تک ... ہیں۔ ان کے پیشے کے بارے میں بتا دیا...... واقعی تم بہت بڑے ماہر علم نجوم ہو......''

''اچھا اب تم مسٹر بلس کے ماضی پر کچھ روشنی ڈالو تا کہ ان کی اصلیت معلوم ہو سکے۔'' چارلس نے ... ئے لہجے میں کہا۔ ''میں یہ چاہتا ہوں کہ بلس کا اصل چہرہ سامنے آ جائے۔'' بلس گھبرا گیا۔ اس کا ... پڑ گیا۔ پھر وہ سفید پڑتا چلا گیا۔ کیوں کہ عقرب اس کے بارے میں جو بتا چکا تھا اس میں ایک ... غلط نہ تھی اور اب اس کا بھانڈا پھوٹنے والا تھا۔ اس نے اٹھ کر بھاگنا چاہا تو وہ اٹھنا تو درکنار اپنی ... رکت تک نہ کر سکا۔ ساکت و جامد ہو گیا۔ جیسے کوئی بت ہو۔ مجسمہ ہو۔ اسے جیسے کسی نادیدہ ... نے بے بس اور منجمد کر کے رکھ دیا ہو۔ وہ سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا لیکن اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکتا ... اس نے محسوس کیا کہ اس کی قوت گویائی بھی سلب ہو کر رہ گئی ہے۔

''... س کا باپ یہودی تھا۔ اس کا نام میکائل تھا۔ اس کی ماں بھی ایک یہودن عورت تھی۔ اس کی ... امیلا ہے۔ یہ خاندان تل ابیب میں رہائش پذیر تھا۔ بلس کے باپ کا کام سود پر لین دین تھا۔ ... غریب لوگوں کا خون چوس چوس کر انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں سور کا بال تھا۔ اس ... کے ساتھ ایک پینی کی رعایت نہیں کی۔ آخر اس کے ستائے ہوئے ایک شخص نے اسے قتل ... اس کے جسم میں چاقو کے اتنے شگاف ڈالے کہ ان کی گنتی مشکل ہوگئی۔ بلس کی ماں اپنے بیٹے کو ... یارک آ گئی۔

... یارک آ کر بری صحبتوں کا شکار ہو گیا۔ اسے گاڑی چوری کرنے کے الزام میں سزا ہوئی۔ ... اندر رہا ہوا۔ اس تین ماہ میں اس نے جیل میں بہت کچھ سیکھ لیا تھا۔ پھر اس نے ماں کے ... ی شاپ میں سروس کر لی۔ لیکن وہ پھر بھی جرائم پیشہ بن گیا۔ ذہین، شاطر، چالاک اور قیافہ ... اس لیے ایک نمبر کا فراڈی، جعل ساز اور دھوکے باز بن گیا۔ اس نے عورتوں کو بہت بے ... انہیں محبت کے نام پر فریب دے کر انہیں تباہ و برباد بھی کیا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہیروئن کا ... ں پر چل رہا ہے اور لوگ راتوں رات لکھ پتی بن رہے ہیں تو پھر وہ ایک منصوبہ بنا کر ایشیا کی ... ہانگ کانگ اور بنکاک گیا۔ پھر وہ پاکستان آ گیا۔ اس کا پہلے تو یہ ارادہ تھا کہ وہ اکیلا ... امریکہ لے جائے گا۔ پھر اس نے کچھ خطرات محسوس کیے۔ پھر اسے ایک ساتھی کی ضرورت ... ہیروئن اسمگل کرنے میں اس کی مدد کر سکے۔ وہ کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔

پشاور ہوٹل میں اس نے آپ کو سبز باغ دکھا کر چارلس سے متنفر اور بدظن کردیا۔ دولت او
ناک زندگی کی کمزوری نے آپ کو بلس کے طرف راغب کردیا۔ پھر اس ذلیل شخص نے رات
انگلی میں منگنی کی انگوٹھی پہنا کر منگنی کرلی۔ مزید اعتماد میں لینے کے لیے نقلی زیورات اور جعلی امر
دکھائی۔ پھر ہیروئن اسمگل کرنے کے لیے اعتماد میں لیا اور نصف حصہ دینے کی پیش کش بھی
کیوں یہ تمام باتیں سچ ہیں نا......؟''

''بالکل سچ ہیں۔'' ایستھر نے سر ہلایا۔ ''آپ نے مجھے بلس کے والدین کے جو نام بتا
وہی نام بلس نے بھی بتائے ہیں لیکن اس نے مجھ سے اپنا اصلی نام چھپایا اور جھوٹ بولا کہ وہ ایک
تاجر ہے۔ لیکن میں بلس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں...... وہ کیسے اور
معلوم کروں......؟''

''امریکی قونصل خانہ اسلام آباد سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی
چارلس نے کہا۔ ''اب تم اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرکے کیا کرنا چاہتی ہو جب
اصل چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے۔ ایستھر خدا کے لیے اب تم ہوش میں آجاؤ...... اس ریاکار شخص
اپنی زندگی اور محبت کو برباد نہ کرو۔ تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم بچی نہیں ہو جو اس کی باتوں میں آجاؤ۔

ایستھر نے بلس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''اس لڑکے نے تمہارے بارے میں جو
کیا وہ سچ ہے؟''

''نہیں......'' بلس نے جواب دیا۔ اس نے یک لخت اپنے آپ کو آزاد اور ہلکا پھلکا
کیا۔ ''اس کی زبان اور جسم نے حرکت کی۔ اس کی کوئی بات درست نہیں ہے۔ سوائے میرے
کے ناموں کے۔''

''یہ کیسے ہوسکتا ہے۔'' ایستھر نے تکرار کی۔ ''اس نے میرے اور ماضی کے بارے میں ج
اس میں بڑی صداقت تھی۔ تمہارے بارے میں غلط کیسے ہوگیا...... ! بلس کیا تم حقیقت کو چھپا نہیں
ہو؟ بولو......''

عقرب نے دائیں جانب کی ایک میز کی طرف اشارہ کیا۔ اس میز پر دو آدمی بیٹھے ہو
رہے تھے۔ وہ ادھیڑ عمر کے مہذب اور باوقار شخص تھے۔ عمدہ تراش کے سوٹ میں ملبوس تھے
نے کہا۔ ''یہ دونوں صاحبان ایک جیولری شاپ کے حصہ دار ہیں مالکان ہیں۔ انہیں سونے،
بڑی پرکھ ہے۔ آپ ایسا کریں...... کمرے میں جاکر قدیم زیورات اور نئے نوٹوں کی گڈی
صرف ایک نوٹ نکال کرلائیں۔ انہیں اپنی منگنی کی انگوٹھی، زیورات اور امریکی ڈالر دکھائیں۔
دودھ پانی کا پانی الگ ہوجائے گا۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو......؟'' ایستھر بولی۔ ''میں ابھی جاکر یہ تمام چیزیں لے آتی ہو
اصلیت کھل جائے گی۔''

بلس نے چاہا کہ ایستھر کو جانے نہ دے لیکن وہ اسے نہ تو روک سکا اور نہ ہی زبان سے کچھ



پر پہلے والی کیفیت اس پر طاری ہوگئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے پرس میں کرنسی اور زیورات
لے آئی۔ چارلس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں آدمیوں کو اپنی میز پر آنے کی دعوت دی۔ جب وہ
میز پر آئے تو ایستھر نے اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر ان کے سامنے رکھ دی۔ ''کیا آپ بتا سکتے
اس میں جو ہیرا جڑا ہوا ہے۔ وہ اصلی ہے......؟'' ان دونوں نے اس انگوٹھی کو باری باری دیکھا۔
سے ایک نے جواب دیا۔ ''ہیرا نقلی ہے۔ انگوٹھی بھی نقلی ہے یہ سونا نہیں ہے۔ اس پر سونے کا پانی
گیا ہے؟''

''اچھا تو ان زیورات کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا یہ قدیم زیورات اور اصلی زیورات
چارلس نے پوچھا۔ ان دونوں نے ان زیورات کا جائزہ لیا۔ پھر دوسرے شخص نے کہا۔ ''نہ اصل
نہ قدیم ہیں۔ یہ سب جھوٹے ہیں۔ انہیں بنکاک میں بنایا جاتا ہے۔ ان کا استعمال فلموں میں عموماً
ہے۔''

''ان ڈالر کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' ایستھر نے ایک نوٹ نکال کر ان کے سامنے رکھا۔''
ہے کہ یہ جعلی نوٹ ہے۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ میرا شبہ درست ہے؟'' ان دونوں نے اس نوٹ کا
جائزہ لیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ ''آپ کا اندازہ اور شبہ بالکل درست ہے۔ یہ نوٹ
چھپتے ہیں۔ آپ کسی سے ڈالر یا کوئی بھی غیر ملکی کرنسی خریدتے وقت اس کی اچھی طرح جانچ
محتاط رہیں۔ کسی بینک میں جاکر اپنی تسلی کرلیں۔''

ستھر اور چارلس نے ان دونوں کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ وہ دونوں اپنی میز پر جاکر بیٹھ گئے تو
ت اور غصے سے بلس سے بولی۔ ''تم واقعی بہت ذلیل اور کمینے...... ریاکار اور فراڈی شخص ہو۔ تم
باغ دکھا کر میری محبت پر ڈاکہ مارا...... ذلیل انسان! تم نے چارلس کو مجھ سے چھین لیا۔ تم نے
پر اکتفا نہیں کیا بلکہ میرے دل میں اس کے خلاف نفرت کا زہر بھر دیا...... تم نے ایسا کیوں
س جواب کیا دیتا۔ اس کی قوت گویائی سلب ہوچکی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ دل کی بات
۔ اس نے پھر اپنی صفائی پیش کی۔ نہ کرسکتا تھا۔ کیوں کہ لاچار اور بے بس سا ہوگیا تھا۔
اپنے تئیں یہ سمجھی کہ بلس لاجواب سا ہوگیا ہے۔ اس لیے اس کی بات کا جواب نہیں دے
اس کی خاموشی نے ایستھر کو اور چراغ پا کردیا۔ وہ شعلہ بار نگاہوں سے گھورتی ہوئی
اندازہ نہ تھا کہ تم اس قدر خود غرض اور مکار شخص ہو...... نیچ اور ذلیل شخص ہو...... مجھ سے محبت
اس لیے رچایا کہ...... مجھے ہیروئن اسمگلنگ کرنے کے لیے آلہ کار بناؤ۔ میرے کندھے پر
چلاؤ...... تم ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے تھے؟''
سانس لینے رکی تو چارلس نے کہا۔ ''دیکھو...... کس قدر معصوم اور شریف بن رہا ہے۔ بت
اب جواب دو نا......؟ چپ کیوں ہو؟ کیا سٹی گم ہوگئی ہے؟''
اصل صدمے نے اس کے دل و دماغ پر بجلی گرادی ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''چوں کہ اصلیت
اس لیے اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی ہے۔ یہ بہت دیر تک بول نہیں سکے گا۔''

"یہ لواپنی منگنی کی انگوٹھی......" ایستھر نے اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر اس کے سامنے پھینک دی۔ "اس تیس ہزر ڈالر کی انگوٹھی کو تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لو...... میں تھوکتی ہوں تم پر اور تمہاری پر......"

"ایستھر ڈارلنگ!" چارلس نے نرمی اور آہستگی سے کہا۔ "اپنے آپ کو قابو میں رکھو...... آہستہ"

"مجھے دل کی بھڑاس نکالنے دو چارلس! یہ شخص اس قابل ہے کہ اسے خوب ذلیل کیا جائے۔" ایستھر خار کھا کر بولی۔

"میں نہیں چاہتا ہوں کہ وقت ضائع کیا جائے۔" چارلس نے کہا۔ "تم نے اسے جو ذلیل کیا وہ کافی ہے۔"

"سنو بلس!" ایستھر نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ "میں واپس اپنے چارلس کے پاس جا رہی ہوں۔ چارلس مجھ سے سچی محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت بے غرض اور بے لوث ہے۔ تم کیا جانو... محبت کیا ہوتی ہے۔ یہ جذبہ کیسا ہوتا ہے؟ تم...... انسان نہیں جانور ہو...... درندے ہو۔" وہ اپنی بات ختم کر کے چارلس سے بولی۔ "تم میرے ساتھ کمرے تک چلو تا کہ میں اپنا سوٹ کیس لے آؤں۔ اگر اس ذلیل نے مجھے روکنے کی کوشش کی تو تم اس کے ہاتھ توڑ دینا۔"

"چلو......" چارلس اٹھ کھڑا ہوا۔ "تم اس خبیث کی ذرا بھی فکر نہ کرو۔ اس نے دیوار بننے کی کوشش کی تو میں اس کا دماغ درست کر دوں گا...... ویسے یہ مردود تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکتا۔"

"چلو......" ایستھر نے بلس کو نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اس کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی ہوں۔"

"عقرب! تم یہیں بیٹھو۔ ہمارے آنے تک ہلنا نہیں۔ نہ اس کمینے کو کمرے میں آنے دینا۔" بلس نے اپنا زور لگا دیا کہ وہ ایستھر کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لے۔ اس سے بات کرے۔ اپنی صفائی پیش کرے اور کہے کہ عقرب نے جو باتیں اس سے منسوب کی ہیں وہ جھوٹی اور من گھڑت ہیں۔ اس کے خلاف سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سازش کی گئی ہے۔ یہ انگوٹھی اور اس میں جڑا ہوا ہیرا اصلی ہے۔ زیورات اور ڈالر بھی اصلی ہیں۔ اس پر دوبارہ پہلی والی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ وہ سن ہو کر رہ گیا۔ کیا ہو گیا ہے؟ وہ حرکت کیوں نہیں کر پا رہا ہے؟ اس کی قوت گویائی جواب کس لیے دے گئی۔ معمہ ہے؟ وہ بڑی حسرت بھری نظروں سے ایستھر اور چارلس کو زینے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"بلس! کیا بات ہے تم بت بن کر رہ گئے ہو۔" عقرب نے انجان بن کر کہا۔ "شاید صدمے نے تمہاری زبان بندی کر دی ہے اور تم اس لیے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کر پا رہے ہو۔ میں تمہیں ایک بات اور بتا دوں میں نے علم نجوم کی مدد سے تمہارے بارے میں اتنا کچھ معلوم کر لیا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہو...... تمہاری بہتری اور سلامتی اسی میں ہے کہ تم ایستھر کا خیال دل سے نکال دو اور اپنی راہ لو۔ اب تمہیں ایستھر کسی قیمت پر نہیں مل سکتی ہے اور ہاں تم نے چارلس اور ایستھر کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو پھر میں پولیس کو تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا



پھر پولیس جعلی کرنسی رکھنے کے الزام میں گرفتار کر سکتی ہے۔ پھر تمہیں کئی برس کی جیل ہو جائے گی۔" بلس بڑی حیرانی سے اس غیر معمولی نوجوان کو دیکھ رہا تھا جس کے علم نجوم نے اس کا سارا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔ ایستھر اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ پھر سے چارلس کی ہو گئی تھی۔ ایک شکار کو اس نے جس فریب اور مکاری سے پھانسا وہ اس کے جال سے نکل گیا تھا۔ سب کچھ دھرا رہ گیا تھا...... یہ نوجوان کون ہے جو غیر معمولی صلاحیت کا مالک ہے یہ چارلس کو کیسے اور کہاں ٹکرا گیا؟

کمرے میں قدم رکھتے ہی ایستھر، چارلس کے سینے سے لگ کر سسک پڑی پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ پھر اس کی ہچکیاں بند گئیں۔ چند لمحوں کے بعد وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔ "چارلس! میرے پیارے چارلس! میں بہت شرمندہ ہوں۔ پلیز! مجھے معاف کر دو۔"

"ایستھر ڈارلنگ! یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟" چارلس نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہارے ساتھ بلس کے بہکانے میں آ کر جو بے وفائی کی...... تمہیں جھڑک دیا...... تمہاری محبت کی جو ناقدری کی اس نے مجھے خود اپنی نظروں میں گرا دیا ہے۔" چارلس نے اپنی جیب سے رومال نکال کر اس کے آنسوؤں کو اس میں جذب کیا جو اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ جب اس کے آنسو تھمے تو اس نے ایستھر کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ پھر چارلس نے کہا۔ "میں نے تمہیں معاف کر دیا ایستھر! آئندہ تم میرے ساتھ بے وفائی نہیں کرنا۔ اگر تم نے بے وفائی کی تو پھر میں زندہ نہیں رہوں گا۔ میں خودکشی کر لوں گا۔ اس لیے کہ میں تم سے سچی محبت کرتا ہوں۔"

"ایسا نہ کہو چارلس پیارے!" ایستھر نے تڑپ کر اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ "مجھے پہلے تمہاری محبت کی قدر نہیں ہوئی تھی۔ احساس ہو رہا ہے کہ تم اور تمہاری محبت کس قدر عظیم اور بلند ہے۔ تم ایک انمول اور نایاب ہیرا ہو...... تمہاری جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔"

"ایستھر!...... ایستھر!......" چارلس نے اپنے بازوؤں کا حلقہ اس کے گرد تنگ کر لیا۔ پھر وہ اس کے حسین چہرے پر جھک گیا۔ دونوں بے حد جذباتی ہو گئے۔ تھوڑی دیر تک جذبات کی رو میں بہتے رہے۔ پھر چارلس نے اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر کہا۔ "چلو ایستھر اب ہم چلتے ہیں۔" ایستھر نے اس کے بازوؤں سے نکل کر اپنے بال اور لباس کی شکنیں درست کیں پھر اس سے پوچھا۔ "چارلس یہ عقرب تمہیں کہاں اور کب ملا؟"

"میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہے؟" چارلس نے جواب دیا۔ "ایک اتفاقیہ لمحے نے ملا دیا۔ یہ جو کچھ بھی ہے غیر معمولی اور انتہائی حیرت انگیز شخصیت کا مالک ہے۔ اس میں علم نجوم کی بے پناہ صلاحیت ہے۔ اس کی باتیں ایک جوان، سلجھے ہوئے اور سنجیدہ بردبار مرد کی سی ہیں۔ یہ تمہیں نہ ملتا تو تم مجھے نہیں ملتی...... بلس نے تمہیں پوری طرح قابو میں کر لیا تھا۔ اس لڑکے کی بدولت ہم دونوں نے ایک دوسرے کو پھر سے پا لیا ہے۔ یہ ہم دونوں کا محسن ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ایستھر!" چارلس نے سر ہلایا۔ "جب میری اس سے ملاقات ہوئی تب مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کن صلاحیتوں کا مالک ہے۔ یہاں آنے کے بعد پتا چلا ہے۔"

''چلو......ہم اب چلتے ہیں۔'' ایستھر نے اپنا سوٹ کیس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔ دونوں نیچے آئے۔ بلس اپنی جگہ ساکت وجامد سا بیٹھا خلا میں گھور رہا تھا۔ عقرب اس سے کہا ''اب ہم لوگ جا رہے ہیں۔ تمہیں جو سبق ملا ہے اسے یاد رکھنا بھولنا نہیں۔'' ہوٹل پہنچ کر عقر، اجازت چاہی تو ایستھر نے پوچھا۔ ''تمہاری کیا فیس ہے؟ جو بھی فیس ہے بتاؤ......ہم ادا کر۔ لیے تیار ہیں......لیکن ہم تمہارا احسان کبھی نہیں اتار سکتے ہیں۔''

''میری فیس یہ ہے کہ آپ دونوں خوش رہیں اور جلدی سے شادی کر لیں۔'' عقرب نے دیا۔ ایستھر سرخ ہو گئی۔ پھر بولی۔ ''تم ہمارے ساتھ سیر وتفریح کے لیے چلنا پسند کرو گے؟ ہم ا پہر تک کچھ مقامات دیکھ کر پشاور چلے جائیں گے۔ تم لنچ بھی ہمارے ساتھ کرو گے؟''

''ضرور چلوں گا۔ میں شام تک فری ہوں۔ پھر میرے دوست آ جائیں گے۔ پھر میں وق دے سکوں گا......آپ کس مقام کی سیر کرنا چاہتے ہیں؟'' عقرب نے پوچھا۔

''آثار قدیمہ کے مرکز کا بت کدہ دیکھنا ہے جو بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ ہزاروں سال پہلے بدھ بھکشو رہتے تھے۔'' ایستھر نے کہا۔

عقرب اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کیوں کہ ایستھر اور چارلس نے تیار ہونے کے لیے نصف کی مہلت مانگی تھی۔ کوئی نصف گھنٹے کے بعد وہ تینوں ہوٹل سے نکلے۔ اس تاریخی علاقے کر آثار قدیمہ کی سیر کرنے لگے۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک وہ ہزاروں مجسموں کو دیکھتے رہے۔ اد یہاں سیاح بھی اکا دکا دکھائی دے رہے تھے۔ اسی ڈیڑھ گھنٹے میں عقرب اور ان کے درمیا اپنائیت سی پیدا ہو گئی۔ جب وہ ایک سنسان گلی سے گزر رہے تھے۔ اچانک بلس ان کے سامنے اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک قسم کا ریوالور تھا۔ اس نے عقرب کا نشانہ لیتے ہوئے سفاک کہا۔ ''نجومی کے بچے! تو نے میرے ارمانوں کا خون کیا ہے......میں تیرا خون کر دوں گا۔ تو مر لیے تیار ہو جا۔''

بلس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر ایستھر اور چارلس کے چہرے فق ہو گئے اور ان کی آنکھ کی پھٹی رہ گئیں۔ انہیں اپنی نظروں کے سامنے بلس موت کا فرشتہ بنا کھڑا نظر آیا۔ وہ جانتے عقرب کو موت کی نیند سلانے کے بعد بلس ان دونوں کو بھی جان سے ختم کر دے گا۔ پھر وہ یہاں ہو جائے گا۔ پھر اسے قانون کے محافظ گرفتار کر پائیں گے؟

لیکن انہیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہو رہی تھی کہ عقرب بڑے سکون واطمینان سے کھڑا ہوا بلس رہا ہے۔ ذرا برابر بھی خوف زدہ اور ہراساں دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ جیسے بلس اس سے مذاق کر اسے گولی نہیں مارے گا۔

''بلس!......'' عقرب نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ''تم نے ان دونوں کے ارمانوں کا خو جس کا تمہیں حق نہیں پہنچتا تھا۔ میں نے ان دونوں کو اس لیے آپس میں ملا دیا کہ یہ دونوں ایک د کو سچے دل سے چاہتے ہیں۔ چاہنے والے کے علاوہ اچھے اور مخلص دوست ہیں۔ ایک دوسر



سکتی ہیں۔ بہتر ہے کہ تم اپنی راہ لو......اس لیے کہ اب تم ایستھر کو کسی قیمت پر حاصل نہیں کر سکتے ...رہی بات میرے خون کرنے کی......میرا خون کرنا تو در کنار تم میرا بال تک بیکا نہیں کر سکتے ہو۔ ...ریوالور کو اپنی جیب میں رکھ لو اور جس سے خریدا ہے اسے واپس کر دو۔ ورنہ تم غیر قانونی طور پر اسلحہ ...کے الزام میں دھر لیے جاؤ گے۔ وطن جانے کے بجائے جیل کی ہوا کھاؤ گے۔''

''میں تمہیں پہلے گولی ماروں گا پھر ان دونوں کو ختم کر دوں گا۔'' وہ پیچ وتاب کھاتے ہوئے بولا۔ ...ایستھر میری نہیں ہو سکتی ہے تو چارلس کی بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ میں تم تینوں کو قتل کر کے فرار ہو جاؤں۔ تم ...کیا کر سکتے ہو؟''

''میں نے تم سے کہا نا کہ تم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہو۔'' عقرب نے کہا۔ ''تم ہم میں سے کسی ایک کو ...موت کی نیند سلا نہیں سکتے ہو۔ اس لیے کہ زندگی اور موت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ایستھر، ...چارلس ہے وہ اس کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے اب دنیا کی کوئی طاقت ایستھر کو چارلس سے چھین نہیں ...تم کیا ہو......میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ میں تمہیں ایک بے وقوف اور عاقبت نا اندیش شخص ...سمجھتا ہوں۔ غصے اور نفرت نے تمہارا دماغ ماؤف کر دیا ہے۔''

''تم ایک بے وقوف لڑکے ہو......میں تمہیں جہنم رسید کر رہا ہوں۔ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔''

...اس نے اپنی بات ختم کر کے ریوالور کی لبلبی پر انگلی دبائی۔ اس لمحے فائر نہ ہوا۔ اس کے ہاتھ سے ...ریوالور چھوٹ کر زمین پر اس طرح سے گرا جیسے کسی انجانی طاقت نے چھین کر پھینک دیا ہو۔ چارلس نے ...پیچھے کر لیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ بلس کو کس طرح فائر کرنے سے باز رکھے اور ...بچائے۔ اس کی سمجھ میں کوئی تدبیر نہیں آئی تھی کہ بلس نے لبلبی دبا دی تھی۔ جب اس کے ہاتھ ...ریوالور چھوٹ کر زمین پر گرا تو چارلس نے سکون کا سانس لیا اور ریوالور اٹھانے کے لیے وہ برق ...لپکا۔ اس سے پہلے کہ چارلس ریوالور اٹھاتا بلس نے اسے اٹھا لیا۔ پھر ایک دم سے اس طرح ...پھینک دیا جیسے وہ کوئی دہکتا ہوا انگارہ ہو۔ وہ بھونچکا سا ہو گیا تھا۔

...چارلس نے فوراً ہی وہ ریوالور اٹھا لیا تو بلس کی آنکھیں حیرت اور خوف سی پھیل گئیں۔ چارلس نے ...ریوالور کی زد میں لے لیا پھر وہ اس سے تیکھے لہجے میں بولا۔ ''بلس! اب تم کیا کہتے ہو......؟ کیا میں ...فائر کر دوں؟''

...بلس نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ حیرت سے چارلس کو دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں ...اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اچانک ریوالور اس کے ہاتھ میں انگارہ کیسے بن گیا۔ جبھی تو اس ...نے پھینک دیا تھا۔ جب دوبارہ اس نے ریوالور کو ہاتھ لگایا تو وہ انگارے کی طرح دہک رہا تھا۔ ...ریوالور چارلس کے ہاتھ میں تھا۔ چارلس اسے کھلونے کی طرح لیے کھڑا تھا۔ اس کی نال اس کی ...طرف موت کے فرشتے کی طرح گھور رہی تھی۔

...بلس اچانک تیزی سے مڑا اور مخالف سمت سر پر پیر رکھ کر بھاگا۔ اس نے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ پھر

وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا چارلس کے پاس ایستھر آ کر کھڑی ہوگئی۔ اس نے اپنے سینے
نشان بناتے ہوئے چارلس سے کہا۔

"یہ بلس کو کیا ہوگیا تھا جو ایک دم سے اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔ پھر اس نے
ریوالور اٹھا کر اس طرح سے پھینک دیا جیسے اس کا ہاتھ جھلس گیا ہو؟..... تم نے ریوالور اٹھایا تو
نہیں ہوا؟"

"میں نے اس بات پر غور نہیں کیا۔" چارلس حیرت سے بولا۔ "یہ بات تم عقرب سے
کرو۔ وہی تمہیں سچ بتا سکتا ہے اور وضاحت بھی کر سکتا ہے۔ تمہارے کہنے سے مجھے ان باتو
آ رہا ہے۔ میں خود بھی حیران ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہے اس ذلیل شخص نے ہم تینوں کو قتل کرنے کا
اگر ریوالور چل جاتا تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں بچتا۔"

"عقرب!" ایستھر نے اسے مخاطب کیا۔ "کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ کیا معجزہ ہے؟ کیا تم
کمال دکھایا؟"

"بات صرف اتنی سی ہے کہ وہ احساس جرم سے اس قدر خوف زدہ ہوگیا تھا کہ اپنے ہوش
بیٹھا اس کی حالت غیر ہوگئی۔ اس کے نتیجے میں اس کے پسینے چھوٹ گئے۔ ہاتھ کانپ گیا
چھوٹ گیا جب اس نے دوبارہ ریوالور اٹھایا تو اس کی یہ کیفیت برقرار تھی اور وہ اسے اپنی
نہیں لے سکا۔ جب ایک شخص اپنے حواس کھو دے تو وہ اپنے آپ میں نہیں رہ پاتا ہے۔" یہی
عقرب نے بڑی خوب صورتی سے بات بنا دی۔

"نہیں..... کوئی اور بات ہے جو تم ہم سے چھپا رہے ہو اور بتانا نہیں چاہتے ہو۔" ا
کہا۔ "بلس ایک جرم پیشہ شخص ہے ایسے لوگ اپنے حواس پر پوری طرح قابو رکھتے ہیں۔ ان
کو قتل کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔"

"تمہارے خیال میں کیا بات ہو سکتی ہے جسے تم سمجھ رہی ہو؟" عقرب نے مسکرا
پوچھا۔ "صاف صاف کہو۔"

"میرے خیال میں تم نے اسے ہپناٹائز کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ ریوالور
پا سکا۔" ایستھر بولی۔

"تم لوگ جو بھی سمجھ لو۔" عقرب نے کہا۔ "میں جو بات بھی کہوں گا اس کا تم لوگ یقی
گی..... اور پھر ان باتوں میں رکھا بھی کچھ نہیں ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جو بچانے
مارنے والے سے بڑا ہوتا ہے اس نے ہم تینوں کی جانیں کسی نہ کسی بہانے سے بچا دیں اس
شکر ادا کریں کم ہے۔ اب یہ ریوالور مجھے دے دو۔
اسے تمہارے پاس رکھنا خطرے سے خالی نہیں ہے میں اسے کسی نالے یا دریا میں پھینک
چارلس نے اس کی طرف ریوالور بڑھایا تو ایستھر ممنونیت سے بولی۔ "اس بات سے ا
جا سکتا ہے کہ تمہاری وجہ سے ہماری جان بچی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہے کہ اوپر والا ہر ک



کا امین ہے۔ تم ایک پراسرار لڑکے اور پراسرار قوت کے مالک ہو۔ ہم دونوں تمہارے بہت
ہیں۔ تم نے بچھڑوں کو ملا دیا۔ مجھے میری محبت دلا دی۔ ہماری جانیں بچائیں ہم تمہیں کبھی نہیں
سکیں گے۔ تمہارے یہ احسانات تمہاری یاد دلاتے رہیں گے۔"

"تم اسے محض رسمی شکریہ نہیں سمجھنا عقرب!" چارلس نے کہا۔ "میرے بھی وہی جذبات ہیں جو
ہیں واقعی ہم تمہیں زندگی کے آخری سانس تک بھلا نہ سکیں گے۔ ایک ناقابل فراموش ہستی۔
سلامت رکھے۔"

ایستھر نے آگے بڑھ کر اس کے رخسار پر بوسہ ثبت کیا۔ "عقرب! تم بہت پیارے اور ایک عظیم
کاش! ہم تمہارے کام آ سکتے..... ؟ تمہاری خدمت کر سکتے۔ ہم ہر سال تمہیں کرسمس پر کوئی
رہیں گے۔"

"تم لوگ مجھے یاد رکھو گے تو میرے لیے یہ سرمایہ ہے محبت اور خلوص سے بڑی دولت دنیا میں کوئی
" عقرب نے کہا۔

"تم ایک عظیم اور بے لوث لڑکے ہو۔ تم میں جو ذہانت، عقل، بردباری ہے وہ بڑے آدمیوں کی
ہم ...س روانی سے انگریزی اور فرانسیسی زبان بولتے ہو وہ تمہاری قابلیت اور صلاحیت کا منہ بولتا
"

اس کی بات سن کر عقرب نے کہا۔ "اچھا اب اجازت دو۔ تم دونوں سیر و سیاحت کرو۔ میں
رہا ہوں۔"

"ہم بھی ہوٹل واپس چلتے ہیں۔" ایستھر بولی۔ "اب سیر و تفریح کا کوئی موڈ نہیں رہا ہے۔ میں
...ہوں۔"

"تم ...بس سے خوف زدہ ہو رہی ہو۔" عقرب نے کہا۔ "اب وہ تم دونوں کا بال تک بیکا
... بے فکر رہو۔"

"وہ ایک خطرناک، خبیث اور ذلیل ترین شخص ہے۔" چارلس نے کہا۔ "اس کا کوئی بھروسا نہیں
ہے کہ ہم لوگ ہوٹل واپس جائیں ہم کل یہاں سے کراچی کے لیے روانہ ہو جائیں گے
...ان رکیں گے تاکہ وہاں جو تاریخی مقامات ہیں ان کی سیر کریں، آئندہ سال اس وادی
...سیر و سیاحت کریں گے۔"

"تم دونوں بلس کا خوف اپنے اپنے دل سے نکال دو۔" عقرب نے انہیں دلاسا دیا۔ "اب
...خبیث شخص کی ذات سے کسی بات کا کوئی خطرہ نہیں رہا ہے۔ اس کے دل میں ہم لوگوں کی
...ہوگئی ہے کہ تم دونوں اس کا بالکل بھی اندازہ نہیں کر سکتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہوٹل پہنچ کر
...چلتا بنے۔"

...ہوں میرا من نہیں مان رہا ہے کہ اب ہم لوگ یہاں ایک دن کیا ایک گھنٹے کے لیے
...کے لہجے میں ہلکا سا ارتعاش تھا۔ "اس لیے ہم کل صبح ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہو

جائیں گے۔ پہلے پشاور جائیں گے وہاں ایک دو دن رہ کر پھر راول پنڈی اور اسلام آباد روا
گے وہاں شاید ایک دن رہیں پھر لاہور رخت سفر باندھیں گے البتہ لاہور میں تین چار دن
مقامات کی سیر کریں گے ہم یہاں رہ کر اس منحوس اور ذلیل شخص کی شکل تک دیکھنا نہیں چا
کا کوئی بھروسا نہیں۔''

''جو تم دونوں کی مرضی اور خوشی......'' عقرب نے کہا۔ ''میں تمہیں روکوں گا نہیں دل ک
والے ہی سمجھ سکتے ہیں ویسے تم دونوں بھی مجھے بہت یاد آؤ گے۔ تم دونوں سے مل کر مجھے
ہوئی۔''

دس برس پلک جھپکتے گزر گئے۔ یہ طویل عرصہ جیسے خواب تھا اب عقرب پچیس برس کا
عقرب کا بچپن اور تو جوانی ایسے ہی واقعات اور کارناموں سے بھری پڑی تھی اس نے جس
مصیبت کی گھڑی میں مدد کی وہ فطری انداز کی تھی۔ کبھی کسی کو اس بات کا شک وشبہ تک نہ ہوا
قوتوں کا مالک ہے جن سے اس نے مدد کی اور ظالموں سے بچایا۔ ظالموں کو ایسا سبق دیا کہ وہ
کوستانہ سکیں۔

لوگ عقرب کی جرأت، بہادری اور صلاحیتوں کے معترف تھے اور اس کی شہرت کا
سے نکل کر اس پوری وادی سوات میں پھیل چکی تھی جب کوئی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا
مدد لینے آتا تھا۔ اس نے کبھی انکار یا مایوس یا نامراد نہیں کیا۔ اور پھر عقرب نے کبھی گھمنڈ، غر
غرضی، نام ونمود اور شہرت کو پاس پھٹکنے نہیں دیا۔ اس کے دل میں کبھی دولت کا لالچ پیدا نہیں
اس کے دل میں کسی ہوس نے جنم لیا۔

ماں باپ نے مل کر ایک خاص انداز سے اس کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ ایک اچھا اور
ذات ایک غیر معمولی انسان بنانا چاہتے تھے ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا اپنے آپ کو
خدمت کے لیے وقف کر دے ان کے عظیم، بلند اور ارفع خوابوں کو پورا کرے۔ انسانیت کا نام ر
سوئس کالونی کے اسکول میں اس نے غیر ملکی اساتذہ سے نہ صرف اعلیٰ تعلیم حاصل کی
سائنسی اور ادبی کتابوں کو بھی وہ پڑھتا رہتا تھا۔ اسے مطالعے کا شوق بچپن سے ہی تھا اس سوئ
امریکہ اور یورپ سے رسائل وجرائد اور اخبارات بھی آتے تھے وہ انہیں بھی بڑے شوق
پڑھتا تھا اور اسے اس بات کا اندازہ ہوتا تھا کہ دنیا کہاں سے کہاں جا رہی ہے۔

ایک رات کھانے سے فراغت پانے کے بعد گل نشاط، سلیل اور عقرب قہوہ پی رہے
نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''عقرب بیٹے! میں تمہیں ایک مشن سونپنا چاہتا ہوا
''کیسا مشن بابا جانی!؟'' عقرب نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''میر
مشن پورا کرنے کے لیے تیار ہوں۔''

''کراچی سے میرے ایک دیرینہ دوست اقد سعیہ کا خط آیا ہے۔'' سلیل کہنے لگا۔ ''
بڑا نیک، مخلص اور ملک وقوم کا سچا ہمدرد ہے محب الوطن ہے۔ وہ ہر وقت انسانیت کی خدم



رہتا ہے۔ اس نے بڑے صدمے اور افسوس سے لکھا ہے کہ معاشرہ ہر سطح پر بگڑتا جا رہا ہے بلکہ
مسخ ہوتی جا رہی ہے کس کس بات کا رونا رویا جائے ظلم وستم حد سے بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جا رہا
فرعون اور خون آشام بھیڑیا بن گیا ہے انسانیت سسک رہی ہے دم توڑ رہی ہے قانون کی
نہیں رہی ہے۔ قانون کے محافظوں میں اتنی کالی بھیڑیں شامل ہو گئی ہیں کہ وہ خود ہی قانون اور
پامال کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں قانون کی حکمرانی اور بالادستی کیسے قائم رہ سکتی ہے ہر شخص
بے ایمان اور خود غرض بن گیا ہے ملک وقوم سے کوئی بھی مخلص نہیں ہے دولت کی ہوس اندھے
مبتلا ہو گئی ہے دنیا والے کہتے ہیں کہ ہمارا ملک دنیا کے کرپٹ ترین ملکوں میں دوسرے نمبر پر
ابھی نہیں کہتے ہیں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اس وجہ سے ظلم وستم حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے
ت، جان اور آبرو محفوظ نہیں رہی ہے۔

صرف بے شرمی، بے غیرتی بے حیائی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے بلکہ برائی کی کوئی حد نہیں رہی
تم کو اب کوئی سدھار نہیں سکتا ہے۔ کیوں کہ اوپر سے نیچے تک کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے
جانتا ہے کہ قہر خدا کب نازل ہوگا۔ ہر شخص موت اور اللہ کے خوف کو بھلا بیٹھا ہے۔ ہر شخص یہ
وہ مرے گا نہیں بلکہ زندہ رہے گا۔ وہ خدا کو بھی جواب دہ نہیں ہوگا۔ وہ دنیا میں پیش آنے
ت سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتا ہے میرے اس خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ تم عقرب کو
شہروں، گاؤں، قصبوں کی طرف روانہ کرو ایک اکیلا عقرب اس قوم اور پوری معاشرے کو
سکتا ہے لیکن یہ تو ہوگا کہ وہ ظلم وستم کے خلاف ایک سیسہ پلائی دیوار بن سکتا ہے۔ ظالموں
سکتا ہے تم نے اپنے بیٹے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کے پیش نظر میں یہ چاہتا ہوں
مشن لے کر نکلے اس ملک میں بہت سارے مافیا پیدا ہو گئے ہیں عقرب کا ایک زہریلا
وجود کے خاتمے کے لیے کافی ہوگا اس طرح کتنے لوگ تمہیں اور تمہارے بیٹے کو دعائیں

۔ اس دوست کے خط نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔'' سلیل نے قدرے توقف کے بعد
ت ملک اور معاشرے کے حالات سے بہت دل برداشتہ ہے اسے ذہنی صدمے نے
میرے بیٹے! واقعی ملک وقوم کو اس وقت تمہاری سخت ضرورت ہے میں یہ چاہتا ہوں
میں اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ۔''

بیٹا!'' گل نشاط تائیدی لہجے میں بولی۔ ''اب تم ایک غیر معمولی طاقت ور اور عظیم
مالک ہو۔ ہم دونوں نے اپنی تمام پراسرار قوتوں کا مالک تمہیں بنا دیا ہے۔ تمہیں وہ کچھ
تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہو۔ تم پر کوئی جادو اثر نہیں کر سکتا ہے بڑے سے بڑے شیطان
نہیں کر سکتے ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے خطرناک شیطان موجود ہیں جن سے لوگ
خوف زدہ ہیں تمہیں ان کا نام صفحۂ ہستی سے مٹانا ہے۔''

ایک بات کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔'' سلیل نے کہا۔ ''اس بات کی حتی الامکان

کوشش کرنا کہ کسی کی جان بلاوجہ نہ لو۔ نہ قانون کو ہاتھ میں لینا اور نہ قانون شکنی کرنا۔ اس ۔
مشن جو ہے وہ انسانیت کی خدمت اور قانون کی بالادستی ہے۔ آج غریب شخص بہت پریشان
اور مظلوموں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنا کہ دنیا بہت آگے جا
سینکڑوں سائنسی ایجادات وجود میں آچکی ہیں گو کہ تم ایسی حیرت انگیز طاقت اور پراسرار علوم
ایک ناقابل تسخیر انسان اس کے باوجود خدا کی ذات کو فراموش مت کرنا۔ کبھی گھمنڈ اور تکبر نہ
آپ کو انتہائی حقیر سمجھنا۔ جس روز تم میں تکبر پیدا ہوا اس روز تم تمام علوم اور صلاحیتوں سے مح
گے۔ اللہ سے بڑا اور عظیم اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔"

"بابا جانی! آپ اور علم نے بہت کچھ سکھایا ہے میں یہ جانتا ہوں، سمجھتا ہوں کہ اللہ کی
برتر اور عظیم اور کوئی نہیں ہے میں اس مشن پر جاؤں گا اپنی زندگی انسانیت کی خدمت کے
کردوں گا۔ ہر اس شخص کے خلاف ڈٹ جاؤں گا جو ظالم بنا ہوا ہے۔" عقرب نے کہا۔

"اس بات کی پوری پوری کوشش کرنا کہ تم جن صلاحیتوں اور علوم کے ماہر وہ دلوگو
ہوں۔ ان کی پردہ پوشی کرنے کی پوری پوری کوشش کرنا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہو سکتا ہے ک
مشکل ہو جائے اس کی فکر نہ کرنا کسی مافیا کے آلہ کار نہ بننا۔ تم سے ہر قسم کا فائدہ اٹھانے کے
شراب اور دولت کا چارہ بھی ڈال سکتے ہیں ان سے اجتناب کرنا ایک بات ذہن نشین کر لو ک
برائی کا خاتمہ اور اچھائی کو قائم کرنا ہے۔"

عقرب نے پشاور شہر کے ایک ہوٹل میں کمرہ لیا وہ ایک دو دن اس شہر میں گزارنا اور اِر
چاہتا تھا وہ چھ برس کے بعد اس شہر میں آیا تھا ان چھ برسوں میں اس شہر میں بڑی تبدیلی آئی
اس نے محسوس کیا تھا کہ لوگوں کی معاشرت میں بھی بڑا فرق آیا ہے۔ دولت کی فراوانی اور بڑ
ہے غریب اور غریب ہو گیا ہے امیر اور امیر ہو گیا ہے اس کے علاوہ اس نے ایک بات ا
عورتوں کے پردے میں بہت کمی آ گئی ہے جو عورتیں پردہ کرتی ہیں ان کا پردہ بڑا سخت ہے کوئ
تو در کنار ناخن تک دیکھ نہیں سکتا ہے۔

اس نے ایک معروف ہوٹل سے چپلی کباب کھائے۔ چھ سال پیشتر اس نے اپنے وا
اس ہوٹل میں آکر چپلی کباب کھائے تھے ان دنوں یہ ہوٹل بہت چلتا تھا اور آج بھی اس پر
لیکن اب اس میں وہ ذائقہ اور مزہ نہیں رہا تھا جو چھ سال پیشتر تھا اس کی والدہ جتنے اچھے چپلی
تھی یہ اس کے مقابلے کے نہ تھے اس کی وجہ ہوٹل کے ملازم نے یہ بتائی تھی کہ مسالوں می
میں ملاوٹ اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب کھانے کی لذت اور ذائقے ختم ہوتے جا رہے ہیں اس
عقرب کو سچ لگی۔

وہ قصہ خوانی بازار آ کر گھومنے لگا۔ اس بازار میں بڑی رونق چہل پہل اور گہما گہمی
میں خریداری ہو رہی تھی۔ گلیوں میں کھوے سے کھوا چھل رہا تھا۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطا
کر رہا تھا اس بازار میں جیب کترے بھی شکار کی تلاش میں سرگرداں تھے جو شکار انہوں نے تا



لی تاک میں تھے اور موقع کی تلاش تھی۔ ایک جیب کترے نے ایک شخص کی جیب سے بڑی
مہارت سے اس کا بٹوا اڑا لیا اور وہ تیزی سے ایک سمت چل پڑا عقرب بھی اس کے تعاقب
۔ وہ بازار سے نکل کر ایک ہوٹل میں داخل ہو گیا ایک خالی میز پر جا بیٹھا۔ اس نے ویٹر کو بلا کر
در دیا عقرب اس میز پر جا بیٹھا۔
برس کا شخص تھا اس کے چہرے سے بڑی خباثت برس رہی تھی اس کی آنکھوں سے اس کے
بھیانک رہا تھا۔ وہ عقرب کو اپنی میز پر دیکھ کر بڑا جزبز ہوا اس کے چہرے پر ناگواری سی پھیل
کہ وہ اس بٹوے کا جائزہ لینا چاہتا تھا جو وہ اڑا کے لایا تھا قریب کی دو تین میزیں اور خالی
وہ منہ بناتے ہوئے اٹھنے لگا تو عقرب نے اس سے کہا۔ "کیا بات ہے؟ تم اس میز سے اٹھ
ہو؟"

اس نے چونک کر حیرت اور غصے سے عقرب کو گھورا پھر تلخ لہجے میں بولا۔ "میری مرضی...... تم کون
کرنے والے؟"

"میں نے تمہیں منع نہیں کیا بلکہ تم سے یہ کہا ہے کہ اس میز سے اٹھ کر دوسری میز پر کیوں جا رہے
عقرب نے کہا۔ "تمہیں میری موجودگی بری کیوں لگ رہی ہے؟ جب کہ میں نے تم سے کچھ
کہا!"

"میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی میری میز پر آ کر بیٹھے تم دوسری میز پر بھی بیٹھ سکتے
سے بولا۔

پھر تم نے اپنے لیے مخصوص نہیں کرا لی ہے جو تم اس قدر ناگواری محسوس کر رہے ہو؟" عقرب
میں کسی بھی میز پر بیٹھوں میری مرضی...... میں اس میز پر اس لیے آ کر بیٹھا ہوں کہ تم سے کچھ
کیوں کہ میں ایک مسافر ہوں اس شہر میں چھ برس کے بعد آیا ہوں۔ میں یہاں سے راول
آباد، مری، لاہور اور کراچی جانے والا ہوں۔ یہ شہر میرے لیے اجنبی ہے اور میں ایک اجنبی
کسی کو جانتا نہیں ہوں۔ نہ میرا کوئی رشتہ دار رہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ تم سے گپ
چائے پی لوں۔"

کترے نے عقرب کی جو باتیں سنیں تو اس کے کان کھڑے ہو گئے اس کی حیرت اور خوشی کی
کہ اس سے تگڑا شکار مل نہیں سکتا تھا۔ اس نے دل میں سوچا کہ...... جب یہ شخص سیر
ہے تو اس کی پاس مال پانی بھی بہت ہو گا اور پھر یہ شخص بہت سیدھا سادا اور بے وقوف سا
بڑی آسانی سے لوٹا جا سکتا ہے اسے بے وقوف بنا کر اس کے پاس جتنی رقم ہے اس پر
کچھ مشکل نہ ہو گا ایسے شکار کہاں ملتے ہیں۔ اس کی قسمت کی بات ہے کہ کنواں خود چل کر
اس آ گیا۔ اسے عقرب کی ذات میں دلچسپی پیدا ہوئی۔
اسے سوچ میں دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "تمہیں میری موجودگی ناگوار لگ رہی ہے اس لیے
میز پر چلا جاتا ہوں۔"

''ارے نہیں...... نہیں۔'' اس نے عقرب کا ہاتھ پکڑ کر کرسی پر بیٹھا دیا۔ ''ناراض نہ ہو تم میرے مہمان ہو۔''

ویٹر اس کے لیے چائے لے آیا تھا۔ اس نے ویٹر سے کہا۔ ''ایک چائے اور لے آؤ۔ پیسٹری اور پیٹیز بھی لیتے آنا......''

''اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔'' عقرب نے فوراً ہی کہا۔ ''صرف چائے کافی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے ہی کھانا کھایا ہے۔'' جیب کترے نے عقرب کی بات نظر انداز کرتے ہو۔ میں نے تم سے جو کہا ہے وہ جلدی سے لیتے آؤ......''

ویٹر چلا گیا تو عقرب نے اس سے کہا۔ ''تم نے خوامخواہ تکلف کیا۔ یہ ہوٹل بہت مہنگا بھی۔ کا بل میں ادا کروں گا۔''

''یہ ہوٹل بہت مہنگا تو ہے لیکن بہت اچھا ہے اس کا ماحول بڑا پرسکون ہے میں یہیں آ پیتا اور کھانے کھاتا ہوں۔ اس کے کھانے بھی بہت اچھے ہوتے ہیں۔ چائے بھی بہت اچھی ہو جیب کترے نے کہا۔ ''میں تمہیں بل ادا کرنے نہیں دوں گا۔ کیوں کہ تم میرے مہمان ہو۔ تمہیں مہمان کہا ہے۔ مجھے تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔''

ویٹر نے پیسٹری اور پیٹیز لا کر میز پر رکھا اور واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد عقرب سے پوچھا۔ ''تم کیا کرتے ہو......؟ کیا بزنس مین یا جاگیردار ہو جو روزانہ اس ہوٹل میں کھاتے ہو؟''

''میں بہت بڑا زمین دار ہوں۔'' جیب کترے نے کہا۔ ''میرے سیب کے دو بڑے با میری سالانہ آمدنی بے پناہ ہے اس لیے میں ہوٹل بازی کرتا ہوں۔ کبھی کبھی میر و سیاحت نکل جاتا ہوں مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔''

''پھر تو تم بہت بڑے آدمی ہو...... لیکن تم اپنی وضع قطع اور چہرے مہرے سے زمین دار دیتے ہو؟''

وہ ایک پل کے لیے گھبرا سا گیا مگر اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر اس ہوئے کہا۔ ''دراصل میں ایک سادگی پسند شخص ہوں۔ لباس سے زیادہ کھانے پینے پر توجہ دیتا کے معاملے میں بے پروا واقع ہوا ہوں۔''

ویٹر چائے لا کر رکھ کر چلا گیا تو عقرب نے اس سے پوچھا۔ ''تم نے اپنا نام نہیں بتایا؟ ہے؟''

''میرا نام...... میرا نام عبداللہ جان ہے۔'' اس نے جواب دیا۔ ''اب تم بھی مجھے اپنا نام ہے تمہارا......؟''

''میرا نام عقرب ہے۔ میں کالام وادی میں رہتا ہوں۔ وہاں میرے والد کے بھی باغا عقرب نے اسے بتایا۔



''عقرب!......؟'' عبداللہ جان نے حیرت سے کہا۔ ''یہ بڑا عجیب و غریب نام ہے پہلی بار سن رہا [illegible] بھلا کیا نام ہوا؟''

''یہ نام تمہیں اس لیے عجیب و غریب لگ رہا ہے کہ اس طرح کے نام ہمارے ہاں رکھے نہیں [illegible] یہ ایک ستارے کا نام ہے۔''

''مجھے کبھی ستاروں سے دل چسپی نہیں رہی ہے۔'' عبداللہ خان نے کہا۔ ''ویسے اس نام کے کیا [illegible] تے ہیں؟''

''اس کے معنی تم ایک بچھو کے سمجھ لو...... ایک بچھو ستارے کا نام عقرب ہے۔'' عقرب نے بتایا۔

''بچھو......؟'' وہ تحیر زدہ لہجے میں بولا۔ ''بچھو تو ایک موذی کیڑا ہے اس کا ڈنک بڑا زہریلا ہوتا ہے۔''

''ہاں...... بچھو کا ڈنک واقعی زہریلا ہوتا ہے میرے والدین نے میرا نام بچھو اس لیے رکھا ہے کہ [illegible] جرم پیشہ لوگوں کو ڈنک مار سکوں تا کہ پھر وہ کبھی جرم وغیرہ نہ کر سکیں۔ انہیں سبق مل جائے۔'' [illegible] نے کہا۔

[illegible] لمحے کے لیے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر اس نے فوراً ہی موضوع بدلا۔ ''تم نے پورے ملک [illegible] سیاحت کا جو پروگرام بنایا ہے اس پر خاصی رقم خرچ ہو گی۔ کتنی رقم خرچ ہو گی تمہیں کچھ اندازہ

''[illegible] خرچ کرنے اور اخراجات پر منحصر ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''دیکھا جائے تو پانچ لاکھ روپے [illegible] دس بیس ہزار روپے بھی خاصی معقول رقم ہے۔ اتنی رقم سے بھی پورے ملک کی میر و سیاحت [illegible] سکتا ہے۔''

''[illegible] تم سفر کے اخراجات کے لیے کتنی رقم لے کر نکلے ہو؟'' اس نے پوچھا۔ ''تمہارا ارادہ کتنے [illegible] منے کا ہے؟''

''[illegible] لاکھ روپے......'' عقرب نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے لیے اس کے چہرے پر [illegible] مرکوز کر دیں۔ ''میں چھ ماہ تک شہر شہر گھومتا اور سیر کرتا پھروں گا کیوں کہ بار بار سیر و تفریح کا [illegible] ہے۔''

''[illegible] لاکھ روپے......؟'' اس کی رال ٹپک پڑی۔ اسے اندازہ نہ تھا کہ عقرب اس قدر تگڑا شکار [illegible] وہ ٹھٹک اٹھا پھر اس نے پوچھا۔ ''کیا تم اتنی بڑی رقم اپنی جیب میں لیے پھر رہے ہو؟ تمہیں [illegible] اس نہیں ہوتا ہے؟''

''[illegible] اس رقم کو اس لیے ساتھ لیے پھر رہا ہوں کہ سوٹ کیس میں رکھنا خطرے سے خالی نہیں [illegible] بھی ہو سکتی ہے۔''

''[illegible] تم میرے مہمان ہو اور دوست بھی بن گئے ہو اس لیے میرے ساتھ چلو تا کہ میں پشاور کی [illegible] لے چلوں۔''

''[illegible] بہت شکریہ دوست! مجھے احمق مت سمجھو۔'' لمحے بھر کے لیے اس کا چہرہ متغیر سا ہو گیا۔ پھر

اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ ''یہ خیال تمہارے دل میں کس لیے پیدا ہوا؟''

''اس لیے کہ تم ایک جیب کترے ہو۔ یہ تمہارا پیشہ ہے۔ تم لوگوں کی بھرے بازار میں کاٹتے پھرتے ہو۔'' عقرب نے کہا۔

''تمہیں وہم ہوا ہے۔ تم نے کسی ایسے جیب کترے کو دیکھ لیا ہوگا جس کی شکل مجھ سے ہے۔ اس لیے تم الزام لگا رہے ہو؟''

''میں نے تمہیں قصہ خوانی بازار میں ایک شخص کی جیب کی صفائی کرتے ہوئے اپنی آنکھ خود دیکھا ہے۔'' عقرب نے کہا۔

''تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے۔'' اس کا لہجہ تیز ہوگیا۔ ''تم ایک شریف چور اچکا بدمعاش بنا رہے ہو۔''

''ثبوت اس بات کا یہ ہے کہ اس شخص کا بٹوہ تمہاری جیب میں ہے۔ تم اس ہوٹل میں آئے ہو...... اس وقت آتے ہو جب کسی کی جیب پر ہاتھ صاف کرتے ہو تا کہ یہ دیکھ سکو کہ اس رقم ہے۔ پھر بٹوے میں سے رقم نکال کر بٹوہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیتے ہو اور اچھے میں کھاتے پیتے ہو...... تمہیں میرا میز پر آنا اس لیے ناگوار لگا کہ تم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس بٹو کتنی رقم موجود ہے کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔''

''تم بکواس کر رہے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو۔'' وہ بگڑ گیا۔ ''تم نے میرے خلاف کچھ کہا تمہارا منہ توڑ دوں گا۔''

''تمہارا نام عبداللہ جان نہیں بلکہ ہر جان عالم ہے۔ تم دو مرتبہ جیب کاٹنے کے الزام جا چکے ہو۔ پہلی بار تم نے سات ماہ کی سزا کاٹی...... دوسری مرتبہ چار ماہ کی...... پھر تم ضمانت پر رہا اس کے علاوہ تم ایسی دکانوں سے مال چراتے ہو جن پر گاہکوں کا رش ہوتا ہے۔ ایک بار بس اڈ ایک مسافر کا دستی بیگ لے کر بھاگتے ہوئے پکڑ لیے گئے لوگوں نے تمہاری خوب پٹائی کی تم و کسی نہ کسی طرح بھاگ نکلے ورنہ اس روز تمہاری خیر نہ ہوتی۔ تم دو دن تک بستر پر پڑے ر کیوں کیا یہ بھی بکواس ہے؟''

اس کا چہرہ فق ہوگیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور اس کا سر چکرا گیا۔ ''ہو......؟'' اس کے حلق میں گرہیں پڑنے لگیں۔ ''تت...... تم میرے بارے میں یہ سب کیسے جا تمہیں کس نے بتایا؟ تم......''

''میں ایک بچھو ہوں جو تم مجرم پیشہ لوگوں کو ڈنک مارتا ہے...... کسی کا جرم مجھ سے چھپا نہیں ہے...... تمہارے بارے میں تمہارے چہرے کی خباثت اور آنکھوں کی کمینگی بتا رہی ہے کہ تم کیا کیسے ہو......؟''

''لیکن تمہیں میرے نام کے بارے میں کیسے معلوم ہوا......؟'' وہ ششدر سا تھا۔ ''ا بات کیسے جانتے ہو کہ میں نے دو مرتبہ جیل کاٹی ہے اور ایک مرتبہ بس اڈے پر میری پٹائی ہوئی ا



کر پڑا رہا...... یہ ساری باتیں چہری پر لکھی نہیں ہوتی ہیں۔ یقیناً میرے کسی دوست یا پولیس نے بتائی ہیں کیوں......؟''

''جب یہ میری باتیں سچ ہیں تو تمہیں اس بات سے انکار نہیں ہونا چاہیے کہ تم نے ایک شریف جیب کاٹی ہے لاؤ وہ بٹوا مجھے دے دو تا کہ میں اس بٹوے کو اس شخص تک پہنچا دوں......'' عقرب

''نہیں...... میں وہ بٹوا تمہیں نہیں دوں گا۔ وہ بٹوا تمہارا یا تمہارے باپ کا نہیں ہے۔'' وہ ہذیانی ہوا۔

''دیکھو...... یہ ہوٹل ہے یہاں دنگا فساد مناسب نہیں ہے۔ لوگ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔'' نے اسے سمجھایا۔

''میں ان لوگوں سے کہہ دوں گا کہ تم جیب کترے ہو۔ تم نے ایک شریف آدمی کی جیب کاٹی ہے تو صرف تمہاری دھنائی کر دیں گے بلکہ پولیس کے حوالے بھی...... تمہیں پھر جیل ہو جائے گی پھر تم ماہ کی سزا کاٹو گے۔''

''ی نے مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو میں اسے جان سے مار دوں گا۔'' اس نے اپنی جیب ڈال دیا اور اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ ''پولیس میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہے اس لیے کہ میں اسے ہر ہوں۔''

''تمہاری جیب میں چاقو ہے جس پر اکڑ دکھا رہے ہو...... لیکن ایک آدمی اور ایک چاقو سے کیا ہوتا رے ہال میں دس بارہ آدمی موجود ہیں وہ تم پر کرسیوں سے حملہ کر دیں گے اور تمہارا حشر نشر''

''یں یہ بھی معلوم ہے کہ میری جیب میں ایک چاقو ہے؟'' اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل ''کیا تم بھی ایک چھٹے ہوئے بدمعاش ہو۔ تم نے بھرے بازار میں میری جیب کو ہاتھ لگا کر دیکھ لیا ہوا ہے؟''

''اس شریف آدمی کا بٹوا مجھے دے رہے ہو یا نہیں......؟'' عقرب نے اس کی آنکھوں میں کمانہ لہجے میں کہا۔ ''تم نے مجھے بٹوا نہیں دیا تو پھر میں شور مچا کر تمہارے خلاف ایک دوں گا۔ شرافت سے بٹوا دے دو۔''

انی عالم ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور بیرونی دروازے کی طرف برق سرعت سے اس طرح لپکا اس کی تلاش میں ہو سامنے ایک خالی تانگہ گزر رہا تھا وہ اس میں سوار ہوگیا۔ اس نے پتا بتاتے ہوئے کہا۔ ''جلدی سے چلاؤ...... تیز چلاؤ...... بدمعاش میرا پیچھا کر رہے ہیں مار دینا چاہتے ہیں۔''

ان عالم نے اپنے اڈے پر تانگہ رکوایا۔ وہ یہاں ہر طرح محفوظ تھا۔ اس نے یہ دیکھ کر اطمینان قرب اس کے تعاقب میں نہیں آ رہا ہے لیکن وہ پھر بھی عقرب سے بہت زیادہ خوف زدہ اور

ہراساں ہوگیا کیوں کہ عقرب اس کے بارے میں جو کچھ جانتا تھا اتنا اس کے قریبی دوست بھ
جانتے تھے۔ جب کہ عقرب اجنبی تھا اس لیے کہ وہ پہلی بار عقرب سے ملا تھا۔ اسے اپنی زندگی
ایسے شخص سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔

اس نے کرایہ دینے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا اس جیب میں وہ اپنا بٹوا رکھتا تھا۔ لیکن اس
میں اس کا بٹوا نہیں تھا اس نے دوسری وہ جیب دیکھی جس میں اس نے پار کیا ہوا بٹوا رکھا تھا وہ
غائب تھا اس نے ایک ایک بار پھر سے تمام جیبیں دیکھ ڈالیں نہ تو اس کی جیب میں چاقو تھا او
دونوں بٹوے تھے اس کی ساری جیبیں خالی پڑی تھیں۔ اس کے بٹوے میں تین سو دس روپے
کے پاس کرایہ دینے کے لیے پیسے نہیں تھے۔

عقرب نے پہلے تو اس جیب کترے کے بٹوے کو جیب سے نکال کر دیکھا۔ اس میں تین
روپے لانڈری کی رسید اور اس کے شناختی کارڈ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی تھی۔ پھر اس نے وہ بٹوا جیب
لیا۔ پھر اس نے دوسرا بٹوا نکالا اور اس کا جائزہ لیا۔ اس بٹوے میں ہزار ہزار روپے کے دس اور
روپے کے چھ، سو کے دو اور دس دس روپے کے سات عدد نوٹ تھے۔ اس بٹوے میں اس شخص
شناختی کارڈ اور بجلی کا بل بھی تھا۔ عقرب نے شناختی کارڈ نکال کر دیکھا۔ اس شخص کا نام حبیب یار
شناختی کارڈ کے حساب سے اس کی عمر چالیس برس بنتی تھی۔ پتا پشاور شہر کا ہی تھا۔

عقرب ہوٹل سے نکل کر قصہ خوانی بازار آ گیا شاید بدنصیب شخص سے ملاقات ہو جائے و
پاگلوں کی طرح اپنا بٹوا تلاش کر رہا ہو۔ اس نے پورا بازار چھان مارا لیکن وہ شخص اسے کہیں دکھا
دیا۔ وہ ناامید اور مایوس اور صدمے سے نڈھال ہو کر چلا گیا تھا ہر شخص یہ بات جانتا تھا کہ جیب کٹ
بعد بٹوا نہیں ملتا ہے۔

عقرب بیس منٹ کے بعد اس شخص کے گھر کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دستک د
چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا۔ ایک عورت کا سراپا دروازے پر نمودار ہوا چالیس بیالیس برس کی عمر
اس کے چہرے پر گہری اداسی چھائی ہوئی تھی اور اس کی آنکھوں سے حزن و ملال جھانک رہا تھا۔
آنکھیں بتا رہی تھیں وہ رو چکی ہے اس کی آنکھوں کے کناٹیوں میں ابھی بھی موتی دمک رہے
نے عقرب کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"حبیب یار خان صاحب گھر پر تشریف رکھتے ہیں؟" عقرب نے بڑے دھیمے لہجے میں دریافت
"جی...... جی ہاں...... وہ ہیں۔" عورت کی آواز گلے میں رندھ رہی تھی۔ "آپ ہیں کون
میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔"

"میں ایک اجنبی شخص ہوں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "میں ان سے ملنا چاہتا ہوں مجھے ا
ایک بہت ضروری کام ہے۔"

"بات یہ ہے کہ اس وقت ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ بہت پریشان ہیں وہ شاید
سے مل سکیں۔" عورت نے بڑی افسردگی سے کہا۔ "آپ ایسا کریں کہ شام کے بعد کسی وقت



تا اس وقت تک ان کی طبیعت سنبھل جائے۔"

"مجھ سے ملنے کے بعد نہ صرف ان کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی بلکہ ان کی پریشانی بھی دور
ہو جائے گی۔" عقرب نے اس عورت کو دلاسا دیا۔ "میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ آپ ان سے جا کر کہہ
دیں کہ ایک شخص ایک ضروری کام سے ملنے کے لیے آیا ہوا ہے۔"

"اچھی بات ہے میں ان سے کہہ کر دیکھتی ہوں۔" عورت افسردگی سے بولی۔ پھر وہ دروازہ بھیڑ
کر چلی گئی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت آئی۔ اسے اپنے ساتھ لے کر کمرے میں داخل ہوئی اس کمرے
میں ایک مسہری تھی جس پر حبیب یار خان بستر پر لیٹے ہوئے تھے وہ باریش تھے ان کی کالی داڑھی میں
سفید بال جھانک رہے تھے وہ ایک مریض کی طرح بستر پر دراز تھے ان کے دل کا صدمہ ان
کے چہرے سے صاف ظاہر تھا۔ ان کی عمر پچپن برس کی لگ رہی تھی۔ ان کے سرہانے ایک بارہ برس کی
لڑکی بیٹھی آہستہ آہستہ ان کا سر دبا رہی تھی۔ وہ بھی بہت غمگین دکھائی دے رہی تھی۔

عقرب نے مسہری کے پاس جا کر انہیں سلام کیا تو انہوں نے عقرب کو حیرت سے دیکھتے ہوئے
سلام کا جواب دیا۔ اس عورت نے ایک کرسی لا کر مسہری کے پاس رکھ دی۔ عقرب نے ان سے
گرمجوشی سے مصافحہ کیا پھر اس نے خوش دلی سے پوچھا۔ "خان صاحب! ایسا کیا غم ہے جس نے
آپ کو ایک دن میں برسوں کا مریض بنا دیا؟"

"کیا غم ہو تو بتاؤں بیٹے!" انہوں نے ایک گہری سانس لی۔ بڑے کرب ناک لہجے میں
بولے۔ "میں بڑا بدقسمت ہوں۔"

عقرب نے اپنی جیب سے ان کا بٹوا نکال کر ان کی طرف بڑھایا۔ "کیا آپ اس کے لیے غمگین
ہو رہے تھے؟"

انہوں نے عقرب کے ہاتھ سے بٹوا نہیں لیا۔ وہ اٹھ کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے ان میں اس بٹوے
نے روح پھونک دی ہو۔ توانائی آ گئی ہو۔ پھر انہوں نے عقرب کے ہاتھ سے بٹوا لیا تو ان کی
آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ اس لڑکی اور عورت نے ایک دوسرے کو حیرت اور خوشی سے دیکھا۔
ان کی آنکھوں میں بھی خوشی کے آنسو موتیوں کی طرح دمکنے لگے۔

"میرا بٹوا تمہیں کہاں سے اور کیسے ملا؟" ان کی زبان فرط مسرت سے لڑکھڑا رہی تھی۔
"کل ایک جیب کترے نے اپنے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے میں نے پولیس میں رپورٹ
لکھوا دی یہ جانتے ہوئے کہ میری رقم مجھے نہیں ملے گی۔"

"میں نے اس جیب کترے کو آپ کی جیب سے بٹوا نکالتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔" عقرب کہنے
لگا۔ "میں اسے اس کو پکڑ نہ سکا لیکن اس کا تعاقب کرتا رہا۔ آخر اسے بہت دور جا کر جا لیا اور اسے
ڈرایا تو اس نے بٹوا تو فوراً ہی میرے حوالے کر دیا جس کی مجھے امید نہ تھی میں آپ کی امانت لوٹانے
آیا ہوں۔"

''اللہ تیرا شکر ہے۔'' انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ ماں بیٹی نے دونوں ہاتھوں دوپٹے اٹھا کر اور پھیلا کے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر بولے۔ ''اللہ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ اور بیٹے! تم نے جو احسان کیا ہے۔ فرض شناسی کی ہے ہم نہ تو اس کا بدلہ چکا سکتے ہیں اور نہ شکر ادا کرنے کے لیے ہمارے پاس الفاظ ہیں۔''

''کسی کے کام آنا کوئی احسان نہیں ہے۔ مجھے آپ کے کام آ کر کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔ اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔''

''نیک اور اچھے لوگوں کی یہی پہچان ہے۔'' وہ کہنے لگے۔ ''تم نے دیانت داری کا جو ثبوت دیا ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے آج کے دور میں لوگ دس دس روپے پر جان دے دیتے ہیں لیتے ہیں لیکن تم نے ہزاروں کی رقم لا کر لوٹا دی۔ اس نیکی کا اجر اللہ دے گا۔ اللہ تمہیں سدا خوش رکھے دنیا کی ہر آفات سے محفوظ رکھے۔''

''ہم لوگ بیٹے تمہیں صرف دعائیں دے سکتے ہیں اس کے سوا ہمارے پاس دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔'' عورت نے جذباتی لہجے میں کہا۔ ''تم نے ہمیں بڑی تباہی و بربادی اور بہت مصیبت سے بچا لیا رقم نہ ملتی تو جانے کیا ہوتا۔''

''بات یہ ہے بیٹے!'' حبیب یار خان نے کہا۔ ''دراصل یہ رقم میں نے اپنے ایک دوست سے بطور قرض لی تھی میں دوست کی دکان سے رقم لے کر نکلا اور کچھ فاصلہ طے نہیں کیا تھا کہ میری جیب کٹ گئی پھر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس میں اس کی کیا مصلحت ہے لیکن میرا تو صدمے سے میرا دل و دماغ بڑا متاثر ہو گیا۔''

''لیکن آپ کو اتنی بڑی رقم قرض لینے کی ضرورت کس لیے اور کیوں پڑ گئی؟'' عقرب نے دریافت کیا۔

''اس لیے کہ ہم اپنے بیٹے کو عوض خان کے قید خانے سے رہا کروائیں۔'' عورت کہنے لگی ''اس نے ہمارے بیٹے کو یرغمال بنا کر اپنی نجی جیل میں قید کیا ہوا ہے اس نے ہمارے بیٹے کی رہائی کے دو لاکھ روپے طلب کئے ہیں؟''

''کیا مطلب؟'' عقرب نے عورت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''یہ عوض خان کون ہے۔ اس نے آپ کے بیٹے کو کیوں اور کس لیے اپنے قید خانے میں ڈال رکھا ہے آپ کے بیٹے کا کیا قصور ہے؟ اور پھر دو لاکھ روپے تاوان کس لیے مانگ رہا ہے؟ کیا آپ تاوان ادا کرنے کی سکت رکھتے ہیں؟''

''درخشاں!'' انہوں نے اپنی بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم نے ہمارے محسن کو کچھ کھانے کے لیے کہا اور نہ ہی سانس لینے دیا اور اپنا دکھڑا بیان کر دیا۔ تم جا کر ان کے لیے کچھ بنا لاؤ۔ خاطر کرو۔ میں ان سے باتیں کرتا ہوں۔''

درخشاں کے چہرے پر ندامت کی سرخی پھیل گئی۔ پھر وہ کمرے سے نکل گئی اور بیٹی بھی چلی گئی۔ انہوں نے عقرب سے بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب عقرب بیٹھ گیا تو وہ کہنے لگے۔ ''عوض خان



منشیات فروش اور اسمگلر ہے اس کا تعلق بین الاقوامی منشیات کی مافیا سے ہے وہ بڑا طاقت ور اور بااثر بھی ہے۔ اس نے ایک امپورٹ ایکسپورٹ فرم بنا رکھی ہے جس کی آڑ میں وہ یہ گھناؤنا کاروبار کرتا ہے میرے بیٹے نے اس فرم میں ملازمت کر لی۔ جب تین ماہ کے بعد اس پر انکشاف ہوا کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے استعفا لکھ کر دے دیا۔ ایک ایسے وقت جب وہ میرے بیٹے کو امریکہ بھیج رہا تھا تاکہ ہیروئن اسمگل کی جا سکے میرے بیٹے کے انکار پر اسے اپنے قید خانے میں ڈال دیا۔ جب میں نے اس کی رہائی کے لیے بات کی تو اس نے مجھ سے دو لاکھ روپے تاوان طلب کیا۔ صرف اتنی سی بات ہے۔ میں نے پولیس سے رابطہ کیا افسران اعلیٰ سے ملا۔ لیکن میری شنوائی نہیں ہوئی۔''

انہوں نے سانس لینے کے لیے توقف کیا تو عقرب نے کہا۔ ''تو کیا آپ دو لاکھ روپے تاوان ادا کر رہے ہیں؟''

''جی ہاں......'' حبیب یار خان نے سر ہلایا۔ پھر وہ بڑے کرب سے بولے۔ ''مجبوری ہے۔ میں ایک عام آدمی ہوں۔ ان لوگوں کے نزدیک میری حیثیت اور حقیقت ہی کیا ہے۔ میں مافیا سے لڑ نہیں سکتا ہمارا بیٹا ہمیں بہت عزیز ہے اور ہمارے لیے بہت بڑی دولت ہے۔ سرمایہ ہے اس کی زندگی اور رہائی کے لیے ہم دو لاکھ کیا اپنی جان بھی دے سکتے ہیں اپنے آپ کو نچھاور بھی کر سکتے ہیں۔''

''کیا آپ نے دو لاکھ کی رقم کا بندوبست کر لیا ہے؟ یہ رقم تو بہت بڑی ہے؟'' عقرب نے کہا۔

''میری بیوی کے شادی کے جو زیورات ہیں انہیں ہم بیچ رہے ہیں ایک دکان دار نے اس کے ڈیڑھ لاکھ ہزار لگائے ہیں بیس ہزار کی مزید ضرورت تھی۔ اس لیے میں نے اپنے ایک دوست سے باقی کی رقم قرض لی۔ میری بیوی نے جو پانچ ہزار کی رقم پس انداز کی ہوئی تھی وہ اس میں شامل ہے۔ میں کل میں اسے رقم دے کر بیٹے کو لے آؤں گا۔''

اسی وقت درخشاں ایک ٹرے میں دو کپ چائے، سیب، پستہ اور بادام لے کر کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے مسہری کے سرہانے والی میز پر ٹرے کو رکھ دیا کچھ فاصلے پر جو خالی کرسی تھی وہ اس پر بیٹھ گئی عقرب کو دیکھنے لگی۔

''آپ کو نہ تو زیورات بیچنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس خبیث شخص کو تاوان ادا کرنے کی۔'' عقرب نے کہا۔

''لیکن بیٹے!'' حبیب یار خان نے پہلو بدل کر کہا۔ ''ہم اسے رقم ادا نہیں کریں گے تو وہ ہمارے بیٹے کو ہلاک کر دے گا۔''

''بیٹے کی رہائی اور اس کی زندگی اور سلامتی کے لیے مکان بھی فروخت کرنا پڑے تو ہم فروخت کر دیں گے۔'' درخشاں نے کہا۔

''آپ لوگ جذباتی نہ ہوں۔'' عقرب نے کہا۔ ''اس مردود کو دو لاکھ روپے تو کیا دو روپے بھی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''اس نے ہم نے ایک ماہ کے اندر اندر اسے رقم ادا نہیں کی تو ہمارا بیٹا موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔''

حبیب یار خان کہنے لگے۔

"تم عوض خان کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ کس قدر ظالم سفاک اور بے رحم شخص۔ کی نجی جیل میں صرف میرا ایک بیٹا ہی قید نہیں ہے اور بھی کئی بے گناہ قید ہیں۔ ان میں شاید ایک دو سال عورتیں بھی ہیں۔ سنا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا ہے دن میں صرف مرتبہ کھانے کو دیا جاتا ہے وہ بھی ایسا سالن اور بدمزہ کھانا کہ جانور بھی نہ کھانا پسند کریں۔ ذرا ذ بات پر انہیں ہنٹر سے مارا جاتا ہے۔ تشدد کیا جاتا ہے...... یہ سب کچھ سوچ سوچ کر ہول آتا ہے۔ نیندیں حرام ہو کر رہ گئیں ہیں جب کھانے بیٹھتے ہیں تو نوالہ حلق سے ہی نہیں اترتا ہے۔ اب تم بیٹے! اس صورت میں کیا کریں ہمارے لیے بیٹے سے جدائی کا ایک ایک دن صدی کی طرح بھا سوہاں روح بن گیا ہے۔"

"میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ آپ کے بیٹے کا بال تک بیکا نہیں ہوگا۔ میں اسے سے نکال لاؤں گا۔"

"یہ ناممکن سی بات ہے بیٹے!" وہ عقرب کی طرف پستہ بادام کی پلیٹ بڑھاتے ہوئے بو یہ لو کھاؤ۔"

"یہ ناممکن کیوں ہے؟" عقرب نے پلیٹ سے تین چار بادام اٹھا کر منہ میں رکھتے ہوئے پوچھ

"اس لیے کہ اس کی حویلی میں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی ہے۔" حبیب یار خان نے جواب اس قدر سخت پہرہ ہے کہ پولیس افسران بھی بغیر اجازت حویلی میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں اس میں جو پہرہ دار اور نوکر چاکر ہیں وہ سب پیشہ ور قاتل مفرور مجرم اور جرائم پیشہ ہیں ان کے فہرست بہت لمبی ہے۔ اس کے پاس ہر قسم کا جدید ترین اسلحہ، ڈائنامیٹ دستی بم اور لانچر وغیرہ بھی لاکھوں روپوں کی ہیروئن بھی اس نے ایک کمرے میں رکھی ہوئی ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔" عقرب نے ٹرے سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا......؟" حبیب یار خان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ درخشاں بھی ششد عقرب کو دیکھنے لگی۔ وہ بولے۔ "لیکن بیٹے! تم کس بنا پر کہہ رہے ہو کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑ عوض خان کو تم جانتے ہو؟ اس سے دوستی ہے؟"

"نہ میں اسے جانتا ہوں اور نہ اس سے میری دوستی ہے۔ میں نے اس کی شکل تک نہیں ہے۔" عقرب نے بتایا۔ "میں تو اس کا نام پہلی بار سن رہا ہوں۔ شاید اس لیے بھی کہ میں اس شہر ہوں کالام سے آیا ہوا ہوں۔"

"عوض خان کے نام سے نہ صرف بڑے بڑے پیشہ ور قاتل بلکہ پولیس افسران بھی کا عوض خان نے کبھی اپنے دشمن کو معاف نہیں کیا ہے۔ وہ بھی ایک قاتل اور درندہ صفت ہے اس ٹکراؤ گے؟" انہوں نے پوچھا۔



اس سے ٹکر لینے اور مقابلہ کرنے کے سوا چارہ بھی نہیں ہے کیوں کہ اس صورت میں ہی آپ کا ...۔"

"...کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم تن تنہا اس شخص سے کیسے مقابلہ کرو گے؟ وہ بہت بڑا شیطان ..."

"آپ دیکھتے جائیں کہ میں اس شیطان سے کیسے نمٹتا ہوں۔" عقرب نے کہا۔ "اس کے بڑا ...طاقت ور اور بااثر ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اب اس سے میرا جو مقابلہ ہوگا وہ ذہانت ...۔"

"...بیٹے! نہیں...... درخشاں جوان کی باتیں سن رہی تھی درمیان میں بول پڑی۔ اس کا لہجہ ... "تم اس درندہ صفت شخص سے واقف نہیں ہو۔ خدا کے لیے اپنی جان خطرے میں نہ ڈالو۔ تم ... ایک گھر کے چشم چراغ ہو۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم ہمارے بیٹے کے لیے اتنا بڑا خطرہ مول ... ہم نے اس کی رہائی کے لیے رقم کا انتظام کر لیا ہے۔"

"آپ لوگ فکر مند اور پریشان نہ ہوں۔" عقرب نے انہیں دلاسا دیا۔ "مجھ پر کوئی آنچ ... اور میرا بال تک بیکا نہیں ہوگا۔ عوض خان چوں کہ ایک ظالم اور جابر شخص ہے اسے اس کے ... ملنا چاہیے۔ یہ سزا اسے ایک دن ضرور ملے گی۔ اوپر والے کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں کوئی ... اسے بچ نہیں سکا ہے۔"

...دس بجے حویلی سے نصف میل کے فاصلے پر حبیب یار خان، عقرب کو پہنچا کر واپس چلے ... نے ان سے خود ہی واپس جانے کے لیے کہہ دیا تھا وہ انہیں ساتھ رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ ... عقبی راستے سے اس کی جانب بڑھنے لگا کچھ دیر کے بعد وہ عقبی دروازے پر موجود تھا۔ ... تاریکی تھی اور آسمان پر ستارے جگ مگ کر رہے تھے۔

... عقرب حویلی کے اندر تھا وہ عمارت کے عقبی حصے میں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ایک کمرے ... ڈوبا ہوا تھا سسکیوں کی آوازیں سنیں۔ یہ عورتوں کی سسکیوں کی آوازیں تھیں۔ اس ... بہت ہی بھاری تالا پڑا ہوا تھا۔ عقرب نے اس تالے کو گہری نظروں سے دیکھا۔ اگلے ... بغیر تالا کھولے کمرے میں داخل ہو سکتا تھا لیکن اس نے کسی وجہ سے مناسب نہیں سمجھا ... ان عورتوں کو اس کمرے سے نکالنا تھا۔

... تالا نکال کر زمین پر ایک طرف پھینک دیا پھر وہ کنڈی کھول کر اندر داخل ہوا اس نے ... پھر سوئچ بورڈ تلاش کر کے سوئچ آن کیا کمرہ بھک سے روشنی میں نہا گیا۔ اس روشنی میں ... اور حسین عورتوں کو ایک پلنگ پر بیٹھے دیکھا ایک بیس برس کی لڑکی تھی جو دلہن بنی ہوئی ... ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے ابھی حجلۂ عروسی سے اٹھا کر لایا گیا ہو وہ زار و قطار رو رہی ... میں اور زیورات سے لدی پھندی تھی اس کے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگی ہوئی ... اور موہنی صورت کی تھی۔

دوسری عورت جو تھی وہ پچیس برس کی تھی۔ عقرب نے اسے دیکھا۔ وہ بھی بھڑ کیلے لہ
اس کے بدن پر زیورات بھی تھے اس کے ہاتھوں اور پیروں میں بھی مہندی لگی ہوئی تھی اور
لیکن دلہن کو دلاسا دے رہی تھی کہہ رہی تھی کہ...... زرتاج! اللہ پھر بھروسا رکھو...... وہ ضرو
مصیبت میں کام آئے گا۔"

وہ دونوں عقرب کو دیکھ کر چونکیں اور لمحے کے لیے رونا بھول گئیں۔ عقرب نے ان
کر سب کچھ معلوم کرلیا تھا۔ پھر بھی اس نے انجان بن کر پوچھا۔ "آپ دونوں کون ہیں؟
آپ کو یہاں کون لے کر آیا ہے؟"

بڑی عمر والی عورت نے حیرت سے عقرب کی طرف دیکھا اور رندھی ہوئی آواز میں
آپ نہیں جانتے ہیں ہم کون ہیں؟"

"جی نہیں۔" میں نہیں جانتا ہوں آپ دونوں کون ہیں۔ عقرب نے سر ہلایا۔ "
سسکیوں کی آواز سنی تو دروازہ کھول کر چلا آیا۔"

"ہم دونوں بڑی بد بخت ہیں۔" بڑی عمر والی عورت نے کہا۔ "میرا نام درشہوار ۔
چھوٹی بہن زرتاج ہے آج ہی اس کی شادی ہوئی اس کی رخصتی بھی نہیں ہونے پائی تھی کہ ملک
مسلح ساتھیوں کے ساتھ گھر پر پہنچا وہ ہم دونوں کو اٹھا کر لے آیا اور اس کمرے میں قید کر د
یہاں ایک گھنٹے سے قید ہیں۔"

"یہ ملک خان کون ہے اور آپ دونوں کو اٹھا کر یہاں کیوں لے آیا ہے؟" عقرب نے د
"کیا آپ ملک خان کے بارے میں نہیں جانتے ہیں؟" درشہوار کے چہرے پر گہرا استعج
"نہیں...... میں اس کے بارے میں بالکل بھی نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون شیطان م
عقرب نے جواب دیا۔

"کیا...... کیا آپ عوض خان کے آدمی نہیں ہیں؟" درشہوار کی منجمد آنکھیں سوالیہ نشا
"نہیں...... میں اس کا آدمی نہیں ہوں۔ میں نے اس خبیث کی آج تک شکل تک
ہے۔" عقرب نے کہا۔

"جب آپ اس کے آدمی نہیں ہیں تو یہاں کیسے؟" درشہوار کو جیسے یقین نہیں آیا۔ "آ
نہیں بول رہے ہیں؟"

"میں اس حویلی میں ایک شخص کو رہائی دلوانے کے لیے آیا ہوں جسے عوض خان نے
قید کیا ہوا ہے۔" عقرب نے کہا۔

"اللہ کے لیے ہمیں بھی یہاں سے رہائی دلوا دیں بھائی!" زرتاج نے سسکیوں
کہا۔ "آپ کا ہم پر بڑا احسان ہوگا۔"

"آپ دونوں بے فکر رہیں۔" عقرب نے دلاسا دیا۔ "آپ دونوں کو یہاں سے
خان سے نجات مل جائے گی۔ پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ ملک خان ہے کون...... وہ



یہاں اٹھا لایا ہے یہ ذلیل حرکت اس نے کس لیے کی ہے؟"

بات برس پہلے کی بات ہے کہ ملک خان نے میرے والد سے میرا رشتہ مانگا تھا۔" درشہوار
میرے والد نے اسے میرا رشتہ دینے سے صاف انکار اس لیے کر دیا کہ وہ ایک اوباش نشے
فروش تھا اس نے میرے والد کو دھمکیاں دیں کہ شادی نہ کرنے کی صورت میں انہیں قتل
اس کا انہی دنوں زمین کے تنازع پر اپنے سوتیلے بھائیوں سے جھگڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی
بھائیوں کو قتل کر دیا۔ اسے پھانسی کی سزا ہوگئی رحم کی درخواست پر اس کی سزا عمر قید میں تبدیل
ماہ پیشتر وہ جیل سے فرار ہو گیا۔ عوض خان نے اسے اپنے گروہ میں شامل کر کے اسے
اس کے جیل جانے کے بعد میری شادی رشتہ دار لڑکے سے ہوگئی۔ اس نے تین ماہ پہلے
مانگا تھا زرتاج کا رشتہ طے ہو چکا تھا کون باپ اپنی بیٹی کا رشتہ توڑ کر ایک مفرور مجرم اور
ہے اس نے بہت دھمکیاں دیں آج آخر اس نے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنایا۔ ہم
اپنے ساتھیوں کی مدد سے اٹھا لایا تا کہ ہم دونوں بہنوں کے ساتھ منہ کالا کرے ہم دونوں
یہ عہد کرلیا ہے کہ ہم مر جائیں گے اسے اس کی حسرت پوری کرنے نہیں دیں گی۔ ہم اللہ
مانگ رہی تھیں کہ اس مردود سے نجات ملے کہ آپ چلے آئے۔"

وہ اس وقت یہاں ہے کیوں نہیں......؟ وہ کہاں گیا ہوا ہے؟" عقرب نے دریافت کیا۔
ہے کیا؟"

حویلی میں جشن منایا جا رہا ہے۔" درشہوار بولی۔ "رقص و سرور کے لیے شباب اور شراب کا
ہے۔ طوائفیں آئی ہوئی ہیں وہ کہہ کر گیا ہوا ہے کہ ناچ گانا دیکھ کر اور شراب بھی لے کر آ رہا
رات ہم دونوں کے ساتھ جشن منا سکے۔"

آپ کو اس بات کا علم ہے کہ یہ جشن کس خوشی میں منایا جا رہا ہے؟" عقرب نے درشہوار سے

خان نے یورپ کے کسی ملک کو ہیروئن کی ایک کھیپ بھیجی تھی جس میں اسے ایک ارب کا
نے اپنے تمام لوگوں کو جمع کیا ہوا ہے۔ دعوت، شراب اور عیاشی کا اہتمام اس خوشی میں کیا
ار نے جواب دیا۔ باہر چاپیں سنائی دیں تو زرتاج چونک کر بولی۔ اس کے لہجے سے
"وہ مردود شاید آ رہا ہے۔"

دونوں بالکل بھی نہ گھبرائیں۔" عقرب نے سرگوشی میں آہستگی سے کہا۔ "میں غسل خانے
ہوں۔ دیکھیں وہ کیا کرتا ہے۔"

غسل خانے میں داخل ہو گیا۔ غسل خانے میں اندھیرا تھا اس نے دروازہ اتنا کھلا رکھا
بن گئی۔ وہ ملک خان کو دیکھنا اور اس کی باتیں سننا چاہتا تھا۔ اسے قابو کرنے میں جلد
چاہتا تھا۔

نے دروازے پر پہنچ کر اپنی جیب سے چابی نکالی اس کے دونوں ہاتھوں میں جو شراب

کی بوتلیں تھیں انہیں زمین پر رکھ دیا۔ اندھیرے میں اس نے جو تالا دیکھا تو وہ لگا ہوا نہیں تھا۔ ا
ہی نہیں تھا وہ گھبرا سا گیا۔ پھر اسے غصہ آ گیا کیا ان دونوں بہنوں کو کسی نے فرار کرا دیا؟ یہ کیس
ہو سکتی ہے؟ کس کی مجال تھی جو اس نے ان بہنوں کو آزاد کر دیا۔ پھر اس نے کمرے میں روشن
دروازے کے پیچھے سے جھانک رہی تھی۔ اس کا شک یقین میں تبدیل ہو گیا کہ دونوں بہنیں ف
ہیں۔ وہ مشتعل ہو گیا۔ پھر اس نے دروازے پر ایک زوردار لات دے ماری۔ دروازہ ایک د
کھل گیا۔ جب اس کی نظر دونوں بہنوں پر پڑی جو بستر پر سہمی ہوئی بیٹھی تھیں اس کا چہرہ حیر
سے کھل اٹھا اسے یقین نہیں آیا۔ وہ دل میں سخت حیران تھا کہ یہ دروازے پر سے تالا کس نے
کھولا؟ یہ دونوں بہنیں کمرے میں کس لیے موجود ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ کوئی اس کی غیر مو
آ کر دونوں بہنوں کے ساتھ وقت گزار کر چلا گیا۔ کہیں شداد اور کانا خان تو نہیں آئے ہوں
خان نے تو اسے تالا چابی دی تھی۔ کانا خان کے پاس اس تالے کی دوسری چابی یقیناً ہو گی۔

اس نے اپنا شک دور کرنے کے ارادے سے دہلیز پر کھڑے ہو کر باری باری دونو
بڑے غور اور مشکوک نظروں سے گھورا۔ اس کی تسلی ہو گئی کہ دونوں بہنوں کو کسی نے ہاتھ نہیں
ایسی کوئی بات ہوتی تو لباس کی بے ترتیبی اور حلیے سے ظاہر ہو جاتا۔ پھر اس نے اپنا شک مز
کی غرض سے بستر کی چادر دیکھی۔ بستر کی چادر پر شکنیں پڑی ہوئی نہیں تھیں۔ اس کا غصہ ض
لیکن وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا کہ اگر اسے کچھ دیر ہو جاتی تو اس کے مال غنیمت میں خیانت
اپنے تئیں یہ سمجھا کہ شداد اور کانا خان اپنے دل کے ارمان پورے کرنے آئے ہوں گے ا
سے موقع نہیں مل سکا۔ اور شاید ان دونوں نے اسے آتے ہوئے دیکھ لیا ہوگا اس لیے وہ ا
پورے کیے بغیر بھاگ نکلے بالغرض محال ان دونوں نے دونوں بہنوں کو ہاتھ لگایا ہوتا تو و
جا کر ان دونوں کو شوٹ کر دیتا۔ کیوں کہ یہ صرف اس کا مال غنیمت تھیں۔

پھر اس نے شراب کی بوتلیں اٹھائیں۔ کمرے میں داخل ہو کر انہیں میز پر رکھ دیا۔
دروازہ بند کر کے اندر سے چٹخنی لگا لی۔ پھر وہ ان دونوں کی طرف گھوم کر فاتحانہ نظروں سے د
مونچھوں کو تاؤ دینے لگا۔ پھر استہزائی لہجے میں بولا۔ ”شاباش! تم دونوں نے رونا دھونا بند کر
ایسی ہی عورتیں اچھی لگتی ہیں۔ ویسے بھی تم دونوں بہت پیاری ہو۔“

”ملک خان!“ درشہوار نے اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ ”تم نے
حرکت کی ہے۔ میں نے تم جیسا کمینہ......“

”گالیاں بعد میں دیتی رہنا...... پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں کون آیا تھا؟ یہ تالا کس نے کھ
خان نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

”ہمیں نہیں معلوم......“ درشہوار نے بے پروائی سے جواب دیا۔ ”ہم دونوں کو خبر تک
کہ کسی نے تالا بھی کھولا ہے۔“

”تم مجھ سے چھپا رہی ہو“ ملک خان غرایا۔ ”سچ سچ بتاؤ...... تم نے مجھ سے کچھ چھپای



ہارا حشر نشر کر دوں گا۔“

”ہمیں تم سے کوئی بات چھپانے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور نہ ہم تم سے ڈرتی ہیں۔ تم بلاوجہ ہم پر
ہو۔“

”...... یہ تو میں بعد میں معلوم کر لوں گا۔ خدا کے لیے ہمیں جانے دو...... میری شادی ہو چکی
کی امانت بن چکی ہوں۔ میری آپا بھی ایک شریف آدمی کی بیوی اور دو بچوں کی ماں ہے تم
اور خوشیاں تو نہ اجاڑو......“

”تمہارے باپ نے میرا گھر بسنے نہیں دیا......“ ملک خان کہنے لگا۔ ”جب سات برس پہلے تمہیں
تم پر مرمٹا تھا۔ تم نے مجھ پر بڑا ستم ڈھایا تھا۔ تمہارا حسن و شباب بڑا قیامت کا تھا۔ تم آج بھی
نظر آتی ہو۔ دو بچوں کی ماں بن کر تم میں بڑی کشش پیدا ہو گئی ہے تمہارے باپ نے میرے
خوابوں کا خیال نہیں کیا۔ میرا رشتہ ٹھکرا دیا۔“

”اس لیے کہ تم ایک اوباش نشے باز اور مجرم آدمی تھے کون باپ ایسا ہوگا جو اپنی بیٹی کو اپنے ہاتھوں
جہنم میں جھونک دے۔“

”مرد کی برائیاں اور خرابیاں نہیں دیکھی جاتی ہیں اس کی جوانی، مردانگی اور دولت دیکھی جاتی
...... خان نہیں تھا؟“

”ایسی بات تھی تو تم نے اپنی بہن زیتون کی شادی دلبر خان سے کیوں نہیں کر دی؟ اس کا
ٹھکرا دیا؟“ درشہوار تنک کر بولی۔

”دلبر خان میری بہن کے لائق نہیں تھا۔ وہ ایک بدصورت شخص تھا اس کی آمدنی بھی کم تھی۔ اس
...... دیا۔“ ملک خان نے کہا

”وہ بدصورت نہیں تھا بلکہ تم جیسا تھا۔ ایک نمبر کا بدمعاش تھا۔ تمہاری بہن کون سی خوب صورت
...... درشہوار تیز لہجے میں بولی۔

”تمہارے باپ نے تمہارا رشتہ میرے لیے منظور نہیں کیا......؟ لیکن میری معصوم بہن سے کس
...... لے رہے ہو؟“

”تم دونوں سے انتقام لے رہا ہوں...... تمہاری باپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ملک خان کو ذلیل
...... کیا سزا ہوتی ہے...... اگر مجھے جیل نہ ہو گئی ہوتی تو میں تمہیں اور تمہاری بہن کو اغوا کر کے لے
...... میں نے تمہارے باپ سے انتقام لے لیا ہے۔“

”...... بانے دو خبیث!“ زرتاج پلنگ سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔ ”تم نے ہمیں ہاتھ لگایا تو ہم
...... چھوڑ دیں گی۔“

”...... دھمکیاں رہنے دو......“ ملک خان نے جیب سے چاقو نکال کر اس کا بٹن دبایا۔ اس کا
...... جھٹکے سے باہر نکل آیا۔ وہ اسکے دھار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تمسخر سے بولا۔ ”اب تم
...... اتار دو۔“

"کیا تم اس قدر نیچ اور کمین ہو گئے ہو کہ تم میں ذرہ برابر غیرت اور شرم نہیں رہی.....
بھڑک اٹھی۔ "تمہیں اس بات کا بھی خیال اور احساس نہیں ہے کہ ہم دونوں آپس میں سگی
طوائف نہیں ہیں۔"

"تمہارے باپ نے چوں کہ مجھے ذلیل وخوار کیا تھا اس لیے بھی میں تم دونوں کو ذ
ہوں۔" وہ بے رحمی سے بولا۔

"تمہاری یہ حسرت پوری نہیں ہو گی......" زرتاج پھنکاری۔ "ہم مر جائیں گی تمہارا حکم ن
گی۔ تم سدھر جاؤ حرام زادے!"

"میرا حکم تم کیا تمہارے فرشتے بھی مانیں گے۔" وہ مکروہ انداز میں مسکرایا۔ "کبھی ایسا نہ
کسی نے میرے حکم کو نہ مانا ہو۔"

"آخر تم کس لیے ہم دونوں بہنوں کو اس طرح ذلیل کرنا چاہتے ہو؟ ہمارے باپ کا
سے کیوں لے رہے ہو؟" درشہوار بولی۔

"ذلیل کرنے کے علاوہ میں یہ دیکھنا اور موازنہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم دونوں بہنوں میں
جسم زیادہ خوبصورت ہے۔"

"تو کیا تم اپنی دونوں بہنوں کو بے لباس کر کے ان کے جسموں کا بھی موازنہ کر۔
درشہوار نفرت اور غصے سے بولی۔ "اس لیے......" ملک خان نے اس کا جملہ پورا ہونے نہ
درشہوار کی بات سن کر طیش میں آ گیا تھا۔ وہ برق سرعت سے درشہوار کے پاس پہنچا۔ اس
گریبان پکڑ کر چاقو کی نوک اس کے گلے کے نیچے رکھ دی۔ پھر وہ تڑختے ہوئے لہجے میں بو
میری بہنوں کا نام لیا تو تمہاری زبان کاٹ ڈالوں گا...... چلو...... جلدی سے تم دونوں اپنے ا
اتارو......"

"نہیں...... یہ اپنے کپڑے نہیں اتاریں گی ملک خان!" عقرب نے غسل خانے سے
کرخت لہجے میں کہا۔

ملک خان غیر مانوس آواز سن کر اچھل پڑا۔ اس نے درشہوار کا گریبان چھوڑ دیا اور بجلی کی
سے گھوما۔ عقرب کو دیکھ کر وہ ششدر سا رہ گیا۔ ایک اجنبی شخص حویلی میں کیسے......؟ وہ اس شخص
دیکھ رہا تھا۔

"کون ہو تم......؟" ملک خان نے حیرت اور غصے سے پوچھا۔ "تم حویلی میں کیسے
اجازت سے آئے؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"تم نے تو ایک ہی سانس میں سوالوں کی بوچھار کر دی......" عقرب نے جواب دیا۔
انسان ہوں۔ تمہاری طرح...... لیکن تم میں اور مجھ میں ایک فرق ہے تم ایک خبیث اور کمینے ا
ایک پیشہ ور قاتل اور مفرور مجرم...... میں ایک شریف آدمی ہوں مجھے حویلی میں داخل ہونے
کی اجازت درکار نہیں ہے۔ میں ان دونوں کو یہاں سے باعزت طور پر نکال کر لے جانے



...الت کی حد کر دی ہے تم نے دونوں بہنوں کو اغوا کر کے اچھا نہیں کیا......"

"اس حویلی میں جب بھی کوئی اجنبی بغیر اجازت اندر داخل ہوا یہاں سے وہ زندہ سلامت واپس
...۔" ملک خان نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہاری لاش حویلی کے
...ں دفن کر دی جائے گی...... یہ دونوں بہنیں یہاں سے باعزت نہیں بے عزت ہو کر دس بارہ
...بعد جائیں گی۔ انہیں یہاں سے تمہارا باپ بھی نہیں لے جا سکتا ہے۔"

"...م یا عوض خان خدا نہیں ہیں۔" عقرب نے کہا۔ "زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے ان
...اور لگانا تو در کنار ان کی طرف کسی نے میلی نظروں سے بھی دیکھا تو میں اس کی آنکھیں پھوڑ
...انہیں یہاں سے باعزت جانے سے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔ میں انہیں لے جا رہا ہوں۔ لہٰذا تم
...ستے میں حائل ہونے کی حماقت مت کرنا۔"

عقرب اپنی بات ختم کر کے ان دونوں کی طرف گھوما اور بولا۔ "آپ دونوں میرے ساتھ
...آپ دونوں کو آپ کے گھر چھوڑ دوں۔" ملک خان فضا میں اپنا چاقو لہراتا ہوا عقرب کے
...حائل ہو گیا۔ "نہ تم جا سکتے ہو نہ انہیں لے جا سکتے ہو۔"

"...وں جیسی باتیں نہ کرو ملک خان!" عقرب نے بڑے اطمینان سے کہا۔ "اس کھلونے کو اپنی
...لدا اچھا ہے۔" ملک خان نے جواب دینے کے بجائے اس پر چاقو سے حملہ کر دیا اور غضب
...ال کیا۔ عقرب بجلی کی سی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ ملک خان اپنا توازن برقرار نہ رکھ
...نے والی دیوار سے اس بری طرح ٹکرایا کہ اس کی کھوپڑی بھنا اٹھی اس کا سر چکرایا تو اس کی
...سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ وہ بے ہوش ہو کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

...سات گھنٹے یا دنوں یا ہمیشہ کے لیے اس کی چھٹی ہو گئی سمجھو۔" عقرب نے دونوں بہنوں سے
...بری طرح ٹکرایا ہے اس سے اس کے دماغ میں اندرونی چوٹیں آئی ہوں گی۔ ایسی صورت
...ت کے منہ میں جا سکتا ہے۔
...ے ہوش میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے قدرت کی طرف سے اسے اس کے کئے کی

"...م جہاں پاک......" زرتاج نے ملک خان کے چہرے پر تھوکتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے
ملک خان کا چاقو اٹھا لیا۔ اس کے چہرے پر درندگی ابھر آئی۔ جب وہ ملک خان کے بے حس
...حملہ کرنے بڑھی تو عقرب نے اس کے ہاتھ سے چاقو لے لیا۔ وہ ہذیانی لہجے میں
...اس کے جسم کے ٹکڑے کرنے دیں۔ چاقو مجھے دے دیں۔"

"......" عقرب نے کہا۔ "آپ جذباتی نہ بنیں۔ اپنے ہاتھ خون سے نہ رنگیں۔ یہ اپنی موت
..."

"...اسے کیسے معاف کر دوں...... بخش دوں...... اس نے مجھے اور میری بہن کو بے عزت کرنے
...کیا۔ میرے گھر والوں کی خوشیاں تاراج کر دیں...... وہاں ایک کہرام مچا ہوا ہوگا۔ اللہ

جانے میرے ماں باپ پر کیا گزر رہی ہوگی۔"

"اب آپ دونوں یہاں سے جلد سے جلد نکلنے کی کوشش کریں میں آپ دونوں کو گھر تک آتا ہوں۔ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے عزت آبرو بچالی یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے کہیں ا اور بدمعاش آجائیں۔"

جب عقرب ان دونوں کو حویلی سے باہر لے کر آیا اور کچھ مسافت طے کر لی تو د کہا۔"آپ کسی کو بچانے اور لے جانے کے لیے آئے تھے لیکن آپ نے ہمیں بدمعاش ولادی۔ آپ کا یہ بڑا احسان ہے؟"

"میں نے کوئی احسان نہیں کیا ہے۔" عقرب نے کہا" یہ ایک محض اتفاق تھا۔ اللہ کو آ کی عزت آبرو بچانا مقصود تھا اس نے بچادیا...... ملک خان یہ بھول گیا تھا کہ عزت وآبرو کا آ بھی ہوتا ہے۔"

کچھ دور جانے کے بعد سڑک پر ایک تانگہ مل گیا۔ تانگے والا اتفاق سے ان کا شناسا دونوں بہنوں کو دیکھ کر حیران ہوگیا۔ اس کے علم میں یہ تھا کہ زرتاج کی آج شادی ہے۔ نکاح واقعہ پیش آیا تھا وہ اس کے علم میں نہ تھا عقرب نے ان دونوں کو تانگے میں سوار کرادیا پھر وہ حویلی مڑا۔ چند ثانیوں میں وہ حویلی میں ملک خان کے کمرے میں تھا۔

ملک خان بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی نبض چل رہی تھی۔ عقرب حویلی کی طرف نکل آیا جہاں جشن منایا جارہا تھا۔ ہال میں رقص وسرور کی محفل جمی ہوئی تھی۔ وہ سب تھا لیکن اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس ہال میں عوض ملک ایک طرف گاؤ تکیے کے سہار تھا۔ اس کے گروہ کے تمام رکن سامنے بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان طوائفیں مغربی موسیقی ک صرف ہیجان خیز رقص کررہی تھیں بلکہ بے ہودہ اور نخش حرکات سے بدمعاشوں کو خوش کر سارے بدمعاش اور عوض خان ان کے رقص اور حرکات سے محظوظ ہو رہے تھے۔

عقرب نے عوض ملک خان کو تنقیدی نظروں سے دیکھا۔ وہ چھ فٹ کا لحیم شحیم شخص بدمعاشوں میں سب سے خبیث اور مکروہ شخص وہی تھا۔ اس کی آنکھوں میں کمینہ پن، مکاری ساری دنیا کی خباثت بھری ہوئی تھی محفل میں شراب کا دور بھی چل رہا تھا۔ طوائفوں کے سات اور دست درازی کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

عقرب وہاں سے نکل کر باورچی خانے کی طرف آیا جہاں کوئی نہ تھا خالی اور جھو ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ تین عدد چولہے تھے ان پر جو برتن تھے ان میں بریانی، مرغ کڑاہی، مرغ پائے چھولے تھے ایک بہت بڑی دیگچی میں نافتان اور شیرمال رکھے ہوئے تھے ایک بہت بڑ چائے تھی اور ایک بڑے برتن میں دودھ بھرا ہوا تھا۔ وہ باورچی خانے کا جائزہ لینے کے بعد طرف بڑھا جہاں نجی جیل تھی۔

نجی جیل باورچی خانے کے عقب میں تھی۔ ایک بڑے کمرے میں نیچے جانے کے لیے



نجی جیل تہ خانے میں بنائی ہوئی تھی۔ عقرب اس زینے سے نیچے آیا تو ایک بہت بڑا آہنی جنگلا بنا اس میں ایک بغلی دروازہ تھا جس میں سے صرف ایک آدمی گزر سکتا تھا اس پر ایک تالا پڑا ہوا تھا۔ یہ کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں کل تیس عدد کوٹھریاں تھیں یہاں ایک بلب جل رہا تھا۔ جس کی زرد ان کوٹھڑیوں میں بند قیدی نظر آرہے تھے کل اکیس قیدی تھے ان میں دو جوان سال عورتیں بھی سب کی حالت بڑی ناگفتہ بہ تھی۔ وہ انسان نہیں جانور دکھائی دے رہے تھے ان کے چہرے چھائی ہوئی تھی۔

ان لوگوں نے چاپیں سن کر عقرب کی طرف دیکھا۔ ایک بہت ہی خوبصورت جوان مرد کو دیکھ کر میں حیرت بھر گئی عقرب کے چہرے پر نرمی اور محبت کے تاثرات نے انہیں چونکا دیا۔ نے انہیں دیکھ کر ہاتھ ہلایا تو انہوں نے بھی جواباً ہاتھ ہلایا۔ عقرب نے جنگلے سے تالا نکال کر پھینک دیا۔ پھر وہ دروازہ کھول کر داخل ہوا۔ ہر کوٹھری کے دروازے پر ایک تالا پڑا ہوا تھا۔ فضا بو پھیلی ہوئی تھی اور تعفن اٹھ رہا تھا جو ناقابل برداشت تھا۔

عقرب نے حبیب یار خان کے بیٹے کاشف کو پہچان لیا۔ اس نے ان تمام قیدیوں کی طرف دیکھتے "دوستو! فکر نہ کرو۔ پریشان نہ ہو۔ صبر اور تحمل سے کام لو۔ میں تم سب کو رہا کر کے یہاں سے لے جانے کے لیے آیا ہوں۔"

عقرب کی بات سن کر انہیں جیسے یقین نہیں آیا۔ پہلے تو انہوں نے اسے مذاق سمجھا۔ جب عقرب ایک کوٹھری کے تالے نکال نکال کر فرش پر پھینک دیئے اور دروازے کھول دیئے تو انہیں جیسے وہ ایک ایک کر کے کوٹھری سے نکل آئے۔ وہ بڑے لاغر، کمزور اور نڈھال سے ہو رہے تھے پیروں پر کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا۔ عقرب انہیں اپنے ہمراہ لے کر حویلی کے بالائی حصے کی ایک یں لے گیا جو بہت بڑی تھی۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ چھ صوفے کے سیٹ تھے ایک بہت ہری تھی۔ مسہری پر صاف ستھرا بستر اور گاؤ تکیے بھی تھے۔ اس کمرے میں دو اے سی بھی نصب نے اے سی آن کردیا اور دیوار میں نصب الماریوں کی طرف بڑھا۔ ایک الماری میں مردانہ ے ہوئے تھے جو دھلے ہوئے تھے اور بالکل نئے بھی تھے۔ دوسری الماری میں زنانہ تھے۔ وہ سب حیرت اور خوف کی کیفیت سے عقرب کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں کیا ماجرا ہے یہ کون مسیحا ہے۔ کہیں وہ سہانا خواب تو نہیں دیکھ رہے ہیں۔

عقرب نے ان لوگوں سے کہا یہ ایک ایک شخص غسل خانے میں جائے اور جلدی سے نہا اور کپڑے بدل جائے۔ پہلے ان دو عورتوں کو جانے دیں کچھ میرے ساتھ آجائیں۔ پہلے وہ کپڑے الماری سے دوسرے کمرے میں چل کر وہ نہالیں۔" عقرب نے سات آٹھ مردوں کو ساتھ لیا اور برابر کاہ میں چلا گیا۔ ان تمام کو نہا کر کپڑے بدلنے میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ ان میں توانائی اور جان اب وہ انسانوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔

عقرب سات مردوں کو اپنی ساتھ لے کر باورچی خانے میں آیا۔ قابوں، ڈونگوں میں بریانی،

سالن اور ٹرے میں تافتان اور شیر مال لے کر اس بڑے کمرے میں پہنچے۔ دو مردوں نے رکابیا
ہوئی تھیں۔ حویلی کے زیریں حصے میں رقص و سرور کی محفل جمی ہوئی تھی۔ اوپر وہ لوگ کھانے
پڑے تھے۔ پھر جانے کا دور چلا۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد عقرب انہیں حویلی کے عقبی دروازے پر
پھر ان تمام لوگوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا تا کہ وہ لوگ باہر نکل سکیں۔ پھر ایک دم سے چاروں طر
روشنی کا سیلاب آ گیا۔ فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ پھر لاؤڈ اسپیکر سے ایک کرخت آ
میں گونجی۔ ''خبردار! کسی نے اپنی جگہ سے حرکت کی...... ورنہ اسے بھون دیا جائے گا۔''

تھوڑی دیر کے بعد وہ سب مسلح بدمعاشوں کے نرغے میں تھے۔ بندوقوں کی نالیں انہیں
تھیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ سب اس ہال میں تھے جس میں رقص و سرور کی محفل جمی ہوئی تھی۔
موجود نہیں تھیں۔ عوض خان اور اس کے تمام ساتھی موجود تھے۔ وہ سب حیران اور پریشان تھے ک
سے کیسے نکلے۔ انہیں کس نے نکالا۔ عوض خان کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ عقرب کو حیرت
رہا تھا کہ یہ شخص حویلی میں کیسے داخل ہو گیا۔

اس وقت شداد نے آ کر عوض خان سے کہا۔ ''ان تمام قیدیوں نے نہ صرف نہا کر الما
کپڑے نکال کر پہنے ہیں بلکہ سارا کھانا بھی چٹ کر گئے ہیں مزے سے چائے بھی پی ہے۔ سنا
انہیں اتفاق سے دیکھ لیا۔ تھوڑی دیر اور ہو جاتی تو پھر ان میں سے ایک بھی ہاتھ نہیں لگتا......''

شداد، عوض خان کو تفصیلات بتا رہا تھا۔ ادھر سارے قیدی خوف و دہشت کی حالت میں
کانپ رہے تھے ان کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی تھی کچھ دیر پہلے انہیں جو خوشی ملی تھی وہ خاک ش
تھی۔ وہ کس قدر خوش تھے کہ انہیں زنداں سے رہائی مل رہی ہے۔ عقرب ان کے لیے نجات د
کر آیا اور اس کی بدولت وہ یہاں سے نکل رہے ہیں۔

ان میں سے ایک دو نے عقرب سے پوچھا بھی تھا کہ وہ کون ہے؟ عقرب نے ان سے صر
کہا تھا کہ وہ مظلوموں کا ہمدرد ہے جب اس نے سنا کہ عوض خان نے نجی جیل بنا رکھی ہے اور ق
ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے کوئی کوئی قیدی دو دو برس سے اس کی جیل میں سڑ رہا ہے تو وہ ان سب ک
منصوبہ بنا کر آیا۔ لیکن آخر وقت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ انہیں اس بات کا اندازہ اور احساس تھ
خان کیا سزا دے گا۔ سب سے زیادہ شامت عقرب کی آئے گی۔ کیوں کہ وہی ان سب کو ر
لے جا رہا تھا صرف رہائی ہی نہیں دلائی بلکہ کھانا کھلایا۔ نئے اور دھلے ہوئے کپڑے الماریوں
کر دیئے۔ ان کے ساتھ مہمانوں جیسا سلوک کیا۔ پھر وہ انہیں لے کر نکل رہا تھا کہ دھر لیے گئے

عوض خان نے جو یہ ساری تفصیلات سنیں تو اور غضب ناک ہو گیا اس نے ان دونوں ع
اپنے پاس بلایا جو ایک طرف کھڑی ہوئی تھیں ان کی حالت مردوں سے بھی بدتر ہو رہی تھی ایسا ل
جیسے غش کھا جائیں گی۔

''سئور کی بچی!'' عوض خان نے ایک عورت کو جس کا نام دردانہ تھا کرخت لہجے میں مخاطب
کہا۔ ''تو سچ سچ بتا...... کس نے تم سب کو جیل خانے سے نکالا؟ میرے کسی آدمی نے تو نہیں......



لالچ تو نہیں دیا؟''

دردانہ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ کیوں کہ شدت غم اور پکڑے جانے پر اس کی حالت غیر
تھی اسے غش آ رہا تھا وہ اپنی ساتھی عورت نغمہ کے سہارے کھڑی تھی۔ نغمہ کی حالت بھی اس سے
تھی۔

''جواب کیوں نہیں دے رہی ہے؟'' عوض خان دہاڑا۔ ''جلدی سے بتا کہ کس حرام زادے نے
جیل سے نکالا ہے۔'' دردانہ، عقرب کا نام لینا نہیں چاہتی تھی کیوں کہ عقرب نے جو کچھ کیا وہ بہت
احسان تھا۔ وہ ایک جوان شخص بھی تھا۔

''میرے خیال میں یہ ملک خان کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔'' کانا خان نے کہا۔ ''وہی ایک شخص
نہیں ہے۔''

''ملک خان!......؟'' عوض خان کا چہرہ سوالیہ نشان بن گیا۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اسے کیا ضرورت
ت کرنے کی؟''

''اس لیے کہ وہ بہت لالچی اور خود غرض شخص ہے۔'' شداد کہنے لگا۔ ''اس کی جیل پر ڈیوٹی تھی وہ
کھانا دینے اور ان سے کام لینے جاتا تھا۔ ان دونوں عورتوں پر اس نے بری نظر رکھی ہوئی تھی
اب تک ان عورتوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیا تھا کہ ان کے خاندان والوں سے معاملات طے
ن ملک خان جیل میں ان کی کوٹھریوں میں جا کر ان سے من مانی کر کے آ جاتا تھا ہو سکتا ہے
ان تمام لوگوں سے معاملات چوری چھپے طے کر لیے ہوں؟ ورنہ باس! کسی کی کیا مجال کہ وہ
اندر داخل ہو جائے۔ اس کی اتنی اونچی دیواریں ہیں کہ کوئی پھلانگ ہی نہیں سکتا ہے ان
ے نہانے اور کپڑے بدلنے دینا اور کھانا کھلانا اس کے سوا اور کوئی کر نہیں سکتا۔''

''تمہاری بات میرے دل کو لگتی ہے۔'' عوض خان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ''اس حرامی کو یہ سب کچھ
ضرورت تھی؟ میں نے اس کی ہر بات مانی...... میں نے تم سب لوگوں کو اس کے ساتھ بھیجا
بن کر جاؤ...... زرتاج اور درشہوار کو اٹھا لاؤ...... ملک خان نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج
ن بہنوں کے ساتھ جشن منانے کے بعد کل رات میری خدمت میں ان کا نذرانہ پیش
وہ پہلے اس لیے اٹھ گیا تھا کہ دلہن کے ساتھ سہاگ رات منا سکے۔''

ہانے وہ اپنا کام انجام دینے کے لیے اٹھا تھا۔'' کانا خان کہنے لگا۔ ''میں نے جیل جا کر
لے جنگلے کے دروازے کا تالا کھلا پڑا ہے۔ تمام کوٹھریوں کے دروازے بھی کھلے پڑے
ں ایک پر تالا نہیں ہے۔ چابیوں کا گچھا بھی نظر نہیں آ رہا ہے۔ باس! آپ نے اس غدار
بہت سر چڑھا لیا تھا اس لیے اس نے یہ حرکت کی اس وقت وہ مزے سے ہے دونوں
ش کر رہا ہے رنگ رلیاں منا رہا ہے۔''

ور خان!'' عوض خان نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔ ''تم دونوں جاؤ۔ ملک خان اور
حالت میں بھی ہوں اس حالت میں انہیں یہاں لیتے آنا۔ میں اس حرام زادے کو زندہ

دفن کردوں گا اسے چیر پھاڑ دوں گا۔"

شداد اور بھورے خان ہال سے نکل گئے تو ایک ساتھی نے ہال میں داخل ہو کر کہا۔ "باس صاحب کا ٹیلی فون آیا ہے۔"

"اس وقت......؟" عوض خان نے حیرت سے اپنی دستی گھڑی دیکھی۔ "خیریت تو ہے کیا نے بتایا کہ کس لیے ٹیلی فون کیا ہے۔"

"میں نہیں کہہ سکتا کہ کس لیے انہوں نے اس وقت ٹیلی فون کیا ہے؟" وہ بولا۔ "کبھی اتنے گئے ان کا ٹیلی فون نہیں آیا میں ان سے کیسے پوچھتا کہ انہوں نے کس لیے ٹیلی فون کیا ہے میں سے کہا کہ آپ سو رہے ہیں وہ کڑک کر بولے اٹھا دو۔"

"میں بڑے صاحب سے بات کر کے آتا ہوں...... تم لوگ ان پر نظر رکھو۔ کسی کو بھی اپنی ہلنے نہیں دینا۔ ان میں سے کسی نے بھاگنے کی کوشش کی تو اسے فوراً گولی مار دینا۔ کسی کے ساتھ نہیں کرنا۔ یہ لوگ قابل معافی نہیں ہیں...... سؤر کے بچے......"

عوض خان ہال سے نکل کر چلا گیا ان دونوں عورتوں نے بڑی بے بسی سے عقرب کی طرف جوان کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا۔ عقرب نے انہیں دلاسا دیا۔ "آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ سب ہو جائے گا۔ عوض خان سے معاملات ٹھیک کر لیں گے۔"

"سب ٹھیک نہیں ہوگا بلکہ تم سب کا بیڑہ غرق کر دیا جائے گا۔" کانا خان نے سخت میں کہا۔ "تم لوگوں کے گھر والوں نے ابھی تک رقمیں ادا نہیں کی ہیں تاوان ادا نہیں کیا ہے تاوان روز بروز بڑھتی جا رہی ہے بلکہ بڑھتی ہی جائے گی۔"

"ہم غریب لوگ لاکھوں کی رقم کا کیسے بندوبست کر سکتے ہیں۔" دردانہ بولی۔ "اگر کر سکتے تو کر نہیں دیتے......؟"

"تم دونوں غریب کہاں ہو...... بہت دولت مند ہو...... باس نے کہا تھا کہ تین ماہ تک اپنی لٹاؤ تو رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن تم دونوں نے صاف انکار کر دیا جس کے نتیجے میں ڈیڑھ سال بھگت رہی ہو۔" کانا خان نے استہزائی لہجے میں کہا۔

"کیسی دولت......؟" دردانہ نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ "اگر ہمارے پاس دولت ہوتی تو دے کر رہا نہیں ہو جاتیں؟"

"میں تمہارے حسن و شباب اور پُر شباب جسم کے خزانوں کی بات کر رہا ہوں۔" کانا خان لگا۔ "باس نے تم دونوں سے کہا تھا کہ تین ماہ تک اس کی خواب گاہ کی زینت بنی رہو۔ لیکن تم نے انکار کر دیا باس کی بات مان لیتیں تو آج یہ دن دیکھنا نہیں پڑتے اس کمینے ملک خان کا دل خوش رہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوا...... اب بھی تم باس کی بات مان لو۔ فائدے میں رہو گی۔"

"ہم کوئی طوائفیں نہیں ہیں جو داشتائیں بن جائیں۔" جمیلہ بھڑک کر بولی۔ "ہم مر جائیں گی کبھی اس کی بات نہیں مانیں گی۔ ہم نے کبھی ملک خان کو خوش نہیں کیا۔ اس نے ایک دو مرتبہ



...نی کی تو ہم نے اس کے منہ پر تھوک دیا تھا۔"

"...عورتیں بھی کیسی بے وقوف ہو......" کانا خان کہنے لگا۔ "باس نے فیصلہ کیا ہے کہ تین مہینے ...تمہارے گھر والوں نے تاوان ادا نہیں کیا تو پھر ہم دونوں کو اس کی ہر بات ماننا پڑے گی۔ ...تم دونوں ہم سب کا دل خوش کرو گی......"

... سے پہلے کہ جمیلہ کچھ کہتی...... عوض خان ہال میں داخل ہوا۔ کانا خان نے پوچھا۔ "باس! ...نا......؟ بڑے صاحب نے کس لیے ٹیلی فون کیا تھا؟"

"...یریت ہے۔" عوض خان مسکرایا۔ "بڑے صاحب کا دل ایک بہت مشہور ماڈل پر ...ایک کمرشل میں بڑی ادا سے ایک معنی خیز جملہ مصنوعات کی تعریف میں کہتی ہے اس کے ٹی ...ٹل آ رہے ہیں۔ تم کل شام کی فلائٹ سے کراچی جا کر اس سے بات کر لینا۔ سنا ہے کہ ...لیتی ہے۔"

...شداد اور بھورے خان ہال میں داخل ہوئے تو ان کے چہرے متغیر تھے۔ بھورے خان ...ملک خان تو اپنے کمرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اس کے سر پر کسی چیز سے ضرب لگا کر ...کر دیا گیا اور وہ دونوں عورتیں غائب ہیں وہ فرار ہو گئی ہیں...... حیرت کی بات یہ ہے کہ عقبی ...لگا ہوا ہے۔"

"...؟" عوض خان کو جیسے برقی جھٹکا سا لگا۔ وہ اچھل پڑا۔ وہ ششدر ہو کر بولا۔ "ملک خان ...ہے؟ وہ دونوں عورتیں فرار ہو گئیں؟ عقبی دروازے پر تالا بھی لگا ہوا ہے...... اس کا ...یہ حرکت ملک خان کے کسی دشمن نے کی ہے جو میرے ساتھیوں میں ہے۔ اس نے ملک ...کر کے انہیں فرار کرا دیا۔ ملک خان کے ہوش میں آنے کے بعد ہی پتا چل سکے گا...... یہ ...ویلی میں آج تک ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہے۔"

...خیال میں ان دونوں عورتوں نے فرار کرانے والے پر اپنی اپنی عزت نچھاور کر دی یا ...دیے ہوں گے اس کمینے شخص نے لالچ میں آ کر نہ صرف ملک خان کو بے ہوش کر دیا ...دیا۔" کانا خان نے کہا۔

...ان عورتوں نے جا کر پولیس میں آپ کے خلاف رپورٹ درج کرا دی تو......؟"

...کہا۔ "یہ بہت برا ہوگا۔"

...پولیس کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کوئی ڈر اور خوف ہے۔" عوض خان نے فکر ...پولیس میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ہے جب تک بڑے صاحب ہماری پشت پر موجود ہیں ان ...کے محافظوں سے بچائے ہوئے ہے اور پھر پولیس کی کالی بھیڑوں کو ہر ماہ ایک لاکھ ...دیتا ہوں......؟ بڑے صاحب کے ہاں جو اداکارائیں اور ماڈلیں جاتی ہیں میں ان ...داشت کرتا ہوں۔ اصل خطرے والی بات ہے کہ ہماری صف میں دراڑ پڑ گئی ایک ...اپنے فائدے کے لیے ملک خان کو بے ہوش کر دیا اور عورتوں کو فرار کرا دیا...... اس حرام

زادے کا پتا چلانا ہے...... میں اس کی بوٹی بوٹی کتوں کو کھلا دوں گا۔ اسے ذبح کر دوں گا۔"
غصے سے کانپنے لگا۔

"ان تینوں کو جیل سے نکالنے اور فرار کرانے کی کوشش میں بھی مجھے اس غدار کا ہاتھ
ہے۔" بھورے خان نے کہا۔ "آپ ان لوگوں سے پوچھیں...... یہ لوگ بتائیں گے۔ ملک خا
ہوش میں آنے کے امکانات نہیں ہیں۔"

"میں تم سے پوچھ رہا تھا کہ تم لوگوں کو کس نے جیل سے باہر نکالا......؟" عوض خان۔
قہر آلود نظروں سے گھورا۔ دردانہ نے جواب نہیں دیا اور وہ خاموش رہی تو عوض خان نے
پوچھا۔ جمیلہ نے بھی جواب نہیں دیا۔ چپ کھڑی رہی۔

"اگر تم دونوں نے نہیں بتایا تو اس ہال میں سب کے سامنے میرے آدمی تم دونوں کی
کر دیں گے۔" عوض خان نے دھمکی دی۔

"میں بتاتا ہوں۔" عقرب نے کہا۔ "میں نے سب کچھ کیا ہے۔ تمہارے کسی ساتھی کا
نہیں ہے۔ یہ کارنامہ میرا اپنا ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" عوض خان غرایا۔ "تمہارے فرشتے بھی یہ کارنامے انجام
سکتے ہیں مجھے بے وقوف مت بناؤ۔"

"باس!" کانا خان نے کہا۔ "یہ شخص سچ کہہ رہا ہے اس نے ہمارے کسی ساتھی کے سا
کارنامہ انجام دیا ہوگا؟"

"ہاں...... یہ ہو سکتا ہے۔" عوض خان نے کہا۔ "کسی کی مدد کے بغیر یہ حویلی میں داخل
تھا۔ یہ داخل ہو گیا سارا کام ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ یہ سازش ہوئی ہے تم
کون کمینہ ذلیل کتے کا بچہ ہے؟"

"تمہارا کوئی ساتھی میرے ساتھ شریک نہیں ہے۔ میں تو تمہارے کسی ساتھی سے
نہیں ہوں۔" عقرب نے جواب دیا۔

"باس! میرے دماغ میں ایک بات آ رہی ہے۔" بھورے خان نے چونک کر عقرب
دیکھا۔ "اس نے شاید ملک خان سے ساز باز کی۔ پھر اسے دھوکا دیا ان عورتوں کو فرار کرا دیا۔
نے ہال کا رخ کیا۔"

"کیا میرا آدمی ٹھیک کہہ رہا ہے......؟" عوض خان نے عقرب کو غضب ناک نظ
گھورا۔ "تم نے ملک خان کے ساتھ فریب کیا؟"

"اس کی کچھ بات سچ ہے۔" عقرب نے کہا۔ "لیکن ملک خان سے میرا کوئی تعلق نہیں
اس نے مجھ سے کوئی ساز باز کی...... ہم ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں ہیں رات میں حویلی
ہوا تو میں نے ایک کمرے میں عورتوں کی سسکیاں سنیں۔ اس کمرے میں ایک دلہن اور اس کی
ایک بد بخت دلہن جسے ملک خان نے نکاح کے بعد رقص سے قبل اس کے ماں باپ سے انتقا



...لیا۔ اس کی بڑی شادی شدہ بہن اور دو بچوں کی ماں کو بھی اٹھا لایا تا کہ انہیں بے عزت
...ب میں انہیں لے کر کمرے سے نکل رہا تھا ملک خان آ گیا۔ پھر میں ان دونوں بہنوں کو ان
...آیا۔"

...تم کس لیے حویلی آئے......؟" بھورے خان نے کہا۔ "یہ جانتے ہوئے کہ یہ عوض خان
...پہلے بھی کس لیے آئے؟"

...دوبارہ اس لیے آیا کہ ان بدنصیبوں کو نجی جیل سے رہا کراؤں جو عرصے سے اس میں قید
...ب کہنے لگا۔ "میں یہ نہیں جانتا تھا کہ عوض خان کون ہے اور یہ کس کے باپ کی حویلی ہے یہ تو
...ار خان نے بتایا کہ...... عوض خان نے ان کے بیٹے کو اپنے قید خانے میں ڈال رکھا ہے
...الی کے عوض دو لاکھ روپے تاوان طلب کر رہا ہے پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ عوض خان کیا بلا
...طان مردود ہے۔ منشیات فروش ہے اسمگلر ہے سنگدل اور ایک خون آشام درندہ ہے دولت
...ان ہے بے غیرت ہے درندہ صفت ہے اس کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے اس کے علاوہ
...ور اور با اثر ہے مافیا منشیات ہے اس زمین پر بہت کم ایسے ذلیل ترین انسان موجود ہیں۔"
...ب کی زبان سے یہ باتیں سن کر سب بھونچکے ہو گئے۔ انہیں توقع نہیں تھا کہ عقرب ایسی کھری
...ے گا۔ اس نے بڑی بے خوفی سے عوض خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ باتیں کہی
...ی اور عورتوں نے دل میں سمجھ لیا کہ عقرب کی اب خیر نہیں۔ عوض خان ابھی اور اسی وقت
...ت کی نیند سلا دے گا اس کی بوٹی بوٹی کر دے گا۔

...خان اس کی باتیں سن کر مشتعل ہونے کے بجائے ایک دم سے ہنس پڑا۔ پھر وہ کہنے لگا۔
...ورت نوجوان! تم واقعی بہت بہادر آدمی ہو...... میری زندگی میں آج تک کسی بھی شخص یا
...نے اس طرح میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایسی باتیں میرے سامنے نہیں کہی ہیں میں
...لی بہت قدر کرتا ہوں۔ تم میرے گروہ میں شامل ہو جاؤ تو تمہارے وارے نیارے ہو جائیں
...کی خوابوں سے کہیں حسین اور رنگین ہو جائے گی میں تمہیں منہ مانگی تنخواہ اور آمدنی میں سے
...دینے کے لیے تیار ہوں...... اس کے علاوہ ہر قسم کی شراب اور ہر عمر کی لڑکیاں بھی مہیا
...ں۔"

...نے مجھے غلط سمجھا ہے عوض خان!" عقرب نے تلخی سے جواب دیا۔ "میں ایسی زندگی پر تھوکتا
...تا ہوں......"

"...سے پہلے عوض خان کچھ کہتا۔ بھورے خان نے عقرب سے پوچھا۔ "یہ بتاؤ کہ تم اس حویلی
...کہاں سے داخل ہوئے؟"

"...میں داخل ہو گیا۔" عقرب نے جواب دیا۔ "میرے لیے کہیں بھی داخل ہونا کچھ
...ہے مجھے کوئی روک نہیں سکتا ہے۔"

"...بھورے خان!" عوض خان نے کہا۔ "میں اپنی خواب گاہ میں جا رہا ہوں دلشاد جان میرا انتظار

کر رہی ہے۔ ان سب کو لے جا کر قید خانے میں ڈال دو...... وہ کپڑے پہنا دینا جو پہن رکھے
اس وقت یہ کچھ بتا نہیں رہا ہے اور نہ ہی کسی سوال کا صحیح جواب دے رہا ہے رات خاصی بیت گئی۔
رات کا مزا کرکرا کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اور پھر شراب اور شباب بھی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ صبح جب
طوائفیں رخصت ہو جائیں انہیں بڑے صحن میں لے آنا۔ اور ہاں ان شکاری کتوں کو صبح کھانا
مت دینا۔ اس لیے کہ وہ کتے اس نوجوان کا ناشتا کریں گے......''

اتنا کہہ کر عوض خان اپنی جگہ سے اٹھا اور ہال سے نکل گیا۔ تمام مردوں اور دونوں عورتوں
چہرے سفید پڑ گئے ان کی حالت غیر ہونے لگی حبیب یار خان کے بیٹے کاشف نے اس کے پاس
زدہ لہجے میں کہا۔ ''میرے بابا نے آپ کو یہاں بھیج کر کس مصیبت میں ڈال دیا...... انہوں
خان کو کہلوا بھیجا تھا کہ ایک ہفتے میں وہ دو لاکھ کی رقم بطور تاوان بھیج رہے ہیں...... کیا وہ رقم کا بند
نہیں کر سکے؟ میرے بابا جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔''

''وہ دو ایک دن میں دو لاکھ روپے کا بندوبست کر کے عوض خان کے پاس آنے والے تھے
میں نے انہیں منع کر دیا۔''

''آپ نے منع کر دیا......؟'' کاشف کے چہرے پر حیرت چھا گئی۔ ''وہ کس لیے منع کر د
آپ نے غلط نہیں کیا؟''

''میں نے اس لیے منع کر دیا کہ وہ تمہاری ماں کے سہاگ کی نشانی یعنی تمام زیورات بیچ کر
قرض لے کر تاوان ادا کرنے جا رہے تھے میں نے ان سے کہا کہ دولت ایک حرام زادے کو د
ضرورت نہیں ہے۔'' عقرب نے کہا۔

''آپ نے بہت غلط کیا...... اب تو عوض خان نہ صرف تاوان کی رقم بڑھا دے گا اور میرے
اس بات کی سخت سزا دے گا کہ انہوں نے اس کی بہت برائی کی اور پھر کل صبح آپ کو شکاری کتوں
آگے ڈال رہا ہے۔''

''میں نے جو کچھ کیا وہ بالکل صحیح کیا ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''تم اپنے بابا کی اپنی اور ہم سب
نہ کرو۔ بس خاموش صبر اور تحمل سے دیکھتے جاؤ...... کل کا دن ہم سب کی آزادی کا پیغام لے کر طلوع
یہ ہمارا بال تک بیکا نہیں کر سکیں گے۔''

تمام موجود مسلح بدمعاشوں نے ان سب کو نرغے میں لے کر بندوقیں تان لیں۔ کانا خان
تڑختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو...... قید خانے کی طرف چلو...... تم لوگوں نے بڑے مزے اڑا لیے جیسے کھانا اور
تمہارے باپ کے ہوں۔''

عوض خان اپنی خواب گاہ میں دلشاد جان کا رقص دیکھ رہا تھا وہ ایک طوائف زادی تھی وہ ہر
سے اور ہر قسم کا ناچ سکتی تھی اس وقت وہ جس حالت میں ناچ رہی تھی دس مردوں کے سامنے بھی نا
تھی اور تنہائی میں بھی...... شرط پیسے کی تھی وہ پیسے کے لیے زندہ تھی اس کے لیے جی رہی تھی۔ اس کا



نہیں بتایا تھا کہ شرم و حجاب کیا ہوتا ہے وہ یہ بتاتی رہی تھی کہ طوائف جتنی بے حجاب ہوگی وہ
اتنی ہی کامیاب رہے گی اور اتنی ہی دولت حاصل کرے گی اس لیے اس کے جسم اور
کوئی حجاب نہیں تھا۔
خان کے ہاتھ میں جام تھا۔ وہ دلشاد جان کے رقص سے محظوظ ہو رہا تھا۔ کیوں کہ وہ بھرپور
عمر صرف سولہ برس کی تھی اس کی دودھیا رنگت تھی گدرایا ہوا جسم تھا۔ جاذبیت بھی بہت
نے دوسری مرتبہ دلشاد جان کو اپنی حویلی میں بلایا تھا جب وہ پہلی بار آئی تھی تو اس پر جادو کر

پر دفعتاً دستک ہوئی تو عوض خان کو پہلے تو بڑی حیرت ہوئی پھر اسے سخت غصہ آیا۔ اس
تاکید کی ہوئی تھی جب وہ کسی عورت کے ساتھ خواب گاہ میں ہو تو کوئی مخل نہ ہو۔ ایسا پہلے
تھا۔ اس نے ٹیپ ریکارڈ آف کر دیا۔ دلشاد جان کو اشارہ کیا تو اس نے بستر پر لیٹ کر جسم پر
عوض خان نے گون پہنا اور دروازے کے پاس جا کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا اس
نے خان اور کانا خان کھڑے تھے۔
بات ہے......؟'' عوض خان نے دروازہ بند کر کے گرج دار آواز میں کہا۔ ''تم دونوں
کیا ہوا ہے......؟''
کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا ہو گیا ہے۔'' بھورے خان نے تحیر زدہ لہجے میں
کام نہیں کر رہا ہے۔''
کیا ہو گیا ہے صاف صاف کہو...... کیا وہ تمام قیدی حویلی سے فرار ہو گئے ہیں؟'' عوض
نے کہا۔
وہ لوگ فرار نہیں ہوئے ہیں۔'' کانا خان بولا۔ ''جیل کے جنگلے کا دروازہ ایسا جام
کھل نہیں رہا ہے۔''
ہے......؟'' عوض خان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے ایسا کبھی
نشے میں تو نہیں ہو؟''
'' بھورے خان نے سر ہلایا۔ ''آپ چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ایسا لگ رہا
کر دیا گیا ہے۔''
مل کر جنگلہ ہی اکھاڑ کر پھینک کیوں نہیں دیتے ہو......؟'' عوض خان نے تیز لہجے
ب کو ایک کوٹھری میں بند کر کے تالا لگا دو...... اتنی اتنی سی بات کے لیے میرے پاس
دوں کی مت ماری گئی ہے۔''
بارہ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا ہے اسے بیس آدمی بھی مل کر اکھاڑ نہیں سکتے ہیں... کیوں
نہیں ہے۔ ساز و سامان بھی ہو تو پورا ایک دن لگ سکتا ہے اس وقت ساز و سامان کہاں
خان بولا۔

"میری خود سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ جنگلے کا دروازہ کیسے جام ہو گیا ہے...... شاید اس نے کوئی ایسی چیز لگا دی ہے جس سے وہ کھل نہیں رہا ہے۔ کوئی بات نہیں صبح دیکھا جائے گا۔ اس پر اور تمام قیدیوں پر کڑی نگاہ رکھنا۔ پہرہ سخت کر دینا۔ وہ جوان لڑکا بھاگنے نہ پائے۔ پولیس کا آدمی لگ رہا ہے۔"

"باس! ایک اور بات ہو گئی ہے۔" کانا خان نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ وہ یہ بات کہ سا گیا تھا۔

"اور کیا بات ہو گئی ہے......؟" عوض خان غرایا۔ "کیا آج رات ہی ساری باتیں پیش جلدی سے بکو......"

"قیدیوں نے اپنے اپنے جو کپڑے اتارے تھے وہ سارے غائب ہو چکے ہیں ایک نہیں پا رہا ہے۔"

"اتنے سارے جوڑے کہاں غائب ہو گئے......؟ کیسے غائب ہو گئے......؟ تم نے دیکھ ڈالیں؟"

"ہم سات آدمیوں نے پوری حویلی چھان ماری...... باہر بھی دیکھ لیا۔ وہ گدھے سینگ کی طرح غائب ہیں۔"

"تم لوگوں نے ان قیدیوں سے نہیں پوچھا کہ وہ لباس کہاں ہیں؟ کہاں چھپا کر ر ہیں؟" عوض خان نے سوال کیا۔

"وہ لوگ صحیح بتا نہیں رہے ہیں یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے لباس غسل خانے میں ا تھے۔"

"اب تم لوگ دفع ہو جاؤ...... ان سب کو اسٹور روم میں لے جا کر بند کر دو...... ان ایک کو صبح ناشتا تو کیا ایک گلاس پانی بھی نہیں دینا...... میں صبح ان سب کے کپڑے اتار سامنے برہنہ کر دوں گا۔ ان دونوں عورتوں کو بھی...... پھر انہیں ایک ایسا تماشا دکھاؤں گا جو دیکھا نہیں ہوگا۔ میرے کتوں کو بہت دنوں سے انسانی گوشت نہیں ملا ہے۔"

بھورے خان اور کانا خان نے ان قیدیوں کو لے جا کر اسٹور روم میں بند کر دیا جو صحن ساتھیوں کے نرغے میں کھڑے تھے۔ اس اسٹور روم میں اناج کی بوریاں رکھی ہوئی تھیں اند تھوڑی دیر کے بعد عقرب نے سوئچ بورڈ تلاش کر کے سوئچ آن کر دیا۔ دو سو واٹ کا بلب روشنی اسٹور روم میں پھیل گئی۔ اندھیرا دور ہو چکا تھا۔

"ہم لوگوں کے ساتھ بہت برا ہوا۔" دردانہ نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔ "یہ کمی ساتھ اچھا سلوک نہیں کرے گا۔"

"اللہ میاں نے ڈیڑھ برس سے ہماری عزت و آبرو ان درندوں سے محفوظ رکھی ہوئی نے کہا۔ وہ کل بھی ہماری عزت پر آنچ آنے نہیں دے گا ہمارا اقرار ہونا اسے بہت کھل گیا۔



"میں آپ تمام لوگوں کو نہ صرف یقین دلاتا ہوں بلکہ اس بات کی بھی ضمانت دیتا ہوں کہ کل کسی کے ساتھ برا سلوک نہیں ہوگا لہٰذا آپ لوگ سکون اور اطمینان سے سو جائیں۔ بالکل بے فکر ہو کر اللہ پر بھروسا رکھیں۔" عقرب نے کہا۔ "آپ نے بھورے خان کی بات نہیں سنی وہ کیا کہہ رہا تھا۔ دن کی روشنی میں سب کے کپڑے اتار لیے جائیں گے بشرطیکہ اتارے ہوئے لباسوں کے بارے میں اقرار کیا۔ وہ کمینہ چاہتا ہے کہ ہم پھر سے وہ بوسیدہ اور متعفن لباس پہن لیں۔" دردانہ نے کہا۔ "...... وہ لباس اور کوٹھڑی...... ایسا لگ رہا تھا جیسے ہم گڑ لائن میں رہ رہے ہیں۔"

"بڑی حیرت کی بات ہے کہ اتنے سارے کپڑے آخر گئے کہاں؟" ریحان نامی شخص نے پلکیں جھپکا...

"میں نے وہ تمام کپڑے ایک خالی بوری میں بھر کر بوری حویلی کی گڑ لائن میں چھپا دی اس لیے وہ ...۔" عقرب نے بات بنائی۔ وہ سب بوریوں سے ٹیک لگا کر فرش پر بیٹھے ہوئے تھے ... خالی بوریوں کو فرش پر بچھا دیا تھا۔ وہ سب ایک ایک کر کے عقرب کو اپنی آپ بیتی سنانے ... ان میں کچھ وہ لوگ تھے جو ہیروئن عوض خان سے خرید کر دوسرے شہروں میں لے جا کر ... تھے جس سے اس کی بہت آمدنی ہوتی تھی انہوں نے منشیات فروشی سے توبہ کر لی اور ... انکار کرنے لگے تو انہیں اپنے جیل خانے میں ڈال دیا۔ ان میں سے دو تین فرد وہ تھے جو ... علاقے میں بیچتے تھے۔ جمیلہ دردانہ کی بھابھی تھی دردانہ کا بھائی ایک دو مرتبہ ہیروئن عوض ... لندن اسمگل کر چکا تھا اس نے بیماری کی وجہ سے جانے سے انکار کر دیا تو عوض خان نے ... بہن کو اغوا کر کے یرغمال بنا لیا۔ اس نے دردانہ کے بھائی کے سامنے شرط رکھی کہ وہ اپنی ... رہائی چاہتا ہے تو دس لاکھ روپے ادا کرے یا پھر پانچ کلو ہیروئن لندن لے جا کر اس کے ... وہ بیماری کی وجہ سے لندن ہیروئن لے جانے سے مجبور تھا۔

... اپنی اپنی دردبھری کہانیاں سنا کر سو گئے۔ لیکن عقرب جاگ رہا تھا صبح چھ بجے وہ کمرے ... روم کے دروازے پر ایک بھاری تالا لگا ہوا تھا۔ عقرب نے تالے پر ہاتھ رکھا تو وہ آپ ... پھر اس نے کنڈی کھول دی پھر وہ دروازہ کھول کر اسٹور روم میں داخل ہوا۔ اس نے ... بیدار کیا تو وہ اسے متوحش نظروں سے دیکھنے لگیں۔

"...دونوں چل کر ناشتا تیار کر دیں۔" عقرب نے کہا۔ "وہ پہرہ دار حویلی کے اندر سو رہے ..."

"...دروازہ تو بند ہے اور وہ باہر سے کنڈی اور تالا لگا کر گئے ہوئے ہیں۔ ہم باہر کیسے جا سکتی ..."

"... ابھی ابھی دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا پایا۔" عقرب نے بتایا۔ "راہ داری اور باورچی خانے ..."

’’ابھی کیا وقت ہوا ہے۔‘‘ جمیلہ بولی۔’’ ناشتا بناتے وقت کوئی آ گیا تو مصیبت کھڑی
گی۔ پھر وہ ہمیں بھوکا ماریں گے؟‘‘

’’صبح کے چھ بج رہے ہیں۔‘‘ عقرب نے جواب دیا۔’’ اس وقت پہرے دار گہری
ہیں اور شراب کے نشے میں دھت پڑے ہوئے ہیں اور پھر وہ ناشتا دینے سے منع کر چکا ہے
چاہتا ہوں کہ ہم سب لوگ ابھی ناشتا کرلیں۔‘‘

عقرب، دردانہ اور جمیلہ کو باورچی خانے میں لے آیا۔ میدہ، اصلی گھی تین درجن ا
میں ملائی رکھی تھی اور شہد بھی تھا۔ ڈیپ فریزر میں مرغی، بھیڑ اور دنبے کا گوشت بھی تھا۔ عق
کہ وہ پراٹھے اور انڈوں کا آملیٹ بنالیں۔ شہد اور ملائی سے بھی پراٹھے کھالیں گے گوشت
کی ضرورت نہیں۔

دردانہ آٹا گوندھنے لگی تو عقرب نے اسٹور روم میں آ کر سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا
دھو کر ناشتا کرلیں۔ دردانہ اور جمیلہ نے آدھے گھنٹے میں نہ صرف پراٹھے بنالیے بلکہ تین در
آملیٹ بنالیا۔ چائے بھی تیار کرلی ان لوگوں نے منہ ہاتھ ان دو غسل خانوں میں دھویا
خانے کے عقب میں نوکروں کے لیے مخصوص تھے۔ ایک گھنٹے میں ان سب نے مل کر ایک
کیا۔ پھر رکابیاں کپ، اور برتن دھو کر اور باورچی خانے کی صفائی کر کے دردانہ اور جمی
میں آ گئیں۔ عقرب نے اپنے جادو کے زور سے باہر سے کنڈی لگا کر تالا ڈال دیا۔ اس جا
تک نہیں لگی۔ وہ سب یہ سمجھے کہ عقرب نے دروازہ بند کردیا ہے۔

کوئی گیارہ بجے باورچی خانے میں جیسے کوئی طوفان آ گیا۔ اسٹور روم میں سب
خانے میں ہونے والا شور وغل بہت دیر تک سنتے رہے عقرب چشم تصور میں باورچی اور دو
دیکھ رہا تھا جو انڈے، دودھ اور ملائی ختم ہوجانے پر ایک دوسرے پر لگا جانے کا الزام دھر
کوئی ایک گھنٹے کے بعد اسٹور روم کا دروازہ کھلا۔ پھر ان تمام کو بارہ عدد مسلح بدمعا
کی طرح ہانکتے ہوئے صحن میں لائے۔ پھر صحن سے انہیں ایک کھلی جگہ پر لے آئے۔ عوض
کرسی پر براجمان تھا۔ اس کے سامنے میز تھی۔ میز پر شراب کی بوتلیں اور چار پانچ گلاس ر
تین چار مسلح بدمعاش کھڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں تھیں۔ ایک درخت
خوفناک قسم کے کتے بیٹھے ہوئے تھے جن کی جسامت شیروں کے برابر تھی۔ ان کے پاس
کلاشنکوف لیے کھڑا ہوا تھا۔ کتوں نے ان قیدیوں کو دیکھ کر غرانا شروع کیا اور اٹھ کھ
بدمعاش نے انہیں ڈانٹ کر چپ کرایا۔ وہ بھیگی بلی کی طرح بیٹھ گئے۔

عقرب اور تمام قیدیوں کو عوض خان کے دائیں جانب کھڑا کردیا گیا۔ عوض خان۔
طرف دیکھا جو کتوں کو دیکھ کر بری طرح سہم گئے تھے۔ اور ان کے جسموں پر لرزہ طاری
دہشت ناک ہوگئی تھی ان کے کلیجے منہ کو آ رہے تھے صرف ایک عقرب تھا جو بڑے سکون ا
حالت میں کھڑا تھا۔ عوض خان کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے عقرب کو اشارے سے بلا



رکا تو عوض خان نے کہا۔’’ ملک خان ابھی تک ہوش میں نہیں آیا ہے۔ وہ بے ہوشی کی
ہوا ہے سچ سچ بتاؤ..... تم نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا؟‘‘
’’ میں کل بتا چکا ہوں۔‘‘ عقرب
اب دیا۔’’ تم مجھ سے پھر کس لیے پوچھ رہے ہو؟ کیا تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے؟‘‘
’’ عوض خان نے سر ہلایا۔’’ اس لیے میں تم سے دوبارہ پوچھ رہا ہوں۔ تم نے اسے جان
لی کوشش کی تھی۔‘‘
وہ دیوار سے ٹکرا کر بے ہوش نہ ہوگیا ہوتا تو میں اسے واقعی جہنم رسید کردیتا۔‘‘ عقرب نے
ایا۔
ے کس لیے قتل کردیتے.....؟‘‘ عوض خان نے ناگواری سے پوچھا۔’’ اس نے تمہارا کیا

لیے کہ وہ دونوں بہنوں کو برہنہ کرنا اور ان کی بے حرمتی کرنا چاہتا تھا اسے قدرت کی
ال ئی۔‘‘
میں دردانہ اور جمیلہ کو سب کے سامنے برہنہ کردوں تو کیا تم مجھے قتل کردو گے؟‘‘ عوض خان

عقرب نے سر ہلایا۔’’ اس کی اجازت نہیں دوں گا۔‘‘
قدر جذباتی کیوں ہو رہے ہو.....؟‘‘ عوض خان نے ایک قہقہہ لگایا۔’’ کیا تمہارا ان
؟‘‘
باتی نہیں ہو رہا ہوں بلکہ میری غیرت جوش میں آ رہی ہے۔‘‘ عقرب نے تلخ لہجے میں
ان سے کوئی رشتہ نہیں ہے لیکن یہ شریف عورتیں ہیں عورت ملک وقوم کی عزت ہوتی
ت مند کسی بھی عورت کی بے عزتی برداشت نہیں کرسکتا..... وہ ان کی حرمت کے لیے
ا ہے۔‘‘
ری جان کیسے لے سکو گے.....؟‘‘ عوض خان استہزائی انداز سے مسکرایا۔’’ کیا تمہیں
نہیں آ رہے ہیں؟ تم ان شکاری کتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو جو صبح سے بھوکے ہیں اور
ے پر تمہیں چیر پھاڑ سکتے ہیں میرے آدمیوں کی بندوقوں اور کلاشنکوفوں نے تمہیں زد
ہیں بھوننے کے لیے بے چین ہیں۔‘‘
کا وقت آئے گا تو تمہاری جان لے لوں گا..... مجھے ان بندوقوں، کلاشنکوفوں اور کتوں
میرا بال تک بیکا نہیں کرسکتی ہیں..... بس تم اپنی خیر مناؤ۔‘‘ عقرب نے بڑی سنجیدگی

لیتا ہوں کہ..... تم میری جان کیسے لیتے ہو.....‘‘ عوض خان ہنسا۔ پھر اس نے دردانہ
لہجے میں کہا۔

"تم دونوں اپنے اپنے کپڑے اتار دو...... میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کل کا یہ لڑکا میری
لیتا ہے؟"
"نہیں...... اس کی کوئی بات نہیں سننا۔" عقرب نے ان دونوں کی طرف تیزی سے گھ
یہ کچھ نہیں کرسکتا ہے؟"
"میں کہتا ہوں...... تم دونوں اپنے کپڑے اتار دو......" عوض خان نے ہیجانی لہجے
ہوئے کہا۔
"نہیں...... ہم کپڑے نہیں اتاریں گی...... ہم شریف عورتیں ہیں طوائفیں نہیں ہیں
پھنکاری۔
"اگر تم دونوں نے کپڑے نہیں اتارے تو پھر میں تم دونوں پر کتے چھوڑ دوں گا۔" عوض
طرح مشتعل ہوگیا۔
"تم کتے چھوڑ دو یا گولی مار دو...... اس کی کوئی پروا نہیں۔" دردانہ زہرخند لہجے میں
موت سے نہیں ڈرتی ہیں۔"
"میں دیکھتا ہوں کہ تم دونوں کتنی بہادر ہو اور موت سے کس طرح مقابلہ کرتی ہو۔"
چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔
عقرب دردانہ جمیلہ کے آگے ڈھال بن کر کھڑا ہوگیا پھر اس نے عوض خان کی
ہوئے کہا۔ "تم اپنی حرکت سے باز آجاؤ۔
یہ عورتیں ہیں...... نہتی عورتوں پر کتوں کو چھوڑنا کیا مردانگی ہے؟ تمہیں تو ڈوب مرجا
خان!"
"تو گویا تم بھی ان عورتوں کے ساتھ کتوں کے منہ کا نوالہ بننا چاہتے ہو؟ تمہاری
میں پوری کردوں گا......"
عوض خان نے اس بدمعاش کو جو کتوں کو لیے کھڑا ہوا تھا مخاطب کر کے کہا۔ "خوشی خا
تینوں پر چھوڑ دو۔ یہ اپنی موت کو آپ دعوت دے رہے ہیں...... چلو ان کی یہ حسرت بھی پوری کر
دوسرے تمام قیدی جوان تینوں سے ہٹ کر کسی قدر فاصلے پر کھڑے تھے۔ عوض خ
ہی ان کے ہوش اڑ گئے وہ خوف و دہشت بھری نظروں سے ان تینوں اور ان خون خوار کتو
تھے جو موت کے فرشتے لگ رہے تھے ان کے دل اچھل کر حلق میں دھڑکنے لگے ان کی رگو
ہوگیا تھا وہ دل میں ان تینوں کی زندگی اور سلامتی کے لیے گڑگڑا کے دعائیں مانگ رہے
لعنت بھیج رہے تھے۔
دردانہ اور جمیلہ کو توقع نہیں تھی کہ عوض خان ان کے ساتھ اس قدر کمینگی، سفاکی اور
پیش آئے گا ان کے نزدیک بے عزتی کی زندگی سے عزت کی موت قیمتی اور عزیز تھی انہ
سے چہرے کو ڈھانپ لیا پھر بڑے عزم و حوصلے سے موت کا انتظار کرنے لگیں۔



خان نے ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کتوں کو حکم دیا کہ انہیں ختم کردیں۔ خوشی
سنتے ہی کتے اپنی لمبی لمبی زبانیں باہر نکالے اور لال لال خون خوار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے
تیزی سے لپکے عقرب ان دونوں عورتوں کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ان حملہ آور کتوں کے
کا انتظار کرنے لگا۔
مام بدمعاش دل کھول کر قہقہے لگا رہے تھے۔ ہنس رہے تھے اور بہت خوش ہو رہے تھے کہ ان
ایک کی بھی خیر نہ ہوگی۔ کتے پہلے عقرب پر حملہ آور ہوں گے۔ پھر وہ دردانہ اور جمیلہ پر
گے۔ اپنے نوکیلے اور تیز پنجوں سے ان کے کپڑے پھاڑ دیں گے۔ تار تار کردیں گے۔ پھر
نازک اور گداز جسم پر اپنے دانت گاڑ دیں گے۔ وہ تینوں ان کتوں سے بچنے اور اپنی جان
لیے مختلف سمتوں میں بھاگیں گے۔ پناہ ڈھونڈیں گے۔ انہیں نہ تو پناہ ملے گی اور نہ وہ اپنے
پائیں گے۔ کتے انہیں چبالیں گے۔ دبوچ لیں گے۔ چیر پھاڑ دیں گے۔ خون پی جائیں
کے جسم سے بوٹیاں نوچ لیں گے۔ ہڈیاں تک چبا ڈالیں گے۔ یہ کیسا سنسنی خیز اور دل
ہوگا۔ ناقابل فراموش......
لیے یہ کھیل تماشا نیا نہیں تھا اور نہ ہی پہلی بار ہو رہا تھا۔ عوض خان کو اور انہیں ایسا کھیل تماشا
آج سے پہلے ایسا کھیل تماشا دو ایک مرتبہ ہوچکا تھا۔ عوض خان نے اپنے دو تین آدمیوں کو
اری کے مرتکب ہوئے تھے بدترین سزا دی تھی...... وہ سزا یہ تھی کہ ان پر کتے چھوڑ دیئے تھے
مہینے میں ایک مرتبہ بھیڑ بکریوں پر ان کتوں کو چڑھوا کر یہ وحشیانہ کھیل بڑے شوق سے
کے دل کو بڑی خوشی ہوتی تھی۔ اسے ایک عجیب سا لطف آتا اور بے حد محظوظ بھی ہوتا تھا۔
ی بہت خوش تھے۔ انسانوں اور بے زبان جانوروں کو تڑپتے اور چیخیں مارتے دیکھ کر انہیں
وس ہوتی تھی۔ آج کے کھیل کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں دو عورتیں شامل تھیں۔ وہ
یہ عورتیں بھی کیسی بے وقوف ہیں۔ ایک ذرا سی بات کے لیے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو
کے باس کا حکم مان لیتیں اور کپڑے اتار دیتیں تو باس انہیں اتنی سخت سزا نہیں دیتا۔ ان
ات سخت ناپسند تھی کہ اس کی حکم عدولی کی جائے۔
م بخود اپنی سانسیں روکے اس طرح کھڑے ہوئے تھے جیسے ان پر کوئی بجلی سی آگری
ے تھے اور ان درندہ صفت خون خوار کتوں کو خوف و دہشت سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے
ان کی روح کانپ رہی تھی۔ انہوں نے خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ یہ لرزہ
ے...... خوف و دہشت کے ساتھ ساتھ یہ بات ان کے لیے بڑی حیرت انگیز تھی کہ
ان اور اعتماد سے اس طرح کھڑا ہوا تھا جیسے کچھ ہوگا نہیں۔ صرف چند ثانیوں کی بات
رب، دردانہ اور جمیلہ پر حملہ آور ہونے والے تھے۔
کے بعد وہاں موجود سارے لوگوں نے ایک ایسا منظر دیکھا جو ناقابل یقین اور انتہائی
وہ پانچوں کتے عقرب کے سامنے پہنچ کر ٹھٹک کر رک گئے۔ پھر وہ عقرب کے پیروں پر

لوٹنے لگے جیسے وہ ان کا مالک ہو۔ آقا ہو۔ عقرب نے جھک کر باری باری ان کے سروں پر محبت سے ہاتھ پھیرا تو وہ اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ دردانہ اور جمیلہ نے یہ منظر دیکھا تو انہیں آیا۔ پھر وہ دونوں خوش اور ششدر ہو کر ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگیں۔ عوض خان نے شراب سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ تاکہ وہ شراب پیتے ہوئے اس خونی کھیل کو دیکھ سکے۔ اسے اس با غصہ تھا کہ عقرب نے اس کے آدمی ملک خان پر حملہ کر کے نہ صرف اسے بے ہوش کر دیا عورتوں کو فرار کرا دیا تھا۔ حویلی میں نجانے کس طرح سے داخل ہو گیا تھا۔ اس کی حویلی میں بغ داخل ہونے کی سزا موت تھی۔ ان عورتوں نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر کے اسے ایک طرح آدمیوں کے سامنے ذلیل کیا تھا۔ اس نے جو کچھ دیکھا اُسے جیسے یقین نہیں آیا۔ کتوں نے عورتوں پر حملہ نہیں کیا بلکہ وہ عقرب کے سامنے پہنچ کر بھیگی بلی بن گئے تھے۔ ایک دم سے اس کا گیا۔ اس نے اپنا گلاس میز پر پٹخ دیا۔ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ ہذیانی لہجے میں چیخا

ٹائیگر، ٹامی، شہزادے۔ ان تینوں کو کھا جاؤ...... انہیں ختم کر دو...... زندہ نہیں چھوڑو......"

عوض خان کی گرج دار آواز اور اس کے حکم کا ان کتوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس کی آواز ثابت ہوئی جس سے وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا گیا۔ ان کتوں میں سے کسی ایک کتے نے طرف دیکھا تک نہیں جیسے وہ بہرے ہو گئے ہوں۔ جلتی پر تیل کی دھار گر گئی تھی۔ اس کے جی وہ کلاشنکوف لے کر ان پر برسٹ دے مارے۔ لیکن ایسی حماقت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ کتے نہ حد قیمتی اور اس ملک میں نایاب تھے بلکہ تربیت یافتہ تھے۔ وہ انہیں اپنے دشمنوں کے خلاف ا تھا۔ جب وہ ہیروئن کی کھیپ لے کر آتا تھا یہ کتے اس کی اور مال کی حفاظت کرتے تھے۔ اس تمام اپنے غصے اور مشتعل جذبات پر قابو پایا۔ خوشی خان اور تمام بدمعاش بھی حیرت بھری نظروں کتوں کو دیکھ اور سوچ رہے تھے کہ ان کتوں کو یکایک یہ کیا ہو گیا......؟ وہ عقرب اور عورتوں کیوں نہیں ہوئے......؟ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انہیں حکم دینے پر انہوں نے کسی آدمی اور مویشی جب کہ یہ صبح سے بھوکے ہیں۔ وہ عقرب کو دیکھ کر ٹھنڈے اور بے جان کیوں ہو گئے ہیں؟

"خوشی خان!" عوض خان نے تڑختے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ "ان کتوں ہے؟...... یہ حملہ کیوں نہیں کر رہے ہیں؟"

"باس!...... میں خود حیران اور پریشان ہوں کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔" خوشی خان نے میں جواب دیا۔ "میری عقل کام نہیں کر رہی ہے۔"

"تم ان کے پاس جاؤ۔" عوض خان نے خشونت آمیز لہجے میں حکم دیا۔ "ان سے کہو خبر لیں۔ انہیں ختم کر دیں، مار ڈالیں۔"

خوشی خان جب ان کتوں کے پاس پہنچا تو کتے اسے دیکھ کر اس طرح غرانے لگے اجنبی ہو اور اس پر حملہ کر دیں گے۔ اسے خوف سا محسوس ہوا۔ وہ وحشت زدہ سا ہو کر تیزی سے اس کے جسم پر سرد لہر سنسنی بن کر دوڑ گئی۔ وہ عوض خان کے پاس آ کر حیرانی سے بولا۔ "باس



یہ کتے مجھ پر حملہ کرنے کے لیے تل گئے تھے......؟"

"ہاں...... میں نے دیکھا...... لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ تمہیں دیکھ کر غرائے ؟ تمہارا ان کے ساتھ رات دن کا تعلق ہے۔ تم ان کا خیال رکھتے ہو۔ ان کی تربیت بھی کرتے خان کا دماغ چکرا سا رہا تھا۔ "تھوڑی دیر پہلے ایسی کوئی بات تو نہ تھی۔ ان کتوں نے عقرب لر معلوم نہیں اس میں کیا دیکھ لیا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کیوں؟"

"وہ انہیں کچھ نہیں کہہ رہے ہیں...... ایسا لگ رہا ہے جیسے ان پر عقرب نے جادو کر دیا ہے۔" نے خیال ظاہر کیا۔

"میں جادو کا قائل نہیں ہوں۔" عوض خان نے الجھتے ہوئے کہا۔ "کوئی اور بات ہے جو اس وقت میں نہیں آ رہی ہے۔"

عقرب نے عوض خان کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے تھے۔ دمک رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں جیسے ہزاروں طاقتور برقی قمقمے تھے۔ وہ دلوں میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر بجا لا رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد بھی دے دردانہ جمیلہ ان کے پاس جا کر کھڑی ہو گئیں۔

خان!" عقرب نے اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈال کر کہا۔ "اب تمہارا کھیل ختم تم کیا ہو عوض خان! کیا تم واقعی انسان ہو؟ کیا انسان ایسے ہوتے ہیں؟ کیا تم انسانیت کے داغ نہیں ہو؟ تم بہت ہی ذلیل اور خبیث انسان نہیں ہو؟ کیا تم نے چنگیز اور ہلاکو خان کو بھی دیا ہے؟ تم اور تمہارے ساتھیوں نے بربریت اور بے رحمی کی انتہا نہیں کر دی؟ کیا انسانوں چھوڑا جاتا ہے؟ تم سب درندے ہو...... خون آشام بھیڑیے۔"

کھیل ختم نہیں ہوا ہے...... اصل کھیل تو اب شروع ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں اب تم کیسے اپنی ہو؟" عوض خان برہم ہو گیا۔ "یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ تم نے شاید اپنے کسی علم سے ان کتوں لیکن اس علم سے تم مجھ پر اور میرے آدمیوں پر قابو نہیں پا سکتے ہو۔ نہ یہاں سے تم یا زندہ بچ کر جا سکتے ہیں۔"

تمہارا نہیں بلکہ میرا کھیل شروع ہوگا عوض خان!" عقرب نے تیکھے لہجے میں کہا۔ "کان تم یا تمہارے آدمی ایک بندے کو بھی جانے سے روک نہیں سکتے ہیں۔ میں ان سب کو ہوں۔ لیکن میں یہاں سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔ میں تم سے کچھ وصول کر کے جاؤں

ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ کس کا کھیل شروع ہوتا ہے اور کون کامیاب ہوتا ہے؟ تم مجھ سے کیا ہو؟"

پچاس لاکھ روپے......" عقرب نے کہا۔ "جتنے لوگ تمہاری قید میں رہے ہیں انہیں تم روپے دو گے؟"

''وہ کس خوشی میں......؟'' عوض خان نے حیرت اور تمسخر سے پوچھا۔ ''کیا پچاس لاکھ رو
کے باپ کا مال ہے؟''

''وہ اس لیے کہ تم نے ان بے قصوروں کو اپنی نجی جیل میں قید کر رکھا......وہ بھی اس طرح
جیسے وہ انسان نہیں جانور ہوں......ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے......انہیں ذرا ذرا سی بات
اور جسمانی تکلیف پہنچائی گئی۔ دن میں صرف ایک مرتبہ انہیں کھانے کے لیے ترسا ترسا کر اتنا
دیا جاتا تھا کہ پیٹ نہیں بھرتا تھا......وہ مہینوں سے انہی کپڑوں میں ملبوس رہے جن میں وہ لا
تھے۔ وہ کپڑے اس قدر میلے، گندے اور بوسیدہ ہو گئے کہ اس میں سے تعفن اٹھنے لگا۔ پھر بھی انہ
لباس فراہم نہیں کیا گیا۔ جن کوٹھڑیوں میں رکھا گیا تھا۔ اس سے کبھی بیت الخلاء کے لیے باہر نہ
گیا۔ وہ سڑانڈ کی فضا میں سانس لیتے اور جیتے رہے۔ اور پھر انہیں جو کرب اور اذیت پہنچائی
کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ انہیں تشدد کا نشانہ بنایا......کانا خان، بھورے خان اور ملک خ
دونوں عورتوں سے دست درازی کی......ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس قدر عذاب ناک ہو گیا
موت مانگنے لگے تھے......اس لیے تمہیں فی کس پچاس لاکھ کی رقم بطور ہرجانہ ادا کرنا ہوگی گو اس
اذیت اور عذاب کی تلافی نہیں ہو سکتی اور زخم مندمل نہیں ہو سکیں گے۔ لیکن آنسو تو پونچھے جائیں
اور پھر اس سے بڑا دردناک عذاب اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم نے انہیں گھر والوں سے دور رکھا۔ تمہا
ورسوخ کی وجہ سے ان کے گھر والے انہیں چھڑا نہ سکے۔ وہ آج بھی ان کے لیے ماہی بے آب
تڑپ رہے ہیں۔ روز ان کا انتظار کرتے ہیں۔''

''پچاس لاکھ روپے کے بجائے پانچ گولیاں ان لوگوں کے لیے کافی ہوں گی۔ یعنی فی
پانچ گولیاں......'' وہ بڑے زور سے ہنسا۔ ''اس صورت میں یہ کہ ان کے گھر والوں نے دس دن
اندر تاوان کی رقم ادا نہیں کی......اب تم سب کو انہی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا جائے گا جن کوٹھڑیوں
رہے تھے......تمہارے بارے میں فیصلہ میں کل کروں گا۔ مجھے ملک خان کے ہوش میں آنے
ہے۔'' عوض خان نے زہر بھرے لہجے میں کہا۔

''پانچ گولیاں تو بہت دور کی بات ہے عوض خان! انہیں ایک گولی بھی نہیں ماری جا سکتی۔
ہم لوگ تمہارے رحم وکرم پر نہیں ہیں بلکہ تم اور تمہارے ساتھی ہیں۔ تم سب بہت جلد کیفر کردا
جاؤ گے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے جو فی کس پچاس لاکھ روپے کا مطالبہ کیا ہے وہ بہت کم ہے۔
رقم میں اضافہ کر رہا ہوں۔ تم فی کس پانچ کروڑ ادا کرو گے......سچ پوچھو تو پچاس لاکھ رو
ہیں۔'' عقرب نے کہا۔

''یہ کل سترہ عدد ہیں......اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں کل پچاسی کروڑ روپے ادا کروں....
رہا ہے کہ تمہاری عقل ٹھکانے نہیں ہے۔ خوف اور صدمے نے تمہیں پاگل کر دیا ہے جو تم پا
باتیں کر رہے ہو۔'' عوض خان نے کہا۔

''باس!'' خوشی خان نے فوراً ہی درمیان میں کہا۔ ''آپ اس کتے کی باتیں سن رہے



...ے کو منہ لگا رہے ہیں؟ آپ حکم کریں میں اسے بیچ جگہ کھڑے کر کے بھون دوں۔ یہ ذلیل
...اپنا آپ کیا سمجھ......''

...نے خان نے اپنی بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ عقرب نے آگے بڑھ کر ایک مکا اس کے منہ پر
...وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ زمین پر لڑکھڑاتا ہوا گر پڑا۔ نہ صرف اس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی
...اس کا جبڑا ٹوٹ گیا۔ بلکہ تین چار دانت ٹوٹ کر باہر نکل آئے۔ اس کے منہ سے خون جاری
...حیرت زدہ اور خوف ودہشت سے عقرب کو دیکھنے لگا جس کے ایک مکے نے اس کے چودہ طبق
...ئے تھے۔ اسے یقین نہیں آیا کہ اس جوان لڑکے میں اتنی طاقت ہے۔ اس کے دماغ کی
...ہل گئی تھیں۔

...عقرب نے فوراً ہی سرعت سے اس کی کلاشنکوف اٹھا لی اور اس کی نالی عوض خان کی گدی پر رکھ
...خان بھونچکا سا ہو گیا۔ عقرب نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ''عوض خان! اپنے ساتھیوں سے کہو کہ
...وقیں اور کلاشنکوفیں اس سامنے والے درخت کے نیچے ڈال دیں۔ کوئی بندوق یا کلاشنکوف
...حماقت نہ کرے......ورنہ تم زد میں آ جاؤ گے۔'' عقرب نے جس تیزی اور پھرتی سے
...اٹھا کر عوض خان کو بے بس کر دیا تھا اس سے عوض خان پر سکتہ سا چھا گیا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا
...اس ہوشیاری اور چالاکی سے اسے اپنے قابو میں کرے گا۔ اب وہ عقرب کے رحم وکرم پر
...آ چکی تھی۔ عقرب اس کے لیے موت کا فرشتہ بن گیا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی عقرب کا بال
...نہیں کر سکتے تھے۔ وہ کبھی ایسی صورت حال سے دوچار نہیں ہوا تھا۔ عقرب کے حکم کی تعمیل کے سوا
...نہیں تھا۔

...سب اپنا اسلحہ اس سامنے والے درخت کے نیچے ڈال دو......'' عوض خان نے پھنسی پھنسی
...عوض خان کے آدمی بھی اپنے باس کو عقرب کے رحم وکرم پر دیکھ کر ششدر رہ گئے تھے۔
...نہیں آیا۔ اب عقرب کے حکم کی تعمیل کے سوا چارہ نہیں رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ عقرب اور
...رہے تھے۔ اب ان کی سٹی گم ہو چکی تھی۔ کتوں نے بھی جو عقرب اور عورتوں کو نشانہ نہیں بنایا
...لیے حیران کن تھا۔ انہوں نے اپنا اسلحہ اس درخت کے نیچے ڈال دیا اور واپس اپنی جگہ
...گئے۔ خوشی خان اٹھ کر بیٹھ گیا تھا لیکن درد اور تکلیف سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ وہ کراہ
...تڑپ بھی رہا تھا۔ اس سے تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

...خان!'' عقرب نے کرخت لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ ''اب تم ہرجانے کی رقم کے بارے
......؟ پہلے تو میں نے تم سے پچاس لاکھ روپے فی کس دینے کے لیے کہا تھا۔ چونکہ تم نے
...زبان سے مار دینے کی بات کی تھی۔ اس لیے میں نے اس رقم کو پچاس لاکھ سے بڑھا کر
......تم فی کس پانچ کروڑ دے رہے ہو یا نہیں......؟''

...پاس اتنی رقم کہاں ہے جو میں ادا کر سکوں......؟ میرے پاس دو تین لاکھ روپے سے
...عوض خان بولا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو عوض خان!'' عقرب نے کلاشنکوف کی نال اس کی گردن میں چ
ہوئے کہا۔ ''تم نے ہیروئن کی ایک کھیپ یورپ اسمگل کر کے اس سے ایک ارب روپے کمائے ا
خوشی میں حویلی میں جشن ہوا طوائفیں بلائی گئیں۔ شراب اور شباب پر تم نے پیسہ پانی کی
بہایا۔ اپنے ہر آدمی کو ایک ایک لاکھ روپے بھی دیئے۔''
''یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں نے ایک ارب کمائے......؟'' عوض خان نے تکرار
جھوٹ ہے۔ تمہارے ذہن کی اختراع ہے۔''
''جس نے بھی کہا اس نے غلط نہیں کہا......'' عقرب کہنے لگا۔ ''تم نے اس ایک ارب
دس کروڑ روپے بین الاقوامی مافیا کو دیئے جس کے تم رکن ہو...... باقی رقم میں سے تیس لاکھ رو
گروہ میں تقسیم کیئے۔ اسلحہ خریدنے، کالی بھیڑوں کو نوازنے کے بعد اب تمہارے پاس بچا
روپے موجود ہیں۔ اس رقم کے حق دار میرے یہ ساتھی ہیں۔'' عوض خان دنگ رہ گیا۔ اسے غص
حساب کتاب عقرب کو کس نے اور کیسے اور کب بتایا۔ عقرب نے کہیں ملک خان سے تو نہیں معلو
لیکن ملک خان نے اسے کیوں اور کس لیے بتایا ہوگا۔ وہ کیوں بتانے لگا۔
''کیا سوچ رہے ہو عوض خان؟'' عقرب نے کہا۔ ''جلدی سے فیصلہ کرو۔ یہ لوگ اپنے
جانے کے لیے بے چین ہیں۔''
''میرے پاس اتنی بڑی رقم نہیں ہے...... یہ تمہارا وہم ہے۔ خیال ہے۔'' عوض خان نے
کسمساتے ہوئے کہا۔
''تم جھوٹ بول رہے ہو خبیث!'' عقرب نے نال سے اس کی گدی پر ضرب لگا
کہا۔ ''یہ رقم تم نے اپنی خواب گاہ کی تجوری میں رکھی ہوئی ہے۔ چلو اٹھو...... جلدی سے چل کر ب
دو۔ ورنہ میں تمہیں برسٹ مار کر بھون دوں گا سمجھے......''
''تمہیں میری بات کا یقین نہیں آ رہا ہے تم خود چل کر میری تجوری دیکھ لو۔'' عوض خان
سوچتے ہوئے کہا۔
عقرب نے ساتھیوں میں سے ریحان خٹک اور ارباب خان کو بلایا اور ان سے کہا
کلاشنکوفیں اٹھا لائیں۔ جب وہ کلاشنکوفیں اٹھا کر لے آئے تو اس نے عوض خان کے آدمیوں کو
وہ زمین پر منہ کے بل لیٹ جائیں اور اپنے ہاتھ اپنی گردنوں پر رکھ لیں۔ انہوں نے قدرے
کے بعد عقرب کے حکم کی تعمیل کی۔ اس نے خوشی خان کو ان کے ساتھ ہی لٹا دیا۔ پھر اس نے ری
اور ارباب خان سے کہا...... ان میں سے کسی نے سر اٹھایا تو اسے بلا تامل گولی مار دی جائے۔ و
آنے تک ان کے سروں پر کلاشنکوفیں تانے کھڑے رہیں۔ کتوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت
وقت کتے اونگھ رہے ہیں۔ ان پر ایک غشی کی سی کیفیت طاری ہے۔ عقرب نے دردانہ اور جمیلہ
ہمراہ لے لیا۔ وہ عوض خان کو لے کر اس کی خواب گاہ میں پہنچا۔ دردانہ اور جمیلہ اس کی خواب
دنگ رہ گئیں۔ اس کی خواب گاہ پر کسی شاہی محل کا دھوکہ ہو رہا تھا۔ اس کی تزئین و آرائش پر عوض



طرح بہایا ہوا تھا۔ وہ سحر زدہ سی ہو کر اس خواب گاہ کو دیکھنے لگیں۔
''ذلیل...... کمینے......'' جمیلہ نے عوض خان کو نفرت اور حقارت سے مخاطب کیا۔ ''تو یہاں
طرح رہ رہا تھا اور ہمیں ان گندی، غلیظ اور تنگ کوٹھڑیوں میں قید کر رکھا تھا جو اصطبل سے بھی
ہم لوگوں پر ذرا برابر بھی ترس نہیں آیا؟''
اس سور کو اس کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیں جس میں ہم قید تھیں۔'' دردانہ نے عقرب
اسے پتہ چل سکے کہ ہم مہینوں ان کوٹھریوں میں کس طرح بند رہے ہیں۔ یہ ایک دن بھی زندہ
'' جمیلہ نے عوض خان کے پاس جا کر اس کے منہ پر تھوک دیا۔ ''میں نے تم جیسا ذلیل
اور نہ سنا...... تمہاری ماں زندہ ہوتی تو اپنے آپ کو کوستی اور پچھتاتی کہ میں نے کیسی اولاد
اس کے پیدا ہوتے ہی اس کا گلا دبا دیتی۔''
خان کی رگوں میں لہو ابلنے لگا۔ لیکن وہ اس وقت بے بس تھا وہ اس توہین و ذلت پر کچھ نہیں
اس کے پاس کلاشنکوف ہوتی تو وہ جمیلہ کو بھون کر رکھ دیتا۔ کسی نے آج تک اس کی اس طرح
اس نے بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ صاف کیا۔ اس نے تجوری کے پاس جا کر اس کا
دروازہ کھول دیا۔ چشم زدن میں اس نے تجوری میں سے ریوالور نکال کر جمیلہ کو دبوچ لیا اور
ریوالور کی نال رکھ دی اور جمیلہ کو عوض خان نے ڈھال بنا لیا۔ جمیلہ اور دردانہ بھونچکی سی

کوف پھینک دو......'' عوض خان نے ہیجانی لہجے میں کہا۔ ''ورنہ میں اس کی کھوپڑی میں
دوں گا۔''
خان!'' عقرب نے بڑے سکون و اطمینان سے کہا۔ ''تمہارا ریوالور نہ صرف خالی ہے بلکہ
چل بھی نہیں سکتا ہے۔''
یانی حربہ آزما رہے ہو......؟'' عوض خان پھنکارا۔ ''میں نے بھرا ہوا ریوالور خود رکھا
گولیاں ہیں۔''
رہا ہوں...... تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے تو ایک فائر کر کے دیکھ لو۔ اپنی تسلی
نے کہا۔ عوض خان نے فوراً ہی عقرب کا نشانہ لے کر لبلبی دبا دی۔ لبلبی دب نہ سکی۔ وہ
ئی۔ اس میں سے گولی بھی نہ نکل سکی۔ اس نے فوراً ہی اس کا چیمبر کھول کر دیکھا۔ وہ
ں ایک گولی بھی نہیں تھی۔
چھوڑ دو اور تجوری کے پاس سے ہٹ جاؤ۔'' عقرب نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ''اب تم
ہو۔''
نے جمیلہ کو چھوڑ دیا۔ عقرب نے اسے ملحق غسل خانے میں بند کر دیا اور دردانہ کے
کر اسے دروازے کے باہر پہرے پر کھڑا کر دیا۔ پھر وہ جمیلہ کو لے کر تجوری کی
ں ہزار ہزار کے نوٹوں کی گڈیاں بھری ہوئی تھیں۔ جمیلہ کی آنکھیں اتنے سارے

نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

عوض خان کے کمرے میں میز کی دراز میں بڑے بڑے لفافے رکھے ہوئے تھے۔ عقرب نے مل کر ان لفافوں میں نوٹوں کی گڈیاں رکھنا شروع کر دیں۔ اس میں نصف گھنٹہ لگ... ان تمام لفافوں کو ایک چادر میں رکھ کر باندھ دیا گیا۔ پھر عوض خان کو غسل خانے میں سے نکالا... تجوری دیکھ کر اس کی حالت ایک مردے سے بھی بدتر ہوگئی۔ اس کی آنکھوں سے وحشت جھانک...

''دولت آنی جانی چیز ہے عوض خان!'' عقرب نے کہا۔ ''ان میں سے کوئی سوچ سکتا تھ... نہ صرف زنداں سے ڈرامائی انداز سے رہائی ملے گی بلکہ اتنی بڑی رقم بھی مل جائے گی۔ جس... میں وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے جو ظلم سہا ہے تکلیفیں اٹھائی ہیں یہ اس کا صلہ ہے او... جرائم کا جرمانہ...... چلو اس گٹھڑی کو اٹھاؤ۔ باہر نکلو۔''

جب وہ کھلی جگہ پر آئے تو منظر وہی تھا جو وہ چھوڑ گئے تھے۔ عقرب نے لفافے مساوی... سب میں تقسیم کر دیئے اور جب انہیں بتایا کہ ہر ایک کے حصے میں پانچ کروڑ کی رقم آئی ہے تو... نہیں آیا۔ پھر وہ سب دو جیپوں میں سوار ہو گئے جو گیٹ کے پاس گاڑیوں کے پاس پارک تھیں... خٹک اور ارباب خان نے اسٹیئرنگ سنبھال لیے۔ ان کی اگنیشن میں چابیاں لگی ہوئی تھیں۔ دونوں جیپیں باہر آئیں اور عقرب گیٹ بند کر رہا تھا تب ان لوگوں نے ایک خوفناک منظر دیکھ... خوار کتے جو اونگھ رہے تھے ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عو... حملہ کر دیا دوسرے نے خوشی خان پر...... باقی کتوں نے دوسرے بدمعاشوں پر...... ان بدمع... دوڑ کر بندوقیں اور کلاشنکوفیں اٹھانا چاہیں لیکن کتوں نے انہیں موقع نہیں دیا۔ کتے انہیں چیر... لگے۔ ان پر ایک جنون سا سوار ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے آقا کی بھی پرواہ نہیں کی۔...... عوض... خان اور دوسرے بدمعاشوں کی دلخراش چیخیں فضا میں گونجنے لگیں۔ ان میں سے دو تین بدم... کمروں کی طرف لپکے۔ ان کے دروازے جیسے کسی غیبی طاقت نے بند کر دیئے تھے۔ جدھر... وہ ادھر بھاگے لیکن ان کے لیے کہیں پناہ نہیں تھی۔

عقرب نے لیٹ بند کر دیئے اور جیپ میں آ بیٹھا جس میں دردانہ اور جمیلہ بیٹھی... دونوں جیپیں ایک دوسرے کے پیچھے چل پڑیں۔ یہ طے پایا تھا کہ ریحان خٹک اور ارباب خ... لوگوں کو گھر پہنچائیں گے۔ پھر وہ اپنے گھر جائیں گے۔ عقرب نے ان لوگوں سے کہا تھا... ان کے پاس تحقیقات کے لیے آئے گی تو کتوں کے حملے کے واقعے سے لاعلمی ظاہر کریں... کو صرف یہ بیان دیں کہ وہ موقع پا کر نجی جیل سے فرار ہو کر گھر پہنچ گئے۔ رقم کے بارے میں... نہ کہیں۔ پولیس کو پتہ چل گیا تو وہ نہ صرف ساری رقم وصول کر لے گی بلکہ پریشان اور ہراسا... گی۔''

دردانہ نے کہا۔ ''یونس خان ہم پر کتے چھوڑ کر خونی تماشا دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ خود... معاملہ بالکل الٹ ہو گیا۔''



...معلوم نہیں اللہ نے کس کی دعا قبول کی کہ کتے حملہ کرنے کے بجائے پاس آ کر بھیگی بلی بن... ...بولی۔ ''مجھے اس لمحے ایسے لگا جیسے انہیں کسی نے ہپناٹائز کر دیا ہو۔ اگر وہ ہپناٹائز نہ ہو گئے... ...ہم تینوں کو اسی طرح تکا بوٹی کر دیتے جیسے اس وقت عوض خان اور اس کے ساتھیوں کی ہو رہی...

''...ہپناٹائز نہیں بلکہ ان پر عقرب نے جیسے جادو کر دیا۔'' ریحان خٹک نے کہا۔ ''عقرب! کیا آپ ...ہیں؟''

''...نہیں...... میں کوئی جادو نہیں جانتا ہوں؟''

...عقرب نے اپنے جادو کے بارے میں کچھ ظاہر نہیں کیا۔ ''میرے خیال میں یہ مکافات عمل تھا۔ ...ان لوگوں کی فریاد سن لی۔ اس نے ان خون خوار کتوں کو بے بس کر کے رکھ دیا۔''

''...آپ کچھ بھی کہہ لیں...... لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ پانچوں کتے جادو کے...'' ریحان خٹک نے کہا۔ ''ہم میں سے کوئی بھی جادوگر نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو اس جیل سے ...نجات پا چکے ہوتے......''

''...آپ کے خیال میں عقرب کوئی جادو یا عمل وغیرہ جانتے ہیں......!'' جمیلہ نے ریحان خٹک ...کہا۔

''...ہاں......'' ریحان خٹک نے کہا۔ ''اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ حویلی سے باہر آتے ہی کتوں ...کر دیا۔''

''...آپ لوگ جو چاہیں کہہ لیں اور سمجھ لیں۔'' عقرب نے موضوع بدلا۔ ''اللہ کا شکر ادا کریں کہ ...نئی زندگی دی۔''

...بازی جو ایک ادھیڑ عمر کے شخص تھے بولے۔ ''میرے ہاں دو اعلیٰ قسم کے کتے ہیں۔ کتا کسی... ...اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے۔ جانوروں کی خصوصیات میں سے گھوڑے اور کتے کی ...مشہور ہے۔ مگر ایک بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ان کتوں نے اپنے مالک اور اس ...اپنے آپ کیسے حملہ کر دیا؟ انہیں بری طرح چیر پھاڑ دیا...... مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ ان پر ...اس جادو کے سبب انہیں کسی بات کی تمیز نہ رہی۔ انہوں نے اپنے مالک اور اس کے ...نہیں بخشا۔ انہیں ہر شخص اجنبی اور دشمن لگا۔ یہ جادو عقرب کا معلوم ہوتا ہے۔ آپ لوگ غور ...۔ آپ کو اندازہ ہو گا کہ عقرب نے اپنے علم سے کام لے کر ہم لوگوں کی جانیں بچائیں ...یہاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے......''

...بات یہ ہے کہ عقرب نے ہم لوگوں کو بے پناہ دولت دلا دی لیکن اپنے لیے ایک پیسہ بھی ...نے کہا۔ ''یہ بہت بڑی بات ہے۔ پانچ کروڑ کی رقم دیکھ کر یقین نہیں آ رہا ہے۔ یہ سب ...خواب کی طرح لگ رہا ہے۔ اس رقم سے بڑی دولت آزادی ہے۔ کھلی فضا میں سانس ...واپسی ہے اور سب سے ملنے کی خوشی ہے۔ آج اب احساس ہو رہا ہے کہ آزادی کتنی

بڑی نعمت ہے..... کیا ہم آزادی اور دولت پا کر خود غرض نہیں ہو گئے ہیں۔ عقرب کے احسان کو
کر رہے ہیں۔ ان کی بدولت ہمیں رقم اور آزادی حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے اب تک ان کا نہ تو
کیا اور نہ ہی اس رقم میں سے حصہ دیا۔ عقرب ہماری مدد کو نہ آتے تو ہم اس تنگ و تاریک کوٹھڑی
سسک سسک کر مر جاتے..... میں اپنی رقم میں سے انہیں حصہ دے رہی ہوں۔"
"میرا پورا حصہ ان کی نذر ہے۔" جمیلہ جذباتی لہجے میں بولی۔ "سچ پوچھو تو باعزت آزا
بڑی دولت کوئی نہیں ہے۔"
"میں بھی اپنی طرف سے نصف حصہ دینے لگا ہوں۔" ریحان خٹک بولا۔ "عقرب وا
مخلص بے غرض اور عظیم تر ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے
پیسہ بھی نہیں لیا۔"
"میں اپنی پوری رقم اس عظیم شخص کی نذر کر رہا ہوں۔" رؤف نیازی نے کہا۔ "سچی بات
کہ ہمیں آزادی کی دولت ملی ہے وہی بہت بڑی ہے۔ دولت کیا ہے۔ آنی جانی چیز ہے۔
ہوتی ہے اتنی ہی بری بھی ہے۔ یعنی اس کی زیادتی انسان کو بہکا دیتی ہے۔ شیطان بنا دیتی ہے
سارے مسائل پیدا کر دیتی ہے۔"
"ہم لوگ بھی اپنے اپنے حصے میں سے نصف حصہ دینے کے لیے تیار ہیں۔" دوسر
لوگوں نے بیک وقت کہا۔
"نہیں..... مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔" عقرب نے کہا۔ "میرے پاس اللہ کا دیا
ہے۔ دراصل یہ رقم ایک غیبی امداد ہے۔ آپ لوگوں نے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں قدرت نے اس
دی ہے۔ اچھا اب آپ جیپ ادھر روک لیں۔ میں آپ لوگوں کے خلوص اور جذبے سے بہت
ہوں۔ مجھے دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔"
ریحان خٹک نے اپنی جیپ سڑک کے کنارے روک لی تو ارباب خان نے بھی روک لی
نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ "آپ ہمیں بہت یاد آئیں گے۔ ہم لوگ کبھی آپ کو فرام
کر سکیں گے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں..... ہم آپ کی خدمت کریں گے
کے احسان کا بدلہ ہم چکا تو نہیں سکتے، لیکن......"
"میں معذرت خواہ ہوں کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں چل سکوں گا۔" عقرب نے
سے باری باری گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے کچھ اور ضروری کام نمٹانے ہیں۔ ا
کو عوض خان کے گروہ سے ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی اور اس کے سا
موت کے بعد وہ گروہ ختم ہو گیا ہے۔ شاید ہی اس کا کوئی ساتھی بچا ہو۔ ان کی موت ہم سب کے
انسانیت کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ بے رحم، سفاک اور درندہ صفت اور پیشہ
تھے۔ انہوں نے بڑی بے رحمی سے انسانوں کو قتل کیا۔ قدرت نے انہیں بڑی عبرتناک سزا دی
سزا کے یہ مستحق بھی تھے۔ وہ کیفر کردار تک پہنچ گئے۔ اللہ حافظ......" عقرب نے ارباب خان



جا کر اس سے اور اس کی جیپ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے ہاتھ ملایا۔ دونوں جیپیں روانہ
ان تمام لوگوں نے عقرب کو پرنم آنکھوں سے الوداع کہا۔ پھر اس نے اپنی جیپ بھاری محسوس
نے اس کی جیب میں چپکے سے ہزار روپے کے نوٹوں کی گڈی رکھ دی تھی اور اسے بروقت خبر نہ

رب نے ایک پی سی او سے پولیس ہیڈ کوارٹر فون کر کے انہیں اطلاع دی کہ..... خوں خوار کتوں
ان عوض خان اور اس کے ساتھیوں کو موت سے ہمکنار کر دیا ہے۔ ملک خان بے ہوشی کی
ویلی کے ایک کمرے میں پڑا ہوا ہے۔ حویلی کے ایک کمرے میں ہر قسم کا اسلحہ اور دو من
رکھی ہوئی ہے۔ انسپکٹر نے اس سے پوچھا کہ وہ کون بول رہا ہے۔ اور اس واقعے کا اسے کیسے
علم ہوا..... عقرب نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ ریسیور رکھ دیا۔ وہ اپنے بارے میں
نا نہیں چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک ہوٹل میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے پولیس
الوں اور ایک ٹرک کو جس میں کوئی تیس کے لگ بھگ مسلح سپاہی موجود تھے حویلی کی جانب
ت جاتے ہوئے دیکھا۔ عقرب کو اس بات کی خوشی ہوئی کہ ایک مافیا اور ایک ظالم شخص کا
اگر وہ پراسرار علوم کا ماہر نہ ہوتا تو عوض خان کے چنگل سے کسی کو نکال نہیں پاتا۔ وہ غریب
تے رہتے، ان کے لواحقین چھڑا نہ سکتے تھے تاوان ادا کر کے۔

☆......☆......☆

ب کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ مری جائے۔ ویسے اس نے پشاور سے راولپنڈی جاتے ہوئے
کے بارے میں سوچا تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ اسلام آباد اور راولپنڈی شہر دیکھ کر لاہور چلا
اس نے ایک دل گرفتہ جوان شخص کو دیکھا تو اس نے نہ صرف مری جانے بلکہ اس شخص کی مدد کا
لیا۔ عقرب نے اس کا ذہن پڑھ کر اس کا دکھ اور پریشانی معلوم کر لی تھی اور پھر یہ شخص جس کا
اس نے ایک مشہور و معروف شخص کے قتل کا منصوبہ بنایا ہوا تھا۔ کیوں کہ اس کے پاس اس
انتقام لینے کی کوئی صورت نہ تھی۔ کیوں کہ اس اعلیٰ شخصیت نے اس کی محبت پر ڈاکہ مارا تھا۔
اور مجبوری سے فائدہ اٹھایا تھا۔
نے پشاور سے راولپنڈی پہنچنے کے بعد ایک ہوٹل میں کمرہ کرایہ پر لیا۔ وہ ہوٹل سے سیر
چائے پینے نکلا۔ جب وہ ایک عام قسم کے ہوٹل میں چائے پینے کے خیال سے داخل ہوا تو
شہباز اکیلا بیٹھا دکھائی دیا۔ اس ہوٹل کی دودھ پتی کی چائے بہت مشہور تھی۔ چائے پینے
کی تعداد ہوٹل سے باہر بینچوں پر بیٹھی تھی اور چائے پی رہی تھی۔ اس نے غیر ارادی طور پر
لیا تھا۔ شہباز کے سامنے گرم گرم چائے رکھی ہوئی تھی۔ مگر وہ کسی گہری سوچ میں غرق
اپنے لیے بھی چائے منگوائی۔ جب اس کی چائے آ گئی تو اس نے شہباز سے کہا۔ "تم کیا
تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"
اس کی آواز سن کر چونکا۔ اس نے عقرب کی طرف دیکھا۔ عقرب کی سحر انگیز شخصیت نے

اسے متاثر کیا۔ وہ شکریہ کہہ کر چائے پینے لگا۔ مگر چائے اسے زہر لگ رہی تھی۔ اس کے حلق
رہی تھی۔ اس کے سینے میں آہیں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے دو ایک گھونٹ لے کر چائے چھوڑ
سگریٹ کا پیکٹ نکالا۔ اس میں سے ایک سگریٹ نکالا۔ پھر اسے سلگا کر اس کا ایک لمبا
اس نے اس کی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔

"چائے بہت اچھی ہے۔" عقرب نے اس کے دو گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ "تم چا
نہیں پی رہے ہو......؟"

"مجھے اچھی نہیں لگ رہی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "بہت تلخ اور زہر لگ رہی ہے
نہیں پی رہا ہوں۔"

"تمہیں چائے اس لیے اچھی نہیں لگ رہی ہے۔ تم بہت غم زدہ اور پریشان ہو۔ دل
ہے۔"

"ہاں......یہی بات ہے۔" اس نے سر ہلایا۔ "میرا دل اس دنیا سے اچاٹ ہو چکا ہے
کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ہے؟"

"تم ابھی جوان آدمی ہو۔ ابھی سے دنیا سے بیزار ہو گئے ہو اور بڑے بوڑھوں کی طر
باتیں کر رہے ہو؟"

"جب کسی کی خوشیاں چھین لی جائیں اور اس کی دنیا تاراج کر دی جائے تو وہ مایوسی
کی باتیں نہیں کرے تو اور کیا کرے۔ میرے دل میں زندہ رہنے کی کوئی آرزو نہیں رہی۔
نہیں رہی ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ تمہاری خوشیاں کس نے؟ کیوں؟ اور کس لیے چھین لی ہیں
نے پوچھا۔

"آپ جان کر کیا کریں گے۔" اس نے گہری سانس لی۔ "جب کہ آپ غیر ہیں۔ آ
کوئی رشتہ ناتا بھی نہیں ہے۔ میرے دوست احباب اور رشتہ داروں نے میرا غم نہیں بانٹا۔ آ
چھوٹی ہو سکتی ہے؟"

"میں اس لیے جاننا چاہتا ہوں کہ شاید تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔ تمہاری خوشیاں
ہیں۔ شاید انہیں واپس دلا سکوں......؟ میں تمہارا دوست یا رشتہ دار نہیں تو کیا ہوا؟" عقرب

"میری خوشیاں مجھے کبھی نہیں مل سکتی ہیں۔" وہ جذباتی لہجے میں بولا۔ "مجھے صرف او
ہی مل سکتی ہے۔"

"خوشیاں کیوں نہیں مل سکتی ہیں؟" عقرب نے اسے دلاسا دیا۔ "تم اس قدر ما
برداشتہ کیوں ہو رہے ہو؟"

"اس لیے کہ جس نے میری خوشیاں چھینی ہیں اور میری زندگی میں اندھیرا کیا ہے
بہت بڑا آدمی ہے۔"



"یہ وہ شخص......؟" عقرب نے دریافت کیا۔ "کیا تم مجھے اس کے بارے میں کچھ بتانا
؟"

"ایک بڑا جاگیردار ہے بلکہ ایک مشہور و معروف سیاسی شخصیت بھی ہے۔ اقتدار میں
اسے چوہدری کہہ سکتے ہیں۔ اس کا نام کچھ اور ہے لیکن میں اسے چوہدری کہتا ہوں۔
نام چوہدری رکھ دیا ہے۔ اس ملک میں چوہدریوں کی حکومت ہے۔ غریبوں کی نہیں۔" اس
تے ہوئے کہا۔ "آپ نے اس کا نام سنا ہے نا؟"

"میں نے اس کا نام سنا ہے۔" عقرب کہنے لگا۔ "یہ شخص چاہے اقتدار میں رہا ہو یا
بہت سرگرم اور فعال شخصیت ہے۔ ملک و قوم اور غریبوں کا ہمدرد......ابھی بھی محتاجوں
کرتا رہتا ہے۔"

"ڈھونگ، دکھاوا اور نام و نمائش ہے۔ اس کا اصل چہرہ اور ہے......دراصل جتنی بھی
ان میں سے ایک بھی مخلص نہیں ہے۔ جس طرح ہاتھی کے دانت کھانے کے اور
ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے چہرے بھی ہوتے ہیں۔ آپ ان کے اصل چہرے دیکھ
سے سخت نفرت ہو جائے گی۔" شہباز نے کہا۔

"بتاؤ کہ چوہدری صاحب نے تمہارے ساتھ کیا کیا......؟ تمہاری کون سی خوشی چھین
پوچھا۔

"نے کیا کچھ نہیں کیا......اس حرام زادے نے میری بیوی کو اغوا کر لیا؟"

"کس لیے؟ تم نے کیا کیا جو اس نے ایسا کیا؟"

"کچھ نہیں کیا......" شہباز نے جواب دیا۔ "دراصل میری بیوی بہت حسین اور جوان
ہی ہو گیا۔"

"اور حسین اور جوان لڑکیاں نہیں جو وہ تمہاری بیوی پر فدا ہو گیا۔ اس جیسے لوگوں کے
کی ہو سکتی ہے؟ ان لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہوتی ہے۔ وہ تین تین اور چار چار

"طرح چھوٹے لوگوں کو اچھا کھاتے پیتے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اس طرح اس بات کو
کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو ان کے پاس نہ ہو۔ چوہدری نے میری بیوی کو
پر لوٹ گیا۔"

"تو مجھے پوری کہانی سناؤ۔ یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری بیوی کون ہے؟ تم کون ہو؟ تمہارا نام
ہدری سے کیا تعلق رہا ہے تاکہ اس کہانی کی روشنی میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں؟"
عقرب نے اس کا ذہن پڑھ کر سب کچھ معلوم کر لیا تھا لیکن وہ اس کی زبانی سب کچھ جاننا

"شہباز اعوان ہے۔" وہ کہنے لگا۔ "چوہدری صاحب کی سیاسی جماعت کے دفتر میں

کلرک کا کام کرتا ہوں۔ میرا کام یہ ہے کہ ان کے اخباری بیانات تصویروں اور انٹرویو
ریکارڈ روم میں رکھوں اور ان کے دفتر سے جو پریس ریلیز جاری ہو وہ ٹی وی اور ر
اخبارات کے دفاتر میں پہنچاؤں۔ میری بیوی کا نام نوراں ہے۔ نوراں میرے چچا کی
ایک والدہ ہے جو چچا کے ساتھ رہتی ہے۔ میری دو بڑی بہنوں کی شادی ہو چکی ہے۔ میرا
فیصل آباد میں رہتے ہیں۔ میں لاہور میں ملازمت کے سلسلے میں رہتا ہوں۔ میں شاد
شادی کے بعد ہفتہ کی شام کو فیصل آباد چلا جاتا۔ پھر پیر کی صبح فیصل آباد سے روانہ ہ
جاتا۔ میں نے لاہور میں ملازمت ملنے کے بعد ایک مکان کرائے پر لے لیا تھا جو ایک
اس میں صحن، غسل خانہ اور باورچی خانہ بھی ہے۔ یہ مکان میرے دوست کا ہے جو بہت کم

نوراں اور میں بچپن سے ہی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔ جوانی آئی تو ہم
پروان چڑھتی گئی۔ اس کے حسن نے پورے خاندان ہی کو نہیں بلکہ پورے شہر والوں کو چو
لیے رشتوں کا تانتا بندھ گیا تھا۔ میرے چچا نے چونکہ میری ماں کو زبان دی ہوئی تھی ا
بڑے بڑے رشتوں کو ٹھکرا دیا۔ پھر میری شادی نوراں سے کردی۔ میری شادی کو سات
ہے۔ شادی کے بعد ہم دونوں کی محبت نے شدت اختیار کرلی۔ میں نہیں جانتا کہ ہم دونوا
کو اس قدر کیوں چاہنے لگے۔ ایک ہفتے کی جدائی میرے لیے قیامت سے کم نہیں تھی۔ ا
ماہی بے آب کی سی ہو جاتی تھی۔ میں اسے اس لیے لاہور لانا نہیں چاہتا تھا کہ میری مالی
میں دو کمروں کا مکان تلاش کرنے لگا تاکہ ماں اور بیوی کو رکھ سکوں۔ مکان تو بہت تھے لیکن
سے باہر تھے۔ اتنا کرایہ دینا میرے بس کی بات نہ تھی۔ مجھے جو تنخواہ ملتی تھی اس میں گ
ہو پا رہا تھا۔

ایک روز نوراں نے لاہور گھومنے کی فرمائش کی تو میری ماں نے کہا کہ میں نوراں
کے لیے لاہور لے جاؤں۔ دس دن پہلے کی بات ہے کہ میں نوراں کو لاہور لایا۔ کوئی دو
اور نوراں فلم دیکھنے گئے۔ جب ہم فلم دیکھ کر نکلے تو نوراں نے کڑاہی مرغی کھانے کی فرمائ
ایک تانگہ کرلیا۔ میں کوچوان کے ساتھ بیٹھا تھا۔ نوراں پیچھے بیٹھی تھی۔ گاڑیاں جو گز
روشنیوں میں نوراں نہا جاتی تھی۔ کوئی چھ سات منٹ کی مسافت کے بعد ایک مرسڈیز گ
کے آگے آکر اسے رکنے پر مجبور کردیا۔ میں نے گاڑی کو دیکھا اس میں چوہدری ب
پاس..... ڈرائیور کے ساتھ مسلح گارڈ بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی نشست پر چوہدری اکیلا بیٹھا
تانگے سے اتر کر گاڑی کے پاس گیا چوہدری کو سلام کیا۔ چوہدری نے کھڑکی کا شیشہ نی
''یہ لڑکی کون ہے؟ کیا ہیرا منڈی کی ہے.....؟''

چوہدری کی بات سن کر میرا خون کھول گیا۔ لیکن میں کیا کہہ سکتا تھا۔ میں نے
کہا۔ ''یہ میری بیوی نوراں ہے۔''
''یہ تمہاری بیوی ہے.....؟'' چوہدری کو جیسے یقین نہیں آیا۔ ''تمہاری شادی کب



راں.....؟''
نے آپ کی خدمت میں دعوت نامہ پیش کیا تھا۔ آپ مصروفیت کی وجہ سے آ نہ سکے......
ہزار روپے مجھے دیئے تھے کہ میں کوئی تحفہ خرید لوں...... میری شادی کو سات ماہ کا عرصہ ہو رہا
نے جواب دیا۔
ہاری شادی کو سات مہینے ہو گئے.....؟'' چوہدری نے یہ بات عجیب لہجے میں کہی۔ ''تم
قت کہاں جا رہے ہو؟''
ہم دونوں ریگل چوک تک جا رہے ہیں کڑاہی مرغ کھانے کے لیے۔'' میں نے بغیر
نے کہا۔
لی رات کا کھانا تم دونوں ہمارے ساتھ چل کر کھاؤ گے۔ اپنی بیوی کو بلا لاؤ.....'' چوہدری

بے وقوف شخص نہ تھا۔ چوہدری نے مجھ جیسے ایک شخص کو جو ایک معمولی سا شخص تھا۔ رات
دعوت دی اور جو جذبہ کارفرما تھا۔ اسے میں سمجھ گیا۔ دراصل اسے میری بیوی کے حسن و
یا تھا۔ وہ میری بیوی کو بہت قریب اور غور سے دیکھنا چاہتا تھا۔ یوں بھی میرے علم میں
تھی۔ اس کی تین بیویاں تھیں۔ اس کی تیسری بیوی سولہ برس کی تھی۔ اس کی جوان لڑکیاں
کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ کبھی اس کا دل منہ کا ذائقہ بدلنے کو چاہتا تو اس کی مری کی کوٹھی
جاتی تھی۔
کی دعوت کو ٹھکرانے یا انکار کرنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا۔ اس کی گاڑی میں ہم ایک
میں پہنچے۔ زندگی میں میں نے اور نوراں نے پہلی بار قدم رکھا تھا۔ نوراں نے تو اپنی
ٹل میں قدم ہی نہیں رکھا تھا۔ کوئی ایک گھنٹے تک ہوٹل میں رہے۔ چوہدری نے بڑا
یا تھا۔ اس عرصے میں چوہدری صرف نوراں سے باتیں کرتا اور اسے اپنی نظروں میں
میں اندر ہی اندر کھولتا اور پیچ و تاب کھاتا رہا۔ میرا بس چلتا تو کھانے کی میز پر جو چھری
رکھی تھی۔ وہ اٹھا کر اس مردود کے سینے میں اتار دیتا۔
نے ہمیں گھر پر اتارا اور چل دیا۔ اس نے اتنی عزت اور لفٹ کیوں دی۔ میں اس بات کو
لیکن بھولی بھالی نوراں بالکل بھی نہیں سمجھی۔ وہ چوہدری کی بہت دیر تک تعریف کرتی رہی
اچھے انسان ہیں۔ کس قدر بااخلاق ہیں۔ کتنے بڑے اور مشہور آدمی ہیں لیکن ان میں
نہیں ہے۔ وہ مجھ سے ایک شفیق باپ کی طرح پیش آتے اور بات کرتے رہے۔
کہتا۔ اس کی باتیں سن کر خون کے گھونٹ پیتا رہا۔
ان کے پرائیویٹ سیکریٹری رسول بخش نے مجھے بلایا۔ اس نے میرے سامنے ایک
ال کر رکھا۔ جب میں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو اس نے کہا۔ ''اس
یہ تمہارے لیے ہیں۔''

"میرے لیے......؟" میں حیران ہوکر رہ گیا۔ "وہ کس لیے......؟ اتنی بڑی رقم
ہے۔ مجھے......؟"
"چوہدری نے تمہیں دیئے ہیں تاکہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ وہ تمہاری بیوی
چاہتے ہیں۔"
"کیا......؟" میں اچھل پڑا۔ "یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے د
دونوں کی شادی کو سات ماہ ہوئے ہیں۔ کیا کوئی دولت کے لالچ میں بیوی کو طلاق دے سکتا
"کیوں نہیں دے سکتا؟ اس دنیا میں بہت کچھ ہوتا ہے۔ پانچ لاکھ کی رقم بہت ہوتی
خواب میں بھی نہیں دیکھی ہوگی؟ پانچ لاکھ روپے سے تم اپنی زندگی بنا سکتے ہو۔ تمہیں حسین
سکتی ہے۔" اس نے مجھے سمجھایا۔
"مجھے اپنی بیوی سے بہت محبت ہے۔ میں اسے طلاق دینے کے بارے میں سوچ
اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہوں۔"
"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو اور اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دو۔ ایسے
زندگی میں نہیں آتے ہیں۔" میں نے اس کی بیوی کو دیکھا ہوا تھا۔ اس ذلیل شخص نے اپ
طلاق دے دی تھی پہلی بیوی سے اس کے دو بچے بھی تھے۔ اس نے پندرہ برس کی ایک لڑکی
تھی۔ وہ بہت حسین اور پرکشش تھی۔ میں نے اس سے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اگر چو
آپ کو پانچ لاکھ روپے دیں گے تو اپنی بیوی کو طلاق دے دو گے؟"
"پانچ لاکھ روپے کیا، دو لاکھ روپے بھی دیں تو میں اسے طلاق دے کر ان کی خد
کردوں۔" اس نے جواب دیا۔ مجھے اس سے اسی جواب کی توقع تھی۔ میں جانتا تھا کہ
غرض اور کمینہ شخص ہے۔ اس کی بیوی بڑی نیک سیرت عورت تھی۔ اس کی نوجوان لڑکی اور ا
تھے۔ اس کا نام بہت اچھا تھا لیکن کرتوت شیطانی تھے۔
میں نے اٹھتے ہوئے اس سے کہا۔ "چوہدری صاحب سے میری طرف سے معذ
چوں کہ میری بیوی بھی مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔ اس لیے میں اسے طلاق نہیں دے سکتا
ہوں۔ چاہے بیس لاکھ روپے کیوں نہ دیں۔"
میرا خیال تھا کہ دوسرے دن مجھ پر عتاب نازل ہوگا۔ ملازمت سے برخاست کر
کچھ بھی نہ ہوا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میری زندگی میں کوئی بہت بڑا طوفان آنے والا ہ
حس مجھے ایک انجانے خطرے سے بار بار آگاہ کررہی تھی۔ تیسرے دن فیصلہ کیا کہ کل شا
جاکر فیصل آباد چھوڑ آؤں گا۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔ چاروں طرف ایک گہرا سناٹا مسلط
دونوں جاگ رہے تھے۔ اس رات میں نے پہلی بار نوراں کو تنقیدی نظروں سے دیکھا۔ یہ
کہ وہ بلا کی حسین ہے۔ لیکن اس رات مجھ پر جیسے وہ پوری منکشف ہوئی تھی۔ مجھے اندازہ
قدر حسین اور غیر معمولی پرکشش ہے۔ اس کے انگ انگ میں بجلیاں بھری ہوئی ہیں۔ میر



گداز بدن سے خائف سا ہوگیا۔
ہم دونوں نشاط انگیز لمحات میں ڈوبے ہوئے تھے کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو ہم
نک پڑے اور حیرت سے ایک دوسرے کی شکل دیکھی کہ اتنی رات گئے کون ہوسکتا ہے۔ میں
چھا کون ہے؟ جواب ملا کہ پولیس...... دروازہ کھولو...... پولیس کا نام سنتے ہی میرے اوسان خطا
نوراں بھی دہشت زدہ ہوگئی۔ نوراں اپنے کپڑے لے کر غسل خانے میں گھس گئی۔ میں نے
کپڑے پہنے۔ میں دل میں حیران ہوگیا کہ پولیس کس لیے آئی ہے...... میں نے جاکر دروازہ
پانچ آدمی اندر داخل ہوئے اور انہوں نے دروازہ بند کردیا۔ یہ چاروں میرے لیے بالکل
ان میں سے ایک شخص کے ہاتھ میں بریف کیس تھا۔ اس نے پوچھا۔ "تمہاری بیوی کہاں

نے جواب دیا۔ "وہ غسل خانے میں ہے ابھی آتی ہوگی۔ میری بیوی سے تمہیں کیا کام ہے!
ون ہو؟"
ہم لوگ خفیہ پولیس کے آدمی ہیں۔ تمہارے چچا نے تمہارے خلاف پولیس ہیڈ کوارٹر میں
درج کروائی ہے کہ تم نے ان کی بیٹی کو اغوا کر کے انہیں بلیک میل کیا۔ کچھ دنوں تک اس پر مجرمانہ
رہے پھر اسے لاہور لے آئے۔ لاہور لانے سے پہلے تم نے نکاح پڑھوالیا۔ جبر وزیادتی سے
ملی دے کر۔" بریف کیس والے بدمعاش نے کہا۔
ب جھوٹ ہے۔" میں نے ششدر ہوکر کہا۔ "میں نے سات ماہ پیشتر ساری دنیا کے
ی کی ہے۔ اس کے وکیل اور گواہ بھی موجود ہیں۔ میں نے دعوت نامے بھی چھپوائے تھے۔
وجود ہے۔ یہ سراسر بہتان ہے۔"
نکاح نامہ کہاں ہے......؟" بریف کیس والے نے سخت لہجے میں کہا۔ "جلدی سے نکاح نامہ
نکاح نامہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ سچ کیا ہے جھوٹ کیا ہے نکاح نامہ دیکھنے پر معلوم ہوجائے گا۔
سچے ہو۔"
نکاح نامہ میرے پاس نہیں ہے۔ فیصل آباد میں میری والدہ کے پاس ہے۔ اس کی ایک نقل چچا
"
بے وقوف بنا رہے ہو۔" بریف کیس والے نے بگڑ کر کہا۔ "تم چوہدری صاحب کے
تو ہم تمہیں تھانے لے جاکر بند کردیتے ہم تمہارے ساتھ ایک رعایت کررہے ہیں۔"
کر کے بریف کیس میں سے ایک اسٹیمپ پیپر نکالا اور پھر وہ کاغذ اور قلم میری طرف
بولا۔ "چلو...... اس پر دستخط کردو۔ جلدی سے......"
اس کے ہاتھ سے کاغذ اور قلم نہیں لیا۔ حیرت سے پوچھا۔ "یہ کاغذ کس چیز کا ہے؟ میں اس
دوں؟"
نامہ ہے......؟" میں بھونچکا سا ہوگیا۔ "یہ کس لیے......؟ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ

میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔"

"اس لیے کہ تمہاری بیوی کا دل تم سے بھر چکا ہے۔ وہ تم سے محبت نہیں بلکہ سخت نفرت کر
وہ تم سے اس لیے طلاق لے رہی ہے۔"

"یہ بکواس ہے...... جھوٹ ہے...... ایسا نہیں ہو سکتا وہ کبھی مجھ سے طلاق لے نہیں سکتی
نے ہذیانی لہجے میں کہا۔

نوراں کپڑے پہن کر غسل خانے سے نکل کر ہماری باتیں سن رہی تھی۔ وہ فوراً ہی کمرے
اس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ "یہ سب جھوٹ اور غلط ہے۔ تم لوگ کون ہو؟ نکل جاؤ یہاں سے
مرجاؤں گی۔ طلاق نہیں لوں گی۔" بدمعاشوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر نوراں کو دبوچ لیا
بدمعاش نے اپنی جیب سے بھیگا ہوا رومال نکال کر اس کے منہ پر رکھ دیا۔ نوراں بے ہوش ہو گئی
بدمعاش نے میرے پاس آ کر جیب سے چاقو نکال کر میرے گلے کے نیچے رکھ دیا۔ پھر اس نے
لہجے میں کہا۔ "تو دستخط کرتا ہے کہ نہیں۔ اگر تو نے دستخط نہیں کیے تو تیری گردن الگ کردوں گا۔"

"تم مجھے ذبح بھی کر دو تو میں دستخط نہیں کروں گا۔" میں نے بے خوف ہو کر جواب دیا۔
طلاق لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔"

"اگر تم نے اس پر دستخط نہیں کیے تو پھر ہم چاروں تمہاری نظروں کے سامنے تمہاری بیوی
حرمتی کر دیں گے۔" بریف کیس والے نے کہا۔ "شاید تم اس بات کو پسند نہیں کرو گے۔ پھر
بیوی کو بھی لے جائیں گے۔ بولو کیا کہتے ہو؟" بریف کیس والے نے کہا۔

"تم لوگ کچھ بھی کر لو...... میں دستخط نہیں کروں گا۔ تم نے میری بیوی کو ہاتھ لگایا تو تم سب
سے مار ڈالوں گا۔" میں نے دھمکی دی۔ پھر وہ چاروں مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ مجھے دھنک کر رکھ دیا
وہ نوراں کو بے لباس کرنے لگے تو میں نے اپنی ہار مان لی اور کاغذ پر دستخط کر دیے۔ پھر میں
ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو صبح ہو چکی تھی۔ نوراں کمرے میں نہیں تھی۔

پھر مجھے سارا کھیل سمجھ میں آ گیا۔ یہ چوہدری کے سوا کسی اور کی حرکت نہیں ہو سکتی تھی۔
میں سارا دن گھر پر درد اور تکلیف سے تڑپتا رہا۔ دفتر نہ جا سکا۔ میرے پڑوسی نے میری مرہم پٹی
نے اسے یہ نہیں بتایا کہ میرے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔ میں نے اس سے یہ کہا کہ رات ڈکیت
میں گھس آئے۔ رقم نہ ملنے پر انہوں نے میری یہ درگت بنا دی۔

میں دوسرے دن دفتر جانے کے بجائے فیصل آباد گیا۔ ماں اور چچا کو سارے واقعات
قریبی دوستوں اور رشتہ داروں کو اعتماد میں لیا۔ لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی چوہدری سے ٹکر
پولیس اسٹیشن جانے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ میں نے لاہور آ کر چوہدری کے خلاف تھانے میں
آر کٹوانا چاہی تو میری زبردست پٹائی کی گئی۔ مجھے دھمکی دی گئی کہ میں نے ایک گھنٹے کے اندر
شہر کو نہیں چھوڑا تو مجھے سولی پر لٹکا کر میری لاش کسی ویرانے میں پھینک دی جائے گی۔ میں نے
کے ایک پالتو بدمعاش کو سو روپے دے کر اس کی منت سماجت کی تو اس نے مجھے نہ صرف



نام بتائے۔ بلکہ اس نے یہ بھی بتایا کہ نوراں کو پنڈی اس وقت ایک گاڑی میں لے جایا
رے دن شام کے وقت اسے مری لے جایا گیا۔ اسے ایک بنگلے میں قید کر کے رکھا گیا ہے۔
چوہدری کا نہیں ہے بلکہ اس کے ایک قریبی دوست کا ہے۔ چوہدری نے نوراں کو اپنی کوٹھی
قید نہیں رکھا ہے کہ کل رات اس نے اپنی کوٹھی پر ملک کے مشہور و معروف لیڈروں کو مدعو کیا
سیاسی جماعتوں سے تعلق ہے۔ یہ عوام کے رہنما ہیں۔ ان کا اجلاس اس لیے منعقد کیا
ملک میں جمہوریت کے نفاذ اور غریب عوام کے مسائل حل کرنے کے لیے لائحہ عمل بنایا
وہ حکومت نے جو قوانین عوام پر نافذ کیے ہیں اور مہنگائی میں جو اضافہ کیا ہے اس کے خلاف
چلائی جائے عوام کے سارے دردمند لیڈروں کا یہ اجتماع حکومت کی جڑیں ہلانے کے
نوراں کو دوسرے دن شام کے وقت کوٹھی میں لا کر چوہدری اس کے ساتھ نکاح پڑھوائے
چوہدری جبر و زیادتی سے نکاح کر رہا ہے تاکہ اس کے ساتھ رنگ رلیاں منا سکے۔ میں اس کا
نہیں کر سکتا ہوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے دل کی حسرت پوری نہ ہو میری نوراں
"

خیال یہ ہے کہ تم نے چوہدری کے قتل کا منصوبہ بنایا ہوا ہے اور تم آج مری جا رہے ہو؟"
کہا۔

ایک دم سے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "یہ بات کیسے تمہیں اور کیوں کر معلوم
زدہ لہجے میں بولا۔

کوئی چوٹ کھایا ہوا آدمی چاروں طرف سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے تو وہ آخری
ہے۔ وہ بدلہ لینے کے اندھے جنون میں مبتلا ہو جاتا ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تمہاری
پستول رکھا ہوا ہے؟"

ہونقا سا ہو گیا۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عقرب کی طرف دیکھا۔ "آپ کہیں
آدمی تو نہیں ہیں؟"

میرے دوست!" عقرب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ "میں پولیس کا آدمی نہیں
اپنے قیاس سے پتہ چلایا کوئی بھی غیرت مند شخص یہ بات برداشت نہیں کر سکتا ہے کہ اس
معاشوں کی مدد سے اغوا کر لیا جائے۔ گن پوائنٹ پر طلاق نامے پر دستخط لے لیے جائیں۔
نہیں ہوتی ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ نوراں تمہاری ہے اور تمہاری ہی رہے گی۔ چوہدری کیا اس
اپنا نہیں سکتا۔ اس سے شادی نہیں کر سکتا...... اس کا یہ خواب ارمان اور حسرت بھی پوری
رہو۔ میں تمہاری نوراں تمہیں دلا کر رہوں گا۔" عقرب نے دلاسا دیا۔

نوراں مجھے اس وقت مل سکتی ہے جب چوہدری کو قتل کر دیا جائے۔ وہ جہنم رسید ہو
نے نفرت حقارت اور غصے سے کہا۔ "کیا آپ اسے قتل کرنے میں میری کوئی مدد کر سکتے
نائی ہو سکتی ہے؟"

''تم نے یہ سوچا کہ قتل کرنے کی صورت میں کیا ہوگا......؟ تم قانون کے ہتھے چڑ
پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ گے۔''

''مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ قانون میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ مجھے
ہے۔ بس میری ایک خواہش ہے کہ اس ذلیل، کمینے کو گولی مار دوں......اس نے میری محب
ڈاکہ مار کر اسے تباہ کر دیا۔''

''تم جذبات کی رو میں بہہ کر نوری کو بھول رہے ہو......؟ تم نے یہ سوچنے کی کوشش کی
پھانسی پر چڑھ جانے کے بعد نوری کا انجام کیا ہوگا؟ وہ تم سے شدید محبت کرتی ہے اور بقول تم
کوئی اور چوہدری اسے کالے دیو کی طرح اپنے شکنجے میں کس لے گا۔ تمہیں اس کی زندگی
خاطر کچھ اور کرنا ہوگا۔'' عقرب نے کہا۔

''آپ ہی بتائیں......میں کیا کروں......؟ کیا میں یہ برداشت کرلوں اور جیتے جی
نوری اس کی ہوگئی ہے۔''

''دیکھو مایوس نہ ہو......'' عقرب نے اسے دلاسا دیا۔ ''میرے ذہن میں ایک تد
سانپ بھی مر جائے گا۔ لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔''

''کیسی تدبیر......؟'' شہباز نے بے دلی سے اس کی طرف دیکھا۔ ''اس کے خلاف ک
کارگر ثابت نہیں ہوسکتی۔''

''تم میرے ساتھ مری چلو......'' عقرب نے کہا۔ ''چوہدری کو قتل کرنے کی نوبت نہیں
البتہ وہ نکاح نہیں پڑھوا سکے گا۔ بالفرض اس نے نکاح پڑھوا بھی لیا ہے تو وہ نکاح نہیں ہوا
قانونی اور شرعی حیثیت نہیں ہے۔ ہم وہاں سے خیر و عافیت سے نوراں کو نکال لائیں گے۔
آنچ نہیں آئے گی۔''

''یہ کیسے ممکن ہے؟'' شہباز نے تکرار کے انداز میں کہا۔ ''آپ نہیں جانتے کہ وہ ک
اور بااثر ہے۔''

''تم میرے ساتھ چل پڑو......باتوں میں وقت ضائع مت کرو۔ چلو دیکھو......میں
کی رہائی کے لیے کیا کرتا ہوں۔''

وہ دونوں مری پہنچے تو سہ پہر ہو رہی تھی۔ عقرب نے ایک اچھے ہوٹل میں کمرہ کرائے
حیران ہوا۔ اسے اندازہ نہ تھا کہ عقرب ایک اجنبی ہوتے ہوئے اس قدر مخلص شخص ثابت
نہ صرف بس کا کرایہ ادا کیا تھا بلکہ ہوٹل میں کمرہ بھی لیا۔ جب کہ اس کی ذات سے عقرب کو
پہنچ سکتا تھا۔ وہ نہ صرف اس کی مدد کر رہا تھا بلکہ اخراجات بھی......کیا دنیا میں ایسے بے
ہوتے ہیں......اس کے دل کے کسی کونے میں شک ابھرا۔ اس نے سوچا کہیں عقرب اس
مدد نہیں کر رہا ہے کہ اس کی بیوی بہت حسین ہے۔ وہ چوہدری کے پنجے سے اس کی بیوی
اڑے؟ یہ کوئی بہت بڑا فراڈی شخص معلوم ہوتا ہے۔ آسمان سے گرا کھجور کے درخت میں



اس نے یہ کیا حماقت کی سوچے سمجھے بغیر ایک اجنبی پر بھروسہ کر لیا۔
قرب نے اس کے خیالات پڑھ لیے تھے۔ اس وقت دونوں ہوٹل کی لابی میں بیٹھے چائے پی
عقرب نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔ ''میرے دوست! میں تم سے ایک بات کی کھل کر
ر دینا چاہتا ہوں تا کہ تمہارے دل میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں رہے۔ تمہیں شاید میری بے
اور مدد کسی شک و شبے میں مبتلا کر رہی ہوگی کہ اس جذبے کے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما ہے۔
پیدا ہونا قدرتی ہے۔ کیوں کہ ہماری ملاقات اور دوستی چند گھنٹوں کی ہے اور ہم ایک دوسرے
نبی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ قدرت نے مجھے دولت اور کچھ ایسی صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ
انیت اور پریشان حال لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ میں تم جیسے لوگوں کی مدد کرنے
ے نکلا ہوں۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس مدد کی پشت پر میری نیت ٹھیک نہیں ہے اور
میں تمہاری بیوی کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے چکر چلا رہا ہوں تو پھر تم جو چاہے کر سکتے
مرضی اور خوشی......پھر میں تمہارے کسی معاملے میں کوئی دخل نہیں دوں گا۔''
از اس کی وضاحت سن کر دل میں حیران ہوا کہ عقرب نے کیسے اور کس طرح سے اس کی سوچ
اس کے چہرے پر ندامت کی سرخی پھیل گئی۔ اس نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔ ''میرے دل
ابھری تھی لیکن آپ کی باتوں نے میرا دل صاف کر دیا ہے۔ آپ کا قیاس درست ہے۔ اس
میں میرا کوئی قصور اس لیے نہیں ہے کہ اس ریاکاری اور منافقت کے دور میں مخلص اور بے
ی پہچان بالکل نہیں رہی ہے۔ اس لیے جب کوئی شخص بغیر کسی غرض کے مدد کرتا ہے تو یقین
اس کی نیت صاف ہے۔''
ہ چائے پی کر ہوٹل سے نکلے۔ شہباز نے اسے دور سے ہی چوہدری کی کوٹھی دکھا دی۔ اس
ٹھی پر مسلح گارڈ تعینات تھے۔ ان کی تعداد سات تھی۔ ان میں وہ چار بدمعاش بھی تھے جنہوں
کیا اور نوراں کو اغوا کیا تھا۔ کوٹھی کے اندر چہل پہل سی نظر آ رہی تھی۔ ملازمین مہمانوں کی
اور استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اس وقت چوہدری کی شکل بھی دکھائی دی۔ وہ
گارڈوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ رات آٹھ بجے عقرب
رات کا کھانا کھایا۔ پھر عقرب نے اس سے کہا کہ وہ ہوٹل میں رہے۔ اسے آنے میں دیر
اور پریشان نہ ہو۔ وہ سو جائے۔ اس کی واپسی میں دیر ہونے کا امکان ہے۔
ہدری کی کوٹھی سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر اس کا جائزہ لینے لگا۔ وہ اس لیے یہاں آیا
دیکھے۔ یوں تو اس نے شہباز کے ذہن میں جو چوہدری کی تصویر تھی وہ اس نے اپنے
لی تھی۔ چوہدری کا اس نے بہت نام سنا تھا۔ وہ ایک سیاسی لیڈر اور رہنما تھا۔ اس کی اپنی
تھی۔ یہ محض اتفاق تھا اور چوں کہ اسے سیاست سے کبھی خاص دلچسپی نہیں رہی تھی اس
روں سے چوہدری کی تصویر نہیں گزری تھی۔ اگر کبھی گزری تھی تو اس نے توجہ نہیں دی
کو بھی سیاست سے کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ سخت نفرت تھی۔ اس کے باپ نے اس سے کئی

بار کہا تھا کہ دنیا میں سیاست سے گندی چیز کوئی نہیں ہے۔ بعض ممالک میں سیاسی لیڈر کے کر
اچھے ہیں۔ انہوں نے اپنے ملک وقوم کو بہت کچھ دیا ہے۔ اس کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔
میں ہمارے جو رہنما رہے ہیں ان کا کردار بھی اعلیٰ وارفع رہا ہے۔ لیکن اب جو سیاست دان ہیں
قول وفعل میں بڑا تضاد ہے۔ جھوٹ ہر قدم پر بولتے ہیں۔ بے ضمیر ہیں ملک وقوم سے مخلص نہیں

اس طرح اس نے شہباز کے ذہن سے نوراں کی تصویر بھی اپنے ذہن میں تو اتار لی تھی
جیسی حسین عورتیں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ قدرت نے نوراں کو حسن و جمال بڑی فی
ودیعت کیا تھا۔ چوہدری نے جو حرکت کی تھی وہ بڑی ذلیل اور گھٹیا تھی۔ ان بڑے لوگوں کی فطر
وہ چھوٹے لوگوں کو اچھا کھاتے اور پہنے ہوئے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ کسی غریب کے پاس کوئی
دیکھتے تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹ جاتے تھے۔ پھر جب تک وہ چیز اس غریب سے چھین
انہیں چین نہیں آتا۔ شہباز کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ عقرب اس لیے بھی آیا تھا کہ چوہدری
جشن کا سا سماں تھا۔ کوٹھی ہزاروں طاقتور برقی قمقموں سے جگمگا رہی تھی۔ دن کا سا اجالا پھیلا ہو
کے باہر جو بالکل نئی، قیمتی اور بے حد شاندار قسم کی گاڑیاں پارک تھیں۔ اس سے اندازہ ہو
چوہدری کے مہمان پہنچ چکے ہیں۔ باہر سخت پہرہ تھا۔ مسلح گارڈ چوکنا اور مستعد تھے۔ چڑیا
مار سکتی تھی۔ ہر وہ شخص اور گاڑی جو سامنے سے گزرتی تھی۔ وہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے

جس کمرے میں اجلاس ہو رہا تھا۔ اس کی کھڑکیاں اور دروازے بند تھے۔ کسی کو اندر
دروازے کے باہر تک کھڑے ہونے کی اجازت نہ تھی۔ برآمدے میں چوہدری کا پرائیوٹ
کرسی ڈالے بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیوں کہ گیٹ ہی نہیں بلکہ اس کے
میں بھی سخت پہرہ تھا۔ اس قدر اس احتیاط کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ صرف اتنا ہی سمجھ
رہنماؤں کو اپنی جانوں کی سلامتی کا بہت زیادہ خیال ہے۔ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کوئی
سب کو بھون کر نہ رکھ دے۔ چند لمحوں کے بعد عقرب اس کوٹھی کے ایک بالائی کمرے میں تھا۔
اوپر والے کمرے میں داخل ہوا وہ خواب گاہ تھی۔ نہایت آراستہ و پیراستہ تھی۔ اس میں دو نوخیز
تھیں۔ وہ نہ صرف بہت حسین تھیں بلکہ ان میں بلا کی جنسی کشش تھی۔ یہ دونوں نگینوں کی طر
کررہی تھیں۔

عقرب انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس وقت دونوں لباس تبدیل کررہی تھیں۔ وہ
پہن رہی تھیں جو ان کے جسم کی بھرپور نمائش کر سکے۔ یہ خصوصی لباس تھا جو وہ ساتھ لے کر آئی تھ
لباس میں کچھ بھی نہیں چھپتا تھا۔ جس کا نام زمرد تھا۔ اس نے کہا۔ ''ویسے اس بات کا امکان
یہاں سے دو تین لاکھ روپے لے کر جائیں۔ میں کل سے دو لاکھ روپے کا خواب دیکھ رہی ہوں
خیال ہے کہ پانچ لاکھ روپے تک ملیں گے۔''

''آنٹی کا خیال درست ہے۔'' دوسری بولی۔ اس کا نام نیلم تھا۔ ''سابق وزیر کے ہاں جا
تھی اس میں کیا رقم ملی تھی کیا یاد نہیں ہے پچھ لاکھ تیس ہزار روپے اس محفل کے لوگوں نے ہم



...تھے۔ ایک لاکھ روپے اور ملے تھے۔''

''ہاں...... یاد تو آرہا ہے۔ لیکن اس کوٹھی کے مالک کوئی چوہدری صاحب ہیں۔'' زمرد نے
''شاید انہوں نے دو ایک دوستوں کو بلایا ہے۔ اس لیے امید تو نہیں ہے کہ مجرے میں وارے
...ہو جائیں گے۔ میں زیادہ پر امید نہیں ہوں۔''

''یہ چوہدری صاحب نہ صرف جاگیردار ہیں بلکہ سابقہ حکومت میں بھی رہے ہیں۔ کروڑپتی آدمی
...نی بتا رہی تھیں کہ انہوں نے کل نو مہمانوں کو بلایا ہوا ہے۔ نو دس لاکھ روپے سے زیادہ رقم ملے
اس کے علاوہ شب گزاری پر انعام اور بخشش بھی ملے گی۔'' نیلم بولی۔ ''اس بات کا خیال رکھنا کہ
...ہیجان خیز ہو۔ نام تو صرف مجرے کا ہے ایک طرح سے محفل نائٹ کلب ہوتی ہے۔''

''وہ تین محفلوں میں ان جاگیرداروں اور چوہدری نے کیسی وحشیانہ حرکتیں کیں۔ رقص کے دوران
بھی پھاڑ دیئے۔'' زمرد نے کہا۔

''میری جان! آخر ہمیں پیسے کس بات کے ملتے ہیں؟ رقص جس قدر ہیجان خیز ہو گا' اتنا ہی جوش و
...دیکھنے والوں میں بڑھ جاتا ہے۔ پھر وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے نوٹوں کی بارش
...ہیں۔ ان کی وحشیانہ حرکتیں ہماری کامیابی کی دلیل ہیں۔ وہ کپڑے اس لیے پھاڑ دیتے ہیں کہ
...ان کی نظروں میں چبھتا ہے۔ آزادی کے لبادے میں ہونے کی وجہ سے تو پیسے ملتے ہیں۔''

''آنٹی لاکھوں روپے کے فائدے میں رہتی ہیں لیکن ہمیں وہ صرف پچیس فیصد دیتی ہیں۔'' زمرد
...ی سانس اندر لی۔

''اس لیے میں دس بیس ہزار روپے چھپا لیتی ہوں۔'' نیلم نے سرگوشی میں کہا۔ ''تم بھی ایسا ہی کیا
...اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔''

عقرب وہاں سے اس ہال نما کمرے میں آ گیا جس میں چوہدری اجلاس کررہا تھا۔ اس کمرے کی
...دروازے بند تھے۔ اس نے یہاں سے بھی اپنے آپ کو ان لوگوں سے پوشیدہ رکھا تھا۔ وہ
...دے رہا تھا۔ اس کمرے کے وسط میں ایک بہت بڑی اور لمبی میز تھی جس کے گرد بیس کرسیاں
...ہیں۔ دس کرسیاں خالی پڑی تھیں۔ نو کرسیوں پر معزز مہمان براجمان تھے۔ ایک کرسی جو
...لی تھی اس پر چوہدری بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مہمان بھی بڑی شان رعونت' غرور اور متکبرانہ انداز
...دیئے تھے۔ ان کے چہرے کے تاثرات پیشہ ور بدمعاشوں کی طرح تھے۔ ان کی لمبی گھنی
...اور داڑھیاں ڈاکوؤں کی طرح خوفناک تھیں۔ وہ اپنی مونچھوں پر بار بار تاؤ دے رہے تھے۔ یہ
...اور رہنما سیاسی تھے۔ یہ اپنے آپ کو عوام کا خادم ظاہر کرتے تھے۔ ان کے بیانات سے ظاہر
...تے خادم ہیں۔ عقرب کی نظروں سے بھی بھی ان کے بیانات گزرتے تھے۔ انہوں نے
...اقتدار میں لوٹ کھسوٹ کی' عوام پر ظلم کیا۔ ملک کو نقصان پہنچایا وہ سب کچھ بھول چکے تھے۔
...لوا اپنے بیانات سے فرشتہ ظاہر کررہے تھے۔ یہ تاثر دے رہے تھے کہ وہی عوام کی بدحالی دور
...ہیں۔

عقرب ایک کونے والی کرسی پر بیٹھ کر ان کی باتیں سننے لگا۔ وہ سب مل کر عوام کے مسائل
کرنے اور تحریک چلانے کے بجائے ریشہ دوانیوں کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ وہ اس بات
رہے اور غور کر رہے تھے جو حکومت کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ حکومت نے انہیں پیش کش کی تھی
کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلائی گئی تو انہیں پس پردہ نہ صرف بڑی رقمیں دی جائیں گی۔ ب
صنعتوں کے نام پر جن کا صرف کاغذ پر وجود ہے۔ کروڑوں کا قرض مل سکتا ہے۔ جس شہر میں جم
زمینیں اور پلاٹ درکار ہیں وہ کوڑیوں کے عوض مل سکتی ہیں۔ ان لوگوں کے سامنے ولایتی شراب کی
اور گلاس رکھے ہوئے تھے۔ مے نوشی کرتے ہوئے وہ لوگ آپس میں یہ طے کرنے لگے کہ حکومت
کون کیا کچھ حاصل کرے گا۔ آپ میں ان لوگوں نے ایک معاہدہ کرلیا کہ وہ سب مل کر کھا کر
حکومت سے یہ بھی کہیں گے کہ ان کے وہ قرض معاف کردیے جائیں جو ان لوگوں نے لے رکھے
پھر ان لوگوں نے متفقہ طور پر عوام کو خوش کرنے کے لیے ایک پریس ریلیز بنائی کہ...... حکو
چاہیے کہ وہ مہنگائی پر قابو پانے کی فوری طور پر کوشش کرے۔ ورنہ یہ تمام پارٹیاں مل کر حکومت کے
مہم چلائیں گی۔ اس پریس ریلیز میں پیٹرول بجلی گیس اور ٹیلی فون کے نرخوں میں بلا جواز اف
تبصرے سے دانستہ گریز کیا گیا۔ سیاسی اجلاس کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد وہ ڈائننگ ہا
آ گئے۔ لمبی سی میز پر کھانا چنا ہوا تھا۔ دس بارہ ڈشیں تھیں۔ کھانے کی مقدار اتنی تھی کہ چالیس آدمیو
خوب سیر ہو کر کھانے کے باوجود اتنا بچ سکتا تھا کہ بیس آدمی اور کھا سکتے تھے۔ وہ لوگ کھانے پر ا
ٹوٹ پڑے جیسے کئی دنوں کے بھوکے ہوں۔ عقرب ایک طرف کھڑا انہیں حیرت سے کھاتا ہوا دیکھ
کھانے سے فراغت پانے کے بعد یہ لوگ نشست گاہ میں آ گئے۔ جب ملازمین کھانے
سے برتن اٹھا کر لے گئے۔ تب یہ لوگ اوپر والے ہال میں آ گئے جہاں مجرے کا اہتمام کیا گ
چوہدری نے زینے کے پاس والا کمرے کا دروازہ بند کر دیا تا کہ کوئی اوپر نہ آ سکے اور مجرے کو دیکھ
نہ سکے۔ اس کے علاوہ ہر ایک کو اوپر آنے کی سختی سے ممانعت کر دی گئی تھی۔ چوہدری کے معزز مہما
ملک کی سیاسی جماعتوں کے رہنما جن کے ہاتھوں میں عوام کی باگ ڈور تھی۔ وہ ان سے کھلونے کی
کھیلتے تھے۔ انہوں نے اپنی اپنی نشست سنبھال لی۔ وہ ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئے تھے
بڑی میز پر دو بڑے ڈیک اور ریکارڈر رکھا ہوا تھا۔ کچھ کیسٹ بھی تھے۔ دوسری کونے والی میز پر شرا
بوتلیں اور اتنے ہی گلاس بڑے قرینے سے رکھے ہوئے تھے۔ شراب پرانی اور ولایتی تھی۔

''چوہدری۔'' اس کے ایک دوست نے بے تابی سے پوچھا۔ ''وہ آسمانی پریاں کہاں ہیں جم
نے بہت تعریف کی۔''

''چند لمحوں کی بات ہے۔ وہ تمہارے سامنے آنے والی ہیں۔'' چوہدری نے جواب دی
تیاری کر رہی ہیں یہاں آنے کے لیے۔''

''صبر کا پیمانہ چھلک رہا ہے میرے یار!'' دوسرے نے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ ''اس نیک کا
دیر ہو رہی ہے۔ یہ غلط ہے۔''



بتایا کہ دونوں لڑکیاں پندرہ سولہ برس کی عمر کی ہیں۔'' چوتھے نے کہا۔ ''ان کی عمروں کا
اچھل پڑی۔''

ٹپک پڑے گی......؟'' پانچویں نے ریمارکس کسے۔ ''چودہ سولہ برس کی لڑکیاں
لز دری ہیں۔ تم اس سے اوپر نہیں جاتے ہو...... چوں کہ تم درندہ صفت ہو۔ اس لیے
پسند کرتے ہو۔''

کو خون لگ جاتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔'' تیسرا جو خاموش بیٹھا تھا وہ بولا۔ ''مجھے دیکھو
اور چالیس برس کی عمر کی لڑکیوں اور عورتوں کو پسند کرتا ہوں۔ کیوں کہ ان میں جو بات
کل میں کہاں۔''

سے ایک لڑکی رات کے لیے میں نے بک کرلی ہے۔'' چوتھے نے کہا۔ ''چوہدری!
سودا پکا سمجھو۔''

تم نے ایک لڑکی بک کرلی ہے؟'' چھٹے نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''حیرت ہے وہ
؟''

صورت شکل سے زیادہ عمر کو اہمیت دیتا ہوں۔ چوہدری نے لڑکیاں پسند کی ہیں۔ ان کے
......؟''

نے تیزی سے درمیان میں کہا۔ ''دونوں لڑکیاں پہلے سے بک ہیں۔ ایک میرے لیے
چوہدری کے لیے۔''

نہ سہی...... کل سہی۔ میں آج ہی ان سے سودا طے کرلوں گا۔'' چوتھے چوہدری نے
کہا۔

کمرے کا دروازہ کھلا۔ نیلم اور زمرد اس ہال میں جل پریوں کی طرح نمودار ہوئیں۔
نے اوباش لڑکوں کی طرح منہ میں انگلیاں دے کر سیٹیاں بجائیں۔ ان دونوں نے
ین کو مؤدبانہ انداز سے آداب کیا۔ ان دونوں نے جو لباس پہنا ہوا تھا اس میں ان کا
ن چھلک رہا تھا۔ شعلے کی طرح آنچ دے رہا تھا۔ آزادی جیسا لبادہ جس نے ان
کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ وہ انہیں دیکھتے رہ گئے اور اس طرح دیکھے جا رہے تھے
زندگی میں کبھی عورت نہیں دیکھی ہو۔ وہ سب عش عش کر اٹھے تھے۔
''ایک نے بڑی بے تکلفی سے چوہدری کے زانو پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ ''یہ نگینے
؟''

......'' چوہدری نے جواب دیا۔ ''یہ آج سہ پہر کی فلائٹ سے پہنچی ہیں۔ کل چلی
ساتھ چلے جانا۔''

...... اب پروگرام شروع کرو۔'' دوسرے نے کہا۔ ''انہیں دیکھنے کے بعد دل پر
''

''زمرد اور نیلم!'' چوہدری نے ان لڑکیوں کو مخاطب کیا۔ ''پہلے تم دونوں مہمانوں کو شر
پھر اپنا مجرا شروع کرنا......''

نیلم اور زمرد نے باری باری مہمانوں کو شراب پیش کی۔ ان کے آگے شراب سے بھ
بوتل رکھ دی۔ ایک مہمان چوہدری نے جذبات سے بے قابو ہو کر زمرد کو دبوچ لیا۔ پھر میز
کے کہنے پر چند ثانیوں کے بعد آزاد کر دیا۔ زمرد نے کوئی مزاحمت نہیں اس کی۔ کسی حر
منایا۔ وہ من مانی کرنے لگا تو اپنے آپ کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ کیوں کہ ہر ایک کو خو
کے پیشے میں شامل تھا۔ کیونکہ اس کے پیسے ملتے تھے وہ گندے تالاب کی مچھلی تھی۔ یہ سیا
میں پلے ہوئے کیڑے مکوڑے اور زہریلے سانپ تھے۔ ان کے لیے عورت ایک کھلونا تھ
کے بعد چوہدری نے ٹیپ ریکارڈ میں ایک مغربی موسیقی کی دھن کا کیسٹ لگا دیا۔ مجر
دونوں ڈسکو ناچ پیش کرنے لگیں۔ عقرب بھی ایک طرف بیٹھ کر ان کا رقص دیکھنے لگا
بندروں جیسی اچھل کود تھا۔ ان کے جسم تھرک رہے تھے۔ وہ بل کھا کھا کر جسم کی نمائش کر رہ
کو گرما رہی تھیں۔ جذبات کو بھڑکا رہی تھیں۔

ان چوہدریوں نے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر سامنے رکھ دیں۔ پھر وہ ان پر نوٹ
لگے۔ کوئی کوئی تو زمرد اور نیلم کو دبوچ لیتا پھر ان کے مزے آ جاتے۔ کیوں کہ وہ ان کے
ہزار کے دو تین نوٹ رکھ دیتے۔ بڑی فیاضی سے دولت لٹائی جا رہی تھی۔ عقرب نے ان
پڑھ لیا تھا۔ یہ دولت ان چوہدریوں کے باپ یا حلال کی نہیں تھی۔ یہ حکومت کی تھی۔ انہیں
روپوں کا قرض ملا تھا۔ وہ آج اسے بڑی دریا دلی سے لٹا رہے تھے۔ کوئی دو گھنٹے تک و
ہیجان خیز رقص جاری رہا۔ جب وہ دونوں بہت تھک گئیں تو میزبان چوہدری نے اعلان کیا
راؤنڈ ہے جو دس منٹ جاری رہے گا۔ پھر آخری راؤنڈ شروع ہوا تو پھر سارے مل کر ا
ساتھ ناچنے لگے۔ زمرد اور نیلم نے درمیان میں دو راؤنڈ آزادی کے لبادے میں کئے تھے۔
نے ایسا محسوس کیا کہ وہ جنگل میں آ گئی ہیں اور ان پر حیوان ٹوٹ پڑے ہیں۔ ان کے نزدیک
نئی بات نہ تھی۔ ان کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا۔ وہ شرفاؤں کے ہاتھ کھلونا بن جا
شرفاؤں نے نہ صرف ان کے لباس تار تار کر دیئے بلکہ ایسی عامیانہ اور نیچ اور گھٹیا حرکتیں
کہ عقرب وہاں سے اٹھ گیا۔ عقرب نے چوہدری کے ذہن سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ نو
میں کس دوست کے ہاں قید ہے۔ چند ثانیوں کے بعد اس گھر میں اس کمرے میں موجود
نوراں موجود تھی۔ اس کمرے میں ایک چالیس برس کی عورت بھی موجود تھی۔ اس عورت
سے بند کیا ہوا تھا۔ وہ پہرے پر مامور تھی۔ نوراں جس دوست کی تحویل میں تھی وہ اس وقت
ہاں موجود تھا اس لیے وہ اس عورت کو نوراں کے پاس چھوڑ کر گیا تھا۔

نوراں کی حالت بڑی غیر ہو رہی تھی۔ اس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سجا لی تھیں۔ و
سے کہہ رہی تھیں۔ ''بیٹی تم ہی بتاؤ...... میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟ میرے بس میں



سے فرار کر دیتی؟ لیکن میں مجبور ہوں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی ہوں۔ اگر میں نے تمہیں یہاں
...... یہ چوہدری کمینہ نہ صرف مجھے قتل کر دے گا بلکہ میری تینوں بیٹیوں کی عزت پامال
کیوں کہ تم اس کے دوست کی امانت ہو۔''
مجھے کہیں سے زہر تو لا کر دے سکتی ہو......'' نوراں سسکیوں کے درمیان بولی۔ ''میں مر جانا
میں زندہ رہ کر کیا کروں...... میں اس حرام زادے چوہدری سے کسی قیمت پر شادی نہیں
کیوں کہ میرا شوہر زندہ سلامت ہے۔ اس نے مجھے طلاق نہیں دی ہے...... ہم دونوں ایک
چاہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔''
کیا معلوم زہر کہاں ملتا ہے۔'' عورت بولی۔ ''تم رو رو کر اپنا برا حال نہ کرو۔ اب آخری ایک
باقی ہے۔''
صورت......؟'' نوراں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ ایک لمحے کے لیے اس کا چہرہ خوشی
سے دمک اٹھا۔
بھروسا کر کے بیٹھ جاؤ۔ رونے دھونے سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ اپنے آپ کو خوامخواہ
بجائے رونے کے اللہ سے گڑگڑا کر ان رزیلوں سے نجات کی دعا مانگو...... وہ بڑا

اس وقت سے اللہ سے دعا مانگ رہی ہوں جب سے بدمعاش مجھے اغوا کر کے لائے
ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ ''لیکن اللہ میاں نے مجھ بدبخت کی ایک نہ سنی۔ وہ غریبوں
میں اس کی ذات سے مایوس ہو گئی ہوں۔ مجھے اس ذلیل شخص سے کوئی نہیں بچا سکتا
وہ سسکنے لگی۔
ذات سے مایوس ہونا کفر ہے۔'' عورت نے اسے دلاسا دیا۔ ''اس کے ہاں دیر ہے
وہ اس کی ضرور سنتا ہے جو اسے دل سے پکارتا ہے وہ اپنے بندوں کو مایوس نہیں کرتا ہے۔

ہر طرف اندھیرے کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ آپ میرے لیے دعا
اں نے افسردگی سے کہا۔
ے لیے اس وقت سے دعا کر رہی ہوں جس وقت تم یہاں لائی گئی تھیں۔ اس لیے کہ
کی ماں ہوں۔ میرے جو صاحب ہیں اور ان کے دوست چوہدری صاحب دونوں
جانے اب تک کتنی لڑکیوں کی زندگی خراب کر چکے ہیں۔ لیکن تم اس لحاظ سے خوش
شادی کر رہے ہیں لیکن یہ نکاح کہاں ہوا؟''
اس لیے یہاں آیا تھا کہ نوراں کو یہاں سے نکال کر لے جائے۔ شہباز کے پاس پہنچا
یہاں سے لے جانا اس کے لیے کچھ مشکل نہ تھا اس کا کوئی راستہ روک نہیں سکتا تھا۔ اور نہ
تھا۔ لیکن نوراں کو یہاں سے لے جانے کی صورت میں پہرہ دار عورت کے لیے بہت

بڑی مصیبت کھڑی ہو جاتی۔ اس پر اس کے صاحب کا عتاب نازل ہو جاتا۔ اس عورت ...
اس کی تینوں جوان لڑکیوں کی بھی شامت آ جاتی۔ یہ عورت ملازمہ تھی اور خدا ترس بھی......
ماں بھی۔ عقرب نہیں چاہتا تھا کہ یہ عورت اپنے صاحب اپنے مالک کے ظلم وستم اور تشد...
جائے۔ وہ کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر واپس ہوٹل آ گیا۔ رات کے تین بج چکے تھے۔ شہباز جا...

دوسرے دن سہ پہر کے وقت چوہدری کے دوست فیاض کے ہاں سے نوراں کو چو...
پہنچایا گیا۔ فیاض بھی ساتھ آیا تھا کیوں کہ فیاض کو لڑکی کے وکیل کے فرائض انجام دینے ...
نے اپنے دو قریبی دوستوں کو گواہ کے طور پر طلب کر لیا تھا۔ جس وقت نوراں کو یہاں لایا گیا
تھی۔ ہذیانی لہجے میں چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ وہ چوہدری سے کسی قیمت پر شادی نہیں کر...
منہ نوچ لے گی۔ آنکھیں پھوڑ دے گی۔ چوہدری کی خاص الخاص دو عورتیں شاداں او...
تھیں۔ جو لڑکیاں چوہدری کے بستر کی زینت کے لیے لائی جاتیں اور وہ سرکشی کرتیں تو یہ...
ان کے دماغ درست کر دیتیں۔ یہ دونوں عورتیں نوراں کو دلہن بنانے اور راہ راست پر لا...
دو پہر سے موجود تھیں۔ نوراں کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔

شاداں نے اس سے کہا۔ ''اب رونا دھونا بند کرو۔ غسل خانے میں جلدی سے نہا...
تمہیں تیار کر سکیں۔''

''نہ تو میں نہاؤں گی اور نہ ہی دلہن بنوں گی اور نہ ہی اس شیطان مردود سے ...
گی۔'' نوراں نے نفرت سے کہا۔

''تمہیں نہ صرف نہانا ہوگا بلکہ دلہن بھی بننا ہوگا۔ چوہدری صاحب سے شادی کرنا ہ...
بولی۔ ''ضد اور ہٹ دھرمی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تم بہت خوش قسمت ہو کہ چوہدری صاحـ...
بیوی بنا رہے ہیں تمہارے لیے جو عروسی جوڑا آیا ہوا ہے وہ پچیس ہزار روپے کا ہے۔ ا...
اکیاون ریشمی جوڑے ہیں۔ ہیرے جواہرات کے تین سیٹ ہیں۔ ہر ایک سیٹ ڈیڑھ...
ہے۔ تمہیں منہ دکھائی میں جو انگوٹھی چوہدری صاحب دیں گے وہ ہیرے کی ہوگی اور اس ک...
لاکھ روپے ہوگی۔ چوہدری صاحب تمہیں اس کوٹھی میں رکھیں گے۔''

''چوہدری صاحب تم دونوں پر اور ان تمام چیزوں پر میں نہ صرف لعنت بھیجتی ہو...
ہوں۔'' نوراں نے نفرت اور حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ ''اس سور سے کہو کہ وہ کسی اور لڑ...
کر لے......''

''تم حد سے بڑھتی جا رہی ہو......'' شاداں اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ...
زبان کو لگام دو...... ورنہ!''

''ورنہ کیا...... ؟'' نوراں بھی تیز ہو گئی۔ ''تم کیا کرو گی...... ؟ مجھے دھمکی دینے کی ضرو...
نکل جاؤ یہاں سے......''

''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔'' شاداں نے نگہت کی طرف دیکھا۔



...ا رہا ہے۔''

...اور شاداں نے اسے دونوں طرف سے پکڑا اور گھسیٹتی ہوئی غسل خانے میں لے گئیں۔
...دیا۔ پھر اس کے کپڑے اتار کر جبر و زیادتی سے خوب اچھی طرح نہلایا۔ یہ دونوں چوں کہ
...تھیں اور اس سے کہیں طاقتور بھی تھیں اس لیے نوراں بے بس سی ہو گئی تھی۔ کمرے میں
...جب وہ اسے تیار کرنے لگیں تو نوراں اڑ گئی۔ نگہت نے اپنے پرس سے ایک بوتل نکال کر
...پھر وہ دھمکی آمیز لہجے میں کہنے لگی۔ ''جانتی ہو اس بوتل میں کیا ہے؟ اس میں تیزاب بھرا ہوا
...عروسی جوڑا پہننے...... تیار ہونے اور شادی کرنے سے انکار کیا تو پھر میں یہ تیزاب تمہاری
...چہرے پر پھینک دوں گی...... قاضی صاحب کے سامنے اپنی زبان بند رکھو گی۔ تم نے شور مچایا
...شامت آ جائے گی۔ پھر تم دنیا کی بدصورت عورت بن کر بھیک مانگتی پھرو گی سوچ
...یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔ نوراں نے اپنے آپ کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ اس نے
...اور زیورات پہنے۔ جب اس کا سنگھار کیا گیا اور اسے آئینے کے سامنے کھڑا کیا گیا تو وہ اپنے
...پہچان نہ سکی۔ سنگھار اور کپڑے اور زیورات نے اسے یکسر بدل کر رکھ دیا۔ وہ بہت ہی حسین
...دکھائی دے رہی تھی۔ پھر اس کا نکاح ہو گیا۔ جب وکیل اور گواہ نکاح نامے لے کر آئے تو
...دیا۔ زبان سے قبول ہے ایک بار بھی نہیں کہا۔ وکیل اور گواہوں کو اس کے ہاں ناں سے
...تھا۔ نکاح کے بعد قاضی صاحب چلے گئے پھر کھانے کا دور چلا...... اس نے ایک لقمہ بھی
...اپنی بدبختی پر آنسو بہاتی رہی۔

...میں لمبا سا رنگین گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی۔ ایک گٹھڑی نظر آ رہی تھی۔ چوہدری
...ہوا تو رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ دروازہ بند کر کے چٹخنی لگائی۔ پھر وہ اپنی مونچھوں
...کی طرف بڑھا۔ پھر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر اس نے بڑے بھونڈے پن سے کہا۔
...کی خدمت میں آداب عرض کرتا ہے۔'' نوراں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے
...اور دل موہ لینے والے ہاتھوں کو چوہدری نے محبت بھری نظروں سے دیکھا۔ پھر اس
...ایک جگمگاتی ہوئی ڈبیا نکالی۔ اسے کھول کر اس میں سے ایک جگمگاتی ہوئی انگوٹھی نکالی۔
...بہت خوبصورت تھی۔ پھر اس نے نوراں کے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی میں پہنا دی۔ پھر
...پیار سے ایک عاشق کے انداز میں کہا۔ ''میری جان! ذرا اپنا چاند سا مکھڑا دکھاؤ......''
...اور سمٹ گئی۔ نوراں نے گھونگھٹ کھینچ کر اور لمبا کر لیا۔ پھر پیار بھرے لہجے میں
...نہیں دکھاتے......؟''

...کی جان!'' چوہدری نے حیرت سے کہا۔ ''غلام نے کیا قصور کیا ہے۔ جو آپ اسے
...رہی ہیں؟''

...چاہتی ہوں؟'' وہ بولی۔ ''میری کیا مجال میں آپ کو سزا دوں...... میں تو آپ
...ں......''

''پھر آپ کیا چاہتی ہیں؟'' چوہدری نے پوچھا۔ ''کہیں یہ بے رخی انگوٹھی کی وجہ۔ انگوٹھی پسند نہیں آئی؟''

''انگوٹھی بھی پسند آئی اور آپ بھی پسند آئے۔ بات یہ ہے کہ آپ میرے جلوے لاسکیں گے؟''

''نگہت اور شاداں بھی کہہ رہی تھیں کہ...... آپ کو عروسی جوڑے، زیورات اور سول کی حسین ترین عورت بنادیا ہے...... وہ میرے انتخاب کی داد دے رہی تھیں۔ کہہ رہی تھیں آج تک آپ جیسی حسین عورت اپنی زندگی میں نہیں دیکھی، میں بہت خوش نصیب ہوں کہ ہے نا؟'' چوہدری نے کہا۔

''وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی تھیں...... مجھ جیسی عورت نہ انہوں نے دیکھی ہے اور نہ'' نوراں شوخی سے، بولی۔

''اچھا تو پھر اب آپ اپنا مکھڑا دکھا ہی دیں۔ زیادہ مت ترسائیں۔ اب مجھ سے ہے۔'' وہ بے صبری سے بولا۔

''آپ ہی گھونگھٹ الٹ کر کیوں نہیں دیکھ لیتے۔'' نوراں نے رسیلی آواز میں کہا نے منہ دکھائی بھی دے دی ہے۔''

''میری جان! تم سدا خوش رہو......'' چوہدری نے گھونگھٹ الٹنے سے پہلے کہا۔ بات پوچھوں؟ سچ سچ جواب دوگی۔''

''آپ ایک نہیں دس باتیں پوچھیں......'' نوراں کی آواز فضا میں کھنک گئی۔ ''میں کا سچ سچ جواب دوں گی۔''

''جب سے تمہیں یہاں لایا گیا ہے تب سے تم نے رو رو کر اپنے آپ کو نہ صرف بلکہ مجھے گالیاں بھی دیں۔ نکاح سے تھوڑی دیر پہلے تک تم مجھ سے شادی کرنے کے لیے اب اس وقت تم مجھ سے محبت بھری باتیں کر رہی ہو؟ بڑی محبت سے پیش آرہی ہو...... دھوکا تو نہیں کھا رہے؟ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں؟'' چوہدری نے پوچھا۔

''اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے مجھ سے براہ راست رابطہ نہیں کیا...... اگر آپ مجھ آ کر ملتے اور اظہار محبت کرتے اور شادی کی پیش کش کرتے تو میں آپ کی جھولی میں ٹپک پڑتی...... لیکن آپ نے مجھے اغوا کرنے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجا...... اس شوہر کو طلاق دینے کے لیے پانچ لاکھ روپے کی پیش کش کی۔ آپ کی اس پیشکش سے متاثر ہوئی تھی۔ کیوں کہ اس سے یہ اندازہ ہوا تھا کہ آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں جس نے آپ کو میرا دیوانہ بنادیا۔ میرے دل میں اس لیے نفرت پیدا ہوئی کہ آپ نے اختیار کیا۔ نکاح کے وقت جب میں نے یہ عروسی لباس، زیورات دیکھے تو میں نے دل کہ...... مجھے حالات سے سمجھوتہ کرلینا چاہیے۔ کیوں کہ آپ جو محبت اور آسائش دے



اس کے پاس ہے کیا؟ اس نے شادی کے بعد مجھے ایک نیا جوڑا تک خرید کر نہیں دیا۔ میرے پر شباب گداز اور شاداب بدن سے محبت تھی۔ وہ کمینہ راتوں کو آدمی سے گدھ ... ٹوٹ پڑتا۔ اس نے کبھی بھولے سے بھی محبت کے دو بول نہیں بولے۔ وہ صرف جسم ... کیوں کہ اسے صرف اور صرف جسم کی بھوک تھی۔ آپ سے مجھے جو نفرت تھی وہ محبت ... آج اب آپ کی صحیح معنوں میں قدر ہو رہی ہے۔ آئی لو یو چوہدری...... سچ سچ بولو ... م سے محبت ہے یا......؟'' چوہدری کو اندازہ نہ تھا کہ نوراں اس قدر سلجھی ہوئی عورت ... میں وہ اس کے سامنے جاہل بنی بیٹھی تھی۔ اب اس وقت فر فر شہر کی لڑکی کی طرح باتیں ... ایک تعلیم یافتہ لڑکی کا دھوکا ہو رہا تھا۔ ''میری جان! مجھے تمہارے جسم اور چہرے سے ... ف تم سے محبت ہے۔'' چوہدری نے نوجوان عاشق کے انداز میں کہا۔

... ی اس محبت کا کیوں کر اور کیسے یقین کرلوں؟'' نوراں نے شوخ لہجے میں کہا۔ ''آپ ... ت دینا ہوگا۔''

... ح اور کیسے میری محبت اور جذبات کا یقین کرنا چاہتی ہو؟ تم ہی بتاؤ میں اپنی سچی محبت ... وں؟''

... پہلے میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر قسم کھائیں کہ...... مجھے تم سے بہت ... سن جوانی شباب اور جسم، چہرے اور آنکھوں سے نہیں...... میں زندگی کی آخری ... ار کتے کی طرح غلام رہوں گا۔'' چوہدری نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں ... اپنے سینے سے لگا کر بولا۔ ''میری رانی! میری شہزادی! مجھے تم سے بہت محبت ... تمہارے سر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے تمہارے حسن، جوانی، جسم اور ... نکھوں سے نہیں بلکہ صرف تمہاری روح سے محبت ہے۔ میں اپنی آخری سانس تک ... صرف تمہارا وفادار رہوں گا۔ تم جو حکم دوگی اسے بجالاؤں گا...... آئی لو یو مائی

... سے سچی محبت ہے۔'' نوراں خوش ہو کر بولی۔ ''اب آپ میرے پیروں پر اس ... جس طرح ایک کتا رکھتا ہے۔ پھر میرے دونوں پیروں کو چومیں اور اپنی آنکھوں ... ہدری جو کسی کے آگے کبھی جھکا نہیں، ذلیل نہیں ہوا، آج وہ حجلۂ عروسی میں ایک وفا ... اں کا ہر حکم بجالا رہا تھا۔ وہ کٹھ پتلی بن گیا تھا اور اس کی ڈوریاں نوراں کے ہاتھوں ... رہی تھی۔ چوہدری نے ایک کتے کی طرح اپنا سر اس کے پیروں پر رکھ دیا اور ... چومنے لگا۔

... چوہدری نے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔ ''میری جان! اب تو تم اپنے رخ زیبا کا دیدار

... ہے......؟ کہاں ہے......؟'' نوراں نے بھڑک کر کہا۔ ''کیا کمرے میں کوئی اور

عورت بھی ہے؟"

"رخ زیبا سے مراد تمہارا چہرہ ہے۔" چوہدری اس کے معصومانہ غصے پر ہنس پڑا۔ "
چہرے کی بات کر رہا تھا۔"

"اوہ....." نوراں ہنس پڑی۔ "یوں کہو نا کہ رخ نوراں..... لیکن کیا آپ رخ نو
لا سکیں گے؟"

"شاید لا نہ سکوں..... میں شاید غش کھا جاؤں؟" چوہدری نے کہا۔ "نگہت نے کہا
کر چاند کو بھی شرما رہی ہو۔"

"نگہت اور شاداں نے میرے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں ہے مجھے ایسا
آپ بے ہوش نہ ہو جائیں۔ کیوں کہ لباس، میک اپ، عروسی جوڑے اور زیورات نے مجھ
ہے..... اب آپ اپنے ہاتھوں سے میرا گھونگھٹ الٹ دیں۔ میری نظر دس ہزار روپ
غریبوں میں خیرات کر دیں۔" چوہدری نے دونوں ہاتھوں سے گھونگھٹ کے کونے
دروازے پر دستک ہوئی۔ دستک سنتے ہی چوہدری کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس کا
وہ گھونگھٹ کے کونے چھوڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر وہ تی
بڑھا۔ دروازے کے پاس جا کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

کمرے سے باہر نصرو اور اس کے تینوں ساتھی کھڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے چہ
وہ اس ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر غصے سے زیادہ حیران ہوا۔ پھر بھی اس نے لرخت
"کیا بات ہے......... ؟ تم لوگ کیوں آئے ہو؟"

"چوہدری صاحب! وہ کمینہ، بدمعاش ذلیل شہباز کوٹھی میں کسی طرح داخل ہو گیا۔
ہے۔ لہٰذا آپ....."

"کیا کہا..... شہباز کوٹھی میں داخل ہو گیا.....؟" چوہدری گھبرا گیا۔ "وہ مسلح بھی
داخل ہو گیا ہے۔ تم لوگ کیا....."

"ہم لوگ خود حیران ہیں۔" نصرو نے درمیان میں کہا۔ "وہ شاید عقبی دیوار پھاند کر
معلوم نہیں کہاں چھپ گیا ہے؟"

"میں حیران ہوں کہ وہ زندہ کیسے ہے.... ؟ میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ اسے
تم نے اسے زندہ چھوڑ دیا؟"

"معلوم نہیں وہ زندہ کیسے بچ گیا.....؟" نصرو نے کہا۔ "ہم چاروں نے مل کر اسے
کہ وہ ادھ مرا ہو گیا تھا۔"

"وہ کوٹھی میں کہاں چھپ سکتا ہے.....؟" چوہدری بگڑ گیا۔ "تم نے کمرے او
کیراج بھی دیکھا یا کہ نہیں.... ؟"

"آپ کے اس کمرے کے سوا تمام کمرے دیکھ لیے ہیں..... اس کا تام د



نے بتایا۔

... ہے کہ وہ تم لوگوں کو دیکھ کر واپس چلا گیا ہو۔" چوہدری نے سخت لہجے میں کہا "مگر وہ مری
... سے کس نے بتایا کہ نوراں یہاں ہے؟ کس حرام کی اولاد نے مخبری کر دی؟ شاید اسے کسی
... بارے میں بتا دیا۔"

شاید اندازے سے یا کسی سے معلوم کر کے یہاں آیا ہے۔" نصرو کہنے لگا۔ "آپ کو ہوشیار
... ہے۔ اسے مختار نے دیکھا تھا۔ چوں کہ وہ شراب کے نشے میں دھت تھا اس لیے اسے
... نے اس کے ہاتھ میں کلاشنکوف دیکھی تھی۔ اس نے فوراً ہی سرونٹ کوارٹر میں آ کر ہمیں
... تلاش کرنے نکل پڑے۔"

... نے نشے میں دھت نجانے کیسے دیکھ لیا؟ شہباز کے یہاں آنے کا سوال پیدا نہیں
... میں اتنی ہمت اور جرات ہے کہ کوٹھی میں داخل ہو..... وہ ڈرپوک قسم کا ہے۔ تم لوگ
... نے بے پروائی سے کہا۔

... ذرا کوٹھی کا جائزہ لیتے ہیں....." نصرو نے کہا۔ "مختار افضل اور اعوان کو بھی پہرہ پر
..."

... نے دستک دی تو میں اس حرام زادے کو گولی مار دوں گا۔" چوہدری برہمی سے بولا۔ "کیا
... معلوم کہ آج میری شادی کی پہلی رات ہے۔ اگر میرا باپ بھی آئے تو اس سے کہہ دینا کہ
... ہیں۔" دفعتاً باہر گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی چوہدری نے حیرت سے نصرو کی شکل
... وقت کون آ گیا.....؟"

... کے بعد اعوان تیزی سے لپکتا ہوا آیا۔ اس کی سانس پھول رہی تھی۔ اس نے پھولی ہوئی
... میں کہا۔ "صاحب! آپ کے دوست افتخار چٹھہ صاحب آئے ہیں وہ گاڑی میں بیٹھے
... بلا رہے ہیں۔" افتخار چٹھہ کا نام سنتے ہی چوہدری کا نشہ ہرن ہو گیا۔ وہ حواس باختہ
... نے اپنے آپ کو فوراً سنبھال لیا۔ اس نے اعوان سے کہلوا بھیجا کہ..... چٹھہ صاحب
... پانچ سات منٹ میں آ رہے ہیں۔ پھر اس نے نصرو اور اس کے ساتھیوں کو رخصت
... میں داخل ہوا۔ نوراں لمبا سا گھونگھٹ نکالے اور گردن جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ اس کے
... جان تمنا! اس وقت میں دو ایک گھنٹے کے لیے باہر جا رہا ہوں..... ایک بہت ضروری
... میرا ایک دوست مجھے لینے آن پہنچا ہے۔ میرا جانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔ میں نہیں
... ہو جائے گی۔"

... رات ہے.....؟ آپ کیسے شوہر ہیں جو مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں پلیز نہ جائیں
..." وہ روہانسی ہو کر بولی۔

... بہت ہی ضروری ہے۔ صرف ایک دو گھنٹے کی بات ہے پلیز! تم کچھ خیال مت کرو۔"
... منت سماجت کی۔

"یہ شہباز کون ہے...... جس کا نام آپ کے آدمی لے رہے تھے؟ کہیں میرا پہلا ہے؟" نوراں نے پوچھا۔

"ہاں......" چوہدری نے کہا۔ "میرا آدمی جو نشے میں دھت تھا۔ اس نے کسی اور کو شہباز کوٹھی میں آ گیا ہے۔"

"اگر واقعی شہباز آ گیا ہے تو اسے گولی مار کر میرے قدموں میں ڈال دیں تا کہ میں تھوک سکوں۔" وہ نفرت سے بولی۔

"اول تو اس کی مجال نہیں کہ وہ کوٹھی کے اندر قدم رکھے۔ بالفرض محال وہ اندر آیا تو ز گا...... میرے آٹھ آدمی پہرے پر ہیں اور پھر بھی اس کمرے کے دروازے پر تا ہوں۔" چوہدری نے کہا۔ چوہدری نے کمرے سے باہر آ کر دروازہ بند کیا اور اس پر بھاری کوٹھی سے باہر آیا۔ جہاں اس کا دوست سفید مرسڈیز میں اسٹیئرنگ پر بیٹھا تھا۔ اس نے چو دروازہ کھول دیا۔ چوہدری نے اندر بیٹھ کر دروازہ بند کر لیا اور پوچھا۔ "خیریت تو ہے...... کیسے آن ٹپکے...... مری کب آئے؟ تم نے مجھے ٹیلی فون بھی نہیں کیا......؟"

"میں کوئی ایک گھنٹہ پہلے پہنچا ہوں...... دراصل مجھے اتنی مہلت بھی نہیں ملی کہ تم سے بات کر لوں...... صورت حال بڑی نازک ہو گئی ہے۔ وہ بلیک میلر دس لاکھ روپے یا زیتو مانگ رہا ہے۔ اس وقت میرے گھر پر موجود ہے...... اب تمہی بتاؤ...... کیا کریں۔ میر ہاتھوں بری طرح پھنس گیا ہوں۔"

"اس کے سوا کوئی اور صورت بھی نظر نہیں آتی ہے۔" چوہدری نے کہا۔ "میں سو کیوں نہ دس لاکھ روپے دے کر جان چھڑا لوں۔ الیکشن قریب ہیں۔ اگر یہ غلاظت کسی اِ گئی تو پھر نہ صرف ساری شہرت اور عزت داغ دار ہو جائے گی بلکہ ہم الیکشن بھی جیت نہ عورت کے ساتھ ہم دونوں کی تصویریں ہیں وہ بہت با اثر ہے۔ اس کے تعلقات بڑ شخصیات سے ہیں۔ وہ عورت ہی اصل بلیک میلر ہے۔"

"دس لاکھ روپے بہت زیادہ ہیں۔" افتخار چٹھہ نے کہا۔ "اتنی بڑی رقم دیتے ہوئے ہے۔"

"ہمیں کون سا اپنے باپ کی دولت دینا ہے...... تم نے حکومت سے پانچ کروڑ سات کروڑ قرض لیے ہیں وہ کس دن کام آئیں گے، قرض ادا کرنے کے لیے نہیں بلکہ کے لیے لیا جاتا ہے۔" چوہدری نے کہا۔

☆......☆......☆

عقرب نے کوٹھی میں داخل ہونے کے بعد شہباز کا روپ دھار لیا۔ اس وقت وہ ش وہ نصرو اور اس کے ساتھیوں سے انتقام لینے کے لیے آیا تھا۔ وہ شہباز بن کر ان سے حسا چاہتا تھا۔ چوہدری کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک ان چاروں نے کوٹھی چھان مارا



...وہ اسے مختار کا وہم سمجھ کر عقبی حصے کے کمرے میں آ گئے۔ کل جو پارٹی ہوئی تھی۔ اس میں ...یں نصرو اور اس کے ساتھیوں نے پار کر لی تھیں۔ وہ اس کمرے میں بیٹھے شراب پی رہے تھے ...رے میں شہباز کی شکل میں داخل ہوا۔ شہباز کو دیکھ کر وہ چاروں اچھل پڑے۔ انہیں یقین ...نصرو نے اس سے پوچھا۔ "تم یہاں کس لیے آئے ہو......؟ نوراں کو لے جانے......؟ لیکن ...ادی چوہدری صاحب سے ہو گئی ہے اب وہ تمہیں مل نہیں سکتی ہے۔"

"...نوراں کو لے جانے نہیں بلکہ تم چاروں سے اس روز کا حساب بے باق کرنے آیا ہوں۔" ...اطمینان سے جواب دیا۔

"...حساب بے باق کرنے آئے ہو......؟" نصرو قہقہہ مار کر ہنسا۔ "لگتا ہے کہ تمہیں تمہاری ...ینچ کر لائی ہے! کیوں......؟"

"...ابھی پتہ چل جاتا ہے کہ کس کی موت اور شامت آئی ہے۔" عقرب نے آگے بڑھ کر نصرو ...جیسے وہ پلاسٹک کی گڑیا ہو...... نصرو سنبھلنے بھی نہیں پایا تھا کہ عقرب نے اور اس کے منہ پر ...ے مارا۔ اس کے کچھ دانت نہ صرف باہر آ گئے بلکہ منہ سے خون جاری ہو گیا۔ جبڑا ابھی ٹوٹ ...نے اس کا دوسرا جبڑا اور ہاتھ کی ہڈی توڑ کر دیوار پر دے مارا...... وہ بے ہوش ہو کر فرش پر ...نصرو کے ایک ساتھی نے بندوق اٹھا کر اس پر بندوق تان لی نصرو کا حشر نشر دیکھ کر وہ بری ...ہو گئے تھے۔ انہیں جیسے یقین نہیں آیا کہ شہباز اس قدر طاقتور ہے۔ لیکن اسے اس روز ...وہ ان کے ہاتھوں بری طرح پٹا تھا۔ عقرب نے آگے بڑھ کر اس بدمعاش کے ہاتھ ...چھین لی۔ پھر اس بندوق کے بٹ سے ان تینوں کو مار مار کر سور بنا دیا۔ وہ ان کے ہاتھ پیروں ...معذور کر کے کمرے سے نکل گیا۔

☆......☆......☆

...نے رات دو بجے حجلۂ عروسی میں قدم رکھا تو اس نے نوراں کو اسی طرح گھونگھٹ نکالے ...چوہدری اس وقت بہت خوش تھا۔ جیسے وہ کوئی معرکہ سر کر کے آ رہا ہو۔ اس کی جیب ...ان کے نیگیٹوز تھے۔ جس سے اسے ایک عورت دو برس سے بلیک میل کر رہی تھی۔ وہ ...پچاس ہزار روپے ادا کرتا تھا۔ افتخار چٹھہ اور اس نے گن پوائنٹ پر عورت کے آدمی ...یں اور نیگیٹوز حاصل کر لی تھیں۔ فریب سے کام لیا تھا۔ اس لیے اس کی باچھیں کھلی ...ے کوئی طاقت بلیک میل نہیں کر سکتی تھی۔ چوہدری جب نوراں کے پاس بیٹھا تو اس ...ے کہا۔ "ہم آپ سے نہیں بولتے اور نہ آپ کو اپنا مکھڑا دکھائیں گے...... آپ نے ...ردی۔ کتنا انتظار کرایا۔ تڑپایا...... آپ کو کچھ احساس بھی ہے۔ میرے دل میں کیسے ...ہے ہیں...... میں کیا بتاؤں۔"

"...سے معافی چاہتا ہے کہ ارمان بھرے دلوں کے ملاپ میں دیر ہو گئی۔" چوہدری نے ...غلام کو معاف کر دیں...... آپ جو سزا چاہیں دیں۔ غلام اس کے لیے تیار ہے۔"

چوہدری میں اب صبر کی تاب نہیں رہی تھی۔ اس نے دنوں ہاتھوں سے گھونگھٹ کے کو اسے الٹ دیا۔ پھر اس نے ہوس بھری نظروں سے نوراں کی طرف دیکھا...... پھر دوسرے لمحے اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھیل گئیں۔ اس کے سارے جسم اور نس نس دوڑ گئی۔ وہ نوراں نہیں تھی۔ نوراں کی جگہ ایک چڑیل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں چڑیل انتہائی بدصورت اور خوفناک ہوتی ہے۔ چہرہ انتہائی مکروہ ہوتا ہے۔ یہ چڑیل ایسی ہی تھی۔ دو نہیں تین آنکھیں تھیں۔ تیسری آنکھ اس کی پیشانی پر تھی۔ اس کے دو لمبے، نوکیلے اور خوفناک باہر نکلے ہوئے تھے۔ اس کی رنگت بے حد کالی تھی۔ اس کی چھ انچ لمبی زبان باہر کو نکلی ہوئی تھی رہی تھی۔ اگلے لمحے وہ میرے سرتاج کہہ کر چوہدری کے گلے میں جھول گئی۔

چوہدری کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو فوراً ہی بے ہوش ہو جاتا یا اس کا دم نکل جاتا۔ یوں حالت خوف و دہشت سے بڑی دگرگوں ہوگئی تھی۔ چونکہ وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ ایک سفاک شخص تھا۔ اس لیے اس کے اوسان خطا نہیں ہوئے...... اس نے اسے اپنی نظروں کا جھٹکنے کی کوشش کی۔ وہ یہ سمجھا کہ شاید شراب کا اثر ہے جو اسے نوری کسی چڑیل کی طرح دکھائی ہے۔ وہ افتخار چٹھہ کے ہاں سے وسکی کا ایک بڑا پیگ پی کر آیا تھا۔ لیکن اسے فوراً ہی احساس ہو تو اس کی نظروں کا واہمہ ہے اور نہ ہی شراب کا نشہ ہے۔ نوری کی جگہ واقعی کوئی چڑیل ہے۔ سا ہو گیا کہ نوری کی جگہ چڑیل کیسے اور کیوں آ گئی...... ! نوری کہاں گئی......؟ نوری تو یہاں نوری کو نہ صرف وکیل بلکہ گواہوں اور عورتوں نے بھی دیکھا تھا۔ اسے سنوارا بھی تھا۔ اور پھر وقت دروازے کو بند کر کے اور تالا لگا کر گیا تھا تاکہ کوئی اس کے کمرے میں جا نہ سکے۔ نور نکل نہ جائے۔

اس چڑیل کا چہرہ اس کے چہرے سے اس قدر قریب تھا کہ چڑیل کی گرم گرم سانسوں ...... رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ چند لمحے بھی یہی صورت حال رہی تو وہ زندہ نہ رہ ...... اس نے اپنی پوری قوت مجتمع کی اور چڑیل کے دونوں ہاتھوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑا ...... ہاتھوں کی گرفت سے آزاد کر سکے۔ لیکن چڑیل کے ہاتھوں کی گرفت اس قدر ...... اسے اپنے ہاتھ بہت کمزور اور بے جان سے لگ رہے تھے۔ اس نے بڑی جدوجہد ...... اور کوشش کی لیکن وہ بری طرح ناکام رہا۔ اس کا سارا بدن پسینے ...... سے دیکھے اور ہنس رہی تھی۔ جب وہ اپنی کوشش کر چکا تو چڑیل ...... آنکھوں سے جھانکتے ہوئے پوچھا۔ "میرے سرتاج! میں کیسی ہوں......؟"

"تم...... تم کون ہو......؟" چوہدری نے پھنسی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تم یہاں......"

اس نے تیزی سے درمیان میں جواب دیا۔ "میں نوری ہوں۔ دلہن ہوں۔ آپ کی آپ نے پہچانا نہیں کنیز کو......؟"



"نہیں...... نہیں......" چوہدری کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ وہ تھوک نگلتے ہوئے بولا۔ "تم نوری ...... نوری ایسی نہ تھی۔"

"میں نوری نہیں ہوں تو کیا تمہاری کوئی رشتہ دار عورت ہوں؟ میں نوری ہوں نوری...... تمہیں ...... کی وجہ سے میں بدلی ہوئی لگ رہی ہوں...... غور اور محبت بھری نظروں سے مجھے دیکھیں پلیز ...... صاحب!"

"تم نوری نہیں ہو بلکہ چڑیل ہو......؟" چوہدری نے رک رک کر خوف زدہ لہجے میں کہا۔ "تم کس ...... بتاؤ......؟"

"تم بھی کمال کرتے ہو میرے سرتاج!" وہ مسکراتی ہوئی بولی۔ "تم مجھے چڑیل کہہ رہے ہو؟ اپنی ...... پہلی رات کی دلہن کو...... اس نوری کو جسے تم نے بڑی مشکل سے حاصل کیا ہے۔ دنیا کی حسین ...... کو چڑیل کہہ رہے ہو......؟ کس قدر دکھ اور افسوس کی بات ہے چوہدری!...... مجھے تم سے ایسی ......"

"تم ...... آئینے میں اپنی شکل دیکھو...... تم چڑیل ہو...... نوری نہیں ہو...... میری نوری کہاں ......" چوہدری نے سراسیمگی سے کہا۔

"تم بھی کیا فضول کی باتیں لے بیٹھے ہو چوہدری۔" وہ کہنے لگی۔ "ہماری سہاگ کی پہلی رات ...... دل کے ارمان نکالنے اور محبت بھری باتیں کرنے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ ایک عورت کا دل ...... لیے...... تم مجھے چڑیل کہہ کر میرے حسن کی توہین کر رہے ہو...... اب تم مذاق تو نہ کرو ...... کیا سہاگ رات بھی مذاق کرنے کی ہوتی ہے؟"

"تم میری گردن چھوڑ دو......" چوہدری نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ میری ...... جائے۔"

"...... اللہ...... تمہاری گینڈے جیسی گردن اتنی نازک ہے کہ میری نازک اور مرمریں ...... ٹوٹ جائے گی......؟ تمہیں اپنی گردن کی فکر ہے۔ میری محبت کی نہیں، میرے دل کی ...... باتوں سے ٹوٹ رہا ہے۔"

"...... کہتا ہوں کہ میری گردن چھوڑ دے...... کمینی...... سور کی بچی۔" چوہدری نے ہذیانی لہجے میں ...... اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کی حالت ماہی بے آب کی طرح ہو رہی تھی۔ "آخر تم کیا ...... نے تمہارا کیا بگاڑا ہے......"

"...... چاہتی ہوں کہ...... تم مجھ سے محبت بھری باتیں کرو۔ مجھ سے کہو کہ میں تم سے محبت کرتا ......" ...... اترا کے بولی۔

"...... تم سے محبت بھری باتیں کروں......؟" چوہدری نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔ "تمہارا دماغ ......"

"...... دماغ تو بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن میرا دل تمہاری زبان سے محبت بھری باتیں سننے کے لیے

تڑپ رہا ہے۔ اس لیے کہ میرے سینے میں ایک نازک سا دل دھڑکتا ہے......'' اس نے تو تو
ایک لمبی سانس لی۔ ''آج تک میری زندگی میں کوئی مرد نہیں آیا اور پھر تم کس قدر بانکے اور
چاہتی ہوں تم مجھے پیار کرو۔''

''کیا......؟ کیا کہا تم نے......؟'' چوہدری کی رگوں میں لہو منجمد ہونے لگا۔ ''میں کوئی
ہو گیا تم انتہائی بدصورت مکروہ اور بھیانک چڑیل ہو۔ تم نے کبھی آئینہ دیکھا ہے کہ...... تم کیا
نہیں یہ سامنے آئینے ہے ذرا اس آئینہ میں اپنی شکل تو دیکھو۔''

چڑیل نے چوہدری کی بات سن کر سنگھار میز کے بڑے آئینے میں جس میں پورا بستر اور پلنگ
تھے۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھا پھر اس نے چوہدری سے کہا۔ ''چوہدری!...... تم بھی آئینے
دیکھو...... میں کس قدر حسین نظر آ رہی ہوں...... مجھ جیسی اس قدر حسین عورت شاید ہی دنیا میں کوئی ہو

چوہدری نے نہ چاہتے ہوئے بھی گردن گھما کر آئینے میں دیکھا تو اسے اپنی نظروں پر
آیا۔ آئینے میں نوری کا بہت ہی حسین عکس دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اس قدر حسین دکھائی دے رہی
سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ چند لمحوں تک محویت سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ اس کے حسین چہرے او
تناسب میں کھو گیا۔ دنیا و مافیا سے بے نیاز ہو گیا پھر اس نے چونک کر سامنے کی طرف دیکھا۔
ششدر رہ گیا کہ وہ چڑیل کی بانہوں میں نہیں بلکہ نوری کی مرمریں و گداز بانہوں میں جکڑا ہو
ماجرا ہے۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ نوری چڑیل سے اپنی اصل حالت میں کیسے آ گئی۔ کیا
نظروں کا فریب تھا......؟ اس کے دل و دماغ کو یہ کیا ہو گیا......؟ اگلے ہی لمحے وہ نوری کے حسین
پر جھکنے لگا تاکہ اس کے چہرے پر بوسوں کی بوچھاڑ کر دے۔ نوری اس کے بازوؤں میں کسمسا
اس نے چوہدری کے سینے پر اپنا ایک ہاتھ رکھ دیا۔ پھر وہ روہانسی آواز میں بولی۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں......؟ آپ میرے شوہر نہیں ہیں......؟ میں آپ کی
ہوں......؟ شہباز میرا شوہر ہے آپ مجھے چھوڑ دیں۔ مجھ پر رحم کریں مجھے ناپاک نہ کریں میں
آگے ہاتھ جوڑتی ہوں چوہدری صاحب!......''

''اب تم میری بیوی ہو...... میری جان ہو۔ شہباز تمہیں طلاق دے چکا ہے۔ زیادہ نخ
دکھاؤ۔'' چوہدری نے گرجدار آواز میں کہا۔ ''اب اگر تم نے شہباز مردود کا نام لیا...... مزا کرکرا
نہیں ہوگا۔ یہ حسین رات غارت نہ کرو۔''

اتنا کہہ کر وہ نوری پر جھکنے لگا۔ نوری کے چہرے کا طول و عرض بڑھتا گیا۔ نوری کی سانسیں
سانسوں کا جزو بننے لگیں۔ نوری کے بدن کی سوندھی سوندھی خوشبو اسے سرشار کرنے لگی۔ پھر
ہو گیا۔ اس نے جیسے ہی نوری کے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھے تو تب یہ دیکھ کر اس کی حالت خر
کہ وہ نوری نہیں ہے بلکہ چڑیل ہے۔ اس نے خوف و دہشت سے اپنے ہونٹ الگ کرنا چاہا
سکا۔ کیونکہ چڑیل نے پھر اسے اس بری طرح اپنے بازوؤں میں کس لیا کہ وہ بے بس ہو گیا۔
شکنجہ تھا کہ وہ اس سے نکل نہیں سکتا تھا۔ چڑیل کے موٹے موٹے، بھدے بھدے اور پتھر کی ما



کے ہونٹوں پر انگاروں کی طرح دہک رہے تھے۔ اب اس چڑیل کی تینوں خوفناک اور لال
میں استہزائی چمک تھی۔

نے اپنا پورا زور لگا دیا لیکن وہ چڑیل کی بانہوں کے شکنجے سے نکل نہ سکا۔ چڑیل کی بانہیں
سخت تھیں۔ اس کی بانہوں کا حلقہ تنگ ہوتا گیا۔ اس کی لال لمبی زبان چوہدری کے
چاٹنے لگی تھی۔ چوہدری کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس کا خون پی رہی ہو۔ اسے اپنا دم گھٹتا ہوا
وہ بے ہوش ہو گیا چوہدری کو جب ہوش آیا تو اس نے نوری کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔ اس کے
پر حیرت اور تشویش سی تھی۔ لیکن وہ کسی تر و تازہ اور شگفتہ گلاب کی طرح کھلی ہوئی تھی مہک
کے حسن میں چار چاند لگ گئے تھے۔ اس کے ہونٹوں سے تپش ابل رہی تھی اور اس کے
چوہدری کے سارے جسم میں خون کی گردش تیز کر دی...... اسے اس دم ایسا لگا جیسے وہ کوئی
دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بستر پر پایا اس کی نگاہوں کے سامنے چڑیل کا مکروہ اور
چہرہ گھومنے لگا۔ چند ثانیوں کے بعد چوہدری نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں
چڑیل کہاں ہے؟''

؟ کیسی چڑیل......؟'' نوری نے اپنی پلکیں جھپکائیں۔ ''چوہدری صاحب آپ کی
ہے نا؟''

چڑیل...... جو اس پلنگ پر لمبا سا گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی۔'' چوہدری اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کی
کی۔ ''وہ میرا خون پی رہی تھی۔ وہ میرا دم نکال رہی تھی۔ کیا میں زندہ ہوں؟ میں مر تو
''

صاحب میں نے کوئی چڑیل نہیں دیکھی......؟ کہیں آپ نے خواب تو نہیں دیکھا؟''
بولی۔

چڑیل نہیں ہو......؟'' چوہدری نے دیدے پھاڑ کر اسے دیکھا۔ ''تم نوری کے روپ
میں نے دو مرتبہ تمہیں نوری کے روپ میں دیکھا تھا۔ تم مجھے کیوں تنگ اور پریشان
چڑیل ہو نا؟''

نہیں ہوں بلکہ نوری ہوں۔ آپ نے خواب دیکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب
نشے میں تھے اور آپ کو نیند آ رہی تھی۔ آپ کمرے میں داخل ہوتے ہی بستر پر
گھنٹے تک سوتے رہے ہیں۔ ابھی ابھی تو بیدار ہوئے ہیں۔ سنا ہے کہ شراب کا نشہ
بڑے ڈراؤنے خواب دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے خواب میں کوئی چڑیل دیکھی
کہا۔

ایک گھنٹے تک سوتا رہا ہوں؟'' چوہدری کو جیسے یقین نہیں آیا۔ ''تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا
دیکھا ہے۔'' ''جی ہاں...... آپ خواب میں بڑبڑاتے بھی رہے ہیں۔'' نوری
چلاتے بھی رہے ہیں۔''

"اچھا......" چوہدری سوچنے لگا۔ کیا وہ خواب دیکھتا رہا تھا۔ اس نے خواب میں
کیا وہ حقیقت نہیں تھی؟ لیکن اس کا سارا بدن درد کیوں اور کس لیے کر رہا ہے؟ کیسا لرز
خواب تھا۔ چوہدری نے نوری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ "میرے پاس آ جاؤ جان من
گزرتی جا رہی ہے؟ میں اس رات سو کیسے گیا؟ یہ رات سونے کی نہیں جاگنے کی ہوتی
سہاگ رات ہے نا...... کیوں میری جان؟" چوہدری نے اسے بازوؤں میں سمیٹنا چا
بے رحمی سے چوہدری کا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ بستر سے نکل کر کھڑی ہوگئی۔ پھر وہ غسل خا
گئی۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

"میں کہتا ہوں باہر آؤ نوری......" چوہدری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "یہ کیا مذا
مذاق بالکل پسند نہیں ہے۔"

"مجھے بھی یہ بات پسند نہیں ہے کہ آپ مجھے میرے شوہر سے چھین کر مجھ
کر لیں۔" نوری نے اندر سے جواب دیا۔ "میں آپ سے مذاق نہیں کر رہی ہوں......
پوری نہیں کر سکتی۔ میں ایک شریف عورت ہوں۔"

"اب میں تمہارا شوہر ہوں۔ شہباز نہیں ہے اور سنو...... تم باہر نہیں نکلیں تو میں ا
کر دروازہ توڑ دوں گا۔" چوہدری نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔ "مجھے طیش نہ دلاؤ
ہوں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ واقعی ایک نمبر کے حرامی ہیں۔ غریب اور شر
بیویوں پر ڈاکہ مارتے ہیں۔"

"سور کی بچی تو مجھے حرامی کہہ رہی ہے......؟ تو حرامی ہوگی تیرا باپ
نکل...... میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں کتنا بڑا حرامی ہوں۔ تجھے اپنی زندگی میں مجھ جیسے
نہیں پڑا ہوگا۔"

"تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہو چوہدری...... تم نے مجھے ہاتھ لگایا اور مجھ پر ہاتھ
ہاتھ توڑ دوں گی۔" وہ بولی۔ "میں دروازہ کھول رہی ہوں۔ تمہارا کوئی خواب پورا نہیں
چوہدری نے چٹخنی گرنے کی آواز سنی۔ پھر دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ چوہدری
لات دروازے پر رسید کی۔ پھر وہ غصے کی حالت میں اندر داخل ہوا لیکن وہ یہ دیکھ کر بھ
خانہ خالی پڑا ہے۔ نوری کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ غسل خانے میں کوئی ایسی جگہ نہیں
سکے۔ غسل خانے میں کوئی کھڑکی بھی نہیں تھی کہ اس سے باہر جایا جا سکے چھت کے
فین لگا ہوا تھا اس میں سے کوئی جا نہیں سکتا تھا۔ وہ ایگزاسٹ فین چل رہا تھا۔ نوری
غائب ہوگئی......؟ کیا اسے فرش کھا گیا؟

اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ پہلے اسے ایک چڑیل سے وا
نے کہا تھا کہ اس نے خواب میں چڑیل دیکھی تھی۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔



...ہ مان لیا تھا۔ لیکن نوری اس کے سامنے غسل خانے میں داخل ہوئی تھی۔ اس نے اندر
...ر لیا تھا۔ اس سے بات بھی کی تھی۔ یہ چند لمحے پہلے کی بات تھی اب نوری غسل خانے میں
...ب ہو چکی تھی اس کا غائب ہونا نہ صرف ناقابل یقین حیرت انگیز بلکہ بے حد پراسرار بھی
...ی خیز بھی...... اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ وہ جادو کا قائل نہیں تھا۔ نوری
...ے غائب ہو چکی تھی۔ جب وہ غسل خانے سے باہر آیا تو اس نے شہباز کو کمرے میں
...یکھتے ہی وہ اچھل پڑا۔ وہ پھر سے بھونچکا ہو گیا۔ کیوں کہ نوری بھی اس کے ساتھ کھڑی
...یقین نہیں آیا۔ اسے لگا جیسے وہ پاگل ہو جائے گا۔

"...ل خانے میں بند ہوگئی تھیں......؟" چوہدری نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔ "تم کیسے اور کہاں
...ے باہر آ گئیں...... یہ شہباز یہاں کیسے آ گیا......؟ اسے کس نے اندر آنے دیا......؟ یہ
...؟"

"...راز کی بات ہے جو میں تمہیں بتاؤں گی نہیں۔" نوری نے تیزی سے جواب دیا۔ "شہباز
... میں اس کے ساتھ ابھی اور اسی وقت جا رہی ہوں۔ اللہ کا شکر ہے کہ تمہارے ہاتھوں
...ظ رکھی۔"

"...نہیں...... تم دونوں نہیں جا سکتے؟" چوہدری دھاڑا۔ "تم لاکھوں روپے کے زیورات
...روی جوڑا لے کر جا رہی ہو...... اگر تم دونوں باہر نکلے تو میرے آدمی تم دونوں کو بھون
...نال تم دونوں یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو میں پولیس میں تمہارے خلاف
...ادوں گا۔ تم دونوں ڈکیتی کے الزام میں دھر لیے جاؤ گے...... لباس اور زیورات ہضم نہیں
...ی طرح سوچ لو۔"

"...مہارے آدمی کیا تمہارے آدمیوں کے فرشتے بھی روک نہیں سکتے ہیں۔" شہباز نے
...س طرح آیا ہوں اسی طرح نوری کو لے کر نکل جاؤں گا یہاں سے...... یہ لاکھوں
...رات اس لیے لے جا رہا ہوں کہ تم نے مجھے ختم کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔
...وہ بنے والے بڑے سرونٹ کوارٹر میں شدید زخمی اور بے ہوشی کی حالت میں پڑے
...ں میرے خلاف رپورٹ درج کراتے وقت یہ بات نہیں بھولنا کہ تمہاری ایسی تصویریں
... میری جیب میں موجود ہیں جو تم افتخار چٹھہ کے ہاں سے لائے ہو۔ یہ تصویریں تمہیں
...لدل میں دھکیل دیں گی۔ تم خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے...... تم اس قدر رذیل اور
...صور بھی نہیں کر سکتے ہو؟"

"...؟" چوہدری اچھل پڑا۔ اس نے بدحواس ہو کر اپنی جیبیں دیکھیں۔ لفافہ اس کی
...ھا

"...لفافہ؟" شہباز نے جیب سے لفافہ نکال کر اس کی نظروں کے سامنے لہرا دیا۔ "اس میں
...تصویریں اور ان کے نیگیٹوز ہیں۔ میں انہیں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ یہ تصویروں

والا لفافہ دیکھ کر تمہاری عقل ٹھکانے آ گئی ہوگی......؟ ان کی کیا قدر و قیمت ہے؟ اس میں کتنی
تم اچھی طرح جانتے ہو؟"

"یہ لفافہ تمہارے پاس کیسے آیا......؟" چوہدری نے ششدر ہو کر اس کی طرف د
میری جیب میں تھا۔ اسے میں لے کر آیا تھا۔"

"جب تم بے ہوش ہو گئے تھے تب ہی میں نے تمہاری جیب سے نکال لیا تھا اور شہباز
تھا۔" نوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس لفافے کو میری جیب سے چرایا...... ذلیل، کمینی......" چوہدری کا پارہ چ
نے لپک کر پلنگ کے سرہانے رکھی ہوئی میز کی دراز میں سے ریوالور نکال لیا پھر اس نے ریوا
تانتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں نفرت اور غصہ بھرا ہوا تھا۔ "لاؤ یہ لفافہ مجھے دے دو......"
نوری کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھا۔ "تمہیں شرم نہیں آئی یہ لفافہ چوری کرتے ہوئے۔
عورت...... ٹھہر تجھے میں ایسا مزا چکھاتا ہوں کہ تو ساری زندگی یاد رکھے گی۔"

"میں یہ لفافہ کسی قیمت پر نہیں دوں گا چوہدری۔" شہباز نے بے خوفی سے کہا۔ "بہتر
کھلونے کو اپنی میز کی دراز میں واپس رکھ دو...... تم نوری پر چوری کا الزام دھر رہے ہو؟ اسے
رہے ہو؟ گالیاں دے رہے ہو؟ لیکن کیا تم نے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا۔ تم بھی بہت
ہو۔ قومی خزانہ لوٹ رہے ہو۔ ٹیکس اور مویشی چوری کرتے ہو۔ غریبوں کی زمینوں پر ناجائز
ہو...... ان کی بیویاں چوری کرتے ہو۔ ان سے شادی کر لیتے ہو؟ تمہارا یہ فعل کیسا ہے؟ تم
ذات نہیں ہو......؟ تم میں اور ایک چور اور ڈاکو میں کیا فرق ہے؟ کون کمینہ اور ذلیل ہے؟"

"میں کہتا ہوں یہ لفافہ مجھے دے دو...... ورنہ میں تم دونوں کو گولی مار دوں گا۔
گا۔" چوہدری نے ہیجانی لہجے میں کہا۔ "ایسی غلطی نہ کرنا چوہدری۔" نوری ہنس کر بولی۔ "
ہو کہ تمہاری چڑیل دلہن آ جائے اور تم پھر بے ہوش ہو جاؤ......؟"

"چڑیل......؟" چوہدری ایک لمحے کے لیے خوف زدہ ہو گیا پھر اس نے سنبھل کر کہا۔
چڑیل نہیں ہے۔ وہ تو میرا خواب تھا......"

"چوہدری......" شہباز نے بڑے سکون اور اطمینان سے کہا۔ "سنو...... یہ لفافہ تمہاری
میرے پاس بڑی حفاظت سے رہے گا۔ تم ان تصویروں کے عوض مجھے ہر ماہ پچیس ہزار رو
رہو گے...... بالفرض محال تم نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی اور نقصان پہنچایا تو ایک بات یاد رک
ایک ایسے شخص کے پاس پہنچ جائے گا جو تمہارا حریف صحافی ہے۔ یہ میرے ایک دوست کے
کے طور پر رہے گا۔ مجھے کچھ ہوتے ہی وہ یہ لفافہ جا کر اس صحافی کو دے دے گا۔ پھر تم مرنا بھی
مرنہ سکو گے...... ذرا ان باتوں پر بھی اچھی طرح سے غور کر لو......"

"تم بہت اچھل رہے ہو؟" چوہدری نے بگڑتے ہوئے برہمی سے کہا۔ "اپنی اوقات
ہونالی کے کیڑے...... میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے ہو؟ یہ لفافہ تم تو



لے جا سکتے ہیں...... لاؤ یہ لفافہ شرافت سے مجھے دے دو اور چلتے پھرتے نظر آؤ...... تم
تمہاری اور نوری کی لاش کا دنیا والوں کو بھی پتہ نہیں چلے گا۔"
"نہیں یہ لفافہ دے دوں...... تو کیا تم مجھے نوری کو ساتھ لے جانے دو گے؟" شہباز نے

جائے گی...... اس لیے کہ اب یہ میری بیوی ہے اسے تم طلاق دے چکے ہو۔ طلاق
موجود ہے۔ میں تمہارے ساتھ اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ تمہیں گولی نہیں ماروں گا۔
اجازت دے سکتا ہوں۔"
صرف نوری کو لے جا رہا ہوں بلکہ یہ لفافہ بھی...... تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو...... چلو نوری
نے کہا جب وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے تو چوہدری نے شہباز کی پشت کا نشانہ
ریوالور سے گولی نہیں نکلی۔ صرف کلک کی آواز گونج کر رہ گئی۔ پھر اس نے دوسری
مرتبہ...... لبلبی دبائی پھر بھی فائر نہیں ہوا۔ پھر اس نے فوراً ہی چیمبر کھول کر دیکھا۔ اس
تھی۔ پھر وہ تیزی سے شہباز کے پیچھے لپکا۔ وہ دونوں دروازے کے پاس پہنچ چکے
ریوالور کی نال پکڑ کر اس کا دستہ پوری قوت سے شہباز کی کھوپڑی پر دے مارا۔ وہ یہ
کہ شہباز پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ شہباز نے اس کی طرف گھوم کر دیکھا۔ شہباز کے
تھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ چوہدری کے ہاتھ سے ریوالور

"شہباز نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں وہ شہباز نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے
ساتھ جو کچھ کیا وہ ناقابل معافی ہے۔ تمہارے تین کتوں نے میرے سات جو کچھ
گن گن کر بدلہ لے لیا ہے۔ یہ رہا طلاق نامہ جو مجھ پر تشدد کر کے لکھوایا گیا۔"
طلاق نامہ نکال کر دکھایا۔ پھر اس کے پرزے پرزے کر کے چوہدری کے منہ پر
نے بڑی حفاظت سے تجوری میں رکھا ہوا تھا۔ یہ ایک الگ کہانی ہے اب تم ہر ماہ
پچیس ہزار روپے باقاعدگی سے پہنچا دینا...... اوچھی حرکتیں کرو گے تو یہ چڑیل تمہارا
تم ذرا پلٹ کر دیکھو۔ تمہاری چڑیل بیوی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"
ایک دم سے پلٹ کر دیکھا۔ کمرے کے وسط میں وہی چڑیل کھڑی اسے دیکھ کر مسکرا
دلہن بنی ہوئی تھی۔ جس نے اسے خوب تنگ پریشان اور ہراساں کیا تھا۔ چوہدری
اس نے ایک پل میں سوچا کہ وہ سب کچھ خواب نہیں تھا۔ حقیقت تھا......؟ نوری نے
؟ اسے بے وقوف بنایا تھا۔ چڑیل اس کی طرف باہیں پھیلاتی ہوئی بڑھی تو اس
پھیل رہی تھی۔ چوہدری نے اسے اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھا تو دہشت زدہ ہو
ایک قدم پیچھے ہٹا۔ پھر بے ہوش ہو گیا۔
بیدار ہو گئی۔ پھر اس نے حیرت سے اپنے آپ کو دیکھا۔ پھر اس نے محسوس

کیا کہ کوئی اس کے ساتھ بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ وہ چوہدری ہے وہ دلہن کے زیورات سے لدی پھندی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اس نے اپنے ساتھ سو... نفرت اور غصے سے نظر ڈالی تو اسے یقین نہیں آیا۔ وہ چوہدری نہیں تھا۔ اس کا شوہر شہ... اپنی آنکھیں ملیں بدن کی چٹکی لی کہ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی ہے! یہ خواب نہیں حقیقت... شوہر کے پاس تھی۔ یہ کمرہ بھی دوسرا تھا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ یہاں کیسے آئی... نے یہاں پہنچایا...... اس نے اپنے ذہن پر بہت زور دیا۔ اسے کچھ یاد نہیں آیا۔ اس کر... تمام دروازے بند تھے۔ مسرت وانبساط نے اسے جیسے پاگل سا کر دیا۔ اس نے اپنے ش... جھنجھوڑ دیا۔ شہباز نے بیدار ہو کر اسے جو دیکھا تو وہ حیرت اور خوشی سے اچھل پڑا۔ "نور... تم کب آئیں تمہیں کس نے پہنچایا......؟ عقرب نے؟"

"مجھے کچھ نہیں معلوم......" نوری کہنے لگی۔ "مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میں بیدار... اپنے آپ کو بستر پر پایا...... اس سے پہلے میں چوہدری کی کوٹھی میں تھی۔ وہاں مجھے دو عور... دلہن بنایا پھر چوہدری سے میرا نکاح پڑھوایا گیا۔ پھر مجھے ایک کمرے کے بستر پر لے جا... مجھے کچھ یاد نہیں...... کیوں کہ میں بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔ اب بیدار ہوئی تو میں تمہارے سا... ہوئی تھی......"

"اللہ نے ہم دونوں کو ملا دیا......" شہباز نے فرط مسرت سے مضطرب ہو کر ا... بھر لیا۔ "میں جانتا ہوں کہ یہاں تمہیں کس نے پہنچایا ہے...... یہ عقرب کا کارنامہ ہے۔ ... وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہیں چوہدری کی قید سے نکال لائے گا؟"

"یہ عقرب کون ہے......؟" نوری نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔

"عقرب......؟ یہ میں تمہیں صبح بتاؤں گا۔" شہباز نے جواب دیا۔ پھر وہ اس... چلا گیا۔

صبح دس بجے عقرب نے دروازے پر دستک دی تو شہباز نے دروازہ کھولا۔ ... چکے تھے اور اس کا انتظار کر رہے تھے۔ عقرب اندر داخل ہوا تو شہباز نے اس کا ت... کرایا۔ "یہ عقرب صاحب ہیں۔ ہمارے محسن۔" نوری نے عقرب کو بڑے مؤدبانہ اند... پھر وہ اسے حیرت اور ممنون نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ "عقرب بھائی! آپ نے مجھے ا... پنجے سے نکالا میری عزت و آبرو بھی بچائی۔ آپ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

"میرے فرض کو احسان کا نام نہ دیں۔ جب بھی کوئی انسان کسی مصیبت میں... ہم اس کی کوئی مدد کر سکتے ہیں تو اسے ضرور فائدہ پہنچانا چاہیے۔ چونکہ میرے بس میں... جانتا تھا کہ کس طرح تمہیں اس خبیث شخص کی قید سے نکالا جا سکتا ہے۔ لہٰذا میں... کامیاب رہا......" عقرب نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بتائیں کہ آپ نے مجھے وہاں سے کیسے نکالا......؟ یہاں کس طرح...



...کہ میں نے آپ کو وہاں دیکھا تک نہیں۔ ہم دونوں سوچ کر حیران ہو رہے ہیں۔ کچھ ...ا ہے۔" نوری بولی۔

...اسے یوں سمجھ لیں کہ آپ نے ایک ڈراؤنا سا خواب دیکھا تھا۔ اوپر والے نے عزت ...دل کی دعا سن لی۔"

"عقرب بھائی......" شہباز نے اسے ملتجیانہ نظروں سے دیکھا۔ "آپ نے یہ عظیم اور ...کیسے اور کس طرح انجام دیا ضرور بتائیں...... ہم دونوں نے بہت سوچا۔ غور کیا لیکن ...سکے۔ بلکہ الجھتے ہی چلے گئے اگر آپ نے نہیں بتایا تو نہ صرف ہماری راتوں کی نیند ...ایک خلش بھی رہے گی۔"

...نیں بتانے کی نہیں ہوتی ہیں...... ان پر پردہ پڑا رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے پردے ..."

...بتانے میں کیا حرج ہے؟" شہباز نے تکرار کی۔ "آپ کسی وجہ سے اسے راز میں رکھنا ...اصرار نہیں کروں گا۔ دل میں ایک تجسس ہے جس نے بے چین سا کر دیا ہے۔ اور کوئی ...

...آم کھانے سے مطلب ہونا چاہیے نا کہ پیڑ گننے سے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ تمہاری بیوی ...کی عزت و آبرو بھی بچ گئی۔ تمہاری زندگی اور گھر سلامت رہ گیا۔ چوہدری جیسے شیطان ...حل گئی۔ اب یہ ذلیل اور کمینہ شخص نوری کا اور تمہارا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ تم دونوں ...بے فکر ہو جاؤ۔"

...اس ذلیل شخص سے محفوظ رہ سکتے ہیں...... ہمیں اس کی ذات سے ہمیشہ خطرہ لاحق رہے ...لہجے میں بولی۔ اس کے حسین چہرے پر زردی سی چھا گئی۔ "وہ شیطان اس وقت ...بیٹھے گا جب تک وہ مجھے دوبارہ حاصل نہ کر لے۔ اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ ہم ...ں۔"

...جانتے کہ وہ کیسا خدری ظالم شخص ہے۔ ہم اس سے غافل رہ ہی نہیں سکتے۔" شہباز ...

...کیوں اور کس لیے اس سے اس قدر خائف ہو رہے ہیں۔ جب کہ میں نے آپ ...آپ دونوں کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ہے۔ پریشان ہونے اور گھبرانے کی قطعی ضرورت ...نے دونوں کو دلاسا دیا۔

...چوہدری نے مجھے اغوا کر کے یرغمال بنایا اور رات اس نے مجھ سے شادی ... "ایک قاضی نے ہم دونوں کا نکاح پڑھوایا۔ وکیل اور گواہ بھی موجود تھے نکاح نامہ ...گئے۔ اس نے لاکھوں روپے کے قیمتی زیورات میرے بدن پر سجائے۔ عروسی ...وہ ان زیورات اور میرے حصول کے لیے پھر مجھے اغوا کر سکتا ہے۔ اس کے

علاوہ اس کے پاس میرے شوہر کا طلاق نامہ بھی موجود ہے جو اس کے آدمیوں نے تشدد
کرا سے دیا۔ وہ اپنے نکاح نامے اور شوہر کے طلاق نامے کو عدالت میں پیش کر کے مجھے
کرسکتا ہے۔"

"وہ عدالت میں نہیں جائے گا بلکہ پولیس کی خدمت حاصل کرے گا کیوں کہ عدا
سے اسکینڈل کھڑا ہوسکتا ہے۔" شہباز نے کہا۔ "میں عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو
ہوگا کیوں کہ پولیس مجھے حوالات میں ڈال دے گی۔"

"اب اس کے پاس نہ تو طلاق نامہ ہے اور نہ ہی نکاح نامہ ہے۔ لہٰذا تم
ہو جاؤ۔" عقرب نے دلاسا دیا۔

"یہ دونوں چیزیں کہاں گئیں......؟" شہباز نے حیرت سے کہا۔ "آپ کو اس با
کہ دونوں چیزیں اس کے پاس نہیں ہیں......؟ اس نے ان دونوں چیزوں کو سنبھال کر رکھ

"اتفاق سے رات کے وقت دونوں چیزیں میرے ہاتھ لگ گئی تھیں۔ میں نے ا
نکاح نامے کی چار کاپیاں ہوتی ہیں قاضی صاحب اسے ایک کاپی دے گئے تھے۔
کاپیاں ضائع کردیں قاضی صاحب کے پاس بھی اس کی کاپی نہیں ہے۔"

"آپ نے ان دونوں نکاح ناموں اور طلاق ناموں کو اپنے ہاتھوں سے تلف کر
کی بات ہے۔" نوری سرشاری کے لہجے میں بولی۔

"اب اس کی مجال نہیں ہے کہ وہ تمہیں اغوا کرنے کی کوشش کرے۔ میں نے
کاٹ دیئے ہیں۔ بازی الٹ گئی ہے۔ چوہدری تم دونوں کے رحم و کرم پر ہوگا تم دونوں ا
سلوک چاہے کرسکتے ہو۔ وہ ہر ماہ باقاعدگی سے پچیس ہزار کی رقم بطور جرمانہ اور ہرجانہ
یہ جرمانہ اور ہرجانہ اس بات کا ہے کہ اس نے تمہیں اغوا کیا اور شہباز کو تشدد کا نشانہ بنایا۔
ہے کہ وہ ہر ماہ پچیس ہزار روپے جرمانہ ادا کرتا رہے۔"

"لیکن وہ میرے رحم و کرم پر کیوں اور کس لیے ہوگا......؟" شہباز نے حیرت ۔
نزدیک میری حیثیت ہی کیا ہے میں اس کے مقابلے میں ایک کمزور معمولی حیثیت کا آ
پچیس ہزار تو کیا پچیس روپے بھی نہیں دے گا۔ وہ مجھے جب چاہے چیونٹی کی طرح
ہے۔ میں تو اس سے مقابلہ کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہوں۔"

"وہ تمہارے رحم و کرم پر کیوں' کیسے اور کس طرح ہوگا میں بتاتا ہوں۔" عقر
سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ شہباز اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا تو عق
کہا۔ "اسے تم اپنی جیب میں رکھ لو میں بتاتا ہوں کہ یہ کیا چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس
کے لیے تمہارا غلام ہوجائے گا۔"

"آخر اس لفافے میں ایسی کیا چیز ہے جس کے سبب چوہدری غلام ہو کر رہ جا
متعجب ہو کر پوچھا۔



"اس لفافے میں جو کچھ بھی ہے وہ چوہدری کی فرعونیت کو ختم کردے گا۔" عقرب کہنے لگا۔ "تم
کہانیوں میں پڑھا ہوگا۔ اپنی نانی دادی سے ایسی کہانیاں سنی ہوں گی کہ...... ظالموں،
اور درندہ صفت لوگوں کی جانیں پرندوں میں ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ وہ محفوظ رہیں ان کو جان
...ہے۔ اس لیے ان کی جانیں پرندوں میں منتقل کر کے انہیں کسی دور دراز علاقے میں رکھا
...بھی شخص اس تک نہ پہنچ سکے۔ اس کی جان نہ لے سکے۔ اس پرندے کی گردن مروڑنے یا
...نے سے وہ ظالم مر جاتے تھے۔ اس پرندے تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا تھا۔ اس طرح اس
...کی عزت اور جان اس لفافے میں موجود ہے اسے اپنی جان جتنی پیاری ہے اپنی عزت
...ری ہے وہ اپنی عزت کی بڑی سے بڑی قیمت دینے کے لیے تیار ہے۔"

...نے سانس لینے کے لیے توقف کیا تو نوری نے حیرت اور معصومیت سے پوچھا۔ "کیا اس
...ندہ ہے؟"

...بات سن کر شہباز اور عقرب ہنس پڑے۔ عقرب مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "بات یہ ہے کہ
...ہے انسان کی عزت اور جان دولت اور شہرت میں ہوتی ہے۔ بڑے لوگ اپنی عزت اور
...لاکھوں نہیں کروڑوں کی رقم پھونک دیتے ہیں۔ ان کے پاس یہ رقم غریبوں کے استحصال
...قومی خزانے کو لوٹ کر اور لوٹ کھسوٹ سے بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس لفافے میں
...ایسی شرمناک تصویریں ہیں کہ ان میں سے صرف ایک تصویر بھی دنیا والوں کے
...کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اس کی ساری عزت، شہرت اور نیک نامی خاک
...تصویروں سے اسے ایک عورت بلیک میل کر رہی تھی۔ ساتھ ساتھ چوہدری کے ایک
...تصویروں کے عوض اس عورت نے اس سے کروڑوں کی رقم طلب کی تھی۔ چوہدری
...تھا۔ لیکن رات چوہدری اور اس کے دوست نے اس عورت کو فریب دے کر اپنی
...لیں۔ کیوں کہ اسے سہاگ رات منانا تھی۔ اس لیے وہ ان تصویروں اور نیگیٹوز کو ضائع
...تھا۔ اسے انہیں ضائع کرنے کی ایسی جلدی بھی نہ تھی۔ تصویروں اور نیگیٹوز والا
...ہاتھ لگ گیا۔"

...اس لفافے کو اپنے پاس رکھ کر کیا کروں......؟ اس سے مجھے کیا حاصل ہوگا؟" شہباز

...کہ ان تصویروں کے عوض چوہدری تمہیں ہر ماہ پچیس ہزار روپے ادا کرتا رہے گا۔"
...سی بات یہ ہے کہ تم اسے ان تصویروں سے بلیک میل کرو گے جب تک یہ
...رے پاس ہیں اس وقت تک وہ تمہارے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا رہے گا۔ یہ تصویریں
...مانند ہیں جس میں اس کی جان محفوظ ہے۔ اس کی عزت اور جان تمہارے قبضے میں
...بلا چون و چرا پورا کرے گا۔ جب کبھی بھی تمہارا اس سے سامنا ہوگا وہ کتے کی
...جائے گا۔ لہٰذا ان تصویروں کی خوب حفاظت کرنا۔ ان تصویروں کو کسی ایسی جگہ رکھنا

کہ وہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگیں۔ اور نہ ہی کسی بھی شخص کو اعتماد میں لینا۔ صرف تم دونوں کے د
رہے گا۔ لیکن ان تصویروں سے ناجائز فائدہ مت اٹھانا۔ پچیس ہزار کی رقم تم دونوں کی زن
بہت زیادہ ہے تم نے بہت زیادہ لالچ کیا تو کل کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

"کسی کو بلیک میل کرنا کوئی اچھا کام نہیں ہے۔" شہباز نے صاف گوئی سے کہا۔
چاہتے ہیں کہ میں ساری زندگی اس شخص کو بلیک میل کرتا رہوں؟ شاید میرا ضمیر اس با
کرے۔"

"میں بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ بلیک میلنگ ایک مذموم فعل ہے۔"
لگا۔ "چوہدری کو بلیک میل کیے بغیر اس لیے چارہ نہیں ہے کہ اس نے تم دونوں کو کس قدر ذ
تکلیف پہنچائی۔ اس کے علاوہ اس نے اور بھی بہت سارے معصوم اور بے گناہ لوگوں کی ز
گھولا ہے۔ اس پر کوئی ہاتھ اس لیے نہیں ڈال سکا کہ وہ بااثر اور طاقتور ہے وہ ایک موذی د
کا نام سن کر لوگ کانپ اٹھتے ہیں اس کے زہریلے دانت توڑنا بہت ضروری ہے۔ وہ ایک
انسانیت سوز کام کرتا ہے۔ غریبوں کی عزت سے کھیلتا ہے۔ اسے بلیک میل کر کے ہٹ
جا سکتا ہے۔ ورنہ وہ بے گناہوں کی زندگیاں تلخ کرتا رہے گا انہیں ستاتا رہے گا۔ زندگیاں
بن جائیں گی...... میں یہ سمجھتا ہوں کہ گناہ گار کو سزا دینے کے لیے قدرت نے تمہیں تجی
انصاف کا اور اس نے تم دونوں کے ساتھ جو کچھ کیا اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے سزا ملے۔
ایک ذہنی سزا ہو گی۔ پچیس ہزار کی رقم اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے۔ اگر وہ
گیا۔ اس غلط راستے سے تائب ہو کر اس نے شریفانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی تو اسے ا
لے یا کر لوٹا دینا...... اس سے یہ بھی کہتے رہنا کہ وہ راہ راست پر آ جائے وہ جیسے ہی
آ جائے۔ تم اسے بلیک میل کرنا بند کر دینا۔"

عقرب نے نوری کے لیے بازار سے ایک نیا جوڑا اور برقع خریدا تاکہ وہ لباس بدل
میں یہاں سے روانہ ہو جائے۔ نوری نے زیورات رات ہی اتار دیے تھے۔ اس کے پاس
کوئی اور جوڑا نہیں تھا جو عروسی لباس سے بدل لے۔ وہ دونوں بہت خوف زدہ تھے کہ
اور اس کے آدمی ان کی تلاش میں نہ ہوں عقرب نے انہیں دلاسا دیا بس اڈے تک لے کر
میں سوار کرایا۔ اس وقت تک موجود رہا جب تک بس نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔ عقر
نے بہت خوشی ہو رہی تھی کہ شہباز کو اس کی محبت اور خوشی واپس مل گئی۔

شام کے وقت عقرب چوہدری کے ہاں پہنچا۔ دروازے پر دو مسلح چوکی دار موجود
سے پوچھنے اور اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ وہ انہیں نظر بھی نہ
وقت چوہدری نشست گاہ میں اپنے آدمیوں اور ایک عامل کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا
راولپنڈی سے بلایا گیا تھا۔ کہ رات بھر جس چڑیل نے چوہدری کو پریشان کیا تھا۔ ا
پایا جا سکے۔ وہ عامل چوہدری سے کہہ رہا تھا۔ "میں کالے جادو کی کاٹ کر سکتا ہوں۔ م



ایک کیا دس چڑیلوں کو قابو میں کر سکتا ہوں لیکن اس چڑیل کو قابو میں کرنے کے لیے ایک
پڑے گا جو رات بھر تنگ کرتی رہی ہے۔"

"میں ایک لاکھ کیا دو لاکھ روپے بھی دینے کے لیے تیار ہوں۔" چوہدری نے کہا۔ "آپ اس
صرف اس کوٹھی سے بھگا دیں گے بلکہ مرا ایک اور کام بھی انجام دیں گے۔ میں دو لاکھ روپے
پچاس ہزار روپے انعام بھی دوں گا۔ آپ روپے پیسوں کی بالکل فکر نہ کریں۔"

"دوسرا کام کون سا ہے؟ کیا ہے......؟" عامل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"رات میں نے نوری نامی عورت سے شادی کی تھی۔ اس چڑیل کی وجہ سے اس کا سابقہ شوہر اسے
لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری بیوی کو آپ اپنے کسی علم اور معمول
بلا دیں۔"

"آپ مجھے دو لاکھ روپے دے دیں۔ آپ کے دونوں کام ہو جائیں گے آپ کی بیوی خود بخود
آپ کے پاس آئے گی۔" عامل نے بڑے فخر سے سینہ تان کر اور اپنی لال رنگ کی داڑھی پر ہاتھ
کر کہا۔ "میرے لیے آپ کی بیوی کو واپس لانا اور چڑیل کو بھگا دینا بائیں ہاتھ کا کھیل
لیکن مجھے اس کے لیے تین دن اور تین راتیں عمل کرنا ہو گا۔ مجھے ایک کمرہ دے دیا جائے اس
والی شخص میری اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو گا۔"

"منظور ہے۔" چوہدری نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ میری خواب گاہ کو استعمال کر سکتے
رہے ہے۔" عقرب نشست گاہ میں ایک طرف خاموشی سے کھڑا ہوا ان کی باتیں سن رہا تھا۔
آ رہا تھا۔ اس نے ان کی گفتگو سن کر کہا۔ "چوہدری...... یہ شخص عامل نہیں ہے اور نہ ہی
ہے۔ ایک نمبر فراڈی اور جعلی عامل ہے اس کی باتیں نہ سنو...... نہ اس کے فریب میں
اس کا کام صرف لوگوں سے پیسہ بٹورنا ہوتا ہے۔" عقرب کی آواز سنتے ہی سبھی اچھل
عامل اور چوہدری کے آدمی حیرت سے کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگے کہ یہ
آ رہی ہے......؟ دو آدمیوں نے اٹھ کر پردوں کے پیچھے بھی دیکھا۔ انہیں وہاں کوئی
عامل کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ اس نادیدہ آواز نے اس کا بھانڈا پھوڑ دیا تھا۔
چند لمحوں کے بعد کمرے میں نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا تو اس کی آواز مرتعش ہو رہی
......؟"

"عامل...... تم بتاؤ گے میں کون ہوں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "میں نہیں بتاؤں گا کہ میں
ہوں؟"

عامل ایک لمحے کے لیے چکرا گیا۔ اس کا یہ سخت امتحان تھا۔ اس نے اپنے آپ کو
"تم بدروح ہو۔"

نہیں ہوں بلکہ ایک عام انسان ہوں۔ حیرت کی بات ہے کہ تم میں اتنی صلاحیت بھی
بارے میں جان سکو...... جب کہ تم ماہر عملیات سفلی عملی اور کالا جادو بھی ہو۔" عقرب

نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں......'' عامل کی آواز حلق میں پھنسنے لگی۔ اس نے اسی لمحے کچھ پڑھ کر آواز کی سمت [illegible] سامنے آجاؤ......''

عامل کے اس منتر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ چند لمحوں کے بعد عقرب کی آواز گونجی۔ ''کیا [illegible] صاحب؟ کہاں گیا تمہارا عمل......؟ کہاں ہیں تمہارے معمول......؟ تم مجھے ان سب کے [illegible] لا سکے۔ تم یہ مان لو کہ تم عامل نہیں ہو۔ فراڈی ہو۔''

عامل صاحب کیا جواب دیتے۔ ان کی سٹی گم ہوچکی تھی۔ پیشانی عرق آلود ہوگئی تھی۔ [illegible] میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ فرار کی راہیں بھی نہیں رہی تھیں۔ وہ سخت ندامت کے عا[illegible] تھا۔ جیسے کوئی بہت بڑا چور ہو۔ اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا گیا...... اس کے حلق میں گرہیں پڑ[illegible]

''اب تم میرا کمال دیکھو......'' عقرب نے کہا۔ ''میں تمہیں بتاتا ہوں کہ علم کیا ہوتا ہے [illegible] کہتے ہیں اور پھر تم اس کمال کے خلاف کیا کرتے ہو......؟ تم میدان چھوڑ کر بھاگ نہ جانا......''

چند ثانیوں کے بعد کمرے کے وسط میں سفید دھواں فرش سے نکلا۔ پھر وہ آہستہ آ[illegible] بلند ہونے لگا۔ پھر اس کی رنگت تبدیل ہونے لگی۔ سفید دھواں کالے رنگ میں مدغم ہونے [illegible] نے ایک ہیولے کی شکل اختیار کرلی۔ وہ سبھی آنکھیں پھاڑے اس کالے اور کثیف دھوئیں [illegible] تھے۔ وہ اپنی جگہ جامد و ساکت اور دم بخود تھے۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بھیانک [illegible] رہے ہوں۔ پھر وہ کالا دھواں ایک عورت میں تبدیل ہوگیا۔ ان سب کے سامنے بھدی، پستہ قد اور خوفناک صورت کی عورت کھڑی تھی جس کی گز بھر کی زبان باہر نکلی ہوئی [illegible] کے کناروں سے اس کے سفید نوک دار تیز دانت باہر جھانک رہے تھے۔ اس کی لال لال [illegible] مرغی کے انڈوں سے بھی دگنی بڑی تھیں خون آلود دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کی پیشانی پر [illegible] تھی وہ شعلے برسا رہی تھی۔ چڑیل کو دیکھتے ہی عامل صاحب اور چوہدری کے آدمیوں کی [illegible] خشک ہوگیا۔ ان سب کی سٹی گم ہوگئی۔ عامل صاحب نے چڑیلوں کے بارے میں سنا تھا کہ [illegible] بدصورت اور مکروہ خدوخال کی ہوتی ہیں۔ انہوں نے کیا کبھی ان کے فرشتوں نے سار[illegible] چڑیل بھی نہیں دیکھی تھی۔ ان سب کے دل بری طرح دھڑکنے لگے تھے۔ یہ لوگ ا[illegible] سنبھالے تو بے ہوش ہوجاتے۔

''عامل صاحب! ......عامل صاحب! ......'' چوہدری بڑے زور سے ہذیانی لہجے میں [illegible] چڑیل ہے جو مجھے ساری رات پریشان کرتی رہی ہے...... اسے جلدی سے قابو میں کرلو۔ نہیں [illegible] کا خون پی جائے گی...... اسے قابو میں کرلو۔ یہ بڑی کمینی چیز ہے۔'' چوہدری کے پسینے چھوٹ [illegible]

عامل صاحب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے کیوں کہ چڑیل ان کی طرف مسکرا[illegible] آہستہ بڑھ رہی تھی۔ وہ ان سے کہہ بھی رہی تھی۔ ''میرے پیارے عامل صاحب! میں [illegible] انتظار کررہی تھی...... تم کتنے پیارے ہو......؟ کتنے اچھے لگ رہے ہو......؟ آئی لو یو مسٹر عا[illegible]



[illegible] صاحب کے سارے جسم میں سرد لہر برقی رو کی طرح اتر گئی۔ وہ دہشت زدہ ہوکر دروازے [illegible] کے بدحواسی میں صوفے سے ٹکرا کر فرش پر گرے پھر اٹھ کر بھاگے۔ انہیں بھاگتے ہوئے [illegible] کے آدمی جو غنڈے اور بدمعاش تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے بھاگے۔ چڑیل بھی ان کے [illegible] کمرے سے نکل گئی۔

[illegible]!'' عقرب کی آواز فضا میں لہرائی۔ ''تم نے دیکھ لیا اس بناسپتی عامل کو...... وہ ایک [illegible] نہ کرسکا......''

[illegible]...... ؟ کیا چاہتے ہو......؟'' چوہدری نے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھا۔ ''مجھے کیوں [illegible] کر رہے ہو؟''

[illegible] کا دوست ہوں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''میں اس لیے آیا ہوں کہ تم شہباز اور اس [illegible] دل سے نکال دو...... رات تمہیں سبق مل چکا ہے لیکن پھر بھی تمہارے سر سے نوری کا [illegible] ہے۔ میں تمہیں آخری بار تنبیہ کررہا ہوں۔ اگر تم نے پھر سے نوری کے حصول کے لیے [illegible] اور نیچ حرکت کی تو اچھا نہ ہوگا...... اور ہاں تمہاری شرمناک تصویریں اور ان کے نیگیٹوز [illegible] بڑی حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں۔ تم ہر ماہ اسے پچیس ہزار کی رقم باقاعدگی سے [illegible]۔ بدنیتی کی تو یہ چڑیل تمہارا خون پی جائے گی۔ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم سدھر جاؤ۔ [illegible] شریفانہ زندگی بسر کرنے لگوگے۔ اس روز تمہیں تمہاری تصویریں واپس مل جائیں گی ورنہ [illegible] بلیک میل ہوتے رہوگے۔''

[illegible] نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر اس نے پوچھا۔ ''کیا تم کوئی جن

[illegible] میں جن ہوں۔ جناتوں کا بادشاہ ہوں۔ میں اپنے دوست شہباز اور اس کی بیوی نوری [illegible] لیے آیا تھا۔ میں واپس جارہا ہوں۔ لیکن اس چڑیل کو شہباز اور اس کی بیوی کی حفاظت [illegible]''

[illegible] میں دو دن رہ کر لاہور آگیا۔ اس نے لاہور شہر کی بہت تعریف سنی تھی کہ اسے بہت [illegible] ہے۔ اس ملک کے بڑے شہروں میں یہ دوسرا بڑا شہر تھا جس کی خوبصورتی اپنی مثال [illegible] لاہور کا شہر تھا۔ بسنت کا تہوار بڑے جوش و خروش دھوم دھام اور روایتی انداز [illegible] اور یوں روپے پانی کی طرح بہائے جاتے تھے۔ عقرب جب اخبار میں بسنت کے [illegible] تھا۔ تب اس کا دل بہت دکھتا تھا۔ کیوں کہ اربوں کی رقم پانی کی طرح بہادی جاتی [illegible] اور حصول نہیں ہوتا۔ اس ملک کے باشندوں میں سب سے بری عادت فضول [illegible] بیاہ اور دیگر تقریبات میں نمائش، نام و نمود اور شہرت کی خاطر رقم برباد کردی جاتی [illegible] اور ضرورت مندوں کو دس روپے دیتے ہوئے بھی سخت تکلیف ہوتی تھی۔ [illegible] مریض دوا کے اور علاج کے لیے رقم نہ ہونے کے باعث سسک سسک کر

مر جاتے تھے۔ ہزاروں والدین ایسے نہ تھے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکیں۔ لڑکیاں جہیز نہ
سبب بوڑھی ہو رہی تھیں۔ ساری قوم خود غرض ہو گئی تھی۔ بسنت کے تہوار کے لیے رقم ہے
ضرورت مندوں اور محتاجوں کے لیے نہیں۔ پھر ایسا ملک اور قوم کیا ترقی کرے گی جو اپنی آمد
لٹا دیتی ہے۔ اور پھر تہوار والے دن کئی بڑے بچے موت کے منہ میں چلے جاتے تھے۔
تھا۔ گھر اجڑ جاتے تھے۔ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں سے جیل اور حوالات بھی بھر
لیکن پھر بھی زندہ دلان لاہور ہر سال بسنت تہوار بڑی شان سے مناتے۔ غریب ملک کے
روپے حرام کی نذر کر دیتے تھے۔

عقرب دوسرے دن لاہور شہر گھومنے نکلا۔ وہ گلبرگ کے علاقے میں گھوم رہا تھا۔ تو
ایک دکان پر ڈاکہ پڑا۔ جس وقت ڈکیت دکان سے نکل رہے تھے۔ پولیس آ گئی۔ دونوں
فائرنگ کا تبادلہ ہونے لگا۔ ایک افراتفری مچ گئی۔ جس کا منہ جدھر اٹھا وہ ادھر بھاگا۔ تھوڑی
ڈاکو دکان سے فائرنگ کرتے ہوئے نکلے۔ ان میں سے دو تو گاڑی میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔
موقع نہیں ملا تو وہ گلیوں میں گھس گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک پولیس موبائل ان ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ ہو گئی۔ و
گاڑی کے تعاقب میں گئی۔ دوسری گاڑی گلیوں میں مفرور ڈاکوؤں کی تلاش میں چلی گئی۔
بعد وہ موبائل واپس آ گئی جو ڈاکوؤں کی تلاش میں گئی تھی۔ کیوں کہ ڈاکو ان کی آنکھوں میں
گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ موبائل بھی واپس آ گئی جو گلیوں میں گئی تھی۔ ایک ڈاکو بھی ہاتھ نہ
دکان پر ڈاکا پڑا وہ سنار کی دکان تھی۔

عقرب کچھ دیر کے بعد اس بازار سے نکل کر ایک نوجوان شخص کے ساتھ باتیں کر۔
اسٹاپ کی طرف جا رہا تھا کہ پولیس کی ایک موبائل ان کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ ان
لیا۔ موبائل کے رکتے ہی ان میں سے تین مسلح سپاہی کود پڑے۔ انہوں نے ان دونوں کو نکل
سے نرغے میں لے لیا۔

عقرب نے حیرت سے ان پولیس والوں کو دیکھا۔ پہلے تو ان کی یہ حرکت اس کی
آئی۔ جب اس نے ان لوگوں کا اور سب انسپکٹر کا ذہن پڑھا تو سارا ماجرا اس کی سمجھ میں آ
پولیس ان ڈاکوؤں کو پکڑنے میں ناکام ہو چکی تھی۔ اس جیولری شاپ سے دس لاکھ نقد رقم ا
جیولری ڈاکو لوٹ کر لے گئے تھے۔ پولیس کے اعلیٰ افسران کو چونکہ اپنی کارکردگی اور کارنامہ
لیے ان دونوں بے گناہوں کو روک لیا۔ پھر ان کی گردن دبوچ کر اور بندوق کے بٹ
گاڑی میں سوار کرا دیا۔ انہیں کچھ پوچھنے اور کہنے کی مہلت تک نہیں دی۔ عقرب کے ساتھ
تھا۔ اس کا نام عنایت تھا۔ وہ فیصل آباد میں رہتا تھا۔ یہاں اپنی پھوپھی سے ملنے آیا تھا۔
میں ایک کپڑے کی دکان میں سیلز مین تھا۔ اگر عنایت کا معاملہ نہ ہوتا تو وہ غائب ہو جاتا۔
گیا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ پولیس ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اور تھانے۔



ہاتھ لگتی ہے۔ عقرب نے دل میں سوچا۔
سے چلئے چلو...... چل کر پولیس سے کیوں نہ دو دو ہاتھ کر لیے جائیں۔ اس کی ذات سے
بھلا ہو جائے۔

کے بارے میں اخبارات میں پڑھتا رہتا تھا۔ پولیس کے بارے میں روز ہی کوئی نہ کوئی
جیسا کہ اس کے علم میں یہ بات تھی کہ پولیس، پولیس ہی ہوتی ہے چاہے اس کا تعلق کسی
کی قوم سے کیوں نہ ہو۔ اس ملک میں بھی پولیس بہت بدنام تھی۔ اس مقدس محکمے میں جو
دار اور فرض شناس اہل کار ہوتے ہیں وہ اور کالی بھیڑیں قانون کے تقدس کی دھجیاں
بے گناہوں کو پکڑ کر ان پر بے جا تشدد کرتے ہیں۔ انہیں تنگ و ہراساں کرتے ہیں ان
لوگ اس لیے کیا جاتا ہے کہ ان کا ہر قسم کا مطالبہ پورا کر سکیں۔ وہ بڑے بے رحم اور
انسان ہوتے تھے۔

میں سب سے زیادہ بدنام اور رسوا لاہور کی پولیس تھی۔ کیونکہ اخبارت میں اس کے
زیادہ ہی خبریں چھپتی تھیں کہ وہ کس طرح سے بے گناہوں کو حوالات میں بند کر کے ان پر
ہیں۔ عدالتیں نہ صرف اس کی غیر قانونی سرگرمیوں کی خبر لیتی رہتی تھیں بلکہ ان کی سخت
مذمت اور سرزنش بھی کر دیتی تھیں۔ ان کے غیر قانونی اقدامات پر انہیں معطل کر دیتیں
کھلاتی تھیں۔ اس کے باوجود پولیس اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی تھی۔ اس کی تازہ
تھے۔ پولیس ان دونوں کو تھانے لے جا رہی تھی۔

ایک سپاہی نے اسے اور عنایت کو بندوق کے بٹ سے مارا تھا۔ اس پر تو کچھ اثر نہ ہوا
درد اور تکلیف سے تڑپ گیا تھا جب کہ اس سپاہی کو اس بات کا کوئی حق نہیں تھا کہ بلاوجہ
عقرب نے اس کے متاثرہ حصے پر اپنا ہاتھ رکھا تو فوراً ہی اس کا درد جاتا رہا اور اس نے

سامنے بیٹھے ہوئے سپاہی سے پوچھا۔ ”ہمیں کس جرم کی پاداش میں آپ لوگوں نے

پوچھتا ہے...... ہم تیرے باپ کے نوکر ہیں تجھے بتائیں کہ تمہارا جرم کیا ہے؟“ اتنا کہہ کر
عقرب کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ ”تجھے تھانے چل کر پتا چلے گا کہ
اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس کے منہ سے ایک کراہ نکلی۔ وہ اپنا ہاتھ پکڑ کر کراہنے لگا۔
منہ پر تھپڑ مارنے سے اس کے ہاتھ پر زور کی چوٹ لگی تھی۔ اسے ایسا لگا کہ اس نے
چٹان پر ہاتھ مارا ہو۔ تکلیف سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ حیران اور
اسے کیا ہو گیا ہے؟
اپنے گال پر فوراً ہی ہاتھ رکھ لیا تا کہ اس سپاہی کو احساس نہ ہو کہ اسے اس تھپڑ کا کوئی اثر
اپنے بشرے سے درد اور تکلیف کا اظہار کیا سپاہی اس کے چہرے پر درد اور تکلیف

کے آثار دیکھ کر خاموش رہا۔

"ہمارا قصور کیا ہے جی......؟" عنایت نے بھی اپنی زبان کھولی۔ عقرب کے ساتھ ا
جو سلوک کیا تھا اس پر بھی اس سے چپ نہ رہا گیا۔ "ہم شریف لوگ ہیں۔ میں فیصل آباد ج
صاحب اپنے......"

"او...... خنزیر کی اولاد......" دوسرے سپاہی نے عنایت کو گالی دیتے ہوئے کہا۔ "د
شریف ہو اور ہم لوگ ہی حرامی ہیں۔" پھر اس نے اپنی مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے پیر
عنایت کے منہ پر لات دے مارے۔ عقرب نے فوراً ہی اس کے پیر کی طرف دیکھا۔ اس
درد کی ٹیس اٹھی۔ اس نے فوراً ہی اپنا پیر فرش پر رکھ دیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی ٹانگ
مر گیا...... یہ کیسا درد اچانک اٹھا ہے۔"

"کیا ہوا بٹ!" تیسرے سپاہی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
کو کیا ہو گیا ہے؟"

"معلوم نہیں یار! کیا ہو گیا ہے۔" اس نے اپنی پنڈلی کو دباتے ہوئے کہا۔ "میں ۔
زادے کو مارنے کے لیے اٹھایا تو درد کی ایسی لہر اٹھی اور ایسا لگا جیسے کسی نے چاقو سے کا
برداشت نہیں ہو رہا ہے۔"

"عجیب سی بات ہے۔" پہلے والے سپاہی نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے
کہا۔ "میں نے اس سور کے منہ پر تھپڑ مارا تو ایسا لگا جیسے میرا ہاتھ کسی سخت پتھر پر پڑا ہو د
حال ہو گیا ہے۔ تمہارے ساتھ بھی یہی ہوا......"

گاڑی پولیس اسٹیشن کے احاطے میں داخل ہو کر رک گئی تو ان کے درمیان گفتگو منق
ان سپاہیوں نے عنایت اور عقرب کو گاڑی سے اس طرح نکالا جیسے وہ قربانی کے جانو
لاتیں مارتے بندوقوں کے بٹ سے دھکیلتے ہوئے برآمدے کی طرف لے گئے پھر ان ۔
ہتھکڑیاں بھی پہنا دی گئیں۔ پھر انہیں انسپکٹر کے کمرے میں لے جایا گیا کمرے میں ا
تھا۔ انہیں ایک طرف کھڑا کر دیا گیا۔ ایک سپاہی لپک کر گیا اس نے دو کلاشنکوفیں لا کر م
اتنی دیر میں انسپکٹر کمرے میں بڑے متکبرانہ انداز سے داخل ہوا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔
دونوں کو تین سپاہی اور سب انسپکٹر لے کر آیا تھا سپاہیوں نے انسپکٹر کو بڑے زور سے سیلوٹ

"یہ کون سور کے بچے ہیں......؟" انسپکٹر نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے ان دو
لال آنکھوں سے گھورا۔ وہ بہت موٹا بھدا اور بے ڈول سا تھا۔ اس کی توند مٹکے کی طرح
اس کی گردن بہت ہی موٹی تھی۔ بہت تنگ پیشانی تھی۔ اس کے چہرے پر درندگی سی ؟
اس کے جسم پر وردی نہ ہوتی تو وہ ڈاکو لگتا۔

"سر! یہ ڈکیت ہیں۔" سب انسپکٹر نے کہا۔ "آج مین بازار گلبرگ کی جیولری شاپ
تھا۔ ان دونوں اور ان کے ساتھیوں نے مل کر ڈاکہ ڈالا تھا۔ ان کے دونوں ساتھیوا



مقابلہ کیا۔ ان کے دونوں ساتھی دکان کے عقبی دروازے سے فرار ہونے میں کامیاب
ان نے اور دوسرے سپاہیوں نے اپنی جان پر کھیل کر انہیں گرفتار کیا ان کے پاس یہ کلاشنکوفیں
ان کے دونوں ساتھیوں کو دوسری موبائل سرگرمی سے تلاش کر رہی ہے۔"

"ان کے دونوں ساتھی کتنی رقم اور مال لے کر اڑے ہیں؟" انسپکٹر نے ان دونوں کو گہری نظروں
سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دکان کے مالک نے بتایا کہ نقد رقم دس لاکھ تھی اور مال تقریباً تیس لاکھ کی مالیت کا تھا...... ہم
نہ پہنچتے تو پوری دکان صاف ہو جاتی دکان میں تین خریدار بھی موجود تھے۔ ان کی دستی گھڑیاں اور ان
کے موبائل لے گئے۔"

"اوہ...... بڑی زبردست واردات ہوئی ہے پورے چالیس لاکھ کی......" انسپکٹر نے سیدھے
میز پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اب تم دونوں بتاؤ...... کیا چاہتے ہو......؟ حصہ یا
...؟"

"انسپکٹر صاحب!" عقرب نے کہا۔ "اس واردات سے ہم دونوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم
بے گناہ اور شریف آدمی ہیں۔ ہم دونوں اس علاقے سے گزر رہے تھے کہ سب انسپکٹر صاحب
نے گرفتار کر لیا۔ یہ کلاشنکوفیں بھی ہماری نہیں ہیں۔ ہمیں شک کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں
...۔"

انسپکٹر کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے عقرب کے پاس جا کر اس کی گدی پر زور سے
...حرام زادے! جھوٹ بولتا ہے...... یہ سب گواہ ہیں کہ......" اس نے درد کی شدت سے
ہاتھ کو جھٹکا دیا۔ اسے لگا اس نے کسی سخت چیز پر ہاتھ مارا ہو۔ اس کی جیسے جان ہی نکل گئی
اپنے ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دبایا۔
...اس کے چہرے پر کرب اور تکلیف کی کیفیت دیکھ کر پوچھا۔ "کیا ہوا جاوید؟ تمہاری یہ
...ہے۔"

"...سر!" سب انسپکٹر نے کراہتے ہوئے کہا۔ "اس کی گدی پر ہاتھ مارتے یوں لگا کہ میرا
...پڑا ہے۔ بڑی زبردست اور اندرونی چوٹ لگی ہے میرے ہاتھ میں۔ جیسے موچ آ گئی

...دونوں سپاہیوں کو کمرے سے باہر جانے کے لیے کہا۔ جب وہ چلے گئے تو انسپکٹر نے
...ہر مجرم اپنے آپ کو بے گناہ اور شریف کہتا ہے سب انسپکٹر جھوٹ نہیں کہہ رہا ہے۔
...شاید ایک نہیں پانچ چھ ہیں۔ یہ کلاشنکوفیں بھی برآمد ہوئی ہیں۔ سیدھی طرح راہ
...تم نے ہمارا شاہی مہمان خانہ نہیں دیکھا ہے...... وہاں پہنچ کر شیطان بھی پناہ مانگتا

...!" عقرب نے بڑی صاف گوئی سے کہا "ہمارے خلاف جھوٹا کیس بنایا جا رہا

ہے۔ میں نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا ہے ہم بے قصور اور شریف آدمی ہیں۔ ہمار
کلاشنکوفیں تو کیا ایک قلم تراش بھی نہیں تھی۔ آپ ڈکیتی کے مال میں حصہ مانگ رہے ہیں ہم
لائیں جب کہ ہم نے ڈکیتی کی واردات کی ہی نہیں اور نہ وہ ڈکیت ہمارے ساتھی ہیں۔"

"تم ہم پر الزام تھوپ رہے ہو کہ ہم تم دونوں کے خلاف جھوٹا کیس بنا رہے ہیں؟"
سرخ ہوگیا۔ "تیری یہ جرأت......؟ تو کیا سمجھتا ہے اپنے آپ کو.......... بڑا شریف اور بے
ہے۔ روزانہ تجھ جیسے سو شریف بدمعاشوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے سن...... زیادہ صفائی پیش
ہمارا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں...... تو جلدی بتا کہ تیرے ساتھی کون ہیں...... ان
ہیں...... ان کا ٹھکانہ کہاں ہے؟"

"میں نے آپ سے عرض کیا نا کہ ہم ڈکیت نہیں ہیں اور نہ ان ڈاکوؤں سے ہما
ہے؟" عقرب نے کہا۔ "آپ کو میری بات کا یقین نہیں آرہا ہے تو آپ ایسا کریں کہ
دکان پر لے جائیں۔ اس دکان کے مالک اور اس کے ملازمین سے ہماری شناخت کروالیں
گے کہ ہم نے واردات کی ہے یا نہیں۔"

"ہم تیرے باپ کے نوکر ہیں جو تیرے مشورے پر عمل کریں؟" انسپکٹر بگڑ گیا۔
سدھرو گے؟ شاہی مہمان خانے میں تمہاری خاطر مدارات کرنا پڑے گی...... تم بہت ہی سو
ہو۔ میں......" اس اثناء میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ریسور
بات کرنے لگا۔

دوسری طرف سے جو کہا گیا تھا اسے سن کر انسپکٹر کا چہرہ دمک اٹھا اور اس کی آنکھیں
چمک کر بولا۔ "شاباش! تم لوگوں نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہیں گرفتار کرلیا
جانے کی ضرورت نہیں۔ انہیں اسی مکان میں قید رکھو...... میں ابھی آرہا ہوں...... پوری رقم
موجود ہے نا......؟ ویری گڈ......"

انسپکٹر نے اپنی بات ختم کرکے ریسور رکھ دیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کرسی چھوڑ کر اٹھ
عقرب نے اس سے کہا۔ "انسپکٹر صاحب! وہ ڈکیت تو پکڑے گئے ہیں...... لہٰذا ہمیں جا
ہم بے قصور ثابت ہوگئے ہیں۔"

انسپکٹر نے چونک کر حیرت سے عقرب کی شکل دیکھی۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ
گئے ہیں؟"

"آپ نے ٹیلی فون پر جو گفتگو کی ہے اس سے اندازہ ہورہا ہے۔" عقرب
دیا۔ "آپ کو مبارک ہو وہ لوگ پکڑے گئے......"

"تو بہت تیز ہے۔" انسپکٹر کو غصہ آگیا۔ اس نے سب انسپکٹر سے کہا۔ "چونکہ ان دونو
ناجائز اسلحہ تھا لہٰذا ان دونوں کو نمبر دو حوالات میں لے جاکر بند کردو۔ میں جب واپس آؤ
کے بارے میں سوچیں گے۔"



...اور عقرب کو ایک کوارٹر نما مکان میں لے جایا گیا جو پولیس اسٹیشن کی عمارت میں واقع تھا۔
...کوارٹر تھے۔ اس کوارٹر کے باہر ایک مسلح سپاہی کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ دروازے پر تالا پڑا
...کے حکم پر پہرے دار نے جیب سے چابیاں نکالیں اس نے تالا کھولا۔ پھر ان دونوں کو
...اندر ایک بہت بڑے کمرے کو حوالات بنایا ہوا تھا۔ اس میں ایک لوہے کا دروازہ تھا
...ہوئی تھیں۔ اس کمرے میں کچھ مرد اور عورتیں قیدی تھیں۔ اس دروازے پر بھی تالا
...پہرہ دار سپاہی تالا کھول رہا تھا تب سب انسپکٹر نے ان دونوں کی ہتھکڑیاں کھول دیں۔
...کمرے میں دھکا دے کر دروازہ بند کردیا گیا۔ پھر دروازے پر تالا لگا کر وہ چلے گئے۔
...ابھی بھی درد کر رہا تھا وہ دل میں عقرب کو گالیاں بکتا رہا تھا۔

...قیدیوں کا جائزہ لیا ان میں تین مرد اور چار عورتیں تھیں۔ مردوں میں ایک پچیس برس
...مرد جو تھے ان کی عمریں چالیس اور پچاس برس کے لگ بھگ تھیں۔ چار عورتیں جو
...لڑکیاں اور دو تیس برس کی عورتیں تھیں۔ یہ بہت حسین اور پرکشش بھی تھیں۔ ان پر
...ئی تھی اس لیے وہ مرجھائے ہوئے پھول کی طرح لگ رہی تھیں۔ وہ سب کے سب
...آنکھوں میں وحشت جھانک رہی تھی۔

...مرد اور عورتوں نے عنایت اور عقرب کو دیکھ کر کسی قسم کے تاثرات کا اظہار نہیں کیا۔ ان
...اور ہر قسم کے جذبات سے عاری تھے عقرب نے مردوں کے پاس جاکر ان سے باری
...اس نے اپنا اور عنایت کا تعارف کرایا۔ ان مردوں نے بھی اپنا تعارف کرایا۔ عنایت
...اس کی حالت بڑی غیر ہو رہی تھی۔ چہرہ سفید پڑا ہوا تھا۔ عقرب نے اسے راستے میں
...اور پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہوجائے گا۔

...بڑی ایک پرانی میلی کچیلی دری بچھی ہوئی تھی۔ ایک کونے میں مرد بیٹھے تھے اور
...عورتیں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس کمرے میں ایک ملحق بیت الخلاء
...میں کوئی کھڑکی نہ تھی۔ پیاس سے ان کا برا حال ہو رہا تھا فاقے سے وہ نڈھال
...بات کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ عقرب نے پہرہ دار کو بلانے کے لیے اس کے ذہن
...پھر اسے بلایا۔ چند لمحوں کے بعد وہ دروازے پر موجود تھا۔ اس نے سلاخوں کے
...ہوئے پوچھا۔ "کسی کو کھانے کے لیے کچھ منگوانا ہے؟"

...پیسے بالکل نہیں ہیں۔" تنویر نامی شخص نے مردہ لہجے میں کہا۔ "حوالدار صاحب
...پیسے ہتھیا لیے اور پھر کھانے کے لیے بھی چار دن سے کچھ نہیں مل رہا ہے۔ ان کے
...اور روپے...... ان عورتوں کے تیس تولے کے زیورات بھی ہیں...... حوالدار صاحب
...ہمیں کھانے کے لیے کچھ دے دیں۔"

...زیورات انسپکٹر صاحب کے پاس امانت ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "جب تم لوگ
...انہیں دے دی جائے گی...... حوالدار صاحب کی اجازت کے بغیر کھانا نہیں مل سکتا

ہے۔اس وقت حوالدار صاحب نہیں ہیں۔"

"اگر میں کچھ رقم دوں تو کیا ہم سب کے لیے کھانے کا بندوبست ہوسکتا ہے۔" عقر
کے پاس جا کر کہا۔

"رقم خرچ کرو تو کیا کچھ نہیں مل سکتا..... شراب ہیروئن چرس اور ہر عمر کی لڑکیاں بھی مل
اس نے بھونڈے پن سے کہا۔

"نہ شراب کی ضرورت ہے نہ عورت کی۔" عقرب نے کہا۔ "ہم سب کے لیے کھانا چ
میں کیا کچھ مل سکتا ہے؟"

"کھانے میں بہت کچھ مل سکتا ہے۔" وہ کہنے لگا۔ "مثلاً پالک گوشت، مرغی
گوشت، مٹر قیمہ، بروسٹ چکن اور مرغی بریانی، نان، تافتان، تندوری روٹیاں، پراٹھے اور چپاتی
پولیس اسٹیشن کے باہر انسپکٹر صاحب کے بڑے بھائی کا ہوٹل ہے۔ یہاں کھانے کی ہر چیز
مرغ چھولے اور مرغ پائے بھی ہیں۔"

"تین پلیٹ مرغ چھولے اور دو پلیٹ فرائی قیمہ اور تیس چپاتیوں کے کتنے
گے۔" عقرب نے پوچھا۔

"چار سو روپے۔" اس نے جھٹ سے کہا۔ "چار سو روپے دے دو تو نہ صرف کھانا
آ جائے گا بلکہ چائے بھی ملے گی۔"

"تم چار سو روپے زیادہ مانگ رہے ہو" عقرب نے کہا۔ "کیا اس ہوٹل میں کھانا بہت

"بات یہ ہے کہ کھانا اور چائے باہر سے قیدیوں کے لیے منگوانے کی سخت ممانعت
صاحب کی جب تک مٹھی نہ گرم کی جائے اس وقت تک چائے ایک کپ بھی نہیں آ سکتی ہے
تین سو روپے کا ہوگا۔ سو روپے تو حوالدار صاحب کو دینا ہوں گے۔ چار سو روپے دے دیں
کھانا لا کر پیش کرتا ہوں۔" سپاہی نے کہا۔ عقرب نے جیب سے پانچ سو روپے کا نوٹ نکال
... جیب میں ٹھونستا ہوا چلا گیا۔ مرد اور عورتوں نے عقرب کو حیرت اور خوشی سے دیکھا۔ ان
... تصور سے دمک لہر بن کر دوڑ گئی۔ انہیں جیسے یقین نہیں آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد
... دروازہ بند کر کے تالا لگا کر چلا گیا۔ کھانا درمیان میں رکھ دیا۔ سب دائرے
... اس ... اور عنایت کے سوا سب کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ عنایت کھانا زہر مار کر رہا
... اس نے خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اس پر ایسی آفت
... سوچ رہا تھا کہ اسے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔

... نے بڑی خاموشی سے کھانا کھایا تھا۔ کھانے کے دوران ان لوگوں
نہیں کی تھی۔ جس وقت وہ چائے پی رہے تھے تب وہ سپاہی برتن لینے آ گیا۔ جب وہ برتن
تب عقرب نے کہا۔ "سو روپے تو واپس دے دو۔"

"کون سے سو روپے.....؟ کیسے سو روپے.....؟" سپاہی نے مکاری سے عقرب کی



... نے پانچ سو روپے کا نوٹ دیا تھا..... حوالدار صاحب کا بھتہ اور کھانے کا بل ملا کر کل چار سو
... ہے؟"

"اچھا..... اچھا..... اس سو روپے کی بات کر رہے ہو.....؟ سو روپے تو میرے کھانا لانے اور برتن
... جانے کے ہو گئے۔ میں تم لوگوں کے باپ کا نوکر تو ہوں نہیں جو مفت میں کھانا لا کر دوں۔" وہ
... بولا۔

... وہ چلا گیا تو تنویر نے کہا۔ "شکر ادا کریں کہ اس نے سو روپے کے عوض کھانا لا کر دیا..... اگر
... دیتا..... پانچ سو روپے کا نوٹ ہضم کر لیتا تو آپ اس کا کیا بگاڑ لیتے.....؟ سو روپے کا
..."

... کس قدر خبیث ہے آپ نہیں جانتے.....؟" ظہیر نے کہا۔ "ایک نمبری جھوٹا اور بدمعاش
... پہلے دن ہم سے سو سو روپے اینٹھ لئے۔ کھانے کے لیے صرف بسکٹ لا کر دیئے۔ چائے تک
... پلائی۔"

... نے جا کر انسپکٹر کو ہمارے بارے میں غلط سلط رپورٹ دی۔" چار پانچ سپاہیوں نے آ کر
ہماری پٹائی کی..... نادرہ کو لے جانے کی کوشش کی تاکہ اس کے ساتھ کوئی نازیبا حرکت
... درمیان میں پڑتے اور مزاحمت نہ کرتے تو وہ نادرہ کو لے جاتے..... اللہ نے اس
... عزت بچالی۔ پھر انسپکٹر نے ہماری جامہ تلاشی کے بہانے حوالدار کو بھیجا۔ حوالدار ہم سب
... عورتوں کے زیورات زبردستی لے گیا۔" ارشد نے کہا۔

... دونوں کو کس الزام میں یہاں لا کر قید کیا گیا ہے؟" تنویر نے پوچھا۔ "کسی دشمنی نے آپ
... دیا۔"

... "عقرب نے جواب دیا۔ پھر مختصراً طور پر اس نے اپنی کہانی انہیں سنائی عنایت کے
... سنایا۔

... غیر قانونی ہے۔" ظہیر کہنے لگا۔ "انسپکٹر کو جب کسی سے مال کھانا ہوتا ہے تو وہ یہاں
... میرا چچا زاد بھائی سے زمین کا تنازعہ دس برس سے چل رہا تھا۔ عدالت میں مقدمہ
... کے حق میں فیصلہ ہوا تو اس نے انسپکٹر سے ساز باز کر کے مجھے چوری کے ایک جھوٹے
... دیا۔ وہ رہائی کے لیے دو لاکھ روپے مانگ رہا ہے۔ اس نے دس دن کا وقت دیا ہے۔
... اندر میں نے اسے دو لاکھ روپے نہیں دیئے تو میری خیر نہ ہوگی۔ اس نے مجھے دھمکی دی
... صورت میں وہ مجھے قتل کے کیس میں ملوث کر دے گا۔"

... میری کہانی بھی سن لیں۔" تنویر کہنے لگا۔ "میں ایک امپورٹ ایکسپورٹ کمپنی میں
... مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ کمپنی ایکسپورٹ کی آڑ میں ہیروئن بھیجتی ہے۔ میں نے کمپنی
... شکایت کی اور ثبوت پیش کیا تو مجھے اندر کر دیا گیا۔ کمپنی یہ چاہتی ہے کہ میں اس کے

خلاف کوئی شکایت نہ کروں۔ میں نے جو رپورٹ درج کرائی ہے اسے واپس لے لو
جوان بیٹی کو اٹھا لیا جائے گا مجھے بھی ایک ہفتے کی مہلت دی ہوئی ہے۔"

"اب آپ میری کہانی سن لیں۔" ارشد کہنے لگا۔ "میرا ایک مرچ مسالے کا
ہے۔ میرا کام خوب چل رہا ہے اس لیے کہ میں بالکل بھی ملاوٹ نہیں کرتا ہوں۔ دو ایک
والوں نے یہ دیکھ کر کہ میری مصنوعات کی وجہ سے ان کا کام متاثر ہو رہا ہے، انہوں نے
الزام میں پھنسا دیا۔ اس انسپکٹر کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس نے مجھے کہا کہ میں اپنا کار
کوئی اور کاروبار شروع کرلوں۔ میں نے انکار کیا تو یہاں لاکر میں نظر بند کر دیا گیا
شرطیں رکھی گئی ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ میں کاروبار بند کر دوں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ایک
کروں...... ورنہ مجھے سبق سکھا دیا جائے گا۔"

"ان عورتوں کا کیا مسئلہ ہے۔" عقرب نے تنویر سے دریافت کیا۔ "انہیں یہاں
گیا ہے؟"

"ان میں یہ دونوں آپس میں سگی بہنیں ہیں۔" تنویر کہنے لگا۔ "نیلے رنگ کے
جو ہے ان کا نام نگہت ہے یہ بڑی بہن ہیں۔ ان کی چھوٹی بہن کا نام ناصرہ ہے گلابی سو
وہ ناصرہ ہے۔ دونوں بہنیں شادی شدہ ہیں ان کی شادی کو چار اور چھ سال کا عرصہ ہو
اولاد نہیں ہے۔ نگہت کے نام ایک مکان ہے جو سمن آباد میں ہے۔ ناصرہ کا جو مکان
ہے۔ جو انہیں مکان ورثہ میں ملے ہیں دونوں بہنوں کی شادی سگے بھائیوں سے ہوئی
شوہروں کی نیتوں میں فتور آ گیا ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ مکان ان کے نام کر دی
مکانوں سے ماہانہ کرایہ جو آتا ہے وہ اٹھارہ ہزار روپے ہے۔ ان کے شوہر چاہتے ہیں
کر کے انہیں طلاق دے دیں۔ ان کے تعلقات کچھ اور عورتوں سے ہیں یا انہوں نے خفیہ
ہوئی ہے۔ دونوں بہنوں نے نہ صرف اپنے مکان فروخت کرنے سے انکار کر دیا بلکہ
د... ہی ہیں دونوں بھائیوں نے حدود آرڈیننس کے جھوٹے کیس میں پھنسا دیا۔ یہ جو
... کیس میں پھنسانے میں بڑی مہارت اور شہرت رکھتا ہے۔ انہوں نے اس کی
... ان دونوں کو سودے بازی کے لیے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔ انہیں بھی کچھ دونو
گئی ہے۔ انہیں دھمکی دی گئی ہے مکان ان کے نام نہ کرنے کی صورت میں ان کی ایسی
بنا میں گی کہ وہ دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گی۔

یہ دو لڑکیاں ہیں ان میں سرمئی رنگ کے شلوار سوٹ میں جو لڑکی ہے اس کا نام
دوسری لڑکی کا نام فوزیہ ہے۔ یہ دونوں آپس میں سہیلیاں اور ہم جماعت بھی ہیں۔ کا
جوان کے نام ... ہیں ان سے شادی کرنا چاہتے ہیں ایک لڑکا جس کا نام نوید ہے
ہے دوسرا لڑکا جس کا نام ...یات ہے وہ ایک اعلیٰ افسر کا بیٹا ہے۔ دونوں دوست بھی ہیں
اوباش لوفر اور غنڈے قسم کے ہیں۔ ان دونوں کا ریکارڈ بہت ہی خراب ہے شراب نوشی بد



... ڈکیتی کی وارداتیں بھی کرتے ہیں ان لڑکوں نے ان دونوں کا رشتہ مانگا۔ ان کے والدین
... کر دیا۔ بلکہ ان لڑکیوں کو بھی یہ رشتہ سخت ناپسند تھا۔ ان سے جبر سے شادی کرنے کے لیے
... تحویل میں دے دیا۔ انہیں بدمعاشوں اور پولیس کی کالی بھیڑوں کی مدد سے اغوا کیا گیا
... جلد ہی شادی کرنے والے ہیں۔ شاید انہیں کسی اور شہر لے جائیں...... ان لڑکیوں کے
... ان لڑکوں کے خلاف پولیس میں رپورٹ لکھوانا چاہی تو پولیس نے رپورٹ درج نہیں
... ان عورتوں کا برا حال ہو رہا ہے رو رو کر...... چاروں بہت زیادہ خوف زدہ ہیں۔ مردوں کا
...لی صورت میں وہ انتقام کا نشانہ بننے والی ہیں۔ انسپکٹر اپنی جیب گرم کر کے ان کے خلاف
... استعمال کر رہا ہے اور ان کے دشمنوں کی پشت پناہی بھی......"

... ہوا تو عقرب نے انہیں دلاسا دیا۔ "آپ میں سے کوئی بھی پریشان نہ ہو انسپکٹر آپ
... نہیں سکتا ہے...... آپ لوگوں میں سے کسی پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ اسے ذلت و
...لی"

... ہے کہ یہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکی۔" ظہیر نے کہا۔ "آپ اس شہر میں اجنبی ہیں۔ اس
... ہے ہیں آپ اس شیطان کو نہیں جانتے ہیں۔ یہ بڑا خطرناک شخص ہے لوگ اس کا نام
... ہیں ایذا رسانی کا ماہر ہے۔ درندہ صفت ہے۔ یہ جانتا ہی نہیں ہے رحم کس چڑیا کا نام

... کا امکان ہے کہ کل ہم لوگوں کو کسی بھی وقت ٹارچر سیل لے جایا جائے۔" ارشد نے
...طان مردود نے جو مہلت دی ہوئی ہے وہ کل کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے ہم سب مل کر
... چاہیں تو فرار بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس حوالات کی عمارت سے باہر آ بھی گئے تو باہر
... ہیں کہ یہ پولیس اسٹیشن کے احاطے میں ہے۔ بالفرض ہم اس قید خانے سے کسی طرح
...یاب بھی ہو جاتے ہیں تو باہر نکل نہیں سکتے ہیں۔ کیوں کہ ہمیں باہر نکلنے کے لیے
...ارت اور برآمدے کے سامنے سے گزرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ آمد و رفت کے لیے ایک
... گیٹ بھی ہے اور اس پولیس اسٹیشن کی چار دیواری اتنی اونچی ہے کہ اسے ہم میں سے
... ہے۔"

... ہم سب کو مہلت دی ہوئی ہے۔ اس میں دو دن باقی ہیں۔" تنویر نے کہا۔ "اس بات
... آج کل مہلت ختم کر دے۔ معلوم نہیں کیوں اس نے سات دنوں کی مہلت دے دی
... ایک دن کیا ایک گھنٹے کی بھی مہلت دینے کا قائل نہیں ہے۔ میں اسے خوب جانتا

... اس لیے اتنے دنوں کی مہلت دی ہے کہ ہمارے لواحقین سے زیادہ سے زیادہ رقم
...کہا۔ "اس بہانے وہ رقم بٹور رہا ہوگا یا پھر ہراساں کر رہا ہے یا پھر اسے کسی وجہ سے
... کوئی وجہ ہے۔ جو بات بھی ہے ہمارے لیے پریشان کن اور خطرناک ہے۔ خدا

ہر ایک کو اس کے ظلم و تشدد اور ایذا رسائی سے بچائے۔ اس کے تصور سے میری روح ابھی
ہے۔ اللہ ہم سب کی خیر کرے۔"

ظہیر کی باتیں سن کر نگہت اور ناصرہ رونے لگیں۔ نگہت نے سسکیوں کے درمیان
رہی ہوں اپنا مکان شوہر کے نام کر دوں...... مجھے اپنی عزت اور جان پیاری ہے۔ میں
ذلت اور رسوائی کا نشانہ بنوں۔"

"میں بھی اپنا مکان اس کمینے کے منہ پر دے ماروں گی۔" ناصرہ نے اپنے آنسوؤں
جذب کرتے ہوئے کہا۔ "ہماری بے حرمتی کی ویڈیو فلم بنے...... اس سے بہتر ہے کہ
مروں۔ خودکشی کروں۔"

"کیوں نہ ہم خودکشی کر لیں......" نگہت نے کہا۔ "مکان کسی اور کے نام لکھ
مردودوں کو نہ دیں۔"

"خودکشی حرام موت ہے۔" تنویر نے کہا۔ "لیکن اب کسی کے نام مکان کرنے
ہے؟ کیونکہ یہ اس وقت تک رہا نہیں کرے گا جب تک آپ دونوں مکان شوہروں
دیتیں۔ اگر آپ پہلے ہی مکان کسی اور کے نام لکھ دیتیں تو وہ آپ دونوں کو انتقام کا نشانہ
دونوں ذلت اور رسوائی سے نہیں بچتیں۔"

"اب ہم کیا کریں......؟ کہاں جائیں؟" ناصرہ نگہت سے لپٹ کر زار و قطار رونے
"اللہ پر بھروسا کر کے خاموش بیٹھی رہیں۔" ظہیر نے کہا۔ "اوپر والے کے حضور
مارنے والے سے بڑا ہے۔"

"آپ دونوں کو حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔" نادرہ نے کہا۔ "ہم بھی ایک ہی کشتی کے
بدمعاش مجھ سے اور فوزیہ سے جبر و زیادتی سے شادی کرنا چاہتے ہیں وہ بڑے بارسوخ
طاقتور بھی ہیں۔ انہیں دولت کا گھمنڈ ہے جب کہ ہمیں اللہ پر بھروسا ہے گو ہم دونوں کے
آنسو رو تے رہے۔ لیکن ہم ایسی تدبیر بھی سوچتی رہی ہیں کہ ان موذی ناگوں سے کیسے نج
جائے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ مر جائیں گی لیکن انہیں ڈسنے نہیں دیں گی۔ ان کا سر کچل
عورتیں ہیں کمزور اور نازک ہیں لیکن ہمارے حوصلے بہت بلند ہیں جب حوصلے بلند ہو
آسان ہو جاتی ہے اللہ بھی مدد کرتا ہے۔ لہٰذا آپ دونوں رونے دھونے کے بجائے ایسی
سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ شوہر کو راہ راست پر لایا جا سکتا ہے۔"

"آپ کی باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔" ناصرہ دل گرفتہ لہجے میں بولی۔ "اس
لیے ہم دونوں کوئی سمجھوتا نہیں کر سکتی ہیں کہ وہ بدکار ہو چکے ہیں۔ طوائفوں سے ان کے
شاید طوائفوں سے شادی کر لیں یہ مکان ہمارے والد مرحوم کی نشانی ہیں۔ والد مرحوم کی
بنے ہیں۔ آخر ہم انہیں کیوں اپنے مکان دے دیں جو لاکھوں کی مالیت کے ہیں۔ ہم دونوں
انہیں مکان دینا نہیں چاہتی ہیں۔ اگر انہوں نے اس مکان کے لیے ہماری بے حرمتی



...مکان انہیں دے دیں اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں ایسی کوئی تدبیر
...ہماری عزت اور مکان بچ جائیں۔ بچ سکتے ہیں تو بتائیں۔ مشورہ دیں۔"
...آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم سب مل کر سوچتے ہیں۔" ارشد نے کہا۔ "ہم سب ایک ہی کشتی
...ان مسئلے مختلف نوعیت کے ہیں۔ نوعیت کچھ بھی ہو سارے فساد کی جڑ رقم ہے۔ مکان ہیں
...جاتا ہے۔"

...نے ہمیں بھوکا رکھنے کی ٹھان لی تھی اور بھوکا مار رہا تھا تا کہ ہم حوصلہ ہار دیں حالات سے
...لیکن اس پہرہ دار سپاہی کا کھانا فراہم کرنا ناقابل یقین اور حیرت انگیز ہے۔ جب کہ وہ
...تک کا روادار تک نہ تھا۔ عقرب صاحب نے ہمیں کھانا کھلا کر جو بھلائی کی ہے اس کا اجر تو
...گا۔ اگر انسپکٹر کو پتا چل گیا کہ اس سپاہی نے کھانا فراہم کیا ہے تو اس کی شامت آ جائے
...کل کا دن عافیت کا ہو۔ ہم پر جو مصیبت نازل ہونے والی ہے وہ ٹل جائے۔" تنویر نے
...عقرب نے پھر اس پہرہ دار سپاہی کو بلایا۔ پھر اسے پانچ سو روپے کا ایک نوٹ دے
...انسپکٹر نے سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ ان قیدیوں کو اس کی اجازت کے بغیر ایک کپ
...جائے۔ کھانا فراہم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ عقرب نے اسے ذہنی طور پر اپنا

...بج رہا تھا۔ اس وقت بھی سبھی جاگ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور
...میں سوچ رہے تھے متفکر اور پریشان تھے۔ ٹارچر سیل کے تصور سے دہشت زدہ
...تک وہ آپس میں باتیں کرتے رہے۔ صلاح مشورے بھی ہوئے تھے۔ اس وقت
...چھایا ہوا تھا۔ ہر ایک کو اپنے اپنے دل کے دھڑکنے کی صدا سنائی دے رہی تھی۔
...ہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد قدموں کی چاپیں سنائی دیں۔ تین مسلح سپاہی درواز ے
...ان میں سے ایک نے اپنی جیب سے چابیوں کا گچھا نکالتے ہوئے کہا۔ "نادرہ بیگم
...انسپکٹر صاحب نے بلایا ہے۔" یہ حکم سنتے ہی صرف نادرہ بیگم ہی نہیں بلکہ سبھی اٹھ
...بیگم کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا۔ اس نے دہشت زدہ ہو کر فوزیہ کا بازو پکڑ لیا۔ اس کا سینہ
...دھک دھک کرنے لگا۔

...اس وقت کس لیے نادرہ کو بلایا ہے......؟" عقرب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر درواز ے

...سے کچھ پوچھ گچھ کرنا ہے۔" سپاہی نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ "تم کون
......" وہ بگڑ گیا۔ پھر اس نے نادرہ کی طرف دیکھتے ہوئے اشارے سے اسے
......"

...کسی جوان لڑکی کو پوچھ گچھ کے لیے بلانے کا......" عقرب نے ترش روئی سے
......رات کا سوا ایک بج رہا ہے صبح کے وقت پوچھ گچھ کر لینا۔ اس وقت وہ

آرام کر رہی ہے۔"

"تو کون ہوتا ہے مشورہ دینے والا......" اس کا پارہ چڑھ گیا۔"ہم ابھی اور اسی وق جائیں گے۔"

"میں نے کہہ دیا نا کہ نادرہ اس وقت کسی قیمت پر نہیں آئے گی۔ تم لوگ ا سکتے۔" عقرب نے اطمینان سے کہا۔"تو ...... حکم چلا رہا ہے......؟ ٹھہر ہم تجھے ابھی چکھاتے ہیں سور کی اولاد......" نفرت اور غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اس نے ڈالی۔ گھمائی لیکن تالا کھلا نہیں...... سبھی حیرت اور خوف سے اس سپاہی کو دیکھ رہے تھے کوشش کر رہا تھا۔ سب سے زیادہ حالت خراب نادرہ کی ہو رہی تھی۔ اس کی رگوں میں ا اور آنکھوں کے سامنے اندھیر چھا گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ انسپکٹر نے اسے کس لیے بلایا ہے۔ وہ کمینہ اس کے حسن وشباب کا دشمن بن گیا تھا۔

اس سپاہی نے یکے بعد دیگرے کئی چابیاں آزمالیں...... تالا کھلنے کا نام نہیں لے بھی ہو رہا تھا پھر اس نے ایک سپاہی کو بھیج کر بہت بڑا ہتھوڑا منگوایا تا کہ تالا توڑ دے۔ ہاتھوں سے بڑی مضبوطی سے ہتھوڑے کو پکڑ لیا۔ پھر اس نے اپنی پوری طاقت مجتمع کر ضرب لگائی۔ تالے پر ہتھوڑا لگتے ہی اس کے ہاتھ کو برقی جھٹکا لگا اور ہتھوڑا چھوٹ کر اس پاس گرا۔ تالے پر اس ضرب کا کوئی اثر نہیں ہوا پھر اس نے فوراً ہی جھک کر ہتھوڑا اٹھ مرتبہ پہلے سے کہیں زور سے تالے پر ضرب لگائی۔ پھر اس کے ہاتھ سے ہتھوڑا چھوٹ جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ اس جھٹکے نے اسے دو فٹ اچھال دیا۔ اس کے دماغ کی چولیں کے جسم میں خون خشک ہوگیا۔ وہ خوف زدہ سا ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ جھٹکا کیسے لگا؟ برقی رو تالے میں کیسے اور کہاں سے آ گئی۔

دوسرے سپاہی نے چابیوں کا گچھا لے کر سامنے کھڑے ہوئے سپاہی کو پیچھے کیا: اس نے دروازے کے پاس جا کر تالے میں چابی ڈالنے کے لیے جیسے ہی تالے کو پکڑا ا ور برقی جھٹکا لگا کہ وہ اپنے ساتھیوں پر جا گرا جو اس کے پیچھے کھڑے تھے۔ اس کے ہا چھوٹ کر فرش پر گر پڑا وہ بھونچکا سا ہو گیا۔ وہ حیران د پریشان تھے کہ تالے اور سلا ... آیا۔ ...دیر کے بعد وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دو سپاہی اور حوالدار بھی آیا ا بہت کوشش کی۔ انہیں بھی برقی جھٹکے لگتے رہے پھر وہ بھی ناکام ہو کر چلے گئے۔

ان ... جانے کے بعد نادرہ اور دوسرے لوگوں نے سکون وچین کا سانس لیا ... کرنٹ کیسے آ گیا؟ پھر وہ اس بات سے سخت پریشان ہوگئے کہ ک ... عقرب نے انہیں دلاسا دیا کہ کرنٹ نہیں آئے گا نہ درواز کوئی کرنٹ ہے۔ دراصل یہ ان کا وہم تھا۔ کیوں کہ وہ سب نشے میں تھے اور پھر چابی گ تھے۔ عقرب نے تالے اور سلاخوں کو ہاتھ لگا کر ان کی تسلی وتشفی کرا دی۔ صبح دس ب



...لے کر آیا۔ پہرہ دار سپاہی نے ڈرتے ڈرتے تالے کو ہاتھ لگایا۔ اسے کرنٹ نہیں لگا۔ پھر اس ...کر تالا کھولا تو کھل گیا پھر ان تمام لوگوں کو ایک دین میں بٹھا کر جو چاروں طرف سے بند تھی ...پنچے۔ اس گھر کے تہ خانے میں بہت بڑا ٹارچر سیل بنا ہوا تھا۔

...ٹارچر سیل میں ایذا رسانی کے ہر قسم کے آلات موجود تھے۔ اس ٹارچر سیل کو دیکھتے ہی ان ...ت غیر ہونے لگی ان کی حالت اس وقت اور بگڑنے لگی جب اس کمرے میں تین چھ چھ فٹ ...اور مضبوط بدن کے بدمعاش داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر درندگی چھائی ہوئی تھی۔ ...اروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ اس ٹارچر سیل کے ایک کونے میں ایک بڑا سا تخت رکھا ہوا ...نے عورتوں کو اس تخت پر بٹھا دیا۔ انجانے خوف سے عورتوں کے بدن پر لرزہ طاری تھا۔ ...کے بعد انسپکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ناصرہ اور نگہت کے شوہر" دولڑکے جو نادرہ اور ...ادی کرنا چاہتے تھے وہ داخل ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں لفافے تھے ناصرہ کے شوہر ...نے ویڈیو کیمرہ لٹکا رکھا تھا۔ عورتوں نے ان مردوں اور لڑکوں کو دیکھ کر نفرت اور غصے سے منہ

...نے ناصرہ اور نگہت کے پاس جا کر کہا۔" میں نہیں چاہتا کہ فضول باتوں میں وقت ضائع ...ں کی ضد اور ہٹ دھری سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تم دونوں کی سلامتی اور بہتری اسی میں ہے ...شوہر جو کاغذات لائے ہیں اس پر دستخط کر دو...... دستخط کرنے کے بعد تم دونوں ان کے ...جا سکتی ہو جہاں کہو وہاں حوالدار تمہیں پہنچا دے گا۔"

...دستخط کرنے سے انکار کر دیں تو کیا ہوگا......؟" نگہت نے حوصلہ کر کے تیز لہجے میں ......؟"

...ں نے دستخط نہیں کیے تو بہت برا ہوگا۔" انسپکٹر کہنے لگا۔" وہی ہوگا جو تم سے پہلے کہا گیا ...ں کی ایسی رنگین سنسنی خیز اور رومانوی مووی بنائی جائے گی جسے دیکھ کر لوگ بہت محظوظ ...میں یہ ہیرو ہوں گے جنہیں تم دونوں دیکھ رہی ہو...... اس کے علاوہ سائیڈ ہیرو اور ولن ...کردار ادا کریں گے۔ تا کہ یہ فلم سپر ہٹ ثابت ہو اور اس کی اچھی خاصی سیل ہو......"

...ماری مووی کون بنائے گا......؟" ناصرہ نے انسپکٹر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے ...کہا" ...ایا تم اس نیک کام میں بھی ماہر ہو......؟"

...میں نہیں بناؤں گا تمہارے شوہر نامدار عزیز چوہدری بنائیں گے؟ فلم بننے کی صورت ...پرنٹ مجھے بھی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں ایسی پرائیوٹ پروڈکشن کی فلمیں بڑے ...اور پھر ایسی فلموں کی شوٹنگ دیکھنے کا بہت زیادہ رسیا ہوں۔ تم اس بات کا موقع ...نگ اور فلم بھی دیکھ لیں گے...... اب یہ تمہاری مرضی ہے تم محروم رکھتی ہو یا سرفراز

...نے کہ عکس بندی کس طرح کی جاتی ہے۔ وڈیو کیمرہ تو اس کے باپ نے بھی کبھی

نہیں دیکھا ہے۔" وہ تلخی سے بولی۔

"تمہارا شوہر عزیز اور نگہت کا شوہر جلال دونوں ہی ویڈیو فلم بنانے میں بڑی مہارت یہ بتا رہے تھے کہ خاندان میں جو تقریبات ہوتی رہتی ہیں۔ یہ دونوں ان تقریبات کی فلمیں رہتے ہیں۔"

"اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کن تقریبات کی فلمیں بناتے رہتے ہیں۔ یہ آج ہے۔" ناصرہ نے کہا۔

"تم دونوں نے کیا فیصلہ کیا ہے......؟" انسپکٹر نے پوچھا۔ "اپنی فلم بنوانی ہے یا عزیز گھر جانا ہے؟"

"فیصلہ......؟" نگہت نے ناصرہ کی طرف دیکھا۔ "تم کیا کہتی ہو ناصرہ! تم نے کیا انسپکٹر جاننے کے لیے بے چین ہے۔"

"میں ابھی کسی نتیجے پر نہیں پہنچی ہوں۔" ناصرہ کہنے لگی۔ "دونوں صورتوں میں ہم رہیں گی؟ مفلس ہو جائیں گی۔"

"ناصرہ! جذباتی مت بنو۔" نگہت نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "میرا مخلصانہ مشورہ کاغذات پر دستخط کر دیں۔ عزت سے زیادہ پیاری قیمتی اور عزیز چیز کوئی نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے کے نزدیک عزت کوئی چیز نہیں ہے سب کچھ پیسہ ہی ہے۔ ہم نے کبھی خواب و خیال میں تھا کہ...... ہمارے شوہر اس قدر کمینے اور ذلیل ثابت ہوں گے انسپکٹر صاحب!...... وردی کے تقدس کو محض کچھ رقم کی خاطر پامال کر رہے ہیں اور اس کی دھجیاں اڑا رہے ہیں...... ہمیں کی بجائے ان کمینوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔"

"باجی!...... آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں اور آپ کی باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔" ناص

"میں بھی یہ چاہتی ہوں کہ کاغذات پر دستخط کر کے ان کتوں کے منہ پر تھوک دوں...... اس کمزوریوں اور مجبوریوں سے یہ دونوں خبیث فائدہ اٹھا رہے ہیں...... انسپکٹر صاحب کو کو اس لیے کہ ہم دنیا کے پیشہ ور بدمعاشوں قاتلوں، دشمن کی فوجوں اور درندوں سے تو لڑ سکتے کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک ضمیر فروش تھانے دار سے نہیں لڑ سکتے ہیں۔ اس لیے بھی کہ اس صرف پیسے ہوتا ہے صرف اس پیسہ کی خاطر اس نے ہماری ویڈیو فلمیں بنانے کی اجازت دے اس نے ان لڑکوں کو بھی بلا لیا جو نادرہ اور فوزیہ سے زبردستی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ شکل حرام کی اولاد دکھائی دے رہے ہیں۔ سب کو اپنی ماں بہنوں کی طرح آوارہ اور بدچلن سمجھتے

"انسپکٹر صاحب!" نوید ہیجانی لہجے میں چیختے ہوئے بولا۔ "آپ اس عورت سے زبان کو لگام دے۔ یہ کون چڑیل ہے جو ہمارے معاملات میں خواہ مخواہ اپنی ٹانگ اڑا رہی دونوں مل کر آپ کے خلاف بھی زہر اگل رہی ہیں پھر بھی آپ خاموش ہیں۔ ان باتوں کر رہے ہیں......"



بک بک کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟" انسپکٹر نے استہزائی انداز سے ہنستے ہوئے کہا۔ دل اور جسم بڑے نازک ہوتے ہیں...... ہاں...... تم دونوں نکاح نامے لے کر آئے ہو؟ اور نازک انداز دلہنیں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہیں انہیں تو رات بھر نیند بھی نہیں آئی۔"

ہم نکاح نامے اور رقم بھی لائے ہیں۔" اس نے کہا۔ "یہ دونوں دستخط کر دیں تو ہم انہیں وقت ہنی مون منانے کے لیے لے جائیں گے...... ہم نے سارا انتظام کیا ہوا ہے...... ہم بھی کتنے دنوں سے تڑپ رہے ہیں۔ ان کے فراق میں جاگ جاگ کر راتیں ہیں۔"

ناصرہ کے شوہر" سے کاغذات لیے پھر وہ کاغذات لے کر دونوں بہنوں کے پاس گیا۔ کاغذات بڑھا دیئے۔ نگہت نے اس کے ہاتھ سے کاغذات لیتے ہوئے پوچھا۔ "کہاں اور اس کاغذ پر دستخط کرنے ہیں۔"

عزیز چوہدری کو اشارے سے بلایا جب وہ ان کے پاس آیا تو انسپکٹر نے کہا۔ "دستخط قلم دو۔ انہیں بتاؤ کہ کس کاغذ پر کہاں کہاں دستخط کرنے ہیں۔ نیک کام میں دیر نہ کرو۔ دستخط کرنے کے لیے تیار ہو گئی ہیں...... تم دونوں کی بہت بڑی مشکل حل ہو گئی

یہ بے وقوف عورتیں پہلے ہی ہماری بات مان لیتیں تو انہیں تکلیف اور پریشانی اٹھانے کی آتی......" عزیز چوہدری نے کہا۔ "اب عقل آ گئی...... ان عورتوں میں عقل ہوتی ہی

ان کی عقل ٹھکانے آئی ہے۔" جلال نے کہا۔ "انسپکٹر صاحب ان ہیروؤں کو فلم میں بلاتے تو پھر ان کا تیار ہونا مشکل ہوتا...... وڈیو فلم کے خوف سے دستخط کر رہی ہیں۔"

اپنے نکاح نامے لے کر ادھر آؤ۔" انسپکٹر نے نوید اور اس کے دوست سے اور اپنی اپنی دلہنوں کو لے کر جلدی سے جاؤ...... بے چاریاں بھی ہنی مون کے لیے ان مردودوں سے بھی تمنا ہے۔"

نے میں سے نکاح نامے کی کاپیاں لا کر انسپکٹر کے ہاتھ میں تھما دیں قلم بھی نکال نکاح نامے کی کاپیاں دونوں لڑکیوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "چلو۔ تم دونوں کر دو۔"

سے کیا نکاح ہو جائے گا......؟" فوزیہ نے نوید سے پوچھا۔ "قاضی صاحب

ہو جائے گا۔" نوید نے جواب دیا۔ "میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا کی فکر کیوں ہو رہی ہے؟"

نکاح کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو......؟ آخر اس کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ حرام

کاری کے لیے کسی جعلی نکاح نامے کی کیا ضرورت ہے؟" نادرہ نے تیز لہجے میں کہا۔ نکاح نامہ تمہیں قانون کے ہاتھوں بچالے گا۔"

"اس نکاح نامے کی سخت ضرورت ہے۔ کیوں ہے کس لیے ہے یہ ہم جانتے ہیں جلدی سے دستخط کردو اور ہمارے ساتھ چلی چلو...... تاکہ ہم آج ہی سے ہنی مون منا دل کے ارمان ایک ایک کر کے نکالیں۔" نوید نے کہا۔ "ہم نے تم دونوں کے والدین رابطہ کیا تھا ان سے ہم نے کہہ دیا ہے کہ وہ پریشان نہ ہوں تم دونوں نے شادی رچا ساتھ ہنی مون ٹرپ پر ہو۔ جلدی ہی گھر پہنچ جاؤ گی۔"

"تم دونوں اس لیے نکاح کرنا چاہتے ہو کہ حدود آرڈیننس سے بچ جاؤ گے خند لہجے میں کہا۔ "یہ تمہاری بھول ہے۔"

نادرہ نے اتنا کہہ کر نکاح نامے کی کاپیاں پھاڑ دیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے کے منہ پر دے مارے۔ پھر غضب ناک شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی اپنے ناخنوں سے خراشیں ڈال دیں پھر اس کے منہ پر تھوک دیا۔ نوید کے لیے یہ سب کچھ اچانک اور خوف زدہ ہو کر تیزی سے پیچھے ہٹا۔ پھر اس نے سنبھل کر نادرہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ نہ پکڑتا تو نادرہ اس کی آنکھیں پھوڑ دیتی اس پر ایک جنون سا سوار ہو گیا۔ وہ نفرت ا رہی تھی حیات اپنے دوست کی مدد کرنے کے لیے تیزی سے بڑھا۔ کیوں کہ نادرہ نوید آ رہی تھی۔

عقرب سرعت سے حیات کی راہ میں حائل ہو گیا۔ "تم ایک طرف خاموشی سے دار جو تم نے نادرہ کو ہاتھ لگایا۔"

"ہٹ جاؤ میرے راستے سے......" حیات نے عقرب کو حقارت بھری نظروں کہا۔ "تو کون ہوتا ہے مجھے......" عقرب نے اسے اپنا جملہ پورا کرنے نہیں دیا۔ دو سینے پر رکھ کر اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔ فوزیہ نے لپک کر نادرہ کا نے نادرہ کے ہاتھ نوید کے ہاتھوں سے چھڑا لیے۔ پھر اسے کھینچ کر نگہت اور ناصرہ۔ نگہت نے بھی اس کا بازو پکڑ لیا۔ "پلیز! نادرہ! اپنے آپ کو قابو میں رکھو......"

حیات دیوار سے ٹکراتے ہی مشتعل ہو گیا۔ اس نے فوراً ہی جیب میں ہاتھ ڈا لیا۔ انسپکٹر یہ دیکھ کر فوراً ہی حیات کے سامنے آ گیا۔ پھر اس سے مخاطب ہو کر نرمی سے آپ کو قابو میں رکھو...... صبر کرو...... دیکھو میں اسے کیسا سبق سکھاتا ہوں...... اس کا اس حرکت کا کیسا مزا چکھاتا ہوں صبر کرو۔"

"شاباش......" ناصرہ نے نادرہ سے کہا۔ "تم نے نکاح نامے پھاڑ کر اس کے چہرے کو لہولہان کر کے بہت اچھا کیا...... تم واقعی بہت بہادر ہو میں نے تم جیسی بہادر اسے دیکھو...... کیسے بھیگی بلی بنا کھڑا ہے۔"



"نوید رومال سے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے تیز لہجے میں بولا۔ "ہم ان دونوں کو ساتھ ...... اس کمینی نے جو حرکت کی ہے میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ میں اسے ایسا مزہ کہ ساری زندگی یاد رکھے۔"

جانا...... ضرور لے جانا...... آج نہیں کل...... کیوں کہ مجھے بھی حساب بے باق کرنا میرا دل بھی آ گیا ہے۔ بڑی ظالم چیز ہے۔ دوسری بھی لاجواب ہے۔ تم دونوں کا انتخاب ہے۔" نوید کچھ کہنا چاہتا تھا۔ ناصرہ نے انسپکٹر سے کہا۔ "میں بھی کاغذات کو پھاڑ رہی

ہدری نے ناصرہ کے ہاتھ سے کاغذات چھیننے کی کوشش کی تو نگہت نے پیچھے سے اس کی کھینچ لیا۔ ناصرہ نے تمام کاغذات پھاڑ کر فرش پر پھینک دیئے۔ پھر آگے بڑھ کر عزیز پر تھوک دیا۔ عزیز چوہدری نے مشتعل ہو کر ناصرہ کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ عقرب کے لی اور اسے ڈھال بنا لیا۔

جاؤ......" عزیز چوہدری دھاڑا۔ "میں اس کمینی کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کی سزا کیا ہے میں جاؤں گا۔"

ہدری!......" انسپکٹر نے تمسخر سے کہا۔ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔ کر دو اس کے سوا چارہ بھی نہیں...... یہ تین ہیرو ہیں...... اس کے علاوہ حوالدار اور چار سب ان ہیروئنوں کے لیے بہت کافی ہیں۔ فلم بہت ہی دلچسپ سنسنی خیز اور ہیجان خیز اس نے ناصرہ اور نگہت سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اب تم دونوں جلدی سے تیار ہو جاؤ...... نے والی ہے...... میں نے تم دونوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ کاغذات پر دستخط کر دو بنائی جائے گی۔"

نگہت ہذیانی لہجے میں بولی۔ "ہم مر جائیں گے لیکن کوئی فلم بننے نہیں دیں گی...... یہ

ان تینوں بدمعاشوں کی طرف دیکھا جو ایک طرف خاموشی سے کھڑے ہوئے تھے۔ میرے ہیرو آگے بڑھو...... ان دونوں کے کپڑے پھاڑ دو...... یہ خزانے ہیں انہیں ہو لوٹ لو...... عزیز چوہدری: تم کیمرہ سنبھالو...... باقی تمام لوگ ایک طرف اس کی شوٹنگ دیکھی جا سکے۔"

نے ہذیانی لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔ "خدا کے لیے شرم کرو...... خدا سے ڈرو، کیا ہیں......؟ تم چند پیسوں کی خاطر اپنی بہنوں کی شرمناک فلم بنا رہے ہو...... کیا تم

"انسپکٹر نے بے شرمی سے کہا۔ "ان کے بعد تمہاری اور نادرہ کی باری ہے۔ اس فلم گا۔ لیکن میں اس بات کا خیال رکھوں گا اتنے سارے لوگ شوٹنگ نہ دیکھیں۔

صرف میں تم دونوں اور ایک کیمرہ مین ہوگا۔" وہ تینوں دیوقامت بدمعاش چونکہ نگہت اور نا
بڑھنے لگے تھے۔ اس لیے فوزیہ کچھ کہتی ہوئی رک گئی۔ نگہت اور ناصرہ نے عقرب کے پیچھے
ڈھال بنالیا۔ نادرہ نے چیخ کر عنایت تنویر ظہیر اور ارشد سے کہا۔
"کیا تم سب مل کر ان بدمعاشوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہو......؟ انہیں روک
ہو...... چلو...... آگے بڑھو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں...... زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں
"آپ سب لوگ اپنی اپنی جگہ خاموشی سے کھڑے ہو کر تماشا دیکھیں۔" عقرب
اکیلا ان سے نمٹ لوں گا۔ اللہ نے چاہا تو ہم میں سے کسی کا بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔" وہ تم
عقرب کی بات سن کر مسکرا دیئے۔ اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ کیوں کہ عقرب نے ان
لیا تھا۔ ایک نے تمسخر سے کہا۔ "چاکلیٹی ہیرو! یہ کوئی سچ مچ کی فلم نہیں ہے...... راستے سے
کچھ دیر کے بعد ہم تمہاری ہارر فلم بنانے والے ہیں۔"
"ہارر فلم میری نہیں تمہاری' تمہارے ساتھیوں اور انسپکٹر کی بنے گی۔" عقرب نے جو
"بہت خوب......" دوسرا بدمعاش قہقہہ مار کر بڑے زور سے ہنسا۔ پھر اس نے عقرب
پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ "ابھی تمہارے دان
ہیں۔ صرف ایک ہاتھ مارنے سے سارے دانت باہر نکل آئیں گے...... تم جانتے ہو
ہیں...... کیا ہیں......؟"
"ہاں...... میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "تم تینوں بڑ
سفاک ترین درندے ہو۔ تم تینوں کو ایک خاص کام کے لیے جیل میں غیر قانونی طور پر لایا گیا
خاص کام ان شریف اور پاک دامن عورتوں کی بے حرمتی ہے...... اس ذلیل اور کمینے
عورتوں کے شوہروں سے ایک لاکھ روپے کی رشوت لی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ان
پچاس ہزار روپے...... ان تینوں کے دشمنوں سے بھی ساٹھ ستر ہزار روپے لے لیے ہیں۔ تم
کے طور پر عورتیں اور شراب دے رہا ہے کیا یہ غلط ہے......؟"
انسپکٹر بھونچکا سا ہو گیا۔ چند ثانیوں تک اس پر سکتہ طاری رہا پھر اس نے پوچھا۔ "
کچھ کس نے بتایا......؟"
"کس نے بتایا......؟" عقرب نے کہا۔ "تمہارے چہرے نے...... تمہارے سا
تمہارے چہرے پر لکھے ہوئے ہیں۔"
"پہلے شوٹنگ ہو جائے پھر میں تمہاری خبر لیتا ہوں......" انسپکٹر نے غصے سے کہا۔ "
کی شکل کیا دیکھ رہے ہو......؟ کیا اس پر تمہارا دل آ گیا ہے...... پہلے تم فلم شروع کرو۔
میں تمہارے پاس پہنچا دوں گا۔"
"ہاں اس پر دل آ گیا ہے......" اس نے عقرب کے گال میں چٹکی بھری...... "
دینا۔ سالا لاکھوں میں......" اس نے اپنا جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ عقرب نے اس کے منہ



تین قدم پیچھے کی طرف لڑکھڑاتا ہوا گیا۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا
ے دانت باہر نکل آئے۔ منہ سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اس کا جبڑا بھی ٹوٹ گیا۔ وہ
ہو گیا۔ ایک لمحے تک اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ جب اس نے اپنی بتیسی دیکھی۔ اس کی
ان کا ذائقہ چکھا۔ جبڑے کے ٹوٹنے کا احساس ہوا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا...... اسے
اس جوان لڑکے کا مکا اس قدر بھرپور ہو سکتا ہے۔ اسے عقرب کا مکا آہنی لگا۔ وہ عقرب
تے ہوئے رک گیا۔
حیرت سے عقرب کو دیکھ رہے تھے جس کے ایک مکے نے دیوقامت کے تمام دانت
اس کا منہ توڑ دیا تھا۔ پھر وہ عقرب سے خوف زدہ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ عقرب سے
اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ رامو کے ساتھی بھی ایک لمحے کے لیے ششدر سے
بھی جیسے یقین نہیں آیا۔ اگلے لمحے وہ عقرب پر ایک ساتھ پل پڑے تو عقرب بجلی کی
طرف ہٹ گیا۔ اس نے فوراً ہی دوسرے بدمعاشوں کو اپنے ہاتھوں میں اس طرح
چار سال کا بچہ ہو...... پھر اس نے اس بدمعاش کو اس کے ساتھی پر دے مارا...... وہ
دھماکے کے ساتھ گرے۔ ان کی کھوپڑیاں فرش پر اتنے زور سے بجیں تھیں کہ فرش دہل
شی طاری ہو گئی۔ انسپکٹر کو ایسے لگا جیسے وہ کوئی ہارر فلم دیکھ رہا ہو۔ عقرب انسان نہیں کوئی
حیرت اور خوشی سے اس غیر معمولی طاقت ور انسان کو دیکھ رہی تھیں جس کی بدولت ان
ئی۔ ساتھی مردوں کی خوشی کا ٹھکانہ بھی نہیں رہا تھا۔ ان پر سرشاری کی سی کیفیت طاری

فوراً ہی اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔ پھر اس نے مسلح سپاہیوں کو حکم دیا کہ عقرب کو
گھیر لیا جائے...... جب اسے گھیر لیا گیا تب انسپکٹر نے دیوار سے ایک خوفناک قسم کا ہنٹر
بارہ ہولسٹر میں رکھ لیا۔ عقرب بڑے سکون و اطمینان سے کھڑا ہوا انسپکٹر کو زہر لگ رہا
سپاہی کو حکم دیا۔ کہ وہ انگیٹھی کو جلا دے جو کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی تھی۔
اس سپاہی نے فوراً ہی انگیٹھی روشن کر دی۔ اس پر تین لوہے کی بڑی بڑی سلاخیں

ہنٹر مارتا ہوا عقرب کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ پھر اس نے خشونت آمیز لہجے میں
زین بہادر اور انتہائی طاقت ور ہو...... میں نے اپنی زندگی میں تم جیسا شخص نہیں
ں دیکھا ہے...... تم نے میرے آدمی کا نہ صرف جبڑا بلکہ اس کے دانت بھی توڑ
آدمیوں کو بے ہوش بھی کر دیا۔ ذرا فلم بن جائے...... شوٹنگ ہو جائے...... پھر میں
گرم سلاخوں کو کس طرح برداشت کرتے ہو......؟"
یں جو جو حسرتیں ہیں وہ پوری کر لینا۔" عقرب نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں
اری زندگی بے گناہوں کو ستانے اور ظلم و ستم ڈھانے پر صرف کر دی۔ تم نے پولیس

کے محکمے کے وقار اور تقدس کو پامال کیا۔ قانون کو روند دیا۔ صرف دولت کی خاطر...... اس وق
سارے بے گناہ موجود ہیں آج تمہارے ظلم و ستم کا آخری دن ہے۔ میں تمہیں کسی قیمت پر
کرنے نہیں دوں گا۔ تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہوگی۔ تمہارے ہیرو فلم میں کام کرنے
رہے ہیں۔" "وہ دونوں ہوش میں آچکے ہیں اور رامو بھی سنبھل چکا ہے۔" انسپکٹر نے
کہا۔ "نوید اور حیات بھی ایسی کئی لڑکیوں سے فلموں میں کام کروا چکے ہیں اور کام کرنے
اور تڑپتے رہتے ہیں۔ فلم میں کام کرنے والے فن کاروں کی کوئی کمی نہیں ہے بعض فلموں می
ہیروئن ہوتی تھی یہاں تو دو ہیروئنیں شادی شدہ اور دو ہیروئنیں غیر شادی شدہ ہیں۔ چ
ہیروئنوں کی فلم بنے گی۔"

عقرب نے انسپکٹر کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ فرش پر زور زور سے ہنٹر مارتا ہوا
سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ جو ایک طرف کھڑی ہوئی دبی دبی آواز میں سرگوشیاں کر رہی تھی
کرخت لہجے میں کہا۔ "نادرہ اور فوزیہ تم دونوں ایک طرف ہو جاؤ...... ناصرہ اور نگہت شو
تیار ہو جاؤ...... یہ لباس اتار پھینکو تاکہ فلم میں جان پڑ سکے۔"

"کوئی شوٹنگ نہیں ہوگی اور نہ فلم بنے گی......" ناصرہ نے بے خوفی سے کہا۔ "ہم تمہا
نہیں مانیں گے۔" "نخرے دکھانے کی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر نے کہا۔ "تم دونوں نے میرا
کھال ادھیڑ دوں گا۔"

"کھال ادھیڑ دو یا جان سے مار دو ہم تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گی۔" نگہت نے بھ
کہا۔ دونوں بدمعاش پوری طرح سنبھل چکے تھے وہ حیرت سے عقرب کو دیکھ رہے تھے۔
کے ایک ساتھی کو اس طرح اٹھا لیا تھا جیسے وہ کوئی بچہ یا کھلونا ہو۔ تیسرے بدمعاش رامو کے
کھول رہا تھا۔ وہ عقرب سے بدلہ لینے کا سوچ رہا تھا۔ لیکن اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کیو
اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھ چکا تھا۔ انسپکٹر نے ان تینوں کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ "چلو میر
آگے بڑھو...... ہیروئنیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"

ناصرہ نے آگے بڑھ کر انسپکٹر کے منہ پر تھوکا تو وہ طیش میں آ گیا۔ اس کے تن بدن
گئی۔ اس نے آپے سے باہر ہو کر ناصرہ کو ہنٹر مارنے کے لیے ہاتھ اوپر اٹھایا۔ ہنٹر اس کے
کر فضا میں بلند ہوا اور تیرنے لگا۔ انسپکٹر کو ایسے لگا جیسے کسی نے اس کے ہاتھ سے ہنٹر چھین
فضا میں لہراتے ہوئے اور انسپکٹر کی طرف اس کا رخ دیکھ کر سبھی بھونچکے ہو گئے۔ انسپکٹر سیا
بھاگا۔ ہنٹر نے اسے اس کا موقع نہیں دیا۔ اس کے پیروں میں سانپ کی طرح لپٹ گیا۔
منہ کے بل آ رہا۔

انسپکٹر فرش پر گرتے ہی خوف و دہشت سے کانپنے لگا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ
ہے۔ اس پر بدحواسی بھی طاری تھی۔ اس نے ایک پل کے ہزارویں حصے میں سوچا۔ کیا
طاقت ہے جس نے اس کے ہاتھ سے ہنٹر چھین کر اس کے پیروں میں زنجیر کی طرح ڈال کر



میں اس بری طرح جکڑا گیا کہ اپنے پیروں کو آزاد نہیں کرا سکتا تھا۔ یہ نادیدہ طاقت کون
اور کس لیے آئی ہے؟ وہ اس کے لیے دشمن بن گئی ہے......؟ آخر وہ اس کے ساتھ کیا

ب نے جن پر عذاب نازل ہونے والا تھا یہ عجیب و غریب، محیر العقول اور طلسماتی منظر
بی کیفیت کے عالم میں دیکھا۔ انہیں یہ منظر کسی طلسماتی فلم کے منظر کی طرح لگا۔ وہ
اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے کبھی کسی سے ایسے واقعے کے بارے میں سنا
ب اپنی جگہ ساکت و جامد تھے اور ان کے دل بھی دھڑک رہے تھے۔ لیکن یہ منظر ان
ہی خوش کن تھا کہ انسپکٹر فرعون بنا ہوا تھا۔ وہ صرف اپنی موت ہی کو نہیں خدا کو بھی بھولا
مردوں اور عورتوں کو سفاکی سے ایذا دینا چاہتا تھا۔ کیوں کہ اس کی حکم عدولی ہو رہی تھی۔
ت سے ان عورتوں کے ساتھ انتہائی شرمناک اور ذلت آمیز سلوک کرنے پر تلا ہوا
انتہائی بے حرمتی کا حکم صادر کر چکا تھا اور یہ ہیجان خیز اور رنگین منظر دیکھنے کے لیے اس کی
وں کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ چشم تصور میں وہ عورتیں درندگی کا نشانہ بن رہی تھیں۔ وہ
ر بدمعاش جنہیں خاص طور پر جیل سے لایا گیا تھا۔ اپنی رال ٹپکاتے ہوئے عورتوں کی
تے جو سہمی ہوئی سی تھیں اور ان کے بدن پر لرزہ طاری تھا۔ وہ ٹھٹک کر رک گئے تھے
بے حرمتی کے حکم دینے پر ناصرہ نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر تھوک دیا تھا اور انسپکٹر
ہنٹر اتار لیا تھا اور ناصرہ کو مارنے کے لیے اٹھایا تھا کہ نادیدہ طاقت نے ہنٹر چھین لیا۔
ید، حیات، عزیز چوہدری، جلال، سپاہیوں اور ان درندہ صفت بدمعاشوں نے کبھی
میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ پہلے تو انہیں یہ کسی فلم کے منظر کی طرح لگا۔ اس ہنٹر نے
فرش پر گرا دیا تھا۔ وہ ہنٹر اس کے پیروں میں کسی سانپ کی طرح لپٹا ہوا تھا۔ اس کی
سے پھٹ گئیں۔ اس کی سٹی گم ہو چکی تھی۔ اس میں اتنی ہمت نہیں رہی کہ وہ ہنٹر
نکال سکے۔

چیختے ہوئے بولا۔ "حرام زادو...... میری شکل دیکھ رہے ہو؟ اس ہنٹر کو پیروں
کسی میں ہمت نہیں ہوئی۔ وہ سب اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑے تھے۔ ان کی
تھی۔ "سنا نہیں تم لوگوں نے......؟" انسپکٹر نے پیروں کو چلایا تاکہ آزاد
اور اس کے پیروں کو گرفت میں لیے رہا۔ وہ دہاڑتے ہوئے بولا۔ "جلدی سے
پیروں سے نکالو۔ ورنہ میں مر جاؤں گا۔"
آدمیوں میں سے کسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی تو عقرب نے اس سے
تمہاری سزا ہے...... اب یہ ہنٹر تمہیں مزا چکھائے گا۔ تم سے بدلہ لے گا...... تمہیں
سکتے ہو؟"
...... کسی نے جادو کرایا ہے۔ تم میں سے کوئی جادوگر ہے۔ کون خبیث جادوگر

ہے؟" وہ چیخا۔

"کوئی جادو نہیں کر رہا ہے نہ کوئی اپنے جادو سے کام لے رہا ہے۔ یہ ایک غیبی امداد۔
نے تلخ لہجے میں کہا۔ انسپکٹر نے اپنے پیروں کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ ہنٹر نکالے۔ اس۔
ہنٹر کو ہاتھ لگاتا۔ ہنٹر اس کے پیروں سے نکلا ایک دم سے فضا میں بلند ہوا اور اگلے لمحے ا
برسنے لگا۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کے سامنے کھڑا ہنٹر سے اس
ہو۔ انسپکٹر اس کی ہر ضرب پر بلبلا کر درد اور تکلیف سے چیخ اٹھتا۔ اس سے ہنٹر کی مار سہی نہ ج
فرش پر زخمی کبوتر کی طرح لوٹ رہا تھا۔ اس نے دو ایک مرتبہ کوشش کر کے ہنٹر کو پکڑ بھی لیا تھ
فوراً ہی اس کے ہاتھ سے نادیدہ طاقت نے کھینچ لیا۔ ہنٹر نہایت پھرتی اور مستعدی سے
مدارت کئے جا رہا تھا۔ اس کے بدن پر چاروں طرف مار پڑ رہی تھی۔ چند ثانیوں کے بعد
معلق ہو کر ساکت ہو گیا۔ ایستادہ ہو گیا۔ اس پر ایک چرمی چھڑی کا دھوکا ہو رہا تھا۔ انسپکٹر
بیٹھا۔ خوف و دہشت سے اس کی حالت بگڑتی جا رہی تھی۔ زخموں نے اس کی حالت غیر کر
کی قمیص دو ایک جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ جلد نظر آ رہی تھی۔ اس میں سے خون رس رہا تھا۔ ا
ابلی پڑی تھیں۔ وہ فضا میں معلق ہنٹر کو اس طرح سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ فرشتۂ اجل ہو اور اس
کرنے والا ہو۔

"ایذا رسانی کے ماہر انسپکٹر!" عقرب نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اب بتاؤ کہ
نے کھائے ہیں۔ اپنے جسم پر کس طرح محسوس ہوئے ہیں......؟ پھولوں کی چھڑی جیسی ما
ہوئی ہے؟ مزہ آیا......؟"

انسپکٹر نے جواب دینے سے پہلے عقرب کی بات سن کر ہنٹر سے نگاہیں ہٹائیں
عقرب کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر شدید کرب و تکلیف کے آثار تھے اس کا چہرہ مرد
بدتر ہو رہا تھا۔ پھر اس نے پھنسی پھنسی آواز میں نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ "کیا تم اند
ہو...... کیا تمہیں میری چیخوں سے رستے ہوئے خون اور تڑپنے سے میری تکلیف کا احسا
ہے۔ میری جان نکل رہی ہے......"

"تمہاری تکلیف اور درد کا اندازہ اور احساس تو ہو رہا ہے۔" عقرب نے ٹھہرے ہو
جواب دیا۔ "تمہیں اپنی تکلیف کا کس قدر احساس ہو رہا ہے کیسا درد ہو رہا ہے۔ آج تمہیں
کہ درد کیا ہوتا ہے؟ زخم میں کیسی ٹیسیں اٹھتی ہیں۔ لیکن تمہیں کبھی ان لوگوں کے درد کا کوئی
اندازہ بھی ہوا جنہیں تم ایذائیں دیتے رہے ہو...... وہ بھی اسی طرح تڑپتے اور چیختے ہوں
تم تڑپ اور چیخ رہے ہو...... انہیں اذیت اور تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتے ہو گے......
تمہارے لیے ایک کھلونا تھی۔ اب ہم خوش ہو رہے ہیں اسی طرح جس طرح تم خوش ہوتے
کبھی انسانوں پر رحم نہیں آیا۔ اس لیے ہمیں بھی تم پر رحم نہیں آ رہا ہے۔" انسپکٹر نے ہولسٹر
نکالا اور ہنٹر کی طرف نشانہ باندھ کر لبلبی پر انگلی رکھی۔ وہ اسے دبانے ہی والا تھا کہ ہنٹر میں



ادن میں ریوالور کو نیچے آ کر اچک لیا۔ پھر وہ معلق ہو گیا۔ ریوالور اس ہنٹر کے سرے میں لپٹا
الٹا۔ انسپکٹر بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا۔
اس نے سب انسپکٹر اور مسلح سپاہیوں کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔ "حرام زادو......
ہے ہو......؟ اس ہنٹر پر فائر کھول دو...... اس کے پرخچے اڑا دو...... نہیں تو یہ تم سب کو ختم
بلدی کرو۔" سب انسپکٹر نے اپنا ریوالور فوراً ہی نکال لیا، پھر اس نے اور مسلح سپاہیوں نے
لو نشانے کی زد میں لے کر فائرنگ شروع کر دی۔ ہنٹر اپنی جگہ معلق ہی رہا۔ اسے ایک گولی
اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسپکٹر دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے دو قدم بھی طے
ہنٹر نے ریوالور کو ایک بدمعاش کے سر پر دے مارا پھر اس نے انسپکٹر کو دروازے کے
اس کے گلے میں لپٹ کر پھندا بن گیا۔ پھر اسے کھینچ کر فرش پر گرا دیا...... پھر اس کے گلے
اس کے جسم پر چاروں طرف برسنے لگا۔
سپاہی اور بدمعاش یہ دیکھ کر متوحش ہو گئے۔ باہر جو دو مسلح پہرہ دار تھے وہ فائرنگ کی
گئے۔ فائرنگ سے یہ مکان گونج اٹھا تھا۔ انہوں نے اندر آ کر جو یہ منظر دیکھا تو ان کی
وہ ششدر سے ہو گئے۔ پھر ایک کونے میں کالے رنگ کا دھواں فرش سے اٹھا اور
جب دھواں چھٹا تو سب نے تحیر زدہ نظروں سے دیکھا۔ فضا میں آٹھ دس ہنٹر تیر
ان ہنٹروں نے انسپکٹر اور اس کے تمام سپاہیوں کی، حواریوں کی پٹائی شروع کر دی۔ وہ
ہوئے باہر کی طرف بھاگے۔ صرف چند ثانیوں میں ان شیطانوں سے کمرہ صاف
باہر سے ان کی دل خراش چیخیں سنائی دیتی رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ سارے ہی
ہیں اور ان کی درگت بنائی جا رہی ہے۔ پھر وہ آوازیں معدوم ہوتی چلی گئیں۔ پھر ان
نہیں دی۔ کمرے میں موجود مرد اور عورتیں ان آوازوں کو سنتے رہے تھے۔ ان کے
کے تاثرات ابھرتے رہے۔ ان کے چہرے دمکتے رہے۔
ناٹا چھا گیا تو ظہیر نے اندر کے سکوت کو توڑا۔ اس نے عقرب سے کہا۔ "عقرب
تھا؟ میری عقل حیران ہے...... میں یہ سوچ سوچ کر حیران ہو رہا ہوں کہ کہیں میں
ادوں؟"
ایک حقیقت ہے۔" عقرب نے کہا۔ "ایک ایسی حقیقت جسے کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا

کی نیکی اور دعا کام آ گئی جس نے ہم تمام عورتوں کو بے حرمت ہونے سے بچا
کہا۔
منہ پر تھوکنا ایک طرح سے بہتر ہوا۔ اس نے مجھے مارنے کے لیے ہنٹر بلند کیا
آ گیا۔ میرے سارے جسم میں لہو خشک ہو گیا۔ مجھے لگا کہ اب میری موت

"زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" عنایت نے کہا۔ "اس نے اپنے آپ کو
تھا۔ لیکن اس کا انجام کیا ہوا۔ میں تو اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا ہوں۔ وہ ہمارے ساتھ
بربریت آمیز سلوک کرنے والا تھا۔"
"وہ ہماری شرمناک فلم بنانے کا خواب دیکھ رہا تھا۔" نگہت نفرت اور حقارت سے بولی
اور میرے شوہر نے مکانوں کے لالچ میں عزت اور رشتوں کو بھی پامال کر دیا۔ وہ یہ بھول گئے کہ
داشتائیں نہیں بلکہ بیویاں ہیں۔ میاں اور بیوی کا رشتہ بڑا پاکیزہ اور تقدس لیے ہوتا ہے۔ لیکن
انہوں نے خاک میں ملا دیا۔"
"اگر وہ غلط راستوں پر چل نہ رہے ہوتے...... ان کے پیار و محبت کے بند
ہوتے...... وہ محبت کے صلے میں مکان اور پس انداز کی ہوئی رقم بھی مانگتے تو ان کے قدموں
دیتیں۔ ان کے پاپی پن نے ہمیں ان کے خلاف کر دیا۔ پھر بھی ہم ان کے ساتھ زندگی گزا
تھیں۔ لیکن جب ان کی نیتوں میں فتور پیدا ہوا تو ہم نے ان کی کوئی بات نہیں مانی۔"
"اب آپ دونوں کیا کریں گی......؟" عقرب نے پوچھا۔ "آج کے بعد ان سے آپ
تعلق ختم سمجھیں......"
"اب ان سے طلاق لینے کے سوا چارہ بھی نہیں ہے۔" ناصرہ نے جواب دیا۔ "ان
ہمیں طلاق بھی دے دی ہے۔ یہ طلاق نامے ہیں جو جائیداد کے کاغذات کے ساتھ لائے
نے وہ بیگ اور وڈیو کیمرے اٹھا لیے جو اس کے اور نگہت کے شوہر لے کر آئے تھے۔ اس
لفافے تھے۔ ناصرہ نے طلاق نامے نکال کر عقرب کی طرف بڑھائے کہ وہ بھی ان طلاق نامو
کر دیکھ لے۔ عقرب نے طلاق ناموں پر سرسری نظر ڈالنے کے بعد واپس کر دیئے۔
کہا۔ "آپ انہیں حفاظت سے رکھیں۔ یہ آپ کے کام آئیں گے...... وہ دونوں آپ دونوں
کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں۔ قدرتی طور پر آپ دونوں بہنوں کو ان ظالموں، خود غرض اور خبیثوں
مل گئی ہے۔ شاید آپ دونوں کو کوئی بہتر ساتھی مل جائیں۔"
"لیکن ایک بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس ہنٹر کو کس ہستی نے اس مردود کے ہاتھ
تھا......؟" فوزیہ کہنے لگی۔ "نجانے کیوں مجھے اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے۔ جب کہ م
آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کوئی دوسرا اس واقعے کو بیان کرتا تو میں کسی بھی طرح یقین نہیں کرتی
جھوٹ کا پلندہ سمجھتی۔"
"ایک اور بات سنسنی خیز ہی نہیں حیرت انگیز بھی ہے اس ہنٹر نے صرف ان لوگوں کی
ہماری حفاظت کیوں اور کس لیے کی ہے......؟ یہ معجزہ کیسے اور کیوں کر رونما ہوا ہے؟" نادرہ نے
"میرا خیال ہے کہ اس تہ خانے میں کوئی نیک اور شریف قسم کے جن بابا کا بسیرا ہے
نے کہا۔ "جب انہوں نے انسپکٹر کی فرعونیت، ظلم و ستم اور بربریت کو دیکھا تو شاید ان سے
ہو سکا۔ وہ ہماری مدد کے لیے آ گئے......"



"ہاں یہ تار جیسل تو برسوں سے ہے......" نادرہ نے کہا۔ "کیا انہوں نے اور مصیبت زدوں کی
بالفرض محال انہوں نے کسی کی مدد کی ہوتی...... مردود کو سبق سکھایا ہوتا تو وہ ہمیں اس
لے کر نہ آتا۔"
"ٹھیک کہہ رہی ہیں......" ظہیر نے تائیدی لہجے میں کہا۔ "جن بابا نے کیا اس سے پہلے کسی
کی؟"
"اصل بات کیا ہے۔" عقرب نے جواب دیا۔ "ہوسکتا ہے کہ جن بابا نے حال ہی
مسکن بنایا ہو...... بعض اوقات جنات صرف کسی ایک جگہ اپنا ٹھکانہ نہیں بناتے ہیں۔
انسپکٹر کی باتیں سنیں اور یہ دیکھا کہ عورتوں کی بے حرمتی ہونے والی ہے تو وہ جلال میں
لے لی......"
"ہم یہاں سے نہیں چلیں گے......؟" نگہت نے کہا۔ "اب تو میدان صاف ہو چکا ہے۔
بھی نہیں رہا۔"
"ہاں۔" عقرب نے آگے بڑھ کر گیس کا سوئچ آف کر دیا جس کی انگیٹھی پر سلاخیں گرم
رکھی ہوئی تھیں۔ انسپکٹر نے یہ سلاخیں اس کے جسم پر داغنے کے لیے رکھ دی تھیں۔ لیکن
نہیں ملا تھا۔ عقرب ان سب کو اپنے ساتھ لے کر تہ خانے اور مکان سے نکل کر باہر
رک گئے۔ مکان کے باہر کھلی جگہ پر سارے کے سارے نیم بے ہوشی کی حالت میں
پڑے تھے۔ ان کے جسم لہولہان ہو رہے تھے۔ ہنٹروں کی ضربوں نے انہیں دھنک
وہ اس حالت میں کراہ بھی رہے تھے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔
کہ شہر کی آبادی سے خاصی دور اور مضافات میں تھا۔ اس لیے وہ وین میں بیٹھ کر ایک
طے کر کے ایک ویران جگہ اتر گئے۔ پھر وہ ایک قافلے کی صورت میں مین سڑک کی
وہاں سے کوئی سواری لے لی جائے عنایت کے علاوہ سب چلے گئے۔ عنایت بہت
یہ چاہتا تھا کہ عقرب اس کے ساتھ بس اڈے تک چل کر اسے بس میں سوار
نے اس کی یہ درخواست قبول کر لی۔ اسے فیصل آباد جانے والی بس میں سوار کرایا۔ وہ
رہا تھا کہ اگر وہ پراسرار علوم نہ جانتا ہوتا تو ان سب کا کیا حشر اور انجام ہوتا؟

☆......☆......☆

کرنے کے لیے ایک ہوٹل میں داخل ہوا۔ صبح کا وقت تھا۔ اس نے پراٹھا قیمہ اور بالائی
افسران ایک نوجوان جوڑے کو ساتھ لے کر ہوٹل کے ہال میں داخل ہوئے اور ایک
گئے۔ اس وقت ہوٹل میں رش نہیں تھا۔ بہت ساری میزیں خالی پڑی تھیں۔
ناشتا لے کر نہیں آیا تھا اور ان کی میز اور وہ چاروں اس کی نظروں کے سامنے تھے۔
طور پر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ جو نوجوان جوڑا تھا۔ وہ بہت بدحواس اور پریشان
چہرے زرد پڑے ہوئے تھے۔ لڑکی کی عمر اٹھارہ برس کی ہوگی۔ وہ ایک خوبرو لڑکی

تھی اس کے چہرے پر بڑی معصومیت تھی۔ لیکن اس وقت چوں کہ وہ بہت خائف سی تھی۔ ا
کی معصومیت چھپ سی گئی تھی۔ اس نے بھڑکیلا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ اپنی وضع قطع اور چہرے
اچھے گھرانے کی لگ رہی تھی۔ اس کے گلے میں سونے کا ایک لاکٹ تھا جس میں ہیرا جڑا
کے کانوں میں بھی ٹاپس تھے۔ ایک ہاتھ میں سونے کی چوڑیاں اور جڑے ہوئے کڑے تھے
ہاتھ کی کلائی میں بیش قیمت گھڑی تھی۔ اس کی مخروطی انگلیوں میں ہیرے کی انگوٹھیاں جگمگا رہ
میں ہیرے کی لونگ تھی جس کی نگیل لرز لرز سی جارہی تھی۔

مرد جو تھا اس کی عمر ستائیس اٹھائیس برس کی ہوگی۔ وہ ایک صحت مند، خوش پوشاک او
تھا۔ دونوں پولیس افسران شاطر قسم کے لگ رہے تھے ان کے بشرے سے عیاں تھا کہ وہ
خبیث فطرت کے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں ایک شکاری کی سی چمک تھی۔ انہوں نے میز پر
کو بلا کر پرتکلف ناشتے کا آرڈر دیا۔ عقرب نے باری باری ان چاروں کے ذہن اور نا
تھے۔ پھر اس نے ان چاروں کے نام اور بارے میں بھی بہت کچھ جان لیا تھا۔ لڑکی کا نام
ایک امیر کبیر باپ کی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔ اس جواں سال مرد کی محبوبہ تھی۔ وہ اس سے
کرتی تھی اس مرد کا نام اخلاص تھا۔ اس کا تعلق متوسط گھرانے سے تھا۔ لڑکی کے والد ملک
ہوئے تھے۔ اس لیے لڑکی اپنے محبوب سے بے خوف اور آزادانہ ملنے لگی تھی۔

ان پولیس افسران میں ایک سب انسپکٹر تھا۔ اس کا نام فیصل تھا۔ دوسرا انسپکٹر تھا۔ اس
تھا۔ دونوں کا تعلق الگ الگ تھانوں سے تھا۔ دونوں راشی بھی تھے۔ سب انسپکٹر فیصل آسیہ
خاندان سے واقفیت تھا۔ آج صبح آسیہ اپنی ایک سہیلی کے ہاں جانے کے بہانے سے نکلی
ایک بس اسٹاپ سے اخلاص کو لے لیا جو اس کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں راوی کی
ہوٹل میں ناشتہ کرنے کے خیال سے جارہے تھے کہ ان دونوں افسران نے جو جیپ میں
ان دونوں کو گاڑی میں جاتے دیکھا تو ان کی نیت میں فتور آگیا۔ آسیہ نے جو زیورات پہن
ہیرے کے اور بہت قیمتی ہیں۔ یہ بات فیصل نے تاڑ لی اور انہیں ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنالیا

پھر ان دونوں نے آسیہ کی گاڑی روک کر ان سے بے ہودہ سوالات کئے اور انہیں
پھر انہیں دھمکی دی کہ ان دونوں کو وہ حدود آرڈیننس کے تحت اندر کر سکتے ہیں۔ آسیہ ان
دھمکیوں سے مرعوب سی ہوگئی۔ اسے اپنے گھرانے کی عزت بہت پیاری تھی۔ اخلاص بھی
کہ اس کی وجہ سے آسیہ اور اس کے گھر والوں کی بدنامی ہو۔ پھر اس نے دونوں سے کہا
قریبی ہوٹل میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ پھر وہ چاروں اس ہوٹل میں آپس میں معاملا
آگئے تھے۔ آسیہ کے پرس میں بارہ ہزار کی رقم تھی جو اس نے سہیلی کی شادی کے لیے تحفے
لیے رکھی ہوئی تھی۔ آسیہ نے فیصلہ کرلیا کہ وہ یہ رقم دے کر اپنی جان چھڑا لے گی۔

عقرب یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکا کہ پولیس اس قدر ظالم، سفاک اور سنگ دل کیوں ہ
اور چھوٹے لوگوں کو تنگ و ہراساں کس لیے کرتی ہے۔ اس نے آج صبح کے اخبار میں خبر پڑ



شخص کو اس لیے گرفتار کرلیا کہ وہ کنڈے سے بجلی چوری کررہا تھا۔ جب اسے تھانے لے
چل بسا۔ پولیس نے اپنا ظلم چھپانے کے لیے اپنی طرف سے یہ صفائی پیش کی تھی
دل کا مریض تھا۔ اس لیے دورہ پڑنے سے چل بسا۔ پولیس نے یہ کہہ کر اپنی جان
عدالت نے اس واقعے کا نوٹس لے کر پولیس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ پولیس کے
افسران نے اپنے عملے کا دفاع یہ کہہ کر کیا...... ملزم کا ایک بھائی بھی دل کا مریض تھا۔ وہ دل
تھا۔ جیل میں بھی کوئی ملزم پولیس کے تشدد سے ہلاک ہوجاتا تو یہ صفائی پیش کی جاتی
خودکشی کرلی یا پھر وہ حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کرگیا۔ پھر اس کی موت کی کوئی
تھیں۔

دنوں پہلے اخبار میں ایک خبر پڑھی تھی کہ قصوری صاحب کے اسکول پر چھاپہ مار کر بجلی
چوبیس عدد! ایئر کنڈیشنر بجلی کی چوری سے برسوں سے چلائے جارہے تھے۔ نہ تو
گرفتار کیا گیا نہ ہی ان کی بیگم کو۔ اس شخص کو بجلی کی چوری کے الزام میں گرفتار کرلیا جاتا
یونٹ بجلی چوری کرتا تھا۔ چھوٹے آدمی کے لیے قانون تھا۔ بڑے آدمی کے لیے نہیں
مارا گیا تو بجلی چوری کے الزام میں ایک شخص بھی گرفتار نہیں ہوا۔ کیونکہ قانون صرف
لیے تھا۔ بڑے آدمیوں کے لیے نہیں۔ ناشتے کے دوران ان چاروں میں معاملات
آسیہ نے بارہ ہزار روپے کی رشوت پیش کرنا چاہی تو ان دونوں نے لینے سے صاف
اپنے تمام زیورات دینے پر آمادگی ظاہر کی تو وہ تیار نہ ہوئے۔ انہیں نقد بیس ہزار
ایک پیسہ کم لینے پر تیار نہ تھے۔

ان کی نیت خراب ہوگئی تھی۔ وہ نہ صرف اس کی رقم اور زیورات لوٹ لینا چاہتے تھے
بھی...... ان کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنے خاندان کی عزت، باپ کی نیک نامی اور اپنی
سے ان کے جذبات کی بھینٹ چڑھ سکتی ہے۔ اسے با آسانی بلیک میل کیا
بات کی ہے کہ اس کے دوست اور عاشق کو دو ایک گھنٹے کے لیے کسی بہانے
کہ اس سے کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔ گوکہ کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا تھا
تے تھے۔ اس کے باوجود کہ شہر میں پولیس کا ہی راج ہے۔

''میں موبائل پر اپنی ایک سہیلی سے رابطہ کرکے رقم منگوالیتی ہوں۔ پھر آپ
جائے گی۔''

نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ ''ٹیلی فون کرنے اور انہیں یہ بتانے کی
لیے رقم منگوارہی ہیں۔ آپ ایک پرچہ لکھ کر اپنے عاشق کے ہاتھ بھیج
کردیں کہ ایک نجی ضرورت کے تحت رقم منگوارہی ہیں۔ یہ بھی انہیں نہیں
اس بات کو راز رکھیں گے...... بالفرض محال کسی کو اس بات کا علم ہوگیا تو ہمارا
ہم پولیس والے ہیں ہم لاہور کی پولیس ہیں۔''

اخلاص نے دل میں ایک لمحے کے لیے سوچا کہ سب انسپکٹر ٹھیک ہی کہہ رہا ہے پو
نہیں سکتا۔ کوئی جیت نہیں سکتا۔ یہ عدالتوں کے احکامات نہیں مانتے ہیں۔ جن کے خلا
بنادیں اس کے خلاف ملزم کچھ نہیں کرسکتا۔ کالی بھیڑوں نے اس محکمے اور اس کے تقدس
ہے۔ ان کی بھرمار ہے۔ یہ کوئی بھی الزام عائد کرسکتے ہیں۔ نہ صرف بدکاری بلکہ قتل۔
گرفتار کر کے حوالات میں بند کرسکتے ہیں۔ جھوٹے کیس بنانے میں ان سے بڑا کوئی ما
ہے کہ ان کی بات مان لی جائے۔ اس طرح آسیہ ذلت و رسوائی سے بچ سکتی ہے۔ صرف
اسے کوئی ڈر خوف اور فکر نہ ہوتی۔

"آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی مطلوبہ رقم کا بندوبست کر کے پہنچا سکتا
نے کہا۔

"تمہیں کتنی مہلت چاہیے؟" انسپکٹر کاردار نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے تند لہ

"کم از کم تین چار گھنٹے کی مہلت چاہیے....." اخلاص نے جواب دیا
دوستوں....."

"تین چار گھنٹے بہت زیادہ نہیں ہیں......؟" فیصل نے تڑ سے کہا۔ "کیا ہم تمہار
ہیں اتنی چھوٹی سی رقم کے لیے تین چار گھنٹے انتظار کریں۔" وہ دل میں خوش ہوگیا۔ دل
ہے۔ اس میں اس کا اور انسپکٹر کا فائدہ ہے۔ ان تین چار گھنٹوں میں وہ اس بت
کر سیر ہوسکتے ہیں۔

"پچیس ہزار کی رقم کا بندوبست کرنا میرے لیے مجھ جیسے شخص کے لیے بہت مشکل
دسوپ کرنا ہوگی۔ تب کہیں جا کر پچیس ہزار کی رقم کا بندوبست کرسکتا ہوں۔ نہ ہونے کی
موٹر سائیکل بیچ دوں گا۔"

"میرے پاس بارہ ہزار کی رقم ہے اخلاص!" آسیہ اس سے بولی۔ "تم تیرہ ہزار
کرلو۔ میرا رقعہ لے کر میری سہیلی نیلوفر کے پاس چلے جاؤ۔ وہ ایک ڈیڑھ بجے کالج
بجے تک تیرہ ہزار کی رقم انہیں دے دینا۔"

"میں تمہاری سہیلی کے پاس نہیں اپنے دوستوں کے پاس جاؤں گا۔ یہ میرا
نہیں۔" اخلاص نے آسیہ سے کہا۔ "باتیں بہت ہوچکی ہیں۔" انسپکٹر کاردار نے
کہا۔ "نیک کام میں دیر نہیں کرو۔ یہ بل ادا کرو۔ رقم لانے جاؤ۔"

"آپ مس آسیہ کو جانے دیں۔ میں باقی تیرہ ہزار روپے آپ کو لا کر تھانے تیرہ
ہزار کی رقم ان سے لے لیں۔"

"تو ہمیں کیا سمجھتا ہے..... الو کا پٹھا یا شکار پور کا..... یا ہم چیچہ وطنی سے آئے ہ
انسپکٹر فیصل بگڑ گیا۔

"یہ بات نہیں ہے سر!" اخلاص نے بڑی انکساری سے کہا۔ "انہیں اتنی دیر تک



...رت ہے؟ آپ کا کام اور وقت بھی متاثر ہوگا۔ اور پھر ان کی والدہ بھی پریشان ہوں گی کہ
...نہیں لوٹی۔"

...ہاں ہوٹل میں تھوڑی بیٹھے رہیں گے..... تمہاری محبوبہ کو ساتھ لے جائیں
...ار نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ "تم جب تک رقم لا کر نہیں
...تب یہ ہمارے ساتھ ہوگی۔"

...پ مجھے تھانے لے جائیں گے.....؟" آسیہ گھبرا گئی۔ اس کا چہرہ فق ہوگیا۔ وہ گڑگڑا کے
...لیے آپ ایسا نہ کیجئے۔"

...ہم تھانے نہیں لے جائیں گے۔" فیصل نے اسے جیسے دلاسا دیا۔ "ہم اپنے فلیٹ پر لے
...وہاں اس وقت تک ہماری تحویل میں رہیں گی جب تک آپ کے عاشق صاحب رقم
...لا تے....."

...یہ مناسب ہے۔" آسیہ نے فوراً ہی سکون کا سانس لیا۔ اسے اطمینان سا ہوا۔ "وہاں
...؟"

...اس فلیٹ میں میری فیملی بھی ہے۔ میری بیوی اور بچے ہیں۔ چلیں اٹھیں۔" سب
...

...یٹر کو بل ادا کیا جو دو سو بیس روپے کا بنتا تھا۔ پھر وہ چاروں اٹھے اور باہر کے دروازے
...تجربے نے سب کچھ جان لیا تھا۔ ان کالی بھیڑوں کے ارادوں کو سمجھ گیا۔ ان کا ذہن
...دے کر آسیہ کو لے جا رہے تھے۔ یہ پہلی بار آسیہ کو پھانس کر ڈرا دھمکا کر اور اس
...کے نہیں لے جا رہے تھے۔ بہت ساری کنواری اور شادی شدہ عورتوں کو بے حرمتی
...ان کے خلاف جس کسی نے بھی رپورٹ کی انہیں پریشانی اٹھانی پڑی اور ہزاروں
...کی خلاصی ہوئی۔ اس لیے وہ شیر ہوتے جا رہے تھے۔

...آسیہ کی گاڑی میں بیٹھ کر چلنے کے لیے کہا۔ سب انسپکٹر فیصل نے اخلاص کو اپنی
...گاڑی چلا رہی تھی اور اس کی گاڑی کے پیچھے سب انسپکٹر کی گاڑی تھی۔ سب انسپکٹر
...ی۔ اس نے سڑک سے نظریں ہٹا کر اخلاص کی طرف دیکھا۔ جو گہری سوچ میں
...اور پریشان سا لگ رہا تھا۔ اس نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔ "سنو مسٹر! تم نے
...کام کرنے کے بجائے ہمارے اعلیٰ افسران کے پاس جا کر ہمارے خلاف کوئی
...نہیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ نہ صرف آسیہ بلکہ تمہاری ماں اور بہنیں.....
...ی عورتیں ہوں گی ان کی عزت محفوظ نہیں رہے گی اور پھر تمہاری لاش کا بھی پتہ
...بندی کرنے کی حماقت مت کرنا۔ ہمارے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ ہمارا وزیر
...ہے۔" اخلاص نے اس کی بات اور دھمکیوں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں
..."پولیس کے خلاف کوئی بھی رپورٹ درج کرا کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا

نہیں چاہتا تھا۔ اس نے کچھ دیر کے بعد مردہ لہجے میں کہا۔ ”سب انسپکٹر صاحب! مجھے پولیس بارے میں تجربہ ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ایسی غلطی نہیں کروں گا کہ آگے چل کر پچھتانا
سب انسپکٹر خاموشی سے گاڑی چلانے لگا۔ وہ چشم تصور میں آسیہ کے حسن اور سراپا گاڑی چلا رہا تھا۔ اسے کئی زاویوں سے ان گنت روپ میں دیکھ رہا تھا۔ ایسے حسن مجسم بہت تھے۔ پھر وہ بہت دور چلا گیا اور اس کے سارے بدن پر میٹھی سنسنی دوڑنے لگی اور نس نس سے گردش کرنے لگا۔

آسیہ گاڑی چلا رہی تھی لیکن اس کے دل و دماغ میں ایک عجیب سی کش مکش ہو رہی تھی دھک کئے جا رہا تھا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس عذاب میں پھنس گئی۔ کرنا اور محبوب کے ساتھ گاڑی میں سیر و تفریح کرنا جرم ہے۔ اس کی گاڑی روک کر ان دو سے کہا تھا کہ...... وہ گاڑی میں نہ صرف بوس و کنار کر رہے تھے بلکہ قابل اعتراض حالت میں سڑک پر ان کی گاڑی روکی گئی تھی۔ وہ ویرانہ تو تھا لیکن وہاں گاڑیوں کی آمد و رفت جاری گاڑی روک کر بوس و کنار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ صرف اس الزام پر اکتفا نہیں بدکاری کی تہمت لگا دی گئی تھی۔ آخر پنجاب اور شہر لاہور کی پولیس تھی۔ عدلیہ ان کالی بھیڑ تھی۔ پھر بھی ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی تھی۔ وہ اپنی من مانی کرتے تھے۔

جس عمارت کے عقبی حصے پر انسپکٹر نے گاڑی رکوائی اس میں صرف چار فلیٹ بنے فلیٹ نیچے تھے۔ دو فلیٹ بالائی منزل پر تھے۔ سب انسپکٹر کی بھی گاڑی رک گئی۔ عقبی حصے راستہ اندر اور اوپر کی طرف جاتا تھا۔ سب انسپکٹر نے گاڑی سے اترنے کے بعد اخلاص کو کی طرف اشارہ کیا جو دائیں طرف تھا۔ پھر اس سے کہا۔ ”اب تم جاؤ...... دو ایک بندوبست کر کے آ جانا......“

اخلاص اس وقت مین روڈ کی طرف لپک گیا تھا کہ ٹیکسی یا رکشا لے کر دو ایک دو جا کر رقم کا بندوبست کرے۔ انسپکٹر کاردار آسیہ کو لے کر زینے کی طرف بڑھا تو اسے نورین نورین سب انسپکٹر فیصل کی بیوی تھی۔ فیصل جب بھی کسی مجرم کی تلاش میں پنجاب یا شہر اس فلیٹ میں اسے ملنے کے لیے آ جاتی تھی۔ صبح سے شام یا پھر رات سے صبح تک رہ کر خوبصورتی سے اپنے شوہر کی آنکھوں میں دھول جھونکتی رہتی تھی۔ بعض اوقات جب گھنٹے دو گھنٹے کے لیے آ جاتی تھی۔ اس نے اور فیصل نے مل کر فلیٹ کرائے پر لیا ہوا تھا کے فلیٹ کا کرایہ وہ صرف پانچ سو روپے دیتے تھے۔ ان دونوں نے اسے عشرت کدہ کبھی بھی کاردار پر اور اپنی بیوی کی بدکاری پر شک نہیں ہوا تھا۔ کاردار بہت احتیاط کرتا کی بیوی کی اس کے ہاں آمد و رفت تھی۔ جب وہ کبھی شہر سے باہر ہوتا۔ اسلام آباد یا پنڈی تو فیصل اس کی بیوی اور جوان بہنوں کو سیر و تفریح کے لیے لے جاتا تھا۔

آسیہ کو دیکھ کر اسے نورین کی یاد آ گئی تھی۔ کوئی تین ماہ سے وہ نورین سے تنہائی



یوں تو ایک دو شکار اس عرصے میں ہاتھ لگے تھے۔ اسے ان عورتوں کا رونا دھونا گڑگڑانا اور سرد لاش کی طرح حوالے کر دینا زہر لگتا تھا۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ ہر شکار نورین کی طرح سے پیش آئے۔ نورین جب بھی آتی اسے اس طرح سرشار کر جاتی کہ دنوں تک اس شراب کا سا خمار چھایا رہتا۔ اس بات کا امکان تھا کہ نورین کی جگہ آسیہ لے لے۔ شاید ہی۔ کیونکہ وہ سمجھدار اور پڑھی لکھی تھی بے حد خائف تھی۔ وہ اس کے اشاروں پر کٹھ تی تھی۔

انے کے لیے فلیٹ میں کوئی ہوگا۔ اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ جب دروازہ نہ کھلا تو ے چابی نکالتے ہوئے کہا۔ ”بیگم شاید سودا سلف لانے بازار گئی ہے۔ آتی ہی اس نے تالا کھول دیا۔

بعد آسیہ کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اس فلیٹ میں کوئی فیملی نہیں رہتی ہے۔ وہ یوں بیٹھنے کے تھوڑی دیر کے بعد فیصل شراب کی بوتل اور گلاس لے آیا۔ کل تین گلاس پیگ تیار کئے اور آسیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”نوش فرمائیں دل و دماغ پر
“

نہیں پیتی ہوں۔“ آسیہ نے نفرت اور ناگواری کے لہجے میں کہا۔ ”اسے سامنے سے

!“ انسپکٹر کاردار نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ”میں بلاوجہ گھما پھرا کے بات کرنے کا ے پاس تین گھنٹے ہیں۔ ان گھنٹوں تمہیں میں ہماری ہر بات ماننا ہوگی۔ اس کے بارہ بھی نہیں ہے۔“

ں ہزار روپے دے رہی ہوں تو پھر آپ میری عزت کے درپے کس لیے ہو رہے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ ”اصولی طور پر آپ لوگ نہ تو مجھے کسی بات کے م چلا سکتے ہیں۔“

رقم بلکہ اپنی عزت کے ساتھ زیورات بھی قربان کر کے جانا ہوگا۔ سوچ

سستی نہیں ہے کہ آپ لوگ اس کے ساتھ کھیلیں۔“ آسیہ تنک کر بولی۔ ”یہ ے ہیں جو میں نہیں دوں گی۔ صرف پچیس ہزار روپے دوں گی۔ آپ لوگوں

آئی وہ ہماری شرائط پوری کر کے گئی ہے۔“ انسپکٹر کاردار نے استہزائی لہجے اور حکم پر چلنا ہوگا۔ انکار اور ہٹ دھرمی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آپ اکیلی م سے مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں۔ خوشی سے مرضی سے آپ اپنے آپ کو طوفان بصورت دیگر آپ کو رونا اور پچھتانا پڑے گا...... ہمیں عورت کو قابو میں

کرتا آتا ہے......"

"تو یہ بات ہے۔" آسیہ نے چونکتے ہوئے ان دونوں کی طرف باری باری
استہزائی لہجے میں بولی۔ "کتا اپنی گلی میں شیر ہوتا ہے...... آپ دونوں اور کتے میں کوئی ف
ایک شریف لڑکی کو دھمکی اور فریب دے کر اس کی عزت لوٹنے کے لیے اسے یہاں لے آ
مردانگی ہے کہ ایک لڑکی کی کمزوری بے بسی اور مجبوری سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ایک لڑکی کو
کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ لعنت ہے آپ دونوں پر......"

"آپ ہمیں کچھ بھی کہہ لیں، ہم آپ کی کسی بات کا برا نہیں مانیں گے......؟"
شراب کا گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ "یوں بھی آپ ایک نفیس شائستہ مزاج اور مہذب لڑکی
نوخیز کلیاں بہت پسند آتی ہیں اور پھر عورت غصے میں بہت حسین اور پیاری دکھائی دیتی
آپ بھی بہت غضب کی لگ رہی ہیں۔"

"میں آپ سے آخری بار کہہ رہی ہوں کہ مجھے یہاں سے جانے دیں۔" آسیہ
میں کہا۔ "اس لیے کہ میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی عزت درندوں کے حوا
ڈر، خوف اور دھمکیوں سے مرعوب ہو کر...... مجھے اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا آتی ہے۔
دونوں کی حسرت پوری ہونے نہیں دوں گی......"

"ہم یہاں جن لڑکیوں کو لے کر آتے ہیں وہ یہ رٹے رٹائے مکالمے بولتی ہیں۔"
فیصل نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ آسیہ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ اس نے فو
جو شراب سے بھرا ہوا تھا۔ اسے اوپر اٹھا کر چند ثانیوں تک دیکھتی رہی پھر اس نے چشم
رخ سب انسپکٹر کی طرف کر کے اس کی آنکھوں میں نصف شراب پھینک دی اور
پھر خالی گلاس پوری طاقت سے انسپکٹر کے سر پر دے مارا۔ گلاس کے دو ٹکڑے
پر...... پیشانی زخمی ہو گئی۔ خون کی دھار نکل کر بہنے لگی۔ آسیہ باہر کے دروازے کی طرف
لپکی۔ اگر اسے چند ثانیوں کی مہلت مل جاتی تو وہ چٹخنی گرا کے نکل چکی ہوتی۔ سب انسپکٹر
اسے دبوچ لیا۔ پھر اسے لا کر بڑے صوفے پر پٹخ دیا۔ انسپکٹر کاردار جیب سے رومال نکال
جذب کرنے لگا۔

آسیہ کو یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ انسپکٹر کاردار مار کھانے کے بعد بھی غصے
مشتعل ہوا۔ البتہ سب انسپکٹر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انسپکٹر کاردار نے ہنستے ہوئے کہا۔
حرکت ہمارے لیے نئی یا غیر متوقع نہیں ہے۔ یہاں جو شکار لایا جاتا ہے۔ وہ جا
طرح طرح کی حرکتیں کرتا ہے ان حرکتوں پر غصہ آنے کے بجائے پیار آتا ہے اور
دے جاتی ہیں۔ ایک شکاری کو اصل مزا سرکش شکار کو قابو کرنے میں آتا ہے۔" آ
کھڑی ہوئی۔ سب انسپکٹر فیصل اپنے کپڑے صاف کرنے کے لیے واش بیسن کی
اس نے دونوں ہاتھ انسپکٹر کاردار کے سینے پر رکھ کر پیچھے کی طرف زوردار دھکا دیا جس



ازن نہ رکھ سکا۔ چھوٹے صوفے پر دھپ سے جا گرا۔ آسیہ پھر دروازے کی طرف دوڑی۔
اتا آنے کی وجہ سے فرش پر گر پڑی۔ پھر اسے اٹھ کر بھاگنے کی مہلت نہ مل سکی۔ کیوں کہ
سپکٹر فیصل نے دبوچ لیا۔ انسپکٹر کاردار بھی اس کی مدد کو آ گیا تھا۔ سب انسپکٹر نے انسپکٹر
کمرے میں بند کر دیتے ہیں...... ایک دو پیگ چڑھا کر پھر دل بستگی کا خیال کرتے ہیں۔
ال ہے؟"
یال ہے۔" انسپکٹر کاردار نے اس کی تائید کی۔ "شراب کے بغیر شباب کا لطف ادھورا ہوتا

آسیہ کا ہاتھ اور بازو پکڑ کر سامنے والی خواب گاہ کی طرف بڑھے۔ آسیہ نے بازو اور
لیے بڑی مزاحمت اور کوشش کی۔ ان کے ہاتھوں کی گرفت اتنی مضبوط اور سخت تھی کہ وہ
ناکام رہی۔ پھر وہ دونوں اسے بیڈ روم میں لے گئے۔ اسے بیڈ پر بٹھانے کے بعد انسپکٹر
از سے کہا۔ "دلہن صاحبہ! تھوڑی دیر کے بعد یہ خادم حجلہ عروسی میں داخلہ ہونے والا ہے"
پھر وہ دونوں کمرے سے باہر آئے۔ سب انسپکٹر فیصل نے دروازہ بند کر کے باہر سے
پھر وہ دونوں صوفوں پر آ بیٹھے۔ سب انسپکٹر فیصل نے اپنا شراب سے بھرا گلاس اٹھاتے
ردار! تم نے ایک بات نوٹ کی؟"
بات......؟" انسپکٹر کاردار نے بھی اپنا گلاس اٹھا لیا۔ پھر اس نے ایک ہی سانس میں
دیا۔
بھی نہیں ہے جتنی نظر آتی ہے...... جتنی ہم سمجھ رہے تھے۔ بہت تیز اور ہری مرچ

لی لڑکیاں ایسی ہی تیز وطرار اور طرح دار ہوتی ہیں۔ حسین لڑکیوں کے مزاج تو یوں
ہیں۔"
ہن نشین کر لو۔" سب انسپکٹر فیصل نے شراب کا دوسرا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "اس بت
یں بڑی دشواری پیش آئے گی۔ تمہیں اور مجھے بھی بہت ہوشیار اور چوکنا رہنا ہوگا۔"
وں گے۔" انسپکٹر کاردار نے اس کی طرف دیکھا۔ "ہم مرد مجرموں کو قابو میں کر لیتے
ی لڑکی ہے...... ہم تو دو دو لڑکیوں کو بیک وقت قابو کرنے میں ماہر ہیں۔ تم ابھی سے
شان ہو رہے ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں بڑا زبردست نگینہ ملا ہے۔"
یں ہو رہا ہوں بلکہ حفاظتی تدابیر کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" سب انسپکٹر
ف لیا۔ اس نے اپنا گلاس خالی کر کے تپائی پر رکھ دیا۔ "وہ آخری لمحے تک اس بات
ی نہ کسی طرح اپنی عزت بچا کر یہاں سے نکل جائے۔ اپنا دفاع اور مزاحمت بھی
نے یا جان لینے سے بھی نہیں ہچکچائے گی۔ تم نے دیکھا نہیں اس نے موقع پاتے
ے مارا۔ شراب ہم دونوں کی آنکھوں پر پھینکی اور تمہیں دھکا دے کر صوفے پر

گرادیا۔ دومرتبہ دروازے کی طرف دوڑی۔ دوسری مرتبہ وہ فرش پر نہ گرتی تو ہاتھ سے نکل
ان تمام باتوں کے پیش نظر میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ یہ ہمارے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔"

"یار! تم اتنی سی بات کے لیے پریشان ہو رہے ہو......؟" انسپکٹر کاردار نے ایک قہقہ
لڑکیاں جنہیں جذباتی جنون ہوتا ہے وہ عزت کو بہت انمول اور زندگی سے زیادہ قیمتی اور ع
ان کے دماغوں میں ایک عجیب سا خناس بھرا ہوتا ہے...... میں چاقو اس کی نازک خوبصو
دار گردن پر رکھ کر جب اسے ذبح کرنے کی دھمکی دوں گا تو وہ پھر راہ رست پر آجائے گی۔
ہو...... ہم نے ایسی عفت مآب جنونی لڑکیوں کو کیسے رام کیا۔ سیدھا کیا۔ یہ پہلے بڑ
ہیں۔ اپنی عزت کے تحفظ کے لیے جان پر کھیل جانے کی دھمکی دیتی ہیں...... جب ان کی
خنجر کی تیز دھار رکھ دو تو راہ راست پر آجاتی ہیں۔ پھر کھلونا بن جاتی ہیں۔ ان میں سے
یہاں سے جانے کا نام نہیں لیا تھا۔"

"یہ عفت مآب لڑکیاں بھی کیا چیز ہوتی ہیں۔" سب انسپکٹر نے تمسخر سے کہا۔ "ایما
تو یہ ہے کہ ہوتی ہیں زبردست چیز...... لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی ہے کہ اپنے مگھ
اور مرضی سے اپنا تن من سونپ دیتی ہیں۔ تب انہیں اپنی عزت و ناموس کا خیال نہیں ہوتا
پھرتی ہیں۔ جب ہم وقت گزارنا چاہتے ہیں تو سالیاں نخرے دکھاتی ہیں۔"

جب سب انسپکٹر فیصل اور انسپکٹر کاردار دروازہ بند کر کے چلے گئے تو آسیہ فوراً ہی ا
کہ اندر سے چٹخنی لگالے...... تاکہ یہ درندے اندر نہ آسکیں۔ دروازے بہت مضبوط لکڑی
تھے اور انہیں توڑا جائے تو ان کے ٹوٹنے میں سارا دن لگ سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر دروازے م
کنڈی نہیں لگی ہے، اس کا دل لمحے کے لیے ڈوب سا گیا۔ اندر جو چٹخنی لگی تھی۔ اسے نکال
لیے کہ اندر سے دروازہ بند نہ کیا جاسکے۔ وہ مایوس اور دل برداشتہ ہو کر پلنگ پر آبیٹھی۔ اس
اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اسے اپنی عزت بچانا ناممکن سا نظر آیا۔ ایک
مقابلے پر ہوتا تو وہ کسی نہ کسی طرح اس پر قابو پالیتی۔ فریب و مکر سے فرار ہوجاتی۔ لیکن
باعث وہ کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ رقم ادا کرنے کے باوجود بھی اس کی عزت سلامت نہیں رہ
نے اس سے صاف صاف کہہ بھی دیا تھا کہ اسے نہ صرف پوری رقم اور زیورات بلکہ ا
نچھاور کرنا ہوگا۔ اور پھر وہ دونوں اسے اجتماعی طور پر درندگی کا نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔
دوپٹے میں آنسوؤں کو جذب کرتے ہوئے سوچا کہ کیا رونے دھونے سے اس کی عزت ا
ہاتھوں بچ جائے گی؟ کیوں نہ وہ آخری لمحے تک اپنی عزت و ناموس بچانے کی کوشش
حوصلے اور ہمت سے کام لینا ہوگا۔ مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہے۔ اس پر بھروسا
یقیناً اس کی مدد کرے گا۔ ایک کیا دس وحشی درندے بھی مقابلے اور عزت لوٹنے آجائیں
انہیں نیچا دکھا سکتی ہے۔ لڑ سکتی ہے اپنی حرمت بچا سکتی ہے۔ وہ اپنے اندر حوصلہ پیدا کرلے
چند لمحوں کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ اسے کسی ایسی چیز کی تلاش تھی ج



۔ مقابلہ کرسکے۔ سر پھاڑ کے اور پیروں کی ہڈیاں توڑ کر فرار ہوجائے۔ چند لمحوں کے
اسٹک پر پڑی جو سنگھار میز کے پیچھے سے جھانک رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔
اں جا کر اس کے پیچھے سے اسٹک اٹھالی۔ یہ بڑی مضبوط اور نئی اسٹک تھی شاید ان میں
اٹھایا پھر اسے یرغمال لڑکیوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے کام میں لایا جاتا تھا۔ اس نے
نیچے چھپادی۔ اسے کسی قدر خوشی اور حوصلہ ہوا۔ کیوں کہ وہ اس اسٹک سے ان دونوں
اور ہڈیاں بھی توڑ سکتی تھی۔ اخلاص سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر خالی سواری کا
رکشا اور ٹیکسیاں اور پرائیوٹ گاڑیاں سڑک پر بڑی تیزی سے گزر رہی تھیں۔ ان میں
ں بھی خالی نظر نہیں آئی۔ اس نے پرائیوٹ گاڑیوں سے لفٹ لینا چاہا تو کسی نے بھی
گوارا نہیں کیا۔ جب کہ ان میں متعدد گاڑیاں خالی گزری تھیں۔ اخلاص اس افتاد سے
شت زدہ ہوگیا تھا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ آسیہ گاڑی چلا رہی
اں ہنس کر محبت بھری باتیں کیے جارہے تھے۔ ایک دوسرے کی آنکھوں میں بھی
س یہ قصور ان سے سرزد ہوا تھا۔ ان دونوں کالی بھیڑوں نے گاڑی رکوالی اور پھر ان
م کی تہمت لگائی بلکہ قبیح قسم کے الزامات کی بھرمار کردی۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ
الی بھیڑیں سیاہ سفید کی مالک ہوتی ہیں۔ ان سے کوئی اس لیے جیت نہیں سکتا ہے کہ یہ
لے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایک ٹیکسی اس کے سامنے آکر رکی ڈرائیور کے ساتھ والی
خوبصورت اور جواں سال مرد بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں ایسے بہت کم
تھے۔ اس کے چہرے پر ایک نرمی اور اپنائیت سی تھی۔ وہ اسے محبت بھری نظروں
ے بڑا شائستہ، مہذب اور با اخلاص شخص سا لگا۔

لفٹ چاہیے...... آپ کو کہاں جانا ہے؟"

"اخلاص نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔ "مجھے اچھرہ جانا ہے۔ آپ کی بڑی نوازش
ہیں۔ کیوں کہ مجھے کوئی خالی رکشا یا ٹیکسی نہیں مل رہی ہے۔ مجھے بہت جلدی بھی

پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آپ تشریف لے آئیں۔ لفٹ دینے میں
یہ تو ہر شخص کا فرض ہے کہ کسی نہ کسی کے کام آئے ٹیکسی خالی بھی تو ہے؟"

اخلاص نے اندر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے ممنون لہجے میں کہا۔ "کاش! آپ
پیدا ہوجائے۔" کچھ دور جانے کے بعد اس جوان مرد نے ٹیکسی ایک ایئر کنڈیشنڈ
لوالی۔ پھر اس نے ٹیکسی سے اتر کر اخلاص سے کہا۔ "پلیز آپ بھی اتر جائیں۔
چل کر کچھ پیتے ہیں پھر چلتے ہیں۔"

"اخلاص نے فوراً کہا۔ "مجھے بہت جلدی ہے مجھے ایک ضروری کام سے جانا

"کام تو ہوتے رہتے ہیں۔ آپ جس کام سے جا رہے ہیں وہ کام بھی ہو جائے گا۔
بھی فکر نہ کریں۔" اس نے کہا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو اخلاص اس کی دعوت قبول کر لیتا۔ وہ
کہ رقم کا بندوبست ہونے میں ایک گھنٹے کی کیا ایک لمحے کی بھی دیر ہو جائے۔ کیوں کہ اس کی
عزت و حرمت کا سوال تھا۔ ان پولیس افسران کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ اس کے دیر سے پہنچنے
عزت سے بھی کھیل سکتے تھے۔ اس لیے وہ اس شخص کی دعوت قبول کرتے ہوئے جھجک رہ
سے جلد اپنے ایک صاحب حیثیت دوست کے پاس جانا چاہتا تھا۔

"آپ اس کام کی اہمیت اور نوعیت کو نہیں جانتے ہیں۔" اخلاص نے کہا۔ "میرے
لمحہ قیمتی ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ...... مجھے آپ کی دعوت رد کرتے ہوئے افسوس ہو
اللہ زندگی رہی تو......"

"میں جانتا ہوں کہ آپ کہاں اور کس کام سے کس سے ملنے جا رہے ہیں۔" اس نے
فکر مند اور پریشان نہ ہوں۔ آپ کا کام میں بھی کر سکتا ہوں...... آپ مجھے خدمت کا موقع
آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔"

"یہ آپ کیسے جانتے ہیں کہ میں اس وقت کہاں اور کس کام سے کس کے
ہوں؟" اخلاص نے حیرت اور تجسس سے دریافت کیا۔

"آپ رقم کا بندوبست کرنے کے لیے اپنے ایک دوست افضال کاشمیری سے ملنے
کیا یہ سچ ہے......؟"

"جی ہاں...... بالکل سچ ہے۔" اخلاص بھونچکا سا ہو گیا۔ "یہ بات آپ کیسے اور کیا
ہیں؟ جب کہ میں آپ......"

اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیتے ہوئے کہا۔ "آپ اندر چل کر بیٹھیں میں بتا سکتا
کیوں کر جانتا ہوں۔ آپ کو تیرہ ہزار کی رقم کی ضرورت ہے نا...... آپ فکر نہ کریں۔ سانپ
گا لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔" وہ اخلاص کو ریسٹورنٹ کی طرف لے کر بڑھا اور اپنا تعارف کرا
عقرب ہے آپ کا نام اخلاص ہے...... ایک گھنٹہ پیشتر آپ اور آپ کی دوست آسیہ
کے ساتھ ریسٹورنٹ میں ناشتا کرنے کے لیے داخل ہوئے تھے۔ ان افسران نے آپ
کشی کی، جھوٹا الزام لگایا۔ تہمت لگائی۔ پچیس ہزار کی رقم طلب کی ہے تاکہ آپ دونوں کی
ورنہ بصورت دیگر حوالات اور جیل کی ہوا کھانا ہو گی۔"

"جی ہاں...... یہی بات ہے۔" اخلاص نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔ "کیا آپ بھی
موجود تھے جو آپ نے یہ سب کچھ سن لیا۔ ان دونوں پولیس افسران نے ہمیں بلا وجہ اور
ہے۔ وہ ہمیں تنگ اور ہراساں کر رہے ہیں۔" عقرب اسے لے کر ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔
کو بلا کر چائے اور پیٹیز کا آرڈر دیا۔ پھر اس نے کہا۔ "یہ کوئی نئی بات یا پہلا واقعہ نہیں ہے۔
بھی کیا کرے۔ اس کے پاس کوئی کام ہی نہیں ہوتا ہے۔ نہ ان میں ایسی کوئی صلاحیت



...... آپ نے دیکھا سنا اور اخبارات میں آئے دن ایسی خبریں پڑھتے ہوں گے کہ
ہو سکا۔ اسے وہ گرفتار نہ کر سکے تو اس کے بھائی، باپ، ماموں، چچا، بہنوئی یا سسر کو
ات میں بند کر دیتے ہیں جو ایک مذموم انسانیت سوز گھناؤنا اور وحشیانہ فعل ہے غیر
مدلیہ بھی ان کی مذمت نہیں کرتی ہے نہ اس اقدام کو غیر قانونی قرار دیتی ہے۔ اگر ان
ان نے آپ پر بدکاری کا الزام عائد کر دیا ہے تو اس میں حیرت اور تعجب کی کوئی بات
وہ حق بجانب ہیں مگر ایک بات یاد رکھیں روز محشر ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ بھائی کے برے
یا لواحقین کو ملے۔ یہ عظیم اور بے مثال سزائیں صرف پولیس ہی دے سکتی ہے۔"

عقرب کو اس واقعہ کے بارے میں قدرے تفصیل سے بتایا اور ان پولیس افسران کی
بتایا۔ پھر اس نے اس فلیٹ کا پتہ بتایا جہاں ان دونوں نے آسیہ کو اپنی تحویل میں اس
رکھا ہوا تھا جب تک انہیں پچیس ہزار روپے یک مشت بطور ثبوت ادا نہیں کر دیئے
یہ بھی بتایا کہ بارہ ہزار کی رقم آسیہ کے پاس ہے جب کہ اسے تیرہ ہزار روپے کا
وہ تیرہ ہزار کی رقم کا بندوبست کرنے کے لیے نکلا ہے۔ شاید ایک یا دو تین دوست مل
دیں۔

اعلیٰ پولیس حکام سے رجوع نہیں کرتے ہیں؟" عقرب نے مشورہ دیا۔ "شاید وہ کوئی
لیں۔"

فرصت میں ان تک رسائی ممکن نہیں ہے۔" اخلاص کہنے لگا۔ "بالفرض محال میری
لی۔ انہوں نے فوری ایکشن لے کر انہیں پکڑ لیا اور آسیہ کو بازیاب بھی کر لیا تو کیا
آسیہ کا اسکینڈل کھڑا ہو جائے گا۔ پھر اس کے گھر والوں کی بدنامی ہو گی۔ آسیہ کسی
ہے اس کا اور اس کے خاندان کا نام آئے۔ اسے وہ ذلت و رسوائی سمجھتی ہے...... بعد
شامت آ جائے گی وہ دونوں مجھے زندہ درگور کر دیں گے نہ میری خیر ہو گی اور نہ میرے
دھمکی دے چکے ہیں اگر میں نے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے
کی بھی بے حرمتی کر دیں گے...... اب آپ ہی بتائیں میں کیا کروں......؟"

تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنی دستی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس
منٹ ہوئے ہیں۔ ٹھیک ایک بجے آپ کی دوست مس آسیہ ہانگ کانگ چائینز
نے لیے پہنچ جائیں گی۔ آپ بالکل بے فکر ہو کر جائیں میں آپ کو اس بات کی
پر ذرہ برابر بھی آنچ نہیں آئے گی۔ لہٰذا آپ ٹھیک ایک بجے تیار ہو کر لنچ کے

رقم کا انتظام کر کے پہنچانا بھی تو ہے۔" اخلاص نے پوچھا۔ "کیا یہ رقم آپ لے جا

...... تیرہ سو روپے کیا...... انہیں تیرہ روپے بھی نہیں دینا ہے۔" عقرب نے

کہا۔ ''مس آسیہ کو رہا کرانا آپ کا نہیں، اب میرا مسئلہ ہے۔ میں ان دونوں شیطانوں
جو قانون کو اور اپنے محکمے کے تقدس کو پامال کررہے ہیں۔ ایسے ہی کالے شیطانوں، کالی
سے لوگ پولیس پر بھروسا نہیں کرتے ہیں۔''

''آسیہ نے جو زیور پہن رکھا ہے۔ وہ ہیرے کا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی عزت
ہو جائے۔''

''میں نے کہا نا کہ آپ کسی بات کی فکر نہ کریں۔ یہ چکن پیٹیز لیں۔ بہت شاند
ہیں۔'' عقرب نے کہا۔

☆......☆......☆

سب انسپکٹر فیصل اور انسپکٹر کاردار نے دو بڑے بڑے شراب کے پیگ حلق میں اتا
ایک دوسرے کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔ ان کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ اور
وحشیانہ چمک کوندی۔ ''نیک کام میں دیر نہیں کرنا چاہیے۔'' سب انسپکٹر فیصل نے چہک
انتظار میں مری جارہی ہوگی۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' انسپکٹر کاردار نے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا۔ ''میں پہلے
افتتاح کرتا ہوں۔''

''یہ اصولی طور پر غلط ہے اور روایت کے خلاف ہے۔'' سب انسپکٹر فیصل نے جز
طرف دیکھا۔

''کیا تم پہلے افتتاح کرنا چاہتے ہو......؟'' انسپکٹر کاردار نے اپنی مونچھوں کو تاؤ
پوچھا۔

''ہاں...... لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمیشہ کی طرح کیوں نہ ہم ٹاس کرلیں؟'' سب ان
جواب دیا۔ ''اس طرح ہم دونوں کے درمیان ایک لڑکی کے لیے بدمزگی پیدا نہ ہوگی۔ میں نہیں
دوستی اور اعتماد میں فرق آئے اور ہمارے گھروں کے درمیان جو مراسم اور تعلقات ہیں وہ متاثر ہو

''جیسی تمہاری مرضی......'' انسپکٹر کاردار نے اپنے لیے ایک چھوٹا سا پیگ بنایا۔ ''مجھے
انکار نہیں...... لیکن میری جان تم یہ بات بہت اچھی طرح جانتے ہو کہ عورتوں کے معا
قسمت کتنی تیز ہے؟'' پھر اس کی نظروں میں نورین کا چہرہ گھومنے لگا۔ اس نے سوچا کہ وہ کہ
کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ تمہاری جواں سال اور خوبرو بیوی دو برس سے میری جھولی
ہے۔ اس کے علاوہ میرے ایک ماتحت کی سالی سے بھی میرے تعلقات ہیں۔ یہ کہنے ک
تھیں۔ ''تم یہ بھی جانتے ہو کہ ٹاس بھی میں جیت جاتا ہوں۔ میں تمہارے مقابلے میں اب
جیت چکا ہوں۔ کلیوں کو پھول بنانے کا سہرا ہمیشہ میرے سر ہی رہا ہے۔''

سب انسپکٹر فیصل نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ دل میں مسکرا رہا تھا۔ وہ یہ کہ
...... کاش! میں تمہیں بتا سکتا کہ تمہاری سترہ برس کی اور پندرہ برس کی بہنیں اسی فلیٹ میں



اس کا سہرا میرے سر ہے وہ دونوں بہنیں میری بڑی پرستار ہیں۔ کیا میں تم سے زیادہ خوش
ہوں۔ انسپکٹر کاردار نے اپنی جیب سے سکہ نکالا۔ اس نے پوچھا۔ ''کیا چاہیے......؟ یہ
......؟''

......م......'' سب انسپکٹر فیصل نے جواب دیا۔ ''شاید قائداعظم کی وجہ سے میں جیت

کاردار سکہ فضا میں اچھالنے والا تھا کہ کال بیل بجی۔ ان دونوں نے حیرت سے ایک
دیکھی۔ پھر انسپکٹر کاردار نے متعجب لہجے میں کہا۔ ''ایں...... یہ سور اتنی جلدی رقم کا انتظام
کمینہ ہے سالا......''

لے کو ایک کمرے میں اس وقت تک کے لیے بند کرو جب تک دل کے ارمان نہیں نکل
ب انسپکٹر فیصل نے تیز لہجے میں کہا۔ ''صرف پندرہ منٹ میں آ گیا...... مجھے تو یقین نہیں

فیصل پیچ و تاب کھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس وقت دوسری مرتبہ بیل بجی تھی۔
ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ لیکن دروازہ کھولتے ہی اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ
دروازے پر اخلاص نہیں تھا۔ ایک سولہ برس کی نہایت حسین و جمیل لڑکی بھڑکیلے لباس میں
اس کا بھڑکیلا جسم جھانک رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر دل کش تبسم رقصاں تھا اور اس کی
خود سپردگی بھری ہوئی تھی۔

نے کھنکتی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔ ''کیا سب انسپکٹر فیصل اور انسپکٹر کاردار تشریف

......'' اس خوبرو لڑکی کو دیکھ کر سب انسپکٹر فیصل کا رواں رواں خوش ہو گیا۔ ''آپ ہیں
ائی ہیں؟''

نام ریشماں ہے۔'' لڑکی نے جواب دیا۔ ''مجھے اخلاص صاحب نے آسیہ کو لینے بھیجا
ایک پیغام دیا ہے کہ ...... رقم کا بندوبست نہیں ہو سکا ہے کل تک ہو جائے گا۔ آپ آسیہ
دیں......''

اخلاص کی کیا لگتی ہیں......؟'' سب انسپکٹر فیصل نے اس کے سراپا کو نظروں میں جذب
''میں ان کی چھوٹی بہن ہوں...... آسیہ کہاں ہے......؟ وہ دکھائی نہیں دے رہی
جھانکتی ہوئی بولی۔ ''آپ اندر آ جائیں۔'' اس نے جواب دیا۔ ''وہ بیڈروم میں
بلائے دیتا ہوں۔ پلیز آ جائیں......'' جب ریشماں اندر آ گئی تو اس نے دروازہ
لگا دی۔ انسپکٹر کاردار کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی وہ پھڑک اٹھا اور اس نے حیرت
سب انسپکٹر کی طرف دیکھا۔ ''یہ کون ہے......؟''

ماں ہیں اخلاص کی چھوٹی بہن......'' سب انسپکٹر فیصل نے جواب دیا۔ ''اخلاص نے

آسیہ کو لینے کے لیے بھیجا ہے۔ کیوں کہ رقم کا بندوبست نہیں ہوسکا ہے۔ لہٰذا وہ کل رقم پہنچا د۔

"کیا ہم اس کے باپ کے نوکر ہیں جو کل تک انتظار کریں۔" انسپکٹر کاردار نے سخ
کہا۔ "جب تک رقم نہیں آجاتی یہ بھی ہمارے ہاں ضمانت کے طور پر رہے گی...... ہم دونو
کرتی رہے گی۔" انسپکٹر کاردار نے اس کے پاس جا کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے قر
رخسار کو چومنا چاہا تو لڑکی نے اس کے بازو سے نکل کر اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید ک
تیزی سے ایک طرف جا کر کھڑی ہوگئی۔

انسپکٹر کاردار نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے سب انسپکٹر کو آنکھ مارتے ہوئے
سالی ہری مرچ ہے۔ میں اسے بیڈروم میں لے جارہا ہوں...... تم آسیہ کے کمرے میں چ
میں ہم دونوں تبادلہ کرلیں گے۔"

"نہیں نہیں......" ریشماں اس کی بات کی تہہ میں پہنچ کر ہذیانی لہجے میں چیخی۔ 
والے بیڈروم کی طرف لپک گئی۔ اس نے اندر جا کر دروازہ بند کرلیا۔ اس کے دروازوں پر چ
نہیں لگی ہوئی تھی۔

"لو بھئی مزے آگئے......" انسپکٹر کاردار نے سب انسپکٹر فیصل کے ہاتھ پر ہاتھ مار
خیال میں بھی نہیں سوچا تھا کہ شکار آپ ہی آپ چل کر آسکتا ہے۔ کیا غضب کی چیز ہے۔
خوشی میں ایک دور ہو جائے۔" پھر ان دونوں نے ایک ایک جام تیار کیا۔ گلاس خالی کرنے
انسپکٹر فیصل اس بیڈروم کی طرف بڑھا جس میں آسیہ قید تھی۔ انسپکٹر کاردار اس بیڈروم کی طرف
جا کر ریشماں نے پناہ لے لی تھی۔ دروازے بند کرلیے تھے۔

سب انسپکٹر فیصل جب کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ آسیہ بستر پر گہری نین
اور اس کا منہ دیوار کی طرف ہے۔ اسے بڑا تعجب ہوا اور اسے یقین نہیں آیا۔ کیونکہ وہ ایک
تیز اور خطرناک قسم کی لڑکی تھی۔ وہ بستر پر جا کر اس کے پاس اس کی پشت پر بیٹھ گیا۔ پھر ا
بازو ہلاتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا تو وہ اچھل پڑا۔ اس کے سارے بدن پر ا
دوڑ گئی۔ اسے یقین نہیں آیا۔ پہلے تو وہ یہ سمجھا کہ شاید شراب کے نشے کی وجہ سے ایسا لگ ر
نے اپنی آنکھیں ملیں۔ اپنے بدن میں چٹکی لی۔ پھر وہ ملحق غسل خانے میں جا کر واش بیس
آیا۔ بستر پر آسیہ نہیں تھی۔ انسپکٹر کاردار کی سب سے چھوٹی بہن نازلی تھی۔ یہ کب اور کیسے
دماغ چکرا سا گیا۔ نازلی کا لباس فرش پر بے ترتیبی سے بکھرا پڑا تھا۔ اس کی سٹی گم تھی۔ انسپک
نازلی کو دیکھ لیا تو دونوں کو گولی مار دے گا۔

اس نے سرگوشی کے انداز میں آہستگی سے پوچھا۔ "تم کب اور کس وقت یہاں آئی
کہاں ہے؟"

"میں صبح نو بجے آگئی تھی......" نازلی نے اس کی طرف مخمور نگاہوں سے دیکھا۔ اس
اپنی بانہیں حمائل کردیں۔ "کون آسیہ؟" نازلی کا من بن گیا۔ "یہ کون لڑکی ہے جس



...و...... تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہارے سوا کسی اور لڑکی کو نہیں جانتا ہوں۔ نہ میرے
ا ے تعلقات ہیں اور نہ کسی لڑکی سے...... پھر یہ آسیہ کون ہے؟ یہاں کیسے آگئی؟"

آسیہ میری نہیں تمہارے بھائی جان کی محبوبہ ہے۔" وہ اس کے چہرے پر جھک کر بولا۔ "وہ
...رلیاں منانے آئی ہے۔ آج اسے تمہارے بھائی جان نے بلایا تھا...... لیکن تم فلیٹ میں کیوں
اندر کیسے داخل ہوگئیں۔ میں نے تمہیں آج بلایا نہیں تھا......"

...م بھائی بہن بھی خوب ہیں...... ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ میں اس لیے آگئی کہ مجھے
...ت ستا رہی تھی تم نے مجھے کئی دنوں سے بلایا نہیں تھا۔ تم نے مجھے جو ڈپلی کیٹ چابی دی تھی۔ اس
...نے ایک ڈپلی کیٹ بنالی تھی۔" سب انسپکٹر بری طرح چکرا گیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ
...ی؟ کہاں غائب ہوگئی۔ کھڑکی میں گرل لگی ہوئی تھی۔ کمرے میں روشن دان بھی نہیں تھا۔ نہ غسل
...ی کوئی کھڑکی تھی کہ جس سے وہ باہر جاسکے۔ پھر اسے خیال آیا کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے آسیہ
...رے میں بند کیا اور وہ اس کمرے میں چلا آیا۔ نشے کی وجہ سے وہ اس کمرے میں آگیا۔

"...لی!" وہ سرگوشی میں بہت ہی آہستگی سے کہنے لگا۔ "تم جلدی سے کپڑے پہن کر چلی
...ے کمرے میں تمہارے بھائی ایک عورت کے ساتھ موجود ہیں۔ اس نے ہم دونوں کو ساتھ
...ں سے مار دے گا۔ تم اپنے بھائی کو جانتی ہو نا وہ کیا چیز ہے۔ ایک نمبر کا حرامی ہے۔ بڑے
...ں کا نام سن کر کانپ جاتے ہیں۔"

...ے کچھ بھی ہو جائے میں نہیں جاؤں گی......" نازلی اٹھلا کر بولی۔ "وہ گولی مارتا ہے تو مارنے
...ات ہوئی...... وہ غیر عورت کے ساتھ عیش کرسکتا ہے تو میں ایک غیر مرد کو چاہ بھی نہیں سکتی

"...ا چاہنے میں کوئی حرج نہیں ہے...... لیکن یہ بات مت بھولو کہ وہ یہ بات برداشت نہیں
...ی نوجوان بہن اس کی نظروں کے سامنے کسی مرد سے عشق لڑائے۔ چاہے وہ اس کا دوست
...بھائی، رنگ رلیاں مناتی پھرے۔" اس نے رک کر سانس لیا۔ "اور پھر تم اس وقت جس
...لیٹی ہوئی ہو۔ وہ اسے مشتعل کردینے کے لیے کافی ہے۔ وہ نہ صرف تمہیں بلکہ مجھے بھی
...م جلدی سے کپڑے پہن کر یہاں سے تو دو گیارہ ہو جاؤ...... اور کل دس بجے آجانا۔ پھر
...تک بھی رہ سکتی ہو۔"

...ب سی بات ہے۔" وہ تکرار کے انداز میں کہنے لگی۔ "ایک بھائی بہن کی نظروں کے
...ے دوسرے کی بہن کے ساتھ رنگ رلیاں منائے تو یہ جائز ہے۔ تب اسے غصہ کیوں نہیں
...ں نہیں ہوتا کہ یہ عورت بھی کسی دوسرے کی بہن ہے اس کی بہن جب کسی دوسرے مرد
...تو اسے غیرت کیوں آجاتی ہے۔"

...فیصل اس کی باتیں سن کر ششدر رہ گیا۔ اس نے کہا۔ "یہ آج تم کیسی باتیں کر رہی
...ی ایسی باتیں نہیں کیں...... عورت کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ غلط راہ پر چلے

کیونکہ عورت غیرت ہوتی ہے۔"

"یہ ساری باتیں تم نے مجھے سکھائی ہیں اور میں نے دنیا سے سیکھی ہیں۔" نازلی بولی۔ "مجھ ہے۔ مرد کو اجازت ہے عورت کو اجازت نہیں ہے۔ کیا مرد کی ذات خاندان کی عزت نہیں ہوتی ہے"

"اچھا تم جلدی سے کپڑے پہن لو میں یہ دیکھ کر آتا ہوں کہ وہ لڑکی آسیہ کہاں ہے؟ ا تمہارا بھائی غصے میں نہ آ جائے...... تمہارے بھائی کو بھی دیکھ آؤں......" اتنا کہہ کر وہ کمرے گیا۔ وہ کوئی دو تین برسوں سے دونوں بہنوں کو میلا کر رہا ہے۔ اب اس کا جی دونوں بہنوں تھا۔ اس کے لیے یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ نازلی بن بلائے کیسے آ گئی وہ اس وقت تک نہیں جب تک، وہ اسے نہیں بلاتا تھا۔ اس نے کمرے سے نکل کر دونوں بیڈ روم دیکھ لیے پھر باور چیک کیا اسٹور روم میں بھی جھانکا لیکن اسے آسیہ دکھائی نہیں دی۔ اس کے لیے آسیہ کا غائب نازلی کا اس کمرے میں پایا جانا ایک معمہ بن گیا۔ وہ جتنا سوچتا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ ا چکرانے لگا تو وہ صوفے پر بیٹھ کر اپنے لیے پیگ تیار کرنے لگا۔

انسپکٹر کاردار نے ریشماں کو لے جا کر بستر پر بٹھا دیا۔ پھر وہ الماری کے پاس گیا تاکہ بوتل نکالے۔ جب وہ شراب کی بوتل نکال کر پلٹا تو بھونچکا ہو کر رہ گیا۔ بستر پر ریشماں نہیں تھ مسکرا رہی تھی۔ پہلے تو اس نے نظروں کا واہمہ اور شراب کا نشہ محسوس کیا جب اس نے قریب جا وہ ریشماں نہیں نورین تھی۔ "تم یہاں کب آئیں......؟" انسپکٹر کاردار نے تحیر زدہ لہجے میں ریشماں کہاں گئی......؟ کہاں غائب ہو گئی؟"

"ابھی ابھی تو آئی ہوں......" نورین نے کھڑے ہو کر اس کی گردن میں اپنی باہ کر دیں۔ پھر اس کی آنکھوں میں مخمور نظروں سے جھانکتی ہوئی بولی۔ "کون ریشماں ریشماں......؟ کیا تم ریشماں نامی عورت کو وقت گزاری کے لیے لائے تھے؟"

"بے وقوف عورت! تم بن بلائے کیوں آ گئی ہو...... برابر کے کمرے میں تمہارا شوہر آ کے ساتھ موجود ہے۔ اس نے دیکھ لیا تو غضب ہو جائے گا۔ وہ ہم دونوں کو جان سے مار ڈا جاؤ کل صبح دس بجے آ جانا......"

"ہاں میں جانتی ہوں کہ وہ کس لڑکی کے ساتھ اس کمرے میں موجود ہے؟ کیا تمہیں خبر ہے؟" اس نے پوچھا۔

"آسیہ نامی ایک لڑکی کے ساتھ ہے۔ ہم نے اسے پچیس ہزار کی رقم کی وصولی کے کے طور پر رکھا ہوا ہے۔"

"اس کمرے میں آسیہ نام کی لڑکی نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری چھوٹی بہن نازلی ہے۔" بولی۔ "یقین نہ آئے تو اسے دیکھ لو اس کمرے میں جا کر...... میں نے تھوڑی دیر پہلے اس کو اسے داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ نازلی یہاں آئے......؟ وہ کس لیے آئے گی؟ اس کا لیم



تم نے مجھے ٹیلی فون کر کے بلایا ہے اسی طرح اسے بھی فیصل نے فون کر کے بلایا
جواب دیا۔
ٹیلی فون آیا تھا میں نے کچھ پوچھنے کے لیے تمہارے ہاں ٹیلی فون کیا تو ریسیور نازلی
نے بتایا کہ وہ اس وقت ایک ضروری کام سے جا رہی ہے۔ جب میں یہاں آئی تو میں
ے سے اس کی آواز سنی تھی۔ میں دل میں بڑی حیران ہوئی کہ کیا ایک بھائی نے اپنی
کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کی اجازت دے دی ہے؟ میں نے سنا...... وہ کہہ رہی
لیا تو میں چلی آئی۔ فیصل سے اس کا وہی تعلق ہے جو تمہارا مجھ سے ہے۔"
نہیں ٹیلی فون کیا نہ فیصل نے کوئی ٹیلی فون کیا...... کیونکہ ہم دونوں رات سے ایک
کے لیے نظروں سے اوجھل نہیں ہوئے۔ جدا نہیں ہوئے...... اول تو فیصل سے نازلی
ں ہیں۔ وہ اسے اپنی بہن کی طرح سمجھتا ہے۔ بفرض محال تعلقات ہوتے تو وہ میری
نے کی جرات نہیں کر سکتا اور نہ میں تمہیں شوہر کی موجودگی میں بلانے کی حماقت کر سکتا
م ہے صرف خیال ہے۔"
ہو گیا ہے......؟" وہ حیرانی سے بولی۔ "میں نے خود تمہارا ٹیلی فون گیارہ بج کر سولہ
تم سے بات کی ہے...... فیصل اسے بہن نہیں سمجھتا ہے زبان سے کہہ دینے سے غیر
الی ہے۔ کیا تم نے مجھے بھی میرے شوہر کے سامنے کئی بار نہیں کہا کہ...... میں تمہیں
بھتا ہوں۔ میرا شوہر صرف نازلی سے ہی نہیں تمہاری بہن یاسمین سے بھی کھیل رہا
بات کا یقین نہیں آ رہا تو برابر کے کمرے میں جھانک کر دیکھ لو۔ وہاں کوئی آسیہ نامی
ہاں کوئی ریشماں تھی۔ میں ہوں۔ صرف میں......"
اس کر رہی ہو......؟ کہیں تم نے چڑھا تو نہیں رکھی ہے؟ میں نے ابھی تو کمرے میں
نازلی یہاں نہیں آ سکتی ہے...... میں ابھی جا کر دیکھتا ہوں اگر نازلی نہ ہوئی تو پھر
" پھر وہ غضب ناک ہو کر کمرے سے نکلا...... اس نے دروازے پر ایک لات ماری
اس کمرے میں اس کی چھوٹی بہن اس کے دوست یار فیصل کے ساتھ موجود تھی۔ اس
نے اندھیرا چھا گیا۔ جب اس کا ہاتھ ہولسٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ فیصل نے بھی اپنی
لی بیوی دروازے میں کھڑی تھی۔

☆......☆......☆

ریسٹورنٹ میں آسیہ اور اخلاص ایک کونے کی میز پر بیٹھ کر چکن کارن سوپ پی رہے
"تمہیں کیا بتاؤں۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں نے ایک عجیب و غریب اور
ہے۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ جب میں نے اسٹک بستر کے نیچے چھپائی اس
تب میں نے ایک خوبصورت مرد کو جو دیکھا قصہ کہانیوں کے شہزادے کی طرح

لگ رہا تھا اس نے مجھ سے کہا۔ ''گھبرائیں نہیں...... آپ کی عزت پر کوئی آنچ نہیں آئے
معلوم نہیں کتنی دیر کے بعد میں نے نیند کی سی حالت میں محسوس کیا کہ میں ہوا کے
کر رہی ہوں۔ پھر میں نے اپنے آپ کو کسی جگہ لیٹا ہوا محسوس کیا۔ پھر میں نے سنا کہ تم
رہے ہو۔ میں بیدار ہوئی تو میں نے اپنے آپ کو اسٹیئرنگ پر پایا۔ میرا پرس میری گود میں
میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور سڑک پر آئی تو دل میں سخت حیران تھی کہ میں گاڑی میں کب
کیسے آ گئی؟ کس نے مجھے گاڑی میں لا کر ڈالا......؟ کس نے مجھے ان وحشی درندوں سے
عزت لوٹنے کے در پے تھے؟ میں نے چاہا کہ اپنی گاڑی کا رخ گھر کی طرف کر لوں
کامیاب نہ ہو سکی۔ میں سارا راستہ یہ محسوس کرتی رہی کہ میرے ہاتھ بے اختیار ہو گئے ہیں
طاقت اسٹیئرنگ کو گھما رہی ہے۔ مجھے خود نہیں معلوم تھا کہ میں کہاں جا رہی ہوں؟ مجھے
جا رہا ہے تاہم میں نے جان لیا کہ نادیدہ ہستی نے میری عزت آبرو بچائی۔ اس طرح
درندوں کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ خبر ہوئی تو ان میں اتنی ہمت اور جرات نہ ہو سکی، کہ میرا
کاش میں جان سکتی کہ میرا محسن کون ہے؟ وہ نادیدہ ہستی کون ہے......؟ میں نے نیند کی کیفیت
دیکھا کہیں اسی ہستی نے تو مجھے نہیں بچایا۔ کیا تم جانتے ہو؟ بتا سکتے ہو؟''

اخلاص کمرشل آرٹسٹ تھا۔ وہ ایک اشتہاری فرم میں ملازمت کر رہا تھا۔ اس نے آ
جواب دینے کے بجائے اپنی جیب سے قلم اور ایک پاکٹ سائز کی نوٹ بک نکالی۔ اسے کھو
سادے کاغذ پر عقرب کا ایک رف اسکیچ بنا کر آسیہ کے سامنے رکھ دیا۔ ''یہ وہ ہستی تو نہیں
نیند کی حالت میں دیکھا تھا۔ جس نے تمہیں دلاسا دیا تھا؟'' اخلاص نے پوچھا۔

آسیہ عقرب کا خاکہ دیکھ کر بڑے زور سے چونکی پھر وہ حیرت سے بولی۔ ''ہاں یہی

''میرا بھی یہی خیال ہے کہ اسی شخص نے تمہیں بچایا اور یہی ہمارا مسیحا تھا۔'' اخلاص
سنجیدگی سے کہا۔

''کیا تم انہیں جانتے ہو......؟'' آسیہ نے اپنی پلکیں جھپکائیں اس کے چہرے
تھا۔ ''یہ کون ہیں......؟ ان کا نام کیا ہے؟'' آسیہ نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔ ''تم انہیں
ہو؟''

''یہ ایک نیک مخلص اور جادوگر شخص ہے۔ اس کا نام عقرب ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں
سے میری کب، کیسے اور کہاں ملاقات ہوئی؟'' اخلاص نے جواب دیا۔

☆......☆......☆

عقرب چلتے چلتے یک دم سے ٹھٹک کر رک گیا۔ پھر اس نے فوراً ہی بجلی کی سرعت
بوڑھے شخص کو سہارا دیا جو لڑکھڑاتا ہوا فٹ پاتھ پر گرنے والا تھا۔ اگر وہ آگے بڑھ کر اس
نہیں تھامتا تو وہ منہ کے بل سیمنٹ کے فرش پر آ رہا ہوتا...... پھر اس کی ناک ہونٹ اور پیشانی
اور شاید دو ایک دانت بھی ٹوٹ جاتے۔ وہ شخص اس کے بازوؤں میں جھول گیا۔ عقرب



اس پر بے ہوشی طاری ہے۔ قریب ہی ایک بند دکان تھی۔ عقرب نے بڑی آہستگی سے اس
اس کو اس چبوترے پر شٹر کے سہارے بٹھا دیا خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا اور اسے سہارا دیے رہا کہ
وہ گر نہ جائے۔ دو ایک راہ گیروں نے رک کر ازراہ ہمدردی اس سے پوچھا۔ ''کیا ہوا خیریت تو
ایا ہو گیا ہے؟''

''جی ہاں خیریت ہی ہے۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''کمزوری اور گرمی سے چکر آ گیا ہے اور کوئی
ہے۔'' جب راہ گیر آگے بڑھ گئے تو عقرب نے بوڑھے کے چہرے پر اپنی نظریں مرکوز کر کے
لیا۔ وہ کوئی پچپن برس کا ضعیف سا بوڑھا شخص تھا۔ اس کا چہرہ گرمی اور تھکن سے کملا گیا تھا۔ اس
پر سلوٹیں پڑی تھیں بھنویں سکڑی ہوئی تھیں۔ پگڑی ڈھیلی ہو رہی تھی۔ اس کے ہونٹ سوکھے
لیکن اس کا ذہن پوری طرح بیدار تھا۔ عقرب نے ایک پل میں اس کا پورا ذہن پڑھ لیا۔
بوڑھے شخص کا نام کرم دین تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ہوش میں آنے کا نام نہیں لے رہا پھر اس
اس بوڑھے شخص کو اس کے گھر پہنچا دینا ہی مناسب اور بہتر ہوگا۔ پھر وہ کرم دین کو رکشا میں
کے گھر پہنچا۔ کرم دین ابھی تک ہوش میں نہیں آیا تھا۔ وہ بے سدھ اور بے جان سا پڑا تھا۔
اس کے گھر کا پتہ اس کے ذہن سے معلوم کیا جب اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں
ین کی بیوی اللہ وسائی نے دروازہ کھولا۔ ایک اجنبی کو دیکھ کر وہ چونکی۔ پھر اس نے حیرت اور
سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''آپ کون صاحب ہیں؟ آپ کو کس سے ملنا ہے جی......؟ کرم
ہیں...... وہ وکیل صاحب سے ملنے گئے ہیں......'' اس کی نظر رکشا اور اس کے شوہر پر

پ ان کی بیوی ہیں کیا......؟'' عقرب نے جانتے بوجھتے ہوئے پوچھا۔
...... میں کرم دین کی بیوی اللہ وسائی ہوں۔'' اس نے جواب دیا۔ ''آپ کس لیے پوچھ

کے شوہر بے ہوش ہو گئے تھے'' عقرب نے جواب۔ ''میں انہیں اٹھا کر لایا ہوں۔''
؟'' اللہ وسائی اچھل پڑی۔ اگلے لمحے وہ گھبرا سی گئی۔ ''کرم دین بے ہوش ہو گیا؟ وہ
یا۔ صبح گھر سے کچہری جانے کے لیے نکلا تو بالکل ٹھیک تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تھا
ہے۔ اس نے کہا کہ وہ وکیل سے مل کر آ رہا ہوں...... وہ اب تک گھر نہیں آیا تو میں

اور تھکن کی وجہ سے چلتے چلتے بے ہوش ہو گئے ہیں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''شکر

......'' اس کی آواز حلق میں پھنسنے لگی۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ ''کسی نے اسے کچھ کھلا

لی بات نہیں ہے...... پریشان نہ ہوں۔'' عقرب نے دلاسا دیا۔ ''میں انہیں اٹھا کر

اندر لے آؤں......؟"

"لے آؤ بیٹا......" اللہ وسائی نے سر پر دوپٹا درست کرتے ہوئے کہا۔ "اللہ تمہیں ا
اسے گھر لے آئے۔" عقرب نے رکشا کا کرایہ ادا کیا۔ پھر اس نے کرم دین کو گود میں ا
جیسے وہ کوئی چھ سات برس کا بچہ ہو۔ وہ مکان میں داخل ہوا۔ اس نے ایک جوان لڑکی کو ا
پیچھے کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس کا چہرہ فکر اور پریشانی سے زرد ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں
جھلک رہا تھا۔

اس لڑکی نے عقرب کی رہنمائی کی۔ "آپ بابا کو اس کمرے میں لے آئیں۔" ا
والے کمرے کی طرف بڑھی تو عقرب اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ پھر اس کمرے میں داخل
میں ایک بڑی اور قدیم مسہری تھی۔ عقرب نے اس مسہری پر بوڑھے شخص کو آہستگی سے لٹاد

"میرے بابا کو کیا ہو گیا......!" لڑکی نے تشویش سے کہا۔ اس کی آواز بھرا گئی۔
طرف دیکھنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارے بابا صرف گرمی کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی صدمے کے با
ہو گئے ہیں۔" عقرب نے اسے جواب دیا۔ "وہ تو ہوش میں آ کر بتائیں گے کہ کس صد
دل پر لیا تھا۔"

"ایک صدمہ ہو تو بتائیں......" اللہ وسائی نے ایک ٹھنڈی سانس بھری۔ "ہم لوگو
کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ دشمنوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا

"اماں......" لڑکی نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے احتجاج کیا۔ "یہ کیا...... آپ ہر
رونا دھونے بیٹھ جاتی ہیں۔"

"آپ ایک گلاس پانی منگوا دیں تاکہ انہیں ہوش میں لانے کی تدبیر کی جا سکے۔" ا
وسائی سے کہا۔

"ناجیہ!" اللہ وسائی نے لڑکی کو مخاطب کیا۔ "جلدی سے جا کر مٹکے سے ایک گلاس
لے آ......" ناجیہ کمرے سے تیزی سے نکلی۔ چند لمحوں کے بعد وہ ایک بڑے گلاس میں
عقرب نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے چند لمحو
دین کے جسم میں حرکت ہوئی پھر وہ ہوش میں آنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پوری طرح
تھا۔ عقرب نے جب کرم دین کو ہوش میں آتے دیکھا تو وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا
جب کرم دین ہوش میں آیا تو اس کی نظر اس پر نہ پڑ سکی۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ چند
میں گھورتا رہا۔ پھر ایک دم سے اچھل پڑا۔ پھر اس نے حیرت سے بیٹی اور ا
دیکھا۔ "ایں...... میں یہاں کیسے......؟ مجھے یہاں کون لایا...... میں تو کچہری سے نکل کر
ملنے جا رہا تھا کہ مجھے چکر آ گیا۔"

"تم بے ہوش ہو گئے تھے...... تمہیں یہ صاحب لے کر آئے ہیں۔" اللہ وسائی



...ارہ کیا۔ کرم دین نے تکیے سے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا۔ عقرب اس کے پاس آیا۔ کرم
...ے ممنون نگاہوں سے دیکھا۔ "تمہارا بہت بہت شکریہ بیٹے!" کرم دین نے شفیق لہجے میں
...لے ایک بدنصیب شخص کے ساتھ بڑی بھلائی کی...... اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا۔"

...اس میں شکریے کی کون سی بات ہے؟" عقرب نے انکساری سے کہا۔ "خوشی کی بات ہے کہ
...اپ ہوش میں آ گئے۔ خیریت سے بھی ہیں۔ اب آپ لوگ مجھے اجازت دیں۔ آپ کو آرام
...ورت ہے۔"

...! تم نے میرے ساتھ اتنی بڑی مہربانی کی میں تمہیں ایسے ہی جانے دوں؟" کرم دین ایک
...ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے کہا۔ "زندگی میں آرام کہاں ہے...... وہ جانے کب سے حرام ہو گیا

...مہربانی نہیں کہتے ہیں۔" عقرب مسکرایا۔ "آپ مجھے شرمندہ نہ کریں۔"

...تم دونوں نے مہمان کی کوئی خاطر وغیرہ کی کہ نہیں......؟" کرم دین نے برہمی سے بیوی کی
...ہوئے کہا۔ "یہ مہمان ہی نہیں بلکہ ہمارے محسن بھی ہیں۔ کیا محسن سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے؟
...ناک کٹوا دی۔ پہلے ان کے لیے لسی بنا کر لاؤ...... پھر یہ کھانا کھا کر جائیں گے۔"

...بے ہوش دیکھ کر یہاں کسی کو ہوش ہی نہیں تھا۔ اس لیے ان کی کوئی خاطر وغیرہ نہ
...اللہ وسائی نے صفائی پیش کی۔ "میں کب انہیں ایسے ہی جانے دے رہی تھی کیا تم مجھے گنوار

...لیا...... کیا یہ اسی طرح کھڑے رہیں گے؟" باپ نے بیٹی کو تیز نظروں سے گھورا۔ "یہ
...کھڑے ہوئے ہیں...... کیا گھر میں کوئی کرسی نہیں ہے۔ جاؤ...... جلدی سے جا کر کرسی

...ہوئی۔ ندامت کی سرخی اس کے چہرے پر پھیل گئی۔ اس کا سراپا بل کھایا۔ وہ کمرے
...پلک جھپکتے ہی کرسی لا کر اس نے عقرب کے پاس رکھ دی۔ "تشریف رکھیے۔"
...نے بیٹی سے کہا۔ "جلدی سے جا کر تین گلاس لسی بنا کر لے آؤ...... گرمی بھی بہت ہے۔
...ناجیہ کمرے سے نکلی تو عقرب کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر اللہ وسائی مسہری کے کنارے
...شوہر سے کہنے لگی۔ "یہ کہہ رہے تھے کہ تم گرمی اور صدمے کی وجہ سے بے ہوش
...بات کا صدمہ دل پر لے لیا...... تم اچھے بھلے تو گھر سے وکیل صاحب سے ملنے کے

...نہیں صدمے سے بے ہوش ہو گیا تھا۔" کرم دین افسردگی سے کہنے لگا۔ "کچہری
...ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے گھر کے کاغذات کی فائل تو دے دیں......
...ریں گے۔ مجھے کئی دنوں سے ٹال رہے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے...... میری یہ
...صاحب کا پارہ چڑھ گیا وہ بگڑ کر بولے...... تمہاری فائل ادھر ادھر ہو گئی ہے ایسی بھی کیا

جلدی ہے مل جائے گی اور ہاں تم مزید پچیس ہزار روپے لا کر دو...... ورنہ میں کیس نہیں لڑوں
وکیل صاحب سے کہا کہ...... آپ نے بیس ہزار روپے کی فیس لی ہوئی ہے۔ کیس کے یہی
طے ہوئے تھے۔ یہ پچیس ہزار روپے کس بات کے...... کہنے لگے عدالت میں مقدمہ دا
اخراجات کیا میرا باپ دے گا۔ تمام اخراجات تمہیں برداشت کرنا ہوں گے...... تم نے پچیس
نہیں دیئے تو پھر میں تمہارا کیس نہیں لڑوں گا۔ تم ایک مہینے کے بعد آ کر فائل لے جانا۔
آ گیا...... میں نے عدالت کے احاطے میں وکیل صاحب کا گریبان پکڑ لیا۔ وہ مجھے پولیس
کرنے والا تھا۔ اس کے دوست احباب نے اسے اور مجھے سمجھایا۔ اس سے کہا کہ بوڑھا آ
چھوڑ دو۔ جب میں کچہری سے نکل کر جا رہا تھا راستے میں اس کے دفتر کا چپراسی مل گیا۔ اس
کہ وکیل صاحب تمہارے دشمن رحمت آرائیں سے مل گیا ہے۔ اس سے رقم کھالی ہے اور
اپنے کمرے کی الماری میں رکھ چھوڑی ہے۔ ان باتوں سے میرے دل کو بہت صدمہ پہنچا
ڈوبنے لگا مجھے صرف اتنا یاد رہا کہ میں صرف چکر کھا کر گر رہا ہوں پھر میں نے محسوس کیا کہ
تھام لیا۔ پھر میں اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔ مجھے وکیل صاحب سے اس حرکت کی توقع نہیں
وکیل...... ایسی گھٹیا، نیچ اور اوچھی حرکت......"

"وکیل نے جو یہ حرکت کی ہے اسے یہ زیب نہیں دیتی ہے۔" عقرب نے کہا۔ "اس
رقم اور فائل دبا کر مقدس پیشے کی توہین کی ہے۔ اس حرکت کی جتنی مذمت کی جائے کم
ناسور ہوتے ہیں۔"

"بیٹے! میں نے پہلے ہی باپ بیٹے سے کہا تھا کہ افضل اعوان وکیل اچھا شخص نہیں
فراڈی ہے لیکن ان دونوں نے میری ایک نہ سنی۔ آخر وہی ہوا نا جس کا ڈر اور خدشہ تھا۔
ذلیل کو غارت کرے۔"

"آپ نے گھر کے کاغذات کی فائل اسے کیوں اور کس لیے دی؟" عقرب
کہا۔ "بات کیا ہے مجھے بتائیں۔"

"میں اور میرے بیٹے تنویر نے مل کر ڈیفنس میں دس برس پہلے ایک کارنر پلاٹ
دین کہنے لگا۔ "آج وہ پلاٹ اسی لاکھ کی مالیت کا ہو گیا ہے۔ اس پلاٹ کے ساتھ رحمت آ
ہے۔ اس کی اس پلاٹ پر نظریں تھیں اس نے کئی بار مجھے بولی دی۔ میں نے انکار کر دیا
کوڑیوں کے مول خریدنا چاہ رہا تھا اس نے چھ ماہ پیشتر جعلی کاغذات تیار کروا کے وہ پلاٹ
کروا لیا۔ اس نے کوٹھی تعمیر کرنے کے لیے نقشہ بھی پاس کروا لیا۔ ایک ماہ قبل میں وہاں
تو دیکھا کہ کھدائی ہو رہی ہے۔ میں نے اس کے خلاف پولیس میں رپورٹ درج کرانا چاہی
رپورٹ درج نہیں کی۔ کیونکہ وہ بہت طاقتور اور بااثر ہے پھر میں وکیل صاحب کے پاس
کیس دیا بیس ہزار روپے فیس دی۔ اس پلاٹ کے کاغذات کی فائل بھی دے دی جو اس
لیے منگائی تھی۔ اب چونکہ وہ رحمت آرائیں کے ہاتھوں بک گیا ہے اس لیے نہ تو فائل



اف کیس دائر کر رہا ہے الٹا مجھ سے مزید پچیس ہزار روپے مانگ رہا ہے یہ ہے ساری کہانی

کے علم میں یہ بات آ گئی تو وہ وکیل کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ جان سے مارے گا۔" اللہ
۔ اس وقت ناجیہ ایک ٹرے میں تین کے بجائے چار گلاس لسی لے کر کمرے میں داخل ہوئی
دینے کے بعد اپنا گلاس لے کر مسہری کے دوسری طرف بیٹھ گئی۔ وہ سب لسی پینے لگے۔
اچھی لسی بنائی تھی۔

کا بیٹا تنویر کہاں ہے......؟" عقرب نے کرم دین سے پوچھا۔ "کیا وہ ملازمت پر گیا ہوا

ہل آباد ایک عامل صاحب کو لانے کے لیے گیا ہوا ہے۔" کرم دین نے جواب دیا۔ "وہ
ملازمت کرتا ہے کچھ دنوں پہلے دو مہینے کی چھٹی پر آیا ہے۔ وہ کل شام عامل صاحب کو لے کر

مل صاحب کو کس لیے......؟" عقرب نے دریافت کیا۔ "خیریت تو ہے۔ عامل صاحب کی
ئی؟"

لمبی کہانی ہے۔" اللہ وسائی نے ایک لمبی سانس لی۔ اس کے چہرے پر کرب سا چھا گیا۔
میں بولی۔ "یہ سمجھ لو کہ چاروں طرف سے پریشانیوں نے گھیرا ہوا ہے۔ تم یہ کہانی سن کر
یں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔"

آپ مجھے ضرور سنائیں۔" عقرب نے کہا۔ "اس ضمن میں شاید آپ لوگوں کی کچھ مدد

تو ہم تمہیں سنا دیں گے۔" کرم دین نے کہا۔ "تم اس ضمن میں ہماری کوئی مدد نہیں

نہیں آپ لوگوں کی مدد کر سکتا......؟" عقرب نے کرم دین کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
سفلی علم اور کالے جادو کا کھیل ہے۔" کرم دین بتانے لگا۔ "اس کے توڑ اور بے اثر
کسی بڑے عامل کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ ماہر عملیات ہوتے ہیں۔ کالا جادو سب سے
ہوتا ہے۔"

علم ہو میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" عقرب نے کہا۔ "پہلے عامل صاحب کو کوشش
یں۔ پھر میں اپنے تئیں کوشش کرتا ہوں۔ شاید میں کچھ کام آ سکوں؟"

بھی عامل ہو بیٹے......؟" کرم دین نے اپنی پلکیں حیرت سے جھپکاتے ہوئے
بات ہے۔"

عامل نہیں بلکہ ایک عام سا آدمی ہوں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "لیکن ان پر اسرار
میں کوشش کروں گا کہ سفلی علم اور کوئی سا بھی جادو اثر انداز نہ ہو۔ قصہ کیا ہے مجھے

پہلے یہ بتائیں۔"

ناجیہ اپنی جگہ سے اٹھی اور خالی گلاس لے کر کمرے سے نکل گئی۔ کرم دین نے ایک
ہوئے کہا۔ "تم سے کیا چھپانا تم اجنبی ہو۔ مہمان ہو۔ میرے محسن بھی ہو۔ تم نے مجھے
مجھے گھر پہنچایا تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ میری جیب خالی کر کے اور میری گھڑی اتار کر رفو
دنیا ذلیل، خود غرض اور کمینے لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ حادثے سے مرنے والوں کا ساما
نقدی لوٹ لی جاتی ہے۔ بھلوال میں طوفان آیا تو سینکڑوں گھر تباہ ہو گئے۔ وہاں ہوا کیا
لوٹ لیا گیا۔ جن زخمیوں کو اسپتال میں علاج کے لیے داخل کیا گیا تو ان کی جیبیں صاف کر د

میں نے تمہیں یہ قصہ اس لیے سنایا ہے کہ تمہیں اندازہ ہو سکے کہ اپنوں میں بھی کیسے
اور ذلیل لوگ بھرے ہوئے ہیں۔ میرا پلاٹ اور میری بیٹی کا حسن و جمال ایک وبال بن گیا
خاندان کے کچھ لڑکوں کے میری بیٹی کے لیے رشتے آئے۔ اگر یہ لڑکے اچھے ہوتے۔ کسی تا
مجھے کیا انکار ہوتا۔ وہ کام کاج کے نہ تھے دشمن اناج کے تھے پورے اوباش قسم کے...
جواری، بدکار آوارہ اور منشیات فروش...... میری بیٹی سے نہیں بلکہ میرے پلاٹ سے شادی
تھے میرے انکار پر ان کے لواحقین نے بہت برا منایا تعلقات ختم کر دیئے۔ کچھ نے دھمکیا
میں نے ان سے پوچھا تھا...... کیا وہ اپنی بیٹیوں کی شادی لوفر اور اوباش لڑکوں سے کرنے
ہیں؟ میں نے انہیں ان کی بیٹیوں کے لیے دو ایک رشتے بتائے تو انہوں نے نہ صرف انکار
پر ناراض ہوئے کہ میں نے ایسے رشتے لانے کی جرات کیسے کی؟ مجھے خوب لعن طعن بھی کی،
یہ بھی کہا کہ شادی کے بعد لڑکا سدھر جائے گا حالانکہ میں نے خاندان والوں پر واضح کر دیا تھا
میرے بیٹے کا ہے۔ اس میں اس کی آمدنی لگی ہوئی ہے میں نے یہ پلاٹ اس کے لیے ا
خریدا کہ میں نے فوج میں دس برس ملازمت کی تھی۔ قرعہ اندازی میں میں نے اسے لیا ہے۔

پھر ان لوگوں نے جادو ٹونے سے کام لینا شروع کیا۔ راتوں کو جن بھوتوں کی باتیں کر
لگانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ایک بار ایسا ہوا کہ میری بیٹی کمرے میں اکیلی سو رہی تھی ک
شاید وہ کوئی بد روح تھی بھوت تھا۔ وہ چیخ مار کر ہمارے کمرے میں آ گئی۔ دو ایک مرتبہ ایسا ہم
نادیدہ ہستی نے اس کا گلہ دبانے کی کوشش بھی کی تھی۔ متعدد بار ایسا بھی ہوا کہ ہم گہری نیند میں
اس حالت میں کسی نے ہمیں کمروں سے اٹھا کر صحن میں پھینک دیا۔ راتوں کو سامان کی توڑ پھو
چڑیلیں بھی نظر آتی ہیں جن اور بد روحیں بھی نظر آتی ہیں۔ بہت سارے عجیب و غریب
پراسرار قسم کے واقعات روز بروز ہی پیش آتے رہے ہیں اور آ رہے ہیں مثلاً کبھی چھت سے
ہے۔ صحن میں کوئی بلی مری پڑی ہے۔ رات برتن میں جو دودھ رکھا تھا وہ صبح خون بن گیا۔ کبھی
آیا۔ کبھی سالن میں گوشت کے بجائے انسانی ہڈیاں دکھائیں دیں۔ کوئی ایک بات ہو تو بتا
کوئی فرد ان پراسرار اور دہشتناک واقعات سے محفوظ نہیں رہا یہ جنات یا بد روحیں سب سے
بیٹی کو تنگ کرتے رہتے ہیں۔ وہی زیادہ نشانہ بن رہی ہے۔ ہم میاں بیوی کو ہراساں کیا جاتا



جا رہا ہے۔

...ع شروع میں ہم دونوں میاں بیوی اور ناجیہ بہت زیادہ خائف اور ہراساں ہو گئے تھے۔ ہم
... مولوی صاحبان اور عاملوں سے رجوع کیا۔ تعویذ گنڈوں سے کام لیا کچھ حاصل نہ ہوا۔ پھر ہم
...بدل لیا۔ فیصل آباد چلے گئے وہاں دس دن ایک مکان میں رہے کوئی تین دن کے بعد وہاں بھی
...ع ہو گیا۔ پھر یہ سوچ کر فیصل آباد سے واپس آ گئے کہ جہاں کہیں بھی جائیں ہم اس عذاب
...جادو سے بچ نہیں سکتے ہیں۔ صرف ایک چیز نے ہماری جانوں کو سلامت رکھا ہوا ہے۔ آیۃ
... سے جن بھوت یا بد روحیں ہمیں ہاتھ نہیں لگا پاتی ہیں۔ مگر دوسرے جو ہیبت ناک اور پر
...ت پیش آ رہے ہیں۔ اس نے ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ ایک جن کی آواز نے ہم سے
...ہے کہ...... ناجیہ کی شادی رشید سے کر دو۔ جہیز میں اسے پلاٹ بھی دے دینا...... ورنہ ایک
...لی لاشیں اس گھر میں ہوں گی۔ ہم نے اپنے بیٹے کو خطوط میں تمام واقعات تفصیل سے لکھ کر
...تمام حالات سے کئی بار آگاہ کیا۔ چوں کہ وہ توہمات کا قائل نہیں تھا اس لیے اس نے ان
...یقین نہیں کیا۔ اس نے جنات کی آواز اور ان کے احکامات کے بارے میں یہ کہا کہ یہ کوئی
...ٹرانسمیٹر کی مدد سے خوف زدہ کر رہا ہے۔ گھر میں جہاں جنات کی آواز سنائی دیتی ہے وہاں
...ٹرانسمیٹر نصب ہوگا۔ یہ جدید دور ہے اس دور میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے ہم نے کئی بار
...مارا۔ ہمیں کوئی ٹرانسمیٹر یا الیکٹرانک کی کوئی چیز نہیں ملی۔

...ب سے یہاں ہمارا بیٹا آیا ہوا ہے۔ تب سے وہ نہ صرف جنات کی آوازیں بلکہ تمام
...ت ناک واقعات، چڑیلوں اور بد روحوں کو دیکھتا چلا آ رہا ہے اب اسے اس بات کا پختہ
...کہ کالے جادو کا عمل اس گھر پر کیا جا رہا ہے۔ جو شخص بھی کالا جادو کر رہا ہے، وہ بڑا
...ہوا جادوگر ہے۔ وہ دو ایک پیروں اور عاملوں کو لے کر آیا تا کہ ان کا توڑ کیا جا سکے۔
...لے جادو اور واقعات کو ختم نہ کر سکے۔ اس نے اپنے کسی دوست سے ایک عامل صاحب
...نا کہ وہ بہت پہنچے ہوئے ہیں ماہر عملیات ہیں۔ فیصل آباد میں ان کی رہائش ہے اس لیے
...لیے گیا ہوا ہے۔ اللہ آج کی رات خیر و عافیت سے گزار دے جنات ہمیں کئی بار
...ہیں کہ اگر ہم نے کسی عامل کی خدمات حاصل کیں تو اچھا نہیں ہوگا۔ جب بھی کوئی
...یہاں آ کر عمل کر کے گئے تو طاغوتی طاقتیں بہت غضب ناک ہو گئی تھیں۔ آج کی
...خوف خدشہ ہے کہ طاغوتی طاقتیں اس لیے بھی پریشان کریں کہ بیٹا عامل صاحب کو
...دا ہے۔"

...خاموش ہوا تو عقرب نے انہیں دلاسا دیا۔ "آپ لوگ خوف زدہ پریشان اور ہراساں
...اللہ پر بھروسہ رکھیں...... اس نے چاہا تو آج کی رات خیر و عافیت سے گزر جائے گی۔"
...... " اللہ وسائی نے فکر مند لہجے میں کہا۔ "جیسے ہی رات کے بارہ بجتے ہیں شیطانی
...ہے۔ فجر کی آذان سے ایک گھنٹہ قبل تک جاری رہتا ہے چوں کہ ہم آیۃ الکرسی

پڑھے رہتے ہیں۔ ایک کمرے میں بیٹھے رہتے ہیں اس لیے ان کی زد سے محفوظ رہتے ہیں لیکن جو طوفان آتا ہے اور ہنگامہ کھڑا ہوتا ہے اسے خاموشی اور دہشت سے دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ کو نقصان پہنچا کر جاتے ہیں۔"

"اگر آپ لوگ کچھ خیال نہ کریں اور اجازت دیں تو کیا میں آج کی رات آپ کے کرلوں؟" عقرب نے کہا۔

"نیکی اور پوچھ پوچھ......" اللہ وسائی کا چہرہ دمک اٹھا۔ وہ سرشاری سے بولی۔ "ہمارے سے بڑھ کر خوشی کی بات کیا ہو سکتی ہے...... بیٹے تمہاری موجودگی سے ہمارے دل کو بڑی تقویت لیکن بیٹے!" اس نے توقف کر کے اگلے لمحے کہا۔ "میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ کہیں یہ شیطا تمہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ تم کسی کے لعل ہو۔"

"طاغوتی طاقتیں میرا بال تک بیکا نہیں کر سکتی ہیں۔" عقرب نے کہا۔ "آپ پریشان نہ اللہ پر بھروسا رکھیں۔"

"اگر تم اپنی خوشی اور مرضی سے رہنا چاہتے ہو تو رہ سکتے ہو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" کا چہرہ دمک اٹھا۔

"اچھا آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ رشی کون ہے......؟ کس کا بیٹا ہے؟ کیا اس کا رشتہ آپ کی لیے آیا تھا؟"

"رشید میرے چچازاد بھائی کے سالے کا بیٹا ہے۔" کرم دین نے جواب دیا۔ "اس کا آدمی نہیں ہے۔ دو مرتبہ بیل چوری کرنے اور زمیندار پر قاتلانہ حملہ کرنے کے الزام میں جیل جا اب بھی وہ سدھرا نہیں ہے۔ لوگوں کو ٹھگنا اس نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ اس کی گاؤں میں ذرہ عزت نہیں ہے۔"

"آپ رشید کے بارے میں بتائیں وہ کیسا ہے......؟ کیا کام کرتا ہے؟" عقرب نے دریافت

"وہ بھی ایک نمبر کا شیطان فریبی، دغا باز اور جعل ساز ہے۔" کرم دین کہنے لگا۔ "ا ضعیف الاعتقاد مرد اور عورتوں کو بے وقوف بناتا ہے۔ مزنگ میں اس نے اپنا اڈہ بنا رکھا ہے عامل کہتا ہے سفلی علم اور کالا جادو کے توڑ کا ماہر بتاتا ہے وہ عورتیں جن کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو انہیں تعویذ گنڈے دے کر پیسے بٹورتا ہے۔ ان کی عزت سے بھی کھیلتا ہے۔ جانے اس نے کیا دھندا اختیار کر رکھا ہے۔ یہ سارا چکر اسی کا چلایا ہوا ہے شاید ایک دو اور بھی ہیں جو جعلی جادوگروں کی مٹھی گرم کر کے ہمیں تنگ کر رہے ہیں۔"

کرم دین نے اپنا جملہ ختم کیا ہی تھا کہ ناجیہ کمرے میں داخل ہو کر بولی۔ "بابا...... اماں لگ گیا ہے۔"

"تم چلو ہم لوگ آتے ہیں۔" اللہ وسائی نے بیٹی سے کہا۔ ناجیہ کمرے سے نکل گئی تو عقرب سے کہا۔ "چلو بیٹے!"



......" کرم دین نے کہا۔ "تم نے اپنا نام نہیں بتایا...... میرا نام کرم دین ہے یہ میری بیوی اللہ میری بیٹی کا نام ناجیہ ہے...... تم کون ہو......؟ کہاں رہتے ہو......؟ مقامی تو لگتے نہیں ہو؟"

نام عقرب ہے۔" عقرب نے جواب دیا۔ "میں سوات کے علاقے کالام کا باشندہ ہوں۔ لیے لاہور آیا ہوا ہوں۔ اتفاق سے اور حادثاتی طور پر آپ سے ملاقات ہوگئی۔"

نے والے کمرے کی طرف جاتے ہوئے عقرب نے مکان کا جائزہ لیا۔ مکان خاصا بڑا تھا۔ بھی کشادہ روشن اور ہوادار تھے۔ صحن بھی کافی کھلا ہوا تھا۔ گھر میں صفائی بھی تھی۔ وہ آئینے رہا تھا۔ مگر ان سب کے باوجود گھر پر ایک عجیب سی اداسی طاری تھی۔ جب سے اس گھر پر سایہ کیا تھا تب سے گھر کا ماحول بدل گیا تھا۔ ان کے دلوں میں خوشی کی رمق بھی نہیں رہی نے یوں تو ان تینوں کے ذہن پڑھ کر سب کچھ معلوم کر لیا تھا پھر بھی اس نے انجان بن کر پوچھا تھا۔ تا کہ اندازہ کر سکے کتنا سچ بول رہے ہیں یہ لوگ سچے تھے۔ سیدھے سادے تھے۔ جو بتایا تھا اس میں جھوٹ کی رمق تک نہ تھی۔ ان میں کوئی ریاکاری منافقت نہ تھی سچے مخلص لوگ تھے۔

اسے نجانے کیوں اپنے من میں بسا لیا اور اس کا خواب دیکھنے لگی تھی۔ جب کہ اس کا نہیں گیا تھا اور نہ ہی اس نے کچھ سوچا تھا بس وہ تو ایک راہی تھا چلنا اس کا کام تھا۔ ایک تھا تا کہ دکھی، مظلوم اور حالات کے تحت ستائے ہوئے لوگوں کی مدد کر سکے۔ ابھی اس کا دل دھڑکا نہیں تھا۔ ناجیہ کا حسن و شباب بے مثال تھا۔ وہ جتنی خوبصورت تھی اس کا دل بھی تھا۔

ان پر کھانا چنا ہوا تھا۔ ماش کی دال اور پالک گوشت، دہی اور چپاتیاں تھیں۔ وہ کرم دین ناجیہ اپنی ماں کے ساتھ اس کی نظروں کے سامنے بیٹھی تھی۔ کھانے کے دوران نظروں ناجیہ کا دل اس وقت بڑی زور سے دھڑکتا تھا، جب اس کی نظریں عقرب کی نظروں سے لقمے حلق سے اتارنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ عقرب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس ق آلود ہو رہی تھی۔ ناجیہ نے کھانے سے فراغت پانے کے بعد برتن سمیٹے اور باورچی وہ کرم دین اور اللہ وسائی کے ساتھ کرم دین کے کمرے میں آ گیا۔ وہ ان میاں بیوی تھا کہ ناجیہ نے ایک زوردار دل خراش چیخ ماری۔ پھر وہ ہذیانی لہجے میں چیخنے لگی۔ اللہ کے لیے بچاؤ......"

!" اللہ وسائی اچھل پڑی۔ وہ دہشت زدہ ہو کر بولی۔ "آواز باورچی خانے سے

باورچی خانے کی طرف تیزی سے لپکا۔ اس کے پیچھے اللہ وسائی اور کرم دین تھے۔ نے کی دہلیز پر ٹھٹک کر رک گئے۔ ایک چڑیل نے ناجیہ کو دبوچ رکھا تھا اور وہ ناجیہ کی ۔ ان تینوں کو دیکھ کر وہ غرائی۔ "دفع ہو جاؤ...... خبردار جو کسی نے قدم بڑھایا......

میں اس کا خون پینے کے لیے آئی ہوں...... اس کا خون پی کر جاؤں گی۔'' ناجیہ اس چڑیل
میں جھول رہی تھی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

عقرب اس چڑیل کی طرف تیزی سے بڑھا۔ عقرب کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے د
آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔ اسے یقین نہیں آیا کہ کوئی اس کی طرف بے خوفی سے بڑھ
نڈر بھی ہو سکتا ہے۔ عورت ہو یا مرد اسے دیکھ کر خوف و دہشت سے بے ہوش ہو جاتے تھے
بندھ جاتی تھی۔ پھر اسے غصہ آ گیا کہ عقرب کی یہ مجال...... پھر وہ دل میں خوش ہوئی کہ ایک
بھی خون اسے پینے کے لیے ملے گا۔

اللہ وسائی اور کرم دین نے جو اس چڑیل کی گرفت میں اپنی بچی کو دیکھا تھا ن
ہو گئے۔ ان کے دل اچھل کر حلق میں دھڑکنے لگے۔ اللہ وسائی غش کھا گئی۔ کرم دین نے
سنبھال لیا۔ لیکن اس کی حالت بھی غیر ہو رہی تھی۔ اسے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا دشوار لگ
حیران اور دہشت زدہ تھا کہ عقرب اس چڑیل کی گرفت سے اس کی بچی کو کیسے نکال سکے گا
بات کا خوف تھا کہ کہیں اس کی بچی کو بچانے میں اس غریب کی جان نہ چلی جائے۔ وہ اس کی
حفاظت کے لیے دعا مانگنے لگا۔

عقرب چڑیل کے سامنے جا کر رک گیا اور اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں حکم دیا
کو چھوڑ دو......''

''یہ تو کہہ رہا ہے......؟ حکم دے رہا ہے......؟'' چڑیل غضب ناک ہو کر بولی۔ ''تو کو
حکم دینے والا۔''

''میں کہتا ہوں تو اسے چھوڑ دے چڑیل!...... کالی ڈائن!......'' عقرب نے تیز لہجے
میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ یہ تو تو کیا...... وہ بھی نہیں جانتا ہے جس کے حکم پر تو اس کا خون پی
ہلاک کرنے آئی ہے۔''

''مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ تو کون ہے......؟ کیا ہے......؟ لیکن میں اس ل
پینے آئی تھی...... اب تو میں تیرا خون بھی پی کر جاؤں گی...... دو دو کے خون...... مجھے خون ب
۔ میں ایک ایک قطرہ خون تک چوس لیتی ہوں۔ میں اب تک سینکڑوں انسانوں کا خون پی چ
مجھے انسانی خون بہت پسند ہے۔ یہ لال شربت میرا پسندیدہ مشروب ہے......'' چڑیل قہقہہ مار کر

''تو خون تو کیا ایک گلاس پانی بھی نہیں پی سکتی ہے۔'' عقرب نے کرخت لہجے میں
تیرے دانت توڑ کر رکھ دوں گا...... تیری زبان گدی سے کھینچ لوں گا۔ تیری آنکھیں نکال دوں
اپنی خیریت چاہتی ہے تو اس لڑکی کو چھوڑ دے۔ اپنی راہ لے۔ تو جو کچھ سوچ رہی ہے
نہیں ہو سکتا۔''

''تو میرے دانت توڑ دے گا......؟ میری زبان کھینچ لے گا...... میری آنکھیں بھی نکال
وہ اتنے زور سے ہنسنے لگی کہ پورا گھر اس کی ہنسی سے گونجنے لگا۔ ''کیا تو نے مجھے مٹی یا پلاسٹک کا



؟''

''عقرب نے سر ہلایا۔ ''تیری حقیقت اس سے زیادہ نہیں ہے۔ تو بہت حقیر شے ہے۔''
دیکھتی ہوں تو مجھے اس لڑکی کا خون پینے سے کیسے روک سکتا ہے۔'' چڑیل بھڑک اٹھی۔
اتنا کہہ کر ناجیہ پر جھکنے لگی تا کہ ناجیہ کی گردن میں اپنے لمبے دانت گاڑ دے۔ عقرب نے
موقع نہیں دیا۔ لپک کر اس کے بال پیچھے سے پکڑ کر اس کی گردن دوسرے ہاتھ سے دبوچ
نے ایک چیخ ماری۔ ناجیہ اس کے ہاتھوں کی گرفت سے نکل کر فرش پر آ رہی۔ پھر وہ
عقرب کی طرف مڑی۔ عقرب نے فوراً ہی اس کی گردن چھوڑ کر اس کے منہ پر ایک مکا
کے دانت نکل کر باہر آ گئے۔ خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اس سے پہلے کہ چڑیل سنبھلتی عقرب
کی زبان پکڑ کر کھینچی تو وہ بھی باہر آ گئی۔ پھر وہ درد اور تکلیف کی شدت سے چیخنے چلانے
نہیں آیا کہ عقرب اس کی یہ درگت بنا سکتا ہے۔ وہ بھونچکی سی ہو گئی تھی۔ وہ عقرب پر جھپٹی
اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر ان کی ہڈیاں توڑ ڈالیں...... وہ فرش پر گر کر ماہی بے آب
اور چیخنے چلانے لگی...... پھر اس جگہ فرش پر اس نے ایک کالے دھوئیں کی شکل اختیار
میں تحلیل ہوتی ہوئی چیختی چلا رہی تھی...... ''تمہیں دیکھ لوں گی...... بخشوں گی نہیں......
لے کر رہوں گی...... تم نے میری زبان کھینچ لی...... میرے دانت بھی توڑ دیئے......
کی ہڈیاں بھی...... میں تمہارا اس سے بھی برا حشر کروں گی...... تم مجھے نہیں جانتے
چڑیل ہوں......''

خوش قسمت ہے کہ تیری آنکھیں بچ گئیں۔'' عقرب نے چبھتے ہوئے لہجے
چھوڑ کر نکلنے والا تھا۔ تو میدان چھوڑ کر بھاگ رہی ہے کیا تو خون پی کر
؟ بول۔''

مالک کے پاس جا رہی ہوں...... اس نے مجھے فوراً ہی واپس آنے کا حکم دے دیا
دانت...... ہاتھوں کی ہڈیاں...... پہلے سے کہیں زیادہ شکتی لے کر آ رہی ہوں۔ پھر اس گھر
خون پی کر جاؤں گی...... تم میرے مالک کو نہیں جانتے ہو...... وہ شیطان کا خاص چیلا
میں بولے جا رہی تھی۔ ''اس سے بھوت پریت اور جنات بھی ڈرتے اور کانپتے ہیں۔''
مالک سے جا کر کہہ دینا کہ وہ میرے مقابلے پر آنے کی حماقت نہ کرے۔ میں اس کی
کی طرح مروڑ کر رکھ دوں گا۔ اب تیرے پاس کوئی شکتی نہیں رہی۔ کوئی بھی اس گھر
نہیں کر سکتا۔''

مالک کی توہین کر رہے ہو...... دیکھ...... دیکھنا تمہاری کیسی شامت آتی
لی۔ تو کون ہے بدبخت...... تو نے میرا ستیاناس کر دیا۔ اب کالی ماتا تمہارا تیا پانچہ

تک چلا گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ کم ہوتا ہوا ایک دم سے غائب ہو گیا۔ ناجیہ

باورچی خانے کے فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ کرم دین نے لپک کر
میں اٹھالیا۔ پھر اسے اندر لاکر فرش پر لٹادیا۔ اللہ وسائی نے اپنے شوہر سے کہا۔ ''جلدی سے
صاحب یاڈاکٹر کو بلا لاؤ۔''

''اس کی کوئی ضرورت نہیں؟'' عقرب نے میاں بیوی کو دلاسا دیا۔ ''تھوڑی دیر
میں آجائے گی۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ خوف ودہشت سے بے ہوش ہوگئی ہے۔ آپ
رکھیں۔ گھبرائیں نہیں۔''

''بیٹے! تم نے میری بیٹی کو چڑیل سے نجات دلاکر اسے ایک نئی زندگی دی ہے۔'' اللہ
لہجے میں بولی۔

''زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے...... جب تک موت کا وقت نہیں آتا اس
کسی کی زندگی چھین نہیں سکتا ہے۔ دس ہزار چڑیلیں بھی جان نہیں لے سکتی ہیں۔ کیوں کہ م
حفاظت کرتی ہے۔''

''تم نے ٹھیک کہا بیٹے...... حضرت علی کا یہ فرمان ہے کہ انسان کی زندگی موت کی اما
لیے وہ اس کی ہر طرح سے حفاظت کرتی ہے۔'' کرم دین نے کہا۔ ''لیکن بیٹے! یہ ب
بہادری کی بات ہے کہ تم نے ایک چڑیل سے مقابلہ کیا۔ اس کے دانت اور ہاتھ توڑ د
کچھ بھی نہ بگاڑ سکی۔''

''میں نے دل میں سوچا کہ اس چڑیل سے کیا ڈرنا......؟ یہ کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہے
اس پر ٹوٹ پڑا۔''

''تم نے اس کی زبان گدی سے کھینچ کر نکال دی لیکن وہ پھر بھی بولے جارہی
تھا؟'' اللہ وسائی تحیر زدہ لہجے میں بولی۔

''دراصل وہ نہیں بول رہی تھی بلکہ اس کے اندر کی چڑیل بول رہی تھی۔ ایک نہیں
تھیں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ میری ہمت اور طاقت دیکھ کر اندر والی چڑیل باہر آ
کرسکی۔ صرف وہ بولتی رہ گئی۔''

''جیسا کہہ گئی ہے کہ تم سے اور ہم سے سب سے بدلہ لینے کے لیے آئے گی......
آسکتی ہے؟'' کرم دین نے پوچھا۔

''نہیں...... دوبارہ آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے......'' عقرب نے کہا۔ ''
آبھی گئی تو ہم میں سے کسی کا بال تک بیکا نہیں کرسکتی۔ آپ لوگ اللہ پر بھروسا رکھیں۔
میں اسے ایسا سبق دوں گا کہ دنیا کی ساری چڑیلیں اور جس کے اشارے پر حکم پر آرڈ
کرے گا۔ میں اس کمینے کی بھی خبر لوں گا۔''

''مگر بیٹے!'' اللہ وسائی نے شدید حیرت سے کہا۔ ''تم نے عاملوں کو بھی
سارے عامل چڑیلوں اور بدروحوں اور جناتوں کو دیکھ کر اور ان کی آوازیں سن کر بھاگ



یہ......''

''...متوں میں ایسے عامل بہت کم ہیں جو عملیات کے ماہر ہوتے ہیں۔'' عقرب نے کہا۔ ''
...فراڈی، دھوکے باز اور شعبدہ باز عامل بن کر دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہتے
...زندگی میں کبھی کسی بھوت چڑیل اور جنات سے پڑا نہیں ہوتا ہے۔ جب وہ کسی بدروح
...تو ان کی سٹی گم ہوجاتی ہے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلتے ہیں آسیب، بدروحوں
...پہنچے ہوئے عامل ہی قابو پاسکتے ہیں۔''

''......تم تو مجھے کسی عامل سے کم نہیں دکھائی دیتے ہو۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم خود بھی ایک
...امل ہو۔'' اللہ وسائی بولی۔ ''میں نے جو دیکھا اور سنا ہے وہ یہ کہ عامل کچھ پڑھ کر پھونکتے
...ست لڑائی نہیں کرتے ہیں لیکن تم نے تو ایک چڑیل کا حشر نشر کردیا۔ میں تو اس وقت بہت
...جب تم اس کی طرف بڑھے تھے کہ کہیں وہ میری بیٹی کے ساتھ ساتھ تمہاری جان نہ لے
...ہی اسی کے لخت جگر ہو۔''

''...بیٹے!'' کرم دین نے چونکتے ہوئے کہا۔ ''ہم سب نے ایک بات پر غور نہیں کیا......
...غائب ہوتے ہی اس کے دانت اور زبان بھی غائب ہوگئی۔ فرش پر ایک قطرہ خون تک
...یا ماجرا ہے؟''

''...انت اور زبان اس لیے ساتھ لے گئی کہ دوبارہ لگا لے۔ وہ خون بھی صاف کرگئی۔'' عقرب
...اس نے سوچا ہوگا کہ میں اپنا کوئی نام ونشان نہ چھوڑوں۔ وہ یہ سب کچھ کالی ماتا کے
...کی۔ کیوں کہ تمام بدروحیں کالی ماتا کے تابع ہوتی ہیں۔ کالی ماتا کا ہر حکم بجالاتی ہیں۔''

''...ان میں کیوں اور کس لیے آگئی تھی......؟'' اللہ وسائی بولی ''جب کہ رات کے بارہ
...اور جنات تنگ، پریشان اور ہراساں کرتے ہیں۔ کبھی دن میں کسی بلا نے ہمیں تنگ

''...فلی علم سے کام لے رہا ہے اس نے آپ لوگوں کو اور دہشت زدہ کرنے کے لیے یہ
...یہ خیال تھا کہ آپ لوگ غافل ہوں گے۔ کلام الٰہی پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا۔ لہٰذا
...جان لے لی جائے یا پھر اسے اس قدر کمزور اور بیمار بنادیا جائے کہ آپ لوگ اپنے دشمن
...ال دیں۔''

''...ہیں کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟'' کرم دین نے کہا۔ ''یہ سب کچھ اور لوگ
...کررہا ہے۔ اس نے نجانے کہاں سے اور کس سے سفلی علم، کالا جادو اور کون کون سے
...ان کا شاید ایک استاد بھی ہے۔ اس چڑیل کو شاید اس نے بھیجا ہوگا...... اس کے علاوہ
...ف جادو ٹونے اور نفسیاتی ہتھکنڈوں سے بھی کام لے رہے ہیں۔ جانے کون سی
...ہم اب تک ان شیطانوں اور مردودوں سے محفوظ ہیں۔ اللہ نے ہمیں ان حرام
...ہے۔''

''میرا خیال ہے کہ رشید شاید آج یہاں آئے۔'' عقرب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا
اس چڑیل موکلہ کے بارے میں کچھ پتا نہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ کیوں کہ وہ یہاں سے سیا
کے پاس گئی ہوگی۔''

''رشید یہاں کیوں اور کس لیے آئے گا......'' کرم دین نے متعجب لہجے میں پوچھا
جانتا ہے کہ ہم اس کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ اسے گھر میں گھسنے تک نہیں د

''وہ یہ کہنے کے لیے آ رہا ہے کہ اب تو سدھر جاؤ...... اپنی بیٹی کا ہاتھ اب میر
دو۔ ورنہ تم لوگوں کے جان و مال کی خیر نہ ہوگی۔'' عقرب نے کہا۔ ''وہ آپ لوگوں کو دہشت
اور نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لیے آئے گا۔''

''یہ تم کس بنا پر اتنے وثوق سے کہہ رہے ہو کہ وہ مردود یہاں آئے گا؟'' اللہ وسائی
استعجاب چھا گیا۔

''یہ میرا اندازہ ہے......'' عقرب کہنے لگا۔ ''آج اس نے آپ لوگوں کے ساتھ
کھیل کھیلا ہے۔ صرف اس لیے کہ آپ اس قدر دہشت زدہ ہو جائیں کہ ناجیہ کا ہاتھ اس
دے کر اس عذاب ناک زندگی سے جان چھڑائیں۔''

''اس نے گھر میں قدم رکھا تو میں اسے جان سے مار دوں گا۔'' کرم دین کا چہرہ سر
کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک اٹھیں۔

''اسے اندر آنے دیں اور بٹھائیں۔'' عقرب نے کہا۔ ''اس شیطانی مردود سے نمٹ
میں اس سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہوں تاکہ اسے ساری زندگی کے لیے ایسا سبق مل جائے
بھول نہ ہو سکے اور نہ معصوم لوگوں کی زندگی عذاب بنا سکے۔''

''بہت مشکل ہے بیٹے!'' کرم دین نے بڑی مایوسی سے کہا۔ ''وہ ایک نمبری شیطا
سے قابو میں آئے گا......''

''تم اس قدر ناامید اور پریشان کیوں ہو رہے ہو؟'' اللہ وسائی نے اپنے
دیکھا۔ ''کیا تم نے دیکھا نہیں عقرب بیٹے نے کس طرح اس ڈائن کا حشر نشر کر دیا۔ کیا
وہ بھولے سے بھی ادھر کا رخ نہیں کرے گی۔''

''اس ڈائن نے جا کر رشید کو بتا دیا ہوگا کہ عقرب بیٹے نے اس کا حشر کیا۔ شاید وہ
کے لیے آ رہا ہو؟'' کرم دین نے کہا۔

''وہ ڈائن یہاں سے اپنی کالی ماتا کے پاس چلی گئی ہے۔'' عقرب کہنے لگا۔ ''کیا آ
سنا نہیں کہ وہ جاتے ہوئے کیا کہہ رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ کالی ماتا کے پاس جا رہی
سے شکتی حاصل کر کے بدلہ لینے آ سکے۔ لیکن وہ نہیں آئے گی۔ کیوں کہ اس پر میری ہ
ہے۔ کالی ماتا کو بھی اندازہ ہو جائے گا کہ میں کیا چیز ہوں۔ لہٰذا اسے پھر میرے مقابل
گی... بالفرض وہ آتی بھی ہے تو اندر داخل نہ ہو سکے گی کیوں کہ اس میں جرأت پیدا نہ



اب تک ہوش میں کیوں نہیں آئی......؟'' اللہ وسائی نے تشویش ناک لہجے
ال نہ ڈاکٹر کو بلا لیں؟''

کریں ہوش میں آ جائے گی۔'' عقرب نے کہا۔ ''ڈاکٹر کو نہ بلائیں بلکہ ایک گلاس ٹھنڈا پانی لے
ہوش میں لے کر آتا ہوں...... خوف اور صدمے نے اس کے دل پر خاصا اثر کر دیا ہے۔''

نے بات ختم کی تو اللہ وسائی لپک کر ایک گلاس ٹھنڈا پانی لے آئی۔ اس وقت دروازے پر
کرم دین دیکھنے چلا گیا۔ عقرب نے اللہ وسائی کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے کر اس کے
ارے۔ چند ثانیوں کے بعد اسے ہوش آنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد اسے پوری طرح ہوش
ش آتے ہی اس نے دہشت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔ ماں اور عقرب پر نظریں
کی جیسے جان میں جان آئی۔ وہ ایک دم سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور اس نے دوپٹے کو ٹھیک
ف زدہ لہجے میں پوچھا۔ ''وہ...... چڑیل کہاں ہے......؟ چلی گئی۔''

لی گئی ہے اب یہاں کبھی نہیں آئے گی۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''آپ فکر نہ کریں۔
اس کا خیال دل و دماغ سے نکال دیں اطمینان سے رہیں۔'' عقرب نے اسے خوب

ا خون پینے والی تھی۔'' ناجیہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔ ''کہیں اس نے میرا خون تو نہیں پی
...ایا!! اس کی شکل کیسی خوفناک تھی۔'' ناجیہ کے جسم پر جھرجھری سی آ گئی۔ ''میں تو اس کی
ہوش ہو گئی۔''

یل تھی...... چڑیل اتنی بدصورت ہی نہیں بلکہ خوفناک صورت کی بھی ہوتی ہے۔ بعض
یانک ہوتی ہیں۔ یہ ان میں سے ایک تھی۔ وہ ایک قطرہ خون بھی نہیں پی
سے بتایا۔

نے میرا خون کیوں نہیں پیا......؟ کس لیے اس نے مجھے چھوڑ دیا؟ کیا کسی نے اسے
چایا۔

نے تمہیں اس ڈائن سے بچایا ہے۔'' اللہ وسائی بتانے لگی۔ ''اپنی جان پر کھیل کر
ا۔ اس کی زبان گدی سے کھینچ لی۔ اس کے دانت اور ہاتھ توڑ دیئے۔ وہ بھاگ
و لیا۔''

کا چہرہ حیرت اور خوشی سے دمک اٹھا اور اس کی خوبصورت آنکھیں چمکنے لگیں۔ ''
سے مقابلہ کیا......؟ اس کے دانت اور ہاتھ توڑ دیئے۔ زبان گدی سے نکال
کارنامہ انجام دیا۔''

ہی نہیں ہمارے بھی محسن ہیں بیٹی!'' اللہ وسائی اس سے بولی۔ ''اللہ تعالیٰ نے
بیج دیا۔ یہ نہ ہوتے تو پھر تم زندہ نہیں بچتیں...... یہ چڑیل موت بن کر آئی تھی۔''
ا۔ ناجیہ کے لیے دودھ پتی کی چائے بنا کر لے آئیں تاکہ جو کمزوری بے ہوشی

سے پیدا ہوئی ہے۔وہ دور ہو جائے۔''عقرب نے ٹھنڈے گلاس کا پانی ناجیہ کی طرف
اسے پی لیں......''

ناجیہ نے عقرب کے ہاتھ سے گلاس لے کر ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔ پھر
دواپس کر دیا۔ اللہ وسائی خالی گلاس لے کر کمرے سے نکل گئی۔اب وہ دونوں اک
گئے تھے۔

''عقرب صاحب!'' ناجیہ نے اس کی طرف دزدیدہ نظروں سے دیکھتے ہو
میں کہا۔''آپ نے اپنی جان پر کھیل کر میری زندگی جو بچائی ہے اس کا شکریہ ادا کر
پاس جذبات تو ہیں لیکن ان کے اظہار کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔کاش میں آپ کا
اتارنے کے قابل ہوتی۔ میں آپ کی بہت ممنون ہوں لیکن اسے آپ رسمی شکریہ نہ
گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کر رہی ہوں۔اس ناچیز کا سلام بھی قبول فرمائیں۔''

''یہ تو ہر انسان کا فرض ہے کہ دوسرے انسان کو کسی مصیبت میں کسی مشکل میں
مدد کرے۔چونکہ آپ کو اور آپ کے گھر کو بچانا اللہ کے نزدیک مقصود تھا۔اس لیے اس
نے مجھے یہاں بھیج دیا۔آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ کوئی بندہ دوسر
نہیں کرتا ہے۔بندوں پر صرف اللہ احسان کرتا ہے۔''

''آپ کتنے اچھے اور نیک انسان ہیں۔'' ناجیہ نے پلکیں جھپکاتے ا
میں کہا۔''مخلص اور بے لوث بھی ہیں......''

''آپ بھی بہت اچھی ہیں اور آپ کے گھر والے بھی...... آپ لوگوں کے
جذبے اور سادگی نے مجھے بہت متاثر کیا۔''عقرب نے کہا۔ اللہ وسائی ایک ٹرے میں
کر کمرے میں داخل ہوئی تو ناجیہ ایک دم سے کچھ کہتے کہتے رک گئی۔وہ دل کی بات
تھی۔اس نے دل میں سوچا تھا کہ ڈھکے چھپے الفاظ میں دل کی بات بیان کر دے۔ما
سے وہ اپنا دل مسوس کر رہ گئی۔اس نے دل میں بڑی حسرت سے سوچا۔کاش!!۔
کے لیے چند لمحے مل جاتے۔کرم دین بھی کمرے میں آ گیا۔ایک پڑوسی یہ دریافت
کے گھر سے چیخوں کی آواز کس کی آ رہی تھی؟ کرم دین نے یہ کہہ کر اسے ٹال دیا تھا
چینل سے جو ڈرامہ دکھایا جا رہا تھا۔وہ اس کا شور و غل تھا۔

سہ پہر کے پانچ بجے عقرب نے کرم دین سے کہا۔''آپ مجھے وکیل صاحب
تاکہ ان کی مزاج پرسی کر آئیں۔''

''اس خبیث کے دفتر جانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا بیٹے!'' کرم دین نے ایک
کس لیے اس سے ملنا چاہتے ہو......؟''

''بہت کچھ حاصل ہوگا۔''عقرب نے بڑے اعتماد سے کہا۔''وہاں چل کر بتا
سے اس لیے ملنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف آپ کے پلاٹ کی فائل واپس لے لوں



اللہ دونوں چیزیں مل جائیں گی۔''

فائل واپس دے گا نہ میری بیس ہزار کی رقم......اس سے دونوں چیزیں واپس ملنا بہت

نہیں دے گا......؟ کیسے نہیں دے گا......؟ یہ اس کے باپ کا مال تو ہے نہیں۔آپ کا مال
نے کہا۔

اس کی فطرت کو جتنا جانتا اور سمجھتا ہوں تم نہیں سمجھ سکتے بیٹے! وہ ایک نمبر کا ئیاں اور دغا باز

''ناجیہ جو خاموش بیٹھی تھی۔اس نے زبان کھولی۔''آپ انہیں لے کر کیوں نہیں
کے دیکھنے میں کیا حرج ہے۔''

کمرے میں کیا اپنے دفتر میں بھی گھسنے نہیں دے گا۔ذلیل کر کے نکال دے گا۔کیا ہم
کے لیے وہاں جائیں؟''

نہیں گھسنے دے گا؟''عقرب نے کرم دین کی طرف دیکھا۔''اس کی کیا مجال کہ وہ ہماری
کرے۔''

اس طرح تو ہماری رقم بھی گئی اور پلاٹ بھی گیا۔'' ناجیہ کہنے لگی۔''بھائی جان نے بتایا
رحمت آرائیں نے پوری کوٹھی بنا دی ہے۔وہ ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی ہے۔اس پر اس کمینے
لاکھ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔وہ کچھ دنوں میں اس میں شفٹ ہونے والا ہے اس
میں ایک پارٹی بھی ہونے والی ہے۔''

...... یہ سب کچھ درست ہے، سچ ہے۔رحمت آرائیں نہ صرف دولت مند ہے بلکہ
۔اس نے دیکھتے ہی دیکھتے کوٹھی بھی بنا لی۔راتوں رات......ہم غریب کیا کر سکتے
نے ایک سرد آہ بھری۔

کیوں ہار رہے ہیں بابا!''عقرب نے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کر دیں۔''اللہ
دیکھیں ہم غریب کیا کر سکتے ہیں۔وکیل کی کیسی خبر لیتے ہیں۔رحمت آرائیں کو اس
ناک سزا ملتی ہے۔سب ٹھیک ہو جائے گا......آپ کا پلاٹ آپ کو مل جائے گا۔''

دونٹوں پر زہر خند مسکراہٹ پھیل گئی۔''میں شیخ چلی نہیں ہوں جو خواب دیکھوں......
کا پلاٹ......؟ اس پلاٹ پر ایک کروڑ دس لاکھ کی عمارت قائم ہو گئی ہے۔اب اس
ال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔اب اس پر فاتحہ پڑھ کر صبر و شکر کرنے کے سوا چارہ بھی نہیں

ال کی کمائی کوئی بھی ہڑپ نہیں کر سکتا ہے۔نہ صرف فائل اور رقم مل جائے گی بلکہ
چاہا تو نئی بنائی کوٹھی بھی......رحمت آرائیں کو جو جرمانے کی سزا ملے گی وہ اس کا

"بابا! آپ جائیں نا......" ناجیہ بولی۔ "عقرب صاحب غلط نہیں کہہ رہے ہیں۔ وہ
کہہ رہے ہیں۔ جب قانونی طور پر پلاٹ ہمارا ہے تو وہ ہمارا رہے گا۔ کسی نے اس پلاٹ پر...
ہے تو اس میں اس کا قصور ہے نہ کہ ہمارا...... جب ہم اپنا حق ثابت کر دیں گے تو پھر کو...
ہو جائے گی۔ ہم اس کے مالک بن جائیں گے۔"

کرم دین بادل نخواستہ عقرب کو اپنے ہمراہ لے کر وکیل کے دفتر پہنچا۔ افضل اعوان...
شان دار عمارت کی تیسری منزل پر واقع تھا۔ بہت شان دار نہایت آراستہ و پیراستہ اور ایئر...
ایک بہت بڑے ہال میں میزیں اور کرسیاں تھیں جن پر اسٹاف اور جونیئر وکیل اپنے کام...
سے مصروف تھے۔ اس ہال میں ایک کمرہ تھا جس کے دروازے پر اس کے نام کی ایک خوبصورت...
آویزاں تھی۔ اس کمرے کے باہر ایک بڑی سی میز تھی جس پر ایک جواں سال اور خوبصورت...
بھڑکیلے لباس میں بیٹھی تھی۔ اس نے گہرا میک اپ کیا ہوا تھا۔ وہ بڑی تیز اور چالاک قسم...
تھی۔ اس کے نام کی تختی میز پر رکھی ہوئی تھی اس پر لکھا ہوا تھا۔ مس فرخندہ لودھی۔ سیکریٹری...
وہ کرم دین کو دیکھتے ہی برہم سی ہو گئی۔ اس نے نخوت سے کہا۔ "تم یہاں کیوں اور کم...
ہو؟ چلو باہر نکلو۔"

"مس فرخندہ لودھی!" عقرب نے تیز اور چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "یہ بزرگ آپ...
عمر کے ہیں۔ آپ کو ان کی عمر اور سفید بالوں کا خیال کرنا چاہیے۔ کیا ایک بزرگ آدمی کو...
اس انداز سے مخاطب کیا جاتا ہے؟"

فرخندہ لودھی کو امید نہیں تھی کہ عقرب اسے صاف گوئی سے متاثر کر دے گا۔ و...
بولی۔ "تم کون ہو اس کے......؟"

"آپ مجھ سے تمیز سے بات کریں۔" عقرب بگڑ گیا۔ "آپ نے تم اور تو سے بات...
سے بھی اسی طرح بات کروں گا۔"

"میں کہتی ہوں تم دونوں دفتر سے باہر نکلو...... ورنہ چپراسی کو بلا کر دھکے دے کر...
گی۔" فرخندہ لودھی کا پارہ چڑھ گیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "یہ وکیل کا دفتر ہے خیراتی ادارہ...
بھیک مانگنے آ گئے......"

"تم کون ہوتی ہو ہم سے بدتمیزی سے بات کرنے اور باہر جانے کا حکم دینے والی..."
غصہ آ گیا۔ اس نے اونچی آواز میں کہا۔ "اپنی اوقات میں رہو۔ ہم خیرات لینے نہیں بلکہ تمہا...
دینے آئے ہیں۔ تاکہ وہ تمہیں ہوٹل میں لے جا کر کھانا کھلائے۔ سیر و تفریح کرائے...
آنکھوں میں دھول جھونکے......"

"یوشٹ اپ......" فرخندہ لودھی دہاڑی۔ "تم میری ذاتیات پر حملہ کر رہے ہو؟ ...
میں سڑا دوں گی۔"

"تم نے میرے ساتھ بے عزتی کی اس لیے میں تمہارے ساتھ بھی بدتمیزی...



...نے کہا۔ "مجھے دھمکی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے جیل میں سڑانے سے پہلے اپنی
...ال کو جو سات ماہ سے سڑ رہی ہے۔"

...ی ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں سیدھی طرح جاتے
...ں کو بلاؤں۔"

...ایسی کوئی حرکت یا بدتمیزی نہیں کی جو تم پولیس کو بلانا چاہ رہی ہو۔ ہم وکیل صاحب سے
..."

...ب نہیں ہیں......" وہ برہمی سے بولی۔ "میں کہتی ہوں تم دونوں میری نظروں کے
...باؤ۔" پھر وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔ نفرت اور غصے سے اس کا سارا جسم کانپنے لگا۔

...ب کمرے میں موجود ہیں ان کی گاڑی باہر کھڑی ہے۔ ابھی ابھی تم ان کا منہ میٹھا اور
..."

...آخری جملہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئی۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔ پھر وہ
...الی۔

...رشید...... شیخ صاحب...... فضل دین...... ادھر آؤ اور ان دونوں کو دھکے دے کر دفتر

...معلوم کر ان لوگوں کی طرف دیکھا جو اپنی اپنی کرسی چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے مگر وہ
...کر سکے بت بن گئے۔ پھر عقرب نے فرخندہ کی طرف دیکھا وہ بھی ساکت سی کھڑی
...اس سے انگریزی میں کہا۔ "تم ایک بدمزاج اور آبرو باختہ عورت ہو۔ ہر شخص کی
...صرف بزرگوں کی ہی نہیں بلکہ ہر شخص کی عزت تم پر اور ہر شخص پر لازم ہوتی
...ان رہی ہوتا...... میں تمہیں یہ بات بتاؤں کہ...... تم وکیل کو بے وقوف بنا رہی ہو
...اسی طرح جس طرح دنیا کو بنا رہا ہے۔ وہ تمہاری بہن کو دانستہ جیل سے رہا نہیں
...ان کے لیے مفت کا مال ہو اور اس کے علاوہ وہ تمہاری چھوٹی بہن سے منہ کالا
...ے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہے۔ تمہیں اس بات کا ثبوت چاہیے تو تم منگل اور ہفتہ
...اپارٹمنٹ کے اکیس نمبر میں جا کر دیکھ لینا۔ وہ تمہیں رنگ رلیاں مناتے نظر

...ایسا محسوس کیا کہ وہ پتھر کا مجسمہ بن گئی ہے۔ اس شخص کی باتیں سن رہی ہے اور
...دیکھ رہی ہے۔ لیکن وہ نہ تو اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنے لب
...اس پر جیسے مسمریزم کر دیا گیا ہے اس شخص نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ سچ تھا وہ دل
...کے علم میں یہ ساری باتیں کہاں سے اور کیسے آ گئیں؟ یہ شخص اس کے لیے اجنبی
...بار اس شخص کو دیکھا اور اس سے واسطہ پڑا۔ اس کے وکیل سے جو تعلقات تھے

اس کے بارے میں کوئی تیسرا نہیں جانتا تھا۔ وکیل نے بھی راز رکھا ہوا تھا۔ کیوں کہ وہ
اس کی بیوی ایک پولیس افسر کی بہن تھی۔ کچھ دیر پہلے جو وکیل کے کمرے میں محبت کا نا
تھی اس شخص کو بھی اس بات کی خبر ہوگئی تھی...... وہ اس بات پر حیران تھی کہ دفتر کے لوگ
ان دونوں کو باہر نکالنے کے لیے کھڑے ہوگئے تھے وہ بھی اس کی طرح بت بنے کھڑے
فرد بالکل ساکت اپنی جگہ کھڑا تھا۔ ایک فرد بھی اپنی جگہ سے حرکت کرتا دکھائی نہیں دیا۔

کرم دین حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ
ہے۔ یہ سارے لوگ مجسموں کی طرح کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔ اسے ایسا لگا جیسے
کر دیا گیا ہو۔ وہ عقرب سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ عقرب اسے اپنے ساتھ لے کر وکیل
طرف بڑھا۔ جس وقت وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے وکیل ریوالونگ چیئر میں دھنس
بات کر رہا تھا۔ اس کا منہ کھڑکی کی طرف تھا اور اس کی پشت ان کی طرف تھی۔ وہ کہہ
آرائیں صاحب! آپ دو دن کے بعد جونئی کوٹھی میں جشن منا رہے ہیں اس میں ضر
گا۔ آپ بالکل بے فکر رہیں کرم دین اور اس کے بیٹے سے...... اس کی فائل بھی میں آ
گا۔ آپ کو اس فائل کے دو لاکھ دینا ہوں گے...... آپ اپنی فائل بھی آ کر لے جائیں
کہا...... وہ ڈپلی کیٹ کاغذات نکال نہیں سکتا۔ اس دفتر کے کلرک کو بیس ہزار روپے دے
کرم دین کی فائل دبانے اور غائب کرنے کے لیے صرف دو لاکھ روپے دیئے...... ایک
باقی ہیں وہ کل تک پہنچا دیں۔ اچھا اب اجازت دیں...... ٹھیک ہے میں کرم دین کی فا
ہوں۔ آٹھ بجے تک آؤں گا آپ رقم تیار رکھیں...... میں چیک نہیں لوں گا مجھے نقد رقم
سر!......"

افضل اعوان نے کریڈل پر ریسیور رکھ کر جیسے ہی کرسی عقرب اور کرم دین کی طرف
سے اس طرح اچھلا جیسے اسے برقی جھٹکا لگا ہو۔ اس کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ اگلے لمحے اس
سنبھال لیا۔ پھر اس نے غصے سے کرخت لہجے میں کہا۔ "تم...... تم یہاں کس لیے آ
آنے کس نے دیا؟ فرخندہ کہاں مر گئی......؟"

"وہ جی میں اپنی فائل لینے آیا ہوں اور اپنی رقم بیس ہزار روپے دونوں مجھے دے
نے کہا۔ "میرے پاس تمہاری کوئی فائل نہیں ہے...... نکلو یہاں سے۔" افضل
میں آ گیا۔ "دفع ہو جاؤ۔"

"میری فائل آپ ہی کے پاس تو ہے جی...... ابھی آپ ٹیلی فون پر میری فائل
باتیں کر رہے تھے۔ لہٰذا اب آپ شرافت سے میری فائل اور میری فیس کی رقم واپس د
مجھے بہت ستایا۔ ادھر اس حرام زادے نے میرے پلاٹ پر کوٹھی بھی تیار کر لی۔ میں
کھلانے والا ہوں۔" کرم دین نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"میرے پاس تمہاری کوئی فائل نہیں ہے اور نہ میں تمہیں جانتا ہوں۔ چلو باہر نکلو



...لیا۔
...نہ صرف آپ کو پلاٹ کی فائل دی بلکہ کیس لڑنے کی فیس بیس ہزار روپے بھی دی
...کا بکا ہو کر بولا۔ "آج صبح تو مجھ سے آپ کہہ رہے تھے فائل نہیں مل رہی ہے۔ میں
...پے لا کر دوں...... ابھی کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس کوئی فائل نہیں ہے۔ نہ میں تمہیں
...اور خدا سے ڈرو وکیل صاحب!......"

...پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم نے مجھے اپنی فائل اور بیس ہزار کی رقم دی
...عوان بگڑ گیا۔

"کرم دین بھونچکا سا ہوگیا۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "آپ نے مجھے کوئی رسید
...تے تو ثبوت بھی پیش کر دیتا۔ کوئی وکیل فیس کی رسید دیتا ہے اور نہ کاغذات کی وصول
...اعتماد پر طے ہوتے ہیں۔"

...بہتان لگا رہے ہو...... تمہارے پاس ثبوت ہے تو دو...... ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ۔"
"میرے پاس فضول باتوں کے لیے وقت بالکل بھی نہیں ہے میرا قیمتی وقت برباد نہ

...پاس اس فائل اور رقم کا ثبوت موجود ہے۔" عقرب نے وکیل کے سامنے کھڑے ہو کر
...آرائیں سے کسی فائل کا سودا کر رہے تھے......؟ کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ تم نے
...اس بات کا اقرار کیا کہ کرم دین کے پلاٹ کی فائل میرے پاس ہے۔ ساری گفتگو ہم
...یہ تم فائل اور رقم واپس کر دو......"

...نے تمیز نہیں سکھائی ہے کہ ایک معزز شخص سے کس طرح بات کی جاتی ہے؟ تم مجھے تم
...ہو...... یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اس شہر کا سب سے بڑا وکیل ہوں۔" افضل
...ا۔ "جب تک مجھے فائل اور رقم کا ثبوت نہیں دیا جائے گا اس وقت تک میں فائل
...ت کے بات مت کرو۔"

...ہا ہیے......؟ یہ لو ثبوت......" عقرب نے یہ کہہ کر اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ

...میت الٹ کر پیچھے جا گرا۔ اس کے منہ پر تھپڑ پڑا تو اسے ایسا لگا جیسے اس کے
...اس کا جبڑا نہ صرف ٹوٹ گیا تھا بلکہ اس کے منہ سے خون بھی جاری ہوگیا تھا۔ وہ
...زدہ سا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اندازہ نہ تھا کہ یہ نوجوان اس قدر طاقت ور
...نے لگا۔

...ہے......؟" عقرب نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا۔ "کہو تو اور ثبوت

"وہ بدحواس سا ہو کر بولا۔ "اس کی کوئی ضرورت نہیں ایک منٹ

ٹھہرو...... میں ابھی فائل اور رقم دیتا ہوں میرا گریبان چھوڑ دو...... مجھے مارنا نہیں...... تم
توڑ کر رکھ دیا ہے۔"

"مجھے اس لیے تم پر ہاتھ اٹھانا پڑا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ اکڑ دکھائی ایسا ثبوت مانگا
نہیں تھا۔" عقرب نے کہا۔

افضل اعوان اس تجوری کی طرف بڑھا جس میں وہ خاص اور بہت ہی اہم نوعیت کی
رکھتا تھا۔ اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے چابیاں نکال کر تجوری کھولی۔ جب وہ تیزی سے
ہاتھ میں ایک خوفناک قسم کا ریوالور چمک رہا تھا۔ اس نے عقرب کو نشانے کی زد میں
کہا۔ "تمہیں فائل اور رقم چاہیے نا......؟ یہ تمہیں حوالات میں مل جائیں گے...... تم نے مجھ
کیا ہے میں تمہیں بخشوں گا نہیں...... پولیس کو بلا رہا ہوں۔"

"تم اس کھلونے کو اپنی جیب میں رکھ لو۔" عقرب نے تند لہجے میں کہا۔ "لگتا
شامت آ گئی ہے شرافت سے فائل اور رقم دے دو...... ورنہ یاد رکھو...... تجوری میں جتنی رقم
جائیں گے۔ نہ صرف کرم دین کے پلاٹ کی فائل بلکہ ساری فائلیں بھی، ان فائلوں میں
کاغذات کی بھی فائل ہے جو رحمت آرائیں نے تیار کیے۔ اس تجوری میں جو فائلیں ہیں
قیمتی ہیں تم اچھی طرح جانتے ہو۔"

"یہ کھلونا نہیں بلکہ فرشتہ اجل ہے۔" افضل اعوان نے قہر آلود نظروں سے اسے
اجل تمہاری کوئی حسرت پوری ہونے نہیں دے گا...... تمہاری سزا یہی ہے کہ تم حوالات
کہہ کر اس نے انٹرکام کا ریسیور اٹھا کر بٹن دبایا...... چند لمحوں تک دباتا رہا۔ جواب نہ ملا
کر ریسیور پٹخ دیا۔ "یہ فرخندہ کہاں مر گئی......؟"

"افضل اعوان ایسا لگ رہا ہے کہ ایک تھپڑ سے تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آئی ہے
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "یہ تم خالی ریوالور سے کیا ڈرا دھمکا رہے ہو؟ تم
بار کہہ رہا ہوں کہ فائل اور رقم واپس کر دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تمہاری مزا
کر دوں...... بولو...... فائل اور رقم دے رہے ہو یا نہیں......؟"

"یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ یہ ریوالور خالی ہے؟" افضل اعوان نے استہزائی لہجے
میں مت رہنا۔ یہ لوڈ ہے۔"

"ریوالور بتا رہا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ میرے اندر ایک گولی بھی نہیں ہے۔" عقرب
فائر کر کے تسلی کر سکتے ہو؟"

"تم اپنی تسلی کرنا چاہتے ہو تو میں تمہاری تسلی کر سکتا ہوں۔" افضل اعوان نے ا
پیر کا نشانہ لے کر لبلبی دبا دی۔ فضا میں کلک کی آواز گونج کر رہ گئی۔ اس میں سے گولی
نے یکے بعد دیگرے لبلبی دبائی۔ واقعی اس کا ریوالور خالی تھا۔ اس میں سے ایک گولی بھی
اعوان ششدر سا ہو گیا۔ گولیاں کہاں گئیں۔



افضل اعوان ساکت و جامد سا کھڑا رہ گیا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ عقرب نے اس کا بریف
اٹھایا۔ پھر اسے کھولا۔ پھر اس نے تجوری میں سے ساری فائلیں نکال کر میز پر رکھ
بعد اس نے کرم دین اور رحمت آرائیں کی فائلیں نکال لیں۔ ان فائلوں میں سے
کی فائلیں نکال کر بریف کیس میں رکھیں۔ پھر دوسرے خانے کا منہ کھولا۔ اس
نوٹوں کی گڈیاں رکھی ہوئی تھیں عقرب گڈیاں نکال کر بریف کیس میں رکھنے لگا۔ اس
صرف خاصا بڑا بلکہ اس میں گہرائی بھی خاصی تھی۔ نہ صرف اس میں تمام فائلیں بلکہ
سما گئی تھیں۔ عقرب نے بڑے سکون و اعتماد سے بریف کیس میں رقم اور فائلیں رکھی

نے پہلے تو اپنی پوری طاقت صرف کر دی کہ اپنے جسم کو حرکت دے تا کہ عقرب کو
فائلیں نکالنے سے روک سکے۔ وہ اندر ہی اندر بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا اور اس کا
عقرب کس قدر سکون و اطمینان سے اس کی ہزاروں کی رقم لوٹ رہا ہے اور پھر وہ فائلیں
فائلوں سے قیمتی تھیں لے جا رہا تھا جن کی فائلیں تھیں ان فائلوں کے غائب ہونے کی
شامت آ سکتی تھی اور یہ لوگ اسے ختم بھی کر سکتے تھے۔ اس لیے اس نے ان فائلوں کو
سے رکھا ہوا تھا۔ دفتر کے کسی فرد کو ہاتھ لگانے اور دیکھنے بھی نہیں دیتا تھا۔ اس شخص
قبر کی گہرائیوں میں اتار دیا تھا۔

پوری قوت مجتمع کی اور چیخنے کی کوشش کی لیکن وہ چیخ نہ سکا۔ وہ چیخ کر اپنی سیکریٹری
رہا تھا۔ اسے فرخندہ لودھی پر بھی سخت غصہ آ رہا تھا کہ اس نے انہیں بغیر اجازت اندر
بیوں اور باپ کو بھی اس کے کمرے میں اجازت کے بغیر اندر آنے نہیں دیا جاتا
دین کے بارے میں اپنی سیکریٹری سے کہہ دیا تھا کہ اسے دفتر میں گھسنے نہ دیا
ان نے کچہری میں اس کا گریبان پکڑ لیا تھا۔ وہ اس وقت کرم دین کو پولیس کے
وہ کرم دین سے اس بے عزتی کا بدلہ لے گا کسی پولیس افسر سے کہہ کر اسے کسی
گا۔ پولیس افسر سے کہے گا کہ اس بوڑھے کی اچھی طرح مزاج پرسی کی جائے۔
ہاتھوں تشدد سے مرنے سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا تھا۔ پولیس کے کسی زیر حراست
کیلیے بہانے ہوتے تھے۔ جواز ہوتا تھا۔ کوئی پولیس کو چیلنج کرنے کی جرأت
ان کتنے بے گناہ ان کے ہاتھوں بھینٹ چڑھ جاتے تھے۔
الٹ گئی تھی۔ کرم دین اپنے ساتھ ایک ایسے شخص کو لے آیا تھا جو نہ صرف غیر
لگتا تھا۔ اسے ہپناٹائز کر دیا تھا کرم دین اس سے خوفناک بدلہ لے رہا تھا۔
سری فائلیں بھی لے جا رہا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کس طرح سے

دین سے کہا۔ "بابا! آپ نیچے جا کر میرا انتظار کریں میں اس کمینے سے دو چار

باتیں کر کے تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔''

کرم دین تحیر زدہ سا کمرے سے نکلا۔ ہال میں آیا تو اس نے دفتر کے آدمیوں کو دیکھ
کو دیکھا۔ وہ سب سابقہ حالت میں موجود تھے۔ وہ اس طرح کھڑے تھے جیسے انہیں سانپ
پتھر کے مجسمے ہوں۔ کرم دین کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ یہ کیا اسرار ہے......؟ پھر اسے
پراسرار، عجیب وغریب، حیرت انگیز اور غیر معمولی شخص لگا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے دل
کہیں یہ شخص جادوگر یا کوئی غیر معمولی ماہر عملیات تو نہیں ہے؟ اس شخص نے چڑیل کا جو
محیر العقول تھا۔ دوسری بات اس کا دل خوشی سے معمور ہو رہا تھا کہ نہ صرف اس کے پلاٹ کی
تھی بلکہ رقم بھی...... جس کی کوئی امید نہیں تھی۔ وہ لاکھوں روپے کے فلیٹ سے ناامید ہو گیا تھا

جب کرم دین کمرے سے نکل گیا تب عقرب نے افضل اعوان سے کہا۔ ''تمہیں
بے معصوموں اور شریف لوگوں کو ستاتے ہوئے؟ کیا تم مقدس پیشے پر داغ نہیں ہو؟ تم نے
فائل دبانے کی پوری پوری کوشش کی رحمت آرائیں سے سودے بازی کی...... تمہیں کیا صلہ ملا
کو نہ صرف اس کی فائل بلکہ رحمت آرائیں کی بھی فائل مل گئی۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ
بھی...... تمہارے لیے یہ کیسا گھاٹے کا سودا رہا کیوں؟

آج کچہری میں تمہارے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس نے تمہیں کھولا دیا۔ تم نے کرم
جھوٹے کیس میں پھنسا کر اسے پولیس کے ہاتھوں تشدد کا نشانہ بنانے کا تہیہ بھی کیا ہوا تھا
تمہیں ایک بات بتا دوں اور واضح کر دوں کہ تم نے کرم دین کے خلاف کوئی ذلیل حرکت کی
مقدمے میں پھنسانے کی کوشش کی تو اس کا خمیازہ بھگتو گے۔'' افضل اعوان دل میں دنگ
شخص کو کیسے پتا چلا کہ اس نے کرم دین سے بدلہ لینے کی ٹھانی ہوئی ہے۔ کہیں یہ شخص ٹیلی
نہیں ہے؟ شاید یہی بات ہے اس لیے اسے اس کے ارادوں کی خبر ہو گئی ہے۔

''ہاں...... میں ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کا ماہر ہوں۔'' عقرب نے کہا۔ ''میں تمہاری تج
خانے سے کچھ تصویریں نکال رہا ہوں۔ ان تصویروں میں فرخندہ اور اس کی چھوٹی بہن نادر
بھی ہیں جو تم نے کسی وجہ سے کھنچوائی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ بدنام زمانہ عورتوں کے سا
تصویریں کھینچی ہوئی ہیں۔ یہ تصویریں تمہاری زوجہ کے ہاتھ لگ جائیں تو تمہارا کیا حشر
بہت اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہو۔ میں ان تصویروں کا لفافہ ساتھ لے جا رہا ہوں کہ شاید
ضرورت کام آئے۔ تم نے کرم دین کے ساتھ کوئی کمینگی کی تو یہ لفافہ تمہاری بیگم کے ہاتھ
گا...... وہ فائلیں جو میں لے جا رہا ہوں تمہیں اس کی ضرورت ہو تو صرف پانچ لاکھ روپے
جانا۔ تمہیں تصویریں کبھی اور کسی قیمت پر اس لیے نہیں ملیں گی کہ یہ تمہارے خلاف ایک
اس طرح تم کرم دین کے خلاف بدمعاشی کرنے کی جرأت نہیں کر سکو گے۔

میں جا رہا ہوں۔ تم اس بات کو کبھی نہیں بھولنا کہ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں
معصوموں کو ستایا جاتا ہے تو ان کے دلوں سے نکلی ہوئی آہ رائیگاں نہیں جاتی ہے۔ آخر



تم کیا چیز ہو۔ عرش تک مل جاتا ہے۔ تمہاری کمینگی نے تمہیں کیا صلہ دیا؟ تمہاری بدمعاشی
تمہارے کس کام آئی...... پوری کے چکر میں تم آدھی سے بھی گئے...... یہ سزا تمہیں قدرت کی
[illegible] سے دیکھا جائے تو یہ بہت معمولی سزا ہے۔
[illegible] تم فرخندہ اور اس کی چھوٹی بہن کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہے ہو فرخندہ کی بہن کو تم
[illegible] لیے رہا نہیں کر رہے ہو کہ یہ شکار ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ بہتر ہے کہ اب تم سدھر جاؤ۔
[illegible] ملا ہے اس کے پیش نظر بدکاری بند کر دو۔ اگر تمہاری بیوی اور جوان بیٹی بدکاری کے
[illegible] ہیں تو کیا تم اس بات کو برداشت کر دو گے......؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اب تمہیں توبہ استغفار
''

[illegible] نے تجوری کے خفیہ خانے سے تصویروں والا لفافہ نکالا اور اسے بریف کیس میں رکھ لیا۔''
[illegible] تم پانچ لاکھ روپے لے کر پہنچ جانا...... تمہارے پاس بیس لاکھ روپے موجود ہیں۔ پانچ لاکھ
[illegible] کوئی فرق نہیں پڑے گا......''

[illegible] میں جا رہا ہوں ڈیئر افضل اعوان!'' عقرب چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔ ''ایمان داری
[illegible] تم سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کیوں کہ کرم دین کو تم سے نجات مل گئی اور اسے اس کی
[illegible] اور فائل بھی...... اس کے علاوہ مزید پانچ لاکھ روپے بھی ملیں گے...... اور ہاں رحمت
[illegible] نہیں ملے گی۔ اسے تم بھول جاؤ۔ کاش! تم مجھ سے ہاتھ ملا سکتے...... یہ کیفیت ابھی دس
[illegible] امید ہے تم اپنے دوست کی مدد حاصل نہیں کرو گے جو پولیس افسر ہے۔ ایسا کرو گے تو
[illegible] کلہاڑی مارو گے...... اللہ حافظ......''

[illegible] سے نکل کر مسکراتا ہوا ہال میں داخل ہوا۔ سارا اسٹاف سابقہ حالت میں موجود
[illegible] پر کھڑی ہوئی تراشیدہ مجسمہ لگ رہی تھی۔ اس کا دوپٹا فرش پر گرا ہوا تھا۔ بغیر دوپٹے
[illegible] نمایاں اور واضح کر دی تھیں۔ عقرب نے میز کے پاس پہنچ کر بریف کیس کو میز پر رکھا۔
[illegible] اٹھا کر اس کے سینے اور شانوں پر ڈال دیا۔ فرخندہ کے چہرے پر نفرت اور غصے کے
[illegible] اس کی آنکھوں میں چنگاریاں منجمد تھیں۔

[illegible] تم اس قدر بے بس، مجبور اور لاچار ہو۔'' عقرب کہنے لگا۔ ''نہ تو اپنی جگہ سے حرکت
[illegible] بول سکتی ہو۔ میں چاہوں تو من مانی کر سکتا ہوں۔ تم سے بدتمیزی اور بدمزاجی کا بدلہ
[illegible] میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا...... لیکن میں تمہیں ذلیل کا اصل چہرہ دکھانا چاہتا ہوں
[illegible] یقین آ جائے۔''

[illegible] لفافے میں سے اس کی چھوٹی بہن کی تصویر نکال کر اسے دکھائی جس میں اس کی بہن
[illegible] دونوں نے ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالا ہوا تھا۔ پھر دوسری تصویریں بھی
[illegible] نکل گیا۔

[illegible] عمارت سے باہر آیا تو اس نے کرم دین کو فٹ پاتھ پر بے چینی سے ٹہلتے ہوئے

پایا۔اس نے گھر پہنچ کر عقرب سے پوچھا۔"بیٹے! کیا تم نے ان لوگوں پر جادو کر دیا تھا
و جامد ہو کر رہ گئے تھے......؟"

"جادو نہیں بلکہ ہپناٹائز کر دیا تھا۔"عقرب نے جواب دیا۔"دراصل یہ ایک علم
برسوں کی ریاضت کے بعد حاصل کیا ہے۔اس علم کی بدولت میں نے فائدہ اٹھایا۔اللہ کا
اور فائل مل گئی ہے۔"

"تم نے جو کمال دکھایا اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔"کرم دین نے
میں کہا۔"اللہ نے ہماری بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے......میں تو مایوس ہو گیا تھا۔ہم
جیسے آدمی سے ٹکر کیسے لے سکتے تھے۔"

"بیٹا!"اللہ وسائی کی آواز جذبات سے مغلوب ہو گئی۔"تم نے ہماری خوشیاں
اللہ تمہیں سدا خوش رکھے۔"

"اب رحمت آرائیں کی فائل ہمارے پاس ہے اس طرح اب اس کے
ہیں۔"عقرب نے کہا۔

"کیا وہ اس نئی بنائی کوٹھی سے دست بردار ہو جائے گا......؟"ناجیہ نے پوچھا۔"
کی تعمیر پر ایک کروڑ سے زائد رقم لگا چکا ہے کوٹھی بنانے کی خوشی میں وہ جو جشن بھی منا
ہوگا؟"

"اسے ہر صورت میں دست بردار ہونا پڑے گا۔کیوں کہ اس نے پلاٹ کو اپنے با
اور کوٹھی بنالی۔اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ قانونی اور اخلاقی طور پر ہم اس کے اخراجات
پابند نہیں ہیں۔اسے بہت اچھی سزا ملی ہے۔اب وہ جشن نہیں منا سکے گا۔اب اس کا
جائے گا۔"عقرب نے کہا۔

کوئی دس منٹ کے بعد افضل اعوان جیسے ہی عقرب کے ہپناٹائز کے سحر سے
کمرے سے نکل آیا۔اسی لمحے دفتر کا اسٹاف بھی اس کے سحر سے نکل کر حیرت اور
دوسرے کی شکل دیکھ رہا تھا۔افضل اعوان فرخندہ کے پاس آ کر دھاڑا۔"تم نے اس
اور اس کے آدمی کو اجازت کے بغیر اندر آنے کیوں دیا؟"

"کیا ہوا سر!......؟"نذر محمد نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔"اس کرم دین اور اس
کیا کیا......؟ ہمارے ساتھ تو بڑی عجیب سی بات ہوئی۔کرم دین یا اس کے آدمی نے ہم
"شٹ اپ!"افضل اعوان نے تڑختے لہجے میں کہا۔"تم اپنی بکواس کیے جا رہے
نے میرے ساتھ بھی وہی کیا جو تم لوگوں کے ساتھ کیا......؟ وہ دونوں بدمعاش
گئے۔میری رقم اور فائلیں بھی لے گئے......کیا تم میں سے ایک شخص بھی اسے پکڑ نہیں سکا
سب کو ہپناٹائز کر دیا تھا۔"

"جی سر!"نذر محمد نے اپنا سر ہلایا۔"اس نے ہم سب کو ہپناٹائز کر دیا۔مس فرخندہ



...ان کو تم لوگوں نے دفتر میں گھسنے ہی کیوں دیا......چپراسی سے کہہ کر باہر نکال دیتے
...تھا؟"

...اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اس لیے ان کی طرف توجہ نہیں دی۔انہیں اندر
...دیکھا نہیں تھا......اور پھر سر! ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ اس قسم کی حرکت کریں
...۔

...آج صبح کچہری میں نہیں دیکھا تھا اس کرم دین کے بچے نے میرا گریبان پکڑ کر لوگوں
...بے عزتی کی اور مجھے کچھ باتیں بھی سنا دیں میں نے بڑی غلطی کی جو اپنے دوستوں کی
...خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔کاش! اسے اسی وقت گرفتار کروا دیتا۔وہ حوالات
..."

...ل دین جو قریب ہی کھڑا تھا اس نے کہا۔"کیا میں اس واقعے کی پولیس میں رپورٹ
...؟ آپ کے ایس پی دوست جو ہیں انہیں ٹیلی فون کر دوں۔وہ کرم دین اور اس کے گھر
...اندر کرا دیں گے بلکہ ان کے فرشتوں سے رقم اور فائلیں بھی لے لیں گے۔ان کے دماغ
...ہیں گے۔"

...جلد بازی کی ضرورت نہیں۔"اس نے جواب دیا، پھر وہ فرخندہ سے بولا۔"تم
...تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔پھر میں پولیس کو اس واردات کی اطلاع دوں گا۔"
...افضل اعوان کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔اس سے بات کرنے کی روادار نہیں
...نفرت نے جگہ لے لی تھی۔عقرب نے افضل اعوان کا اصل چہرہ دکھا دیا تھا۔اسے
...اس قدر کمینہ، ذلیل اور خود غرض ہے۔وہ نہ صرف اس کے ساتھ بلکہ اس کی بہن کے
...وہ فریب کا کھیل کھیل رہا تھا۔اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ آج ابھی اور اسی وقت
...دفتر اور اس کی زندگی سے نکل جائے گی اپنی بہن کو اس شخص کی اصلیت بھی بتا دے گی
...کے چنگل سے نکل جائے۔

...کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی۔افضل اعوان نے میز پر سے پستول اٹھا کر
...عجیب و غریب بات ہوئی۔مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے پستول کو لوڈ کر کے
...جب میں نے پستول نکال کر ان دونوں پر فائر کیا تو ایک گولی بھی نہیں نکلی۔پستول
...کہاں چلی گئیں۔"

...کی بات نظر انداز کر کے ناگواری، تیزی اور تندی سے پوچھا۔"کیا بات ہے؟ تم
...؟"

...کرنے کے لیے اب کیا کروں......؟ وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی رقم کے علاوہ......اپنی
...تین سابق وزیروں کی فائلیں بھی لے گیا ہے جن سے میں دو دو لاکھ روپے فیس
...

"تم ایک نامور اور مصروف وکیل ہو...... مجھ سے مشورہ کر رہے ہو؟ ان کے خلاف کٹوا کر اندر کروا دو تم مجھ سے بہتر جانتے ہو کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے...... اس نیک کیوں کر رہے ہو......"

"اصل بات یہ ہے کہ...... وہ کچھ ایسی تصویریں بھی لے گئے ہیں جن سے نہ صرف خاک میں مل سکتی ہے بلکہ میری بیوی بھی میرا جینا حرام کر سکتی ہے ان تصویروں میں تمہاری ہوئی تصویر بھی ہے۔"

"صرف میری ہی نہیں بلکہ میری بہن کے ساتھ کھینچی ہوئی تصویر بھی ہے جس کے رلیاں منا رہے ہو۔" وہ نفرت بھرے لہجے میں بولی۔ "تم ہم دونوں بہنوں کو بڑی خوبصورتی سے بے وقوف بنا رہے ہو۔ ہمارے ساتھ تم نے بہت برا کیا...... تم ایک ذلیل اور اوباش ہو یہ بات مجھے آج معلوم ہوئی......"

"یہ جھوٹ ہے۔" وہ دل میں ششدر ہو کر ہذیانی لہجے میں بولا۔ اسے اپنی آواز کھوکھلی سی لگی۔

"یہ سچ ہے۔" فرخندہ لودھی نے تکرار کی۔ "تم وکیلوں کا کام سچ کو جھوٹ ثابت کرنا ہے...... کیوں؟ ہے نا؟"

"فرخندہ! تم مجھ پر اس لیے الزام تراشی کر رہی ہو کہ میں نے اسے دو ایک مرتبہ جا کر چائے پلائی تھی۔" اس نے تڑ سے جواب دیا۔ "تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت تصویر کھنچوائی اور رنگ رلیاں منا رہا ہوں۔"

"ثبوت......؟" وہ استہزائی لہجے میں بولی۔ "عدالت ثبوت مانگتی ہے تم اپنے مانگتے ہو۔ مجھ سے بھی ثبوت مانگ رہے ہو۔ کرم دین کے آدمی نے مجھے تمہاری تجوری والا لفافہ دکھایا۔ اس میں تمہاری بہت ساری عورتوں کے ساتھ کھینچی ہوئی تصویریں تھیں۔ اور میری بہن کے ساتھ بھی اتروائی ہوئی تصویریں تھیں...... کرم دین کے آدمی نے بتایا کہ بہن کو اپنی داشتہ بنا رکھا ہے کہہ دو۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ ثبوت بھی......"

"میری جان فرخندہ!" افضل اعوان دل میں عقرب کو گالیاں بکتا ہوا فرخندہ کی طرف نے پستول میز پر رکھ کر اسے بازوؤں میں بھر لیا۔ وہ اس کے ہونٹوں کا بوسہ لینے کے لیے جبڑے میں درد کی شدید لہر اٹھی۔ اسے غصے اور باتوں میں درد کا احساس نہیں رہا تھا۔ فر بوسہ لینے نہیں دیا۔ اس نے بازوؤں میں کسمساتے ہوئے افضل اعوان کے سینے پر دونوں پوری قوت سے دھکا دیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا تجوری سے ٹکرایا۔ پھر اس نے میز پر سے پستول اعوان کو نشانے کی زد میں لے لیا۔

افضل اعوان نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "میری جان! میری بات غور سے سنو۔ پستول خالی ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصل بات کیا ہے۔ تمہاری بہن نے مجھے بلیک میل



میں اس کے اشاروں پر چل رہا ہوں۔ وہ مجھ سے ہر ماہ پانچ ہزار وصول کرتی بات کا یقین نہیں ہے تو ٹیلی فون کر کے دریافت کر سکتی ہو۔ میں نے کئی بار سوچا کہ تمہیں لے کر بتا دوں مگر اس کا مجھے موقع نہیں ملا......"

بات بتا چکے ہو تو یہ بھی بتا دو کہ میری بہن اریشہ کی ضمانت پر رہائی کیوں نہیں ہو رہی تک کر پوچھا۔ "جب کہ قاتلوں کی ضمانت ہو جاتی ہے۔ تم اب تک کتنے ہی قاتلوں کو چکے ہو......"

بہن نے سابق وزیر کے منہ پر دست درازی کرنے پر تھپڑ مارا تھا۔ اس وزیر کے اثر اس کی ضمانت نہیں ہو پا رہی ہے...... تمہاری بہن بھی عجیب ہے۔ وہ ایک صنعت ایک وزیر نے دست درازی کر لی تو کیا فرق پڑ گیا۔ وہ وزیر کی بات مان لیتی۔ آخر وہ مان گئی......"

بول رہے ہو۔ جھوٹ بولنا ہی تمہارا پیشہ ہے۔" فرخندہ غضب ناک ہو گئی۔ "اصل دونوں بہنوں کو ایک دوسری سے بے انتہا محبت ہے۔ تم اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ہم ...... میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی...... تمہیں شوٹ کر دوں گی۔ تم وکیل ...... موذی سانپ ہو۔"

ہے اس سے تم کبھی بھی نہیں مار سکتی ہو۔" افضل اعوان قہقہہ مار کر ہنسا۔ "یہ پستول اس وقت میں بہت پریشان ہوں کیا تمہیں احساس نہیں ہو رہا ہے کہ اس وقت ی ہے۔ وہ دونوں مجھے لوٹ کر اور تباہ کر کے چلے گئے ہیں۔" افضل اعوان سنجیدہ

اس کی کھوپڑی کا نشانہ لے کر لبلبی دبا دی۔ اس میں سے ایک گولی سنسناتی ہوئی نکلی گولی دیوار پر جا لگی...... افضل اعوان بھونچکا سا ہو گیا۔ وہ خوف زدہ تو ہو گیا تھا کیا تھا کہ پستول میں گولی کہاں سے آ گئی۔ اس نے کرم دین کے ساتھی کو نشانہ تھا۔ ایک گولی بھی نہیں نکلی تھی۔ اس کی حیرت اور خوف دور نہیں ہوا تھا کہ فرخندہ نے اس کے دائیں کندھے کو چھوتی ہوئی تجوری کے دروازے پر جا لگی۔ پھر تیسرا فائر بازو کے گوشت کو پھاڑ دیا اور اس میں اتر گئی۔ وہ چیختا چلاتا ہوا دروازے کی طرف اس کمینی...... حرام زادی سے بچاؤ......"

نشانہ خطا ہوا اور نہ ہی اس نے کوئی گولی ضائع کی۔ چوتھی گولی اس کے کولھے ...... چھٹی اور آخری گولی اس کی گردن میں...... اس وقت وہ دروازہ کھول چکا فرش پر آ رہا۔ پھر بے ہوش ہو گیا۔ نذر محمد اور فضل دین اپنی میزوں سے نکل کر یوں کہ ان دونوں اور اشفاق نے گولیوں کے چلنے کی آواز سن لی تھی۔ انہوں اپنے ہاتھ میں پستول لیے کھڑی کانپ رہی تھی۔ اس کا چہرہ نفرت اور غصے

سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ نذر محمد لپک کر میز کے پاس گیا۔ اس
کے بعد کہا۔ ''انسپکٹر صاحب! جلدی سے آیئے۔ آپ کے دوست وکیل افضل اعوان کو ان
نے شوٹ کر دیا ہے۔ وہ بے ہوش ہیں۔ زندہ ہیں۔ میں اسپتال ٹیلی فون کر کے ایمبو
ہوں......''

کرم دین، ناجیہ اور عقرب بیٹھے ہوئے چائے پی رہے تھے۔ اللہ وسائی درواز
آواز سن کر دیکھنے گئی۔ چند ثانیوں کے بعد واپس آئی تو اس کے چہرے پر ناگواری سی تھی
سے بولی۔ ''وہ خبیث رشید آیا ہے کہہ رہا ہے کہ تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہے۔
دوں بتاؤ......اسے واپس بھیج دوں......''

''اسے جوتے مار کر واپس بھیج دیں......'' ناجیہ نفرت اور غصے سے بھرے لہجے میں
ملعون کو اندر نہ آنے دیں۔''

''نہیں......اس کے ساتھ ایسا سلوک مت کریں۔'' عقرب نے کہا۔ ''میں اس سے
باتیں کرنا چاہتا ہوں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے اسے یہیں لے کر آ جاؤ......'' کرم دین نے جواب دیا۔ ''دیکھیں تو
ہے؟ کیوں آیا ہے۔''

اللہ وسائی کمرے سے نکلی تو ناجیہ بھی کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلی
کے بعد رشید، اللہ وسائی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ عقرب نے اسے تنقیدی نظر ڈال
تیس برس کی عمر کا تھا۔ دراز قد اور مضبوط جسم کا تھا۔ اس کے چہرے پر خباثت برس رہی
سے کمینگی جھانک رہی تھی۔ عقرب نے اپنے دل میں اس کے خلاف نفرت محسوس کی۔
کو سلام کرنا تک گوارا نہیں کیا۔ وہ اکڑتا ہوا کمرے میں داخل ہو کر عقرب کے سامنے والی
اس کی نظر جیسے ہی عقرب پر پڑی وہ بری طرح چونکا اور اسے گھور کر دیکھا۔ اس
حسد و جلن سی محسوس کی۔ اس کی رگوں میں نفرت اور غصے سے لہو ابلنے لگا۔ عقرب کی
وجاہت سے جل کر رہ گیا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کرم دین سے
دین! خیریت تو ہے نا......؟ کوئی گڑبڑ شڑبڑ تو نہیں ہوئی؟''

''کیسی گڑبڑ......؟'' کرم دین نے تلخ لہجے میں کہا۔ ''اللہ کا کرم ہے۔ یہاں سب
ہیں۔ تمہیں ہماری خیریت کی فکر کیوں اور کس لیے ہو رہی ہے......؟ ہمیں خیر و عافیت
موجود ہے۔''

''میں اس محلے میں کسی کام سے آیا تھا۔'' رشید کہنے لگا۔ ''آپ کا پڑوسی دکاندار
کہ دوپہر کے وقت کرم دین چاچا کے ہاں سے اس کی جوان بیٹی کی چیخیں سنائی دی تھیں
تو اس نے بتایا کہ ٹی وی پر کوئی فلم آ رہی تھی۔ میں پڑوسی کی باتیں سن کر خیریت
تھا۔ میرا فرض بنتا ہے کہ میں آپ لوگوں کی خبر گیری کرتا رہوں۔



خوشامدانہ باتوں اور چاپلوسی کو رہنے دو۔'' اللہ وسائی نے تڑ سے کہا۔ ''کیوں آئے ہو یہ
بتاؤ۔''

''اور کس لیے آیا ہوں۔ یہ آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں کیا ہوں۔ میں نے
معلوم کیا ہے کہ آج یہاں کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا جس میں ناجیہ کی جان کو خطرہ لاحق
ہوا ہے؟''

''میں سمجھ گیا ہوں کہ تم کس لیے اور کیوں آئے ہو......؟'' کرم دین نے زہر خند سے کہا۔
''آئے ہو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے نہ کوئی دلچسپی ہے نہ وہ کام ہو سکتا ہے......تم کیا
جانتے ہے۔ ہمیں ڈرانے دھمکانے اور مرعوب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے......تم
واقعہ معلوم کیا ذرا ہمیں بھی بتاؤ......میں دیکھوں تو سہی تم کتنا علم جانتے ہو......؟''

آئی تھی ناجیہ کا خون پینے کے لیے......ناجیہ نے اسے دیکھ کر چیخیں ماریں تو وہ
نے کہا۔ ''آپ لوگ شکر ادا کریں کہ میرے اس گھر پر اثر کی وجہ سے وہ واپس چلی

اس گھر پر جو اثر کرنے کی کوشش کی وہ کامیاب نہ ہو سکا۔'' اللہ وسائی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
نفرت بھر گئی۔ وہ بھڑک کر برہمی سے بولی۔ ''اگر تمہارا اثر ہو جاتا تو اس وقت یہ گھر
''

تباہی و بربادی دیکھنے کے لیے آئے ہو نا......؟ اپنے دل میں حیران ہو رہے ہو کہ یہ کیا
ٹھیک ٹھاک ہے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔ سبھی سکون و اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔''
خیال میں میں نے ایسا کوئی اثر کیا جس سے اس گھر کو کوئی نقصان پہنچے؟'' اس نے

سے پوچھو کہ تم نے کیا کیا......؟ اپنے ضمیر سے پوچھو۔ ہم سے کیا پوچھتے ہو؟'' اللہ
کے پاس ضمیر نام کی کوئی چیز ہوتی تو ہماری زندگی اجیرن نہیں بناتا۔'' کرم دین
اور خود غرض شخص سے یہ بات کہہ رہی ہو جس سے کچھ حاصل نہیں۔ اس شخص

کی بات ہے کہ......میرے احسان کو ماننے کے بجائے مجھے برا بھلا کہا جا رہا
نہیں کی اس گھر کے ساتھ......میں نے اس گھر پر اپنا اثر کیا ہوا نہیں ہوتا تو
نے کیا حشر کر چکے ہوتے......یہ زمانہ ایسا ہے کہ کسی کے ساتھ بھلائی نہیں کرنا

تھا کہ......کیا بات ہے یہاں تو کسی قسم کی پریشانی، خوف و دہشت اور غم کے
اللہ وسائی نے بالکل صحیح اندازہ لگایا تھا۔ وہ یہی کچھ یہاں دیکھنے کے لیے آیا
تھا۔ اس نے چڑیل کو بھیجا تھا کہ وہ ناجیہ کا تھوڑا بہت خون پی کر چلی

جائے تا کہ یہ لوگ ہراساں اور بری طرح وحشت زدہ ہو جائیں۔ اس کے لیے راستہ ہ
اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیں۔ ناجیہ اور پلاٹ دینے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اللہ وسائی
لگا کہ چڑیل تو یہاں آئی تھی لیکن کسی وجہ سے واپس چلی گئی۔ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی
اور کیوں واپس چلی گئی؟ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس نے کسی چڑیل، بدروح اور جن کو جو حکم
کی تعمیل نہ ہوئی ہو۔ اور پھر اس نے یہاں جس چڑیل کو بھیجا تھا وہ بہت ہی خطرناک تھ
دیکھتے ہی لوگ بے ہوش ہو جاتے یا غش کھا جاتے تھے۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے اس گھر پر کیا احسان کیا......؟" کرم دین نے تلخی س
نزدیک احسان کی کیا تعریف ہے؟ احسان صحیح معنوں میں کسے کہتے ہیں؟ تمہارے ن
کسی کو غارت کر دینا ہے؟"

"معلوم نہیں کیوں تم لوگ میرے خلاف اپنے دل میں اس قدر نفرت ا
ہو......" رشید نے کہا۔ "تمہارے دشمنوں نے میرے خلاف تمہارے دلوں پر اثر کرا
کا زور اس گھر پر نہ ہوتا تو تم لوگ برباد ہو چکے ہوتے۔ میں واحد شخص ہوں جو ا
ہوں۔ میں قدم قدم پر تم لوگوں پر احسانات کی بارش کر رہا ہوں۔ میرے اس احسان ک
مجھ سے نفرت کا اظہار کر رہے ہو۔ کیا یہ میرا احسان نہیں ہے کہ میں نے اس موذی چ
ناجیہ اور اس گھر کو بچایا......؟"

"تمہیں اس بات کا علم کیوں کر اور کیسے ہوا کہ یہاں کوئی چڑیل آئی تھی؟" ا
ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔ "میرے اس موکل نے جو اس گھر کی حفاظت پر مامور
تھا۔" رشید نے بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بولا۔ "اس موکل نے اس چڑیل کو یہاں س
تھا۔ ورنہ تم لوگوں کی خیر نہ ہوتی۔"

"تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیوں اور کس لیے آئے ہو؟" کرم دین نے کہا۔ "
جا سکے......"

"میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ ناجیہ سے رشتے کی بات کروں۔" رشید دل ک
آیا۔ "ناجیہ سے میری شادی کر دیں تو میں تم لوگوں کے تمام دشمنوں کو ٹھیک کر دوں گا۔
کالا جادو چلنے نہیں دوں گا۔ ان کا سارا زور توڑ دوں گا۔ پھر اس گھر میں کوئی چڑیل اور
سکے گا۔ ساری زندگی کا چین سکون اور آرام نصیب ہو جائے گا۔ میرے علم کے آگے
بس ہو جائیں گے۔"

"میں ایک شرط پر تمہاری شادی اپنی بیٹی سے کرنے کے لیے تیار ہوں۔"
سنجیدگی سے کہا۔ "شرط پوری کرو گے؟" اللہ وسائی نے چونک کر حیرت سے اپنے شو
اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ دوسرے کمرے کے باہر ناجیہ جو کھڑی ساری گ
کے اندر بھی حیرت اور خوف کی لہر اٹھی اور برقی رو کی طرح پھیل گئی۔ اس نے ا



... نے اس کے باپ پر جادو تو نہیں کر دیا جو اس کا باپ اس کی شادی رشید سے کرنے پر تیار

"... ہے تمہاری......؟" رشید نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کا چہرہ دمک
... ہر شرط پوری کروں گا۔"

"... یہ ہے کہ جہیز میں تمہیں ایک کوڑی کی چیز بھی نہیں ملے گی اور نہ ہی پلاٹ ملے گا۔ کیا
... ہے؟"

... رشید کے چہرے پر جو دمک تھی وہ یک لخت مٹ گئی۔ وہ ناگواری سے بولا۔ "کیا
... لی جاتی ہے؟ کیا کوئی باپ اپنی بیٹی کو خالی ہاتھ گھر سے رخصت کرتا ہے۔ تم ایسا کرو گے
... جائے گی۔ دنیا تمہارا مذاق اڑائے گی۔"

... ناک کٹ جانے کی فکر نہ کرو۔ اور نہ مجھے دنیا والوں کے مذاق یا اپنی عزت کی کوئی فکر
... کام لو۔ میری بیٹی سے بغیر جہیز کے شادی کر کے ایک مثال قائم کرو تا کہ دوسرے
... تقلید کر سکیں۔"

"... بیٹی کو جہیز کیوں نہیں دینا چاہتے ہو......؟ کیا یہ بے شرمی بے غیرتی اور بے ضمیری کی
..."

... میری بیٹی دنیا کا انمول اور سب سے قیمتی ہیرا ہے۔ اس سے بڑی دولت اور کیا
..." کرم دین نے کہا۔

... ہر وہ چیز چاہیے جو ایک باپ اپنی بیٹی کو دیتا ہے۔ میں پلاٹ بھی لوں گا۔ تمہیں
... کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔ "کیوں کہ مجھ جیسا خوبصورت، وجیہہ اور قابل لڑکا پورے شہر

... مجھے ایک بات یاد آ گئی۔" اللہ وسائی فوراً بول پڑی۔ "کیا تمہارے موکل نے
... بتایا تھا کہ وہ کیوں اور کس لیے واپس چلی گئی...... تمہارے موکل نے اس کے
...؟"

... نے مجھے بتایا کہ اس چڑیل نے جیسے ہی اس کی شکل دیکھی راہ فرار اختیار کی۔ فوراً
... جواب دیا۔

... نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے گھر میں داخل ہونے کے بعد ناجیہ کو اپنے بازوؤں
... باورچی خانے میں برتن دھو رہی تھی۔ وہ اس کا خون پینے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن وہ
... یاب نہ ہو سکی۔ کیوں کہ اس کے دانت توڑ دیئے گئے۔ اس کی زبان گدی سے
... ہاتھوں کی ہڈیاں توڑ دی گئیں۔"

... ان سے یہ بات سن کر رشید ہنسنے لگا۔ اس نے تمسخر سے کہا۔ "یہ کس ہیرو کا کارنامہ
... نایا بھیڑ بکری تھی کہ تم مجھے بے وقوف بنا رہی ہو یا پھر تمہارا دماغ چل گیا ہے۔"

"یہ کارنامہ میرے اس بیٹے نے انجام دیا ہے۔" کرم دین نے عقرب کی طرف
ہمارا محسن ہے اس محسن کی وجہ سے ناجیہ چڑیل کے ہاتھوں سے مرنے سے بچ گئی۔ اس
حشر نشر کیا کہ وہ اسے کبھی نہیں بھول سکتی۔ وہ یہاں سے کالی ماتا کے پاس گئی...... تاکہ دو
کر کے بدلہ لینے آئے۔ دراصل ایک نہیں دو چڑیلیں آئی تھیں۔ دوسری چڑیل اس کے
وہ باہر آنے کی جرأت نہ کر سکی۔ اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے تو تم اپنے موکل سے در
پھر اس چڑیل کو بلا کر پوچھ لینا۔ وہ تمہیں بتا دے گی اور میری باتوں کی تصدیق کر دے گی
رشید نے عقرب کی طرف استہزائی انداز سے دیکھا۔ پھر وہ کرم دین کی طرف متو
نے چاچا کرم دین! مجھے بہت اچھی اسٹوری سنائی۔ تم ہو بڑے چرب زبان...... ہاں
ممکن ہے کہ ایک شخص چڑیل سے مقابلہ کر سکے......؟ ایسا خواب اور تصور میں تو ممکن ہے
نہیں ہوں جو تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔"

"میں تم سے الجھنا یا بحث کرنا نہیں چاہتا ہوں۔" کرم دین نے کہا۔ "تم اس چ
سے دریافت کر لینا۔ پھر تمہیں اصل حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ عقر
چڑیل کا حشر نشر کر کے رکھ دیا......"

"وہ تو میں یہاں سے جا کر معلوم کر لوں گا۔" وہ بیزاری سے بولا۔ "بات شادی
کی ہو رہی تھی۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ جہیز میں پلاٹ بھی دے رہے ہو یا نہیں......؟ مجھے آج
زبان چاہئے۔"

"تو گویا تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو؟" کرم دین طیش میں آ گیا۔ "اب تو م
دوں گا چاہے تم دو لاکھ روپے بھی کیوں نہ دے دو...... میں دیکھ رہا تھا کہ تم کیسے ہو۔ کیا
چہرہ سامنے آ گیا۔ تم ایک خودغرض، لالچی اور خبیث نمبر ایک ہو۔ تم میری چاند سی او
سے صرف پلاٹ کے لیے شادی کرنا چاہتے ہو۔ میری بچی مفت کی نہیں ہے جو میں تم
سے اس کی شادی کر کے اس کی زندگی غارت کر دوں......"

"کرم دین چاچا!" رشید ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "اچھی طرح سوچ لو...... تم
میں کیسا حرامی شخص ہوں جس نے بھی مجھ سے ٹکر لی وہ پاش پاش ہو گیا۔ میں ایک
ہوں۔ میں لوگوں کے ہوش اڑا دیتا ہوں۔"

"اس میں کیا شک ہے کہ تم ایک حرامی شخص ہو۔" کرم دین نے تڑ سے جواب
گیدڑ بھبکیاں کسی اور کو دینا۔ میں نے تم جیسے اوباش، کمینے اور ذلیل بہت دیکھے ہیں
میں ہے کہ یہاں سے دفع ہو جاؤ......"

"کیا کہا...... تم مجھے حرامی کہہ رہے ہو......؟" رشید نے مشتعل ہو کر کرم دین کا
اوپر اٹھایا۔ پھر وہ اس کی آنکھوں میں ڈال کر بولا۔ "تو کیا...... تیرا باپ بھی مجھ سے
کرے گا۔ جہیز بھی دے گا۔"



ے اٹھ کھڑا ہوا تاکہ رشید کو اس کی بدتمیزی اور بدمعاشی کا مزا چکھا سکے۔ اسی اثناء
ے تیر کی طرح کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے رشید کے پاس جا کر پیر سے چپل
پوری قوت سے دے ماری۔ اور پھر اس کے منہ پر تھوک کر بولی۔ "ذلیل......
بابا کا گریبان......"

ل کی کوئی توقع نہیں تھی۔ اس نے کرم دین کو زور سے دھکا دے کر کرسی پر
ل ہو گیا اس کی آنکھیں لال ہو گئیں۔ وہ ناجیہ کا گلہ دبانے کے لیے بڑھا تو
ان میں حائل ہو گیا۔ رشید کو تاؤ آ گیا۔ وہ عقرب کو ایک طرف تیزی سے ہٹاتے
امیرے راستے سے ہٹ جا......"

ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "میں بہت دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک کنجر کی طرح
تمہارے ماں باپ نے شاید تمہیں نہیں سکھایا کہ بڑوں سے اور شریف لوگوں
سانی ہے تم نے مجھے بھی کنجر کہہ دیا۔ بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ورنہ تمہاری
ارت ہو جائے گی۔"

ب نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ...... تم جیسے اور کرم دین جیسے لوگوں کے ساتھ کس طرح
مجھے کنجر کہا ہے...... میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔ پہلے اس حرام زادی سے نمٹ
ے مارا ہے۔ میرے منہ پر تھوکا ہے پھر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون
جا میرے سامنے سے۔" رشید غرایا۔

ف دھکا دیتا ہوا ناجیہ کی طرف بڑھا۔ جو اس کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔ عقرب
روک لیا۔ "تم نے ناجیہ کے باپ کی بے عزتی کی اس لیے وہ بے عزتی
تم سے اپنے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ تمہیں ایک بزرگ شخص کے ساتھ یہ حرکت

ے اپنا بازو چھڑا لیا پھر وہ تڑکتے لہجے میں بولا۔ "لگتا ہے کہ مجھے پہلے تم سے نمٹنا
و جیسے ناجیہ کے آشنا ہو...... ناجیہ تمہاری معشوقہ ہے۔ تم دونوں......"
اور گھر سے نکل جاؤ۔" عقرب نے اسے دروازے کی طرف دھکا دیتے
آتی ایک معصوم اور نیک سیرت لڑکی کے بارے میں لچر اور بے ہودہ قسم کی

کے پاس جا کر جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس نے ایک
دو فٹ لمبا تھا۔ سانپ کو دیکھ کر ناجیہ، کرم دین اور اللہ وسائی دہشت زدہ
وہ سہم کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ رشید نے سانپ عقرب کے

اس طرح پکڑ لیا جیسے وہ رسی کا ٹکڑا ہو۔ پھر اس نے سانپ کا منہ پکڑ کر اسے

مروڑ دیا۔ دوسرے لمحے وہ سانپ کو رشید کی طرف اچھالتے ہوئے بولا۔ ''اپنا تحفہ ا
اسے اپنے گھر لے جاؤ......''
رشید سانپ کو مردہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ اس سے کہیں زیادہ حیرت اسے
جس نے بڑی بہادری اور بے خوفی سے بجلی کی سی سرعت سے پکڑ کر سانپ کی گردن مر
کو ڈسنے کی مہلت بھی نہیں مل سکی تھی۔ اس پر عقرب کا خوف سوار ہو گیا۔ وہ بڑی خامو
کو لے کر باہر نکل گیا۔ اس کے گھر سے نکلتے ہی اللہ وسائی نے لپک کر دروازہ بند کر
تو زبردست کمال دکھایا۔'' کرم دین نے پرستائش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم
کو اس آسانی سے ہلاک کر دیا جیسے وہ کوئی کھلونا تھا۔ خدانخواستہ وہ تمہیں ڈس لیتا تو...
عقرب نے جواب دینے سے پہلے ناجیہ اور اللہ وسائی کی طرف دیکھا۔ ان
دمک رہے تھے۔ وہ سانپ کے مرجانے سے خوشی محسوس کر رہی تھیں۔ رشید جس طرح
اس سے انہیں اور خوشی ہوئی تھی۔ عقرب نے کہا۔ ''ہمارے علاقے میں ہر قسم کے
ہیں۔ ہمیں بچپن سے ہی سکھایا جاتا ہے کہ سانپ کو کس طرح قابو میں کیا جاتا ہے۔
ہے اس سانپ کو رشید نے جادو کے زور سے بے حس کر دیا تھا۔ وہ اس سانپ کو ا
تھا کہ رشتہ نہ دینے کی صورت میں ڈرا دھمکا سکے۔ یہ سانپ زیادہ خطرناک نہیں تھا۔
اس سانپ سے کہیں خطرناک سانپ پائے جاتے ہیں۔ اس لیے مجھے اس سانپ
محسوس نہیں ہوا۔''
''سانپ...... سانپ ہوتا ہے۔'' ناجیہ دبی زبان میں بولی۔ اس کی آنکھوں
بہت کچھ تھا۔ ''ہماری وجہ سے آپ کی جان کو خطرہ لاحق ہو چکا تھا۔ اللہ نے بڑا کرم
سے بڑا کمال یہ دکھایا کہ سانپ کو بھی مار دیا اور رشید کو بھی بھگا دیا...... یہ کمینہ شخص
خطرناک نہیں ہے۔''
''تم ٹھیک کہہ رہی ہو بیٹی......'' اللہ وسائی تائیدی لہجے میں بولی۔ ''وہ بھی آیا
لیکن میں ایک بات بتا دوں۔ وہ کمینہ خاموش نہیں بیٹھے گا۔ اس کی جو درگت بنی ہے
وہ اس کا بدلہ آج رات لینے کی کوشش کرے گا۔ چڑیل کا جو حشر نشر ہوا اس وجہ
پا ہو جائے گا۔ آج کی رات بہت ہی بھاری ہوگی۔ وہ ہم سب کی جان لینے کی کو
وسائی کے لہجے میں تشویش بھر گئی۔
''آپ لوگ کسی بات کی فکر نہ کریں۔'' عقرب نے دلاسا دیا۔ ''میں رہ
گا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کرتا ہے......''
''ایک مہینے سے ایک روح ناجیہ کو بہت تنگ کر رہی ہے۔ وہ رشید کے ناک
ناجیہ کو اس سے نجات مل جائے......'' اللہ وسائی نے ایک سرد آہ بھری۔ ''میری بچ
روتی ہے۔ یہ غریب اور کر بھی کیا سکتی ہے۔ چوں کہ آیۃ الکرسی پڑھتی رہتی ہے



رہتا۔ تب اسے وہ روح بہت پریشان اور ہراساں کرتی ہے۔ وہ روح جو ہے رشید کی
......شاید وہ اس کی روح ہے۔ وہ اپنی روح کو شاید بھیجتا ہے کیوں کہ وہ جب بھی آتی
کرنے کے لیے کہتی ہے۔''
وہ رشید کی روح نہیں ہے۔'' عقرب کہنے لگا۔ ''اس نے کسی روح کو آزاد کرایا
بد روحوں کو عامل حضرات بوتلوں میں یا کسی ایسی جگہوں پر نظر بند کر دیتے ہیں کہ وہ نکل
نے کسی ایسی ہی روح کو آزاد کرا کے اپنا تابع بنا لیا ہوگا اور اس سے کام لیتا ہوگا۔ رشید
جادو کا ماہر ہے اس لیے وہ روح اس کا ہر حکم بجا لاتی ہے وہ رشید کی شکل میں بھی آ جاتی
کی رات رشید اس روح اور دوسری بلاؤں کو بھی بھیجے...... گھبرانے کی ضرورت نہیں۔
آج کی رات نہ صرف روحوں اور بلاؤں کا چکر ختم ہو جائے گا بلکہ رشید کا جادو بھی بے اثر
عام قسم کا شخص ہو جائے گا۔ وہ کسی کے خلاف کچھ نہیں کر سکے گا۔''
سکتا ہے بیٹے!......؟'' کرم دین نے دل گرفتہ انداز میں پوچھا۔ ''اللہ کرے ایسا ہو
بہت پریشان ہے۔''
ہو سکتا......؟'' عقرب نے ناجیہ کی طرف دیکھا اور اس کا سارا ذہن اپنے میں منتقل
ضروری ہے کہ ناجیہ اس روح کے بارے میں تفصیل سے بتائے جب سے وہ اسے
رہی ہے......''
کر اس کی طرف دیکھا۔ پھر اسے تذبذب سا ہوا۔ اسے ہچکچاہٹ سی ہو رہی تھی۔
موجودگی میں سنا نہیں سکتی تھی کیونکہ حجاب اور فطری حیا مانع تھی۔ عقرب نے اسے
مشکل میں ڈال دیا تھا کہانی سنانے کے لیے کہہ کر۔
بیٹی کو شش و پنج میں دیکھ کر کہا۔ ''بیٹی اس روح کے بارے میں بتانے میں کیا حرج
ہے۔''
اس کی مشکل حل کر دی۔ اس نے کہا۔ ''روح کے بارے میں کسی وقت سن لوں
طلب ہو رہی ہے کیا خیال ہے...... ہم سب کیوں نہ گرم گرم دودھ پتی کی چائے
بنی ہوئی جائے......''
بجنے میں بیس منٹ باقی تھے۔ گھر کے سارے افراد رات کے کھانے سے فراغت
اور اللہ وسائی اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلے گئے تھے۔ ناجیہ بھی اپنے
کے لیے بستر پر دراز ہو چکی تھی۔ عقرب نے ان سب کو دلاسا دیا اور ہمت
رنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اب کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ بالفرض محال اس نے کسی
جادو کیا تو وہ دیکھ لے گا۔ کیوں کہ وہ جاگ رہا ہے۔ عقرب کی باتوں اور دلاسے
طرح سے اطمینان ہوا اور تقویت محسوس ہوئی تھی۔ اس لیے وہ سونے کے لیے
ایک کمرہ دے دیا گیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں موجود تھا اور جاگ رہا تھا۔

اللہ وسائی اور کرم دین بستر پر دراز ہوتے ہی گہری نیند سو گئے۔ لیکن ناجیہ جاگ رہی تھی۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ عقرب اور آج ایک دن میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اسے یہ سب کچھ ایک خواب کی طرح لگ رہا تھا۔ جب عقرب اس کے باپ کو بے ہوشی کی حالت میں لے کر آیا تو اس کا دل عقرب کو دیکھ کر دھڑک اٹھا تھا۔ اس نے دل میں دعا کی کہ عقرب اس کے باپ کو پہنچانے کے بعد چلا نہ جائے۔ کسی بہانے رک جائے۔ اس کی دعا قبول ہوئی تھی۔ عقرب انسان نہیں ایک مسیحا تھا۔ اس نے اسے نہ صرف چڑیل کے ہاتھوں سے بچایا بلکہ اس کے باپ کو بھی...... رشید ایک زہریلا سانپ لے کر آیا تھا۔ اور پھر وکیل سے نہ صرف پلاٹ کی فائل بھی...... وہ اس لیے بھی رک گیا تھا کہ رات رشید کی طرف سے کوئی عمل ہوا تو اس کا توڑ کر سکے۔ لوگوں کی حفاظت۔ عقرب نے اس کے والدین سے یہ بھی وعدہ کیا ہوا تھا کہ ان کے پلاٹ پر رحمت آرائیں نے جو کوٹھی بنالی ہے وہ انہیں دلا دے گا۔ اس کا مالک بنا دے گا۔ اب یہ لوگ اس پلاٹ کے مالک ہیں۔ رحمت آرائیں نے یہ کوٹھی ان کے پلاٹ پر بنا کر غیر قانونی حرکت کی ہے۔ وہ اس کا مالک اور دعویدار نہیں ہو سکتا ہے اسی صورت میں رحمت آرائیں مالک بن سکتا ہے کہ پلاٹ...

لیکن عقرب ایک دو دن میں یہاں سے چلا جائے گا۔ اس کے دل کی دنیا اندھیر ہو جائے گی۔ وہ کیا کرے گی۔ اسے زندگی میں صرف ایک شخص پسند آیا۔ مصیبتوں کا نجات دہندہ۔ اس کے چلے جانے کے بعد کیا وہ زندہ رہ سکے گی؟ اس کے دل کو سکون و قرار آ سکے گا۔ کاش ایسا نہ ہوتا...... ؟ اس نے اپنا دل عقرب کے قدموں میں ڈال دیا نہ ہوتا؟ پگلی! اس کے دل میں ایک نادیدہ آواز لہرائی۔ تو نے ایک اجنبی مسافر سے پیار کیوں کیا...... ؟ کیوں کیا۔ جانا کہ...... وہ ایک مسافر ہے۔ ہر مسافر کی منزل الگ الگ ہوتی ہے۔ وہ تیرے لیے پھر بھی تو ایک مسافر ہے۔ کاش! تو نے اسے دل دینے سے پہلے سوچ لیا ہوتا... بولی۔ محبت تو اندر سے ہوتی ہے...... تمہی بتاؤ میں کیا کروں...... ؟ میں اس مسافر کو کیسے روکوں۔

ناجیہ کو اپنے دل میں ایک چھری اترتی محسوس ہوئی۔ اس نے اپنا سینہ دبا کر آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اس کی بند آنکھوں سے دو صاف و شفاف موتی نکل کر اس کے گالوں پر ڈھلک گئے۔ وہ نیند پانے کی کوشش کرنے لگی۔

ایک حقیقت سے دوسری حقیقت جنم لیتی ہے۔ انسان کے اصل چہرے کے اندر ایک اور چہرہ ہے۔ دل کی گہرائی میں جھانک کر دیکھنے سے بھی نئے پن کا احساس ہوتا ہے۔ پراسرار اور ناقابل فہم...... ناجیہ نے سوچا۔ کیا معلوم عقرب نے بھی اسے اپنے من میں بسا لیا ہو۔ وہ حسین ہے اس کا حسن و جمال اور آتش فشاں جیسے شباب کا چرچا پورے خاندان اور گاؤں میں ہے شادی کے بہت سارے امیدوار تھے اور پھر وہ والدین کی غیر موجودگی میں گھر میں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے آپ کو تنقیدی نظروں سے دیکھتی ہے۔ اس کی سہیلیاں بھی اس کے نشیب و فراز کی رشک بھرے لہجے میں تعریف کرتی تھیں۔ اس طرح اپنے آپ کو دیکھنا



...لذت محسوس ہوتی تھی۔ وہ جی بھر کے اپنی کشش کے خزانوں کو دیکھتی تھی۔ محظوظ ہوتی تھی۔ ...پریشانی ذلی نہیں ہو سکتا؟

...ایک دیکھا کہ کمرے میں نیم تاریکی ہے۔ دروازہ بند ہے اور جیسے کسی نے کھڑکیاں ...کی ہوں۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ مسہری لگی ہوئی ہے پھر اس نے دیکھا کہ عقرب ...ہے بڑی حیرت ہوئی۔ اس کے دل میں نفرت یا غصہ پیدا ہونے کے بجائے خوشی کی لہر ...پل بھر کے لیے سوچا۔ کاش! وہ انجانی دنیا میں پہنچ جائے۔ جہاں سونے اور چاندی کی ...یں سنہرے سپنے پھیلے ہوئے ہوں گے۔ یہ خیال آتے ہی اس کے دماغ پر گرم گرم ...اس کی نس نس جیسے پھٹنے لگی۔ چیخ اٹھی...... نہیں...... نہیں...... اب نہیں...... اب کوئی ...کوئی رکاوٹ، کوئی جھجک نہیں...... وہ اپنا سب کچھ اسے سونپ دے گی۔ سب کچھ اس ...کی۔ تمام بندھن توڑ کر خود کو آزاد کرا لے گی۔ وہ کہے گی...... تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں ...میں تمہاری ہوں صرف تمہاری۔ مجھے اپنی آغوش میں لے لو۔ مجھے اپنے اندر جذب ...گا؟ کانپ اٹھے۔ کانپتا رہے گا؟ کانپتا رہے۔ اظہار ہو جانے کے بعد اس کی ہمت ...وہ کچھ بول نہیں سکے گا۔ گم ہو جائے گا پھر اسے حالات کے سانچے میں ڈھالنے میں کتنی ...پتلی بنانے میں کتنی دیر لگے گی؟ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر مسہری پر اپنے ساتھ بٹھا لوں گی ...لوں گی۔ اس کے سر کے بال سہلاؤں گی...... اس کے بعد اگر وہ چاہے تو اس کے ...پیوست کر دوں گی۔ اسے اپنے سینے سے بھینچ لوں گی اور بھینچے رہوں گی۔ وقت ...کا کانٹا بھاگتا رہے گا۔ رات بڑھتی رہے گی...... پھر رات ختم ہو جائے گی پھر عقرب ...گھر والوں سے مانگ لے گا۔

...اس کی سوچ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ یوں ایک نظر عقرب کو دیکھتے ہی اس کے سارے ...چنگاریاں بھر گئیں۔ وہ خاموش رہی۔ دیکھیں عقرب کیا کرتا ہے؟ وہ چپ چاپ ...رہی۔ پھر وہ اس کے قریب ہو گیا ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہا۔ اس کا لمس بڑا ...لگتا تھا۔ ایسا محسوس جیسے اس کے سارے بدن میں سنسنی پھیل گئی ہو اور اس کے عضو عضو ...ہوں اور پھر اس پر موت کی غنودگی سی چھا گئی۔ پھر وہ اس کے اور قریب ہوا۔ ...ساتھ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے بدن کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کی آنکھیں کھل ...آنکھیں بند کرتے ہی اسے نیند آ گئی تھی۔ اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ایک خواب ...اس کے ذہن میں منڈلا رہا تھا۔ وہ خواب میں حقیقت بن کر سامنے آ گیا تھا۔ ...خون اب بھی رقص کر رہا تھا۔ اس کی نس نس میں ابھی تک لطیف احساس چھایا ...اسی طرح آنکھیں بند کیے لیٹی رہی۔ شاید پھر وہ خواب نظر آ جائے۔ لیکن وہ ...اس کا کیف و سرور ذہن پر چھایا ہوا تھا۔ اس نے سوچا۔ کاش! یہ خواب ساری ...اس نے کمرے کے باہر ایک سایہ سا دیکھا اس کے دل میں خوف کی لہر اٹھی کہیں وہ

روح یا کوئی بلا تو نہیں ہے جو اسے تنگ کرنے آئی ہو...... اس کی جان لینا چاہتی ہو۔ رشید ۔ جان لینے شاید کسی بلا کو بھیجا ہو وہ چیخ مارنے والی تھی کہ اسے عقرب کی آ دی۔ ''ناجیہ!...... ناجیہ!...... کیا تم جاگ رہی ہو؟''

''جی ہاں......'' عقرب کی آواز سن کر اس کے دل کو ڈھارس ہوئی۔ اس کا خوف دور ہو گیا بیٹھی بستر سے اتر کر اس نے سینے پر دوپٹا ڈالا۔ پھر بال اور لباس درست کرتی ہوئی دہلیز پر آئی سے باہر عقرب کھڑا تھا۔

''میں نے تمہیں اس لیے زحمت دی ہے کہ میرے کمرے میں آؤ تاکہ میں تم سے بارے میں معلوم کرسکوں۔'' عقرب نے اس کے پوچھنے سے پہلے ہی کہہ دیا۔ ''میں اس بارے میں یہ جاننا چاہتا ہوں وہ تمہیں کس طرح تنگ پریشان اور ہراساں کر رہی ہے تاکہ میں کرسکوں۔ کیا تم مجھے ساری کہانی سنانا پسند کرو گی......؟''

عقرب نے یوں تو ناجیہ کا سارا ذہن اپنے میں منتقل کرلیا تھا اور اسے سب کچھ معلوم لیکن وہ پھر بھی ناجیہ کی زبانی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ بتانا نہیں چاہتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی واقف ہے۔

ناجیہ خود بھی عقرب سے تنہائی میں بات کرنا اور دل کی بات زبان پر لانا چاہتی تھی۔ موقعے کی تلاش میں تھی اور پھر روح کے بارے میں اسے بلاخوف و جھجک بتا بھی سکتی تھی۔ اہم بر آئی تھی۔ اس نے عقرب سے کہا۔ ''آپ اپنے کمرے میں چلیں میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں آپ کے لیے شربت یا چائے بنا لاؤں......؟''

''نیکی اور پوچھ پوچھ۔ چائے بنا دیں۔'' عقرب مسکرایا۔ ''تمہیں باورچی خانے ہوئے ڈر تو نہیں لگے گا...... کیوں کہ رات کے گیارہ بج رہے ہیں آج دوپہر جو واقعہ پیش آیا شاید خوف زدہ کر دیا ہو۔''

''آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کوئی ڈر اور خوف محسوس نہیں ہوگا۔'' ناجیہ نے اعتماد بھرے کہا۔ ''آپ بے فکر رہیں۔'' عقرب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ناجیہ نے باورچی خانے سے پہلے ماں باپ کے کمرے میں جھانکا۔ وہ دونوں گہری نیند سو رہے تھے۔ پھر وہ باورچی طرف بڑھ گئی۔ پھر اس نے بڑے سکون و اطمینان سے اور بے خوفی سے چائے بنائی۔ اپنے کے لیے...... پھر وہ چائے لے کر عقرب کے کمرے میں پہنچ گئی۔

اس نے خاموشی سے چائے پیتے ہوئے لمحے کے لیے سوچا کہ...... کیا وہ خواب عقرب کو بتائے؟ کاش! یہ خواب حقیقت بن جائے۔ رات ہے تنہائی ہے اس کے ماں باپ ہیں۔ وہ عقرب کے چوڑے چکلے اور مضبوط سینے پر اپنا سر رکھ دے۔ لیکن فطری شرم مانع ایک عورت تھی پیش قدمی نہیں کرسکتی تھی۔

''یہ کوئی ڈیڑھ مہینے پہلے کی بات ہے۔'' ناجیہ نے چائے پیتے ہوئے عقرب کے



لی۔ ''خاندان کے کچھ لوگوں نے جادو ٹونے اور سفلی علم کے چکر چلانے تین چار ماہ سے تھے کیوں کہ بابا نے میرا وہاں رشتہ طے کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ وہ مجھ سے ن کی وجہ سے ہی نہیں پلاٹ کے لیے بھی کرنا چاہتے تھے۔ ایک شادی کی تقریب میں یلھا تو مجھ پر ریشہ خطمی ہو گیا۔ وہ یوں تو مجھے دو ایک بار برسوں پہلے دیکھ چکا تھا۔ اس روز پر شادی میں تیار ہو کر گئی تھی۔ میری ایک رشتہ دار بہن نے مجھ سے کہا کہ...... میری نہ لگ جائے کیوں کہ اس وقت پوری محفل میں تم جیسی ایک بھی حسین لڑکی نہیں ہے تم لگ رہی ہو۔ اس کی بات غلط تھی یا صحیح...... میں اپنی تعریف سن کر خوش نہیں ہوئی لیکن میں کہ میں پوری محفل کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہوں کسی کی نہ سہی۔ رشید کی نظر مجھ پر پڑ گئی گئی۔ اس شادی کے دوسرے دن رشید کی ماں اور باپ اپنے بیٹے کے لیے میرا رشتہ ئے تو میرے گھر والوں نے صاف انکار کر دیا اور ان سے صاف صاف بھی کہہ دیا کہ نے جو پیشہ اختیار کیا ہوا ہے وہ قابل عزت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وہ بہت بدنام بھی سارے لوگ اس کے ہاتھوں ستائے ہوئے ہیں۔ اسے یہ پیشہ زیب بھی نہیں دیتا ھر والے سخت ناراض ہو کر چلے گئے۔ ساتھ ساتھ یہ دھمکی بھی دے گئے کہ انہوں نے ل کیا ہے وہ اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔

پانچ دن کے بعد ماں اور بابا ایک دور کے رشتہ دار کے ہاں عیادت کے لیے گئے ہوئے لی تھی۔ میں نہا کر نکلی تھی اور بالوں کو خشک کرنے کے بعد کنگھی کر رہی تھی کہ باہر کے ہوئی۔ اس وقت میری ایک سہیلی عابدہ جو اس محلے میں رہتی تھی مجھ سے ملنے کے لیے نے جا کر دروازہ کھولا۔ دروازے پر رشید کو دیکھ کر میرا سینہ دھک سے ہو کر رہ گیا۔ میں ماں اور بابا گھر پر نہیں ہیں۔ میں اکیلی ہوں پھر بھی وہ دندناتا ہوا کمرے میں داخل کے اندر دیکھ کر حد درجہ خائف اور سراسیمہ ہو گئی۔ کیوں کہ اس کے ہونٹوں پر استہزائی آنکھوں میں شیطنیت ناچ رہی تھی۔ اس کے چہرے سے دل کا میلا پن صاف ظاہر ں مجھے اکیلے پا کر اور دیکھ کر بہت خوش ہو گیا تھا۔ رشید کے بارے میں خاندان کی سن چکی تھی اس نے دو لڑکیوں اور دو شادی شدہ عورتوں کی بے حرمتی کی ہوئی عورتیں اس کے پاس تعویذ گنڈوں اور جادو ٹونے اور بانجھ پن کے علاج اور جاتی تھیں وہ ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ان کی عزت سے کھیلتا تھا۔ بے عورتیں پھر بھی اس کے ٹھکانے پر احمق بن جاتی تھیں اور فریب کھاتی تھیں۔ مجھے انسان نہیں، آدمی نہیں بلکہ ایک زہریلے سانپ کی طرح لگا جو مجھے ڈس لینا میں نہ صرف اس کے سامنے بغیر دوپٹے کے تھی بلکہ ململ کا کرتہ پہنے ہوئے تھی۔ اس ان اور نمایاں ہو گیا تھا۔ وہ مجھے اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ایک بھیڑیا کچا گوشت رے کی طرف لپکی تاکہ دوپٹا اٹھا لاؤں اور کوئی ایسی چیز جس سے اپنا دفاع

کرسکوں اور اس زہریلے سانپ کو بھگا دوں۔ اس نے میرا راستہ روک لیا اور کہا۔ ''تم اگ
میری نظروں کے سامنے کھڑی رہو...... اندر کیوں جا رہی ہو......؟ مجھے تم سے کچھ باتیں کرنا'
میں نے کہا۔ ''مجھے اندر جا کر دوپٹا لانے دو...... مجھے شرم آ رہی ہے میں ایک نوجوان
میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔'' میری بات سن کر وہ معنی خیز انداز سے مسکرایا۔ ''اس وقت
کے قیامت ڈھا رہی ہو...... مجھ سے کیسی شرم اور کیسا پردہ......؟ تمہیں نہ صرف میرے سا
بلکہ بے لباس بھی رہنا ہوگا۔ شادی کے بعد......''

اس کے بے ہودہ جملے نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی۔ نفرت اور غصے سے
میں لہو ابلنے لگا۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ کمینہ اس قدر ذلیل اور گھٹیا قسم کا شخص ہے۔ نجانے اس
ہوا۔ میں نے تیز و تند لہجے میں کہا۔ ''تمہاری بہن کی جو شادی ہوئی ہے کیا وہ بھی شادی
سسرال میں بے لباس رہتی ہے......؟''

وہ بے غیرت میری بات سن کر ہنسنے لگا۔ ''میری بہن کی بات چھوڑو...... تم اپنی بات
میں بھی قیامت لگ رہی ہو۔ بے لباس ہی لگ رہی ہو...... تمہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے تمہیں
انداز سے تراشا گیا ہے۔''

''رشید صاحب! تم اس وقت چلے جاؤ...... گھر پر کوئی نہیں ہے۔ کوئی آ گیا کسی نے د
بدنامی ہوگی۔''

''چلا جاتا ہوں...... چلا جاتا ہوں...... ذرا دل اور نظروں کی پیاس تو بجھنے دو...... تمہا
سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تم سے یہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں کہ تمہارے ما
مجھے تمہارا رشتہ دینے سے کس لیے انکار کر دیا؟''

''میں کیا جانوں...... یہ بات تم میرے ماں باپ سے پوچھو۔ اس کی وجہ شاید تمہار
بھی بتا دی گئی تھی......''

''اپنے ماں باپ کو مارو گولی...... یہ بتاؤ کہ تمہارے کیا ارادے ہیں؟ کیا تم مجھ سے
کے لیے تیار ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''میں اپنے ماں باپ کے بارے میں اس قسم کی کوئی بات سننا نہیں چاہتی ہوں۔''
بھرے لہجے میں کہا۔ ''میرے ماں باپ کا فیصلہ میرا ہے۔ میں ان کی مرضی کے خلاف
اٹھا سکتی اور نہ تم سے شادی کروں گی۔''

''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔ تم اس وقت راہ راست پر آؤ گی
فتح کر لوں......'' وہ سنجیدہ ہو کر بولا۔ اگلے لمحے اس نے بجلی کی سی سرعت سے لپک کر مجھے
مانی کرنے لگا میں اس افتاد کے لیے تیار نہ تھی۔ وہ ایک تو دراز قد تھا اور پھر مرا
توانا...... میں بے بس ہونے لگی تو وہ مجھے بے لباس کرنے لگا۔ مجھے ایک لمحہ مل گیا۔ میں نے
پر اپنے ناخن گاڑ دیئے اور اس کے چہرے پر خراشیں ڈال دیں۔ وہ اور مشتعل ہو گیا پھر



تھوکا اس نے مجھے اپنے بازوؤں کی گرفت سے آزاد کر دیا۔ میں نے اس کے سینے پر دونوں
ری قوت سے دھکا دیا تو وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ میں فوراً ہی باورچی خانے کی
یں نے سبزی کاٹنے کی چھری اٹھا لی۔ کمرے میں آئی تو وہ غصے سے کانپ رہا تھا پھر اس
اپنی مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا۔ ''قسم ہے میرے استاد کی میری جان! میں تجھ سے ہر
ادی کر کے رہوں گا...... اگر شادی نہ کر سکا تو تجھے ایک دن پھول کی طرح مسل دوں گا...... میرا
اری نہیں ہے...... تم سب کی زندگی حرام کر دوں گا......''

یں اسے چاقو مارنے کے لیے بڑھی تو وہ گھبرا کر گھر سے نکل گیا۔ میں نے لپک کر دروازہ بند
مرے میں آ کر بستر پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میری عزت لٹنے سے بال بال بچ
یں نے فوراً ہی کرتہ تبدیل کیا۔ کیوں کہ وہ ململ کا تھا اور پھٹ چکا تھا۔ میرا بدن جگہ جگہ سے
تھا۔ میں ایک طرح سے بے لباس ہی ہو گئی تھی۔ پھر میں نے کرتہ بدلنے کے بعد گردن اور
لال لال نشان صاف کیے۔ کریم اور پوڈر سے چھپا دیا۔

پہلے کی بات ہے کہ میں اپنے کمرے میں سو رہی تھی کہ اچانک بیدار ہو گئی۔ میں نے
ے ساتھ میری سہیلی اور ہم جماعت صبیحہ لیٹی ہوئی ہے۔ اس کا لباس بڑا نامناسب سا
دیکھ کر ایک دم سے اس طرح اچھل پڑی جس طرح کرنٹ لگنے سے کوئی اچھل جاتا ہے۔
میں حیران تھی کہ کب اور کس وقت آئی مجھے اچھی طرح سے یاد تھا کہ رات میں اکیلی
گھر آنے اور ساتھ سونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور پھر یہ گوالمنڈی میں اپنے
کے ساتھ رہتی ہے کوئی دو برس سے میں نے اس کی شکل صورت نہیں دیکھی تھی۔ میٹرک
بعد اس نے تعلیم کو خیر باد کہہ دیا تھا اور پھر اس وقت وہ جس حالت میں تھی کوئی جوان اور
دلکش تھی۔ میں نے حیرت سے کہا۔ ''صبیحہ! تم رات کب آئیں......؟ اور پھر تم اس
یں کیوں سو رہی ہو......؟''

آئی تو تم سو چکی تھیں۔'' اس نے جواب دیا۔ ''میرے بھائی جان مجھے دو دن کے لیے
یوں کہ ساتھ میں کپڑے نہیں لائی گرمی بہت ہے اس لیے میں اس حالت میں

یں تمہیں اپنا ایک جوڑا نکال کر دیتی ہوں...... تم نے جو جوڑا اتارا وہ کہاں ہے دکھائی
''

سی جوڑے کی ضرورت نہیں تم لیٹی رہو اور مجھ سے پیار بھری باتیں کرتی رہو۔''

یں نے کہا۔ ''ماں نے تمہیں اس حالت میں دیکھ لیا تو کیا خیال کریں گی اور پھر

اس وقت گہری نیند سو رہی ہیں رات کے بارہ بجے ہیں مجھے کوئی شرم نہیں آ رہی

ہے مجھے اچھا لگ رہا ہے...... تم تو میری محبوبہ ہو...... میری ہیروئن اور دوست ہو۔ اسکول کی پیاری سہیلی ہو...... ہو نا؟"

اتنا کہہ کر صبیحہ نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور میرے چہرے پر جھک گئی اور بوسوا شروع کر دی مجھے اس کی یہ حرکت بڑی ناگوار ور معیوب سی لگی۔ میں اس قسم کی لڑکی نہیں تھی۔ اس قماش کی تھی۔ وہ بڑی پیاری اور نیک سیرت تھی بااخلاق اور پنج وقت نمازی بھی تھی۔ اس قسم کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ میں اس کے بازوؤں کی گرفت میں کسمسائی اور حلقہ کوشش کی تو اس کی سفید مرمریں بانہیں فولاد کی طرح سخت لگیں۔ وہ بڑی جذباتی اور وحشی تھی۔ بری طرح بہک رہی تھی جب میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو جیسے میری جا گئی۔ اب اس کا چہرہ ایک عورت کا اور صبیحہ کا نہیں رہا تھا وہ یکسر بدلہ ہوا اور مرد کا چہرہ تھا ایک چہرہ...... میں نے ایک چیخ ماری اور میرا پورا جسم پسینے میں نہا گیا۔ پھر میں بے ہوش ہو گئی۔

جب میں ہوش میں آئی تو اس وقت رات کے دو بج رہے تھے میرے بستر پر ماں بیٹھی اور بابا کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں سے فکر مندی اور تشویش ظاہر تھی مجھے ہوش میں میرے لیے گلاس میں ٹھنڈا پانی لے آئے پانی مجھے اس وقت بہت اچھا لگا میرے حواس بحا ہو گئے۔ پھر مجھے سارا واقعہ یاد آ گیا۔ ماں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ تم نے چیخ تھی...... ؟ کہیں تو نے کوئی ڈراؤنا خواب تو نہیں دیکھا...... ؟

پہلے تو میں نے سوچا کہ ماں باپ سے کہہ دوں کہ ماں میں نے ڈراؤنا خواب دیکھا خیال آیا کہ گھر والوں سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے کیونکہ کچھ دنوں سے گھر میں کچھ عجیب واقعات پیش آ رہے ہیں۔ پراسرار قسم کی آوازیں ہنسی اور قہقہے سنائی دیتے ہیں۔ راتوں کو صحن کی شکلیں دکھائی دے رہی ہیں۔ باورچی خانے میں برتنوں کے گرنے کے واقعات بھی پیش آ اس کے علاوہ کچھ چیزیں جو کمروں میں تھیں وہ صحن اور گھر سے باہر تھیں۔ گلی میں پائی گئی تھیں۔ بھی پراسرار طور پر پائی گئی تھیں۔ دودھ کے برتن میں دودھ کی جگہ خون بھرا ہوا تھا۔ دو ایک چائے بھی خون بن گئی تھی۔ سالن میں انسانی ہڈیاں تیرتی دکھائی دی تھیں۔ پلاؤ میں مٹی اور پتھر ایسے ایسے نجانے بہت سارے واقعات پیش آ چکے تھے جنہوں نے جینا حرام کر دیا تھا۔ اس واقعے کو علم میں لانا ضروری تھا۔

میں نے ماں اور بابا کو صرف یہ بتایا کہ ایک روح میری سہیلی کے روپ میں آئی تھی اصل روپ میں آئی تو اس کا چہرہ ایک مرد کا ہو گیا۔ میں نے اسے دیکھ کر چیخ ماری اور خوف سے بے ہوش ہو گئی۔ اگر میں انہیں بتاتی کہ اس روح نے سہیلی کے روپ میں مجھ سے دست دراز ان کے لیے پریشانی کا موجب بنتا۔ اور پھر میں ایک بیٹی ہونے کے ناتے کیوں کر اور کیسے روح نے سہیلی کے روپ میں میرے ساتھ کیسی بے ہودہ اور ناشائستہ قسم کی حرکتیں کی تھیں تاکہ انتہائی لذت میں ڈوب کر اپنی عزت سے محروم ہو جاؤں۔



راتیں خیر و عافیت سے گزر گئیں۔ پھر وہ روح نہیں آئی۔ تیسرے دن رات بارہ بجے میں نیند ٹوٹ گئی۔ کیوں اور کس لیے بیدار ہوئی اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ میں عموماً رات گہری نیند سوتی ہوں پہلے بیدار نہیں ہوتی ہوں۔ چاہے کتنی سخت گرمی کیوں نہ ہو بجلی کیوں نہ چلی گئی ہو۔ جوانی کی گہری ہوتی ہے۔ میں نے سونے کی کوشش کی لیکن نیند آنکھوں سے جیسے روٹھ گئی تھی۔ کچھ دیر تک کروٹیں بدلتی رہی۔ پھر سخت پیاس لگی۔ میں صحن میں جا کر مٹکے کا پانی پی کر کمرے میں آئی۔ کمرے کا بلب جل رہا تھا۔ میں بستر پر سونے کے لیے دراز ہوئی تھی کہ یک لخت اچھل پڑی۔ کھڑکی کے پاس سے ایک سفید سا دھواں نمودار ہوا۔ پھر وہ آہستہ ایک دائرے میں بلند ہو گیا۔ کوئی چھ فٹ تک بلند ہو کر وہ رک گیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ایک انسانی شکل میں تبدیل ہوتا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک ایسا وجیہہ اور پرکشش شخص کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا جو میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ قصہ کہانیوں کی طرح لگ رہا تھا اس میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں اپنی جگہ ساکت و جامد سی ہو گئی۔ وہ آپ جیسا تھا۔ میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو گئی۔ اس کی وجاہت کی علم نے میرے وجود کو اسیر کر دیا تھا۔ ایک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔ پھر میرے دل کی دھڑکنیں بگڑنے اور شور مچانے لگیں۔ پورے جسم روانی تیز ہو گئی مجھے ایسا لگا جیسے وہ میرے خوابوں کا شہزادہ ہو میرا ارمان ہو۔

وہ مسکراتا ہوا میرے پاس آیا۔ اس نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کی بڑھایا۔ اس نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اس نے مجھے بستر سے اٹھا لیا اور فرش پر کھڑا کیا۔ اس کی کی طرح بہت خوبصورت اور سحر زدہ سی تھیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے اس کے قرب سے دہک اٹھا تھا۔

نے مجھے اپنے بازوؤں کی گرفت میں لے لیا تو میں نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ پھر اس نے میری جھانکتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ "میری جان ناجیہ!...... مجھے تم سے محبت ہو گئی ہیں میری محبت قبول ہے...... ؟"

میرے شہزادے!...... میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔ تم میری زندگی ہو۔ میرا خواب ہو...... "

اس وقت ایک بات محسوس کی کہ میری زبان نے جو کلمات ادا کیے وہ کسی نادیدہ طاقت نے ہیں۔ پھر اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم مجھ سے شادی کرنا پسند ابھی اور اسی وقت...... "

...؟ کیوں نہیں...... ؟ تم سے ضرور شادی کروں گی...... ؟" پھر میں نے محسوس کیا کہ کوئی اور بول رہا ہے۔ "جانتی ہو...... میں کون ہوں۔" اس نے میرے بالوں کو سہلاتے لہجے میں پوچھا۔

میں تمہارا نام نہیں جانتی ہوں...... لیکن اتنا جانتی ہوں کہ تم میری محبت ہو۔ میرے "

"میرا نام رشید ہے...... میں تم سے آج اور ابھی اسی وقت شادی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ شادی ہوگئی ہے۔"

"رشید......؟" میں نے چونک کر اس کی شکل دیکھی۔ میں نے دیکھا اس خوبصورت شخ میں رشید کے بازوؤں میں ہوں۔ پھر میں نے محسوس کہ رشید کا چہرہ دیکھتے ہی میں سحر ہوں۔ میری زبان سے غیر ارادی طور پر نکلا۔ "میرے اللہ...... یہ سب کیا ہے......؟"

جیسے ہی میرے زبان سے اللہ کا نام نکلا اس کا چہرہ پھر بدل گیا۔ وہ اس روز والے چھ گیا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا۔ "اگر تم نے دو دن کے اندر اندر رشید سے شادی نہیں کی تو میں لے لوں گا...... تمہارے ماں باپ کو بھی ہلاک کر دوں گا......"

پھر اس نے مجھے اپنے بازوؤں کے حلقے سے نکالا۔ پھر وہ دھواں بن کر نظروں سے
تیسرے دن رات ایک بجے وہ دھوئیں کی صورت میں نمودار ہوا۔ پھر اس نے کرخت لہجے میں کے لیے تیار ہو جاؤ۔" پھر وہ میری طرف بڑھا تو اس کی صورت اور مکروہ اور بھیانک ہوگئی......

پھر وہ دو قدم چل کر رک گیا۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا۔ "تم نے کیا فیصلہ کیا......؟"

"میرا وہی فیصلہ ہے جو میں پہلے کر چکی ہوں۔ جو میں بتا چکی ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

پھر اس کی شکل اس قدر مکروہ اور بھیانک ہوگئی کہ میرے بدن پر لرزہ طاری ہوگیا۔ آنکھوں کے سامنے موت ناچتی دکھائی دی۔ مگر اگلے ہی لمحے میں نے خود پر قابو پا لیا۔ وہ اگر کئی دنوں سے بدروحوں چڑیلوں اور مکروہ صورتوں سے واسطہ پڑ رہا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی مکروہ اور بھیانک شکل سے خائف نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اپنا حوصلہ برقرار رکھا۔ میں یہ کہ یہ مجھے موت کی نیند سلا نہ سکے گا۔ ساتھ اس کو جس نے بھیجا ہے وہ میری موت کا نہیں بلکہ کا خواہش مند تھا۔ وہ کیسے چاہ سکتا ہے کہ میں موت کے منہ میں چلی جاؤں۔ وہ مجھے شادی کے لیے دہشت زدہ کرنا چاہتا ہے۔

"میں تمہیں کچھ دیر کی مہلت دے رہا ہوں۔" وہ غرایا۔ "تم شادی کے لیے تیار ہو جا"

"میں شادی کے لیے تیار ہو سکتی ہوں۔ لیکن میری ایک شرط ہے بولو۔ منظور ہے۔"

"صرف ایک شرط ہے تو منظور ہے...... جلدی سے بتاؤ کہ وہ کیا شرط ہے؟"

"میری شرط یہ ہے کہ میں جہیز کچھ نہیں لاؤں گی۔ نہ زیورات، نہ کپڑے پلاٹ......"

"تمہارا باپ بھی پہلے یہ شرط رکھ چکا ہے کوئی اور شرط بتاؤ۔ یہ شرط منظور نہیں ہے۔"

"اگر جہیز میں زیورات، کپڑے لتے اور پلاٹ چاہیے تو میرے باپ کو پانچ لا کرو۔"

"پانچ لاکھ کیا...... پانچ روپے بھی نہیں دیئے جائیں گے۔ البتہ پانچ جوتے مل سکتے ہیں!"



س کے پاس پانچ روپے بھی نہیں ہیں میں اس شخص سے شادی کیسے کروں؟"

ی پر لڑکا نہیں بلکہ لڑکی والے خرچ کرتے ہیں۔ تمہارا باپ ہی خرچ کرے گا۔"

بھی لڑکوں کی شادی پر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ تم تو ایک چمار سے بھی گئے گزرے الی لڑکی ایک بھکاری سے شادی کر سکتی ہے؟ تم تو چماروں سے بھی بدتر ہو تو شادی کس

اس بند کرو......" وہ دہاڑا۔ "میں چمار کی اولاد نہیں ہوں۔ شریف خاندان کا ہوں۔"

ریف خاندان کے ہو تو اس روپ میں کیوں آئے ہو......؟ اصل روپ میں کیوں

لئے اس نے روپ بدل لیا۔ وہ رشید کے روپ میں میرے سامنے کھڑا تھا۔ میں اس یہ رشید نہیں ہے۔ اس نے رشید کا روپ دھار لیا ہے دراصل یہ بدروح ہے رشید کے کے حکم پر اشارے پر یہاں آئی ہے۔ اس نے مرد کا اور رشید کا روپ دھار لیا ہے۔ گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ رشید سن رہا ہے۔ وہی میری باتوں کا جواب بھی دے رہا ہے۔

کی قیمت پر شادی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

جان ناجیہ!" وہ کہنے لگا۔ "عورت جتنی حسین ہوتی ہے اتنی ہی بے وقوف بھی ہوتی ی میں گودا نہیں ہے۔ میں ایک بہت بڑا ماہر سفلی علوم ہوں۔ ایک جادوگر ہوں۔ اس ں ہے جو مجھ سے مقابلہ کر سکے۔ اگر تم ان باتوں کو سامنے رکھ کر سوچو، جذبات کے الام لیتے ہوئے میری بات مان لو تو تمہارے والدین کی خیر ہوگی۔ اس کے بعد میری بھائی اور والدین کو کوئی خطرہ لاحق نہیں رہے گا۔ تمہیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے ی ہوگی۔ اپنی ضد سے پریشانیوں کے سوا تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جلدی سے گا......"

بیکا نہیں کر سکتے ہو۔" میں نے سخت لہجے میں کہا۔ "بہتر ہے میری نظروں کے

اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا پھر ہنسنے لگا۔ "تم نادانی کی باتیں کر رہی ہو...... تم لا ہوں...... تم جانتی ہونا...... میں یہاں کیوں اور کس لیے آیا ہوں؟"

ات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ میں خاموش رہی اور اس کی شکل دیکھتی رہی۔ بڑھا تو اس کے چہرے پر استہزائی مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ چند ثانیوں کے بعد ہم دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہا۔ میں نے ایک قدم پیچھے ہٹنا چاہا تو ہٹ بے حس و حرکت بلکہ جامد سی ہوگئی تھی اس نے مجھ پر کوئی منتر پڑھ کر پھونک دیا

ہوس ناکی بھری تھی۔ وہ مجھے اس طرح دیکھ رہا تھا جس طرح ایک بھوکا بھیڑیا

کچے گوشت کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے۔ پھر اس نے مجھ سے استہزائی لہجے میں کہا،
اس وقت تم پوری طرح میری دسترس میں ہو...... میں چاہوں تو اس وقت تمہارا گلہ گھونٹ کر
سارا خون پی سکتا ہوں۔ اور چاہوں تو تمہاری بے حرمتی بھی کرسکتا ہوں۔ تم شادی کے…
دو...... اسی میں تمہاری سلامتی ہے۔"

میری زبان گنگ تھی۔ میں ایک ٹک اسے دیکھے جاری تھی میں دل کی بات اور نفرت…
سے قاصر تھی۔ میری آنکھیں شاید نفرت کا اظہار کر رہی تھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

اس نے میرا بشرہ بھانپ لیا کہنے لگا۔"زندگی سب سے پیاری اور قیمتی ہوتی ہے،…
دو۔ ہم ابھی اور اسی وقت شادی کیے لیتے ہیں۔ آج کی رات سہاگ ہوگی۔ سہاگ را…
میں لے جاتی ہے میری جان!...... صرف تم سر ہلا دو......"

وہ چند لمحوں تک میرے جواب کا انتظار کرتا رہا۔ اچانک اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔…
ہو رہا تھا اسی لمحے میں نے یہ محسوس کیا کہ وہ مجھے گلہ گھونٹ کر مار دے گا یا پھر میری عزت لو…
اس وقت ایک عجیب سی بات ہوئی۔ وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح ایک دم سے غا…
اس کے غیر متوقع غائب ہوتے ہی میں نے سکون و اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ…
سے نکل آئی تھی۔ میں خاصی دیر تک جاگتی رہی تھی۔ جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب وہ…
گا تو میں سونے کے لیے بستر پر دراز ہو گئی۔ اس وقت میرے دل کے کسی کونے میں کوئی…
تھا۔ میرے اندر ایک نیا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔

بستر پر دراز ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد مجھے نیند نے دبوچ لیا۔ اچانک گھبرا کر…
میری آنکھ کھل گئی۔ کمرے میں ہلکا نیلا بلب جل رہا تھا اور اس کی نیلگوں روشنی قدرے…
کی ہر چیز واضح اور صاف دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کمرے میں میرے…
موجود ہے۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ کوئی دکھائی…
نے اسے اپنا واہمہ سمجھا۔ اگر وہ خبیث آیا ہوتا تو ظاہر ہو جاتا۔ پھر میں نے پلنگ پر کسی…
کی۔ کوئی آ کر بیٹھ گیا تھا۔ میں نے جلدی سے دوپٹا اٹھا کر بستر سے اترنا چاہا تو مجھے نادیدہ…
کر جبر و زیادتی سے بستر پر لٹا دیا اور پھر وہ ہاتھ دست درازی کرنے لگے۔ میں…
میرے برابر لیٹ گیا ہے۔ میں اس کا ٹھوس جسم محسوس کر رہی تھی۔ مگر وہ مجھے نظر نہیں آ رہا…
طرف سے نادیدہ ہستی کی دست درازیاں جاری تھیں۔ میری مزاحمت کسی کام نہیں آ رہی…
ہاتھ میرے پورے جسم پر تیزی اور بے رحمی سے حرکت کر رہے تھے۔ میں بے بس…
تھی۔ پھر مجھے ایک لمحہ ملا تو میں نے تڑپ کر خود کو اس کے بازوؤں سے آزاد کرایا اور…
لیکی۔ لیکن دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اچانک پھر کسی نے مجھے اپنی آغوش میں جکڑ لیا…
ایک بھبکا میری ناک سے ٹکرایا۔ پھر دو مضبوط بازوؤں نے مجھے فرش سے اٹھا کر پلنگ پر…
دیا جیسے میں کوئی پلاسٹک کی گڑیا ہوں۔ میں نے چیخنا چاہا مگر میری چیخ حلق میں ہی…



…کے باوجود میں چیخ نہ سکی۔ میں اس طاقتور ہستی کے ہاتھوں بے بس سی ہو گئی تھی۔ قریب
…ہستی کی ناشائستہ حرکات آخری حدوں سے اچانک تجاوز کر جاتیں میرے دل میں
…نہ اللہ کا نام لوں۔ میں نے فوراً ہی بلند آواز سے کہا۔" یا اللہ! تو مجھے اس شیطان
…"

…تھا کہ مجھے اپنے اوپر سے ایک بھاری بوجھ ہٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اگلے لمحے کمرے کا
…کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ کمرے میں میرے سوا کوئی
…صبح تک جاگتی رہی۔ پھر کچھ نہ ہوا۔ اس واقعے کے بعد میں کمرے کا دروازہ
…رہی۔ دو چار دن خیریت سے گزر گئے۔ لیکن پانچویں رات کو پھر وہی واقعہ پیش
…چوتھے دن کوئی ان دیکھی قوت مجھے مسلسل پریشان کر رہی ہے۔ میرا خیال ہے
…اپنے کالے جادو کے زور پر ان دیکھی ہستی بن کر آتا ہے۔ لیکن ایک بات یہ ہے کہ
…اس طرح پریشان کرنے کے بعد اس سے قبل کہ وہ کوئی حد سے زیادہ مذموم حرکت
…پا جاتا ہے۔ دو تین دن سے سکون ہے وہ ہستی نہیں آئی۔ میں نے اس واقعے کے
…نہیں لیا میں نے اپنی ایک بہت ہی گہری سہیلی کو بھی نہیں بتایا جو میری ہر بات
…لیے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھے کہ میرا کوئی آشنا ہے اور پھر میرے کردار کے بارے میں
…ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ آج ہمارا معاشرہ کس قدر زوال پذیر ہے۔ بے
…جا رہی ہے۔ آئے دن شرمناک واقعات پیش آ رہے ہیں جس سے ایسا لگتا ہے
…رہی ہے۔ نہ عورتوں کو اپنی عزت و آبرو کا خیال ہے اور نہ مردوں کو...... وہ غلاظت
…رہے ہیں۔

…کاست آپ کو سارے واقعات سنا دیے۔ ایک مخلص دوست سمجھ کر...... محسن سمجھ
…ہیں کہ ایک لڑکی ہونے کے ناتے آپ سے بیان نہیں کرنے تھے۔
…شرم اور بے حیا خیال نہ کریں۔ میں نے مجبور اور پریشان ہو کر آپ کے کہنے پر
…کہ آپ اس مشکل میں ہماری مدد کر سکیں۔ باقی دوسرے واقعات آپ کے علم

…اچھی لڑکی ہیں۔" عقرب نے تعریفی لہجے میں کہا۔" وہ مرد بڑا خوش نصیب ہوگا
…بنے گا۔ میرے دل میں آپ کی بڑی عزت اور قدر ہے۔ آپ نے بہت اچھا
…سارے واقعات من و عن سنا دیے۔ میرے دل میں آپ کی عزت کا جذبہ اور
…ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے کوئی دوش
…فکر مند اور پریشان نہ ہوں۔"

…باتیں سن کر دل میں اسے مخاطب کیا...... کیا آپ میری زندگی کے ہم سفر نہیں
…بہت اچھی لڑکی سمجھتے ہیں۔ اس کے دل کو ایک عجیب سے صدمے کا احساس

ہوا۔ پھر اس نے عقرب سے پوچھا۔ ''آپ کے خیال میں وہ کون نادیدہ ہستی ہے؟''
''وہ نادیدہ ہستی رشید ہی ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''لیکن وہ ایک بدروح کی مدد
کالی ماتا نے رشید کی مدد کے لیے بھیجا...... اس بدروح اور اپنے کالے جادو کے علم سے وا
گیا۔ لیکن اب وہ نہیں آئے گا۔ اب وہ کسی بدروح کو بھیجے گا۔ شاید وہ بدروح بھی آ سکتی
آپ کو پریشان کرتی رہی ہے چونکہ آپ نے خدا کو یاد کیا۔ اس لیے آپ کی عزت و
بدروح آپ کا بال تک بیکا نہیں کر سکی۔ آپ فکر مند اور پریشان نہ ہوں۔ آپ مجھے
مضبوط بوتل ہو تو لا دیں۔ اس کا ڈھکن بھی...... بہت مضبوط ہو۔ ایسی بوتل ہو گی گھر میں
''جی ہاں ہے...... تین چار بوتلیں ہوں گی۔'' ناجیہ نے کہا۔ ''ابھی چاہیے کیا
''جی ہاں...... ابھی اور اسی وقت...... وہ بوتل بہت کام دے گی۔'' عقرب نے کہا
تھوڑی دیر کے بعد ناجیہ اسٹور روم سے ایک پلاسٹک کی مضبوط اور درمیانہ سائز کی
عقرب نے بوتل کو اچھی طرح سے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر اس نے مطمئن ہو کر کہا۔ ''
ہے تم سے ایک درخواست ہے۔''
''آپ مجھے شرمندہ کیوں کر رہے ہیں؟ آپ حکم دیجئے۔'' ناجیہ نے کہا۔
''چائے بہت اچھی تھی۔'' عقرب نے کہا۔ ''آپ کی چائے مجھے آپ کی یاد دلا
نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک کپ چائے اور پلا دیں۔ مجھے اس وقت چائے کی بڑی طلب ا
ناجیہ باورچی خانے میں آ گئی۔ اس نے کیتلی چولہے پر چڑھاتے ہوئے سوچا
مخلص اور ہمدرد شخص ہے۔ جوان بھی ہے لیکن وہ اس کے حسن و شباب سے متاثر
ہے۔ جب کہ اس کا حسن و جمال بے مثل ہے۔ رات کی تنہائی اور سناٹے میں اس نے
اسے میلی نظروں سے نہیں دیکھا۔ سر جھکائے خاموشی سے اس کی کہانی سنتا رہا۔ لیکن
زخم دے کر جائے گا کیا وہ کبھی بھر سکے گا۔
رشید جب کرم دین کے ہاں سے اپنے ٹھیے پر پہنچا تو سخت حیران و پریشان تھا
طرح اس کے سانپ کا حشر نشر کیا تھا۔ اسے یقین نہیں آیا تھا اور نہ اب اور اس وقت
سانپ پر عمل کر کے اس لیے لے گیا تھا کہ گھر میں ان لوگوں کی نظریں بچا کر چھوڑ د
کے ماں باپ کو ڈس لے۔ ماں باپ کی موت کے بعد اس کا راستہ صاف ہو جائے گا
کے بھائی پر ایسا عمل کرے گا کہ وہ دونوں اس کے مطیع بن جائیں گے۔ اس کے اشار
گے۔ ناجیہ اور پلاٹ اسے مل جائے گا پھر وہ عیش کرے گا۔
یہ عقرب کون ہے......؟ کہاں سے آ گیا......؟ یہ شخص تو واقعی بچھو ہے۔ اس
وجود پر جو ڈنک مارا اس کی جلن وہ ابھی تک محسوس کر رہا تھا۔ لیکن یہ عقرب کوئی عامل تو
بالکل جوان ہے کوئی عامل ہوتا تو بھی اس کے سانپ سے بچ نہیں سکتا تھا۔ ڈسا جاتا
والا شخص ہی کر سکتا تھا۔ کیا عقرب بھی کالے جادو کا ماہر ہے؟ وہ ہر قسم کے علوم جانتا ہو



ے اچانک یاد آیا کہ کرم دین اور اللہ وسائی نے اس سے کہا تھا کہ چڑیل آئی تھی۔ عقرب
اس کی زبان گدی سے نکال کر پھینک دی بلکہ اس کے دانت بھی توڑ دیئے اور اس کے جسم کی
...... یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اس نے جس چڑیل کو ناجیہ کا خون پینے
تھا۔ وہ بہت خطرناک تھی۔ کالی ماتا کی خاص چڑیلوں میں سے تھی۔ اس پر آج تک کوئی
گر قابو نہ پا سکا تھا۔ وہ انسان کے جسم کا خون پیتی تھی تو اس کے جسم میں ایک بوند لہو کی بھی
تھی۔ اس قدر طاقت ور تھی کہ بیک وقت بیس مردوں سے مقابلہ کر سکتی تھی۔ کہیں کرم دین
نے اس سے جھوٹ تو نہیں بولا؟ اس نے ناجیہ کا تھوڑا سا خون پینے کے لیے اسے بھیجا تھا
اور چڑیل کو بھی ساتھ کر دیا تھا تاکہ وہ اللہ وسائی اور کرم دین کا بھی خون پی لے۔ لیکن وہ ان
ششدر رہ گیا۔ کیونکہ وہاں سب لوگ ٹھیک ٹھاک تھے۔ بڑے سکون و اطمینان سے بیٹھے
تھے اور پھر اس نے ایک اور بات جو ناجیہ کے بشرے اور اس کی آنکھوں سے محسوس کی
عقرب سے وہ محبت کرتی ہے۔ وہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔ اس قدر خوبصورت اور وجیہہ
اس پر اپنا دل وار سکتی ہے۔ اس کی جھولی میں گر سکتی ہے۔ لیکن وہ کسی قیمت پر ناجیہ کو
نے نہیں دے گا۔ وہ عقرب کو موت کی نیند سلا دے گا۔ یہ عقرب شاید ناجیہ اور پلاٹ کی
آیا ہے۔ اب اس کے لیے یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ عقرب کو اس دنیا سے رخصت
کام میں اسے دیر نہیں کرنی چاہیے۔
اپنا کمرہ اندر سے بند کیا۔ پھر وہ آنکھیں بند کر کے منتر پڑھنے لگا۔ وہ کالی ماتا سے مخاطب
بعد فرش سے ایک دھواں سا اٹھا۔ پھر اس نے ایک بھوت کی شکل اختیار کر لی۔ پھر اس
کالی ماتا نے بھیجا ہے۔''
تم مجھے وہ سب باتیں بتا سکتے ہو جو میں تم سے جاننا چاہوں گا؟'' رشید نے پوچھا۔
سب کچھ بتا سکتا ہوں جس کے لیے تم نے کالی ماتا جی سے کہا۔'' اس نے جواب
کالی ماتا کا تابع اور ان سے بہت قریب ہوں۔ میں انتہائی طاقت ور اور خطرناک بھی ہوں کالی

کالی چڑیل کے بارے میں بھی سنا تھا......'' رشید نے کہا۔
چڑیل کس قدر خطرناک ہے یہ تم جانتے ہو۔ تم اس سے بہت سارے کام لیتے رہے
سامنے کالی چڑیل کچھ نہیں ہے۔ وہ میری محبوبہ ہے۔ ہم دونوں یک جان دو قالب

ہے کہ کرم دین کے گھر میں کالی چڑیل کا عقرب نامی شخص نے حشر نشر کر دیا ہے؟''
سچ ہے۔'' اس کی آواز میں نفرت اور غصہ بھر گیا۔ ''اس عقرب نے میری کالی چڑیل
سلوک کیا۔ میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کروں گا۔ میں اس کمینے کو بخشوں گا

"میں نے یہ سنا ہے کہ کالی چڑیل اور اس کی ساتھی چڑیل بھی مل کر عقرب کا مقا
عقرب نے نہ صرف کالی چڑیل کی زبان گدی سے نکال دی بلکہ اس کے دانت بھی توڑ ڈا
ہڈیاں بھی چور چور کر دیں۔" رشید نے کہا۔

"ہاں...... یہ بالکل سچ ہے۔ دونوں چڑیلیں اس سے مات کھا کر آ گئیں......
حالت بہت خراب ہے کیونکہ اب نہ تو اس کی زبان لگ سکتی ہے اور نہ دانت...... اب تو و
سکتی ہے۔"

"یہ عقرب کون شخص ہے جس کا بال تک دونوں چڑیلیں بیکا نہیں کر سکی ہیں؟" رشیا
کیا تم بتا سکتے ہو؟"

"اس کے بارے میں میں نہیں کالی ماتا جانتی ہے۔ لیکن مجھے اس کے بارے میں بتا
بھی ایک جادوگر شخص ہے؟"

"حیرت کی بات ہے کہ کالی ماتا نے اس شخص کو چھوڑ دیا۔ اسے کوئی سبق نہیں سکھایا۔
تک زندہ ہے۔"

"کالی ماتا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس شخص کو دنیا سے نیست و نابود کر دوں۔ ا
تاک سزا دوں کہ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے۔ اسے پانی تک پینا نصیب نہ ہو۔ کالی ماتا مجھ
میں اس سے کالی چڑیل کا انتقام لیتا...... اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے کالی ماتا سے کس لیے رابطہ کیا
حکم ہے؟ اس نے دریافت کیا۔

"میں دراصل یہ جاننا چاہتا تھا کہ عقرب نے کیا واقعی کالی چڑیل کو زبردست نقصا
جیسا کہ میں نے سنا ہے کیونکہ مجھے اس بات کا یقین نہیں آیا۔ کالی چڑیل کو ماہر عملیات
کر سکے۔ ایک عام آدمی کیسے کر سکتا ہے اور پھر میں عقرب کو موت کی نیند سلانا چاہتا ہوں
صاف ہو۔ اب جبکہ تم عقرب سے انتقام لینے جا رہے ہو تو اب کوئی کام نہیں ہے مجھے بہ
ہے۔ امید ہے کہ تم ناکام نہیں لوٹو گے۔"

"میں نے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا ہے۔" اس نے بڑے غرور و تکبر سے کہا۔ "
نہیں جا رہا ہوں بلکہ اپنے کچھ ساتھیوں کو بھی ساتھ لے جا رہا ہوں۔ ہم اس وقت تک
نہیں لوٹیں گے جب تک عقرب مر نہیں جاتا۔"

"یہ ہوئی نا بات......" رشید خوش ہو گیا۔ یہ بات کہہ کر تم نے میرا دل خوش کر دیا۔
جا رہے ہو؟"

"آج کی رات......" اس نے جواب دیا۔ "رات کے کسی حصے میں کیونکہ ہمارے
موزوں ہوتا ہے۔"

ناجیہ اپنے اور عقرب کے لیے چائے بنا کر لے آئی۔ چائے پینے کے بعد ناجیہ نے
سے پوچھا۔ "کیا آپ واقعی یہاں سے چلے جائیں گے......؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مجھ



ایک مسافر آدمی ہوں۔ مجھے آگے جانا ہے میں یہاں رک کر کیا کروں؟" عقرب نے کہا۔
یہ چاہتی ہوں کہ آپ کی خدمت کروں۔ ہم آپ کے احسانات اتار تو نہیں سکتے لیکن
ملتے ہیں۔"

ت تم اس کی نہیں ہماری کرو۔" اچانک کمرے میں ایک زوردار نادیدہ آواز گونجی۔
کرخت اور بھونڈی آواز سن کر ایک دم سے گھبرا گئی۔ وہ بے اختیار عقرب کے سینے سے

نہ کرو تمہاری خدمت بھی کی جائے گی۔ ایسی خدمت کی جائے گی کہ تم کبھی اسے بھلا نہ سکو
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "یہ بے چاری ہر کسی کی خدمت کرنے کے لیے ہی پیدا ہوئی ہے۔"
اس وقت تمہاری خدمت کر رہی ہے۔ دیکھو تمہارے سینے سے کیسے لگی کھڑی ہے
نے غصے سے کہا۔ عقرب نے ناجیہ کو اپنے سینے سے الگ کیا۔ پھر پوچھا۔ "تم کون
ہماری کیا خدمت کرے؟"

بھوت ہوں۔" اس نے جواب دیا۔ "میں یہ چاہتا ہوں کہ ناجیہ میری ہر بات مانے......
لی بھی ہر بات مان لے۔ اس سے شادی کر لے۔ اس میں ناجیہ کی بھی بھلائی ہے۔"
بھوت تم سامنے کیوں نہیں آ رہے ہو...... یہ لڑکیوں کی طرح کیوں شرما رہے ہو؟" عقرب
ئے کہا۔

اس لیے سامنے نہیں آیا کہ کہیں تمہاری گھگھی نہ بند جائے اور تم غش کھا جاؤ۔" اس نے
یا۔

نہیں ہوگا...... میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم کتنے کالے ہو اور کس قدر خوبصورت
نے کہا۔

فرش سے کالا اور کثیف سا دھواں بلند ہوا۔ چند ثانیوں کے بعد ایک ہیولا ظاہر ہوا۔ وہ
ت میں تبدیل ہو گیا۔ ایک انتہائی بھیانک اور مکروہ شکل کا بھوت سامنے کھڑا استہزائی

ی جان لینے اور کالی چڑیل کا بدلہ لینے آئے ہو نا؟" عقرب نے اس پر نظریں مرکوز

"اس نے حیران ہو کر سر ہلایا۔ "یہ بات تم کیسے جانتے ہو......؟ تمہیں کس نے بتایا؟"
لیے یہ سب کچھ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔" عقرب نے کہا۔ "تمہیں اپنی آزادی
ہاد۔"

چلا جاؤں گا لیکن ایسے نہیں۔" وہ حقارت آمیز انداز سے کہنے لگا۔ "میں اپنے دل
ے کر کے جاؤں گا۔ پہلے تو تمہارا سارا خون پی کر تمہیں موت کی نیند سلا دوں

گا۔ پھر ناجیہ کی ماں اور اس کے باپ کا بھی یہی حشر کروں گا۔ کاش! ناجیہ کا بھائی موجود ہو
بات نہیں۔ کسی اور دن آ کر میں اس کا خون پی جاؤں گا۔ پھر ناجیہ کے ساتھ ذرا دل بہلاؤ
اسے اس صورت میں زندہ چھوڑوں گا کہ یہ رشید سے شادی کرنے کی حامی بھر لے۔"

"تم شیخ چلی مت بنو۔" عقرب نے کہا۔ "میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ واپس لو
نہ کسی کے خون کی ایک بوند پی سکتے ہو اور نہ جان لے سکتے ہو۔ نہ ہی ناجیہ کی عزت پر ہاتھ
ہو..... کالی ماتا سے جا کر کہو کہ وہ مجھ سے ٹکر لینے کی حماقت نہ کرے۔ زندگی اور موت اس
نہیں اوپر والے کے ہاتھ میں ہے۔"

"میں کالی چڑیل نہیں ہوں جو تم مجھے قابو میں کر لو اور نقصان پہنچاؤ۔ تم مجھے نہیں جا
کالا بھوت ہوں۔"

"لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔ تم جو کوئی بھی ہو میرے لیے کوئی فرق
ہے۔ اب چونکہ تمہاری شامت آ گئی ہے اس لیے تم اس قدر اکڑ رہے ہو لگتا ہے کہ اب تمہیں
پڑے گا۔" عقرب نے سخت لہجے میں کہا۔

کالا بھوت نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کیا۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ سے ایک شعلہ
طرف پھینکا۔ وہ شعلہ فضا میں گیند کی طرح عقرب کی طرف لپکا۔ عقرب کے جسم سے ٹکرا
پھولوں میں تبدیل ہو گیا۔ فرش پر بہت سارے پھول بکھر گئے کالا بھوت بھونچکا سا ہو گیا۔
نہیں آیا۔

عقرب نے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونکا۔ چند ثانیوں کے بعد وہ کالے دھوئیں کی
کرتا گیا۔ عقرب نے فوراً ہی آگے بڑھ کر میز پر رکھی ہوئی پلاسٹک کی بوتل کا ڈھکن کھولا۔ پھر
کھڑا ہو گیا۔ ناجیہ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے دیکھا کہ کالا بھوت جو
دھوئیں میں تبدیل ہو گیا تھا وہ اس بوتل میں داخل ہو رہا ہے۔ پھر وہ چیختا بھی جا رہا تھا۔ "نہیں
...... مجھے چھوڑ دو...... کالی ماتا! مجھے بچاؤ...... مجھے بوتل میں قید کیا جا رہا ہے۔"

جیسے ہی پورا دھواں بوتل میں داخل ہو گیا عقرب نے فوراً ہی اس کا ڈھکن مضبوطی
پھر اس نے ناجیہ کو بوتل دکھاتے ہوئے کہا۔ "اب یہ کالا بھوت اس بوتل میں بند ہو گیا۔
خطرناک قسم کا تھا۔ یہ باہر رہتا تو جانے کتنے لوگوں کو نقصان پہنچاتا۔ رشید اس سے ہر قسم کا فائدہ
"کیا اس بھوت کو رشید نے بھیجا تھا......؟" ناجیہ نے تحیر زدہ لہجے میں پوچھا۔

"رشید نے بھی......" عقرب نے جواب دیا۔ "اصل بات یہ ہے کہ یہ کالا بھوت ان کا
میں سے ایک کا عاشق تھا جو یہاں آئی تھیں چونکہ میں نے اس کی محبوبہ کا حشر نشر کر دیا۔ اس لیے
ناک ہو گیا۔ رشید نے کالی ماتا سے رابطہ کیا تاکہ مجھ سے انتقام لیا جا سکے۔ لہٰذا کالی ماتا نے
کے پاس بھیج دیا۔ وہ اپنا اور رشید کا بدلہ لینے کے لیے آیا تھا۔ وہ بدلہ کیا لیتا۔ خود ہی شکار ہو گیا
کے دینے پڑ گئے۔"



[illegible] نے اسے وارننگ بھی دی تھی پھر بھی اس نے آپ کی بات نہیں مانی؟"
[illegible] نے اس بھوت سے اسی لیے کہا تھا کہ وہ واپس چلا جائے۔ لیکن اس نے میری ایک نہ سنی۔
[illegible] ل ہو رہا تھا۔ اس کی محبوبہ کے حشر نشر سے وہ حیران تھا کہ ایک انسان اس قدر نقصان بھی پہنچا
[illegible] کا خیال تھا کہ وہ بڑی آسانی سے نہ صرف میری بلکہ تمہارے والدین کی جان لے لے گا۔
[illegible] سے شادی پر بھی آمادہ کر لے گا۔ دراصل وہ خدا بن گیا تھا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ زندگی اور
[illegible] ہاتھ میں ہے۔" عقرب نے کہا۔

[illegible] ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا بڑا ہے۔" ناجیہ نے دھیمی آواز میں کہا۔

[illegible] کرم دین اور اللہ وسائی شور و غل سن کر حیران اور پریشان سے کمرے میں آ گئے۔ وہ سمجھ
[illegible] ناگہانی افتاد نازل ہو گئی ہے۔ ان کے چہرے مترشح تھے اور آنکھوں سے خوف جھانک رہا
[illegible] نے ناجیہ کو کمرے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ خالی پڑا تھا ان کے سینے دھک سے ہو کر رہ گئے
[illegible] کے کمرے میں ناجیہ کو صحیح سلامت دیکھ کر ان کی جان میں جان آئی۔ انہوں نے دل میں
[illegible]

[illegible] نے بیٹی کے پاس جا کر پوچھا۔ "بیٹی! خیریت تو ہے نا......؟"

[illegible] خیریت ہی ہے۔" ناجیہ فرط خوشی سے بولی۔ "عقرب صاحب نے کالا بھوت کو اس
[illegible] دیا ہے۔" اس نے میز پر رکھی ہوئی بوتل کی طرف اشارہ کیا۔

[illegible] بھوت......؟" کرم دین کا چہرہ سوالیہ نشان بن گیا۔ "پہلے کالی چڑیل آئی تھی اب کالا
[illegible]

[illegible] بھوت اس چڑیل کا انتقام لینے کے لیے آیا تھا۔ ہم سب کو موت کی نیند سلا دینا چاہتا
[illegible]

[illegible] کالا بھوت کو بوتل میں بند کر دیا ہے تو پھر بہت بڑا کمال کیا ہے۔" کرم دین نے
[illegible] میں کہا۔

[illegible] سنتا چلا آ رہا ہوں کہ بعض بڑے اور پہنچے ہوئے بزرگ جو ماہر عملیات ہوتے ہیں۔ وہ
[illegible] میں بند کر دیتے ہیں جو فسادی اور شر پسند ہوتے ہیں۔ جنات کو ہر کوئی عامل بوتل
[illegible] سچ سچ بتاؤ بیٹے! یہ عمل تم نے کیسے اور کیوں کر کیا......؟"

[illegible] میں نے کسی سے سیکھا ہوا ہے۔" عقرب کہنے لگا۔ "آپ یہ سب کچھ جان کر کیا
[illegible] بڑی خوشی کی ہے کہ ایک بہت ہی خطرناک قسم کا کالا بھوت قابو میں آ گیا۔ اگر وہ
[illegible] تنگ و ہراساں اور پریشان کرتا رہتا بلکہ کسی کی موت کا سبب بھی بن سکتا تھا۔ اب یہ
[illegible] اب کوئی ڈر و خوف نہیں رہا۔"

[illegible] پہلے کسی چڑیل کو بھیجا تھا اس طرح پھر کوئی چڑیل یا بھوت کو بھیج سکتا ہے۔" کرم
[illegible] کیا۔

''یہ کالا بھوت بھی رشید کا بدلہ لینے آیا تھا۔ لیکن میں کل رشید کو ایسا سبق دوں گا کہ وہ
کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ سارا عمل بھول جائے گا۔ شاید ایک نیک اور شریف آدمی بن
وہ ناجیہ اور آپ لوگوں کو بالکل بھی تنگ نہیں کرے گا۔ پھر کسی کی عزت و آبرو سے کھ
گا۔'' عقرب نے کہا۔

''کاش! ایسا ہو جائے۔'' اللہ دسائی نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ''وہ سدھر جائے۔''

''صرف آج کی رات بھاری ہے۔ ہمیں چوکنا اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ
کالی ماتا سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے۔ یہ کالا بھوت کچھ بلاؤں کے ساتھ آنے والا تھا۔ ہو سکتا
بلائیں نازل ہونے والی ہوں۔ رشید کے علم میں جیسے ہی یہ بات آئے گی کہ کالا بھو
کر سکا۔ اور اس کو بوتل میں بند کر دیا گیا ہے۔ وہ مشتعل ہو جائے گا پھر وہ اپنا سارا زور صر
گا۔ وہ کچھ بھی کرے اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔''

''اب آپ اس بوتل کا کیا کریں گے......؟'' ناجیہ نے بڑے غور سے بوتل کو دیکھا
جیسے اس میں کوئی کالا سیال بھرا ہوا ہو۔ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ کالا بھوت اس بوتل میں بند
اب وہ باہر نہیں آ سکتا۔

''کیا میں اس بوتل کو لے جا کر راوی میں پھینک دوں؟'' کرم دین نے پوچھا۔

''نہیں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''میرے خیال میں اس بوتل کو کسی دور دراز جگہ
میں کسی بہت ہی پرانے درخت کے نیچے دفن کر دینا زیادہ مناسب ہوگا۔ اسے دفن کرنے کے
دس فٹ گہرا گڑھا کھودنا بہتر ہوگا۔''

''راوی میں پھینکنے سے کیا ہوگا......؟'' کرم دین نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

''اس بات کا امکان ہے کہ وہ بوتل کنارے آ کر نہ لگ جائے۔ کسی کے ہاتھ نہ لگ
نے اسے کھول دیا تو پھر ایک نئی مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ نا
رہے۔'' عقرب نے کہا۔

''اگر میں اس بوتل کو کسی دلدل میں لے جا کر پھینک دوں تو کیسا رہے گا؟''

''یہ سب سے اچھا رہے گا۔ اس بوتل کو ایک بڑے سے تھیلے میں دس کلو پتھروں سمیت
منہ بند کر کے دلدل میں پھینک دیں تا کہ تھیلا دلدل کی گہرائیوں میں چلا جائے۔ اس طرح بو
ہاتھ نہیں لگے گی۔''

''یہ کام تو اب کل ہی ہو سکتا ہے۔'' کرم دین نے کہا۔ ''اب اس بوتل کو کہاں رکھوں
''اس بوتل کو حفاظت سے کسی صندوق میں رکھ دینا کوئی ضروری نہیں کہ آپ اسے کل ہی
کسی دلدل میں پھینک دیں۔ کسی بھی دن لے جائیں۔ گھر میں زیادہ دن رکھیں نہیں۔ بہ
میں یہ کام جس قدر جلد ہو نمٹا دیں۔''

''کہیں اس بوتل کا ڈھکن تو نہیں کھل جائے گا......؟'' ناجیہ نے اپنا خوف و خدشہ ظاہر کیا۔



ں......'' عقرب نے جواب دیا۔ ''میں نے اسے جادو کے زور سے مضبوطی سے
اس ڈھکن کو نہ تو کوئی انسانی ہاتھ کھول سکتا ہے نہ ہی کوئی جادوگر اپنے جادو کے زور
اس بوتل کو بھی کوئی توڑ پھوڑ نہیں سکتا۔ لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر اس کو گھر میں
حاصل نہ ہوگا کیونکہ ایک دھڑکا سا لگا رہے گا۔'' کرم دین نے یہ بوتل لے جا کر اسٹور روم
دوق میں رکھ کر صندوق میں تالا لگا دیا۔ وہ جیسے ہی کمرے میں آیا عقرب، کرم دین ناجیہ اور
حن میں لے آیا۔ صحن بہت کشادہ تھا۔ اس میں چار پانچ چار پائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ عقرب
ایک چار پائی کے علاوہ باقی تمام چار پائیاں ایک طرف ہٹا دیں۔ پھر اس نے ان تینوں سے
ں چار پائی پر بیٹھ جائیں۔ جب وہ تینوں بیٹھ گئے تو اس نے کوئلے سے اس چار پائی کے گرد
دائرہ کھینچ دیا۔

ں حیرت سے عقرب کی اس کارروائی کو دیکھتے رہے۔ کرم دین سے رہا نہیں گیا۔ اس نے
یہ سب کیا ہے......؟ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔''

دراصل یہ ہے کہ کچھ دیر کے بعد بلائیں نازل ہونے والی ہیں۔'' عقرب نے جواب
کمرے میں چوں کہ دائرہ کھینچا نہیں جا سکتا تھا۔ اس لیے میں آپ لوگوں کو صحن میں لے
آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہیں۔ اس صورت میں کہ آپ لوگ اس دائرے میں رہیں۔ اگر
ے سے باہر آیا تو پھر اس کی خیر نہ ہوگی۔ لہٰذا فجر کی اذان تک آپ لوگ اس دائرے میں
ان ہوتے ہی یہ بلائیں چلی جائیں گی پھر آپ لوگ بلا خوف و خطر اس دائرے سے نکل
یں پھر کبھی ادھر کا رخ نہیں کریں گی۔''

کیا چڑیل بھوت اور جنات کی شکل میں آئیں گی؟'' اللہ دسائی نے دریافت کیا۔ ''اگر وہ
آ گئیں تو اس صورت میں ہم لوگ کیا کریں......؟''

پڑیلیں اور بدروحیں ہی بلائیں ہیں۔'' وہ کسی بھی صورت میں نمودار ہو سکتی ہیں جب
دائرے کے اندر دیکھیں گی تب وہ شاید بہروپ بدل لیں۔ فریب، لالچ، خوف و دہشت
نے کی کوشش کریں گی کہ آپ اس دائرے سے باہر آ جائیں۔ ان کا کوئی بھی بہروپ
ح دہشت زدہ کیوں نہ کریں۔ کیسا ہی فریب اور لالچ کیوں نہ دیں آپ میں سے کوئی
باہر نہ نکلے۔''

م ہمارے ساتھ نہیں رہو گے......؟ کیا تم جا رہے ہو؟'' کرم دین نے پوچھا۔

بہت ضروری کام سے جا رہا ہوں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''میں کوشش کروں گا کہ
آ آؤں۔ ایک شخص کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اب چونکہ میں نے آپ لوگوں کی
ت کر دیا ہے لہٰذا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگوں کی حفاظت کرنے والی
لی کی ہے۔ صرف اسی پر توکل کرنا چاہیے۔ وہی انسانوں کے جان و مال کا مالک
جاتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے۔''

عقرب انہیں دلاسا دے کر اور ہمت بڑھا کر عقبی دروازے سے باہر نکل گیا۔
عقرب کے جانے کے بعد وہ تینوں خوف کے عالم میں چارپائی پر بیٹھے ادھر ادھر [illegible] سے دیکھتے رہے۔ اس وقت ایک گہرا سناٹا فضا پر طاری تھا رات خاصی بیت چکی تھی۔ ناجیہ کا [illegible] واقعے کے بارے میں سوچ رہی تھی اندھیرا گہرا تھا۔ آسمان پر تارے بھی نہیں تھے۔ ان [illegible] سے دھڑک رہے تھے۔
کوئی نصف گھنٹہ خیر و عافیت سے گزر گیا۔ اب تک نہ تو کوئی بلا نازل ہوئی تھی اور نہ ہی [illegible] پیش آیا تھا۔ وہ تینوں قدرے پرسکون سے ہو گئے تھے۔ پھر اچانک ان کے صحن کے ایک کونے [illegible] ہلکی سی آواز آئی۔ ان تینوں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ ادھر زمین شق ہو گئی تھی۔ اس [illegible] چڑیلیں باہر آ گئیں۔ رات کے اندھیرے میں ان کی شکلیں بہت بھیانک لگ رہی تھیں۔ وہ [illegible] ان کی طرف بڑھیں تو ان کی حالت غیر ہونے لگی۔ ان کی رگوں میں لہو منجمد ہونے لگا۔ پھر ان [illegible] خود پر قابو پانے کی کوشش کی۔ پھر انہیں یاد آیا کہ...... عقرب نے ان سے کہا تھا کہ کوئی [illegible] دائرے کے اندر نہیں آ سکے گی۔ پھر ان کا حوصلہ بلند ہوا۔ وہ ان دونوں چڑیلوں کو دیکھنے لگے [illegible] کہ یہ کیا کرتی ہیں؟
ان دونوں چڑیلوں میں ایک لمبے قد کی تھی۔ دوسری ٹھگنی، موٹی اور بھدی تھی۔ موٹی چ[illegible] چلتے چلتے رک کر کہا۔ ''میری بڑی بہن! ہمارے لیے تو صحن ہی میں خاطر تواضع کا اہتمام کیا ہوا [illegible] یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔'' لمبے قد والی بولی۔ ''بہت دنوں سے ہمیں خون پینے کو نہیں [illegible] ہم کیسی پیاسی ہو رہی ہیں۔ پیاس سے کس طرح تڑپ رہی ہیں۔ یہ ہم ہی جانتی ہیں۔ میں اور تم [illegible] پیاس بجھانے کے بعد پھر سے اور طاقت ور ہو جائیں گی۔ آج ہمارے مزے آ جائیں گے۔ ا[illegible] خالص اور صحت مند بھی لگتا ہے۔''
''تم سچ کہتی ہو۔'' موٹی چڑیل بولی۔ ''ہماری اصل غذا انسانی خون ہے۔ جب تک کسی [illegible] خون نہ پی لیں اس وقت تک کیسی طلب اور بے چینی سی رہتی ہے۔ لیکن تم اور ہم کتنے عرصے [illegible] بات کو محسوس کر رہی ہیں کہ انسانی خون میں وہ مزا، لذت اور ذائقہ نہیں رہا ہے۔ اس کی رنگت [illegible] جا رہی ہے۔ وہ سفید ہوتا جا رہا ہے۔ شاید اسی لیے ہماری اور بھوتوں کی برادری میں فساد، [illegible] نفسا نفسی اور ریا کاری پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ کالی ماتا بھی یہی کہتی ہے کہ انسانی خون نے نفاق [illegible] کے بیج کو بو دیا ہے لہٰذا اس بات کی کوشش کرنا چاہیے کہ خون کسی اچھے اور نیک انسان کا پئیں تا کہ [illegible] انسانی برائیاں پیدا نہ ہوں۔''
''اچھا آدمی تو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا ہے۔'' لمبی چڑیل نے کہا۔ ''بظاہر ایک شخص بڑا [illegible] سیدھا سادا سا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس کے قول و فعل میں بڑا تضاد ہوتا ہے جھوٹ کا زہر تو اس [illegible] میں سرایت کیا ہوا ہے اس لیے ہم بھی بہت جھوٹ بولنے لگے ہیں۔ ایک دوسرے کو دھوکا اور فریب [illegible] لگے ہیں۔''



[illegible] ہو۔'' موٹی چڑیل بولی۔ ''کاش! ہمارے منہ کو انسانی خون نہیں لگتا۔ انسان سے بہتر [illegible] جانوروں کا خون پئیں تو زیادہ اچھا ہوتا۔ خیر اب کیا کریں۔ اب انسانی خون پینے کے [illegible] مجبوری ہے۔''
[illegible] تینوں شکار ہیں یہ نیک معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا خون نہ صرف پاک صاف اور صحت [illegible] کوئی ایسی خرابی نہیں ہو گی جس سے ہمارا خون بھی سفید ہو جائے۔ خالص اور سرخ [illegible] چڑیل بولی۔
[illegible] یاد رکھنا۔'' موٹی چڑیل بولی۔ ''اس کالی چڑیل کو یہاں ایک خوبصورت اور جوان شخص [illegible] اب وہ کسی قابل نہیں رہی ہے۔ نہ تو وہ خون پی سکتی ہے۔ اور گوشت کھا سکتی ہے۔ کالی [illegible] لی ہے کہ اس شخص کو بخشنا نہیں۔ کالا بھوت اس سے بدلہ لینے گیا تو وہ بھی غائب ہو گیا [illegible] چل رہا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم دونوں اس شخص سے محتاط رہیں اور اس پر اس طرح [illegible] اپنے آپ کو بچا نہ سکے۔ لیکن وہ تو ہمیں دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ شاید ہمارے ڈر اور [illegible] یا ہے یا پھر گھر میں کہیں چھپا ہو گا۔''
[illegible] نے ہمیں ایک بات کی تاکید کی ہے کہ اس نوجوان لڑکی کا صرف تھوڑا سا خون پیا [illegible] سے شادی کرنے والا ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ لڑکی کے ماں باپ اور اس لڑکی [illegible] پورا پی لیا جائے۔ ان کے جسموں میں ایک بوند لہو بھی نہ رہنے دیا جائے۔ ان میں سے [illegible] ''بی چڑیل بولی۔
[illegible] لو دیکھ رہی ہو یہ کس قدر سکون اور اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔'' موٹی چڑیل کہنے [illegible] کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے کہ ہم چڑیلیں ہیں اور ان کا خون پینے آ رہی ہیں۔ یہ [illegible] ہیں۔''
[illegible] ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ پیاس سے میرا برا حال ہو رہا ہے۔ صبر نہیں ہو پا رہا [illegible]
[illegible] مسکراتیں اور فاتحانہ نظروں سے دیکھتی ہوئی ان کی طرف بڑھیں۔ دائرے کے [illegible] سے اتنے زور سے اچھلیں جیسے انہیں برقی جھٹکا لگا ہو۔ وہ ایک جھٹکے سے رک کر [illegible] حیرت و خوف سے پھیل گئیں۔ انہیں جیسے یقین نہیں آیا۔ ان دونوں نے پھر [illegible] اور دائرہ پار کرنے کی کوشش کی۔ پھر انہیں کسی نادیدہ ہستی نے اوپر اٹھا لیا۔ وہ [illegible] گئیں۔ پھر کسی نے انہیں فرش پر گیند کی طرح دے مارا۔ وہ چاروں شانے چت [illegible] کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کا خوف اور غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔ چونکہ ان دونوں [illegible] تھی۔ اس لیے وہ باز نہیں آئیں۔ وہ دائرے کے گرد تیزی سے چکر کاٹنے لگیں کہ [illegible] نہ ہو۔ پھر ایک مرتبہ اور ان دونوں نے دائرے میں قدم رکھنے کی کوشش کی تو پھر [illegible] ان دونوں کو کرکٹ کی گیند کی طرح مکان سے باہر پھینک دیا۔

ناجیہ، اللہ وسائی اور کرم دین یہ سب کچھ حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ انہیں یہ سب
طرح لگا تھا۔ وہ ششدر تھے کہ نادیدہ ہستی نے کس طرح ان چڑیلوں کا حشر نشر کیا۔ انہیں
آیا تھا۔ دس بارہ منٹ گزر گئے۔ وہ چڑیلیں لوٹ کر نہیں آئیں۔ اب ان تینوں کے دلوں
بندھی کہ کوئی بلا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

وہ تینوں حیرت اور خوشی سے اس واقعے کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک
سی گٹھری باہر سے آ کر صحن میں ان کی چارپائی اور دائرے سے باہر گری۔ گٹھری کے گرتے
کھل گیا۔ ان تینوں نے جو کچھ دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔ فرش پر ہیرے جواہرات اور
زیورات بکھرے پڑے تھے۔ اور وہ جگ مگ کر رہے تھے۔ ان زیورات کو دیکھتے ہی اللہ
پڑی۔ اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ وہ چارپائی سے اترنے لگی تو کرم دین نے فوراً اسے
پکڑ لیا۔ ''ہوش میں ہو......؟ یہ تم کہاں جا رہی ہو......؟''

''میں...... میں یہ زیورات اور ہیرے جواہرات اٹھانے جا رہی ہوں۔ دیکھ نہیں رہے
خوبصورت اور قیمتی زیوارت ہیں۔ ناجیہ بیٹی کی شادی کے کام آئیں گے۔ اتنے خوبصورت
جواہرات اور زیورات تو میں نے اپنی زندگی میں کیا خواب میں بھی نہیں دیکھے ہیں۔ میری
کر کس قدر پیاری اور حسین لگے گی۔''

''یہ حرام کا مال ہے امی!'' ناجیہ نے کہا۔ ''مجھے نہیں چاہیے یہ ہیرے جواہرات اور زیورات

''یہ تو غیب کا مال معلوم ہوتا ہے۔'' اللہ وسائی بولی۔ ''اس لیے ہمارے گھر کے صحن میں

''بے وقوف عورت!'' کرم دین کو غصہ آ گیا۔ ''تم بھول رہی ہو کہ عقرب نے کہا
کسی بھی شکل میں آ سکتی ہیں۔ دائرے سے باہر آنے کے لیے لالچ دیں گی۔ ان زیورات
فریب اور لالچ دیا جا رہا ہے تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو؟''

''کیسا فریب......؟ کیسا لالچ......؟'' اللہ وسائی نے تکرار کی۔ ''اس وقت یہاں
نہیں ہے۔ صرف اور صرف خزانہ سامنے پڑا ہے۔ میں اسے جلدی سے اٹھا لاتی ہوں۔ پھر
جانہ سکے گا۔''

''امی! اگر آپ دائرے سے باہر نکلیں تو پھر اندر نہیں آ سکیں گی۔ آپ نے دیکھا تھا
کیا حشر ہوا؟'' ناجیہ نے کہا۔ ''دولت بری بلا ہے۔ اللہ نے ہمیں جو کچھ دے رکھا ہے وہ
سے بڑھ کر ہے۔''

''تم سچ کہتی ہو بیٹی! ہمیں ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس نے ہم
ہے۔'' کرم دین نے تائیدی لہجے میں کہا۔ اللہ وسائی خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ یہ خزانہ تھوڑی دیر
کے سامنے پڑا للچاتا رہا۔ پھر وہ اچانک دہکتے انگاروں میں بدل گیا۔ چند لمحوں کے بعد انگارو
سے غائب ہو گیا۔ اب وہاں اس کا کوئی نام و نشان نہیں رہا۔

''دیکھا تم نے......؟'' کرم دین نے اپنی بیوی سے کہا۔ ''اگر تم جا کر ان زیورات کو



یہ ہیرے جواہرات اور زیورات نہ تھے۔ کوئی بلا تھی جو اس شکل میں آئی تھی۔ اللہ نے
بچا لیا۔''

زبردست فریب تھا۔'' اللہ وسائی کانپ کر بولی۔ ''واقعی یہ بلا مجھے جلا کر بھسم کر دیتی اب
لالچ نہیں کروں گی۔ شکرانے کے نفل ادا کروں گی۔ دس فقیروں کو کھانا کھلاؤں گی۔''

زمین شق ہوئی تھی اور جس میں سے دونوں چڑیلیں نکل آئی تھیں اس میں سے ایک کالا
لمبا تھا۔ وہ بہت ہی موٹا تھا۔ اس کی موٹائی درخت کے تنے جتنی تھی۔ ان میں سے
نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ پوری طرح باہر آ چکا تو اس کے پیچھے ایک بہت بڑا اژدہا
کے پیچھے دس بارہ زہریلے سانپ بھی نکل آئے۔ وہ سب ان کی طرف بڑھے تو اللہ
کر غش کھا گئی اور ناجیہ کے بازوؤں میں جھول گئی۔ ناجیہ اور کرم دین کی حالت یہ
ہونے لگی کہ اژدہا، ناگ اور سانپ دائرے کے اندر نہیں آ سکتے۔ اژدہا دیکھ کر ان کا
خون خشک ہونے لگا۔ وہ اپنی نظریں ان کی طرف مرکوز کیے دیکھ رہے تھے کہ وہ کیا
وہ دائرے کے قریب ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے دل بری طرح دھڑک رہے
ہے تھے۔ اللہ وسائی کو ہوش آ گیا تھا اور وہ تھر تھر کانپنے لگی تھی۔ ناجیہ خوف کے عالم
سا دے رہی تھی اور اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔ اس کے حلق میں گرہیں پڑتی جا رہی

اور سانپ دائرے کے پاس پہنچ کر رک کر انہیں اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے
لمبی اور سرخ زبانیں لپلپا رہی تھیں۔ وہ پھن اٹھائے ہوئے تھے۔ ان تینوں میں
ان سے نظریں ملا سکیں۔ ان سانپوں، ناگ اور اژدہے نے دائرے میں داخل
انہیں جیسے کسی نے روک دیا۔ انہوں نے اپنا زور اور طاقت صرف کر دی کہ کسی نہ کسی
داخل ہو جائیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ چند لمحوں تک وہ کوشش اور جدوجہد کرتے
کہ دیکھتے ہی دیکھتے دائرے کے گرد آگ جل اٹھی۔ پھر وہ اس طرح بھڑکنے لگی
اژدہا، ناگ اور سانپ واپس اس جگہ کی طرف تیزی سے لپکے جس جگہ سے
کے تعاقب میں لگ گئی۔ پھر اس آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پھر انہیں اس
نے میں پانچ منٹ بھی نہیں لگے۔

سکون کا سانس لیا اور ان کی جیسے جان میں جان آئی۔ یہ تماشا جو بڑا سنسنی خیز اور
ششدر ہو کر دیکھا تھا۔ اس اژدہے، ناگ اور سانپوں نے تو خون خشک کر دیا
حلق میں آ گئے تھے۔ اب وہاں ان کی راکھ کے سوا کچھ نہ تھا۔ ''سارے موذی
ل کر خاکستر ہو گئے تھے۔

اگر دائرہ کھینچ کر نہ جاتے تو نجانے ہم سب کا کیا حشر ہوتا؟'' ناجیہ نے چند

''اللہ نے ایک فرشتے کو ہماری مدد کے لیے بھیج دیا۔ ہم اس کا جتنا شکر ادا کریں
وسائی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''عقرب مجھے ایک غیر معمولی شخص لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ ہر قسم کے پراسرار
پھر پہنچا ہوا عامل ہے۔'' کرم دین نے کہا۔ ''اس نے قدم قدم پر ہمیں شیطانی طاقتوں
بچایا ہے...... رشید نے دولت کے لالچ میں ہم سب کی جان لینے کے لیے کوئی کسر نہیں
زندگی اور چین سکون حرام کر کے رکھ دیا۔''

اسی وقت عقبی دروازے پر بڑے زور کی دستک ہوئی۔ اللہ وسائی نے حیرت سے
شکل دیکھی۔ پھر وہ متعجب لہجے میں بولی۔ ''اس وقت کون آ سکتا ہے......؟ آپ جا کر تو
ہوا ہے۔''

''نہیں۔'' ناجیہ فوراً بول اٹھی۔ ''ابو آپ نہ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بلا آئی ہو
دستک دے رہی ہو۔''

''آپ ذرا آواز دے کر پوچھیں تو سہی کہ وہ کون ہے؟ اس وقت کیوں اور کس
وسائی بولی۔

چند ثانیوں کے بعد کرم دین نے دروازے کی طرف منہ کر کے بلند آواز
ہے......؟''

چند ثانیوں کے بعد جواب ملا۔ ''ابو میں ہوں۔ آپ کا بیٹا تنویر جمال......
لے کر آیا ہوں۔ دروازہ کھولیے......''

''میرا بیٹا آ گیا ہے۔'' اللہ وسائی خوش ہو کر چارپائی سے اتر کر چپل پہننے لگی۔

''امی!'' ناجیہ نے فوراً ہی ماں کا بازو پکڑ لیا۔ ''آپ مت جائیں کوئی بھی نہ جا
ہے۔''

''پاگل ہوئی ہے کیا......؟'' اللہ وسائی نے بیٹی کو تیز نظروں سے گھورا۔ ''میرا بیٹا
دروازہ بھی نہیں کھولوں...... کیا تم چاہتی ہو کہ میرا بیٹا گھر سے باہر کھڑا رہے۔ جبکہ ا
صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔''

''عقرب صاحب نے کیا کہا ہے اسے آپ بھول رہی ہیں۔'' ناجیہ نے کہا۔
صورت میں فجر کی اذان تک اس دائرے سے باہر نہ نکلیں۔ آپ بھائی جان سے کہ
صاحب کو لے کر کہیں اور چلے جائیں۔ اذان کے بعد آئیں۔''

''بیٹی! جب اس کے ساتھ عامل صاحب ہیں تو پھر کس بات کا ڈر اور خوف۔''
کہا۔ ''تنویر جمال اور عامل صاحب کیا سوچیں گے اور سمجھیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ
بے عزتی سمجھیں...... وہ ایک مہمان کی حیثیت سے آئے ہیں۔ ان کی عزت و تکریم
یہ عامل صاحب بہت پہنچی ہوئی ہستی ہیں۔''



دروازہ کیوں نہیں کھول رہے ہیں۔'' تنویر جمال نے ہذیانی لہجے میں چیختے ہوئے
دروازہ کھولیں۔''

ہاں۔ عامل صاحب کو لے کر پچھلے دروازے سے کیوں اور کس لیے آئے ہیں؟'' ناجیہ
بولی۔

کی آمدورفت پچھلے دروازے سے تو ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اس دروازے پر آیا
نے کہا۔

دروازہ پیٹنے لگا۔ ''آپ لوگوں نے دروازہ نہیں کھولا تو میں دروازہ توڑ دوں گا۔'' وہ

سے رہا نہیں گیا۔ وہ فوراً ہی چارپائی سے اتر کر دروازے کی طرف لپکی۔ ناجیہ اسے
وسائی نے جیسے ہی چٹخنی گرائی دروازہ ایک زوردار آواز سے کھلا۔ دروازے پر چار
شکلوں کے بھوت کھڑے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی اللہ وسائی نے چیخ ماری لیکن
کی۔ اس کے سینے میں گھٹ کر رہ گئی۔ پھر وہ پلٹ کر بھاگی تو لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑی۔
اور بھوتوں نے گھیر لیا۔

دیکھ کر باپ بیٹی کے سینے دھک سے رہ گئے۔ ناجیہ نے باپ سے کہا۔ ''عقرب
نے تاکید کر کے گئے تھے کہ کسی صورت میں دائرے سے باہر نہ نکلیں۔ آپ نے دیکھ
ایسا فریب دیا۔''

ماں کو کس طرح اور کیسے بچائیں۔'' کرم دین نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ ''وہ اسے

اللہ ہی بچا سکتا ہے۔'' ناجیہ کی آواز بھرا سی گئی۔ ''کاش! اس وقت عقرب صاحب

ان چڑیلوں اور بھوتوں کے نرغے میں دیکھ کر بے ہوش ہو چکی تھی۔ کرم دین اور
ہوئے دہشت زدہ نظروں سے ان چڑیلوں اور بھوتوں کو دیکھ رہے تھے جو رقص
کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد وہ ایک دائرے کی شکل میں بیٹھ
بھوکی نظروں سے اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ ان کے لیے چارہ ہو۔ غذا ہو۔ کچا

بے بسی اور مجبوری تھی کہ وہ اللہ وسائی کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ دائرے
تھا کہ خود کو موت کے منہ میں ڈال دیں۔ اپنے آپ کو ان بلاؤں کے حوالے
صورت نظر نہیں آ رہی تھی کہ اللہ وسائی کو بچا سکیں۔ چند لمحوں کے بعد وہ سب ل
لگے تا کہ اس کا خون پی جائیں۔ اسی لمحے ناجیہ دیوانہ وار چلائی۔
نہیں...... نہیں۔''

ان چڑیلوں اور بھوتوں نے جیسے اس کی آواز نہیں سنی وہ جیسے سب کے سب بہرے
آواز سنی بھی تھی تو انہوں نے جیسے پروا نہیں کی تھی۔ انہیں کوئی غرض نہیں تھی۔ وہ تو انسانی خو
تھے۔ انہیں اپنی پیاس بجھانا تھی۔ ناجیہ نے جب دیکھا کہ ان میں سے کسی نے بھی اس
چلانے کا اثر نہیں لیا ہے تو اس سے برداشت نہ ہوسکا۔ وہ چارپائی سے وحشت زدہ ہو
لگی۔ باپ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "کہاں جارہی ہو......؟"

"امی کو بچانے کے لیے......" ناجیہ نے پاگلوں کے سے انداز میں جواب دیا۔ "
مار ڈالیں گے وہ......" وہ اپنا جملہ پورا نہ کرسکی۔ باپ کے سینے میں سر چھپا کر رونے لگی۔ "ا
خون پینے والے ہیں۔"

دفعتاً رات کے اس گہرے سناٹے میں اللہ اکبر...... اللہ اکبر...... اللہ اکبر کی صد
اذان کی آواز قریبی مسجد سے سنائی دینے لگی۔ اذان کی آواز سنتے ہی ساری چڑیلیں اور
کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوگئے۔ فرش پر بے ہوش اللہ وسائی کے سوا کوئی نہ تھا۔
سجدے میں گر پڑی۔

جس وقت سورج طلوع ہو رہا تھا۔ اس وقت ایک ٹیکسی آ کر کرم دین کے گھر کے
میں سے ان کا بیٹا تنویر جمال، عامل صاحب کو لے کر اترا۔ تھوڑی دیر کے بعد کرم دین نے
کو سارے واقعات بے کم و کاست سنائے۔ پھر عقرب کے بارے میں بتایا۔ پھر انہوں
سوچا۔ پھر بولے۔ "اب میری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب کوئی بلا اس گھر میں نازل نہیں
قابو میں کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ عقرب کرلے گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔"

☆......☆......☆

عقرب ٹیکسی سے ایک پرائیوٹ کلینک کے گیٹ پر اترا۔ اس نے رات کے کھا
سے باہر جھانکا تو اس نے کرم دین کے محلے کے ایک شخص کو پریشانی کے عالم میں رکشا روکا
ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ عقرب نے غیر ارادی طور پر اس کا ذہن پڑھ لیا تھا۔ اس لیے اس
مدد کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اس شخص کا نام شارق تھا اس کی بیوی کو علاج کے لیے اسپتال
سرکاری اسپتال میں چونکہ علاج اور دیکھ بھال تسلی بخش نہیں تھی۔ اس لیے پرائیوٹ کلینک
اخراجات کے سلسلے میں سخت پریشان تھا۔ وہ گھر اس لیے آیا تھا کہ بیوی اور اس کی جوان
جو شادی کے لیے بنائے گئے تھے انہیں فروخت کردے۔ اس نے بیٹی کے لیے جو زیورات
دس برسوں کی کمائی سے بنائے تھے۔ اس کی بیوی کے جو زیورات تھے وہ سہاگ کی نشانی
عقرب کیا ساری دنیا جانتی تھی کہ یہ پرائیوٹ اسپتال اور کلینک جو ہیں مریضوں
سے لوٹتے ہیں۔ ان ڈاکوؤں کے دلوں میں جو انسانیت کی خدمت کا دعویٰ کرتے ہیں
لیے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی ہے۔ یہ لٹیروں اور ڈاکوؤں سے کہیں بے رحم اور سفاک
صرف اور صرف دولت کمانے سے دلچسپی ہوتی ہے۔ مریض زندہ رہے یا مرجائے



ال کی ہوس نے انہیں حیوان بنادیا تھا۔
بہت بڑا اور ایک پرشکوہ تین منزلہ عمارت میں واقع تھا۔ ڈیڑھ سو کمرے اور تین جنرل
لیب، الٹراساؤنڈ، ایکسرے آئی سی یو اور بہت سارے شعبے تھے۔ ہر مرض کا علاج کیا
کے ڈاکٹر، فزیشن، سرجن موجود تھے۔ اس کا احاطہ بہت بڑا تھا۔ تین خوبصورت، صاف
ت سے ترشے ہوئے سبزہ زار تھے۔ ان میں سے دو سبزہ زاروں پر مریضوں کے
ار پریشان بیٹھے تھے۔ شارق اپنی دو جوان بیٹیوں اور اپنے بھائی طارق کے ساتھ ایک
میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اس کی بیوی ثروت کلینک کی راہداری میں اپنی بہن اور نند
ت اسٹریچر پر لیٹی کراہ رہی تھی۔ اسے اس لیے ابھی تک داخل نہیں کیا گیا تھا کہ اس کے
ہزار روپے جمع نہیں کرائے تھے۔ مریض کو اس وقت تک دیکھا نہیں جاتا تھا جب تک
کرادی جائے۔ مریض مرکیوں نہ رہا ہو۔ پہلے رقم جمع کرانا شرط تھی۔ اس وقت صرف
نہیں تھی۔ اور بھی مریض درد اور تکلیف میں مبتلا تھے۔ ان کے لواحقین بھی رقم کا
ہیں لگے ہوئے تھے۔ انسانیت کلینک کے ایک کونے میں سسک رہی تھی۔
نہا بھائی حازق زیورات بیچ کر رقم لانے گیا ہوا تھا۔ یہ خاندان اس کے انتظار میں بیٹھا
وا شارق کے پاس گیا۔ اسے سلام کرکے اس سے اور اس کے بھائی طارق سے ہاتھ
ملایا۔ "میں آپ کے محلے دار کرم دین کا دور کا رشتہ دار ہوں۔ میں ادھر ایک مریض
آیا تھا۔ واپس جارہا تھا تو معاً آپ پر نگاہ پڑی۔ میں نے آپ کو دو ایک مرتبہ محلے
لیے پہچان لیا۔ آپ شارق صاحب اور یہ طارق صاحب ہیں نا؟"
نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا تو عقرب نے پوچھا۔ "آپ لوگ یہاں
......؟"

ہے جناب!" شارق نے گہری سانس لی۔ "میری بیوی گزشتہ بیس دنوں سے
اری اسپتال میں زیر علاج رہی۔ یوں تو اس اسپتال میں بڑے ماہر فزیشن اور سرجن
لیکن وہ اپنے کلینک پر بلاتے ہیں۔ غریبوں کے لیے جو ادویات مفت دینے کے
اور عملہ انہیں ہڑپ کرلیتا ہے۔ اس کلینک کا مالک ڈاکٹر اور اس کی بیوی نے
ے کلینک آجاؤ۔ وہاں علاج اور آپریشن ہوجائے گا۔ اب یہاں آئے تو کہہ
روپے جمع کرائیں۔ پتے کا آپریشن جو ہوگا۔ اس کے تیس ہزار روپے ہوں
کہاں سے فوری طور پر لاؤں گا۔ لہٰذا مجبوراً...... اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ
گئی آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے۔
رہے ہیں۔" عقرب نے اس کا جملہ پورا کردیا۔
یہ بات کس نے بتائی......؟" شارق نے اسے متعجب نظروں سے دیکھا۔
الی۔" عقرب نے جواب دیا۔ "ایک آدمی مجبوری کی صورت میں گھر یا زیورات

بیچ دیتا ہے اس کے پاس دونوں چیزیں نہ ہوں تو پھر وہ قرض لیتا ہے قرض بھی نہ ملے ا
کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔"

"آپ سچ کہہ رہے ہیں۔" شارق نے افسردگی سے کہا۔ "میرے دونوں ؟
دھوپ کر کے بیس ہزار روپے کا بندوبست کیا۔ اب ڈاکٹر کہہ رہے ہیں کہ آپریشن کے
ہوں گے۔ نرس کا کہنا ہے کہ اور مزید خرچ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں اپنی بیوی اور بڑی لڑکی کا
کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ زیورات میری بیوی کی زندگی سے بڑھ کر نہیں
ان زیورات کو بیچنے کے لیے گیا ہوا ہے۔"

"آپ نے ڈاکٹر سے مل کر اس سے نہیں کہا کہ اتنی بڑی رقم کا خرچ کرنا مم
نہیں ہے؟"

"کہا تھا جناب!...... لیکن اس سنگ دل شخص نے ایک نہ سنی۔ وہ تو کسی یہودی
ہے۔"

"اس شہر میں اور بھی تو پرائیوٹ اسپتال اور کلینک ہیں۔ آپ نے وہاں رابطہ قا

"سبھی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کا طریقہ کار ذرا جدا ہے۔ مگر سب ق

اسی اثناء میں شارق کا بھائی حاذق آیا تو اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔ اس نے عقرب ک
عقرب کو دیکھ کر اپنے بھائی سے کچھ کہتے ہوئے رک گیا۔ شارق نے اس سے !
ہوا......؟ چوہدری صاحب نے زیورات خرید لیے؟"

"میں نے بیچنے سے صاف انکار کر دیا۔ وہ اس کے تیس ہزار روپے لگا رہے تے
روپے کے ہیں۔"

"وہ چوہدری صاحب اس قدر نیک، متقی پرہیزگار اور پنج وقتہ نمازی ہو کر بھی ا
فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں؟" شارق نے زخم خوردہ لہجے میں کہا۔ "تم نے اچھا کیا ان زیو
مول فروخت نہیں کیا۔ اب ایسا کرتے ہیں کہ بیس ہزار کی رقم جمع کرا کے تمہاری بھا
ہیں۔ ڈاکٹر سے کہہ دیتے ہیں کہ آپریشن کی فیس کل جمع کرا دیں گے۔ کل ان زیورا
میں فروخت کرنے سے ساٹھ پینسٹھ ہزار روپے تو مل ہی جائیں گے۔"

"آپ لوگ کاؤنٹر پر رقم جمع کرا کے مریضہ کو داخل کرائیں۔ میں اتنی دیر م
کر کے آتا ہوں۔ شاید وہ کچھ رعایت کر دے۔ اگر اس سے بات نہ کی تو پھر اسی نو
ٹیسٹ کے بہانے بن جائے گا۔" عقرب نے کہا۔ "وہ دس روپے بھی کم نہیں کر
کہا۔ "اس سے بات کرنے اور سر پھوڑنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

"کوشش کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے......" عقرب نے کہا۔ "اگر اس نے
دیکھا جائے گا۔"

"بھائی جان! یہ کون ہیں؟" حاذق نے عقرب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



نام عقرب ہے۔ یہ کرم دین کے رشتہ داروں میں سے ہیں وہ یہاں کسی کو دیکھنے آئے تھے
گئے۔" شارق نے کہا۔ "یہ بڑے مخلص شخص ہیں اللہ انہیں جزائے خیر دے۔"
ے مل کر بہت خوشی ہوئی۔" حاذق نے عقرب سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے
"

لوگ زیورات نہ بیچیں اللہ نے چاہا تو آپ لوگوں کی مشکل حل ہو جائے گی۔ میں ڈاکٹر
" عقرب اتنا کہہ کر کلینک کی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اندر گھس گیا۔ لاؤنج میں
ئے تھے۔ بڑے صوفے پر ایک شخص اپنا سر پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے برابر ایک
رہی تھی۔ عقرب نے چند لمحوں تک ان کی طرف دیکھا۔ پھر وہ ان کی طرف بڑھ گیا۔
پوچھا۔ "بھائی صاحب! خیریت تو ہے؟"

چونک کر عقرب کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ "صاحب خیریت کہاں ہے...... کلینک کی
نے میری بیٹی کی سرجری کا بل ایک لاکھ دس ہزار روپے کا بنا دیا ہے جبکہ اس نے کہا تھا
خرچ ہوں گے۔ جب میں نے اس سے بات کی تو وہ مجھ پر برہم ہو گئی۔ وہ کہتی ہے
کل جمع کرا دو...... ورنہ مریض کو ڈسچارج نہیں کیا جائے گا۔ وہ سیدھے منہ بات نہیں
پاس ہزار روپے کہاں سے لاؤں؟"

ل مجھے دے دیں۔" عقرب نے کہا۔ "میں لیڈی ڈاکٹر سے مل کر آپ کا مسئلہ حل

صاحب!" عورت جو سسک رہی تھی اس نے عقرب کی طرف حیرت اور خوشی سے

" عقرب نے کہا۔ "آپ پریشان نہ ہوں۔ روئیں نہیں میرا نام عقرب ہے۔ میں
کوشش کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب مان جائیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری بات رکھ
لیں گی۔"

اور یہ میری بیوی شازیہ ہیں۔" مرد نے کہا۔ "میری بیٹی نسیم ہے جس کا سرجری

ڈاکٹر کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے ایک رقت آمیز منظر دیکھا۔
لے جائی جا رہی تھی۔ ایک شخص جو اسٹریچر کے ساتھ چل رہا تھا۔ عقرب نے
نفت پراچہ کے غلط آپریشن اور انجکشن کی وجہ سے اس شخص کی موت واقع ہوئی
بیوہ کیا کرے گی۔ زندگی کیسے گزارے گی۔ ڈاکٹر نے پورا بل وصول کرنے
غلطی تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھے۔ جب لاش گھر پہنچے گی تو بیوہ اور بچوں کا کیا

اسٹریچر کے ساتھ ساتھ جو دو مرد اور تین عورتیں چل رہی تھیں۔ وہ غم وصدمے سے
تھیں۔ بین کرتی جارہی تھیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔
عورتوں کو سنبھال رکھا تھا۔ وہ مرحوم کی بہنیں تھیں۔

عقرب ڈاکٹر شفقت پراچہ کے کمرے میں پہنچا تو وہ اور اس کی بیوی ڈاکٹر نگہت
کھا رہے تھے اور ان کے سامنے چائے رکھی ہوئی تھی وہ دونوں آپس میں گپ شپ کر ر
نے جب ان سے شارق کی بیوی کے کیس اور ظہیر کی بیٹی کے بل کے بارے میں بات کی
بیوی بری طرح بھڑک اٹھے۔ وہ کوئی رعایت دینے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھے۔
سرد مہری سے اس کے ساتھ پیش آئے تھے اور اس کے ساتھ بدتمیزی سے بات کی تھی اور
جانے کے لیے کہا تھا۔ عقرب خاموشی سے کمرے سے نکل آیا۔ لیکن میاں بیوی کے
نہیں لگ سکی کہ ڈاکٹر شفقت پراچہ کے بریف کیس اور ڈاکٹر نگہت سلطانہ کے پرس سے
کی رقم تھی۔ وہ عقرب کی جیب میں آچکی ہے۔

وہ سب سے پہلے ظہیر اور اس کی بیوی کے پاس گیا۔ اس نے اپنی جیب سے ہزا
نوٹ نکال کر ظہیر کی طرف بڑھائے۔ پھر مزید ساٹھ ہزار کی رقم دیتے ہوئے کہا۔ ''آ
رقم کل جمع کرادیں۔ یہ ساٹھ ہزار روپے وہ ہیں جو آپ نے ڈپازٹ کروائے تھے۔ اس
میاں بیوی خوش ہیں نا......؟''

''لیکن......؟'' ظہیر نے کہا۔ دونوں میاں بیوی بھونچکے سے ہو گئے۔ ظہیر کی
کہا۔ ''اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی؟ یہ آپ ہمیں کس لیے دے رہے ہیں۔ کہیں میں
رہی ہوں؟''

''آپ کو آم کھانے سے مطلب ہونا چاہیے نا کہ پیڑ گننے سے......'' عقرب
راز میں رہنی چاہیے۔ اس سلسلے میں آپ کسی کو بھی اعتماد میں نہ لیں۔ یہ رقم آج
کرائیں۔ اچھا اب اجازت دیں مجھے اور بھی کام ہیں۔''

عقرب میاں بیوی کو ششدر چھوڑ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ میاں بیوی اس
چاہتے تھے۔ اس نے کوئی موقع نہیں دیا تھا۔ کاؤنٹر کے پاس اسے طارق مل گیا۔
میں آیا جس میں شارق کی بیوی بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے گھر والے موجود
تھا۔ اس میں ایسی کوئی کھڑکی یا روشن دان تک نہ تھا کہ ہوا کا گزر ہو۔

عقرب نے شارق سے پوچھا۔ اس کا یومیہ کرایہ کتنا ہے؟ اتنا چھوٹا کمرہ کیا
کمرے نہیں ہیں؟''

''اس کا یومیہ کرایہ چھ سو روپے ہے۔ اس سے کم کرائے کا کمرہ کوئی نہیں تھا۔
لینا پڑا ہے۔ مناسب قسم کے کمرے ہزار روپے سے لے کر دو ہزار روپے تک
دس ہزار روپے یومیہ کا ہے۔''



مار کی بھی حد ہو گئی۔'' عقرب نے کہا۔ ''اس ڈربا نما کمرے کا کرایہ چھ سو روپے......''
آپ نے ڈاکٹر سے بات کی؟ کیا کہا ڈاکٹر نے......؟'' شارق نے پوچھا۔
نے اس سے بات کی تھی۔ اسے جو کچھ کہنا تھا اس نے کہہ دیا۔ مجھے جو کرنا تھا وہ
لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں...... گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلتا ہے تو
النا پڑتا ہے۔ اب آپ کسی بات کی فکر نہ کریں۔ ایک تولے کا زیور بھی بیچنے کی ضرورت
نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا بلکہ یہ سمجھئے کہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اچھا اب مجھے
ملا تو آپ لوگوں سے پھر ملاقات کروں گا۔''

اتنا کہہ کر شارق اور اس کے بھائیوں سے ہاتھ ملایا۔ پھر وہ کمرے سے نکل گیا۔ کوئی
ایک نرس وہیل چیئر اور ایک رسید لے کر آئی۔ اس نے رسید شارق کی طرف بڑھاتے
کو وی آئی پی کمرہ نمبر دس میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روپے ڈپازٹ کرائے
آپ کے بیس ہزار روپے بھی شامل کر دیئے ہیں۔ ڈسچارج کے وقت بقایا رقم آپ کو

رسید دیکھی تو اس میں ایک لاکھ ستر ہزار روپے جمع کیے ہوئے تھے۔ یہ رسید اس کے نام
سے پوچھا یہ رقم کس نے میرے نام ڈپازٹ کروائی ہے؟ وہ صاحب کہاں ہیں؟''
نے اپنا نام عقرب بتایا تھا۔ وہ شاید باہر چلے گئے ہیں۔'' نرس نے بتایا۔

پراچہ گاڑی چلا رہا تھا۔ اس کے برابر اس کی بیوی ڈاکٹر نگہت سلطانہ بیٹھی ہوئی تھی۔
نے میں مسلح گارڈ کلاشنکوف لیے مستعد بیٹھا تھا۔ دوسرے کونے میں عقرب بیٹھا
کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ دونوں میاں بیوی آپس میں انگریزی میں باتیں
تھے تاکہ گارڈ ان کی باتوں کو سمجھ نہ سکے۔ ان کی آپس میں گفتگو صرف ان کی
ڈاکٹر شفقت پراچہ کہہ رہا تھا۔ ''ڈارلنگ! بعض اوقات کیسے سنگین مسئلے اٹھ کھڑے
میرے ہاتھوں ایک غلط انجکشن اور آپریشن سے چل بسا۔ انسان سے غلطیاں
ایک انسان ہوں۔ روزانہ دس بارہ آپریشن کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک ناکام
مر جاتا ہے تو میں کیا کروں...... اس وقت میرا ذہن اس قدر الجھا ہوا تھا کہ میں
اس مریض کے رشتہ داروں نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا بڑی مشکل سے معاملہ
مریض کی لاش لے جانا چاہ رہے تھے۔ میں اڑ گیا جب تک پورا بل ادا نہیں کیا
نہیں دی جائے گی۔ آخر کار انہوں نے پورا بل ادا کیا۔''

ہمارے کلینک کو خیراتی اسپتال سمجھ کر آتے ہیں۔'' ڈاکٹر نگہت سلطانہ کہنے
کمروں کے کرائے اور ہر چیز میں رعایت مانگتے ہیں۔ میں تو عاجز آگئی ہوں
یہاں کوئی غریب نہیں ہے۔ سب کے پاس پیسے ہیں۔ ڈاکٹروں کو پیسے
بالی ہے۔''

خیر چھوڑو ان باتوں کو...... آج آمدنی کچھ کم رہی کیشیئر نے میری فیس اور آج
بیس ہزار روپے لا کر دیئے۔ جبکہ ڈھائی لاکھ روپے روز بنتے ہیں آج ایک آپریشن
ڈھائی لاکھ روپے کا ٹارگٹ نہ ہوسکا۔"

"لیکن میرا ڈیڑھ لاکھ روپے کا ٹارگٹ پورا رہا۔ ڈاکٹر نگہت سلطانہ نے کہا۔ "یہ
بعض مریض آپریشن فیس کی رسید مانگتے ہیں۔ میں انہیں ٹال دیتی ہوں وہ پکی رسید
ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں کیوں وہ پکی رسید کے لیے ضد کرتے ہیں شاید اس لیے کہ انکم
ڈال لیں۔"

"ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے میں نے آج امریکہ کے بینک میں ٹرانسفر کرا د
شفقت پراچہ نے کہا۔ "اور ہاں اس پرانے اسپتال کی عمارت کی خریداری کے لیے
روپے کی آفر کردی ہے۔ کل صبح سوداڈن ہوجائے گا۔ میں نے تجوری میں جو
ہے۔ وہ اس مد میں ادا کردی جائے گی۔ بارہ لاکھ روپے میں اسپتال کی عمارت کوڑیوں
ہے۔ اس کے علاوہ لیب، ایکسرے اور الٹراساؤنڈ بھی......"

وہ گھر آنے تک لاکھوں کروڑوں اور اپنے اثاثوں کی باتیں کرتے رہے۔ جب
میں پہنچے تو ڈاکٹر نگہت سلطانہ نے دروازہ بند کرکے اندر سے چٹخنی لگالی۔ عقرب بھی اند
شفقت پراچہ نے ایک جاپانی پینٹنگز دیوار سے اتاری تو اس دیوار میں ایک تجوری
ڈائل گھما کر کوڈ نمبر سیٹ کیا۔ پھر تجوری کا منہ کھول دیا۔ اس میں سے نوٹوں کی گڈیاں
بکس، فائلیں اور لفافے جھانک رہے تھے۔ ڈاکٹر شفقت پراچہ نے میز پر رکھا ہوا بر
اس میں سے رقم نکال کر تجوری میں رکھے۔ بریف کیس کے کھلتے ہی وہ اچھل پڑا۔ حال
منہ چڑا رہا تھا۔ وہ چکرا سا گیا کہ رقم کہاں گئی؟ اسے اچھی طرح سے یاد تھا کہ اس نے
کر بریف کیس میں رکھی تھی۔ کہیں اس نے رقم میز کی دراز میں تو نہیں رکھ دی؟ اس کی
و پریشان دیکھ کر اس کے پاس آئی۔ "کیا ہوا ڈیئر!......؟"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے کیشیئر سے رقم اور حساب لے کر رقم بریف
بریف کیس میں رقم موجود نہیں ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ میں نے اپ سیٹ ہونے کی
دراز میں رکھ دی ہو۔" اس نے خیال ظاہر کیا۔

"ایسا ممکن ہے۔" اس کی بیوی نے اپنے سیاہ چرمی بڑے سے پرس کی
کہا۔ "تمہیں یاد ہے۔ دو سال پہلے تم نے ایک بار تین لاکھ کی رقم میز کی دراز
دونوں جا کر لے آئے۔ تم ایسا کرو میری رقم تجوری میں رکھ دو ہم دونوں واپس آ
۔ اسٹاف کا کوئی بھروسا نہیں۔ تمہارے اس کمرے کی ایک چابی کلینک میں......"
چھوڑ دیا۔ وہ پرس میں جھانک کر دیکھنے لگی۔ میک اپ کے سامان کے علاوہ اس
پرس خالی تھا۔ اس میں نوٹوں کی ایک گڈی بھی نہیں تھی۔



میں بھی اپنی میز کی دراز میں رکھ کر آگئی ہوں۔" ڈاکٹر نگہت سلطانہ کہنے لگی۔ "میں
لے کر اپنی میز کی دارز میں رکھ دی تھی۔ اسے پرس میں رکھنا بھول گئی گو کہ ایسا محسوس
نے چلتے وقت پرس میں رکھی تھی فوراً چلو...... ہم چل کر رقم لے آتے ہیں۔"
اسی وقت تیزی سے کلینک پہنچے کمرے سے نکلنے سے پہلے ڈاکٹر شفقت پراچہ نے نہ
بلکہ تصویر بھی لگادی تھی۔ اپنا کمرہ بھی مقفل کردیا تھا۔ ان دونوں نے کلینک میں
جا کر اپنی اپنی میز کی ایک ایک دراز دیکھ لی۔ کسی میں نوٹوں کی ایک گڈی بھی نہ
ئے تجوری دیکھی تو وہ کسی خالی برتن کی طرح تھی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کسی نے جھاڑو
میاں بیوی کو دل کا دورہ پڑ گیا۔ ان کی بیٹی اور نوکروں نے ان دونوں کو فوراً ہی
پتال پہنچادیا۔
بینک کے کھلتے ہی اس عورت کے نام بارہ لاکھ روپے کا پے آرڈر بنوایا جس کا شوہر
شن اور آپریشن کی وجہ سے موت کا نشانہ بن گیا تھا۔ عورت جس کا نام دردانہ تھا وہ
یتیم ہوگئے تھے۔ ان کا مستقبل تاریک ہوگیا تھا اور سر سے سایہ اٹھ گیا تھا۔ اس رقم
ل تو نہیں ہوسکتا تھا اور بچوں کو باپ کی سی محبت نہیں مل سکتی تھی لیکن یہ رقم ایک سہارا

وقت بیوہ کے گھر پہنچا۔ اس شخص کی دوپہر کے وقت تدفین ہوچکی تھی۔ عقرب
طرف لے جا کر اس کی طرف لفافہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک نیک دل انسان
پے آرڈر آپ کی بیوہ بیٹی کے لیے دیا ہے۔ مجھے پہنچانے کی تاکید کی۔ لہٰذا آپ
یہ پے آرڈر آپ کی بیٹی کے نام ہے۔"
ان ہے......؟ ان کا نام کیا ہے؟" انہوں نے پوچھا۔
ہتا ہوں کہ وہ کون ہیں؟ ان کا نام کیا ہے۔ میں ادھر سے گزر رہا تھا۔ اس شخص نے
میں یہ لفافہ آپ کو پہنچادوں۔ میں نے اپنا فرض ادا کردیا۔ آپ اس شخص کو اور
اجازت دیں۔"
کے ہاں پہنچا تو وہ اپنے گھر میں اکیلا تھا اور عمل میں مصروف تھا۔ غم و غصے سے
ی۔ وہ عقرب کو اپنے سامنے دیکھ کر پہلے تو سخت حیران ہوا کہ وہ اندر کیسے آگیا
سب بند تھیں۔ پھر اسے غصہ آگیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آنکھیں شعلے

اپنی موت کو دعوت دی ہے۔" رشید نے کرخت لہجے میں کہا۔ "تم یہاں کیا

ے ہاتھ میں نہیں ہے۔" عقرب نے بڑے سکون اور اطمینان سے جواب
دوں کہ تمہیں ایک اچھا شخص بنادوں تاکہ تم کسی کی زندگی سے کھیل نہ سکو۔"

"تم کچھ نہیں کر سکتے ہو......؟" وہ غرایا۔ "میں جو بھی ہوں جیسا بھی ہوں بالکل ٹھیک
"میں بہت کچھ کر سکتا ہوں۔" عقرب نے کہا۔ "بہتر ہے کہ تم سدھر جاؤ۔ تم نے نا
حاصل کرنے کے لیے غلط اور گھناؤنا راستہ اختیار کیا۔ چڑیلوں اور بھوتوں اور کالی ماتا کی خد
کیں۔ گھناؤنے عمل کیے لیکن تمہیں کیا ملا......؟ تم نے کیا حاصل کیا......؟ کچھ نہیں۔ تم خا
اور ذلیل و خوار اور ناکام ہو گئے۔ اس کے برعکس تم ایک نیک انسان بن جاتے تو ناجیہ کا دل
نے اسے وحشت زدہ کر کے جادو کے زور سے حاصل کرنا چاہا۔ کیا اس طرح کسی لڑکی کا دل
؟ کیا تم اس قدر احمق اور بے وقوف شخص ہو؟"
"مجھے نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے...... تم نجانے کہاں سے ٹپک پڑے اور نا
اسے مجھ سے بدظن کر دیا۔ تم میری بات کان کھول کر سن لو۔ میں تمہیں کسی قیمت پر نا
شادی کرنے نہیں دوں گا۔ نہ ہی تم اس پلاٹ کے مالک بن سکو گے۔" رشید غصے اور نفر
لگا۔ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ "تم مجھے نہیں جانتے ہو میں کیسا خطرناک جادوگر
بڑا کوئی جادوگر اس ملک میں کیا ہندوستان میں نہیں ہے۔ میرے تابع چڑیلیں بھوت اور
مجھ سے دوسرے جادوگر پناہ مانگتے ہیں۔"
"میں تمہاری غلط فہمی دور کر دینا چاہتا ہوں۔" عقرب کہنے لگا۔ "میں نہ تو ناجیہ سے
اور نہ ہی اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں۔ میں تو ایک مسافر ہوں۔ میرا مشن
میں ناجیہ کے ہاں ایک دو دن مہمان ہوں پھر میں وہاں سے روانہ ہو جاؤں گا میں کرم
اس لیے رک گیا بلکہ رکا ہوا ہوں کہ ان کی مدد کروں اور طاغوتی طاقتوں سے بچاؤں
سے نجات دلا دی۔ انہیں پھر سے وہ پرسکون زندگی مل گئی ہے جو وہ گزارتے آ رہے تھے۔ تم
اور کالے جادو کو ناکارہ بنا دیا۔ تمہارے سارے ناپاک اور مذموم ارادوں کو خاک میں ملا
تمہاری کالی ماتا بھی ان کا بال تک بیکا نہیں کر سکتی ہے۔ ہر عمل اور جادو ان پر کوئی اثر نہیں
کوئی چڑیل اور بھوت وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔ تمہیں اس کا اندازہ ہو چکا ہوگا۔
واقعات یکے بعد دیگرے پیش آئے وہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے...... اگر تم واقعی
خطرناک جادوگر ہو تو اپنا ایسا کوئی کمال دکھاؤ کہ جس کے زیر اثر میں آ کر میں تباہ ہو جاؤں
"میں تمہیں صرف ایک لمحے میں اس دنیا سے نیست و نابود کر سکتا ہوں۔"
بولا۔ "اچھا ہوا تم خود یہاں آ گئے...... اب تم بچ کر نہیں جا سکتے۔ مرنے کے لیے تیار
"میں تو مرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسا نہیں
معنی خیز انداز سے مسکرایا۔ "تمہیں اور ہر شخص کو مرنے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چا
بھی لمحے کسی بھی بہانے آ سکتی ہے۔"
"تمہیں فلسفہ بگھارنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسے اپنے پاس ہی رکھو۔"
پھر رشید نے فوراً ہی کوئی منتر پڑھ کر عقرب کی طرف پھونکا۔ دیکھتے ہی



دار ہوا۔ رشید نے اسے اشارہ کیا تو وہ کسی سنسناتے ہوئے تیر کی مانند عقرب کی طرف
سینے پہ لگتے ہی وہ پھول بن گیا پھر فرش پر گر گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ رشید
لیا۔
تم نے اپنے جادو منتر کا حشر......؟" عقرب نے کہا۔ "اس سے تمہیں کیا حاصل ہوا...... اگر
جادو مجھ پر آزمانا چاہتے ہو تو آزما لو...... میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔"
ہیں جلا کر بھسم کر سکتا ہوں۔" وہ ہذیانی لہجے میں بولا۔ "میں دیکھتا ہوں تم کیسے بچ سکتے ہو۔"
دل میں جو جو ارمان ہیں وہ شوق سے پورے کر سکتے ہو۔" عقرب نے پرسکون لہجے

پاس دائیں جانب ایک بہت بڑا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ اس میں سفید سفوف بھرا ہوا تھا۔ اس
اٹھا کر اس پر کچھ منتر پڑھ کر پھونکا۔ پھر اسے عقرب پر پھینک دیا۔ سفوف جہاں جہاں
بھڑک اٹھی۔ عقرب اس آگ کے حصار میں تھا۔ عقرب نے جیسے ہی ہاتھ بڑھا کر آگ
چلی گئی اب فرش پر راکھ پھیلی ہوئی تھی۔ آگ کا نام و نشان نہ تھا۔
حالت غیر ہونے لگی۔ اب اس کے پاس ایسا کوئی جادو نہیں تھا جو وہ عقرب پر
جانتا تھا اس سے عقرب کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس
اثر نہیں کر رہا ہے اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ عقرب کے سامنے بہت چھوٹا ہے۔ وہ عقرب
تا ہے۔ عقرب کوئی غیر معمولی اور ناقابل تسخیر ہستی ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے کالی ماتا
کالی ماتا بھی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکی۔ عقرب پر کوئی جادو آزمانا اور اس سے مقابلہ
عقرب اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے تیز لہجے میں کہا۔ "اب تک میں
نہیں آزمایا ہے اب تم میرا جادو دیکھو...... میرا جادو بیکار نہیں جاتا ہے۔"
پہلے کہ رشید اس سے کچھ کہتا۔ اس نے رشید پر کچھ پڑھ کر پھونکا اس کے پھونکتے ہی رشید
عقرب کچھ دیر تک اس پر پڑھ پڑھ کر پھونکتا رہا پھر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر
[illegible]

آیا تو اس کی حالت اس بچے کی سی تھی جو ابھی پیدا ہوا ہو۔ اب وہ ایک نیا
وہ جادو ٹونا اور سفلی علم اور کالا جادو وغیرہ بھول چکا تھا۔ وہ حیرانی سے کمرے میں
لینے لگا۔ انسانوں اور حیوانوں کی کھوپڑیاں، انگیٹھی، عجیب و غریب قسم کی رنگین
بلوں کی تصویریں اور الا بلا قسم کی چیزیں اور انسانی ہڈیاں...... ایک جانب انسانی
کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ یہ سب چیزیں کیا ہیں......؟ کہاں سے اور کیسے اس کے
لے کر آیا ہے؟ کس لیے لایا ہے؟ اس کی نظر ابھی تک عقرب پر نہیں پڑی تھی
دیکھا۔ وہ چونک پڑا اور اٹھ بیٹھا۔ رفتہ رفتہ اس کا ذہن بیدار ہونے لگا۔ ذہن
ایک ایک کر کے کھلنے لگے۔ چند لمحوں میں اسے سب کچھ یاد آ گیا۔ بہت کچھ

یاد آ تا گیا۔ لیکن اس نے محسوس کیا کہ وہ سفلی علم اور جادو وغیرہ بھول چکا ہے۔ اس کا ذہن
دھو پونچھ کر صاف کر دیا ہے۔ اسے یہ خیال آتے ہی وہ عقرب کے قدموں میں گر پڑا۔
گڑگڑانے لگا۔ "مجھے معاف کر دیں...... میں بہت بڑا پاپی ہوں۔ میں نے بہت پاپ کیے
عقرب نے اسے شانوں سے پکڑ کر اٹھایا۔ پھر اپنے روبرو کھڑا کیا۔ پھر کہنے لگا۔
معافی مانگ کر مجھے تو گنہ گار نہ کرو اور نہ خود اتنے بڑے گنہگار بن جاؤ...... اوپر والے سے
کرتوتوں اور بداعمالیوں کی معافی مانگو...... تمہارے گناہوں کی فہرست بڑی لمبی ہے۔ تم
جادو ٹونا سیکھ کر معصوم اور بے گناہ لوگوں کو بہت ستایا۔ ان پر بہت ظلم کیا...... انہیں پریشان
کی بے حرمتی کی۔ ناجیہ کے بھائی اور والدین کے اس لیے جانی دشمن بن گئے کہ...... انہوں
رشتہ اور لاکھوں کی مالیت کا پلاٹ دینے سے انکار کر دیا۔ پھر تم نے اس گھر پر سفلی علم اور
کیا...... قدرت نے مجھے کسی حیلے بہانے سے اس گھر میں نہ بھیجا ہوتا تو اللہ ہی جانے
ہوتا...... خدا سے معافی مانگنے کے بعد تم ان لوگوں سے بھی جا کر معافی مانگو...... اب ان
آگ لگا دو۔ ضائع کر دو...... اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

"میں اب کوشش کروں گا کہ اپنے گناہوں کی تلافی اور کفارہ ادا کروں۔" رشید
نے میری آنکھیں کھول کر اور مجھے سفلی علم اور کالے جادو سے محروم کر کے مجھ پر بہت بڑا
کاش میں بھٹک نہ گیا ہوتا؟ اس میں مجھ سے زیادہ میرے گھر والوں کا دوش ہے...... اب
پاکیزہ زندگی کا آغاز کروں گا۔ ایک نیک انسان بن کر دکھاؤں گا۔ آج میں کس قدر خوش
نہیں کر سکتا۔"

ناجیہ کو عقرب کا صبح سے ہی انتظار تھا۔ عقرب سہ پہر تک نہ آیا تو وہ مایوس ہو گئی۔
اور کرم دین کا یہ خیال تھا کہ اب عقرب نہیں آئے گا کیونکہ اس کا کام ختم ہو گیا ہے۔
ہے۔ سب سے زیادہ دکھ اور صدمہ ناجیہ محسوس کر رہی تھی۔ اسے اس بات کا غم تھا کہ
کیوں نہیں گیا؟ وہ رات کہہ گیا تھا کہ کل صبح ایک کام نمٹا کر لوٹے گا۔ سہ پہر ہو گئی تھی عقرب

تنویر جمال نے جب عقرب کے بارے میں اور اس کے کمالات اور عملیات
اسے یقین نہیں آیا۔ اس کے لیے یہ سب حیران کن اور ناقابل یقین تھا کہ...... عقرب
کالا بھوت سے مقابلہ کیا کالے جادو کو روند کر رکھ دیا۔ وکیل سے نہ صرف رقم معہ
کاغذات بھی اس کے قبضے سے نکال لیے اس نے جو کارنامے انجام دیئے۔ وہ
محیرالعقول اور دیو مالائی کہانیوں کی طرح تھے۔ اس کے گھر والوں نے جب یہ بتایا کہ
شخص ہے تو اس کے لیے یہ بات بھی ناقابل یقین تھی۔ اس نے یقین کر لیا۔ کیونکہ
جھوٹ نہیں بولتے تھے اور نہ ہی انہیں مبالغہ آرائی کی ضرورت تھی۔ اس کے خیال
چالیس برس کا شخص تھا۔ اس نے عقرب کو ایک عامل شخص سمجھا تھا اور پھر اسے اس بات
کہ عقرب ایک نیک، مخلص اور ہمدرد شخص ہے۔ اس نے اپنی خدمات کے صلے میں



نہیں کیا تھا۔ اسے عقرب سے ملاقات نہ ہونے کا بڑا ملال تھا۔ اس نے سوچا کاش اس کی
ایک بار تو ملاقات ہو جاتی۔

دن ڈوبنے سے پہلے عقرب، کرم دین کے ہاں پہنچا تو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ انہیں ایسا لگا
کی دولت مل گئی ہو۔ ناجیہ نے یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی سب سے زیادہ خوشی محسوس کی تھی
صرف ایک دو دن کا مہمان ہے پھر وہ اپنے سفر پر روانہ ہو جائے گا وہ اسے روک بھی نہیں
سے اس کے دل کے ویرانے میں بہار آئی ہے۔ کچھ گھڑیوں کی ہے پھر خزاں آ جائے
ساری زندگی دل کی دنیا میں بسائے اسے خوابوں میں دیکھتی اور راتوں کو عالم تنہائی میں
محبت کی باتیں کرتی رہے گی۔

عقرب سے مل کر بہت خوش ہوا۔ اس کے گھر والوں نے عقرب کی جیسی تعریف کی تھی
تھا۔ اسے نجانے کیوں اس بات کا یقین نہیں آیا تھا کہ ایک نوجوان پراسرار علوم کا ماہر اور
ملتا ہے۔ وہ اسے دیو مالائی کہانیوں کے کسی دیوتا کی طرح لگا تھا۔ یہ ہندو قوم میں ہوتا
دیوتا کی طرح پرستش کرتے۔

نے کہا۔ "بیٹا! ہم تو یہ سمجھے تھے کہ تم چلے گئے اس بات کا افسوس ہوا تھا کہ تم مل کر نہیں

ضروری کام سے چلا گیا تھا۔" عقرب نے کہا۔ "اس لیے واپس آیا ہوں کہ ایک کام
انجام تک پہنچا دوں...... کیونکہ وہ کام ذرا کٹھن اور آپ لوگوں کے لیے مشکل ہے۔"
کام بیٹے!" کرم دین نے حیرت سے پوچھا۔ "اب تو چڑیلوں اور بھوتوں کا کوئی مسئلہ

پلاٹ کا کام......" عقرب نے جواب دیا۔ "رحمت آرائیں نے اس پر اپنی کوٹھی تعمیر
پلاٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کر ڈالے ہیں۔ لہٰذا وہ کسی
پر تیار نہیں ہوگا۔"

کام کیا ہے وہ غیر قانونی ہے۔" تنویر جمال نے کہا۔ "اس کے ہم ذمے دار
کام کیوں کیا؟ اتنی بڑی کوٹھی کیوں اور کس لیے بنائی......؟ اتنی بڑی رقم خرچ
ضرورت تھی؟ یہ پلاٹ اس کے باپ کا تو نہیں تھا لیکن اس کے باوجود کہ ہم اس
کاغذات ہمارے پاس ہیں۔ ہم پلاٹ حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمیں پلاٹ چھوڑنا

میں جا کر اس پلاٹ کو حاصل کر سکتے ہیں؟" ناجیہ نے کہا۔
حاصل نہ ہوگا۔" تنویر جمال نے جواب دیا۔ "مقدمہ لڑنے کے لیے وکیل کی
کی لیکن ان کی فیس بہت زیادہ ہے۔ ہم ان کی بھاری فیس کہاں سے لائیں؟"
کیس ہے۔" ناجیہ نے کہا۔ "ہمارے پاس پکے اور صحیح کاغذات ہیں۔ کیا

یک دو پیشی میں یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا؟ آپ نے بھی قانون کی تعلیم حاصل کی تھی۔
مقدمہ لڑ سکتے ہیں۔"

"کیس تو بہت سیدھا سادا ہے لیکن تم ہمارے عدالتی نظام سے واقف نہیں
انگریزوں کے بنائے ہوئے قانون پر عمل ہو رہا ہے۔ اس میں اس قدر گنجائش ہوتی ہے
دیا جائے۔ اور پھر رحمت آرائیں ایک فراڈی اور بدمعاش ہے۔ وہ حکومت کے کرد
کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے اپنے غریب رشتہ داروں تک کو بخشا نہیں ہے۔

"ہم اس سے عدالت میں ٹکر لے سکتے ہیں......؟ وہ ہمارا کیا بگاڑے گا؟" کرم د

"جب ہم اس کے خلاف عدالت میں جائیں گے تو وہ ہمارے خلاف غنڈہ گرد
وہ ناجیہ کو اغوا کروالے گا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہمارے پورے گھرانے کو ختم کردے۔ یہ
بائیں ہاتھ کا کھیل ہوگا۔ وہ ہمارے خون کا پیاسا ہوجائے گا۔ اس کے خلاف کوئی بھی
سے پہلے ہمیں سوچنا ہوگا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پلاٹ پر فاتحہ پڑھ کر بیٹھ جائیں؟" اللہ وسائی نے اف

"ہم اس کے خلاف جو بھی قدم اٹھائیں وہ بہت سوچ سمجھ کر......" تنویر جمال
خیال تو یہ ہے کہ ہم اس پلاٹ کو بھول جائیں۔ اپنی جان و مال کا صدقہ سمجھیں۔ اس
نہیں ہے۔"

"یہ میرے بیس برسوں کی حلال کی کمائی سے خریدا ہوا پلاٹ ہے۔ میں اسے
دوں؟" کرم دین کو غصہ آ گیا۔ "وہ بڑا بدمعاش ہوا تو کیا ہوا......؟ کیا ہم اس سے ا
جائیں؟"

"ابو! آپ نہیں جانتے ہیں کہ یہ دنیا کتنی خراب ہے یہ دنیا دولت مندوں، ظالموں
ہے غریبوں کی مثال راستے میں پڑے ہوئے ایک پتھر کی سی ہے۔ اسے ٹھوکر مار کر ہٹادیا
مند مجرموں کو جیلوں میں اے اور بی کلاس دی جاتی ہے چھوٹے مجرموں کو کال کوٹھڑیوں
ہے۔ ہم رحمت آرائیں کے سامنے کیا بیچتے ہیں۔ وہ ہمیں چیونٹی کی طرح مسل کر رکھ دے گا

"آپ لوگ فکرمند اور پریشان نہ ہوں۔" عقرب نے دلاسا دیا۔ "وہ نہ صرف
گا بلکہ کوٹھی بھی مفت میں مل جائے گی۔ اللہ پر بھروسا رکھیں۔ دس ہزار رحمت آرائیں بھی
لے سکتے؟ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

"وہ کیسے......؟" تنویر جمال نے عقرب کی طرف حیرت سے دیکھا۔ "کیا ایسا ممکن

"کیسے یہ کل پتا چلے گا...... ہم کل صبح چل کر رحمت آرائیں سے ملتے ہیں۔ کل را
میں منتقل ہونے کی صورت میں جشن منا رہا ہے۔ اس نے ایک شاندار دعوت کا اہتمام
علاوہ رقص و سرود کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس نے مہمانوں کی خاطر تواضع کے
بھی بندوبست کیا ہے۔ وہ لاکھوں روپے اس دعوت پر اڑا رہا ہے۔ دیکھیں وہ کیا کہتا ہے۔"



ے جا کر ملنے اور بات کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔" تنویر جمال نے کہا۔ "میں اس
بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس نے اپنی بیوہ بہن کی زمین ہتھیالی جو ماڈل ٹاؤن میں تھی۔
نے عدالت میں رحمت آرائیں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی تو انہیں جیل میں سڑا دیا۔
ے کیا امید کی جاسکتی ہے۔"

اس قدر دل برداشتہ اور ناامید کیوں اور کس لیے ہو رہے ہیں؟ کیا آپ کو اللہ کی ذات پر
ہے...... کل آپ میرے ساتھ چلیں ایک کوشش کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے؟" عقرب

ہاں ہاں! آپ عقرب صاحب کے ساتھ چلیں جائیں نا...... آخر اس سے مل کر آنے میں
؟" ناجیہ نے کہا۔

ہے نہ...... اللہ نے چاہا تو کوئی صورت نکل آئے......" اللہ وسائی بولی۔ "اللہ کی ذات
ہونا چاہیے۔"

اگر کہتے ہیں تو میں عقرب صاحب کے ساتھ جا کر اس حرام زادے سے مل آتا ہوں۔"
بیزاری سے کہا۔

رشید ہم لوگوں کو تنگ، پریشان اور ہراساں تو نہیں کرے گا؟" اللہ وسائی نے پوچھا۔
کر رشید کی کہانی ختم سمجھیں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "میں اس سے مل کر اور سمجھا کر
راست پر آ گیا ہے۔ ایک نیک انسان بن گیا ہے۔ اس نے اس پیشے اور جادو سے توبہ
سب کچھ بھول گیا ہے۔ اب وہ کوئی جادو وغیرہ نہیں جانتا ہے۔ وہ سخت نادم اور پشیمان
لوگوں کے ہاں آئے گا معافی مانگنے کے لیے۔ آپ لوگ اسے معاف کر دیں۔
رے اور وہ آپ لوگوں سے اب کوئی مطالبہ نہیں کرے گا۔"

میں اچانک اتنی بڑی تبدیلی کیسے رونما ہوگئی......؟" تنویر جمال کے چہرے پر گہرا

لنے میں دیر نہیں لگتی ہے۔ اس کی زندگی میں ایک لمحہ ایسا آتا ہے کہ وہ بدل جاتا ہے۔"

ہمارے اور راہ راست پر لانے میں مجھے عقرب صاحب کا کمال ہی لگتا ہے۔" ناجیہ

عقرب، تنویر جمال کو اپنے ساتھ لے کر رحمت آرائیں کی کوٹھی پر پہنچا۔ رحمت آرائیں
کارنر پلاٹ تھا۔ وہ کرم دین کا تھا اس پلاٹ پر ایک عظیم الشان اور بہت ہی
بنی تھی۔ اسے دیکھ کر تنویر جمال کے دل پر چابک سی لگی۔ وہ اب اس وقت پہلی بار
رحمت آرائیں نے بدمعاشی کی حد کر دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ صرف اس کے
جانے کتنے لوگوں کے ساتھ ہوا ہوگا اور ہوتا رہتا ہے۔ اس نے دل میں بڑی

حسرت سے سوچا کیا اس کی زمین واپس مل سکتی ہے؟

اس کے پلاٹ پر بنی ہوئی کوٹھی میں بڑی رونق اور چہل پہل تھی۔ بہت سارے نوکر
پارٹی کے سلسلے میں مصروف تھے اور اسے دلہن کی طرح سجا رہے تھے۔ ایک ملازم نے
آرائیں اندر موجود ہے اور انتظامات کا جائزہ لے رہا ہے اور اس سلسلے میں ہدایات دے ر
ملازم نے ان دونوں کو نشست گاہ میں لے جا کر بٹھایا۔ پھر وہ رحمت آرائیں کو اطلاع ا
اندر چلا گیا۔ وہ دونوں نشست گاہ کا جائزہ لینے لگے جس کی تزئین و آرائش پر پیسہ پانی ک
تھا فرنیچر بے حد قیمتی اور امپورٹڈ رکھا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک چھ فٹ کا شخص اندر داخل ہوا تو ایسا لگا جیسے کوئی دیو گھس آیا
چہرے مہرے اور وضع قطع سے ڈاکو لگ رہا تھا۔ اس کی مونچھیں لمبی اور گھنی تھیں۔ اس
خباثت چھائی ہوئی تھی اور آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی۔ وہ ایک خبیث اور سفاک
دے رہا تھا۔ وہ اپنے نام کے برعکس دکھائی دے رہا تھا۔ عقرب نے دل میں سوچا اس
اس کا نام رحمت کیا سوچ کر رکھا۔ جتنا اچھا نام ہے وہ خود اتنا اچھا کیوں نہیں ہے اس
آرائیں ہونا چاہیے تھا۔

رحمت آرائیں کو دیکھ کر وہ دونوں کھڑے ہوگئے۔ رحمت آرائیں نے ان دونو
ناگواری سے دیکھا۔ پھر اس نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔ ''کون ہو تم لوگ...... ؟ کیا
چاہتے ہو؟''

''میرا نام عقرب ہے۔ ان کا نام تنویر جمال ہے۔'' عقرب نے تعارف
کہا۔ ''آپ انہیں پہچانتے ہیں؟''

رحمت آرائیں نے تنویر جمال کو اوپر سے نیچے تک دیکھا پھر سر ہلایا۔ ''نہیں میں
ہوں۔ یہ کون ہے؟''

''یہ کرم دین کے بیٹے ہیں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''کچھ دنوں پہلے عرب
پر آئے ہیں۔''

کرم دین کا نام سن کر رحمت آرائیں بڑے زور سے چونکا۔ پھر اس نے انجانا
سے کہا۔ ''کون کرم دین......؟ میں کسی کرم دین اور اس کے باپ اور بیٹے کو نہیں جا
میرے پاس دونوں کے لیے کوئی کام ہے؟''

''یہ اسی کرم دین کے بیٹے ہیں جس کے پلاٹ پر آپ نے یہ کوٹھی بنائی ہے
پہچان لیا نا؟'' عقرب نے کہا۔

''یہ پلاٹ میرا ہے۔'' رحمت آرائیں بھڑک اٹھا۔ ''نہ کرم دین کے باپ کا
باپ کا......''

''آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ یہ پلاٹ آپ کا ہے؟!



ے کاغذات دکھا دیں ہم دونوں چلے جائیں گے۔ ہم آپ سے اس پلاٹ کی ملکیت کا
ے ہیں۔'' عقرب نے کہا۔

ہارے باپ کا نوکر ہوں یا تم کوئی گورنر یا وزیر اعلیٰ ہو جو اس پلاٹ کے مالک ہونے کا
ہو۔'' اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ ''شرافت سے چلے جاؤ۔ ورنہ نوکروں سے کہہ
لاؤں گا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔''

لیے ثبوت مانگ رہے ہیں یہ پلاٹ نہ تمہارا ہے اور نہ تمہارے باپ کا......؟'' عقرب
اور انداز تخاطب بدل لیا۔ ''یہ پلاٹ تنویر جمال کے والد کرم دین کا ہے۔ اس بات کا
پاس ہے۔ اس کے پکے اور صحیح کاغذات ہمارے پاس ہیں۔ کرم دین صاحب قانونی
پلاٹ تین برس سے ان کے پاس ہے۔ تم نے اس پلاٹ کو اپنے باپ کا مال سمجھ کر اس پر
یا۔ اس پر کوٹھی بھی بنالی۔ کیا یہ بدمعاشی نہیں ہے......؟''

ئیں کا چہرہ غصے سے چقندر کی طرح بن گیا۔ آج تک کسی نے اسے تم کہہ کر اس انداز
یا تھا۔ اس کی شان میں گستاخی کی تھی نہ ذلیل کیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خون
ئے لہجے میں کہا۔ ''حرام زادے! تیری یہ مجال کہ تو مجھ سے اس طرح بات کرے۔
دین کی اولاد کو الٹا لٹکا دوں گا۔ یہ پلاٹ یہ زمین میری ہے اور میرے وکیل کے پاس
ہیں۔ میں اس زمین پر جو بناؤں وہ میری مرضی......''

بات کرو اور اپنی زبان کو لگام دو۔'' عقرب نے اپنا غصہ دباتے ہوئے کہا۔ ''تمہیں
کی شریف آدمی کو حرام زادہ کہو...... تم خود کیا ہو یہ سوچو...... وکیل کے پاس جو تمہاری
کاغذات بھی تھے وہ سب جعلی ہیں وہ فائل بھی ہمارے پاس ہے۔ وکیل اسپتال
یقین نہ آئے تو تم وکیل کو اسپتال ٹیلی فون کر کے ابھی اور اسی وقت معلوم کر سکتے
نے کی...... تم کیا تمہارا باپ بھی الٹا لٹکا نہیں سکتا۔ ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ کل تک
ے دو۔ کیونکہ یہ ہمارا پلاٹ ہے۔ تم نے کوٹھی بنائی ہے تو اس میں تمہارا قصور ہے
ی ہماری ہوگئی۔''

باتیں کر رہا ہے اور دھمکیاں دے رہا ہے جیسے میں تیرے باپ کا نوکر ہوں۔
دونوں کو الٹا لٹکاتا ہوں سرفراز...... نواب...... گل خان...... بشیرے...... ادھر
سے چلایا۔

پانچ آدمی بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے دو کلاشنکوفوں سے
نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے حکم دیا۔ ''ان دونوں حرام زادوں کو لے جا کر
اور ان کی مشکیں کس دو...... میں ذرا کام سے فارغ ہو جاؤں پھر ان سالوں کو الٹا

حالت غیر ہونے لگی۔ اس نے دل میں کہا۔ برے پھنسے اب ان دونوں کی خیر

نہیں...... عقرب نے اس کا بازو پکڑا اور کہا۔ ''چلو...... ہم پھر کسی اور وقت آتے ہیں۔''

تنویر جمال نے ایک عجیب وغریب منظر دیکھا۔ اس کمرے میں موجود تمام افرا ساکت وجامد اور بے حس وحرکت ہو گئے ہیں۔ رحمت آرائیں بھی ایک مجسمے کی طرح دکھا پھر وہ دونوں بڑے سکون واطمینان سے باہر آ گئے۔ پھر مین روڈ پر آ کر انہوں نے ٹیکسی لی کہ عقرب نے ان لوگوں پر جادو کر دیا تھا۔ اس لیے وہ انہیں پکڑ نہیں سکے اور نہ ہی چیخ سکے

تنویر جمال نے گھر پہنچ کر عقرب سے کہا۔ ''یہ تو بہت برا ہوا۔ اب رحمت آرائیں ا نہیں چھوڑے گا۔''

''رحمت آرائیں ہمارا بال تک بیکا نہیں کر سکتا ہے۔'' عقرب نے اسے دلاسا دیا ہے۔ اب آپ دیکھیں گے کہ کس طرح آپ لوگوں کی زمین اور بنی بنائی کوٹھی چھوڑ کر وہ ہے۔ پھر آپ لوگوں کو بنی بنائی کوٹھی رہائش کے لیے مل جائے گی۔ وہ زندگی بھر نہ تو ادھر اور نہ ہی کوٹھی پر کوئی دعویٰ کرے گا۔''

''وہ کیسے......؟'' تنویر جمال نے حیرت سے پوچھا۔ ''کیا وہ ڈیڑھ کروڑ کی مالیت دستبردار ہو جائے گا؟''

''وہ ایسے کہ...... وہ لاتوں کا بھوت ہے۔ باتوں سے نہیں مانے گا۔ جب اس کی ہوگی تو رات راست پر آ جائے گا۔ آج رات آپ میرے ساتھ وہاں چل کر تماشا دیکھیں تماشا جس کے بارے میں آپ نے کبھی نہ تو سنا ہوگا؟ نہ دیکھا ہوگا۔''

رحمت آرائیں حیرت اور غصے سے تنویر جمال اور عقرب کو بڑے سکون واطمینان سے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کا اس بات پر خون کھول اٹھا تھا کہ اس کے پانچوں آدمی اپنی کھڑے ہوئے ان دونوں کو باہر جاتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی انہیں روکا اور نہ ہی اسلحے کی زد پر لیا۔ جیسے وہ اس کے معزز مہمان ہوں۔ اسے اپنے آدمی دکھائی دے رہے تھے۔ اسے ایسا لگا جیسے سب ساکت وجامد ہو گئے ہوں جیسے ان رہی ہو۔

اس نے اپنی پوری قوت سے چیخ کر کہنا چاہا کہ...... ان دونوں کو جانے مت دو۔ محسوس کیا کہ اس کی آواز ہی نہیں نکل رہی ہے۔ اس کے جسم میں جان ہی نہیں رہی حرکت نہیں کر سکتا ہے۔ وہ جیسے پتھر کا ہو گیا ہے لیکن سب کچھ دیکھ اور محسوس کر رہا ہے؟ یہ اس کے ساتھ اچانک کیا ہو گیا ہے؟ کبھی تو ایسا نہیں ہوا تھا؟ سوچ سوچ کر اس کی

کوئی دس منٹ اس پر یہ کیفیت طاری رہی۔ پھر اس نے صرف اپنے ہی جسم میں نہیں بلکہ تمام محافظوں میں حرکت محسوس کی۔ وہ حیرت سے ایک دوسرے تھے۔ ان میں سے کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ ان کے ساتھ کیا ہو گیا۔ وہ کیوں وحرکت ہو گئے۔



آرائیں ایک دم سے دہاڑا۔ ''حرام زادو!...... یہ تم لوگ بت کی طرح کھڑے میری اور ان کیا دیکھ رہے تھے......؟ میں نے تم حرام زادوں سے کیا کہا تھا......؟ ان دونوں کو کیوں انہیں جانے کیوں دے دیا؟ کیا تم ان دو نہتے بدمعاشوں سے ڈر گئے تھے؟''

صاحب جی!...... ہمیں کیا ہو گیا تھا؟'' ان میں سے ایک نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔ ''ہم اپنی جگہ سے ہل تک نہیں سکا۔ میں نے اپنا پورا زور لگا دیا تھا جی...... پھر بھی جی......''

جی کی اولاد......'' رحمت آرائیں کا پارہ چڑھ گیا۔ ''تم جلدی سے جاؤ۔ دیکھو، شاید انہیں روکو...... اگر انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی تو ان کی ٹانگوں پر گولی مار دینا۔''

بندوق سنبھالتا ہوا فوراً ہی باہر کی جانب لپک گیا۔ دوسرے نے حیرت کے عالم میں رحمت پوچھا۔ ''یہ کیا ہو گیا تھا......؟ میں نے آپ کو بھی دیکھا تو آپ بھی بالکل مجسمے کی طرح بنے۔''

مجھے کچھ بھی تو نہیں ہوا تھا۔'' رحمت آرائیں نے جواب دیا۔ ''میں تو بالکل ٹھیک تھا۔ میں تم حرام زادوں کو دیکھ رہا تھا کہ تم لوگ ایسے خاموش کھڑے تھے جیسے سانپ سونگھ

بات تو نہیں کہ ان دونوں نے ہم پر جادو کر دیا ہو...... اسے کیا کہتے ہیں؟ ہپناٹائز...... شاید اس لیے ہم لوگ پتھر کے ہو کر رہ گئے تھے۔ اپنی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکے اپنا خیال ظاہر کیا۔

اور ایک وقت میں صرف ایک ہی آدمی کو ہپناٹائز کیا جا سکتا ہے؟ بیک وقت پانچ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ اس خوبصورت جوان سے متاثر اور خوفزدہ ہو گئے اور یہ سمجھے دے رہا ہوں۔ اس لیے تھوڑی دیر تک تمہاری عقل گھاس چرنے چلی گئی۔''

نے رحمت آرائیں کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ اس سے الجھنا اور تکرار کرنا نہیں ان کا باس تھا ان کی کیا مجال تھی کہ اپنے باس سے بحث کریں۔ اس کی ہر غلط بات

جمال اور عقرب کو دیکھنے گیا ہوا تھا وہ اس وقت اندر داخل ہوا، اس کی سانس پھول سانس پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ ''صاحب جی!...... چوکیدار بتا رہا تھا کہ وہ دونوں ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور وہ اس میں بیٹھ کر چلے گئے...... کہاں گئے اسے کچھ نہیں

ان دونوں کو میری اجازت کے بغیر جانے کیوں......؟ ان بدمعاشوں کو روکا کیوں نے بگڑتے ہوئے کہا۔ ''یہاں پر سب سالے حرام خور ہو گئے ہیں۔ کسی کو اس کہ کون آ رہا ہے...... کون جا رہا ہے؟ وہ دونوں ہم سب کی آنکھوں میں دھول

’’چوکی دار کو بالکل بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ دونوں کون تھے......؟ کیوں ا
تھے؟‘‘ تیسرے محافظ نے کہا۔’’وہ تو یہ سمجھا تھا کہ آپ کے مہمان ہوں گے ملنے والے
کے جشن کے سلسلے میں آپ سے کچھ پوچھنے کے لیے آئے ہوں گے۔ صاحب
کیا......؟ وہ کون تھے......؟‘‘

’’وہ میرے مہمان نہیں بلکہ بہت بڑے غنڈے اور بدمعاش تھے۔‘‘ رحمت آرا
ہوگیا۔’’وہ نہ صرف مجھے دھمکی دے گئے بلکہ میری بے عزتی بھی کی...... میں
چاہتا ہوں کہ وہ ساری زندگی یاد رکھیں...... ایسا کرو...... تم لوگ ابھی اور اسی وقت
تلاش میں روانہ ہو جاؤ۔ چوکی دار سے معلوم کرو کہ ٹیکسی کس سمت گئی ہے وہ زیادہ
گے۔ وہ راستے میں ہاتھ لگ جائیں تو لیتے آنا۔ اگر انہوں نے مزاحمت کی اور کسی
دشوار ہوا تو پھر انہیں وہیں گولیوں سے بھون کر رکھ دینا...... جاؤ جلدی کرو۔‘‘ وہ ہذیانی
ہاتھ نہیں لگے تو بہت برا ہوگا سمجھے۔‘‘

جب وہ سب تیزی سے باہر کی جانب لپکے تو رحمت آرائیں نے کہا۔’’
جاؤ۔ تمہارے جانے کی ضرورت نہیں، بٹ کافی ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جا کر ان
میرے پاس ٹھہرو۔‘‘

شاہ جی دروازے کے پاس سے لوٹ آیا۔ رحمت آرائیں سخت فکر مند اور پ
کرم دین کے بیٹے تنویر جمال اور اس کے دوست کی ہمت اور جرأت پر سخت غصہ آ رہا
ہوئے کوٹھی میں گھس آئے تھے اور جاتے ہوئے اسے کوٹھی خالی کرنے کا حکم دے
پلاٹ ان کا ہے۔ اب وہ اس کوٹھی کے مالک ہیں۔‘‘

’’صاحب جی! کیا بات ہے آپ سخت پریشان اور فکر مند ہو گئے ہیں۔‘‘ شاہ
کہا۔’’خیریت تو ہے۔‘‘

’’پریشانی کی بات ہی ہے شاہ جی!‘‘ رحمت آرائیں نے تشویش بھرے لہجے
کون آیا تھا۔ کرم دین کا بیٹا...... اس کا نام تنویر جمال ہے۔ اس نے کہا ہے کہ
میں نے کوٹھی بنا کر غیر قانونی کام کیا ہے لہٰذا میں کوٹھی خالی کر دوں...... یہاں سے نکل جا

’’ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے......؟‘‘ شاہ جی نے کہا۔’’میں نے آپ کو
کروا کے دیئے اور پھر اصل کاغذات کی فائل وکیل صاحب کی ہے۔ وکیل صاحب
رقم کے عوض دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ پھر آپ فکر مند اور پریشان کیوں ہو رہے ہیں
وہ کوٹھی اور پلاٹ پر قبضہ کر لیں۔‘‘

’’ان کا کہنا ہے کہ وہ دونوں فائلیں وکیل صاحب کے پاس نہیں بلکہ ان کے
آرائیں نے کہا۔

’’بکتے ہیں سالے......‘‘ شاہ جی نے منہ بنایا۔’’ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟



لگے؟‘‘

نے کہا ہے کہ یقین نہیں آ رہا ہے تو وکیل سے معلوم کر لیں جو اسپتال میں زیر علاج
ائیں نے کہا۔’’وکیل صاحب اسپتال میں زیر علاج کیوں ہے؟ کیا تمہیں کچھ معلوم

خبر آئی تھی کہ وکیل صاحب پر ان کی لیڈی سیکریٹری نے دفتر میں قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ وہ
ہیں نے ان کے دفتر کے ایک آدمی سے معلوم کیا جو میرے محلے میں رہتا ہے۔ اس نے
کی سیکریٹری کی بہن کسی جرم میں جیل میں بند ہے۔ وکیل صاحب نے ایک طرف
لی رہائی کے بہانے کھلونا بنایا ہوا تھا اور شاید اس کی ایک بہن سے تعلقات استوار
اس لیے اس کی بہن کی ضمانت پر رہائی نہیں کروا رہے تھے کہ ایک ٹکٹ میں دو مزے
ب سیکریٹری کو پتا چلا کہ وکیل اس سے اور اس کی بہن سے کھیل رہا ہے تو اس نے وکیل
نے کی کوشش کی تھی۔‘‘

باتوں کی کوئی خبر نہیں ہے۔‘‘ رحمت آرائیں نے کہا۔’’اب وکیل کی حالت کیسی
بھی اسپتال میں زیر علاج ہے یا گھر آ گیا ہے لیکن یہ بھانڈا کس نے
کو کیسے معلوم ہوا؟ میں وکیل کو بہت قریب سے جانتا ہوں وہ ایسے معاملات میں
ہے۔‘‘

صاحب کی حالت قدرے بہتر ہے اور وہ خطرے سے نکل آئے ہیں۔ شاید دو تین
ہیں گے۔‘‘ شاہ جی کہنے لگا۔’’یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ بھانڈا کس نے پھوڑا۔ اس
تھا۔ لیکن یہ واقعہ اس روز پیش آیا جس روز کرم دین وکیل صاحب سے ملنے ایک
دفتر پہنچا تھا۔ اس نوجوان سے سیکریٹری کی آنکھ لڑائی ہوئی تھی۔ اس نے وکیل
شاید سیکریٹری سے کچھ کہا تھا۔ کرم دین اور نوجوان کے جانے کے بعد سیکریٹری
ل صاحب کے کمرے میں گئی اور اس نے وکیل صاحب پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ وہ
وپوش ہو گئی لیکن وکیل صاحب نے پولیس کو یہ بیان دیا کہ اس کی سیکریٹری پستول
پستول چل گیا۔ وکیل صاحب نے اپنی سیکریٹری کے خلاف اس لیے رپورٹ
ہیں اس کی بدنامی اور ذلت ہوتی۔ ایک اسکینڈل کھڑا ہو جاتا۔ اسے لینے کے

وکیل کا موبائل فون نمبر ہے تم اپنے موبائل پہ وکیل سے رابطہ کرو۔ اس سے
معلوم کرو...... ابھی اور اسی وقت تاکہ دل کو تسلی ہو جائے۔‘‘ رحمت آرائیں نے

جیب سے موبائل نکال کر وکیل سے رابطہ کیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اس سے باتیں
کرنے کے بعد اس نے رحمت آرائیں سے کہا۔’’وکیل صاحب بتا رہے ہیں کہ

کرم دین اپنے ساتھ کسی بڑے اور خطرناک بدمعاش کو لے کر آیا تھا۔ گن پوائنٹ پر ا
فائلیں لے گیا...... آپ نے کوٹھی بنانے میں عجلت سے کام لیا۔ کرم دین قانونی طور پر ا
ہے۔ کیوں کہ پلاٹ اس کا ہے عدالت کوٹھی کی تعمیر کے اخراجات نہیں دلائے گی اور پھر
کیا جاسکتا کہ آپ نے اس کوٹھی کی تعمیر پر لاکھوں کی رقم خرچ کی۔ بالفرض آپ نے ثا
عدالت اور انکم ٹیکس والے اس رقم کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں کہ یہ رقم کہاں سے آئی
نے یہ کوٹھی کالے دھن سے بنائی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ اس کوٹھی کو بھول جائیں۔"

"میں نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کیے ہیں، دس بیس لاکھ روپے بھی نہیں۔" رحمت
آ گیا۔ "کیا میں اتنی بڑی رقم سے دستبردار ہو جاؤں؟ کرم دین کو مفت میں دے دوں؟
کا مال ہے؟ گاجر کا حلوہ ہے۔ وہ حرام زادہ میرا کوئی سگا ہے؟ نہیں...... نہیں...... میں تو ا
ایک انچ زمین بھی نہیں دوں گا۔ تم وکیل سے دریافت کرو کیا ایسی کوئی صورت نہیں۔
مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے؟"

"وکیل صاحب نے دو صورتیں بتائی ہیں۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ اس سے بھی کو ا
ہو۔" شاہ جی نے کہا۔

"وہ کیا دو صورتیں ہیں......؟" رحمت آرائیں چونک کر تجسس سے بولا۔ "
بتاؤ......"

"ایک صورت تو یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح کرم دین سے دوستی کر کے اس کی جوا
کر لی جائے۔ اس کی بیٹی بہت حسین ہے اٹھارہ برس کی ہے شاید دولت کے لا
کر دے...... دوسری صورت ہے کہ نواز کھوکھر سے رابطہ کیا جائے۔ وہ شخص نہ صرف ب
بلکہ انتہائی بااثر بھی ہے وہ چاہے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ مافیا لینڈ ہے۔ اس کے
جائز بنانا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے...... وہ پانچ لاکھ روپے سے ایک پیسہ کم نہیں لے گا۔ ا
ایک جوان، حسین عورت کا بندوبست کرنا ہوگا۔ وہ گھریلو قسم کی عورتوں کو بہت پسند ک
بہت بڑی کمزوری ہے۔"

"پہلی صورت تو ناممکن سی ہے۔" رحمت آرائیں بولا۔ "البتہ دوسری صور
عورت کا چارہ ڈالا جاسکتا ہے۔ کیا تم نواز کھوکھر سے کبھی مل چکے ہو؟ میں نے بھی ا
ہے۔"

"میں نے دو برس تک نواز کھوکھر کے گروہ میں رہ کر بڑے کارنامے انجام د
بتانے لگا۔ "وہ آج اور اب بھی مجھے بہت یاد کرتا ہے۔ مجھ سے کئی بار کہہ چکا ہے کہ
آ جاؤں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ دائیں بائیں میں بڑا ماہر ہے جائز کو ناجائز اور ناجائز
لیے ذرہ برابر بھی مشکل نہیں ہے پلاٹ رہائش ہو یا کمرشل...... وہ پانچ لاکھ روپے
عورت اس کی بہت بڑی کمزوری ہے۔ صرف سولہ برس کی لڑکیوں کو بہت ترجیح دیتا



...ات کروں؟"

...اور ابھی اسی وقت تم اس سے جا کر ملو۔ اسے میری طرف سے آج کے جشن میں شرکت کی
... بتاؤ کہ شراب، شباب کا بھی انتظام ہے۔ اس سے یہ بھی کہنا کہ پلاٹ کا ایک کیس بھی

...اس کے لیے سولہ برس کی لڑکی کا بندوبست اتنی جلدی کہاں سے کیا جاسکتا ہے؟ ہیرا منڈی
...اس بہروپ میں پیش کیا جائے تو اسے شک ہو جائے گا۔ کیوں کہ طوائف آخر طوائف
...ے بلا کی حسین لڑکی بھی چاہیے۔ وہ ایسی ویسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں

...میں ایک جوان اور بلا کی حسین نوجوان لڑکی ہے۔" رحمت آرائیں معنی خیز انداز سے
...تو یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ اس کوٹھی میں منتقل ہو جاؤں تو اسے تم سے اٹھوالوں۔ وہ
...واز کھوکھر دیکھے گا تو پھڑک اٹھے گا۔ اس کی زندگی میں شاید ایسی لڑکی آئی ہو۔"
...ون ہے اور کس کی بیٹی ہے؟" شاہ جی نے تجسس سے پوچھا۔ "کہاں رہتی ہے؟"
... بھائی کے ڈرائیور کی بہن ہے۔" رحمت آرائیں نے جواب دیا۔ "اس کا نام شریفہ
...رہتی ہے ایک کمرے کے مکان میں اکیلی رہتی ہے۔ ماں باپ ہیں نہ بہنیں...... اس کا
...آتا ہے اور رات دس بجے گھر واپس پہنچتا ہے وہ سارا دن گھر پر اکیلی ہی ہوتی ہے۔"
...ب جی! یہ سمجھیں کہ وہ پہنچ گئی۔" شاہ جی نے فاتحانہ انداز سے کہا۔ "اسے مغرب کے
... اس کے لیے اوپر والا کمرہ ٹھیک کر دیں۔ کھانے کے بعد میں اسے اس بیڈ روم میں پہنچا
...ے لیے مخصوص ہوگا۔"
...م تین دن کے لیے رکھیں گے۔" رحمت آرائیں نے کہا۔ "دو دن تو میں بھی اسے
... لیکن اس بات کا خوف وخدشہ ہے کہ کہیں اس کا بھائی میرے بھائی سے میری
...اس کہ میرا اس کی بہن سے دو تین بار سامنا ہو چکا ہے وہ جانتی ہے کہ میں کون

...ن پڑتا ہے۔" شاہ جی نے استہزائی لہجے میں کہا۔ "آخر آپ ایک معمولی ملازم
..."

...ا ہے۔" رحمت آرائیں نے کہا۔ "میرا بڑا بھائی مجھ سے مختلف قسم کا ہے۔ پنج وقتہ
...ہے تبلیغ پر جاتا ہے جب انہیں علم ہوگا تو وہ میرے خلاف قانونی کارروائی بھی
...ی ان کی بھی ہے۔ وہ مجھے یوں بھی سخت ناپسند کرتے ہیں۔ مجھے تو ان سے
...ر کی کوئی پروا نہیں ہے۔ مجھے بھائی کا لحاظ تو کرنا پڑتا ہے۔"
...ہزار روپے دے دیں تو ڈرائیور کا منہ بند ہو جائے گا۔ اس کی بہن بھی خوش
...کے لیے دس بارہ ہزار کی رقم بہت بڑی ہوتی ہے۔ شریفہ کو ایک انگوٹھی اور

زیورات بھی دے دیں۔"

"ٹھیک......ٹھیک ہے۔" رحمت آرائیں نے سرہلایا۔ "شریفہ بڑی طرح دار ہے
پہنتی ہے اور میک اپ بھی کرتی ہے۔ وہ فیشن زدہ ہے اس کی فرمائش اس کا بھائی پوری نہیں
کی وجہ سے وہ اس سے الجھتی رہتی ہے۔ ایسی لڑکی بہت جلد راہ راست پر آ جاتی ہے۔ تم کو
لالچ میں آ جائے۔ اس کے بھائی سے میں نمٹ لوں گا۔"

شاہ جی اس کا دست راست تھا۔ وہ ایک جرائم پیشہ شخص تھا۔ اس کی ساری زندگی
مجرمانہ سرگرمیوں میں گزری تھی کسی عورت کو اغوا اور اس کی آبروریزی، خون خرابا، ڈکیتی
درانہ غنڈہ گردی میں وہ ماہر تھا اب وہ رحمت آرائیں کا دست راست تھا۔ کئی بار جیل کی ہوا
ماہر نفسیات قسم کا تھا۔ انتہائی چالاک اور شاطر قسم کا تھا۔ شکار کو جال میں پھانسنے کا فن آتا تھا

سہ پہر کے وقت اس نے شریفہ کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ شریفہ تھوڑی
بیدار ہوئی تھی۔ وہ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد سہ پہر تک سو کر اٹھتی تھی۔ وہ آئینے کے
لباس کی شکنیں اور بکھرے بالوں کو درست کر رہی تھی کہ دروازے پر دستک سنی تو بغیر
دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ یہ سمجھی کہ شاید اس کی پڑوسن کوئی چیز لینے آئی ہوگی۔ اس
کھول دیا۔

شاہ جی کی آنکھوں کے سامنے کوندا سا لپک گیا۔ دہکتے شعلے نے جیسے ا
چندھیا دیں۔ اس نے چہرہ، سراپا اور کشش کے خزانے دیکھے تو اپنا دل تھام لیا۔ وہ سفید
اور کالی شلوار میں تھی۔ جس نے حسن کی کرشمہ سازیاں واضح کر دی تھیں۔ رحمت آرائیں
تعریف میں مبالغے سے کام نہیں لیا تھا۔ اس کے شاداب بدن میں جو گداز اور رعنائیاں
اپنی زندگی میں بہت کم عورتوں میں دیکھی تھیں۔

شریفہ نے ایک غیر مرد اور اس کی حریصانہ نظروں کو دیکھا تو دروازے کی آڑ میں کھ
نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔ "آپ کون ہیں......؟ آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

"میں شاہ جی ہوں۔" شاہ جی نے بڑی متانت اور شائستگی سے کہا۔ "یہ سلامت علی
ہے نا۔"

"جی ہاں......لیکن وہ گھر پر نہیں ہیں۔ رات دس گیارہ بجے ڈیوٹی سے واپس آ
رات کو آ جائیں۔"

"مجھے معلوم ہے۔" شاہ جی نے جواب دیا۔ "مجھے سلامت علی صاحب نے بھیجا
بٹھائیں تو میں بتاؤں کہ کیوں، کس لیے اور کس کام سے آیا ہوں۔ آپ سے کچھ ضرو
ہیں۔"

"گھر پر کوئی نہیں ہے اور میں اکیلی ہوں۔ اور پھر میں آپ کو جانتی نہیں ہوں۔"
کسی جھجک کے کہا۔



دالان میں کھڑے ہو کر بات کروں گا۔ باہر کھڑے ہو کر باتیں کرنا کچھ مناسب نہیں لگتا
بولا۔ "میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ کچھ کہنا ہے۔ سلامت علی نے کہا تھا کہ آپ گھر میں
آنگن سے باتیں کریں۔"

تذبذب میں پڑ گئی۔ اس نے ایک پل کے لیے بڑے غور سے شاہ جی کو دیکھا۔ یہ شخص اسے
کا لگا۔ پھر اس نے پوچھا۔ "میں آپ کو جانتی نہیں ہوں۔ میں نے کبھی آپ کا نام اور آپ
اپنے بھائی سے نہیں سنا...... پہلے آپ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟"

کے بھائی سلامت علی، برکت آرائیں صاحب کے ہاں ڈرائیور ہیں نا...... میں بھی اس
آرائیں کے چھوٹے بھائی رحمت آرائیں کے ہاں ڈرائیور ہوں۔ ڈیفنس میں رحمت
نے اپنی کوٹھی کے برابر ایک نئی کوٹھی بنائی ہے۔ اس خوشی میں آج وہ جشن منا رہے ہیں۔
کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آپ کے بھائی نے مجھے آپ کو لینے کے لیے بھیجا ہے وہ وہاں
ہیں۔ میں گاڑی لے کر آیا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ کپڑے لتے وغیرہ لینے کی
نہیں ہے کیوں کہ بیگم صاحبہ اس جشن کے موقع پر آپ کو تحفے میں سلا سلایا جوڑا دیں
لیے حاضر ہوا تھا۔ چلنا نہیں چلنا آپ کی مرضی پر ہے۔"

بات ہے......" شریفہ نے کہا۔ "اچھا تو آپ باہر میرا انتظار کریں، میں برقع پہن کر آتی

کان کے باہر گلی میں ایک نئی گاڑی دیکھ لی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ برقع پہن کر باہر
کے بعد وہ گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھ کر جا رہی تھی۔ شاہ جی کو توقع نہیں تھی کہ شکار اتنی
گا۔ شریفہ کو دیکھ کر اس کی نیت میں فتور آ رہا تھا۔ اس نے دل میں سوچا۔ نواز کھوکھر اور
شریفہ پر اس کا حق ہوگا۔ شاہ جی کوٹھی پہنچا تو پتا چلا کہ رحمت آرائیں کسی کام سے تھوڑی
سے گیا ہے۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد اس کی واپسی ہوگی۔ پھر وہ شریفہ کو لے کر چھت
پہنچا جہاں اسے رات تک نظر بند کر کے رکھنا تھا۔ وہ سارا راستہ شریفہ سے باتیں کرتے
نے شریفہ کی باتوں سے محسوس کیا تھا کہ وہ ایک سیدھی سادی اور بہت ہی بھولی قسم کی
نہ تو پندار حسن ہے اور نہ ہی فیشن پرستی ہے جیسا کہ رحمت آرائیں نے بتایا تھا۔ وہ
زندگی بسر کر رہی ہے۔

پہنچنے کے بعد شاہ جی نے اس سے کہا کہ وہ برقع اتار کر آرام و سکون سے بیٹھ
فوراً ہی برقع اتار کر اسے تہ کر کے ایک کرسی کے ہتھے پر رکھ دیا اور کھڑی رہی۔ شاہ جی
کا اشارہ کیا تو وہ کرسی کے بجائے صوفے پر بیٹھ گئی اور دوپٹا سینے اور شانے پر درست

کمرے میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ جشن کے سلسلے میں تمام ملازمین نیچے
اور شور سے تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ اوپر کوئی نہیں تھا اور نہ کوئی آ سکتا تھا۔ کیوں کہ

اس نے چوکی دار کو اشارے سے کہہ دیا تھا کہ کسی کو چھت پر جانے نہیں دیا جائے۔ اب تو
مار سکتی تھی۔ رحمت آرائیں کے واپس آنے میں کوئی دو گھنٹے تھے۔ اس کے لیے میدان صاف
اس کمرے کی تنہائی میں شریفہ کا سراپا اسے کسی زہریلے ناگ کی طرح ڈس رہا تھا،
فشاں کی طرح دہک رہی تھی۔ شاہ جی نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ اس عورت کو دبوچ کر
میں کتنی دیر لگے گی۔ آخر اس میں حرج ہی کیا ہے؟ یہ کنواری لڑکی ہے...... شادی شدہ نہیں
برس سے کنوارپن کی زندگی گزار رہا ہے۔ وہ ایک مہکتی ہوئی کلی ہے۔ اس کے ہاتھ مسل جا
پڑے گا؟ شاید رحمت آرائیں غضبناک ہو سکتا ہے کیوں کہ رحمت آرائیں بھی شریفہ کو
بنانا چاہتا ہے۔

اس نے دل اور اپنے جذبات پر جبر سے صبر کی سل رکھ لی۔ صرف دو تین دن کی با
مال آج کو جھوٹا ہو جائے گا۔ نوکروں کو جھوٹا مال ہی کھانے کو ملتا ہے۔ یہ نئی بات نہیں ہے
نہیں بلکہ صدیوں سے یہ ریت چلی آ رہی ہے۔ یہ سالی اس کے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا سکتی
اس کے دل کے کسی کونے میں ایک اور خیال آیا...... کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی لالچ د
ڈالنے سے شریفہ کسی پکے پھل کی طرح اس کی جھولی میں آ گرے؟ اپنی مرضی اور خوشی
بات مان لے تو پھر رحمت آرائیں کے فرشتوں کو بھی ہوا نہیں لگے گی۔ لیکن وہ کس طرح
میں آ سکتی ہے! وہ اسے کیا لالچ دے سکتا ہے؟ اس کے پاس اس وقت دو تین سو روپے
سے کیا ہوگا؟

شریفہ اس وقت کمرے کی تزئین و آرائش کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر الما
گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے سونے کے زیورات کا ایک خوبصورت سیٹ،
خوبصورت اور بھڑکیلا جوڑا جس پر سلمٰی ستارہ کا کام کیا ہوا تھا، نکالا پھر میک اپ بکس نکال
سامنے تپائی پر رکھ دیا۔ شریفہ نے ایک ایک چیز کو بڑے غور سے دیکھا۔

''یہ کپڑے اور زیورات کیسے ہیں......؟'' شاہ جی نے اس کے چہرے پر نظر
پوچھا۔

''جی ہاں بہت اچھے ہیں۔'' شریفہ نے جواب دے کر اس سے پوچھا۔ ''بھا
ہیں؟ آپ انہیں بلائیں نا...... مجھے ان سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں۔''

''صاحب نے اسے کسی ضروری کام سے بھیجا ہوا ہے۔ وہ جیسے ہی آئے گا میں ا
گا۔'' شاہ جی نے کہا۔

''بیگم صاحبہ اور گھر کی عورتیں کہاں ہیں؟'' شریفہ نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔
نہیں آ رہی ہیں آپ مجھے ان کے پاس لے چلیں۔ میں یہاں اکیلی بیٹھ کر کیا کروں گی؟''

شاہ جی کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا تھا کہ شریفہ نے ان چیزوں کو دیکھ کر اس سے
یہ سب کس کے لیے ہیں۔ اسے کیوں اور کس لیے دکھائی گئی ہیں۔ اسے سب سے



وہ اس کمرے کی تنہائی سے پریشان سی ہو گئی ہے یا پھر اس کی موجودگی سے انجانا ڈر اور
ہا ہے۔

گھر کی عورتیں شاپنگ کرنے کے لیے گئی ہوئی ہیں۔'' شاہ جی نے کہا۔ ''ان کی واپسی
تک جائیں۔ ان کے آنے تک آپ اس کمرے میں آرام کریں۔ یہاں کوئی بھی
رات گیارہ بجے آئے گا۔ لہٰذا آپ اس وقت تیار رہیں۔''

وہاں جانے کے لیے......؟'' شریفہ نے پلکیں جھپکاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔
کے لیے نہیں بلکہ کھانے میں شریک ہونے کے لیے...... نیچے عورتوں کے لیے
کیا جا رہا ہے۔ وہاں بہت ساری مہمان عورتیں ہوں گی۔ آپ بھی صاحب جی کی

لیے اور کہاں سے تیار ہوں؟'' شریفہ بولی۔ ''میں تو گھر کے کپڑوں میں آ گئی ہوں۔
ورنہ میں گھر سے ہی کوئی اچھا جوڑا پہن کر آ جاتی...... میں ان کپڑوں میں کیسے
سمجھیں گے۔''

اور زیورات آپ کے لیے ہیں۔'' شاہ جی معنی خیز انداز سے مسکرایا۔ ''یہ میک اپ
اپ کر سکیں۔ آپ ٹھیک گیارہ بجے بالکل تیار رہیں۔''

ہے......؟'' شریفہ نے باری باری لباس، زیورات کے سیٹ اور میک اپ بکس کی
نہیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر اس نے کچھ مشکوک ہو کر پوچھا۔ ''وہ کس لیے؟''
آپ تیار ہو کر ایک معزز مہمان کی طرح اس تقریب میں شرکت کر سکیں۔'' شاہ جی
اپنی طرف سے دے رہا ہوں، تاکہ کوئی عورت آپ کو حقیر نظروں سے نہ دیکھے۔''
اچھے ہیں۔'' شریفہ خوش ہو کر بڑی سادگی سے بولی۔ ''لیکن میں کیا رات گیارہ بجے
اکیلی رہوں گی......؟ ابھی تو شام کے چھ بج رہے ہیں۔ گیارہ بجنے میں پورے پانچ

دیں اور کچھ خیال نہ کریں۔ آپ کی خوشی اور مرضی ہو تو میں دو گھنٹے آپ کے
شریفہ، اس کی بات میں جو جذبہ کارفرما تھا اس کی تہ میں نہیں پہنچی۔ اس وقت تو وہ
دیکھ رہی تھی۔ اس کا سارا دھیان ان چیزوں پر تھا۔ وہ لباس اٹھا کر دیکھتی ہوئی
زیورات کا سیٹ تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ کتنا خوبصورت اور پیارا سا
معلوم ہوتا ہے......''

چیزیں بہت اچھی لگ رہی ہیں......؟ پسند آ رہی ہیں؟'' شاہ جی نے صوفے پر
انداز سے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی تھی۔
بہت پسند آئی ہیں۔'' شریفہ نے جواب دیا۔ اس کی حسین آنکھوں میں ایک چمک

”آپ چاہتی ہیں کہ یہ چیزیں آپ کی ہو جائیں تو آپ کی ہو سکتی ہیں۔“ شاہ جی
انداز میں کہا۔

”کیا کہا......؟ یہ چیزیں میری ہو سکتی ہیں؟“ شریفہ نے حیرت اور فرطِ خوشی ـ
دیکھا۔ ”وہ کیسے......؟“ پھر اس نے اپنی لانبی پلکیں جھپکائیں۔ ”یہ تو بہت
ہیں۔ میری کیسے ہو سکتی ہیں......؟“

”جی ہاں...... آپ کی ہو سکتی ہیں۔ کیوں نہیں ہو سکتی ہیں۔ آپ کی ذاتی ملکیت
شاہ جی نے کہا اور وہ غیر محسوس انداز سے شریفہ کے اور قریب ہو گیا۔ شریفہ نے ا
نہیں کیا۔

”آپ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ چیزیں میری کیسے ہو سکتی ہیں؟“ وہ اس کی طرف سر
بولی۔ ”ہم بھائی بہن غریب لوگ ہیں۔ نقلی زیور بھی خرید نہیں سکتے ہیں۔ نہ ریشمی لباس۔“

”کوئی ضروری تو نہیں کہ ہر چیز پیسے سے ہی خریدی جائے اور خریدی جاتی ہے۔“
خیز لہجے میں کہا۔

”چیزیں پیسوں سے نہیں تو پھر کس سے خریدی جاتی ہیں......؟“ شریفہ کھل کھلا
سے ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی جل ترنگ کی طرح پورے کمرے کی فضا میں کھنک اٹھی او
میں اتر گئی۔

”بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ بہت ساری چیزیں بغیر پیسے کے بھی مل جا
کہنے لگا۔ ”لیکن یہ چیزیں کسی نہ کسی چیز کے بدلے میں ملتی ہیں۔ کسی چیز کو پانے کے لـ
ہوتی ہے۔“

شریفہ کی عقل میں یہ فلسفہ اور موٹی سی بات نہیں آئی تھی۔ پھر اس نے بڑی ساد
ان چیزوں کو پانے کے لیے ایک آدمی کیا کھوئے گا......؟ بغیر کھوئے کیا یہ چیز پا نہیں سکتا
اولین شرط جو ہے وہ کیوں اور کس لیے ہے......؟ میری کھوپڑی میں تو کچھ نہیں آ رہا ہے؟

”ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی قیمتی چیز ایسی ضرور ہوتی ہے جسے کھو کر یعنی اس چیز ـ
سے قیمتی چیز حاصل کر لیتا ہے۔ جب تک اپنی قیمتی چیز وہ نذر نہیں کرے گا اسے قیمتی چیز نہیں

”میرے پاس اور نہ میرے بھائی کے پاس ایسی کوئی قیمتی چیز موجود ہے جس کے
چیزوں کو حاصل کر سکیں...... میں ان چیزوں کو پہن کر دعوت میں شریک ہونے کے بعد اتا

”تمہارے پاس ایک چیز ایسی ہے جس کے عوض تم یہ سب کچھ حاصل کر سکتی
بڑی سنجیدگی سے کہا۔

”کون سی چیز ایسی میرے پاس ہے......؟“ شریفہ کے حسین چہرے پر گہرا استعجا

”تمہاری اپنی ہستی بھی ایک ایسی چیز ہے جس کے بدلے تمہیں اس سے بھ
ہے......“ شاہ جی نے اس کے اور قریب ہوتے ہوئے کہا۔ ”تم مجھے اور صاحب جی کو



...“

دم سے چونک پڑی۔ وہ ایک سیدھی سادی طبیعت کی تھی۔ لیکن بدھو نہ تھی۔ کوئی چھ
نہ تھی۔ سولہ برس کی تھی۔ وہ نہ صرف اس کی باتوں کی تہ میں پہنچ گئی تھی بلکہ اس نے شاہ
میلا پن بھی دیکھ اور محسوس کر لیا تھا۔ پھر اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ شاید اس کا
شاہ جی کی باتوں کا غلط مطلب لے رہی ہو۔ رحمت آرائیں سے اس کا رحمت آرائیں
کوٹھی میں سامنا ہوا تھا تب رحمت آرائیں نے اس سے کہا کہ تم بھائی بہن میرے ہاں
نہ صرف بہت اچھی تنخواہ، کپڑے لتے دوں گا بلکہ رہائش کے لیے سرونٹ کوارٹر بھی
بات اپنے بھائی سے بھی کہی تھی لیکن وہ تیار نہیں ہوا تھا۔ شاید وہ اب بھی یہ چاہتا ہو کہ
کام کرنا منظور کر لے۔ اس طرح وہ خوش ہو کر انعام کے طور پر یہ چیزیں دے دے۔
صاحب جی کے ہاں کام کرنے لگوں تو وہ خوش ہو کر یہ چیزیں دے دیں گے......؟“

رت، گورے گورے اور نرم و نازک ہاتھ کام کرنے کے لیے تھوڑی ہیں۔“ شاہ جی نے
اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔ پھر اس نے یہ ہاتھ چھوڑ دیئے۔ ”تمہیں اپنی جوانی، شباب
ب جی کو خوش کرنا ہوگا۔ لیکن اس سے پہلے مجھے...... تاکہ میں صاحب جی سے تمہاری
“ اتنا کہہ کر اس نے شریفہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کر لیا۔
پہلے کہ وہ شریفہ کے رخسار پر بوسہ ثبت کرتا، شریفہ تڑپ کر اس کے بازو کے حلقے سے
کا دوپٹا فرش پر گر گیا۔ کیوں کہ پلو شاہ جی کے ایک پیر کے نیچے آ گیا تھا۔ وہ خوف زدہ
ہو گئی اور اس سے بولی۔ ”میرا دوپٹا مجھے دے دیں۔“
مل جائے گا، لیکن تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ پہلے تم میری بات کا جواب دو۔“

شریف لڑکی ہوں۔ میں کوئی بازاری عورت نہیں ہوں جو آپ کی بات مان
جواب دیا۔ ”چوں کہ تم ایک شریف لڑکی ہو اس لیے تمہاری اتنی بڑی قیمت ادا کی
میں ایسی بازاری عورتوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو جوان اور حسین ہیں اور ایک لڑکی سو دو
ل جاتی ہے۔ مگر میرے صاحب کے دل میں شریف لڑکیوں کی بڑی عزت اور قدر
اس کی بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔“
مان پورے کرنے کے لیے صرف شریف عورت کیوں اور کس لیے؟ دل اور جذبات
ایک بازاری عورت سب سے بہتر ہوتی ہے۔ ایک شریف اور کنواری لڑکی یا عورت کی
کیا حاصل؟“
یہ کہنا ہے کہ...... ایک گھریلو اور بازاری عورت میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔
ت میں شرم و حیا کی رمق بھی نہیں ہوتی ہے اس لیے وہ عورت ایک کھلونا معلوم ہوتی

ہے۔شریف لڑکی میں بہت سارے حسن ہوتے ہیں۔شرم وحیا کا حسن، حجاب اور......"

"میں ایک شریف لڑکی ہوں۔ میں تمہاری کوئی بات مانوں گی نہیں۔" شریفہ
بولی۔"مجھے گھر جانے دو۔ میں اب یہاں ایک منٹ کے لیے بھی رکنا نہیں چاہتی ہوں۔
سمجھا ہے۔"

"ایک غیر مرد کے ساتھ وقت گزارنے میں حرج ہی کیا ہے......؟ اس کا شرافت
ہے۔ تمہارا یہ جسم تمہاری اپنی ملکیت ہے۔ تم اپنی مرضی اور خوشی سے جسے چاہو پیش کر سکتی ہو
اس کی جو چاہے قیمت وصول کر سکتی ہو...... کسی کو یا تمہارے بھائی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ
اور بہن کو اپنی ملکیت سمجھے......"

"تمہاری باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔" شریفہ تیز لہجے میں کہنے لگی۔"میں نے
ہودہ اور فضول باتیں کسی سے نہیں سنی ہیں۔ معلوم نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ ایک شریف
عورت کی سب سے بڑی دولت اس کی عزت وآبرو ہوتی ہے۔ میں اسے کسی قیمت پر نہیں
کان کھول کر سن لو۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی بڑی بے وقوف لڑکی ہو۔" شاہ جی کہنے لگا۔"احمق لڑ
کی رو میں بہہ کر باتیں نہ کرو۔ عقل سے کام لو۔ تم بڑی خوش نصیب لڑکی ہو جو تمہیں مل
ہے۔ یہ زیورات کا سیٹ پورے ایک لاکھ روپے کا ہے۔ یہ لباس بائیس ہزار روپے کا ہے۔
رات وقت گزاری کے بعد دس ہزار کی رقم ملے گی۔ یہ بات صرف ایک رات کے لیے نہ
سلسلہ مستقل چلتا رہے گا۔ تمہاری زندگی ہی نہیں تمہارے نصیب بھی جاگ جائیں گے
میں ٹی وی نہیں ہے۔ ڈھنگ کا بستر نہیں ہے۔ تمہارے پاس اچھے کپڑے بھی نہیں ہیں۔
زندگی گزار رہی ہو۔ محرومیاں بہت ساری ہیں۔ تمہارے بھائی کی تنخواہ اتنی ہے کہ اس
پیٹ بھر کے کھانا بھی مشکل ہے۔ ایک حسین اور جوان عورت ہو کر تم کسمپرسی کی زندگی گز
ایک شہزادی کی طرح ہو لیکن کتنی بدنصیب ہو۔"

"میں بے وقوف ہی سہی۔" شریفہ نے کہا۔"مجھے اس بات پر خوشی بھی ہے۔ فخر بھی
میں اس گھناؤنے راستے پر چل پڑی تو جانتے ہو کیا ہوگا......؟ میرا غیرت مند بھائی مجھے قتل کر د

"تمہارے غیرت مند بھائی کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں چلے گا کہ تم اس کی آنکھوں
جھونک کر اپنی راتیں رنگین کر رہی ہو اور پر تعیش زندگی تمہاری لونڈی بنی ہوئی ہے۔ صاحب
ہاں ملازم رکھ لیں گے۔ اور تمہارے بھائی کو اپنا ملازم خاص...... اسے کسی نہ کسی کام سے
ملک دو ایک دن اور ہفتے کے لیے بھیجتے رہیں گے۔ تم اپنی راتیں سرونٹ کوارٹر کے بجائے
میں گزارو گی۔ تمہیں جو رقم ملے گی وہ تم اپنے بینک اکاؤنٹ میں جمع کراتی رہنا۔ ملنا
گا۔ تمہیں جو کپڑے اور زیور تحائف کی صورت میں ملیں گے وہ بیگم صاحبہ کی معرفت
صاحب جی کا ہر حکم مانتی ہیں۔ کیوں کہ صاحب جی انہیں ایک ملازم کے ساتھ ر



الی عزت دو کوڑی کی ہے۔ وہ بہت حقیر سمجھی جاتی ہیں۔"

کمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ مجھے دولت کی کوئی ضرورت ہے۔ ہم بھائی بہن کے
ات ہے جس میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہم دال روٹی کھا کر بھی خوش ہیں۔" وہ
بولی۔

بات یہ نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم اپنے ظالم بھائی سے بہت خوف زدہ ہو۔ دنیا میں
الی عورت ہو جس کے دل میں ارمان نہ ہوں۔ وہ اسے پورے نہ کرنا چاہتی ہو۔ تمہارے
ان نہیں ہوں گے؟ ایک نہیں سینکڑوں ہوں گے کیوں کہ تم انسان ہو۔ گوشت پوست کی
الی ہر جوان لڑکی اپنے بھائی کی آنکھوں میں دھول جھونکتی ہے۔ میں تم سے آخری بار کہہ
ہرے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دو۔ ورنہ تمہیں بعد میں پچھتانا پڑے گا۔ تب کچھ حاصل
نے سفاک لہجے میں کہا۔

اپنے بھائی سے زیادہ اپنی عزت پیاری ہے اس کے بعد بھائی...... میرے لیے یہ سنہرا موقع
کی موت ہے۔"

تم میری بات غور سے سنو۔" شاہ جی کہنے لگا۔"میں تمہیں یہاں فریب دے کر لایا
کیوں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔ صاحب جی کے ایک معزز مہمان آج رات اس جشن
کے لیے آ رہے ہیں۔ انہیں سولہ برس کی لڑکی بہت پسند ہے۔ گھریلو قسم کی لڑکی
ان کی مہمان رہو گی۔ ان کا دل بہلاؤ گی اور ان کے بستر کی زینت بنو گی۔ دوسری اور
کی مہمان رہو گی۔ یہ لباس، زیورات اور میک اپ کا سامان اس لیے ہے کہ تم ایک
لی...... اب تم یہاں سے کسی قیمت پر جا نہیں سکتی ہو۔ تاوقتیکہ جی نہ بھر جائے۔ لہٰذا
خیال دل سے نکال دو......"

میں آ گئی۔ پھر سنبھل کر بولی۔"میرا بھائی تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ مجھے
گا۔"

بھائی کو نہیں معلوم کہ تم یہاں لائی گئی ہو...... تمہارے بھائی کو ایک ہفتہ کے لیے آج
میں قید کر دیا گیا ہے۔ جب تم یہاں سے جاؤ گی اس کے دوسرے تیسرے دن وہ
نہیں بتاؤ گی کہ تم پر تین چار دن کیا بیتی......؟ تم اسے اپنے سینے میں راز رکھو
نے اسے سب کچھ بتا دیا تو پھر تم دوسرے دن بھائی سے محروم ہو جاؤ گی۔ یہ بات
لو۔"

لیکن اپنی عزت پر آنچ آنے نہیں دوں گی۔ کسی کے دل کی حسرت پوری ہونے
یف لڑکی کو اپنی عزت بچانا آتا ہے۔ وہ موت سے نہیں ڈرتی ہے۔" شریفہ نے

وں پر ایک زہریلی مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ جانتا تھا کہ عورت کتنی کمزور ہوتی

ہے۔شاخ گل کی طرح...... اس نے اپنی زندگی میں بہت ساری عورتوں کی بے حرمتی
نزدیک عورت کو قابو میں کر کے بے بس کر لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ کیوں کہ وہ کمرے میں
فرار کے تمام راستے مسدود تھے۔ اس کی چیخ و پکار نیچے تک جا نہیں سکتی تھی۔ بالفرض
آواز اور چیخیں سن لیں تو وہ اس کی مدد کو اوپر آنے سے قاصر تھا۔ اس کے لیے مشکل اور
شریفہ کو پہلے نشانہ بنا نہیں سکتا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا کہ جبر و زیادتی سے
اور محبت سے کام لے۔ اس کا اعتماد حاصل کرے۔ اس طرح شریفہ اس کی جھولی میں گر
کر وہ شریفہ کی طرف بڑھا تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹی۔ دیوار سے جا لگی۔

''سنو شریفہ!......'' شاہ جی بڑی نرمی سے کہنے لگا۔ ''میں تمہاری آزمائش کر رہا
لے رہا تھا۔ بات یہ ہے کہ سلامت علی کے صاحب نے تمہاری صاحب جی
کی۔ صاحب جی کو نیک اور پاک دامن قسم کی لڑکیاں بہت پسند ہیں۔ وہ تمہاری شرافت
اس خوشی کے موقعے پر یہ تحائف دے رہے ہیں۔ تم بے فکر رہو۔ تمہاری عزت پر کوئی
گی۔ تم یہاں صاحب کی ایک معزز مہمان کی طرح ہو۔ تم تیار ہو کر تقریب میں شرکت
علی رات گیارہ بجے سے پہلے نہیں آئے گا۔ اگر وہ جلد آ گیا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں

شاہ جی نے اتنا کہہ کر اس کا دوپٹا اس کے سینے اور شانے پر پھیلا دیا۔ ''اگر میری
دل آزاری ہوئی ہے۔ کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔'' وہ ندامت کے

''میرا امتحان کس لیے لیا گیا؟'' شریفہ حیران ہو کر بولی۔ ''کیا میرے بھائی کے
کا یقین نہیں آیا تھا۔''

''اس لیے کہ آج کی بہت ساری لڑکیاں بظاہر کچھ ہوتی ہیں اور باطن میں کچھ اور
جی نے جواب دیا۔ ''دولت کی ہوس، کپڑے اور زیورات کے لالچ میں وہ اپنی اور
نیلام کر دیتی ہیں۔ تم ایک عظیم لڑکی ہو۔ تمہارا بھائی واقعی بڑا خوش نصیب ہے کہ اسے
ملی۔''

''آپ نے میرا بہت سخت امتحان لیا تھا۔'' شریفہ نے اپنے دھڑکتے سینے پر
کہا۔ ''آپ نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔ میری زبان سے نجانے کیا کچھ نکل گیا۔ میں
ہو تو معاف کر دیں۔''

''کوئی بات نہیں ایسا ہو جاتا ہے۔'' شاہ جی نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اچھا تو میں
چیزوں کا بندوبست کرنا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں تمہارے لیے چائے اور سموسے
گیارہ بجے تم تیار رہنا، میں یا پھر تمہارا بھائی تمہیں لینے آئے گا۔ کھانے کے بعد
پروگرام ہو گا۔''

''لیکن میں چھ گھنٹے بند رہوں گی...... عورتیں آ جائیں تو مجھے آ کر لے جائیں
ہو جاؤں گی۔''



ٹیلی ویژن ہے۔'' شاہ جی نے ٹی وی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس ٹرالی میں
بہت ساری انڈین فلموں کے کیسٹ بھی ہیں۔ تمہیں وی سی آر چلانا آتا ہے؟''
ں۔'' شریفہ نے کہا۔ ''مجھے وی سی آر اور انڈین فلمیں دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ میں ٹی
پھر دو ایک گھنٹے سو کر اٹھوں گی۔ اب آپ میری بالکل فکر نہ کریں۔''
نیچے آیا تو اس وقت رحمت آرائیں باہر سے آیا تھا اور گاڑی سے اتر رہا تھا۔ اس نے نشست
تے ہی شاہ جی سے پوچھا۔ ''کیا ہوا......؟ اس بلبل کو لے آئے؟ کہاں ہے وہ؟''
اس بلبل کو لے آیا ہوں۔'' شاہ جی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ''وہ چھت والے
بند ہے۔ میں دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا کر آیا ہوں...... صاحب جی! کیا چیز
اسے دیکھ کر تو میری نیت میں فرق آ گیا۔ اس نے میرے دل کے جیسے ہزار ٹکڑے

انے میں کسی دقت اور مشکل کا سامنا تو نہیں کرنا پڑا؟ آسانی سے آ گئی؟'' رحمت
پوچھا۔
اور کنوری، شریف لڑکی کو فریب دے کر لانا آسان نہیں ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ
ں۔ میں عورت کو اغواء کرتا ہوں تو میرا طریقہ کار اوروں سے مختلف ہوتا ہے۔'' شاہ جی

نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ لیکن کیا وہ راتیں گزارنے کے لیے مان گئی ہے؟''
نے پوچھا۔ ''تم نے اسے لباس اور زیورات کا چارہ ڈالا تھا......؟ اسے یہ چیزیں

کی انگلی سے نہیں نکلے گا صاحب جی!'' شاہ جی نے جواب دیا۔ ''اسے کپڑوں
ات سے زیادہ اپنی عزت پیاری ہے۔ وہ کسی قیمت پر اپنی عزت حوالے کرنے کو تیار
اسے بہت سمجھایا، بہت لالچ دیا۔ اس نے میری ایک نہیں مانی۔ جب کہ وہ ایک
رہی ہے۔ اس کے پاس نہ تو اچھے کپڑے ہیں اور نہ ہی ٹی وی ہے۔ زیورات بھی
بھائی کی تنخواہ بھی بہت کم ہے جس سے ان کا گزارہ بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ وہ
دوں گی مگر عزت پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔''
نواز کھوکھر کے ساتھ کوئی بدتمیزی اور مزاحمت کی تو بہت برا ہو گا۔'' رحمت آرائیں
''اس طرح تو وہ میری عزت خاک میں ملا دے گی۔ اور پھر کام بھی نہیں بنے گا۔ نواز
اور نخرے برداشت کرنے سے رہا۔ وہ تو یہ چاہے گا کہ شریفہ اس کے ساتھ نہ
پیش آئے۔ بلکہ اس کی ہر بات اور ہر حکم بلا چون و چرا مانے......''
...... آپ اس قدر پریشان اور فکر مند کس لیے ہو رہے ہیں میرے ہوتے
سا دیا۔ ''وہ تو کیا اس کی ماں بھی ہر بات مانے گی۔ آپ اپنے دل سے ہر بات

کا ڈر اور خوف نکال دیں۔"

"لیکن ایسی لڑکیاں جذباتی اور سرپھری ہوتی ہیں۔" رحمت آرائیں نے کہا۔ "[illegible]
عزت بچانے کے لیے جان کی بازی لگانے سے پیچھے نہیں ہٹتی ہیں۔ کوئی سولہ برس پہلے
۔ایک کسان کی بہو تھی۔ سولہ برس کی ہوگی۔ لاکھوں میں ایک تھی۔ اسے دیکھ کر میری نیت
گاؤں میں میری حویلی میں میرے آدمی اسے اٹھالائے۔ میں نے اسے بہت لالچ [illegible]
زیورات اس کے سامنے رکھ دیے۔ بیس ہزار کی رقم اس کے قدموں میں ڈال دی لیکن [illegible]
سے چھلانگ لگادی۔ اس نے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ اس کے بدن پر لباس نہیں
جان جاسکتی ہے۔ وہ اتفاق سے بچ گئی لیکن اس کے پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اب میں ایسی [illegible]
میل دور بھاگتا ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ شریفہ بھی شاید ایسی ہی حرکت کرے گی۔"

"میرے پاس ایک ایسی دوا ہے جسے دودھ میں ملا کر پلانے سے اس کا دل و دماغ [illegible]
ہپناٹائز ہوجائے گا۔ وہ تو ازکھوکھر ہی کو نہیں آپ کو بھی خوش کردے گی۔ جو بات کہیں گے [illegible]
آنکھیں بند کرکے بجالائے گی۔ کسی بات سے انکار نہیں کرے گی۔ میں یہ دوا ایسی [illegible]
ہوں۔" شاہ جی نے کہا۔ "مجھے اس دوا کا ابھی ابھی خیال آیا۔ اسے اپنے گھر جا کر تلاش [illegible]
ملنے کی صورت میں اسے خریدنا پڑے گا۔ یہ دوا دس ہزار روپے کی آتی ہے۔ ایک چھوٹی [illegible]
ہے۔ اس میں صرف بیس قطرے ہوتے ہیں۔ دو قطرے فوری طور پر اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ [illegible]
منٹ میں عورت پالتو کتیا کی طرح ہوجاتی ہے۔"

"یہ لو دس ہزار روپے......" رحمت آرائیں نے اپنے بٹوے میں سے ہزار ہزار کے [illegible]
کر اس کی طرف بڑھائے۔ "تم فوراً اسے خرید کرلاؤ۔ یہ تو بڑے کام کی چیز ہے۔ مجھے [illegible]
لڑکی پر آزمانا ہے۔" رحمت آرائیں نے اس جشن میں صرف خاص خاص اور بہت [illegible]
تکلف دوستوں کو مدعو کیا تھا۔ ان میں اس کی سابقہ محبوبائیں کم داشتائیں زیادہ تھیں [illegible]
دار کو مدعو نہیں کیا تھا بلکہ اپنے گھر والوں کو مری سیر و تفریح کے لیے بھیج دیا تھا۔ کیوں کہ [illegible]
[illegible]وں کی موجودگی میں شراب نوشی اور عریاں رقص کی محفل جمائی نہیں جاسکتی تھی۔ [illegible]
خصوصی تو ازکھوکھر تھا۔

"سلامت علی کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے......؟" رحمت آرائیں نے [illegible]
سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "سلامت علی کے بارے میں کیا سوچنا ہے......؟ وہ آخر کیا [illegible]
نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بالفرض محال کسی طرح اس کے علم میں یہ بات آگئی تو کیا ہوگا کہ اسے تم اپنے [illegible]
تھے؟"

"بہت مشکل ہے۔" شاہ جی نے کہا۔ "ایک تو اس وقت گلی ویران اور سنسان [illegible]
اسے لینے گیا تھا میں نے گاڑی بھی گلی کے نکڑ پر کھڑی کی تھی۔ شاید ہی کسی نے [illegible]



[illegible] ہے۔ سفید رنگ کی سینکڑوں گاڑیاں شہر میں موجود ہیں۔ ہر گلی اور سڑک پر دکھائی دیتی ہیں
[illegible] مجھے دیکھا ہوگا اس نے غور سے نہیں...... اور پھر میں اس محلے میں کبھی گیا نہیں۔ لہٰذا اس
[illegible] مجھے نہیں جانتا ہے۔"

[illegible] اس بات کا خوف و ڈر ہے کہ کہیں وہ بھائی جان سے نہ کہہ دے کہ میں نے شریفہ کو اغوا کرایا
[illegible]ہان کو اس بات کا علم ہوگیا تو وہ میرے خلاف پولیس میں رپورٹ لکھوا دیں گے اور جیل کی
[illegible] یں گے۔ سلامت علی اپنی بہن کی تلاش میں دن رات ایک کردے گا۔ شریفہ یہاں سے
[illegible]لی کو سب کچھ بتادے گی۔ اس وقت ہی اصل طوفان کھڑا ہوگا۔ بھائی جان مجھے بخشیں گے
[illegible]ے ویسے ہی نالاں ہیں۔"

[illegible] پاس اس کا ایک حل ہے۔" شاہ جی نے بڑے پراسرار انداز سے سرگوشی کی۔
[illegible] حل......؟" رحمت آرائیں نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔ "جلدی سے بتاؤ۔"
[illegible]ان ترین حل یہ ہے کہ شریفہ کو جتنا جلد ہوسکے بھائی سے سدا کے لیے محروم کردیا
[illegible]ی نے کہا۔ "نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری...... وہ چیز ایسی ہے کہ برسوں میں بھی
[illegible] سکتا۔ بے مثال اور لاجواب چیز۔"

[illegible] تم یہ بات بھول رہے ہو کہ شریفہ کے بیان سے پولیس ہم پر شک کرے گی۔ اس طرح
[illegible] ہیں کرنے کے بجائے حوالات کی ہوا کھاتے رہیں گے۔ اسے قتل کرنے سے کچھ
[illegible] اور ہاں وہ بھائی سے محروم ہونے کی صورت میں ہماری کیسے ہوسکتی ہے۔ شاید اپنے
[illegible]وں کے پاس چلی جائے۔"

[illegible] ایک جاننے والے عطائی کے پاس ہر قسم کی ادویات موجود ہوتی ہیں۔ اس کے پاس
[illegible] موجود ہے بلکہ وہ بنا کر خاص خاص آدمیوں کے ہاتھوں فروخت کرتا ہے جس سے
[illegible]اشت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ وہ یادداشت کو بہت متاثر کرتی ہے۔" شاہ جی نے
[illegible]ے مرنے کے بعد بے سہارا اور ایک نفسیاتی مریضہ ہوجائے گی۔ اس کے والدین
[illegible] آپ اسے سہارا دینے کے بہانے رکھ سکتے ہیں۔ جب تک اس سے دل نہیں بھرتا
[illegible] ہی چھٹی کردیں۔"

[illegible] میرے دل کو لگ رہی ہے۔ کل اس موضوع پر بات کریں گے۔ مجھے شریفہ سے
[illegible]ی کی ہے۔ میں نے وکیل کے یقین دلانے پر ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کرکے یہ کوٹھی
[illegible] لاکھ کی رقم سے اس کی تزئین و آرائش اور سجاوٹ کی ہے۔ آج کے جشن پر تین
[illegible]وں۔ پریشانی صرف اس بات سے ہوگئی ہے کہ جعلی اور اصل کاغذات کی فائلیں
[illegible] گئی ہیں۔ کرم دین نے بھی بڑے وکیل کی خدمات حاصل کرلیں تو پلاٹ بھی گیا اور
[illegible] اب ایسا کھیل کھیلنا ہے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ سارا
[illegible] ہے۔" رحمت آرائیں نے کہا۔ "وکیل زخمی اور زیر علاج اور اسپتال میں نہ ہوتا

تو شاید وہ کچھ کر جاتا......"

"صاحب جی! آپ مایوس نہ ہوں۔ شریفہ اور پانچ لاکھ کی رقم کا جادو نواز کھوکھر بولے گا۔ کرم دین اور قانون کیا بیچتا ہے۔ اصل قانون تو لینڈ مافیا اور پولیس ہے۔ پولیس کی جیب میں رہتی ہے۔"

رات نو بجے کے بعد عقرب اپنے ہم راہ تنویر جمال کو لے کر رحمت آرائیں کی کوٹھی میں روانہ ہو گیا۔ اس نے تنویر جمال کا ایسا بہروپ بدلا تھا کہ رحمت آرائیں اسے [illegible] تھا۔ عقرب نے خود اپنا روپ نہیں بدلا تھا۔ کیوں کہ اسے اس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ وہ [illegible] صرف بہروپ بدل سکتا تھا بلکہ نادیدہ ہستی بھی بن سکتا تھا اور کسی بھی شخص کا ہم شکل بھی [illegible] تنویر جمال سے کہہ دیا تھا کہ وہ ایک خاموش تماشائی بنا رہے۔ اسے کسی بھی موقع پر گھبرا ہونے کی ضرورت نہیں۔

کوٹھی سے خاصے فاصلے پر رکشا رکوا کر وہ اتر گئے۔ کرایہ ادا کر کے کوٹھی کی طرف بڑ[illegible] ہی کوٹھی کسی دلہن کی طرح سجی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ ہزاروں برقی قمقموں سے کوٹھی [illegible] کر رہی تھی۔ مہمان گاڑیوں سے اتر کر کوٹھی کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ گیٹ پر شا[illegible] آرائیں کھڑے ہوئے مہمانوں کا پرتپاک استقبال کر رہے تھے۔ دھیمی دھیمی مغربی مو[illegible] میں گونج رہی تھی۔ اس کوٹھی کی پیشانی پر رحمت آرائیں ولا بڑے بڑے حرفوں میں لکھا [illegible] بن رہی تھی۔

رحمت آرائیں نے کسی بھی ایسے شخص کو مدعو نہیں کیا تھا جو اجنبی یا شناسا ہو۔ صر[illegible] قریبی مرد اور عورتوں کو مدعو کیا ہوا تھا۔ عقرب نے دور سے ہی اس کا ذہن پڑھ کر یہ با[illegible] تو وہ گھبرا سا گیا۔ عقرب نے اس سے کہا کہ رحمت آرائیں اس کے بارے میں پ[illegible] نواز کھوکھر کا سیکریٹری صادق چوہدری ہے۔ نواز کھوکھر نے اسے بھی یہاں پہنچنے کے [illegible]

جب وہ دونوں کوٹھی پر پہنچے تو رحمت آرائیں نے اس سے پوچھا۔ "آپ کون صا[illegible] کس لیے آئے ہیں؟" تنویر جمال نے جواب دینے سے قبل عقرب کی طرف دیکھا۔ [illegible] نہیں دیا۔ عقرب نادیدہ ہستی بن گیا تھا۔ تنویر جمال یہ سمجھا کہ وہ موقع پا کر اندر داخل [illegible] وہ یہاں موجود نہیں ہے لیکن وہ دل میں حیران تھا کہ عقرب ایک لمحے میں کیسے اندر [illegible] دونوں میں سے کسی نے دیکھا اور روکا بھی نہیں۔

"جی...... میرا نام صادق چوہدری ہے اور میں نواز کھوکھر کا پرائیوٹ سیکریٹری [illegible] نے رحمت آرائیں سے گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "سر نے مجھ سے [illegible] میں پہنچوں۔ اس لیے میں حاضر ہو گیا ہوں۔ میں بن بلایا ہوں۔ اگر آپ کو کوئی [illegible] چلا جاؤں۔"

"ارے نہیں صاحب!......" رحمت آرائیں نے خوش دلی سے کہا۔ "[illegible]



آپ کی شرکت میرے لیے بڑے اعزاز اور عزت افزائی کی بات ہے۔ آپ کی آمد کا بہت "

[illegible] کھوکھر صاحب کہاں ہیں......؟" شاہ جی نے پوچھا۔ وہ اب تک کس لیے تشریف نہیں [illegible] تک آ رہے ہیں؟"

[illegible] کام سے وزیر اعلیٰ سے ملنے گئے ہوئے ہیں۔" تنویر جمال نے جواب دیا۔ "میرا خیال [illegible] میں آتے ہی ہوں گے۔ شاید وہ آپ ہی کے سلسلے میں بات کرنے گئے ہوئے ہیں۔" [illegible] میں تیر چلایا۔

[illegible] رحمت آرائیں بچوں کی طرح خوش ہو گیا۔ "آپ اندر تشریف لے چلیں، میں [illegible] حاضر ہوتا ہوں۔ مجھے آپ کے باس کا شدت سے انتظار ہو رہا ہے۔ کاش! میرا "

[illegible] شاید آپ کا کام ہو جائے۔" تنویر جمال نے ذو معنی لہجے میں کہا۔

[illegible] اندر داخل ہو کر پختہ روش پر چلتا ہوا لان کی طرف بڑھا۔ وسیع و عریض لان پر کوئی دس [illegible] یاں بڑی ترتیب اور سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں۔ صرف دو ایک میزیں خالی تھیں۔ ساری [illegible] اور عورتوں سے بھری ہوئی تھیں۔ تنویر جمال، عقرب کو متلاشی نظروں سے دیکھنے لگا۔

[illegible] ہاں ہوں۔" تنویر جمال کے کانوں میں عقرب کی آواز گونجی تو اس نے گھوم کر دیکھا۔ [illegible] کھڑا تھا۔ عقرب اسے ایک خالی میز پر لے کر بیٹھ گیا۔ وہ لان کا جائزہ لینے لگا۔ ایک [illegible] اسٹیج رقص و موسیقی کے پروگرام کے لیے بنایا ہوا تھا۔ ایک کونے میں ڈیک رکھا [illegible] سے بنایا گیا تھا کہ پاس پڑوس اور باہر کے آدمیوں کو اسٹیج پر ہونے والا پروگرام نظر نہ

[illegible] جتنی عورتیں موجود تھیں وہ آبرو باختہ طوائفیں تھیں۔ ان میں سے کچھ رقص بھی پیش [illegible] ان کے زرق برق اور نیم عریاں لباسوں اور بے حجابی نے محفل کی رنگینی میں اضافہ [illegible] چہک رہی تھیں جو مرد ان کے ساتھ بیٹھے تھے وہ بہک رہے تھے۔ رحمت آرائیں [illegible] کے لباس میں مہمانوں کو شراب پیش کر رہے تھے۔ جب ایک ویٹر ان کی میز پر آیا [illegible] مشروب لانے کے لیے کہا۔

[illegible] کون ہے...... جس کا آپ نے مجھے پرائیوٹ سیکریٹری بنا دیا تھا؟" تنویر جمال نے

[illegible] اس شہر کا نہ صرف لینڈ بلکہ وہ ہر قسم کا مافیا ہے۔" عقرب نے کہا۔ "اس کا کام ہر جائز [illegible] کے اسے اپنی ملکیت بنا لینا اور پھر اسے فروخت کر دینا ہے۔ رحمت آرائیں نے [illegible] ہوا ہے؟"

[illegible] اس کا دوست ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نواز کھوکھر کے کہنے پر اس نے ہمارا

پلاٹ......"

"نواز کھوکھر اس کا دوست نہیں ہے اور نہ رحمت آرائیں نے اس کے مشورے پر
پر قبضہ جمایا۔ رحمت آرائیں بھی ایک لحاظ سے بدمعاش اور جرائم پیشہ ہی ہے۔ اس کے
ہے وہ جرائم سے حاصل کی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے مختلف بینکوں سے کاروبار
کا قرض لے کر رقم ہڑپ کر لی ہے۔ اس نے نواز کھوکھر کو اس لیے مدعو کیا ہے کہ تم
کر لے۔" عقرب نے کہا۔

"رحمت آرائیں کس طرح سے ہمارے پلاٹ پر اپنا قبضہ برقرار رکھ سکتا ہے۔"
لہجے میں کہنے لگا۔ "کیوں کہ اب ہمارے پاس ٹھوس ثبوت ہی نہیں بلکہ اصل کاغذات بھی
جعلی کاغذات بھی جس کی مدد سے ہمارے پلاٹ کو ہتھیانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ تم
انہیں جھٹلا نہیں سکتی ہے۔ اب ہمارے لیے صرف ایک مسئلہ رہ جاتا ہے کہ کس طرح سے
سے اپنی جگہ حاصل کریں۔ کیا اب بھی کوئی رکاوٹ ہے؟"

"اللہ نے چاہا تو اس کوٹھی کے مالک تم لوگ ہی ہو گے۔" عقرب نے کہا۔ "جب
گھی نہیں نکلتا ہے تو ٹیڑھی انگلی سے نکالنا پڑتا ہے۔ بس تم ذرا صبر اور خاموشی سے بیٹھ کر تما

نواز کھوکھر جب آیا تو شاہ جی اور رحمت آرائیں نے اس کا پرتپاک خیرمقدم کیا
الگ میز پر لے جا کر اس سے وہ دونوں کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ جب شاہ جی نے
پروگرام کے بارے میں بتایا تو نواز کھوکھر نے کہا۔ "مجھے کسی قسم کے رقص اور ان ناچنے
دل چسپی نہیں ہے۔ میں ہر طرح کے رقص دیکھتا رہتا ہوں۔ میں کھانا کھا کر آیا ہوں
ہے جس کی تم نے مجھ سے بہت تعریف کی تھی۔ تمہاری منہ سے تعریف سن کر میرا
ہے..... معلوم نہیں کیوں سولہ برس کی لڑکیاں میری بہت بڑی کمزوری ہیں۔"

"ہم نے آپ کے لیے ایسا نگینہ تلاش کیا ہے کہ آپ کو پورے شہر میں چراغ
سے بھی نہیں ملے گا۔" رحمت آرائیں نے کہا۔ "یہ ہمارے شاہ جی کا کارنامہ ہے۔ میرا
اسے ساری زندگی نہیں بھول سکیں گے۔"

"کہاں ہے وہ.....؟" نواز کھوکھر نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔ "مجھے جلدی سے
لے چلیں۔"

"وہ تیار ہو رہی ہے۔" شاہ جی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ تھوڑی دیر
اسے آپ کے کمرے میں پہنچا کر آتا ہوں۔ اتنی دیر آپ صاحب جی سے باتیں کر لیں
کریں۔"

شاہ جی چھت والے کمرے میں پہنچا تو اس نے شریفہ کو دیکھا۔ وہ دلہن کی طرح بنی
تھی۔ شاہ جی نے اسے ایک گھنٹہ قبل دودھ میں جو دوا ملا کر پلائی تھی اس نے اپنا اثر دکھا
ہوئی سی دکھائی دے رہی تھی۔ اس لباس اور زیورات نے اسے اور حسین بنا دیا تھا۔



"...!..... تم تیار ہو نا؟" شاہ جی نے اس کے قریب جا کر پوچھا۔ "میرے ساتھ چلو گی نا؟"
"... میں تیار ہوں۔" شریفہ نے جواب دیا۔ "تم مجھے اپنے ساتھ کہاں لے جانا چاہتے

"...ارے ساجن کے پاس..... آج تمہارے سہاگ کی پہلی رات ہے۔ ساجن تمہارا انتظار
" شاہ جی نے کہا۔ "میرا ساجن کون ہے.....؟ کہاں ہے.....؟ اس کا نام کیا ہے؟" شریفہ

"...ارے ساجن کا نام نواز کھوکھر ہے۔ تم اس کی دلہن ہو..... سنو! تم اپنے ساجن کے ساتھ
...اور خودسپردگی سے پیش آنا۔ وہ تمہیں جو بھی حکم دے اس سے انکار نہ کرنا.....؟ وہ تم سے
...ہیں انعام بھی ملے گا۔"

... ایسی ساڑی اور زیورات بھی ملیں گے نا.....؟" میں ضرور اپنے ساجن کو خوش کروں گی۔"
...کے بعد وہ اس کمرے میں تھی جو نواز کھوکھر اور اس کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔ تھوڑی
...کھوکھر کمرے میں داخل ہوا تو وہ پلنگ کے کنارے بیٹھی ہوئی تھی۔ نواز کھوکھر کو دیکھتے ہی
...ی ہو گئی۔ نواز کھوکھر نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ شریفہ اسے شاہ جی کی تعریف
...ے سے کہیں حسین اور پرکشش لگی۔
...کی طرف بڑھی۔ "تم میرے ساجن ہو.....؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"
... نے اسے حیرت سے دیکھا۔ کبھی کسی سولہ برس کی لڑکی نے اس طرح اور اس انداز سے
... کیوں کہ جو کنواری نوجوان لڑکیاں لائی جاتی تھیں وہ کسی مجبوری کے تحت آتی تھیں یا
...ایا جاتا تھا۔ انہیں قابو کرنے میں اسے طاقت آزمائی کرنا پڑتی تھی۔ اس میں وہ ایک
...ایک محسوس کرتا تھا۔ یہ پہلی لڑکی تھی جو اس سے اس طرح دل نوازی سے پیش آ رہی
...ن اور اس کے پرشباب گداز بدن کی شادابیاں دیکھ کر پھڑک اٹھا۔ پرشباب بدن کا
... اس کے دل کو برما دیتا تھا۔ شریفہ نے اس کے دل پر جیسے بجلی گرا دی تھی بھرکیلا بدن
... لباس میں سے جیسے پھٹ پڑنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔
... پاس آ کر رکی تو اس کا جسم جھلسنے لگا۔ وہ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے آتش فشاں کے
... اس کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی۔ شریفہ کے جسم سے پھوٹتی ہوئی بھینی
...ل و دماغ کو معطر کرنے لگی۔
... ایک نادر نگینہ ہے۔ نواز کھوکھر نے دل میں سوچا۔ وہ اس کے روبرو کھڑی تھی۔ ان
... نے کے برابر تھا۔ رحمت آرائیں نے نجانے اسے کہاں سے ڈھونڈا ہے۔ تلاش
...لی خاطر ایک کیا دس قتل بھی کیے جا سکتے ہیں۔ وہ شریفہ کے انگ انگ میں بھری
...تم نے اس طرح کیا دیکھ رہے ہو ساجن!.....؟" شریفہ کی رسیلی آواز کمرے میں

گونج گئی۔ ''میں لڑکی ہوں کوئی چڑیل نہیں جو مجھے ساکت نظروں سے دیکھ رہے ہو۔ بدصورت ہوں......؟''

''میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ نایاب نگینہ اب تک میری نظروں سے کیوں اوجھل [illegible] نے اس کی بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھوں میں ڈوبتے ہوئے کہا۔ ''تم چڑیل نہیں [illegible] کہانیوں کی شہزادی! خوابوں کی ملکہ...... کاش! میں تمہیں اپنی ملکہ بنا سکتا؟''

''لیکن تم مجھے کیسے لگ رہے ہو جانتے ہو......؟'' شریفہ بولی۔ ''میری بات [illegible] گے؟''

''میں کیسا لگ رہا ہوں......؟'' نواز کھوکھر نے اشتیاق سے پوچھا۔ ''میں تم [illegible] نہیں مانوں گا۔''

''تم مجھے قصہ کہانیوں کے جلاد کی طرح دکھائی دے رہے ہو۔'' وہ یہ کہہ کر [illegible] کر ہنس پڑی۔ ''لمبی گھنی مونچھیں...... کرخت چہرہ...... لال لال آنکھیں...... کہیں [illegible] نہیں ہو؟''

شریفہ کی بات سن کر اس کا چہرہ زرد سا پڑ گیا۔ پھر اس نے شریفہ کی مرمریں [illegible] کر اسے قریب کر لیا۔ پھر بازوؤں کے حصار میں لے کر اس کے چہرے پر جھکنے لگا تو [illegible] منہ پر اپنا نرم و نازک ہاتھ رکھ دیا۔ پھر وہ کسمساتی ہوئی بولی۔ ''اتنی جلدی [illegible] ساجن!......؟''

''تمہیں اس قدر قریب دیکھ کر مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔'' وہ بازوؤں [illegible] لگا۔

''دل کے ارمان نکالنے اور حسرتیں پوری کرنے کے لیے ابھی رات پڑی [illegible] بولی۔ ''کیا تم مجھ سے محبت بھری باتیں نہیں کر سکتے......؟ میرا دل تمہاری زبان سے [illegible] کو تڑپ رہا ہے۔''

''یہ رات اور وقت محبت بھری باتوں کے لیے نہیں ہے...... عورت سے محبت [illegible] برباد کرنا ہے۔ میں وقت ضائع کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ کیوں کہ عورت کا قرب [illegible] گزرتا ہوا ایک ایک لمحہ بہت حسین اور قیمتی ہوتا ہے کیوں کہ تم مجھے صرف ایک رات [illegible] میں باتوں میں وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا ہوں۔'' نواز کھوکھر نے ایک ہی سانس میں [illegible]

''گویا تم عورت کی محبت کے بھوکے نہیں ہو بلکہ اس کے جسم کے طلب گار ہو [illegible] ہوئے لہجے میں بولی۔ ''میں بھوکا ہی نہیں پیاسا ہوں۔ قدر دان ہوں۔ عورت کیا ہوتی ہے۔ محبت اس کے جسم سے ہی کی جاتی ہے۔ عورت کا جسم جتنا خوبصورت پرکشش اور جاذب نظر دکھائی دیتی ہے۔ تمہارے جیسا دل کش اور فتنہ خیز سراپا [illegible] دیکھا۔ تمہارا جسم ایک تلوار کی طرح ہے جو نیام میں چھپا ہوا ہے۔ میں اس تلوار کو [illegible]



[illegible] کھوکھر بولا۔

[illegible] نواز کھوکھر اس کے چہرے پر جھکنے لگا تو اس کے بازوؤں کی گرفت بہت سخت تھی۔ وہ [illegible] تھا۔ شریفہ کیا...... کوئی بھی جوان مرد اس کے بازوؤں سے نکل نہیں سکتا تھا۔ اس [illegible] ہوا تھا۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ شریفہ بڑی آسانی سے اس کے بازوؤں [illegible] گئی۔ وہ دیکھتا رہ گیا۔

[illegible] جذباتی کیوں ہو رہے ہو میرے ساجن!......'' شریفہ مسکراتی ہوئی بولی۔ ''تم بڑے [illegible] ایک منٹ صبر کرو...... میں تمہیں زیادہ انتظار نہیں کراؤں گی...... تڑپاؤں گی [illegible] نہیں لوں گی۔ تمہارے دل کے سارے ارمان ایک ایک کر کے پورے کروں گی۔''

[illegible] بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہی ہو......؟'' نواز کھوکھر نے اس کی طرف بڑھتے

[illegible] نہیں بنا رہی ہوں بلکہ میں شراب پینا چاہتی ہوں۔'' وہ میز کی طرف اشارہ کر کے [illegible] بوتل اور دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ''شراب پینے سے جذبات میں شدت پیدا [illegible] سرور مل جاتا ہے...... کہو تو میں تمہارے لیے بھی جام تیار کر دوں......''

[illegible] پیتی ہو......؟'' نواز کھوکھر نے حیرت سے پوچھا۔ ''تم نے مجھے یہ بات کیوں نہیں

[illegible] پوچھا کب...... کمرے میں داخل ہوتے ہی حملہ آور بن گئے۔'' شریفہ ہنس کر

[illegible] بعد میں پیوں گا...... تمہیں دیکھ کر شراب کیا کسی بھی چیز کی خواہش نہیں رہی۔'' نواز [illegible] تم میرے پاس آؤ...... اب مجھ میں برداشت کی قوت نہیں رہی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ [illegible]''

[illegible] مرضی...... جو تمہارا حکم......'' شریفہ نے کہا۔ ''ایک دو منٹ کے لیے کمرے کی [illegible]''

[illegible]؟'' نواز کھوکھر نے اسے متعجب نظروں سے دیکھا۔ ''اندھیرے میں تم مجھے [illegible]

[illegible] کپڑے اور زیورات اتار دوں......'' شریفہ نے جواب دیا۔ ''یہ بات تم کیوں [illegible] لڑکی ہوں۔ میں روشنی میں کس طرح ایک تلوار کی طرح بے نیام ہو سکتی ہوں۔'' [illegible] میں دیکھنے کی چیز ہوتی ہے...... مجھ سے تمہارا کیا پردہ...؟ کیا حجاب......؟ مجھے [illegible] وحشت ہوتی ہے۔ کمرے میں اندھیرا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔'' وہ [illegible] تھوڑی دیر کے لیے......'' شریفہ نے کہا۔ ''پھر تم ساری بتیاں روشن کر لینا۔''

[illegible] سوئچ بورڈ کے پاس جا کر روشنیاں گل کر دیں۔ کمرے میں گھپ اندھیرا چھا

گیا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ سوئچ بورڈ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر
کھوکھر نے محسوس کیا کہ وہ اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی ہے۔

''میرے ساجن!....'' شریفہ نے خواب ناک لہجے میں کہا۔ ''میں نے کپڑے اور ا
دیئے ہیں.... اب تم چاہو تو روشنی کر سکتے ہو، تاکہ میرا خوب صورت اور رسیلا بدن دیکھ سکو۔
دیکھنا چاہتے ہو نا بے نیام تلوار کی طرح.... دیکھ لو.... جی بھر کے، اتنا دیکھو کہ تمہارے
حسرت باقی نہ رہے....''

نواز کھوکھر نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے محسوس کیا کہ شریفہ سے گویا
ہے۔ اس میں نرمی اور گداز پن محسوس ہو رہا ہے۔ اس کے تپتے ہوئے جسم اور بانہوں کے
کے جسم میں نہ صرف حرارت بھر دی تھی بلکہ خون کی گردش تیز کر دی تھی۔ اسے ایسا لگا جیسے
لوٹ آئی ہو اور وہ اٹھارہ برس کا جوان لڑکا بن گیا ہو۔ اس کے سارے جسم میں ایک عجیب
کیفیت پیدا ہو گئی تھی جسے وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا۔ ایک کیف و سرور اور میٹھی میٹھی سی سنسنی
اس کی نس نس میں اترنے لگی تو اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ سوئچ آن کرنے کے بجائے اس
اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ اگلے لمحے وہ اس کے بازوؤں سے نکل گئی۔

''نواز کھوکھر!....'' شریفہ نے رسیلی آواز میں کہا۔ اس کے لہجے میں ایک عجیب سا
کیا تم مجھے روشنی میں نہیں دیکھو گے....؟ تمہارے قرب نے میرے سارے بدن میں
بھر دی ہے.... میرا جسم کیسا جل رہا ہے ذرا اسے ہاتھ لگا کر تو دیکھو.... تم تو ایک سولہ برس کی
کے جسم کی آن دیکھنے کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے نا....؟''

''دیکھوں گا.... ضرور دیکھوں گا.... نظارہ کروں گا.... کیوں کہ تم ایک دل کش
نظارہ بھی ہو....'' نواز کھوکھر نے جواب دیا۔ ''تمہارا حسین تصور اور فتنہ خیز سراپا میرے
کو بھڑکا رہا ہے۔ میں بھی تمہارے جسم کی آگ میں جھلس رہا ہوں.... تم میرے دل
شراب کا نشہ بن کر چھا رہی ہو.... تم کیا چیز ہو شریفہ....؟''

اس نے اندھیرے میں تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ ادھر ادھر مارے تاکہ اسے اپنے
لے کر اس کے حسین چہرے پر بوسوں کی بوچھاڑ کر دے۔ اس نے شریفہ کی باتوں سے
گرم جوشی اور خود سپردگی سے اس کے بازوؤں میں سما جائے گی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ
نہیں لگ رہی تھی۔ یہ عجیب سی بات بھی تھی کہ قریب محسوس ہوتے ہوئے بھی بہت دور

''نواز کھوکھر!۔ نواز کھوکھر!.... تم کہاں ہو....؟ تم کہاں چلے گئے....؟'' وہ
بولی۔ نواز کھوکھر نے اپنا ہاتھ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھایا، پھر اس نے ایک ایک کر کے
کر دیئے۔ پورا کمرہ تیز روشنیوں میں نہا گیا۔

اس نے شریفہ کی طرف دیکھا جو اس سے دو قدم پر کھڑی تھی۔ اس کی نظروں
حسین چہرہ اور پیکر تھا لیکن پر شباب بدن عریاں نہیں تھا۔ وہ لباس میں تھی جب کہ اس نے



ورات اتار رہی ہے۔ نواز کھوکھر نے کہا۔ ''تم نے جو مجھ سے کہا تھا کہ لباس اور زیورات
''

تم نے میری بات کو سچ مان لیا....؟'' شریفہ نے کہا۔

''نواز کھوکھر بولا۔ ''شاید تم نے عین وقت پر اپنا ارادہ بدل لیا تاکہ میں یہ نیک کام خود
؟ میں تمہاری یہ خواہش پوری کر سکتا ہوں.... مجھے اس میں بڑی مہارت حاصل

کہتے ہو.... تمہارا خیال درست ہے کہ میں نے عین وقت پر اپنا ارادہ بدل لیا۔ اس
تم اس کام کو انجام دو.... بلکہ اس لیے کہ میں ایک شریف لڑکی ہوں۔ پاک دامن
فاحشہ نہیں ہوں جو تمہاری ہر بات مان لوں....''

صرف تم ایک لڑکی ہو....'' وہ شریفہ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ ''مجھے پاک دامن
میں۔ تم نے یک بیک اپنا ارادہ کیوں بدل لیا....؟''

میری طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھانا....'' شریفہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

لیے....؟'' وہ متعجب نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ ''پل میں ماشہ، گھڑی میں
تم ابھی جذباتی لہجے میں بات کر رہی تھیں۔ جذبات کی رو میں بہہ رہی تھیں۔''

ہاری خباثت دیکھ رہی تھی.... اگر تم اپنی سلامتی اور ہڈیاں سلامت چاہتے ہو تو شرافت
تم نے مجھے ہاتھ لگایا تو، پچھتاؤ گے....'' شریفہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولی۔

قہقہہ مار کر بڑے زور سے ہنسا۔ کیوں کہ شریفہ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی بچی کی
وہ پانچ فٹ تین انچ کی تھی۔ جب کہ وہ پورے چھ فٹ کا کیم شحیم اور ایک دیو کی مانند
پھول کی طرح بڑی آسانی سے مسل بھی سکتا تھا۔

اس کے قریب پہنچ کر رک گیا تاکہ اسے دبوچ لے۔ شریفہ اس کا ارادہ بھانپ کر تیز
''نواز کھوکھر! میں تم سے آخری بار کہہ رہی ہوں تم مجھے ہاتھ نہیں لگانا.... مجھے کمزور اور بچی
ان لڑکیوں میں سے ہوں جنہیں تم قابو میں کر کے ان کی بے حرمتی کر چکے ہو....''

مذاق کر رہی ہو....؟'' وہ بھونڈے پن سے ہنسا۔ ''تمہاری حقیقت ہی کیا

طاقت، دراز قد اور بازوؤں پر گھمنڈ کر رہے ہو۔ لیکن تم نے یہ سوچا کہ تمہارا یہ غرور خاک
پر والے کو اکڑ بالکل بھی پسند نہیں ہے۔''

ہاری باتوں سے یہ اندازہ کیا تھا کہ.... تم ان تمام لڑکیوں سے یکسر مختلف ہو جو میری
کہ تم نے بڑی لگاوٹ کی باتیں کیں.... اب تم بھی ان لڑکیوں کی طرح نخرے دکھا
نے بھی مجھ سے ایسی ہی باتیں کی تھیں۔ گالیاں بھی دیں۔ ڈرایا اور دھمکایا
خاک کے تین پات.... میں نے تمہیں ایک سمجھ دار اور حقیقت پسند لڑکی سمجھا۔

تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ محبت اور گرم جوشی سے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دو......
حسن اور رنگین ماحول کو تلخی میں غارت نہ کرو۔"
"بالفرض محال میں نے تمہاری بات ماننے سے انکار کر دیا تو تم کیا کرو گے......؟"
خوفی سے پوچھا۔
"میں...... تمہارے ساتھ ایک وحشی درندے کی طرح سفا کی اور تشدد اور بربریت
گا۔" نواز کھوکھر نے خشونت آمیز لہجے میں جواب دیا۔ "پھر تمہیں مجھ سے پناہ بھی نہیں
سے منتیں اور سماجتیں کرو گی تو میں تمہاری ایک نہیں سنوں گا......"
"میں تمہارا جو حشر نشر کروں گی تم اس کا تصور نہیں کر سکتے ہو...... کسی خوش فہمی اور خو
رہنا۔ کیوں کہ میں ایک عورت نہیں، نوجوان اور سولہ برس کی لڑکی نہیں بلکہ ایک بلا ہوں۔
کا اندازہ نہیں کر سکتے ہو...... اس لیے میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ اپنی ہڈیوں پسلیوں کی خیر
تو ابھی اور اسی وقت میری نظروں سے دفع ہو جاؤ......" شریفہ نے ہذیانی لہجے میں کہا۔
نواز کھوکھر استہزائی نظروں سے گھورتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس نے فوراً ا
لیا۔ پھر اس نے شریفہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کپڑے پھاڑ دے۔ شریفہ نے اسے
دیا تھا۔ اسے اس طرح فرش پر اپنے جسم سے گرا دیا جس طرح ایک مزدور اپنی پیٹھ پر
ہے۔ وہ ایک چھوٹے اور ہلکے پھلکے بچے کی طرح فرش پر آ رہا۔ وہ بھونچکا سا ہو کر شریفہ
اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ شریفہ سکون واطمینان سے کھڑ
سانس بھی نہیں پھول رہی ہے۔
اگلے لمحے نواز کھوکھر نے اسے محض ایک اتفاق اور اپنی غلطی سمجھا۔ پھر وہ شریفہ
مانند جھپٹا۔ شریفہ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں پر اس طرح اٹھا لیا جیسے وہ کوئی پلاسٹک
اسے کمرے میں چاروں طرف چکر دینے لگی۔ چند لمحوں تک چکر دیتی رہی۔ پھر اسے
دے مارا۔ پلنگ نواز کھوکھر کا بوجھ اور وزن سہار نہ سکا۔ وہ ٹوٹ گیا۔
اب نواز کھوکھر کا خوف ودہشت سے برا حال ہو گیا۔ وہ فوراً ہی بستر سے نکل کر
کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس لڑکی نے اسے ہاتھوں پر ایک نوزائیدہ بچے کی طرح کیسے اٹھ
وہ اس قابل بھی نہیں ہے کہ بیس کلو وزن بھی اٹھا سکے۔
"اب تمہارے ہوش ٹھکانے آئے کہ نہیں......؟" شریفہ نے چبھتے ہوئے لہ
"اچھا تو تم جوڈو کراٹے جانتی ہو......؟" نواز کھوکھر نے کہا اور اس نے اپنا
نکال لیا۔ "میں اب تمہیں اس جوڈو کراٹے کا مزا چکھاتا ہوں۔"
"یہ کھلونا اپنی جیب میں رکھ لو نواز کھوکھر!" شریفہ نے بڑی بے پروائی
ہاتھوں میں اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ اس سے بڑے مرد نہیں بلکہ چھوٹے بچے کھیلتے ہیں
"شاید تم نے اپنی زندگی میں کبھی ریوالور نہیں دیکھا، اس لیے بہکی بہکی با



ہزائی لہجے میں کہا۔ "بہتر ہے تم جلدی سے اپنا وعدہ پورا کرو۔ کپڑے اور زیورات اتار

محال میں نے تمہاری بات نہیں مانی تو تم کیا کرو گے؟" شریفہ معنی خیز انداز میں

ے مجبوراً تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کرنا پڑے گا......" وہ غصے سے بولا۔ "جو لوگ میرے
رزی کرتے ہیں میں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ تم مجھے نہیں جانتی ہو کہ میں
ہوں۔"
نے اپنی تعریف کرنے میں بالکل بھی بخل سے کام نہیں لیا...... واقعی تم اپنی وضع قطع اور
سے نہ صرف حرامی شخص دکھائی دے رہے ہو بلکہ خبیث بھی...... ساری خباثت تمہاری
مانک رہی ہے۔"
لمر دل میں حیران تھا کہ سولہ برس کی یہ نازک سی چھوکری اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ
ں خائف اور پریشان نہیں ہے۔ نڈر اور بے باک قسم کی ہے۔ بے خوفی سے بات کر رہی
وہ جوڈو کراٹے کے فن سے واقف ہے اور اس میں بڑی مہارت رکھتی ہے۔ اس نے سنا
ے ماہر اینٹوں کو بھی صرف ایک وار سے توڑ دیتے ہیں۔ اپنے سے کئی گنا وزنی آدمی کو زیر
ر پہلوان کو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے ساتھ ابھی ہوا ہے۔ وہ پہلوان

اں کے دل میں آیا کہ وہ چلا جائے۔ لیکن ایسی حسین بلا کو دیکھ کر اس کے جذبات بے قابو
وں تو سولہ برس کیا چودہ سال کی لڑکیاں بھی مل جاتی تھیں اور اس کی زندگی میں سولہ برس
لیاں آئی تھیں لیکن ایسا نگینہ نہیں آیا تھا جو بالکل بے داغ اور صاف وشفاف تھا۔ وہ
بانا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے دل میں تہیہ کر لیا کہ وہ یہاں سے فاتح بن کر جائے گا۔
یفہ کو دہشت زدہ کرنے کے لیے بستر کا نشانہ لے کر فائر کیا۔ ریوالور نے شعلہ اگلا اور
لی تکیے میں اتر گئی۔ پھر اس نے شریفہ کی طرف تمسخر سے دیکھا۔ "کیا تم یہ چاہتی ہو کہ
یا ٹانگ میں گولی مار دوں! تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ میرا کہا مان لو۔"
...... ایسا لگتا ہے کہ تمہاری عقل ابھی ٹھکانے نہیں آئی ہے۔" شریفہ بولی۔
لنا ہے کہ کس کی عقل ٹھکانے آتی ہے۔" اس نے شریفہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
ان انداز سے کھڑی رہی۔ اس نے قریب آ کر شریفہ کے گلے کے نیچے ریوالور کی نال
ہوشیار اور مستعد سا کھڑا تھا اور ریوالور پر اس کی گرفت بہت مضبوط تھی تا کہ وہ اس
ول نہ چھین لے اور کراٹے کا ہاتھ نہ مارے۔ پھر وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔ "کوئی
والور چل جائے گا۔ میں نے لبلبی پر انگلی رکھی ہوئی ہے۔ چلو جلدی سے اپنا وعدہ پورا
ان نشین کر لو کہ میں خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔ کیوں کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی ہار

نہیں مانی ہے۔"

"میں نے بھی آج تک اپنی پارسائی اور پاک دامنی کی بڑی حفاظت کی ہے۔ تم مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو میں نے انہیں ایسا مزا چکھایا کہ وہ مجھے آج بھی یاد کر۔ ایسے ہی لوگوں میں شامل ہونا چاہتے ہو......" شریفہ تیز لہجے میں بولی۔

"تم باتوں میں وقت ضائع کر رہی ہو......" اتنا کہہ کر نواز کھوکھر نے اس کے ہاتھ بڑھایا۔

شریفہ نے برق رفتاری سے اس کے منہ پر ایک گھونسہ دے مارا۔ وہ الٹ کر کھوکھر کو ایسا لگا جیسے کوئی آہنی چیز اس کے جبڑے پر لگی ہو۔ اس کا جبڑا ٹوٹ گیا ہے۔ ا ٹوٹ گئے تھے اور اس کے منہ سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اس کو ہونٹوں پر نمکین ذائقہ محسو

وہ مشتعل ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فوراً ہی شریفہ کا نشانہ لیا۔ اس نے شریف فیصلہ کر لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کی انگلی کا دباؤ لبلبی پر پڑتا اس کے ہاتھ سے ریوالو جیسے کسی نے چھین لیا ہو۔ ریوالور فضا میں بلند ہوا۔ پھر فضا میں چند لمحوں تک رقص تیرتا رہا۔ پھر وہ شریفہ کے پاس آیا تو شریفہ نے اسے فوراً ہی پکڑ لیا۔

نواز کھوکھر نے ششدر ہو کر یہ سب کچھ دیکھا۔ اسے یقین نہیں آیا۔ اسے لگا جیسے رہا ہو۔ ابھی اس کی حیرت دور بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ گیس کے غبارے کی طرح کرے: خوف و دہشت نے اس کی حالت غیر کر دی۔ وہ بھونچکا سا ہو کر نیچے آنے کے لیے ہاتھ

"نواز کھوکھر ......تم کیا محسوس کر رہے ہو......؟" شریفہ نے اس سے ہے......؟"

اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے شریفہ کی طرف دیکھا۔ وہ اسے اس وقت ایا دے رہی تھی۔ شریفہ نے اس سے ٹھیک ہی کہا تھا کہ وہ ایک بلا ہے۔ سولہ برس کی حسی نہیں ہے۔ کوئی جادوگرنی ہے جادو کے زور پر وہ اس سے کھیل رہی ہے۔

"مجھے نیچے اتارو......" نواز کھوکھر نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔ "یہ کیا مذاق ہے"

"یہ مذاق نہیں ہے بلکہ میں تمہیں ایک یادگار اور ناقابل فراموش سبق دے رہی کسی عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھ سکو......اس پر ہاتھ نہ ڈال سکو۔ اسے کھلونا سمجھ کر

"میں......میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں کبھی کسی عورت کے قریب بھی نہیں

"تمہارے قول و فعل کا کوئی بھروسا نہیں ہے۔ کیوں کہ تم ایک خبیث شخص ہو۔" شریفہ نے ہذیانی لہجے میں۔ "اس کے علاوہ تم نے غریبوں پر بڑے ظلم و ستم تو حاصل کرنے کے لیے ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ ان غریبوں کو بے گھر کر دیا۔ ظالم اور بے رحم شخص اس قابل ہے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ ہرگز نہیں......تمہا معافی نہیں۔"



کیا تم مجھے جان سے مار دینا چاہتی ہو؟" نواز کھوکھر نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔

نہیں جان سے مار دینا بہت آسان ہے۔" شریفہ کہنے لگی۔ "اس ریوالور میں اب پانچ گولیاں نہیں موت کی نیند سلانے کے لیے یہ کافی ہیں۔ اس طرح تم صرف چند ثانیوں میں تڑپ رہاؤ گے۔ لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ تم زندہ رہو۔ ساری زندگی درد اور اذیت سے تڑپتے ہی سزا ہے۔"

نواز کھوکھر فضا میں چکر کھانے لگا۔ اسے یاد آیا کہ آیۃ الکرسی یا کسی قرآنی آیت پڑھنے سے بلا اور وہ انسانی جان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ خدا کے بابرکت نام میں بڑی قوت آیۃ الکرسی تو کیا کوئی کلمہ بھی یاد نہیں تھا۔ اس نے آخری بار کب نماز پڑھی یہ بھی یاد نہیں اور اس کے رسول کو بھلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا دین ایمان صرف پیسہ تھا۔ وہ نماز، روزے سے نا شیطان لعین تھا۔

اللہ اور رسول یاد آ رہے تھے۔ قرآنی آیات یاد کرنے کے لیے ذہن پر زور دے رہا ت سے اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ اس کی یادداشت کچھ کام نہیں کر رہی تھی۔ اس کا دماغ رار ہا تھا۔

اپنے آپ کو مجھ سے بچانے کے لیے کوئی آیت یاد کر رہے ہو۔" شریفہ نے چبھتے ہوئے لیکن تمہیں اس وقت اس لیے کچھ یاد نہیں آ رہا کیوں کہ تم ایک شیطان صفت ہو۔ ایک اللہ کے رسول سے کیا واسطہ......تم نماز نہیں پڑھتے ہو۔ تمہاری زندگی کا فرون اور ہو کر رہ گئی ہے۔ تم شادی شدہ اور صرف سولہ برس کی حسین لڑکیوں کو بستر کی زینت دریوں سے فائدہ اٹھا کر انہیں پامال کرتے ہو۔ کیا تم خود ایک بلا نہیں ہو؟"

انگلی سے اشارہ کیا تو نواز کھوکھر ایک جگہ ساکت سا ہو گیا۔

اتی فعل ہے۔" نواز کھوکھر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ "گو میں صرف سولہ برس کی ہوں لیکن میں ان کی جوانی اور جسموں کی پوری پوری قیمت ادا کرتا ہوں۔ کبھی ایسا لی کی قیمت ادا نہ کی ہو اور وہ خالی ہاتھ گئی ہو۔ لہٰذا یہ ظلم نہیں ہے کیوں کہ انہیں اپنی پوری لہٰذا تم مجھے دوش مت دو۔"

ل کر کے قابو پا لیتے تو کیا......مجھے بھی میری عزت کا معاوضہ دیتے؟" وہ خشونت

ات اور ہے......تمہیں میری خوشنودی اور اپنی غرض کے لیے لایا گیا......لہٰذا میں نے کا پابند نہیں تھا۔ تم میرے لیے مفت کا مال تھیں۔" نواز کھوکھر نے بتایا۔

نہیں سولہ برس کی کنواری اور خوبصورت اور پرشباب گداز بدن کی لڑکیاں پسند ہیں دراز قد اور تم جیسے چوڑے چکلے سینے کے مرد بہت پسند ہیں جو حرام مال کھا کھا کر حرام وقت تم حرام زادے، شکل سے پورے سور لگ رہے ہو۔ لیکن جسمانی طور پر سانڈ کی

طرح ہو۔ ذلیل، حرام زادے..... آج کی یہ رات تمہاری زندگی میں پہلی بار آئی ہے کیسی لگ
اگر کسی شخص نے اسے اس طرح مخاطب کیا ہوتا تو وہ اس کی زبان گدی سے کھینچ لیتا۔
ایسا مائی کا لال پیدا نہیں ہوا تھا جس نے اسے گالیاں دی ہوں۔ یا کسی نے اس کی اس طر
ہو۔ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ رگوں میں لہو ابلنے لگا۔ مگر وہ بے بس و مجبور تھا۔ کیا
معلق تھا شریفہ کا بال تک بیکا نہیں کرسکتا تھا وہ اس کی باتیں سن کر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا
اور شریفہ سب کچھ دیکھ اور محسوس کر رہی تھی وہ یہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کے وجو
سمائی ہوئی ہے۔ وہ بول رہی ہے۔ باتیں کر رہی ہے۔ نواز کھوکھر کا حشر نشر کر رہی ہے۔ ا
ایک پتھر کے مجسمے کی سی ہے۔ اسے اپنی ذات اور حرکات و سکنات پر اختیار نہیں ہے۔ ایک ا
ہے جس کی ڈور ان نادیدہ ہاتھوں میں ہیں۔

شریفہ نے اسے خاموش پا کر کہا۔ ''تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ چپ
میرے ساجن!.....؟''

پھر شریفہ نے انگلی سے اشارہ کیا تو وہ تیزی سے کمرے میں فضا میں ایک پرند
کھانے لگا۔ وہ چیخنے چلانے لگا۔ منتیں سماجتیں کرنے لگا۔ ہاتھ جوڑنے لگا تو ایک لمحے
نے اسے ساکت کردیا۔ پھر وہ اس سے بولی۔ ''سولہ برس کی حسین لڑکی کے ساتھ ایسی
سہاگ رات منائی جاتی ہے جو ساری زندگی کے لیے ناقابل فراموش بن جاتی ہے۔''

شریفہ نے پھر انگلی سے اشارہ کیا..... وہ دیوار سے بڑے زور سے ٹکرایا۔ دیوار
اس کی چیخ نکل گئی۔ اس کے جسم پر جو چوٹ لگی وہ ناقابل برداشت تھی۔ وہ درد سے تڑ
نے محسوس کیا کہ نادیدہ ہاتھوں نے اسے اٹھالیا ہے۔ اسے پھر دیوار پر گیند کی طرح د
جسم کی ساری ہڈیاں چیخ گئیں۔ پھر انہی ہاتھوں نے اسے پھر سے اٹھالیا اور فرش پر د
جسم پر ہی نہیں بلکہ سر پر بھی بڑے زور کی ضرب لگی۔ اس کی کھوپڑی بڑے زور سے نا
چکرایا اور وہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو فرش پر دروازے کے قریب پڑا پا
بالکل خالی تھا وہ چند لمحوں تک چھت کو گھورتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس کے جسم میں درد کی لہ
ایک کر کے ساری باتیں یاد آ گئیں۔ کیا وہ زندہ ہے.....؟ اس نے وحشت زدہ ہو کر س
بھیانک خواب تو نہیں دیکھا۔ لیکن سارے جسم میں اٹھتی ہوئی لہروں سے اسے احساس
نہیں حقیقت ہے۔ جب اس نے فوراً ہی اٹھنے کی کوشش کی تو اس کے جوڑ جوڑ میں ٹیسیں
نے اسے بری طرح تڑپا دیا۔ درد اس کے لیے ناقابل برداشت ہوا تو اس کے منہ سے
نکل گئی۔ اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی تو اسے لگا کہ وہ معذور ہو چکا ہے۔ اس میں
سکت نہیں رہی ہے۔ جب وہ دیوار کا سہارا لے کر بہ دقت تمام کھڑا ہوا۔ اس کے د
درد کی لہر اٹھی۔ نہ صرف پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی بلکہ اس کی دونوں طرف کی پسلیاں



درد کی شدت سے بلبلاتا، کراہتا اور تڑپتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تو معاً اس کی نگاہ بستر کی
...۔ بستر کے کنارے شریفہ محو خواب تھی۔ وہ اس قدر حسین اور دل کش دکھائی دے رہی تھی کہ
... لیے اپنے آپ کو اور اپنی ساری تکلیف کو بھول گیا۔ شریفہ کا رنگین شباب اور بھڑک اٹھا
... جذبات بھڑکانے لگا۔ اس کے جسم پر چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔

... نے اس کا جو حشر نشر کیا تھا وہ یاد آتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اس پر یہ بات
...ی کہ شریفہ ایک عام لڑکی نہیں ہے۔ وہ پر اسرار قوتوں کی مالک ہے۔ اسے جلد سے جلد
... جانا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہوش میں آتے ہی وہ پھر اس کا تیا پانچہ کردے۔

... لیے ایک قدم چلنا بھی دوبھر ہو رہا تھا۔ نہ صرف اس کی پیشانی عرق آلود ہوگئی تھی، بلکہ
...ں نہا گیا تھا۔ وہ جیسے ہی کمرے سے باہر آیا فرش پر گر پڑا۔ درد اور تکلیف ان کے لیے
... ہوئی تھی۔ شاہ جی یہ دیکھنے کے لیے آیا تھا کہ نواز کھوکھر نے کس طرح سے شریفہ کو رام
...ں کہ وہ خاصی دیر سے اس کمرے میں بند تھا۔ جب اس نے نواز کھوکھر کو فرش پر پڑا ہوا پایا
... اچھل پڑا۔ اس نے قریب آ کر پوچھا۔ ''کیا ہوا.....؟''

... ہوا.....؟'' نواز کھوکھر نے کراہتے ہوئے کہا۔ ''تم مجھے پہلے گاڑی تک
... گاڑی ہی میں ہوگا..... مجھے جلدی سے لے چلو..... نہیں تو وہ ڈائن.....'' خوف
...لی آواز حلق میں پھنس گئی۔ شاہ جی اسے سہارا دے کر برآمدے تک لے آیا۔ پھر ایک
... دونوں نے مل کر نواز کھوکھر کو گاڑی تک پہنچا دیا۔ اس وقت اس کی ایسی دگرگوں حالت
... کے بار بار پوچھنے پر اسے کچھ نہیں بتایا۔ البتہ وہ شاہ جی اور رحمت آرائیں کو مغلظات
... نواز کھوکھر کے جاتے ہی شاہ جی فوراً ہی کمرے میں پہنچا۔

...ہری نیند اور اس کا سراپا اور حسن کی کرشمہ سازیوں نے شاہ جی کی نیت میں فتور پیدا
... یہ بھول گیا تھا کہ وہ کیوں اور کس لیے آیا ہے اس نے شریفہ کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔
...کر شاہ جی کو دیکھا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ کمرے کو حیرت سے دیکھتی ہوئی
... ؟ مجھے یہاں کون لایا ہے؟'' شاہ جی سمجھ گیا کہ دوائی کا اثر ختم ہوگیا
...نکل کر فرش پر کھڑی ہوگئی۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''میرا بھائی کہاں ہے... مجھے اس
... میں اس کے ساتھ گھر جاؤں گی۔''

... مجھے اپنا شوہر سمجھو.....'' شاہ جی نے استہزائی لہجے میں کہا۔ ''وہ گھر میں ہوگا۔ گہری

... اپنا شوہر کیوں سمجھوں.....؟'' شریفہ نے حیرت اور غصے سے کہا۔
...م پر اب میرا دل آ گیا ہے..... تم میرے رحم و کرم پر ہو۔'' شاہ جی مسکرایا۔
... میری پاک دامنی کا امتحان لے رہے ہو.....؟'' شریفہ نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔
''شاہ جی نے سر ہلایا۔ ''کوئی امتحان نہیں لے رہا ہوں۔ میں تمہیں یہاں اس لیے لایا

ہوں کہ صاحب جی اور میں تم سے دل بہلائیں۔تم مجھے اس وقت خوش کر دو تو میں تمہیں گا۔اس طرح تم صاحب جی کے ہاتھوں سے محفوظ رہو گی۔''

''کیا تم نے مجھے اس قدر کمزور اور بے بس سمجھ لیا ہے کہ میری عزت تباہ کر دو... ہو کر بولی۔''میں اپنی جان دے سکتی ہوں لیکن عزت نہیں......تم شرافت سے مجھے دو۔ورنہ......''

''ورنہ کیا کرو گی......؟'' شاہ جی نے ہنستے ہوئے کہا۔''میری جان تم کچھ نہیں کر جان دے سکتی ہو۔تمہاری عزت اور جان میرے ہاتھ میں ہے۔آج تک کوئی عورت مجھ سے بچ نہیں سکی تم کیا بچو گی......؟''

اتنا کہہ کر شاہ جی نے برقی سرعت سے بڑھ کر شریفہ کو اچانک دبوچ لیا۔وہ حیران کھوکھر کے ساتھ شریفہ نے کیا کیا تھا جو بری طرح دہشت زدہ تھا اور اس سے چلا تھا۔سہارا لے کر چلتے ہوئے لنگڑا بھی رہا تھا۔اس کے بار بار پوچھنے پر اسے کچھ نہیں بتا کس لیے کراہ اور درد سے تڑپ رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ مستیاں کرتے ہوئے پلنگ اس کے جسم میں چوٹیں آئی ہوں۔یوں بھی وہ ایک بھاری بھرکم سا ہے۔شاید گرنے کی پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔یہ شریفہ کس آسانی سے اس کے قابو میں آ گئی ہے۔

شاہ جی نے شریفہ کے چہرے پر جھک کر من مانی کرنا چاہی۔شریفہ بڑی آ بازوؤں کا حلقہ توڑ کر نکل آئی۔پھر اس کے منہ پر تھپڑ پڑا تو اسے لگا جیسے شب برات ہو۔اس کے جبڑے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔وہ لڑکھڑاتا ہوا دس قدم پر جو دیوار تھی اس سے جا

شاہ جی بھونچکا سا ہو گیا۔اس کے ایک تھپڑ نے اس کے دماغ کی چولیں ہلا نہیں آیا کہ اس عورت کے نرم و نازک اور خوبصورت ہاتھ میں اتنی قوت موجود ہے۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک تھپڑ سے جبڑا بھی ٹوٹ سکتا ہے پھر وہ مشتعل ہو کر شریفہ اسے دونوں ہاتھوں میں اس طرح اٹھا لیا جیسے وہ نوزائیدہ بچہ ہو......پھر اسے زور سے

شاہ جی کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹ گئیں۔اب اس کی سمجھ میں آیا کس لیے اس قدر ہراساں اور خوف زدہ تھا۔اس کا کیا حشر نشر ہوا تھا۔کس لیے درد ہوا چل رہا تھا۔کس لیے اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا۔وہ اس طرح جانا چاہتا تھا جیسے عفریت اس کے تعاقب میں ہو۔شریفہ ایک عفریت ہی تو تھی...... اٹھ کھڑا ہوا۔شریفہ نے جو اسے اٹھا کر فرش پر پٹخا تھا اس کا حشر نشر کر دیا تھا اس کی ہو گئی تھیں۔

شاہ جی بدحواسی سے دروازے کی طرف بھاگا تو اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ گیا۔وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے ٹکرایا تو اس کی کھوپڑی بج اٹھی۔وہ بے ہوش ہو کر گر بستر کی طرف بڑھی۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔اسے نیند آ رہی تھی۔دل و دماغ پر



جب بیدار ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو اپنے کمرے میں بستر پر لیٹا ہوا پایا۔وہ ہڑبڑا کر اس نے کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا۔لیکن شاہ جی تو اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا؟ اس کی آیا۔وہ یہاں کیسے پہنچ گئی......؟ اسے کس نے یہاں پہنچایا......؟ وہ جتنا سوچتی اتنا ہی تی جا رہی تھی۔

عورتیں آ کر کھڑی ہو گئیں جنہیں ایک مخصوص اور رنگین قسم کا رقص پیش کرنا تھا۔اس میں اسٹیج پر مائک کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ رہا تھا۔''میرے دوستو! اس کوٹھی کی تعمیر کی نے خاصا پروگرام ترتیب دیا ہے۔اس وقت جو تین رقاصائیں اسٹیج پر موجود ہیں یہ مشہور آپ ان کے کمرشلز ٹی وی پر دیکھتے رہتے ہیں۔یہ نہ صرف امریکہ کے نائٹ کلبوں کی یاد بلکہ وہاں کی رقاصاؤں کو بھی شرمندہ کر دیں گی۔آپ ہماری ماڈلز کو کیا سمجھتے ہیں ان کے ہیں گے۔آپ خوب محظوظ ہوں گے۔

علاوہ اس وقت میرے آدمی آپ کی خدمت میں جو شراب پیش کر رہے ہیں، یہ امریکی امریکہ ہماری ضرورت اور کمزوری بن گیا ہے۔پہلے برطانیہ ہمارا آقا تھا۔آج امریکہ ہے بات نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہمیں اس سے کوئی سروکار ہونا چاہیے۔اب میں آپ کا زیادہ آپ امریکی انداز کے رقص اور شراب سے لطف اندوز ہوں۔اچھا اب اجازت......''

انہیں نے جیسے ہی اپنی تقریر ختم کی تالیوں کا شور گونج اٹھا۔اگلے لمحے ڈیک سے ہیجان فضا میں گونجنے لگی۔اسٹیج اس قدر تیز روشنیوں میں نہا گیا کہ فرش پر سوئی ہوتی تو وہ بھی مغربی انداز کا ہیجان خیز رقص شروع ہو گیا۔جسم تھرکنے، بل کھانے اور مختلف قسم کے ہر ایک کی نگاہیں اسٹیج کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ہٹنے کا نام نہیں لے رہی جھپکا نہیں رہا تھا۔ایسے میں نفیس قسم کی امریکی شراب بھی مزا دے رہی تھی۔ایک بلکہ جسم کی نمائش تھی۔

ناگنوں کے انداز سے ناچ رہی تھیں۔چار منٹ کے بعد ان کے جوش و خروش میں وہ بے لگام گھوڑیوں کی طرح ہو گئیں۔پھر وہ ایک ایک کر کے اپنے جسم سے اتارنے لگیں جیسے پیاز کے پرت اتارے جاتے ہیں۔جب ان میں سے کسی کے جسم تک نہ رہی تب حاضرین نے تالیاں بجا بجا کر اور دل کھول کر نمائش کی داد دی۔پھر لگ گئی تھی۔ان کی فطری حالت نے حاضرین کے دلوں کو برما دیا تھا۔عقرب اور رقاصائیں نہیں ہیں۔حیوان ہیں۔یہ اس دور میں پہنچ گئی ہیں جب انسانیت نے وہ ایک ایسی جگہ کھڑے تھے کہ انہیں چوکی دار، رحمت آرائیں اور اس کے آدمی ان اسٹیج اور سارے لوگ ان کی نظروں کی گرفت میں تھے۔

اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔وہ اسٹیج پر چڑھ کر خود بھی ان رقاصاؤں کے اور ان رقاصاؤں کے ساتھ مستیاں کرنے لگے۔سب سے زیادہ محظوظ رحمت

آرائیں اور مرد حضرات ہو رہے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اسٹیج کا منظر بدل گیا۔ یہ منظر
کی آنکھیں حیرت وخوف سے پھٹ پڑیں۔ انہیں پہلے تو یقین نہیں آیا۔ لیکن یہ ایک
تھی۔ اسٹیج پر اب رقاصہ نہیں بلکہ چڑیلیں ناچ رہی تھیں وہ تینوں رقاصائیں چڑیلیں بن گئی
کے لمبے لمبے بھورے بال...... گز بھر کی لمبی لمبی زبانیں جو بڑی پتلی اور خنجر کی نوک کی طرح
کی گیند سائز جتنی بڑی بڑی آنکھیں جن میں خون ٹپک رہا تھا۔ ان کے چہرے انتہائی بھیا
تھے...... ڈریکولا جیسے لمبے لمبے نوکیلے دانت...... سیاہ جسم...... پاؤں مڑے ہوئے...... ا
رہے اور مستیاں کر رہے تھے انہیں چڑیلوں کے روپ میں دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے اور ا
لگا دی...... پھر وہ چڑیلیں اسٹیج سے ایک ایک کر کے اتریں اور رقص کرتی ہوئی مہمانو
بڑھیں۔ جب مرد اور عورتوں نے ان چڑیلوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو انہیں
گیا۔ وہ اس طرح سے ساکت وجامد ہو گئے جیسے انہیں جادو کے زور پر پتھر کا بنا دیا گیا ہو۔

ان میں ایک چڑیل تو رحمت آرائیں سے لپٹ گئی اور اس کے گلے میں اپنی کا
بانہیں حمائل کر کے اس کے چہرے پر بوسے ثبت کرنے لگی۔ دوسری چڑیل نے لپک کر شا
جو اسے آتا دیکھ کر خوف اور سراسیمگی سے برآمدے کی طرف کانپتا اور لرزتا ہوا بھاگ ر
چڑیل نے اس شخص کو داب لیا جو بہت بڑا منشیات فروش تھا۔ دونوں چڑیلیں بھی وہی حرکا
جو رحمت آرائیں کے ساتھ پہلی والی چڑیل کر رہی تھی۔ ان مردوں کا کراہت، خوف او
ہو رہا تھا۔ وہ ان کی لمبی لمبی بانہوں کی گرفت سے نکلنے کی کوشش اور جدوجہد کر رہے تھے لیکن
ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی اور دوسرا ان میں اتنی ہمت اور سکت نہیں رہی تھی کہ اپنا پورا زور
خوف ودہشت نے ان کی طاقت جیسے سلب کر لی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر جامد وساکت مرد اور عورتوں میں جان آ گئی۔ ان کے جسموں میں
ایک افراتفری اور بھگدڑ سی مچ گئی۔ عورتیں چیخیں مارتی ہوئی گیٹ کی طرف اندھا دھند
بھاگیں۔ مردوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ رحمت آرائیں کی کوٹھی کا چوکی دار اور مسلح
چڑیلوں کو دیکھ کر گم ہو گئی تھی۔ وہ سب سرونٹ کوارٹر کی طرف لپکے۔ ان میں سے آج
بھیانک شکل کی عورتیں اور چڑیلیں نہیں دیکھی تھیں۔ انہوں نے سن رکھا تھا کہ
بدصورت اور خوفناک شکل کی ہوتی ہیں۔ وہ مردوں کا ہی نہیں عورتوں کا بھی خون پی جاتی
چڑیلوں کے ہونٹ ان تینوں مردوں کے ہونٹوں میں پیوست دیکھ کر وہ یہ سمجھے کہ وہ ان
سے پی رہی ہیں۔ اس وقت چوکی دار اور مسلح بدمعاشوں کی بدمعاشی دھری رہ گئی تھی۔ ان
ہاتھوں اور پیروں میں جان نہیں رہی تھی۔ رگوں میں لہو برف کی طرح یخ ہو رہا تھا۔ ان
بری طرح پھول رہی تھیں کہ قابو میں نہیں آ رہی تھیں۔

تنویر جمال جو یہ سب کچھ حیرت سے دیکھ رہا تھا اس نے عقرب کی طرف
کہا۔ ''عقرب بھائی! یہ کیا؟ ان ماڈل لڑکیوں نے یک لخت چڑیلوں کا روپ دھار



ماڈلز کے روپ میں آئی تھیں؟''
یہ چڑیلیں نہیں ہیں...... یہ ماڈلز ہی ہیں...... انہیں خود خبر نہیں ہے کہ انہیں چڑیلوں کا
دیا گیا ہے...... وہ ایک دوسرے کو چڑیل بھی نظر نہیں آ رہی ہیں...... ان کی نظروں کے
سا پڑ گیا ہے...... درحقیقت یہ ماڈلز باطن میں ایک چڑیل ہی کی طرح ہوتی ہیں۔ یہ ان
ہے جو انہیں دکھائی نہیں دیتا ہے۔''
نے کیوں اور کس لیے اور کیسے چڑیلوں کا روپ دھار لیا......؟ کیا یہ کسی کی حرکت یا
'' تنویر جمال نے پوچھا۔
بدروح کی حرکت ہے......'' عقرب نے جواب دیا۔
کی......؟'' تنویر جمال کا چہرہ سوالیہ نشان بن گیا۔ ''کیا وہ بدروح یہاں موجود ہے؟''
'' عقرب نے کہا۔ پھر مغرب کی سمت اشارہ کیا۔ ''ادھر دیکھو...... اس درخت کے نیچے

جمال نے دیکھا۔ ایک سفید سا دھواں درخت کے نیچے موجود تھا۔ ایک خوبصورت اور وجیہہ
وہ خاموشی سے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا۔ مسکرا رہا تھا۔
مال نے پوچھا۔ ''یہ کس کی بدروح ہے؟''
ت آرائیں کے دوست کے لڑکے کی روح ہے...... وہ رحمت آرائیں سے انتقام لینے آئی

ایک بدروح کسی کے چہرے اور حلیے تبدیل کر سکتی ہے؟'' تنویر جمال کے لہجے میں

وح نے کسی طاغوتی طاقت کا سہارا لیا ہوگا۔ اس لیے ان عورتوں کو اس نے چڑیلیں

کے کیا ارادے ہیں؟'' تنویر جمال نے کہا۔ ''کہیں وہ رحمت آرائیں کو موت کی نیند
؟''

اس کے کچھ ایسے ہی ارادے ہیں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''وہ رحمت آرائیں کے
ہی ہے۔''
آرائیں اس کے ہاتھوں مر گیا تو بہت برا ہوگا......'' تنویر جمال نے خوف وخدشہ ظاہر کیا۔
اس روح کو رحمت آرائیں سے انتقام لینے سے روک دوں گا۔ تم یہیں کھڑے رہو۔
سے بات کرتا اور اسے واپس جانے پر مجبور کرتا ہوں۔ کیوں کہ رحمت آرائیں کی
حاصل نہ ہوگا۔ صرف اس کے انتقام کی آگ بجھ جائے گی۔'' عقرب نے کہا۔
آپ کی بات مان جائے گی......؟'' تنویر جمال نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
ہے کہ مان جائے گی۔ میں اسے سمجھانے کی کوشش کروں گا۔'' عقرب نے جواب دیا۔

''بالفرض محال روح نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو پھر آپ کیا کریں گے؟''

''مجھے امید تو نہیں کہ وہ انکار کر دے؟ بالفرض اس نے انکار کیا اور اپنے طاغوتی مالک پھر مجھے ان دونوں سے نمٹنا پڑے گا۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔ تم فکر مند اور پریشان نہ ہو۔'' اسے دلاسا دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میدان صاف ہو چکا تھا۔ رحمت آرائیں اور منشیات فروش خوف بے ہوش ہو چکے تھے۔ پھر وہ چڑیلیں اسٹیج پر آئیں۔ پھر وہ ماڈل لڑکیاں اپنے اصلی روپ انہوں نے رحمت آرائیں اور اس منشیات فروش کو زمین پر بے ہوشی کی حالت میں اور سبزہ عورت اور مرد کو نہیں دیکھا تو انہیں حیرت اور کچھ خوف سا محسوس ہوا۔ انہوں نے ایک دوسر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی جو سب تیزی سے اسٹیج سے اتریں اور باہر کی جانب لپک گئیں۔

پھر وہ روح انسانی شکل میں آ کر رحمت آرائیں کی طرف بڑھی۔ اس نے رحمت آرا پہنچ کر اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا۔ چند لمحوں کے بعد رحمت آرائیں کو ہوش آنے لگا۔ پھر وہ لیکن اس کا ذہن کورے کاغذ کی طرح تھا۔ اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ کچھ دیر پہلے اس کے سا میں کیا واقعہ پیش آ چکا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو زمین پر پایا تو وہ بڑا متعجب ہوا۔ پھر اس اپنے دوست کو دیکھا جو زمین پر گہری نیند کی سی حالت میں پڑا تھا، تو اس کی حیرت دو چند نے اسٹیج کی طرف دیکھا جو بالکل خالی ویران اور سنسان پڑا تھا۔ وہاں زندگی کے کوئی آثار بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ وہ ایک دم سے چونک پڑا پھر اسے کچھ یاد آیا۔ پھر آتا چلا گیا۔ اٹھ بیٹھا اس وقت روح غائب تھی۔ وہ اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس لان کی طرف دیکھا۔ نہ تو مہمان تھے اور نہ ہی اس کے پہرے دار دکھائی دے رہے ویرانی برس رہی تھی۔ کرسیاں اور میزیں الٹی پڑی تھیں۔ سینڈلیں اور جوتے بھی نظر آ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

پھر اسے یاد آیا کہ اسٹیج پر جو ماڈل لڑکیاں ناچ رہی تھیں اچانک وہ چڑیلیں بن گئیں چڑیل نے اسے بری طرح دبوچ لیا تھا اور اس کے چہرے پر بوسوں کی بوچھاڑ کر دی تھی، لمبے دانتوں نے اس کے چہرے اور ہونٹوں کا حشر نشر کر دیا تھا۔ وہ اس طرح اس کے گا میں چبھتے رہے تھے جیسے وہ کانٹے ہوں۔ اس کی لمبی زبان اور مکروہ چہرے کا تصور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ لرزہ براندام سا ہو گیا۔

یہ سب کچھ کیا تھا......؟ کوئی بھیانک خواب تو نہیں تھا؟ لیکن خواب تھا تو ہے؟ اس کا دماغ چکرانے لگا تو اس کی آنکھوں کے سامنے ایک دھند سی چھا گئی۔ جھٹک دیا۔ نہیں۔ یہ خواب نہیں ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ تیزی سے مڑا تا کہ پہرہ داروں اور شاہ جی کو تلاش کر



بات پر تھا کہ وہ سب کلاشنکوفوں اور بندوقوں سے مسلح تھے۔ ان میں سے ایک بھی دکھائی نہیں تھا۔ وہ چاہتے تو ان چڑیلوں کا قصہ پاک کر سکتے تھے۔ وہ بدروحیں ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی سارے بزدل اور ڈرپوک نکلے تھے۔ وہ مڑا ہی تھا کہ اس کا دل اچھل کر حلق میں دھڑکنے لگا۔ اعصاب کا مالک نہ ہوتا تو غش کھا کر گر جاتا۔

ان کی نظروں کے سامنے جواد کھڑا مسکرا رہا تھا۔ یہ وہی جواد تھا جو اس کی نوجوان بہن سے شادی چاہتا تھا اور اس کی بہن سے محبت کرتا تھا۔ لیکن یہ زندہ کیسے ہے......؟ زندہ کیسے ہو گیا؟ اس نے تین قاتلوں کی مدد سے جواد کو قتل کرا دیا اور اس کی لاش تک غائب کر دی گئی تھی۔ ان قاتلوں نے اس کو بتایا تھا۔ انہوں نے جواد کو قتل کر کے اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہر سے تیس میل دور ایک ایک گڑھے میں دفن کر دیئے تھے۔ جواد کے ورثا نے اس کی بہت تلاش کی تھی لیکن اس کا پتا نہیں چلا۔ پھر وہ تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ لیکن وہ جواد اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے ایک پل کے لیے سوچا یہ جواد کی روح نہیں ہے۔ روح کیسے آ سکتی ہے۔ گویا ان قاتلوں کے ہاتھوں بچ کر غائب ہو گیا۔ اس لیے وہ زندہ ہے۔ اور وہ اس سے حساب کتاب کرنے یا اس کی بہن کا رشتہ لینے آیا ہے۔ اس کی بہن نے شادی نہیں کی اور نہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ آج بھی جواد کی یاد میں سلگ رہی تھی۔ اس نے کتنی بار اپنی بہن پر تشدد کیا، اسے دھمکیاں دیں کہ وہ جواد کا خیال دل سے نکال دے۔ جواد کے ساتھ بھاگ کر کسی شہر میں جا کر رہائش اختیار کر لی ہے۔ لیکن باز نہیں آتی تھی۔

''تم...... تم زندہ ہو......'' رحمت آرائیں نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔

''تم مجھے زندہ ہی سمجھو۔'' جواد نے معنی خیز انداز سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تم یہاں کیوں اور کس لیے آئے ہو......؟'' رحمت آرائیں نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تمہارے سوچنے کی ہے کہ میں یہاں کیوں اور کس لیے آیا ہوں؟''

''اگر میری بہن کا رشتہ مانگنے آئے ہو تو میری طرف سے انکار ہے۔'' رحمت آرائیں نے سخت

''تم نے نہ صرف پہلے بھی انکار کیا بلکہ میرے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا۔ مجھے رشتہ مانگنے پر بہت مارا بھی گیا۔''

''ہاں تم نے میری بہن کا رشتہ مانگ کر بہت بڑی گستاخی کی تھی۔ تم اپنی اوقات بھول گئے

جہاں بیری کا درخت ہوتا ہے وہاں پتھر آتے ہیں۔ میری کیا اوقات تھی؟ کیا تم بتا سکتے ہو؟''

''معمولی قسم کے کلرک...... نالی کے کیڑے...... دو ہزار روپے ماہانہ کمانے والے...... تمہارے باپ کا مکان بھی نہیں...... تمہارا میرے خاندان سے کوئی میل نہیں۔ کوئی مقابلہ نہیں۔ میں تم جیسوں کو اپنی بہن کیسے دیتا؟ تمہارا باپ لوہار کا کام کرتا ہے۔''

''وہ اپنی حق حلال کی تھی...... جب کہ تم کالے دھندوں سے حرام کمائی کماتے ہو۔ اس

معاشرے کے ذلیل ترین اور کمینے شخص ہو جو دوسروں کی زمینوں پر قبضہ کر کے اسے اپنے نام
لیتے ہو۔ میرا باپ لوہار ہے لیکن وہ فقیر اور بھکاری نہیں ہے۔ اپنے بازوؤں کی کمائی کھاتا
طرح حرام نہیں کماتا ہے۔ اس کی ایک عزت ہے۔ تمہارے پاس بے پناہ دولت ہے لیکن تم
دو کوڑی کی نہیں ہے۔ لوگ تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں، کیا تم جانتے ہو؟ لوگ تمہارے
اچھی رائے نہیں رکھتے ہیں۔ تمہاری برائیاں کرتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ تمہارے
ہوئے تمہیں بددعائیں دیتے ہیں۔"

"اپنی بکواس بند کرو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔" رحمت آرائیں دہاڑا۔ "ورنہ......"

"ورنہ کیا......؟" جواد نے اس کے چہرے پر نگاہیں مرکوز کر کے پوچھا۔

"میں اپنے آدمیوں کے ہاتھوں تمہاری درگت بنوا دوں گا۔ وہ تمہارا بھرکس نکال دیں

"تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ میں اس وقت کیوں اور کس لیے آیا ہوں......؟"

"تم میری بہن کا رشتہ مانگنے آئے ہو...... خبردار! جو تم نے اس کا رشتہ مانگا۔" رحمت آ

ہو گیا۔

"لیکن میں تمہاری بہن کا رشتہ مانگنے نہیں آیا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ کیا رشتہ مانگنا جرم ہے؟"

"تم جیسے رذیلوں کی یہ مجال کہ میری بہن کا رشتہ مانگو...... یہ بہت سنگین جرم ہے۔"

"لیکن تم یہ بات بہت اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہاری بہن مجھ سے بے پناہ محبت ا
دونوں کی محبت بڑی مثالی ہے میں نے تمہاری بہن سے سچی محبت کی۔ پاک محبت
پاکیزگی میں کوئی شبہ نہیں۔ ہم دونوں جانے کتنی بار تنہائی میں ملے۔ لیکن کبھی تمہارا
نہیں آئی۔ آئینے پر خراش نہیں آئی۔ دودھ میں پانی نہیں ملا۔ ہم دونوں نے من مانیاں
سے تجاوز نہیں کیا۔ میں اگر چاہتا تو اس کا جسم میلا کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے کیا نہیں۔ وہ
تھی۔ اتنی شدید محبت کرتی تھی کہ بہت دور جانے کے لیے بھی تیار تھی۔ صرف میری
اور خوشی کے لیے...... میری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بہک جاتا، شیطان بن جاتا۔ تمہاری
قدر پرکشش اور پرشباب گداز بدن کی ہے کہ تنہائی میں کوئی مرد اس کی قربت سے
میں نہیں رکھ سکتا۔ میں تمہیں ایک بات اور بتاؤں۔ ایک روز ہمارے درمیان شیطان آ
مانی نے ہم دونوں کو بہکا دیا۔ ظاہر ہے جوان ہیں۔ ایسا ہونا فطری امر ہے۔ ہم دونوں
ابتدائی دور میں پہنچ گئے جب تہذیب نے چھوا نہیں تھا۔ تب مجھے ایک دم ہوش آ گیا۔
سے شیطان کو ہٹا دیا۔ میں نے تمہاری بہن سے کہا کہ کپڑے پہن لو۔ ہم دونوں سے
ہونے والی تھی۔ تمہارے وجود پر ایک داغ لگ جاتا...... تمہاری بہن نے مجھے کہا کہ
بات کرتے ہو۔ میں تمہاری خاطر ایسے ہزاروں داغ لگوانے کے لیے تیار ہوں۔
مجھے داغ دار کر دو...... میلا کر دو تاکہ میرا ظالم، عیاش اور مردود قسم کا بھائی جو دوسروں
داغ لگاتا ہے۔ انہیں مسل دیتا ہے۔ کلیوں کو پھول بنا دیتا ہے۔ اسے پتا چلے کہ اس



۔ تجھ پر آنچ آ گئی تو کوئی دکھ، افسوس اور پچھتاوا نہیں ہوگا...... میں نے اسے دور جانے سے باز

کمینے...... حرام زادے...... سؤر......" رحمت آرائیں چراغ پا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں خون
تم مجھے یہ بتانے، جلانے اور میری بے عزتی کرنے آئے ہو۔ میری بہن ایسی نہیں ہے۔ تم
رہے ہو۔ میری بہن پر بہتان لگا رہے ہو، تاکہ میں تمہیں اپنی بہن کا رشتہ دے دوں...... تم
ہے، دولت کی خاطر شادی کرنا چاہتے ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا...... میں کسی قیمت پر یہ رشتہ
ملتا...... میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔"

آج اب تمہاری بہن پاک دامن نہیں رہی ہے۔ میں تمہاری بہن کے پاس سے آ رہا ہوں۔"

جھوٹ ہے......" رحمت آرائیں ہیجانی لہجے میں چیخا۔ اس کی رگوں میں لہو ابلنے لگا۔

کیا ہے...... جھوٹ کیا ہے...... یہ تم جا کر ابھی دیکھ سکتے ہو...... اس وقت تمہاری حسین،
پرشباب بہن بستر پر نڈھال اور بے جان سی پڑی ہے۔ صرف ایک چادر نے اس کے جسم کو
اس میں اتنی سکت بھی نہیں ہے کہ وہ جنبش تک کر سکے لیکن میں نے کوئی جبر و زیادتی نہیں
دونوں خوشی سے اتنی دور چلے گئے۔ کیوں کہ تم نے ایک شریف آدمی کی بہن کو شاہ جی کے
اغوا کروایا تاکہ وہ نواز کھوکھر کو خوش کر دے۔ نواز کھوکھر یہ پلاٹ اور مکان تمہارے نام
تمہاری بہن نے اپنی عزت میرے حوالے اس لیے کر دی کہ تمہارے دل پر چوٹ لگے۔
ایک زخم ملے۔ پتا چلے کہ بہن کی عزت لٹنے سے دل پر کیا گزرتی ہے۔ اس لڑکی کی خوش
اور جان بچ گئی۔ وہ خیریت سے گھر پہنچ گئی۔ لیکن تمہاری بہن کی عزت محفوظ نہ رہ سکی۔ تم
اور محبت میں ہر چیز جائز ہے...... کیوں رحمت آرائیں......"

اپنی درندگی اور اپنے کارنامے کے بارے میں بتانے کے لیے آئے ہو۔ مردود......

درمیان میں تیزی سے کہا۔ "میں تمہیں آئینہ دکھانے کے لیے آیا ہوں۔ یہ بتانے
...... میں نے تمہاری بہن کی بات رکھ لی۔ جب کہ میرا ارادہ ایسا ہرگز نہیں تھا۔"
لاش کے ٹکڑے کر کے کتوں اور کوؤں کو کھلا دوں گا۔ تو نے واقعی میری بہن کی عزت
میں تیری ماں اور بہن کے ساتھ وہ سلوک کروں گا کہ تو تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔
انہیں برہنہ گھماؤں گا...... چمار اور جمعدار برسرِ عام ان کی عزت کی دھجیاں بکھیریں
میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ "سؤر!...... تیری یہ ہمت اور مجال کہ تو نے میری بہن کی
......"

پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کیں کہ وہ مجھے قتل کر کے کہیں دفن کر دیں اور میرے
لاش بھی نہ ملے۔ میرا جرم یہ تھا کہ میں تمہاری بہن سے محبت کرتا تھا اور اس سے شادی

''تیری قسمت اچھی تھی تو بچ گیا...... ان حرام زادوں نے تو مجھ سے کہا تھا کہ انہوں نے
کر دیا اور تمہاری لاش کے ٹکڑے کر دیئے...... ان تینوں نے مجھ سے غلط بیانی کی اور مجھ سے
گئے۔ میں ان حرام زادوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ انہیں قتل کرادوں گا۔ ان کی لاشیں
لیے سڑکوں پر پھینکوادوں گا۔'' وہ نفرت اور غصے سے کانپنے لگا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی
''اب وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔'' جواد نے استہزائی لہجے میں کہا۔ ''ان کے کیے کی
مل گئی ہے۔ میں نے ان تینوں کو کیفر کردار تک پہنچادیا ہے۔ سرغنہ کو میں نے ایک ٹرک کے
۔ اس کی لاش وہاں ایک گھنٹے تک پڑی رہی۔ اسے تڑپ تڑپ کر مرنے میں آدھا گھنٹہ لگا
فوری طبی امداد نہ مل سکی۔ کیوں کہ دو تھانے کی پولیس حدود کے بارے میں آپس میں لڑتی رہی
ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا تب اسے اسپتال لے جایا گیا۔ دوسرے کی موت اس سے بھی الم ناک
ایک دوست تھا بلکہ ہے۔ اس دوست کے اس کی بیوی سے دو سال سے تعلقات تھے۔ اس
آشنا اسے کسی بہانے سے دور دراز مقام پر لے گئے۔ ان دونوں نے مل کر تمہارے آدمی کو
سے قتل کر دیا۔ اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر اس کی لاش ایک درخت کے نیچے دفن کر
کرنے پر میں نے اس کی بیوی اور آشنا کو آمادہ کیا تھا۔

تیسرا بدمعاش جو بہت ہی ظالم اور سفاک تھا۔ آدمیوں کو اس طرح ذبح کرتا تھا
ہوں۔ اسے آدمیوں کو ذبح کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ اسے بہت خوشی محسوس ہوتی تھی۔
اسے ذبح کیا۔ کس طرح سن لو۔ پہلے تو میں نے اسے ایک درخت سے باندھ دیا۔ پھر اس
سچ سچ بتاؤ کہ تم نے اپنی زندگی میں کتنی مرغیاں اور جانور ذبح کیے۔ اس نے کہا کہ ایک بھی
نے اس سے پوچھا کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس نے سر ہلا دیا۔ پھر میں نے اس سے کہا
ذبح کیا تھا نا...... ! وہ کچھ نہیں بولا۔ بس خاموشی سے میری شکل دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں
دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ پھر میں نے دریافت کیا...... تم نے اب تک کتنے آدمیوں
اس نے بتایا کہ ایک سو دس عدد...... میں نے اسے داد دی بہت خوب...... اس میں کیا
اس نے بتایا کہ عورتوں کو ذبح کرنے میں جتنا لطف آتا تھا اتنا ان کی عزت لوٹنے میں
اس سے دریافت کیا کہ میں اسے کس طرح سے ذبح کروں۔ اس نے میری کا جواب نہیں
پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتا رہا۔

میں نے اس سے کہا کہ ذبح تو آخری مرحلہ ہے۔ میں سب سے پہلے تمہارے ہاتھ
ایک ایک کر کے کاٹوں گا۔ اس کے بعد پیروں کی...... پھر دایاں بازو، پھر بایاں بازو
دونوں پیر...... پھر تمہاری ناک اور ہونٹ...... پھر کان...... پھر تمہاری دونوں آنکھیں نکال
اپنے آپ کو ذبح ہوتے دیکھ نہ سکو۔

کیوں کہ یہ دل خراش منظر دیکھنے میں سخت تکلیف اور اذیت ہوتی ہے۔ میں کوئی
شخص نہیں ہوں۔ تمہاری گردن پر چھرا آہستہ آہستہ پھیروں گا تاکہ تمہیں تکلیف اور



ہے وہ انتہائی تیز ہے۔ اس کی دھار پر انگلی رکھو تو وہ کٹ جائے...... پھر میں نے ایسا ہی کیا۔
اس کے ہاتھوں کی، پھر پیروں کی انگلیاں ایک ایک کر کے کاٹیں، اس نے بڑی چیخیں
بڑی منتیں سماجتیں کیں۔ گڑگڑایا۔ میں نے اس سے کہا کہ دیکھو بھائی رحم کا سوال ہی پیدا
ہوں کہ تم نے کسی پر رحم نہیں کھایا۔ تمہاری لغت میں رحم کا لفظ ہی نہیں ہے۔ تم جانتے ہی نہیں
یا کا نام ہے۔ جب تم نے کسی پر رحم نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا ہوں۔ تم نے جنہیں بے رحمی
انداز میں ذبح کیا وہ اس وقت میری نظروں کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ بہت خوش
میں ان کا بھی انتقام لے رہا ہوں۔
اپنی جگہ سے بھاگنا تو دور کی بات حرکت تک نہیں کر سکتا تھا۔ پھر میں نے اس کی دونوں
کے بعد اس کی گردن پر چھرا رکھا۔ پھر آہستہ آہستہ پھیرنے لگا۔ چند ثانیوں میں اس کی
لٹ گئی۔ پھر میں نے اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ایک تھیلے میں بند کیا۔ پھر
ایک گڑھے میں بند کیا۔''

اپنی بکواس......'' رحمت آرائیں اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر چیخا۔ ''تم مجھے یہ سب
سنا رہے ہو؟''

لیے کہ میں تمہیں بھی اسی طرح ذبح کرنا چاہتا ہوں......'' جواد نے سفاک لہجے میں کہا۔
یہاں سے زندہ نہیں جا سکتے ہو......'' رحمت آرائیں نے تڑختے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''تم نے
ذبح کر کے اچھا نہیں کیا ہے...... جب کہ اس شخص نے تمہارا بال بھی بیکا نہیں کیا تھا......؟''
زندہ کب ہوں...... مجھے یہاں آنے جانے سے کوئی روک نہیں سکتا...... میں نے تمہیں بتایا
ے اس لیے ذبح کیا کہ اس نے مجھے ذبح کیا تھا...... میں نے اس سے انتقام لیا۔''
وٹ بول رہے ہو......؟ اگر اس نے ذبح کیا ہوتا تو تم میرے سامنے نہیں ہوتے۔''
روح ہوں......'' جواد نے جواب دیا۔ ''ایک بدروح...... تم سے انتقام لینے آیا ہوں۔ جن
لینا تھا لے چکا ہوں۔ اب صرف تم رہ گئے ہو...... تمہارا وجود سے اس دنیا کو پاک ہونا
''

لی روح ہو......؟'' رحمت آرائیں کا چہرہ مردے کی طرح سفید پڑ گیا۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔
میں جواد کی روح ہوں۔ تم مجھے ہاتھ لگا کر دیکھ کر تسلی کر سکتے ہو۔''
لی طرف بڑھا تو رحمت آرائیں خوف و دہشت سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر اس نے
آرائیں کو ایک ہاتھ سے اس طرح اٹھایا جیسے وہ پلاسٹک کا بنا ہوا گڈا ہو۔ پھر وہ نظروں سے

ال نے عقرب سے پوچھا۔ ''یہ روح رحمت آرائیں کو کہاں لے گئی ہے؟''
ے بیڈروم میں...... تاکہ اسے قتل کر دے۔ ذبح کر دے۔'' عقرب نے جواب دیا۔
اس سے جو باتیں کہی ہیں کیا وہ بالکل سچ ہیں؟'' تنویر جمال نے سوال کیا۔

''بالکل سچ..... اس نے ایک بات بھی غلط نہیں کہی ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''تم
چلو...... میں نہیں چاہتا کہ رحمت آرائیں کو روح ذبح کردے۔ تم کمرے کے باہر ہی کھڑ...
میں آواز دوں چلے آنا۔''

جب عقرب کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ رحمت آرائیں کو جواد کی رو...
ہے۔ جواد کی روح ہاتھ میں چھرا لیے کھڑی تھی۔

جواد نے عقرب کو چونک کر دیکھا اور حیرت سے کہا۔ ''یہ تم کون ہو......؟ یہاں کیوں

''میں عقرب ہوں...... یہاں اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں اسے ذبح کرنے سے
عقرب نے جواب دیا۔

''مجھے دنیا کی کوئی طاقت اس ذلیل اور پاپی شخص سے انتقام لینے سے نہیں روک...
نے تیز لہجے میں کہا۔ ''تم عقرب ہو یا رستم...... مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ بہتر ہے تم چلے

''رحمت آرائیں سے مجھے اور میرے دوست کو حساب بے باق کرنا ہے۔ لہٰذا اس کا...
ضروری ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''اس کی موت سے کچھ بے گناہ قتل کے الزام میں دھر لیے...
پولیس کو جانتے ہو۔ بے گناہ لوگ ہی ان کے ظلم وستم کا نشان بنتے ہیں۔ تم ان لوگوں کا کچھ...

''مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ کسی کی شامت آتی ہے۔'' جواد نے خشونت...
اس سے انتقام لینے کی آگ میں جل رہا ہوں۔ یہ آگ اسی وقت بجھ سکتی ہے کہ میں اس...
ٹکڑے ٹکڑے کردوں اور اس کا سارا خون پی جاؤں۔ لہٰذا مجھے سمجھانے کی کوئی ضرورت...

''تم اس قدر خود غرض اور ظالم نہ بنو......'' عقرب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔...
اور انتقام کے جنون میں کچھ سوچ نہیں رہے ہو...... اس سے بڑا انتقام اور کیا ہوسکتا ہے...
بہن کی عزت تباہ کردی۔ محبت کے نام پر اسے فریب دیا۔ تم نے اپنی محبت پر بدنما داغ...

''تمہیں کس نے بتایا کہ میں نے اس کی بہن کی عزت لوٹی......؟'' جواد حیران ہو...
عزت نہیں لوٹی بلکہ ہم دونوں جذبات کی رو میں بہہ گئے تھے۔ محبت اور جنگ میں ہر...
لڑکی نے اپنی خوشی سے اپنا سب کچھ مجھے سونپ دیا۔ میں نے کوئی جبر وزیادتی نہیں کی...
نے اس طرح سے اپنے بھائی سے انتقام لیا۔ لہٰذا میں قصوروار نہیں ہوں۔ بالکل بھی نہیں......

''لیکن پھر بھی تم ایک طرح سے قصوروار ہو۔ دوسری طرف تم نے رحمت آر...
زبردست انتقام لیا ہے کہ وہ جان لینے سے کہیں اذیت ناک ہے۔ اس سے بڑا انتقام...
ہوسکتا ہے۔''

''میری یہ حرکت اس کے لیے اذیت ناک اور انتقام کہلائے گا؟'' جواد نے پوچھا...

''تم اسے قتل کردو گے تو وہ مرجائے گا لیکن زندہ رہنے کی صورت میں ساری زندگی
اذیت ناک کرب سے تڑپتا رہے گا کہ آخر تم نے اس کی بہن کی عزت کو خاک میں...
چاہے گا تو مر بھی نہیں سکے گا۔ یہ اس قدر تکلیف دہ اور سوہان روح ہوگا کہ وہ ساری...



...ار ہے گا۔ کیا اس کے لیے یہ سزا کافی نہیں ہے۔''

...ٹھیک کہتے ہو اور تمہاری بات میری سمجھ میں کچھ کچھ آرہی ہے۔ لیکن میں نے جو تہیہ کیا۔ قسم
...کھا لیا ہوگا...... میں یہاں جس ارادے سے آیا ہوں اسے پورا کر کے جانا چاہتا ہوں۔''

...توڑی بھی جاسکتی ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''قسم توڑنے پر تمہیں کون سا کفارہ ادا کرنا ہے۔''

...وہ دن کبھی نہیں بھول سکتا جب میرے والدین اور میری بہن اس ذلیل شخص کی بہن کا رشتہ
...تو اس سور نے کیا اہانت آمیز سلوک کیا تھا۔ اس خبیث نے میرے باپ کے سفید بالوں کا
...نہیں کیا۔ اس کی داڑھی پکڑلی۔ اس کے منہ پر دو تین تھپڑ رسید کیے۔ اس کے منہ پر تھوکا...... پھر
...ماں کو ننگی گالیاں دیں۔ میری نوجوان بہن سے کہا میں تجھے ایک دن اپنی داشتہ بناؤں گا۔ تو
...تو میرے پاس آجا...... میں تجھے اتنی دولت دوں گا کہ تو سوچ بھی نہیں سکتی ہے۔ کیا میرا
...ماں اور بہن اس سلوک اور ذلالت کے مستحق تھے...... کیا کوئی اس طرح شریف اور
...کے ساتھ پیش آتا ہے؟ کیا یہ کمینگی کی انتہا نہیں ہے؟ جانتے ہو...... میرے باپ نے آکر
...اسے نیک توفیق دے۔ اس نے کہا۔ حرام دولت اور دولت کے گھمنڈ نے اس کی مت
...کے وجود میں شیطان سا گیا ہے۔ میری ماں نے رو رو کر اپنا برا حال کرلیا۔ میری بہن
...دنوں تک بستر سے لگی رہی۔ میں یہ سمجھا کہ رحمت آرائیں نے شراب کے نشے میں
...سلوک کیا ہوگا۔ پھر میں اس کے پاس گیا۔ اس سے یہ پوچھنے کے لیے، کیا اس نے میرے
...اور تذلیل کی ہے......؟

...ہاں آیا۔ تب اس نے میرے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ مجھ سے یہی کہا کہ تو اپنی بہن کو
...نے۔ مانگ تو اس کی جوانی اور شباب کی کیا قیمت مانگتا ہے۔ اس کی باتیں سن کر میں خون
...میری رگوں میں لاوا ابلنے لگا۔ میں مشتعل نہیں ہوا۔ کیوں کہ میں یہ بات جانتا تھا کہ میں
...تو یہاں سے زندہ بچ کر جانہ سکوں گا۔ کیوں کہ اس کے پالتو بدمعاش جو مسلح ہیں اور
...میں موجود ہیں میری زندگی ختم کردیں گے۔ تاہم میں نے اس سے یہ کہا کہ......
...بہت پسند ہے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں۔ میں اس سے
...تمہیں دو دن کا وقت دے رہا ہوں۔ تم مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کردینا۔ یہ بات
...ہوگیا۔ اندر چلا گیا شاید پستول لانے گیا تھا۔ میں فوراً ہی کمرے سے نکلا اور عقبی
...آیا۔ کیا یہ ذلیل شخص اس لائق ہے کہ اسے معاف کردیا جائے......؟''

...کے لیے اذیت ناک سزا ہی موزوں ہے، تاکہ اس کے دل پر ساری زندگی ایک

...جب تک اسے قتل نہ کردوں...... اس کا خون نہ پی جاؤں اس وقت تک مجھے چین
...نے جو قسم کھائی ہے، عہد کیا ہے اسے پورا کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا تم یہاں سے چلے جاؤ۔''
...رحمت آرائیں کی طرف بڑھا تو عقرب نے کہا۔ ''تم نے ایک اور بات پر غور

کیا......؟

''وہ کیا؟'' جواد نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ ''اب کوئی بات غور کی نہیں رہی

''رحمت آرائیں کو قتل کرنے کی صورت میں تمہاری محبوبہ یعنی اس کی بہن کو پولیس
میں گرفتار کرلے گی۔''

''اس کے پاس کیا ثبوت ہوگا اس کی بہن کو پولیس گرفتار کرے گی......؟''

''یہ بات ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کی بہن اپنے بھائی سے سخت نفرت کرتی
کرنے پر اس لیے آمادہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ کسی کی یاد دل میں بسائے ہوئے ہے اور اس
میں گھلتی جارہی ہے۔ بھائی نے کئی بار اپنی بہن کو شادی پر آمادہ کرنے کے لیے مارا پیٹا ہے
بہن نے بھائی کو قتل کردیا۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری محبت کو تختہ دار پر چڑھا دیا جائے۔
کی سختیاں جھیلتی رہے؟'' عقرب نے کہا۔

''پولیس بغیر ثبوت کے کسی پر ہاتھ نہیں ڈالتی ہے۔ اس کی بہن پر کوئی آنچ نہیں آ
نے تکرار کی۔ جواد نے اتنا کہہ کر رحمت آرائیں پر ایک منتر پڑھ کر پھونکا۔ رحمت آرائیں
میں آگیا۔ اس نے اپنے آپ کو کرسی سے بندھا اور جواد کے ہاتھ میں ایک خوفناک خنجر
جیسے جان ہی نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا اور اس کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹی رہ گئیں۔

''سنو جواد!'' عقرب نے کہا۔ ''تم نے اسے ہاتھ لگایا تو اچھا نہیں ہوگا۔ بہتر ہے تم واپس

''مجھے اسے قتل کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی ہے۔'' جواد نے بڑے

''میں تمہیں روک سکتا ہوں۔'' عقرب نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔ ''تم اس
نہیں کرسکو گے۔''

جواد نے ایک قہقہہ لگایا۔ پھر وہ ہنسنے لگا۔ ''تم نہیں جانتے ہو میں کون ہوں؟''

''تم ایک بدروح ہو...... جواد کی بدروح...... تم ایک چھوٹے اور خطرناک شیطان
لے کر آئے ہو۔ صرف ایک دن کے لئے...... اس کے بعد تم نہ تو کسی انسان کو ہاتھ لگا سکو گے
زندگی سے کھیل سکتے ہو اور نہ پھر تم اس دنیا میں آسکتے ہو۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے
باز آجاؤ۔''

''یہ سب کچھ تم کیسے جانتے ہو......؟'' جواد نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔ ''کیا
عملیات ہو؟''

''میں کیسے جانتا ہوں تمہیں بتا نہیں سکتا...... میں کون ہوں کیا ہوں یہ میں تمہیں نہیں
میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو اور واپس چلے جاؤ۔ رحمت آرائیں کو قتل کرنے
حاصل نہیں ہوگا۔''

''میں سب سے پہلے رحمت آرائیں کی انگلیاں کاٹوں گا پہلے ہاتھوں کی...... پھر پیروں
اس کے بازو...... پھر اس کی آنکھیں نکال کر اس کے گلے پر......''



انگلی کاٹنا تو در کنار اسے زخمی بھی نہیں کرسکتے ہو...... کیا یہ کافی نہیں ہے کہ تم نے ان تینوں
کو گن گن کر بدلہ لیا جنہوں نے تمہیں اغوا کر کے قتل کیا۔ کیا یہ انتقام کافی نہیں تھا؟''

چیلنج کر رہے ہو......؟'' جواد بیگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ ''تم ہو کیا چیز......؟''

''میں چیلنج نہیں کر رہا ہوں بلکہ تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ لیکن میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں

سے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور میرے معاملات میں دخل اندازی
نے کہا۔

''میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم جس طرح اور جہاں سے آئے ہو وہاں واپس چلے

'' وہ استہزائیہ لہجے میں بولا۔ ''لگتا ہے تم اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو؟ شاید تم بھی
میں تمہیں بھی موت کی نیند سلا دوں۔ تم میرا بال بیکا نہیں کرسکتے ہو۔'' عقرب نے ٹھنڈے

میں اس کی خبر لے لوں پھر تم سے نمٹتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں تم کس طرح میرے ہاتھ سے

اتنا کہہ کر رحمت آرائیں کا ہاتھ پکڑا تاکہ خنجر سے انگلیوں کو کاٹ سکے۔ اگلے لمحے وہ یہ
کیا کہ اس کے ہاتھ سے خنجر غائب ہوگیا۔ وہ پریشان سا ہوگیا کہ خنجر کہاں گیا۔

تمہارا خنجر......'' عقرب نے بڑی آہستگی سے کہا۔ ''یہ دیکھو......''

نے تیزی سے گھوم کر دیکھا اس کا خنجر عقرب کے ہاتھوں میں چمک رہا تھا۔ ''یہ تمہارے پاس
وہ ششدر ہو کر بولا۔

طرح سے بھی آیا تمہیں اس سے کیا......؟ بہتر ہے تم چلے جاؤ۔'' عقرب نے جواب دیا۔

...... میں نہیں جاؤں گا۔ میرے پاس خنجروں اور چاقوؤں کی کمی نہیں ہے۔'' وہ ہٹ دھرمی

نہیں...... سینکڑوں خنجر اور چاقو لے آؤ۔ پھر بھی اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ہو۔''

میں دیکھتا ہوں کہ تم کس طرح سے مجھے روکتے ہو۔'' جواد نے چیلنج کے انداز میں کہا۔

لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک قسم کا چاقو چمک رہا تھا۔ رحمت آرائیں حیرت و خوف
رہا تھا بلکہ دیکھ بھی رہا تھا۔ اسے اس بات پر حیرانی ہو رہی تھی کہ عقرب اسے بدروح سے
لیے بچا رہا ہے؟'' اس کا دل اب بھی بہت تیزی سے اس طرح دھڑک رہا تھا جیسے اس کا
نکل آئے گا۔

''رحمت آرائیں نے اپنے حواس مجتمع کر کے جواد سے کہا۔ ''میں نے ان تینوں قاتلوں
وہ تمہیں قتل نہ کریں بلکہ تمہاری ایسی پٹائی کردیں کہ تم میری بہن کی محبت دل سے نکال

دو۔ اسے بھول جاؤ اور چوری چھپے شادی کی حرکت نہ کر بیٹھو...... ان تینوں نے تمہارے
کیا ہے مجھے اس کی بالکل بھی خبر نہیں۔ یہ بات مجھے تمہاری زبانی معلوم ہوئی ہے کہ انہوں
کر کے تمہاری لاش کے ٹکڑے کر دیئے۔"

"تم اتنے بھولے اور انجان نہ بنو......" جواد نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "مجھے تم
بنا سکتے ہو۔ تم نے ان قاتلوں کو ایک لاکھ روپے کا معاوضہ اس شرط پر دیا کہ مجھے
بربریت سے قتل کر دیں۔ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ کیوں کہ میں نے تم سے تمہاری
تھا۔ اس سے محبت کرتا تھا۔ تمہارے نزدیک رشتہ مانگنا اور محبت کرنا سنگین اور ناقابل مع
لیے تم نے یہ سزا تجویز کی تھی۔"

"یہ تمہارا اندازہ ہے۔ خیال ہے۔ اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"
نے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ میں تمہارے خون کا پیاسا ہوں۔ میں نے تمہارا خون
ہوئی ہے۔ تمہارا خون پینے کے بعد میری شکتی میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ اس کے
میں آزادانہ گھوم پھر سکوں گا۔ پھر میں تمہاری بہن کے ساتھ روزانہ اپنی راتیں رنگین کر
نے کہا۔

"بے وقوفی کی باتیں نہ کرو۔" عقرب نے کہا۔ "اب تم اس لڑکی سے کھیل سکتے
کی جان لے سکتے ہو۔"

"کاش! تم یہ سب کچھ دیکھنے کے لیے زندہ ہوتے...... تم نہ سہی، تمہاری روح
کی روح یہ سب کچھ دیکھے گی۔ یہ سب کچھ تمہاری نظروں کے سامنے ہوگا۔" جواد نے فو

جواد نے عقرب کے جواب کا انتظار کیا اور نہ ہی اسے کسی کے جواب کا انتظار تھا۔
والا ہاتھ فضا میں بلند کیا تو رحمت آرائیں کی جیسے جان نکل گئی۔ وہ بے بس اور کرسی سے
مزاحمت کی کوشش کرتا۔ کسی صورت سے اپنی جان بچاتا۔ جواد نے اس کے سینے پر وار
کی بھی تاخیر نہیں کی۔ یہ دیکھ کر جواد کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ چاقو کے بجائے اس کے
کی ایک بہت ہی چھوٹی سی چھڑی ہے۔ یہ چھڑی چاقو کے سائز کی تھی۔ اس چھڑی کی
کے ہاتھ سے رحمت آرائیں کے سینے پر لگی وہ ٹوٹ کر فرش پر گر گئی۔

رحمت آرائیں کے منہ سے ایک دل خراش چیخ نکلی۔ وہ یہ سمجھا کہ چاقو کی نوک ا
ہے۔ جب اس نے بہت ہی ہلکی سی چبھن محسوس کی تو اس نے فوراً ہی آنکھیں کھول دیں
کے خوف سے بند کر لی تھیں۔ جب اس نے جواد کے ہاتھ سے ٹوٹی ہوئی پھول کی ٹہنی
یقین نہیں آیا۔ اسے خوف سے زیادہ حیرت ہوئی۔ جواد کا دوسرا ہاتھ خالی تھا۔ اس
اس کے سینے میں گھونپنا چاہتا تھا۔

"یہ رہا تمہارا چاقو......" عقرب نے چاقو کے اس طرح چھوٹے چھوٹے ٹکڑے



ہو یہ کوئی کاغذ ہو۔ یہ ٹکڑے کاغذ کے پرزوں کی طرح فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔
عقرب کے ہاتھوں اپنے چاقو کا حشر دیکھ کر غصے میں آ گیا۔ پھر اس نے خشونت آمیز لہجے
خیال ہے کہ میں تم سے پہلے نمٹ لوں۔ پھر اس مردود اور حرام زادے سے نمٹتا ہوں۔"
اپنی بات ختم کر کے اس کی طرف ایک بڑی زوردار پھونک ماری جو شعلے کی صورت میں
عقرب کی طرف لپکی، عقرب کے قریب پہنچ کر وہ بجھ گئی اور فرش پر اس کی راکھ گر پڑی۔
لمحوں تک حیرت اور غصے سے عقرب کو گھورتا رہا۔ جب وہ عقرب کی طرف بڑھا تو اس کی
برسا رہی تھیں۔ یک لخت اس کا چہرہ انتہائی بھیانک اور مکروہ ہو گیا۔ پھر اس کی جسامت
وہ پندرہ فٹ لمبا ہو گا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور پیر ستونوں کی طرح ہو گئے۔ اس کا یہ
رحمت آرائیں کے جسم میں ٹھنڈے پسینے پھوٹ گے۔ وہ دہشت اور حیرت سے جواد کو
پلکیں جھپکانا تک بھول گیا تھا۔

اس کے سامنے ایک بونا سا دکھائی دینے لگا۔ جواد نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر اس نے
عقرب کی گردن کی طرف بڑھائے تا کہ اس کی گردن مروڑ کر پھینک دے۔ عقرب نے
کو گردن دبوچنے کی مہلت نہیں دی۔ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر اس
ہاتھوں کو بڑی آسانی سے اس طرح توڑ دیا جیسے وہ تنکے ہوں۔ کمرے میں کلائی کی ہڈیاں
ٹوٹ گئی۔ جواد بری طرح کراہ کر رہ گیا۔

اب! تم واپس چلے جاؤ۔" عقرب نے اس کے ہاتھوں کو چھوڑتے ہوئے کہا۔ "تم مجھ سے
اور نہ ہم دونوں کی جان لے سکتے ہو...... تمہیں جس شیطان نے بہکایا، ورغلایا اور شکتی دی
کسی کام کی نہیں ہے۔ میں اس شیطان کو دیکھ رہا ہوں جو اس کمرے میں ایک طرف موجود
اور رہنمائی کرنے کے لیے موجود ہے۔ تم دونوں سن لو...... تمہارا کوئی وار، حربہ اور جادو
گیا ہے۔ تم دونوں نے خود دیکھا اور محسوس کر لیا ہے۔ اگر اب بھی تم دونوں کے دلوں میں
ارمان ہے تو اسے بھی پورا کر کے دیکھ لو۔"

نے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں توڑ دیں...... تم میں بے پناہ طاقت موجود ہے۔ لیکن
بات پر میرے ساتھی کی ذات پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ تمہیں کچھ اندازہ نہیں ہے کہ ہم
طاقت ور ہیں۔ تمہیں ایسا مزا چکھاؤں گا کہ تم نے ابھی تک چکھا نہیں ہوگا۔"
دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" عقرب نے کہا۔ "تم دونوں کے دلوں میں جو بھی ارمان
نکال سکتے ہو۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تم اب بھی مجھ سے مقابلے کی حسرت اپنے
ہو۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ تم اپنے خبیث ساتھی کی موجودگی
اس مردود سے کہو کہ وہ بھی میدان میں نکل آئے۔ چوہے اور بزدلوں کی طرح
......؟"

جملہ پورا ہوتے ہی اس کا خبیث ساتھی اپنی اصل شکل و صورت میں نمودار ہوا۔ اس

خبیث کا انتہائی بھیانک اور مکروہ چہرہ دیکھتے ہی رحمت آرائیں کے جسم پر جھرجھری آگئی۔ ا
ایسا بدصورت اور خوفناک چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ایک پل کے لیے اپنی آنکھیں بند کر
"یہ تم نے اچھا کیا جو میرے مقابلے پر اپنی اصل شکل وصورت میں ظاہر ہو گئے
کہا۔" کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ تم دونوں جس طرح آئے ہو اس طرح چلے جاؤ۔ نظر
سے دفع ہو جاؤ۔ کیوں کہ مقابلہ کرنے سے ہزیمت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میں
سے یہ بات پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔"

"میں تم دونوں کو بھسم کر دوں گا۔" خبیث نے غراتے ہوئے کہا۔ "ہم دونوں تم
کر ہی جائیں گے۔"

"خون تو در کنار...... تم دونوں کو ایک گھونٹ پانی پینا بھی نصیب نہیں ہوگا۔" عقر
میں جواب دیا۔

"اچھا......" خبیث نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔ "میں دیکھتا ہوں تم مجھے
بجھانے سے کیسے روک سکتے ہو...... میں تمہارے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی رہنے نہیں

خبیث نے فوراً ہی ایک عجیب وغریب پرندے کی شکل اختیار کر لی۔ وہ ایک عجا
اس کے دو سر اور دو منہ تھے۔ اس کی چونچ بھی بہت بڑی تھی اور طوطے سے مشابہہ تھی
کرکٹ کی گیند جتنی بڑی اور لال لال تھیں۔ ان میں ایک سفاکانہ چمک تھی۔ اس کے
انسانی ہاتھوں سے دگنی بڑی تھیں اور اس کے پر بھی بہت ہی بڑے تھے۔ وہ انتہائی خوفنا
پرندہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ناخن چھ انچ لمبے تھے۔ وہ پھڑپھڑاتا ہوا فضا میں از
بڑی تیزی سے کمرے کے دو چکر کاٹے۔ پھر وہ اچانک عقرب پر حملہ آور ہوا۔ اس نے
کے جسم کے کسی حصے کو ہاتھ لگاتا ایک دم سے فرش پر آ رہا اور بے جان سا ہو گیا۔ عقرب
اس کی گردن دبوچ لی تو پرندہ پھڑپھڑانے لگا۔ عقرب کے ہاتھوں میں بے بس سا ہو گیا
اس کے ہاتھوں سے اپنی گردن آزاد نہ کرا سکا۔ عقرب نے اسے فضا میں تین چار چکر د
دیوار پر زور سے دے مارا۔ پرندے کے منہ سے ایک دل خراش چیخ نکلی اور وہ ا... کا
میں آگیا۔

رحمت آرائیں یہ سب کچھ حیرت اور دہشت اور سکتے کی سی حالت میں دیکھ
ششدر رہ گیا۔ پھر دونوں اچانک بیک وقت اس کی طرف بڑھے تو ان کے ہاتھوں
سے ... کی تلواریں تھیں۔ بہت ہی خطرناک اور خوفناک قسم کی...... رحمت آرا
گئی۔ اسے ... محسوس ہو رہا تھا کہ اب عقرب ان کے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔ عقرب
باری آنے ... وہ اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ یہ امر اس کے لیے ...
عقرب بڑے سکون واطمینان اور بے خوفی کی حالت میں کھڑا تھا۔
دونوں نے عقرب کے پاس پہنچ کر اسے نرغے میں لے لیا۔ پھر دونوں نے ...



... وہ عقرب کی گردن اڑا دیں اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ مگر ان کے ہاتھ اور وہ
... ہو گئے۔ پتھر کے بت بن گئے۔ عقرب نے انہیں ساکت وجامد کر دیا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے
... رہے تھے لیکن نہ تو خود حرکت کر سکتے تھے اور نہ اپنے ہاتھوں کو حرکت دے سکتے تھے۔
... نے تیزی سے کہا۔ "میں نے تم دونوں سے کہا تھا کہ واپس چلے جاؤ...... لیکن تم نہیں
... ضد اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ میں نے کہا تھا اور سمجھایا کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو۔ لیکن تم
... ایک نہ سنی۔ بولو۔ تم دونوں کو کیا سزا دوں؟ میں تم دونوں کو ایسی سزا دے سکتا ہوں کہ تمہارے
... اب سے کم نہیں ہوگی۔"

... نے چند لمحوں کے بعد کہا۔ "ہم دونوں کو آزاد کر دو ہم واپس جانا چاہتے ہیں۔"
"... لیکن میری ایک شرط ہے...... اس شرط کو تسلیم کرنے کی صورت میں ہی واپس جانے دوں گا۔"
"... ہر شرط منظور ہے...... ہم دونوں وعدہ کرتے ہیں کہ تمہاری ہر شرط مان لیں گے۔"
"... اس بات کا وعدہ کرنا ہوگا کہ کبھی اس دنیا میں نہیں آؤ گے۔ رحمت آرائیں ہی نہیں بلکہ کسی
... جان نہیں لو گے۔ تنگ، ہراساں اور پریشان نہیں کرو گے؟" عقرب نے کہا۔
"... ہم وعدہ کرتے ہیں۔" اس خبیث کے بجائے جواد نے کہا۔
... نے ایک منتر پڑھ کر ان دونوں کی جانب پھونکا۔ چند ثانیوں کے بعد وہ دونوں ایک کالے
... میں تبدیل ہو گئے۔ یہ دھواں فرش سے چھت تک بلند ہوا رفتہ رفتہ مدھم پڑتا گیا۔ چند لمحوں کے
... اب کمرے میں عقرب اور رحمت آرائیں کے سوا کوئی نہیں تھا۔
... نے دروازے کے پاس جا کر اسے کھولا۔ تنویر جمال باہر کھڑا تھا۔ اس نے سارا تماشا چابی
... سے دیکھا تھا۔ وہ سخت حیران اور خوش تھا۔ عقرب کے کمالات اور عملیات نے اسے
... تھا۔ اسے اندازہ نہ تھا کہ عقرب اس قدر غیر معمولی وماورائی قوتوں کا مالک ہے۔ وہ اس
... اور متاثر ہو گیا تھا۔
... نے رحمت آرائیں کی مشکیں کھول دیں۔ رحمت آرائیں جو بہت زیادہ خوف وہراس میں
... تھا اس نے سب سے پہلے پینے کے لیے پانی مانگا۔ تنویر جمال فریج سے ایک ٹھنڈی بوتل
... لایا۔ رحمت آرائیں نے پانی کی بوتل منہ سے لگا لی۔ ایک ہی سانس میں وہ آدھا پانی پی
... سے کچھ سکون سا محسوس ہوا۔ اس کے خوف ودہشت میں کمی آئی۔
"... آرائیں!" چند لمحوں کے بعد عقرب نے اسے مخاطب کیا۔ "تم نے کیا سوچا اور کیا فیصلہ

"......؟" رحمت آرائیں نے متعجب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
"... اور مکان کے بارے میں۔" عقرب نے کہا۔ "تم اس سے دستبردار ہوتے ہو یا

"... سے دستبردار ہوتا ہوں لیکن میں جو ڈیڑھ کروڑ کی رقم خرچ کر کے یہ کوٹھی بنائی ہے؟"

''تم نے کس کی اجازت سے یہ کوٹھی بنائی......'' تنویر جمال بھڑک اٹھا۔ ''کیا یہ تمہا
پلاٹ تھا۔''

باپ کا نام لینے پر رحمت آرائیں کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ لیکن وہ اپنا غصہ پی
اس نے دیکھ اور محسوس کر لیا تھا کہ عقرب کیا چیز ہے۔ اس سے کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ وہ
بعد اتنا ہی کہہ سکا۔ ''مجھے رقم دے دی جائے جو میں نے خرچ کی ہے۔''

''رقم ہم کیوں اور کس لیے دیں......؟'' عقرب نے کہا۔ ''یہ تمہاری غلطی اور بدمعاشی
اس پلاٹ کو اپنے باپ کا مال سمجھ لیا۔ تمہارے لیے یہ سزا ہے، جرمانہ ہے۔ تم نے ہم سب
ہراساں کیا۔ اس پلاٹ کو ہڑپ کرنے کے لیے کیا کیا کھیل نہیں کھیلے۔ یہ دیکھا جائے
روپے کے بھی حقدار نہیں ہو۔''

''مجھے یہ رقم نہیں ملی تو میں مرجاؤں گا۔ کہیں کا نہیں رہوں گا۔ مجھے میری رقم دے دا
میں نے خرچ کی ہے۔''

''تمہارے پاس ابھی تجوری میں سات کروڑ کی رقم پڑی ہے جو حرام کی آمدنی ہے۔
تم نے حکومت سے بھی کروڑوں کا قرض لیا ہوا ہے جو واپس نہیں کیا ہے۔ تم راتوں رات کر
جعل سازی اور لوٹ مار کر کے بنے ہو۔ تمہاری جائز آمدنی ہوتی تو ہم سوچتے...... ہم لوگ
کیا ڈیڑھ لاکھ روپے بھی نہیں دے سکتے ہیں۔ لہٰذا تم ہمیں رقم کے لیے مجبور نہیں کر سکتے
ڈیڑھ دو روپے بھی نہیں دیں گے۔''

''یہ ظلم اور غنڈہ گردی ہے......'' رحمت آرائیں سے غصہ برداشت نہ ہو سکا۔ لیکن وہ
ہو گیا تھا کہ عقرب کے علم میں یہ بات کیسے آئی کہ اس کی کوٹھی میں، بیڈروم میں
میں سات کروڑ کی رقم رکھی ہوئی ہے۔

''تم نے جو ہمارے پلاٹ پر قبضہ کر کے کوٹھی بنائی کیا یہ غنڈہ گردی اور بدمعاشی نہیں
کا کام کیا ہے؟ تمہیں یہ بات کہتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے۔'' تنویر جمال نے برہمی سے کہا۔

''میں نے تمہارے باپ سے کہا تھا کہ یہ پلاٹ میرے ہاتھ بیچ دو۔'' رحمت آ
''لیکن تمہارے باپ نے اسے بیچنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر میں نے غصے میں آ کر
کر لیا۔ آج بھی میں اس پلاٹ کی قیمت دینے کو تیار ہوں۔ کہو تو اپنی کوٹھی سے جا کر رقم

''تم اس پلاٹ کی کیا قیمت دینا چاہتے ہو......؟'' عقرب نے دریافت کیا۔

''پچاس ہزار روپے......'' رحمت آرائیں نے رک رک کر کہا۔ ''یہ پیش کش
تھی۔''

''پچاس ہزار روپے...... اس وقت اس پلاٹ کی قیمت دو کروڑ کی ہے۔
آج کسی بھی علاقے اور محلے میں دس گز زمین بھی نہیں ملتی ہے۔ اگر تم اس کی قیمت
تو ہم یہ پلاٹ تمہارے نام لکھ دیں گے۔'' تنویر جمال نے کہا۔ ''یہ رعایت اس



ٹ پر ناجائز کوٹھی بنالی ہے۔''

ں پچاس ہزار روپے سے بڑھ کر ایک پائی بھی نہیں دے سکتا۔'' رحمت آرائیں نے ڈھٹائی
ت سے پچاس ہزار روپے لے لو یا ڈیڑھ کروڑ روپے دے دو۔ ورنہ چلتے پھرتے نظر آؤ۔''

م احسان کا یہ بدلہ دے رہے ہو۔'' تنویر جمال نے برہمی سے کہا۔ ''عقرب نے تمہیں جواد اور
کے ہاتھوں مرنے سے بچایا۔ وہ تمہارا خون پینے اور جسم کے ٹکڑے کرنے آئے تھے۔
ئی زندگی ملی ہے۔ تمہیں اس بات کا بھی خیال اور کوئی احساس نہیں ہے کہ عقرب اپنے عمل
ادوں کو بلا سکتے ہیں۔''

م بھی کہہ لو میں اس کوٹھی اور پلاٹ سے دستبردار نہیں ہو سکتا......'' رحمت آرائیں نے بے
ہا۔

لوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ تم واقعی بہت ذلیل انسان ہو۔'' عقرب نے کہا۔
نے پانی کی بوتل اٹھا کر اس میں جو پانی بچا ہوا تھا۔ اسے فرش پر پھینک دیا۔ پھر اس نے
ل پر رکھ دی۔ پھر اس نے ایک منتر پڑھ کر رحمت آرائیں پر پھونکا۔ پھر رحمت آرائیں کا سارا
ید دھوئیں میں تبدیل ہو کر اوپر اٹھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھواں بوتل کے اندر چلا گیا۔
فوراً ہی بوتل کا منہ ڈھکن سے بند کر دیا۔ پھر چند ثانیوں کے بعد رحمت آرائیں کا وجود ظاہر
دھواں نہیں رحمت آرائیں تھا۔

آرائیں بوتل میں ایک بونے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔
اس سے عقرب کے سامنے ہاتھ جوڑنے اور گڑگڑانے لگا۔ تنویر جمال یہ دیکھ کر ششدر رہ
سنا ہوا تھا کہ بڑے اور پہنچے ہوئے ماہر عملیات جو ہوتے ہیں وہ جن کو بوتلوں میں بند
اس نے آج یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اسے ایک
انگا تھا۔

آپ اس کا کیا کریں گے؟'' تنویر جمال نے پوچھا۔ ''کیا اسے دریا راوی میں پھینک دیں
دفن کر دیں گے...... تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔''

نے اسے سبق دینے کے لیے بوتل میں بند کیا ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''یہ بھی ایک طرح
ہے۔ اس کی بے شرمی ڈھٹائی اور احسان فراموشی کی حد دیکھو...... اب اس کی عقل ٹھکانے
وہ نہ صرف پلاٹ بلکہ کوٹھی کی تعمیر کی رقم سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔''

اس کوٹھی کی فروخت تک ہم اسے بوتل میں بند رکھیں۔'' تنویر جمال نے کہا۔ ''یہ کوٹھی
جائے گی۔ جو اس کوٹھی کو خریدے گا وہ کروڑ پتی شخص ہی ہوگا۔ وہ رحمت آرائیں سے

کسی کو بلاوجہ کسی مصیبت اور پریشانی میں پھنسانے کا۔ یہ مردود آپ لوگوں کو بھی
ہمیں اتنی دور جانے کی ضرورت نہیں۔ تم ذرا صبر اور خاموشی سے تماشا دیکھو۔ اس

کمرے میں بیٹھے رہو۔ میں تھوڑی ہی دیر میں آتا ہوں۔ بھولے سے بھی اس ڈھکن کو نہیں کھو[لنا]
"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" تنویر جمال نے کہا۔ "اگر اتفاق سے اس کا کوئی
تو......؟"

"تمہیں گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" عقرب نے اسے دلاسا د[یا]
پہلے یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ اس کے تمام آدمی چوہوں کی طرح اپنے اپنے کمروں میں د[بکے]
ہیں۔ بالفرض محال ادھر کوئی آ بھی گیا تو اسے باتوں میں لگائے رکھنا۔ میں اس وقت تک آ جاؤں [گا]
عقرب کمرے سے نکل گیا۔ تنویر جمال نے بوتل میز پر رکھ دی اور پلنگ پر بیٹھ کر ر[حمت]
کو دیکھنے لگا۔ وہ اس کی منت سماجت اور خوشامد کر رہا تھا۔ ہاتھ جوڑ اور گڑگڑا رہا تھا۔ ہاتھ [کے اشارے]
سے کہہ رہا تھا کہ وہ تحریری طور پر کوٹھی لکھ کر دینے کے لیے تیار ہے۔ تنویر جمال حیرت اور خا[موشی سے اس]
کی حرکات و سکنات کو دیکھتا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد عقرب آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں بریف کیس اور پھولا ہوا لفافہ [تھا]
بریف کیس اور لفافہ میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے میز سے بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا اور [میز پر]
رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد رحمت آرائیں دھوئیں کی شکل میں باہر آیا۔ اگلے ہی لمحے وہ ا[پنی اصلی حالت]
میں موجود تھا۔

"اب تمہارے ہوش و حواس ٹھکانے آئے یا نہیں؟" عقرب نے تیز لہجے میں پوچھا۔
"تم کیا چاہتے ہو۔ جلدی سے بتاؤ اور میری جان چھوڑو۔" رحمت آرائیں نے [لرزتی آواز]
میں کہا۔

عقرب نے اس کے سامنے بریف کیس کھول کر رکھ دیا۔ یہ ہزار ہزار کے نوٹوں [سے]
بھرا ہوا تھا۔ اس میں پورے ڈیڑھ کروڑ کی رقم موجود ہے۔ تم اسے اطمینان سے گن [کر تسلی]
کرلو۔" عقرب نے کہا۔

"یہ رقم کس لیے لائے ہو......" رحمت آرائیں نے متعجب لہجے میں پوچھا۔
"میں یہ رقم اس لیے دے رہا ہوں کہ ڈیڑھ کروڑ تم نے جو اس کوٹھی کی تعمیر [پر خرچ کیے تھے]
عقرب نے کہا۔ "کل تم یہ نہ کہو اور پریشان نہ کرو کہ مجھے رقم ہی نہیں ملی......"

رحمت آرائیں رقم گننے لگا۔ تنویر جمال حیرت سے اس رقم اور عقرب کو دیکھ رہا تھا۔ [اس کی سمجھ]
میں نہیں آیا کہ عقرب اتنی جلدی اتنی بڑی رقم کہاں سے اور کیسے لے آیا؟ اس کا [دماغ ماؤف]
ہو گیا۔ وہ جتنا سوچتا جا رہا تھا اس کی عقل اتنی ہی حیران ہو رہی تھی اور وہ الجھتا جا رہا تھا۔

جب رحمت آرائیں رقم گن چکا تو عقرب نے لفافے سے میں تین ساد[ے کاغذ نکالے۔ سب]
سے پہلے اس نے ڈیڑھ کروڑ کی رقم کی وصولی کی رسید لکھوائی۔ شناختی کارڈ کے نمبر کا ا[ندراج کیا۔ اس کے]
پاس جو شناختی کارڈ تھا وہ یہ کہہ کر لے لیا کہ کل واپس کر دے گا۔ لفافے میں سے [ٹکٹ نکال کر]
رسید پر چسپاں کر دیے۔ پھر اس پر اس کے دستخط لیے۔ پھر اس نے دوسرے [کاغذات پر بھی دستخط]



[لے] لیے۔ پھر اس نے جا کر دروازہ کھولا۔ باہر شاہ جی زخمی حالت میں دروازے پر کھڑا تھا۔
[پھر] بطور گواہ اس کے دستخط لیے اور عقرب نے بطور گواہ نمبر دو کے دستخط کر دیے۔ پھر اس نے
[کاغ]ذات لفافے میں رکھے۔ پھر اس نے رحمت آرائیں سے کہا۔ "تم اور تمہارے تمام آدمی ابھی
[یہ ک]وٹھی خالی کر کے چلے جائیں۔ میں پندرہ منٹ کی مہلت دے رہا ہوں۔ سولہویں منٹ میں
[تم]ہیں اور بلیاں بنا دوں گا...... تمہیں اندازہ ہو گیا ہے کہ میں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔"
[رحمت] آرائیں نے اپنے تمام ساتھیوں سمیت دس منٹ کے اندر ہی یہ کوٹھی خالی کر دی۔ وہ نہ
[صرف خ]وف زدہ تھا بلکہ حواس باختہ بھی...... یہی حالت اس کے آدمیوں کی بھی تھی۔ کیوں کہ انہیں
[اپنی ش]کلیں دکھائی دے رہی تھیں۔ رحمت آرائیں ان سب کو اپنی کوٹھی میں لے گیا۔
[کوٹ]ھی خالی ہو گئی تو تنویر جمال نے حیرت سے پوچھا۔ "ایک بات بتائیں۔ اتنی جلدی یہ رقم
[کہاں] اور کس سے لے کر آئے......؟ یہ رقم کس کی ہے؟"
"[م]یں کسی سے مانگ کر نہیں لایا ہوں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "اس کی تجوری میں جو
[یہ] رقم رکھی ہے اس میں سے نکال کر لایا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ اس کی اپنی رقم ہے۔"
"[ج]ب اسے اس بات کا علم ہوگا کہ یہ اس کی رقم تھی تو کیا وہ خاموش بیٹھا رہے گا؟ غنڈہ گردی اور
[...]ے گا......؟ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہاری جان کا دشمن بن جائے۔"
[...]بات کا اس کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ رقم اس کی اپنی ہے اور تجوری میں سے نکالی گئی ہے۔
[...] نمبر سے کھلتی ہے۔ یہ کوڈ نمبر اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور پھر اس نے اپنے
[تج]وری کو دیوار میں نصب کیا ہوا ہے اور اس کے اوپر اس نے ایک تصویر لگائی ہوئی ہے۔
[...] نظر نہیں آتی ہے۔"
"[آپ] نے تجوری کیسے کھول لی......؟ آپ کو اس کے کوڈ نمبر کا علم کیسے ہوا؟"
"[میں چو]ں کہ تھوڑا بہت ٹیلی پیتھی کے علم سے واقف ہوں اس کے زور سے اس کا ذہن پڑھ کر
[معلو]م کر لیا تھا۔ اسے ذرہ برابر بھی شک و شبہ نہیں ہوگا کہ اس کی تجوری میں سے اتنی بڑی رقم
[...] کیوں کہ یہ رقم وہ اپنی تجوری میں نہیں رکھے گا۔ بلکہ اس کے دو بینکوں میں جو دو لاکرز
[...]ے گا۔"
"[بہرح]ال اس کی نیت میں فتور پیدا ہو گیا اور اس نے ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو......؟"
"[...] اب وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ بے فکر رہو۔" عقرب نے دلاسا دیا۔ "اس نے جو رسید لکھ
[کر دی ہے وہ ٹ]ھوس ثبوت ہے۔ جب کہ ہمیں رقم ادا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے علاوہ اس
[نے جو] دستخط کیے ہیں ان کی قانونی حیثیت یہ ہے کہ کل ہم ان پر اسٹامپ لگا دیں گے۔
[...]ی کروائیں گے۔ اور پھر یہ کہ وہ مجھ سے اس قدر خوف زدہ ہو گیا ہے۔ اس بری
[طرح کہ اس] نے فوری طور پر اپنی کوٹھی بیچنے اور شہر چھوڑ کر چلے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اب تو
[...]ا نہیں ہوتا ہے کہ وہ تمہارے گھر والوں سے ٹکر لے۔ یہ سمجھ لو ہمیشہ کے لیے راستہ

صاف ہوگیا۔کوئی پتھر نہیں رہا۔"

☆......☆......☆

ناجیہ نے ساری رات آنکھوں میں کاٹی تھی۔وہ اپنے بھائی اور عقرب کے لیے دعا
۔کرم دین اور اللہ وسائی بھی ساری رات ٹھیک سے نہ سو سکے۔صبح ہوئی۔دونوں گھر نہ پہنچ
تشویش سی ہوئی۔سب سے زیادہ فکر مند اور پریشان ناجیہ تھی۔وہ وحشت اور اضطراب سے
ٹہلتی اور کھڑکی سے بار بار گلی میں جھانک کر دیکھتی رہی۔جس وقت کرم دین جا کر ان دونوں
میں معلوم کرنے کے لیے تیار ہورہا تھا تب ایک رکشا آ کر گھر کے سامنے رکا۔ناجیہ نے جھانکا
تو اس کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔رکشا میں اس کا بھائی اور عقرب موجود تھا۔
جب ناجیہ، کرم دین اور اللہ وسائی نے ان دونوں کو دیکھا تو ان کی جان میں جان آئی۔
آنے سے جو تشویش اور فکر لاحق ہوگئی تھی وہ انہیں دیکھتے ہی دور ہوگئی۔سب سے زیادہ خوش
اس کا چہرہ گلنار ہورہا تھا اور اس کی آنکھوں میں ہزاروں برقی قمقمے جیسے جل اٹھے تھے۔اس
میں خون رقص کرنے لگا تھا۔
"اللہ تیرا شکر ہے......" اللہ وسائی نے ان دونوں کی باری باری بلائیں لیں۔
"سب خیریت تو ہے نا......؟" کرم دین نے کہا۔"ہم سب سخت پریشان ہوگئے
نکلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ جا کر دیکھوں کہ کیا بات ہے۔خدانخواستہ کہیں تم دونوں کسی مصیبت
نہیں گئے؟ اللہ کا شکر ہے تم دونوں کو خیریت سے دیکھ کر کتنی خوشی ہورہی ہے۔میں بتا نہیں
میں سے ساری رات کوئی ٹھیک سے سو نہیں سکا۔سب سے زیادہ پریشان اور مضطرب تو ناجیہ
"خیریت ہی ہے۔" تنویر جمال نے کہا۔" پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چابی نکال
"یہ کس کی چابی ہے؟" کرم دین نے بیٹے کے ہاتھ سے چابی لیتے ہوئے حیرت
"یہ کوٹھی کی چابی ہے جو رحمت آرائیں نے دی ہے......" تنویر جمال نے جواب دیا۔
"کیا کہا......؟" کرم دین کو ہی نہیں بلکہ ماں بیٹی کو بھی اپنی سماعت پر فتور کا احساس ہوا
ناشتے کے دوران تنویر جمال نے قدرے تفصیل سے تمام واقعات ایک ایک کر
تینوں کو ایسا لگا جیسے وہ الف لیلہ ہزار داستان سن رہے ہوں۔ان تینوں نے بڑی حیرت
تھی۔عقرب کے کمالات اور عملیات نے ان سب کو جیسے دنگ کر دیا تھا۔وہ عش عش کر
پورے گھر میں عید کا سماں تھا۔ان میں سے کسی نے خواب وخیال میں بھی نہیں
کوٹھی انہیں مل جائے گی۔اوپر والے نے انہیں چھپر پھاڑ کر دیا تھا۔ناشتے سے فراغت
سب مل کر کوٹھی پہنچے۔وہ خواب کی اس حالت میں کوٹھی میں گھومتے پھرتے اور ایک
رہے۔اس کوٹھی کی آسائش وزیبائش اور راحت کے لوازمات نے انہیں مسحور کر دیا تھا
آرائش کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔انہیں یہ کوٹھی کسی شاہی محل کی طرح لگ رہی تھی
نے اس کی سجاوٹ پر پیسہ پانی کی طرح بہایا ہوا تھا۔



ت آرائیں کی کوٹھی پر تالا پڑا تھا۔وہ سورج نکلنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت چلا گیا تھا۔
نے ٹیلی فون پر اس کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بتایا تھا۔شاہ جی نے بھی بتایا تھا کہ اس کے
لاک کیا گیا۔وہ اس قدر دہشت زدہ ہوگیا تھا کہ اپنی کوٹھی چھوڑ کر بھی چلا گیا تھا۔
شام تک اس کوٹھی میں رہے۔ان لوگوں نے اس کوٹھی کو کرائے پر اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔کیوں کہ
نے اور اس کے اخراجات برداشت کرنے کے متحمل نہیں ہوسکتے تھے۔عقرب نے رخصت
اجازت چاہی تو کرم دین اور اللہ وسائی نے اس سے ایک دو دن ٹھہرنے کی درخواست کی تو اس
لی۔

☆......☆......☆

ساری دنیا میٹھی نیند کی آغوش میں تھی۔ناجیہ جاگ رہی تھی۔نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی
والے چوں کہ رات کے جاگے ہوئے تھے اور دن کے وقت بھی سوئے نہیں تھے اس لیے بستر
گہری نیند کی آغوش میں چلے گئے تھے۔ناجیہ کو یہ وحشت اور خیال سونے نہیں دے رہا تھا کہ
کے بعد چلا جائے گا۔وہ کچھ دیر تک بستر پر کروٹیں بدلتی رہی۔پھر وہ غیر ارادی طور پر اٹھ کر
کی پیاس لگی تھی۔زبان جیسے خشک ہوگئی تھی۔وہ پلنگ سے نیچے اتری۔سرہانے جو میز تھی
بھرا جگ اور گلاس رکھا تھا۔پھر گلاس پانی سے بھرا۔پھر ایک ہی سانس میں سارا پانی پی
شدت کی پیاس تھی، پھر بھی اسے سکون نہیں ملا۔اسے اپنے دل میں کوئی چیز چبھتی ہوئی
ہی۔پھر اسے عقرب کا خیال آیا۔یہ خیال آتے ہی اس کے دماغ پر گرم گرم خون چڑھ آیا۔
سے پھٹنے لگی۔چیخ اٹھی۔نہیں...... میں عقرب کو جانے نہیں دوں گی۔میں اسے روک
اپنی شرم، کوئی حجاب، کوئی رکاوٹ، کوئی جھجک نہیں۔وہ اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دے
اپنا سونپ دے گی۔تمام بندھن توڑ کر خود کو آزاد کر دے گی۔وہ کہے گی......تم مجھے نہیں
کوئی غیر نہیں ہوں۔میں تمہاری ہوں۔صرف تمہاری ہوں۔صرف تمہاری......تم مجھے
لو مجھے اپنے اندر جذب کر لو......وہ کانپ اٹھے گا۔کانپتا رہے گا۔کانپتا رہے۔اظہار
اس کی ہمت بڑھ جائے گی۔وہ کچھ بول نہیں سکے گا۔گم ہوجائے گا۔پھر اسے حالات
لنے میں کتنی دیر لگے گی؟ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بستر پر بٹھاؤں گی؟ اسے کچھ پتہ
لگے گی؟ اسے اپنی آغوش میں کھینچ لوں گی۔اس کے سر کے کالے اور خوب صورت
اؤں گی۔اس کے بعد اگر وہ چاہے گا تو اس کے ہونٹوں میں اپنے ہونٹ پیوست
اپنے سینے سے بھینچ لوں گی اور بھینچے رہوں گی۔وقت گزرتا رہے گا۔وقت کا کانٹا بھی
رات بڑھتی رہے گی، پھر رات ختم ہوجائے گی۔چڑیوں کی چہکار سنائی دے گی۔صبح
لے جمع ہوں گے۔متعجب ہو کر اور شاید غصے اور نفرت سے بھی دیکھیں گے۔تو دیکھا
ینہ برسے آندھی آئے، طوفان آئے، موسم گزرتا ہے۔سردی کے بعد بہار آئے،
ری کے بعد برسات، برسات کے بعد پھر سردی۔پیدائش کے بعد معصومیت،

معصومیت کے بعد بچپن، بچپن کے بعد جوانی، جوانی کے بعد بڑھاپا، بڑھاپے کے بعد نا تو
کے بعد موت، موت کے بعد قبر، قبر کے بعد دوسری دنیا، دوسری دنیا کے بعد قیامت، قیام
حشر، حشر کے بعد جنت...... نہیں شاید دوزخ...... جنت نہیں دوزخ، ہمیشہ کے لیے دوزخ
مگر میرے ہونٹ پھر بھی اس کے ہونٹوں سے کبھی الگ نہ ہوں گے۔ پھر بھی میرے ہو
ہونٹوں میں پیوست رہیں گے۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا لیکن یہ تو صرف ایک خیال ہے۔ وہ تم
بعد بے چین ہو جائے گا۔ بے تاب ہو اٹھے گا، مضطرب ہو جائے گا۔ گھی کے بھنڈار میں جا
شعلے کی طرح لہرائے گا۔ سانپ کی طرح پھن جوڑ کر کھڑا ہو جائے گا۔ اس وقت کچھ بھی کہا
بھوکا شیر غصے کی حالت میں ہرنی پر حملہ آور ہوتا ہے اور اسے پکڑ کر اپنے خونیں پنجے میں جکڑ
وقت تک اسے نہیں چھوڑتا جب تک اپنی پیاس بجھا نہیں لیتا...... اپنی بھوک پوری طرح مٹا

ناجیہ نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے درست کیے اور کمرے سے
ساری کائنات ساکت تھی۔ ایک پتا بھی نہیں ہل رہا تھا۔ مکان کے عقبی حصے سے صرف جھینگر
سنائی دے رہی تھیں۔ آسمان میں ٹمٹماتے ستاروں کے سوا دور دور تک روشنی کا نام ونشان تک
سویا ہوا ہو۔ جیسے بھی ہو۔ میں اسے جگادوں گی اس وقت اس لمحے مجھے اس کی ضرورت
جو ٹائلز کا تھا۔ ایک دم سے سرد سا محسوس ہوا، مگر اسے کوئی خیال نہ تھا۔ وہ ننگے پاؤں ہی
عقرب کے کمرے کے سامنے پہنچ کر دروازے پر ذرا سا دباؤ ڈالتے ہی دروازہ تھوڑا سا کھ
دیر تک کھڑی رہی۔ کچھ سوچا شاید وہ سو رہا ہے۔ یکایک بیدار ہو کر سائے پر نظر پڑتے ہی
چیخ اٹھے گا۔ اس گھر میں اس کا بھائی اور والدین بھی تھے۔ انہیں بعد میں معلوم ہوگا وہ جان
لیکن ابھی ان سے پوشیدہ ہی رکھنا ہوگا۔ کوئی معقول سا بہانہ تراشنا کون سا مشکل ہے۔ وہ
میں نے اپنے کمرے میں ایک بدروح کا سایہ دیکھا تھا تو عقرب کے کمرے میں چلی آئی
کو تا اٹھا کر میں آہستہ سے اس کے سرہانے بیٹھ جاؤں گی۔ اس کے بعد اس کے چہرے
سے بالوں میں ہاتھ پھیروں گی...... اگر اتنے میں اس کی آنکھ کھل گئی تو خطرے کی کوئی
وقت اپنا نام بتا کر اسے خاموش کر دوں گی۔ پھر وہ اٹھ کر سب کچھ سمجھتا بوجھتا رہے گا۔ میر
مالک!...... میری آنکھوں کی روشنی! دل کے قرار، سرمایہ حیات میں بے سہارا ہوں۔ تنہا
نئے دیوتا! تم اپنے دان سے میری جھولی بھر دو۔ میرا اقرار لوٹا دو...... مجھے سکون بخش دو
بند کر کے مجھے سلا دو میرے دیوتا!......

کمرے میں زیرو بلب جل رہا تھا لیکن اس کی نیلگوں روشنی تیز تھی۔ اس نے ا
سوچا۔ عقرب اس کے بارے میں کیا سوچے گا......؟ کیا خیال کرے گا؟ کہیں اسے آ
خیال کرے۔ کیوں کہ کوئی بھی شریف لڑکی اس طرح رات کے ایسے سمے کسی غیر مرد
سپردگی کی حالت میں نہیں جاتی ہے۔ لیکن وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر جا رہی تھی۔
اور اچھوتا جذبہ اسے یہاں کھینچ لایا ہے۔ دل پر کب کسی کو اختیار رہتا ہے۔ یہ دل بھی



اس پر کیسا جنون سوار رہتا ہے۔ دل کے جنون کے آگے کسی کا بس چلا ہے۔
نیلگوں روشنی میں اسے عقرب اور خوب صورت اور بہت ہی پیارا سا لگا۔ ایک دیوتا کے
مسہری کے پاس جا کر کھڑی ہوئی...... عقرب اب صرف اس کے من کا دیوتا ہی نہیں بلکہ محسن
اس نے ان کی زندگی میں آ کر عفریتوں سے نجات دلا دی جوان کے خون کی پیاس ہو رہی
عقرب نہ آتا تو رشید اس کی عزت تباہ کر چکا ہوتا۔ پلاٹ پر قبضہ کر لیتا۔ اور وکیل اور رحمت
نے بھی اس پلاٹ پر ناجائز قبضہ کر کے اپنی ملکیت بنانے کی کوشش کی تھی۔ عقرب کی بدولت
بلکہ بنی بنائی کوٹھی بھی حاصل ہو گئی تھی۔ اور پھر اسے عقرب سے محبت ہو گئی۔ اس محبت نے
اس وقت جنم لیا تھا جب اس نے پہلی بار عقرب کو دیکھا تھا۔ عقرب اس کے والد کو لے
اس نے یہ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی کہ وہ ایک اجنبی ہے۔ مسافر ہے، اسے دل کی گہرائیوں
تھا۔ اب اس وقت وہ عقرب سے محبت کی بھیک مانگنے کے لیے آئی تھی۔ لیکن اس میں حوصلہ
تھا کہ عقرب کو جگائے۔ اپنا دل اس کے قدموں میں رکھ دے۔ اس سے کہے کہ...... میرے
تمہاری داسی ہوں...... تم یہاں سے نہیں جانا۔ مجھے اپنا بنا لو۔ میں تمہاری جوگن بن
کے چرنوں میں رہوں گی۔ اگر تم چلے گئے تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ میں مر جاؤں گی۔ ایک
نہیں رہ سکوں گی۔

گہری نیند سو رہا تھا۔ ناجیہ اس کے چہرے پر جھک گئی۔ اس کے سر کے بالوں میں اپنی
پھیریں پھر اس کی پیشانی چومی۔ پھر ایک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتی رہی، محبت بھری
پھر اس نے اپنے جلتے ہونٹ عقرب کے ہونٹوں پر رکھ دیئے۔ اگلے ہی لمحے ہٹا لیے۔
بیدار ہو رہا تھا۔ وہ کمرے سے نکل آئی۔ جب وہ اپنے کمرے میں آئی تو اس کا دل
دھڑک رہا تھا۔ پیشانی اور ہونٹوں کے لطیف اور انوکھے لمس نے اس کے سارے بدن
دی تھی۔ اس کے عضو عضو سے پسینے جیسے ابل پڑے تھے اور اسے ایسا لگا جیسے اس پر موت کی
ہو۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اسے ایسا
نیند آ گئی تھی اور جو کچھ ہوا وہ ایک خواب سا تھا۔ جو خیال جاگتے میں اس کے ذہن میں
وہ خواب تھا۔ نہیں خواب نہیں۔ یہ ایک حقیقت تھی۔ حقیقت نہ ہوتی تو اس کے ہونٹوں پر
نہ ہوتی جو وہ عقرب کے ہونٹوں سے چرا لائی تھی۔ اور پھر اب بھی اس کے سارے بدن
محسوس کر رہا تھا۔ اس کی نس نس میں ابھی تک لطیف لمس چھایا ہوا تھا۔ وہ اس لیے بھی آ گئی تھی
وہ بغیر دوپٹے کے عقرب کے کمرے میں چلی گئی تھی۔ بغیر دوپٹے کے عورت اجنبی مرد
بے لباس سی محسوس کرتی ہے۔ عقرب اس کے بارے میں جانے کیا سوچتا۔ شاید اچھی

رگ رگ میں بھڑکتی آگ سرد پڑی تو اسے چائے کی طلب محسوس ہونے لگی۔ چوں کہ
اس لیے وہ چائے بنانے کے لیے باورچی خانے میں چلی گئی۔ جب اس نے کیتلی

چولھے پر چڑھائی تو اس نے آہٹ سنی۔ اس نے گھوم کر دیکھا۔ عقرب تھا۔ وہ دہلیز پر رک گیا تھا۔
"آپ اس وقت باورچی خانے میں کیا کر رہی ہیں؟" عقرب نے پوچھا۔
"میں چائے بنانے آئی ہوں۔" ناجیہ نے جواب دیا۔ "مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ سوچا بنا کر پی لوں۔"
"میں بڑی گہری نیند سو رہا تھا کہ اچانک میری نیند کسی وجہ سے ٹوٹ گئی۔" عقرب نے [illegible] نے سونے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ میں نے سوچا کہ چلو چائے بنا کر پی لیتے [illegible] اتفاق ہے کہ آپ کی نیند بھی اچاٹ ہو گئی اور آپ بھی چائے بنانے چلی آئیں۔"
"جی ہاں......" ناجیہ نے سر ہلا دیا اور سوچا کہ اس سے کہے کہ دل سے دل کو راہ [illegible] میرے دیوتا...... لیکن چاہتے ہوئے بھی دل کی بات زبان پر نہ لا سکی۔ وہ چند ثانیوں کے [illegible] آپ اپنے کمرے میں چلیں۔ میں چائے بنا کر لے آتی ہوں......"
عقرب اپنے کمرے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ناجیہ اس کے کمرے میں چائے [illegible] اس نے ناجیہ کو ایک لمحے کے لیے غور اور تنقیدی نظروں سے دیکھا۔ اسے ناجیہ بہت حسین [illegible] لگی۔ ناجیہ کے چہرے پر اس وقت دل میں اتر جانے والا نکھار چھایا ہوا تھا۔ اس نے نا[illegible] تھا۔ اس سے کوئی بات چھپی نہ رہ سکی۔ پہلے ہی دن سے اس نے جان لیا، محسوس کر لیا تھا کہ [illegible] دل دے بیٹھی ہے جب کہ وہ اسے واضح کر چکا ہے کہ وہ ایک مسافر ہے۔ اسے خود نہیں [illegible] منزل کیا ہے۔ وہ تو انسانیت کی خدمت کرنے گھر سے نکلا ہے۔ لیکن وہ بھی اپنے دل میں [illegible] محسوس کر رہا تھا۔ اس لیے نہیں کہ ناجیہ بلا کی حسین تھی۔ اس کا پرشباب بدن اور اس کا [illegible] اندر بجلیاں لیے ہوئے تھا۔ اس کے شاداب بدن میں ایک عجیب سا گداز بھرا تھا۔ اس [illegible] نے اس میں بے پناہ جنسی کشش پیدا کر دی ہے۔ بلکہ اسے ناجیہ بہت پسند آئی تھی کہ اس [illegible] سا تھا۔ اس کے چہرے سے کہیں خوب صورت تھا۔ اس کے علاوہ وہ ایک سگھڑ، سلیقہ مند [illegible] بھی تھی۔ ایک ایسی لڑکی جس کی آرزو ہر مرد کرتا ہے۔ جو گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیتی ہے۔
"آپ کیا سوچنے لگے ہیں؟" ناجیہ کی آواز نے اسے سوچوں کی دنیا سے [illegible] چونک کر دیکھا تو ناجیہ اس کی طرف چائے کی پیالی بڑھا رہی تھی۔ ٹرے میں بسکٹ اور [illegible]
"میں آپ کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔" عقرب نے اسے محبت بھری نظر[illegible] ہوئے کہا۔
"میرے بارے میں......؟" ناجیہ ایک دم سے چونکی اور اس کا چہرہ گلابی ہو گیا۔
عقرب کا جی چاہا کہ وہ اس کے گلابی پن کو اپنے ہونٹوں میں جذب کر لے۔ [illegible] ہوئے کہا۔ "جی ہاں...... آپ کے بارے میں آپ نہ صرف کھانے بہت عمدہ اور مز[illegible] چائے بھی...... میں شاید آپ سے دو کپ چائے اور بنانے کی درخواست کر دوں۔ آپ [illegible]
"آپ حکم دیں...... درخواست نہیں کریں۔ میں صبح تک چائے بنا کر پلا [illegible]



[illegible] ہاتھ کے پکے ہوئے کھانے اور چائے پسند آئی بہت شکریہ......"
[illegible] کہنا چاہتا تھا کہ اچانک گہرے سناٹے میں دھپ دھپ کی آواز گونج گئی۔ کوئی زور [illegible] دروازہ پیٹ رہا تھا۔ پھر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ وہ ہذیانی لہجے میں کہہ رہی تھی۔ "[illegible] دروازہ کھولو...... دروازہ کھولو......"
[illegible] چائے کی پیالی میز پر رکھ کر صحن کی طرف لپکی تو عقرب بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔ ناجیہ نے [illegible] ایک جواں سال عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کی سانسیں بری طرح پھول رہی تھیں۔ اس [illegible] ہوئے تھے اور لباس بھی بے ترتیب ہو رہا تھا۔ وہ بغیر دوپٹے کے تھی۔ اس کا چہرہ سفید پڑا [illegible] میں دہشت بھری تھی۔ اللہ وسائی کرم دین اور تنویر جمال بھی اپنے اپنے کمروں سے نکل

[illegible] کو دیکھ کر خوف زدہ لہجے میں پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولی۔ "خدا کے لیے چل [illegible] والوں کو بچائیں...... رضیہ کا باپ اور اس کے بھائی مسلح بدمعاشوں کو لے کر ہم سب کو قتل [illegible] ہیں۔ خدا کے لیے پولیس کو جلدی سے بلا کر لائیں۔"
[illegible] باہر پولیس کو لے کر آتا ہوں۔" تنویر جمال نے کہا۔ "وہ لوگ ہیں کہاں......؟"
[illegible] باہر کھڑے ہیں۔ اور دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" وہ بولی۔ "میں موقع [illegible] سے نکل آئی ہوں۔ میرا شوہر بھی ان کے ساتھ ہے۔ وہ سب مسلح معلوم ہوتے ہیں۔ [illegible] جلدی سے کچھ کریں۔ وہ ہم میں سے شاید کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے......"
[illegible] بلا کر لانے کی کوئی ضرورت نہیں......" عقرب نے کہا۔ "میں ساتھ چلتا ہوں۔ میرے [illegible]"

[illegible] نہ آئیں...... بلکہ محلے والوں کو اکٹھا کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ لوگوں کو بھی جان [illegible] میرے سسرال والے اور بدمعاش غصے کی حالت میں ہیں۔" وہ سراسیمگی سے بولی۔
[illegible] کریں۔ وہ ہمارا بال تک بیکا نہیں کر سکتے۔ چلیں......" عقرب نے دلاسا دیا۔
[illegible] والد اور بھائی جان نے بھی بندوقیں اٹھا لی ہیں۔ خدا کرے خون خرابا نہ ہو جائے۔" وہ

[illegible] بی! تم عقرب اور تنویر کو لے جاؤ...... اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" کرم دین

[illegible] ناخواستہ ان دونوں کو لے کر تیزی سے اپنے گھر کی طرف بڑھی، لیکن وہ مطمئن نہیں [illegible] وہ دونوں نہتے تھے۔ اور پھر عقرب اس کے لیے اجنبی تھا۔ اسے اس نے پہلی بار آج [illegible] دل کو ایک ہول سا آ رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ آج اس کے گھر میں خون خرابا [illegible] کتنی لاشیں خون میں لت پت ہو جائیں گی۔
[illegible] نے اسے راستے میں بتایا کہ وٹہ سٹہ شادی کا یہ عبرتناک انجام ہے جو پیش آنے والا

ہے۔اس شادی کو تین برس کا عرصہ بیت چکا ہے۔شائستہ کا شوہر عاطف اپنی بیوی پر اس ہے۔کہ اس کی گود ہری نہ ہو سکی۔وہ اسے طلاق دینا چاہتا ہے۔یہی صورت حال رضیہ ہے۔وہ بھی اب تک بچے کی ماں نہ بن سکی۔رضیہ کے شوہر صادق نے اس کے ماں باپ سے کہہ دیا ہے کہ اگر اس کی بہن کو طلاق دی گئی تو وہ بھی رضیہ کو طلاق دے دے گا۔عاطف اس کی بہن کو طلاق نہ دی جائے۔کیوں کہ اس کے خاندان میں آج تک کسی کو طلاق نہ جب کہ رضیہ کے خاندان میں دو عورتوں کی طلاق ہو چکی ہے۔

بیرونی دروازے پر ایک کہرام اور شور سا مچا ہوا تھا۔ایک شخص تڑختے لہجے میں کہہ ر کھولو......ورنہ ایک ایک کو گولی سے اڑا دوں گا......ہم اپنی بہن کو لے جانے آئے ہو

ادھر شائستہ نے بھی دروازے کو پیٹتے ہوئے کہا۔"بھائی جان! جلدی سے دروازہ وا تنویر بھائی اور ان کے دوست کو لے کر آئی ہوں......"

اگلے لمحے دروازہ کھل گیا دروازہ شائستہ کی ماں نے کھولا تھا۔عقرب اور تنویر ہو گئے اس کمرے میں شائستہ کا بھائی اور اس کا باپ موجود تھا۔ان دونوں نے بندوقیں نفرت اور غصے سے ان کے چہرے سرخ ہو رہے تھے۔آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔ا زرینہ کھڑی رو رہی تھی۔باہر سے دروازہ نہ صرف پیٹا جا رہا تھا بلکہ دھمکیاں اور فحش قسم کی جا رہی تھیں۔شائستہ کی ماں اپنے ہاتھ میں ایک کلہاڑی لیے آ گئی۔

تنویر جمال نے عقرب کا باپ اور بھائی سے تعارف کرایا اور کہا۔"عقرب صاحب کریں۔وہ انہیں سنبھال لیں گے۔سارا معاملہ ان پر چھوڑ دیں۔اللہ نے چاہا تو خون خرابا

عقرب نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔دروازہ کھلتے ہی عاطف عنایت کمرے میں داخل ہوئے۔اس کے پیچھے اس کے دو بھائی اور تین بدمعاش داخل ہوئے۔یہ پانچوں کلاشنکوفوں سے مسلح تھے اور ان سب کے چہروں پر درندگی وحشیانہ پن جھانک رہا تھا۔

عقرب، صادق اور اس کے باپ شرافت کے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا۔عا دیکھ کر چونکا۔اس نے غراتے ہوئے عاطف کی ماں سے پوچھا۔"یہ شخص کون ہے......"

"میں صادق کے دوستوں میں سے ہوں اور پشاور سے آیا ہوں۔"عقرب نے

"اگر تم دوست ہو تو ابھی اور اسی وقت گھر سے نکل جاؤ ورنہ تم اپنی جان سے ہا عاطف کے باپ نے کہا۔

"زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"عقرب نے اس کی دھمکی نظر انداز کر

"ان سب کی موت ہمارے ہاتھ لکھی ہوئی ہے۔"عاطف کے باپ نے خشمگیں کہا۔"ہم ان سب کو ختم کر کے اپنی بیٹی کو لے جائیں گے......ہمیں ان کی جان لینے سے سکتا۔"



تمہارے لہجے میں فرعونیت بول رہی ہے۔"عقرب نے کہا۔"اس لہجے میں وہ لوگ بات خدا کو بھول جاتے ہیں۔ہمیشہ غرور کا سر نیچا رہا ہے۔تم نے یہ سوچا ہے کہ ان سب کو قتل بعد تم سب لوگوں کا انجام کیا ہوگا؟ قانون کے ہاتھوں سے بچ سکو گے......؟ قانون کے دیتے ہیں۔"

ان کی پروا ہے اور نہ تمہاری باتوں کی......میں شرافت سے پیش آ رہا ہوں۔بہتر ہے تم فوراً جاؤ......میں نہیں چاہتا کہ ان کی لاشوں میں تمہاری لاش بھی شامل ہو جائے۔"عاطف کہا۔

بات چوں کہ تم پر شیطان کا غلبہ ہے اور تم انتقام کے اندھے جنون میں مبتلا ہو اس لیے ...د۔میرا خیال ہے کہ تم ذرا سی دور اندیشی، ہوش مندی اور دانش مندی سے کام لو تو یہ ...بت اور خوشیوں کا گہوارہ بن سکتے ہیں۔نفرت، محبت میں بدل سکتی ہے۔"عقرب نے

فلم کی شوٹنگ نہیں ہو رہی ہے۔جو تم ڈائیلاگ بول رہے ہو۔"عاطف نے اسے خشمگیں گھورا۔

ہاں!" رضیہ سسکیوں کے درمیان بولی۔"یہ صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔آپ ان کی بات

رہی ہے......"عاطف کے باپ نے تیز و تند لہجے میں کہا۔"ہم تجھے لے جانے کے لیے خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں......تو ہے کہ ہمیں سمجھا رہی ہے۔ہمیں منع کر رہی ہے۔"

ہاں! میں آپ لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گی...... آپ مجھے لے جانا چاہتے ہیں تو ...لے جا سکتے ہیں۔یہ میرا گھر ہے۔یہ میرے ماں باپ ہیں۔میرا شوہر میرے سر کا تاج ...اور میری عزت ہے۔میں نے آپ لوگوں سے کب کہا کہ مجھے آ کر لے جائیں اور ...دیں۔"

...لوگوں نے تجھے کچھ گھول کر پلا دیا ہے؟"عاطف نے ششدر ہو کر اسے گھورا۔

...شائستہ پر آپ لوگوں کے بے جا ظلم و ستم کے باوجود اپنی محبت گھول کر پلا دی ہے۔" ...ان بات پر آپ لوگوں نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے۔میرے سسرال والوں کی جان ...ہیں۔"

...ذرا سی بات کہہ رہی ہے......ان لوگوں نے ایک بانجھ عورت سے عاطف کی شادی ...باپ کر جا۔"ہمیں دھوکہ دیا۔شادی کو تین برس ہو رہے ہیں۔ایک بچہ تک جن نہ سکی۔" ...ے سسرال والے بھی میرے بارے میں کہہ سکتے ہیں......لیکن انہوں نے کبھی یہ ...بھی مجھے کوئی طعنہ دیا......ابا کہتے ہیں کہ اس میں اللہ کی کوئی مصلحت ہے۔صبر کرو۔ ...ان ماں بھی بن جاؤ گی۔اولاد کا دینا نہ دینا اوپر والے کے ہاتھ میں ہے۔اس کے

برعکس آپ لوگوں نے غریب شائستہ کی زندگی اجیرن بنا دی...... اسے نہ صرف بات بات ما
جاتے ہیں بلکہ دیور بھی اس پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ میرے بھائیوں کو ایک عورت پر ہاتھ
کبھی شرم نہیں آئی...... کیا اسے مردانگی کہتے ہیں؟"

"ابا جان! رضیہ پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ اس لیے وہ بکواس کر رہی ہے۔" عاطف
بھائی نے کہا۔

"مجھ پر ان لوگوں نے محبت کا جادو کیا ہے......" رضیہ نے کہا۔ "کاش! یہ جادو تم
ہوتے۔"

"اسے گھر لے چلو...... جوتے مار مار کر اس کا جادو اتار دیتا ہوں۔" عاطف کا باپ
عاطف تیزی سے رضیہ کی طرف بڑھا تو عقرب ان کے درمیان حائل ہو گیا۔"
زبردستی نہیں لے جا سکتے ہو۔ اس کے لیے اس کے شوہر اور سسر سے اجازت لو...... ورنہ
چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

"تم کون ہوتے ہو ہمارے معاملات میں دخل دینے والے......؟" عاطف اس
آنکھیں ڈال کر بولا۔

"تم مجھے اس گھر کا فرد اور رضیہ کا بھائی سمجھ سکتے ہو۔" عقرب نے جواب دیا۔

"تم تو مجھے کوئی حرامی اور غنڈہ قسم کے آدمی دکھائی دیتے ہو۔" عاطف کے بھائی نے
آ کر کہا۔

"اس کا جواب یہ ہے......" عقرب نے اس کے منہ پر ایک زوردار مکا رسید کر دیا۔
وہ بجلی کی سی سرعت سے لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کی طرف گیا۔ توازن برقرار نہ ہونے سے
ساتھیوں پر جا گرا۔ اس کے منہ سے کراہ نکلی اور اس نے جبڑے پر ہاتھ رکھ لیا۔ نہ صرف اس
کی ہڈی بلکہ دو دانت بھی ٹوٹ گئے تھے۔ اس کے منہ سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ اس
کلاشنکوف نکل کر فرش پر گر گئی۔

اس مکے نے اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس
مارا گیا ہو۔ اس کی جیسے جان ہی نکل گئی تھی۔ وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھا تھا۔ پھر وہ تڑ

"تم نے میرے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا......" عاطف کے باپ نے غضب ناک ہو کر کہا

"اس لیے کہ اس نے مجھے بلاوجہ گالیاں دیں۔" عقرب نے کہا۔ "اگر میں تم
کہوں تو کیا تم خوش ہو جاؤ گے؟"

عاطف کا باپ لاجواب ہو گیا۔ "تم ہمارے ساتھ چل رہی ہو یا نہیں......؟"

"نہیں......" زرینہ نے جواب دیا۔ "میں اب کبھی آپ کے گھر نہیں آؤں گی۔"

"تو پھر تم بھی ان لوگوں کے ساتھ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔" اس کا باپ طیش میں

"پہلے میں اس کمینے کو تو بھون ڈالوں۔" عاطف کے بھائی نے فرش سے اپنی



"ٹھہرو۔" عاطف نے اپنے بھائی سے کہا جو سخت مشتعل ہو رہا تھا۔

" عقرب نے کہا۔ "تم ایک سمجھ دار شخص ہو...... تم اس قدر جذباتی کیوں ہو رہے ہو۔
بات کو اتنی بڑی بات کیوں بنا رہے ہو...... جب کہ تم میاں بیوی ایک دوسرے کو بہت
تو اللہ کی دین ہے۔ تمہاری بہن اور اس کے سسرال والوں کو دیکھو...... اولاد نہ ہونے پر
ہیں۔ ایک تمہارے والدین ہیں۔ انہوں نے تمہیں خوب بھڑکایا ہے۔ میاں بیوی کے
پیدا کی۔ وہ تمہاری دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تاکہ خوب جہیز ملے۔ اپنی بہو کا جہیز بھی
اپنے ماں باپ کی باتوں میں آ گئے...... سوچے سمجھے بغیر قتل و غارت گری کرنے آ گئے۔ اس
نہیں آنا چاہتی ہے۔ کیا اپنے ہاتھ خون سے رنگنے کے بعد تم دوسری شادی کر سکو گے؟ چین
...... یہ کیوں نہیں سوچا کہ خون خرابے کی صورت میں تم سب اندر ہو جاؤ گے۔"

بھائی بدمعاشوں کو لے کر آگے بڑھا۔ پھر ان سے بولا۔ "جلدی سے ان سب کو اڑا دو۔
دیر نہ کرو...... یہ حرام زادہ میرے بھائی کو ورغلا رہا ہے......"

نے کلاشنکوفیں تان لیں تو عقرب نے کہا۔ "بے وقوفی نہ کرو...... نہ تو ایک گولی چلے گی
ئی بھی مرے گا...... جس طرح آئے ہو اسی طرح واپس چلے جاؤ...... البتہ عاطف رک

اس کی باتیں کیا سن رہے ہو...... چلو جلدی سے فائر کرو۔" عاطف کے بھائی نے ہذیانی

اور اس کے والد نے بھی بندوقیں سنبھال لیں۔ عقرب ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔
ویز جمال اور شائستہ کی ماں کے چہرے فق ہو گئے۔ دونوں خاندانوں نے ایک دوسرے
دونوں طرف سے لبلبی دبائی گئی۔ بندوقیں اور کلاشنکوفیں جام ہو گئیں۔ کسی طرف سے
نہ چل سکی۔

خاندان کے لوگ اور بدمعاش حیرت سے اپنا اپنا اسلحہ دیکھنے لگے۔ عورتیں بھی حیران
ین نہیں آیا۔ ان دونوں پارٹیوں نے پھر کوشش کی۔ تھوڑی دیر کے بعد عاطف کے بھائی
بلڑتے ہوئے کہا۔ "یہ تم لوگ کیا اسلحہ اٹھا لائے...... ایک کلاشنکوف بھی چل کر نہیں
تم لوگوں نے مجھے بے وقوف بنایا؟"

اور اس کے والدین حیران تھے کہ ان کی بندوقوں کو کیا ہو گیا۔ جب عورتوں نے دیکھا
سے گولیاں نہیں چلی ہیں تو وہ خوش ہو گئیں۔

لوگوں نے دیکھ لیا تاکہ اللہ نے انسان کی زندگی اور موت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ اس
نے بھی اپنا کام نہیں دکھایا...... آپ لوگ میری بات مانیں۔ بیٹھ کر ٹھنڈے دل سے
کوئی مسئلہ نہیں ہے جو حل نہ ہو...... اولاد ہونے میں دیر سویر ہو جاتی ہے۔" عقرب

کہا۔

''میں کل صبح جا کر ان لوگوں کو خوش خبری سنانے والی تھی کہ میری بیٹی ماں بننے والی
کی ماں نے کہا۔ ''لیکن یہ لوگ آدھی رات کو رضیہ نے لے جانے اور ہم سب کو
آ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم نے رضیہ کو زبردستی روک کے رکھا ہے اور اس کا سارا جہیز چھوٹی
دے دیا ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ رضیہ خود اپنے میکے جانے کے لیے تیار نہ
کے گھر والوں نے شائستہ کے ساتھ جو سلوک روا رکھا تھا۔ اس نے اس کا سر شرم سے جھکا دیا

''سچ ...... شائستہ ماں بننے والی ہے۔'' عاطف کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ ''ابا
نے ......؟''

''ہاں سن لیا۔'' عاطف کے باپ نے سرد لہجے میں کہا۔ ''لیکن اتنی بڑی خوشی ہم سے
اور کس لیے رکھی گئی؟''

''رضیہ! کیا یہ سچ ہے......؟'' عاطف نے پوچھا۔ ''تم نے یہ خوش خبری فوراً
سنائی؟''

''جی ہاں بھائی جان!'' رضیہ نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ کہنے لگی۔ ''کل شام میں
دکھانے اسپتال لے گئی تھیں۔ کیوں کہ الٹیوں نے اس کا برا حال کر دیا تھا۔ ڈاکٹر نے
کروایا۔ اس کی رپورٹ کے مطابق شائستہ ماں بننے والی ہے۔ یقین نہیں آ رہا ہے تو
کریں۔ میں رپورٹ لا کر دکھاتی ہوں۔''

جب رضیہ رپورٹ لانے چلی گئی تب عاطف کے بھائی نے کہا۔ ''کیا یہ رپورٹ
''لگتا ہے ابھی تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آئی ہے۔'' تنویر جمال نے کہا۔ ''کل تم
لے جا کر دکھانا۔ سچ جھوٹ کا پتا چل جائے گا۔ اسپتال والے ایسی جھوٹی رپورٹیں نہیں

''اس کمینے شخص نے میرا جبڑا اور دانت توڑ دیئے ہیں۔ میں اسے کل دیکھوں
سکھاؤں گا۔'' عاطف کے بھائی نے کہا۔

''میں نے تمہیں ایک سبق دیا ہے کہ شریفوں سے کس طرح بات کی جاتی ہے۔
تم بات کرنے کی تمیز کیسے سیکھ سکتے ہو...... تم خون خرابا کرنے کے لیے ان بدمعاشوں کو
لیے کہ تمہیں شائستہ کی چھوٹی بہن کا رشتہ نہیں دیا گیا۔ تم نے اپنی بہن کے سسرال والوں
منسوب کر کے اس سے گھر والوں کو مشتعل کر دیا تھا تاکہ بدلہ لے سکو۔ اللہ کا شکر ہے
خاندانوں کو بچا لیا...... تم ٹھیک ہوتے تو شائستہ کی بہن کا رشتہ تم سے ہو جاتا۔''

''تم ابھی اور اسی وقت اپنے آدمیوں کو لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ اور کسی اسپتال
مرہم پٹی کروا لو۔'' عاطف نے غصے سے کہا۔

رضیہ اندر سے رپورٹ لے آئی۔ عاطف کا بھائی اس وقت اپنے ساتھیوں کو لے کر
دیر میں گھر کی فضا بدل گئی۔ نفرت اور انتقام کی جگہ محبت کے گہرے جذبے نے لے لی۔



۔ تب عقرب نے کہا۔

ایک مثالی عورت ہے اس کی دانش مندی اور دوراندیشی اور شوہر پرستی نے اس گھر ہی کو
میکے والوں کو بھی بچا لیا۔ اچھا اب مجھے اجازت دیں۔''

ری ایک بات کا جواب تو دیتے جاؤ۔'' عاطف کے باپ نے عقرب سے کہا۔

نہیں دس باتوں کا جواب دے سکتا ہوں۔ فرمایئے۔'' عقرب نے کہا۔

اس گھر کو کشت و خون سے بچانے میں تمہارا ہاتھ ہے...... تم نہ ہوتے تو اس گھر میں چھ سات
ں نہائی ہوئی ہوتیں......'' عاطف کے باپ نے کہا۔

میری کوئی کوشش بار آور ثابت ہوئی ہے تو یہ اچھی بات ہے۔'' عقرب نے کہا۔

تم نے اتنے وثوق سے کیسے اور کیوں کر کہا کہ ایک گولی بھی نہیں چلے گی...... ایک آدمی بھی نہیں
یا قصہ ہے......؟ یہ کیا راز ہے......؟ تم نے کس بنا پر یہ بات کہی۔ کیوں کر ایسا ہی ہوا؟''

ایک راز ہے...... اسے راز ہی رہنے دیں۔''

ب اور تنویر جمال باہر آ گئے۔ گھر کی طرف جاتے ہوئے تنویر جمال نے کہا۔ ''معلوم نہیں
با تا ہے؟ لوگ یہ بات بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ وٹہ سٹہ کی اکثر شادیاں کامیاب نہیں
ان شادیوں نے ازدواجی زندگیوں اور خاندانوں میں زہر گھولا ہے۔ ساری مصیبت غریب
ہے۔ اسے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ذرا ذرا سی بات بڑے تنازعات کی صورت اختیار
کتنے شہروں میں قتل و غارت گری ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔ پھر بھی لوگ باز نہیں آتے
یال میں ایک لڑکی کا وٹہ سٹہ سے بہتر ہے کہ وہ ساری زندگی کنواری رہ جائے۔ گھر بیٹھی
ے ایسا کوئی شخص شادی کر لے جس کی بیوی مر چکی ہو اور اس کے دو ایک بچے بھی ہوں وہ
ث کے خیال سے شادی کرنا چاہتا ہو۔ وٹہ سٹہ کی شادی سے بہتر ہے کہ عورت سوکن بن

تمہارے خیالات سے اتفاق ہے۔ لیکن اس انداز سے لوگ کہاں سوچتے ہیں۔'' عقرب
لہجے میں کہا۔

☆......☆......☆

وقت ناجیہ باورچی خانے میں رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی تب اللہ وسائی نے آ کر
ٹی! سنا تم نے...... عقرب کل یہاں سے جا رہے ہیں۔ اب ہم انہیں روک بھی نہیں سکتے
لی عمر دراز کرے۔ انہوں نے ہم پر جو احسانات کیے ہیں۔ کاش! ہم اس کے عوض انہیں
......؟''

اللہ وسائی کمرے سے نکل گئی۔ ایک لمحے میں اس دشمن جاں دنیا کی ہر چیز بے حسن ہو کر
یسے سکتہ سا چھا گیا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش کھڑی رہی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کی
۔ کھانے کی خواہش ختم ہو گئی ہو۔ اس کا دل چاہا کہ وہ دوڑ کر باورچی خانے سے بھاگ

جائے۔ اتنی محنت اور جتن سے بنائی ہوئی چیزیں جیسے اسے کوس رہی تھیں۔ وہ دل میں گھٹی
اپنا دکھ ظاہر کرتی بھی تو مگر کس پر......؟

وہ دستر خوان پر کھانے نہیں بیٹھی۔ اس نے معدے کی خرابی اور سینے میں جلن کا بہانہ
نے باورچی خانے کے کام سے فراغت پا کر اپنے لیے ایک کپ چائے بنائی اور کمرے میں
عقرب کے بارے میں سوچنے لگی۔ اس کا دل ریزہ ریزہ ہو چکا تھا۔ دل نے کہا...... پگلی تم
کہا تھا کہ ایک پردیسی کو دل میں بسائے۔ اس کے قدموں میں اپنا دل رکھ دے......

سارے گھر پر گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا اور یہ سناٹا بوجھ بن کر ناجیہ کے دل پر چھا گیا۔ تھ
بعد اس نے اپنے آپ کو عقرب کے کمرے کے باہر پایا۔ دہلیز پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھلا
میں روشنی ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ عقرب جاگ رہا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو ا
نکلا۔

عقرب ایک کرسی پر دراز کسی سوچ میں مبتلا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر چونکا۔ اس نے پوچھا
ہے......؟ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ نے کھانا نہیں کھایا۔"

"خیریت ہی نہیں ہے۔" وہ دل گرفتہ لہجے میں بولی۔ "یہ میں آپ سے پوچھنے آئی،
آپ واقعی جا رہے ہیں؟"

"جی ہاں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "اب میرا کام ختم ہو گیا ہے۔ آپ کے تما
ہو گئے ہیں۔"

"لیکن میرا کیا ہو گا۔ آپ نے یہ سوچا......؟" ناجیہ زخم خوردہ لہجے میں بولی۔

عقرب کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ "ناجیہ! آپ صرف حسین ہی نہیں بلکہ ا
آپ نے ایک مسافر کو دل میں بسا کر بڑی غلطی کی ہے۔ میں آپ کو ایک مشورہ دوں
گی۔"

"جی ہاں۔" ناجیہ نے سر ہلایا۔ "کیوں نہیں مانوں گی۔ آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر
کی باندی ہوں۔"

"آپ رشید سے شادی کر کے گھر بسا لیں۔" عقرب نے آہستگی سے کہا۔

"اس رشید سے جس نے......؟"

"اسی رشید سے...... اس وقت وہ یکسر بدل گیا ہے۔ ایک نیک شخص بن گیا ہے۔ ا
دولت کی ہوس نہیں رہی ہے۔ البتہ اسے آپ سے سچی محبت ہو گئی ہے۔ وہ بہت اچھا ہم
برے لوگ جب اچھے بن جاتے ہیں تو ان سے اچھا کوئی نہیں ہوتا ہے۔ وہ ایک مثالی
ہیں۔" عقرب نے کہا۔

"لیکن میرے من میں آپ بسے ہیں میں اسے کیسے بسا سکتی ہوں۔" اس نے تکرار کے ا
"جب آپ اس کے ساتھ زندگی گزاریں گی تب وہ آپ کا دل اپنی محبت، خلوص اور



کی یاد اور محبت پر اس کی محبت حاوی ہو جائے گی۔ وقت بہت بڑا مرہم ہے۔ یہ زخم مندمل

آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ عورت جسے پہلی بار دل میں بساتی ہے اسے کبھی نہیں بھولتی
جذباتی لہجے میں کہا۔ "آپ کٹھور دل سے ہیں۔ مرد کیا جانے محبت کیا ہوتی ہے؟"
آپ سچ کہتی ہیں۔ کیوں کہ میں نے اپنے والدین کے سوا آج تک کسی لڑکی سے محبت نہیں
کی ذات سے بہت سی لڑکیاں محبت کرتی تھیں۔ اس آگ میں جلتی تھیں۔ چونکہ میں نے
مشن بنایا ہوا تھا اس لیے کسی کی محبت میں گرفتار نہ ہو سکا۔ آپ مجھے ایک اچھی اور
لڑکی اور میزبان کے طور پر یاد آتی رہیں گی۔ میں اور میری نیک تمنائیں آپ کے لیے
اللہ نہ کرے کہ آپ پر کوئی افتاد نازل ہو۔ خدانخواستہ ایسا ہوا تو میں آپ ہی آپ کی مدد
گا۔"

اس کے قریب ہو کر اس کے گلے میں اپنی بانہیں حائل کر دیں اور غم زدہ نظروں سے اس
جھانکتی رہی۔ پھر اس کے ہونٹوں میں اپنے ہونٹ پیوست کر دیئے۔ ایک طویل بوسہ لے
آئی۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

☆......☆......☆

نکلنے سے پہلے ہی خاموشی سے کرم دین کے ہاں سے نکل آیا۔ وہ تمام لوگ گہری
اس نے انہیں الوداع اس لیے نہیں کہا تھا کہ ناجیہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتی اور
آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ناجیہ کی دیوانگی اور اس کی محبت اس
آشکارا ہو جائے۔ اس نے کرم دین کے نام ایک پرچہ لکھ کر اپنے کمرے میں رکھ دیا تھا
ملے بغیر جا رہا ہے۔ جس کا اسے بہت افسوس ہے۔ کسی وقت اور زندگی نے مہلت
آئے گا۔

کہ ساری رات جاگتا رہا تھا اور اسے نیند بھی آ رہی تھی اس لیے اس نے ایک ہوٹل کا
آرام کر کے پھر کوئی پروگرام بنائے۔ اسے درمیانے قسم کے ہوٹلوں میں کمرہ نہیں ملا
اسٹار ہوٹل میں کمرہ لے لیا۔ وہ کمرے کی چابی لے کر ساتویں منزل پر آیا۔ اس منزل
کے سامنے ایک سوٹ تھا۔ اس وقت اس سوٹ کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک شخص
دروازہ بند ہو گیا۔ اس سوٹ کے دروازے پر "ڈونٹ ڈسٹرب" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔
آیا تھا اس کی عمر چالیس برس کی تھی۔ اس کا چہرہ سفید پڑا ہوا تھا اور ہوائیاں اڑ رہی
زدہ، پریشان اور وحشت زدہ سا تھا۔ اس کی چال میں ایک شرابی کی سی لڑکھڑاہٹ
عقرب کے پاس سے گزرنے لگا ایک دم سے چکرایا اور غش کھا کر فرش پر گرا اور بے ہوش

داری میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ عقرب نے چوں کے اس کے ذہن کو پڑھ

لیا تھا۔ اس لیے وہ اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آیا اور اسے بستر پر لٹا دیا۔ پھر اس
چھینٹے مارے تو وہ چند لمحوں کے بعد ہوش میں آ گیا۔ وہ حیرت سے کمرے اور عقرب
بولا۔ "میں کہاں ہوں......؟ آپ کون ہیں؟"

"آپ اس ہوٹل کے کمرے میں ہیں جس کے سوٹ سے آپ نکلے تھے۔"
دیا۔ "میں نے آپ کو غش کھا کر گرتے ہوئے دیکھا تو اپنے کمرے میں لے آ
ہو چکے تھے۔ آپ کو ہوش میں لایا۔"

"عقرب نے انجان بن کر پوچھا۔ "خیریت تو ہے؟"

"اس لیے کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اپنی بیوی اور بچوں کو منہ دکھا سکوں۔"
لہجے میں کہا۔ "بالکل خیریت نہیں ہے۔ گھر پہنچوں گا تو میری بالکل خیریت نہیں ہوگی۔"

"آخر بات کیا ہے مجھے بتائیں......؟" عقرب نے اپنائیت کے لہجے میں کہا۔

"بات یہ ہے کہ میں جوئے میں دس لاکھ کی رقم ہار چکا ہوں۔" اس نے ٹھنڈی

"دس لاکھ کی رقم......؟ آپ کے پاس اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی؟ کیا آپ
دغیرہ ہیں؟"

"جی نہیں...... میں ایک ملازم پیشہ شخص ہوں۔ دس لاکھ کی رقم میری بیوی کی
کے فروخت کرنے پر ملی تھی۔"

"وہ رقم آپ نے اپنی بیوی کو دینے کی بجائے داؤ پر لگا دی؟" عقرب نے
جھانکا۔

"جی ہاں......" اس کے چہرے پر ندامت کی سرخی پھیل گئی۔ اس نے اپنا سر

"آپ نے جوا کیوں اور کس لیے کھیلا......؟" عقرب نے کہا۔ "کیا آپ
بتا سکتے ہیں؟"

"دس لاکھ سے بیس لاکھ بنانے کے لئے......" اس نے جواب دیا۔ "لالچ میں

"آخر بیس لاکھ کس لیے بنانا چاہتے تھے......؟ آپ کے دل میں لالچ کس

"اس لیے کہ میں اپنی دونوں لڑکیوں کی شادی دھوم دھام سے کر سکوں،
طے ہو چکی ہے۔ پانچ لاکھ کی رقم شادی پر خرچ کرنے کے بعد باقی رقم سے کوئی کاروبار

"دس لاکھ کی رقم ہارنے کی صورت میں کیا آپ کی لڑکیوں کی شادی ممکن ہے؟"

"جی نہیں...... اب ان کی شادی نہیں ہو سکے گی۔ کیوں کہ دس لاکھ کی رقم......
ہونے والی تھی۔ میری بیوی نے اپنا مکان ان بچیوں کی شادی کے لیے فروخت کیا تھا۔
میری دوسری اور چھوٹی بیٹیوں کے لیے بینک میں ڈپازٹ کر کے رکھنا چاہتی تھی۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔" عقرب نے کہا۔ "آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی
تاخت و تاراج کر دیا۔ چار بیٹیوں کا...... آج کے دور میں ایک لڑکی کی شادی کرنا



"بہت برا ہوا......" اس نے سر ہلایا۔ اس کی آواز بھرا سی گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو
چند ثانیوں تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا۔ "دنیا میں مجھ جیسا ذلیل اور کمینہ باپ شاید ہی کوئی
نہیں جانتا کہ اب میرا کیا حشر ہوگا...... میرے خیال میں مجھے خودکشی کر لینا چاہیے۔"

"آپ خودکشی کر کے اپنی بیوی اور بچوں کو اور بڑی مصیبت میں ڈالنا چاہتے ہیں؟"

"کیا کروں آپ ہی بتائیں......؟" اس نے بڑی بے بسی سے عقرب کی طرف دیکھا۔

"سب سے پہلے آپ خودکشی کا خیال دل سے نکال دیں...... اس کے بعد ایک لاکھ روپے کا
...یں۔ کیا آپ ایک لاکھ روپے کا بندوبست کر سکتے ہیں؟" عقرب نے پوچھا۔

"ایک لاکھ روپے کا بندوبست کس لیے......؟" اس نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

"اس لیے کہ آپ کی ہاری ہوئی دس لاکھ کی رقم معہ سود حاصل کی جا سکے۔ یعنی تیس لاکھ

"ایک دوست سے ایک لاکھ کیا دو لاکھ کی رقم بھی قرض لا سکتا ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس
...والی رقم کیسے جیتی جا سکتی ہے؟ جب کہ میں دس لاکھ کی رقم سے دس ہزار بھی جیت نہیں سکا۔
اگر میں قرض کی رقم بھی ہار گیا تو کیا ہوگا؟"

"اچھا آپ یہ بتائیں کہ کیا اس سوٹ میں روزانہ جوئے کی محفل جمتی ہے؟"

"ہاں۔" اس نے سر ہلایا۔ "رات آٹھ بجے سے صبح آٹھ بجے تک یہ محفل جمائی جاتی ہے۔"

"آپ کو ایک لاکھ سے تیس لاکھ کی رقم جیت کر دوں گا......" عقرب نے کہا۔ "لیکن میری

...سا ہو کر عقرب کی شکل دیکھنے لگا۔ "یہ کیسے ممکن ہے......؟"

"کوئی چیز بھی ناممکن نہیں ہے۔ شرط کوشش کرنے کی ہے۔" عقرب نے جواب دیا۔

"کیا آپ تاش کے کھیل سے واقف ہیں؟" اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"...پر آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میں آپ کو تیس لاکھ روپے جیت کر دوں گا۔ آپ کو آم
...ہونا چاہیے......؟ آپ کو رقم چاہیے یا نہیں......؟" عقرب نے تیزی سے کہا۔

"چاہیے جی......" اس نے سر ہلایا۔ "مجھے تیس لاکھ روپے نہ سہی۔ میرے دس لاکھ روپے
...کافی ہیں۔ بالفرض آپ مجھے تیس لاکھ روپے جیت کر دیں گے تو میں لینے سے انکار
...آپ سے ایک بات پوچھوں اگر آپ کوئی خیال نہ کریں......؟" آپ مجھے بیس لاکھ
...اکر دے رہے ہیں جب کہ یہ بہت بڑی رقم ہے؟ مصیبت کے وقت دولت مند سے
...لاکھ کیا دو سو روپے بھی نہیں دیتا ہے۔ بیس بیس روپے کے لیے قتل اور خون خرابا بھی
...کیوں آپ کی یہ دریا دلی میرے دل میں طرح طرح کے شبہات پیدا کر رہی ہے۔
...ہوتا تو شاید ایسی سخاوت نہیں کرتا۔ آپ مجھے اس صاف گوئی کے لیے معاف رکھیں۔"

اس نے کہا۔

"اس لیے کہ مجھے رقم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس اللہ کا دیا اتنا
نہیں کر سکتے۔" عقرب نے کہا۔ "میں تیس لاکھ سے اوپر جتنی رقم ہوگی صرف وہ
بات یہ ہے کہ ایسی دولت جو اس راستے سے آتی ہے وہ فساد کی جڑ بن جاتی ہے۔ جس
طرح چلی بھی جاتی ہے۔ میں تیس لاکھ کی بجائے دس لاکھ بھی جیت کر دے سکتا ہوں لیکن
رقم اس لیے جیتنا چاہتا ہوں کہ ان جواریوں کو سبق دیا جائے۔ جنہوں نے مل کر آپ کو لو
آپ نے جس صاف گوئی سے کام لیا ہے اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔
بہت پسند کرتا ہوں جو ہر حال میں سچ بولتے ہیں۔ ہمارے ہاں شاید ہی کوئی سچ بولتا
تک یہی حال ہے ریاکاری اور منافقت قدم قدم پر ہے۔ آپ کے شبہات
ہیں۔ آپ شاید یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ کہیں میں اس بہانے ایک لاکھ روپے ہڑپ نہ
؟ میرا خیال درست ہے؟ اندازہ صحیح ہے؟"

وہ ششدر سا رہ گیا۔ پھر اس نے چند ثانیوں کے بعد کہا۔ "اصل بات یہ ہے کہ
جو چوٹ پڑی ہے اس نے مجھے مشکوک بنا دیا ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ قرض کی ایک لاکھ
نذر ہو گئی تو میں کہاں جاؤں گا؟ کیسے ادا کروں گا۔ اگر آپ کسی بہانے سے لے اڑے
نہیں رہوں گا۔"

"آپ میری ذات پر بھروسا رکھیں۔ میں آپ کو کوئی دھوکا نہیں دوں گا..... اگر
کے مکان کی نہ ہوتی اور آپ کی دو لڑکیوں کی شادی کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں آپ کی کوئی مدد

"جانے کیوں میرا دل کہہ رہا ہے کہ آپ پر اعتماد کروں..... ایک لاکھ روپے کا
ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔" اس نے کہا۔ "اچھا یہ بتائیں۔ کہیں آپ نوسر باز تو نہیں ہیں؟"

"نہیں..... میں نوسرباز نہیں ہوں۔ کوئی نوسر باز شاید ہی اتنی بڑی رقم
سکے۔" عقرب نے کہا۔

"میں جن جواریوں کے ساتھ کھیل کر اٹھا ہوں مجھے ان پر شک ہے کہ وہ نوسرباز
جواری ہیں۔"

"وہ نوسرباز ہوں یا کوئی اور..... میرے لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔"

"ٹھیک ہے..... میں شام کے وقت ایک لاکھ کی رقم لے کر پہنچ رہا ہوں۔" اس نے

"میری ایک شرط ہے۔ یہ بات میں نے آپ سے پہلے بھی کہی تھی۔ اس صورت
رقم جیت کر دوں گا کہ آپ اس شرط کو پورا کریں۔ اس پر کاربند رہیں....." عقرب نے کہا۔

"آپ کی کیا شرط ہے؟" اس نے تعجب خیز نظروں سے عقرب کی طرف دیکھا۔

"میری شرط یہ ہے کہ آپ آج سے کبھی تاش کے پتوں کو ہاتھ نہیں لگائیں گے
گے؟"



نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد کہا۔ "مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔"

"آپ کو برسوں سے جوا کھیلنے کی لت پڑی ہوئی ہے جس نے آپ کے گھر میں تلخی اور بدمزگی
ہے۔ آج آپ نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا۔ اس جوئے کی لت نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں گھر اجاڑ

"یہ بات آپ کیسے جانتے ہیں کہ میں ایک عادی جواری ہوں؟" اس نے ششدر ہو کر عقرب
تھی۔ "یہ آپ کی اور میری پہلی ملاقات ہے۔ آپ مجھے جانتے ہیں نہ میں آپ کو جانتا

عادی جواری ہی اتنا بڑا جوا کھیل سکتا ہے۔ جو وقت گزاری اور تفریح کی غرض سے کبھی تاش
جاتے ہیں وہ ایک ہزار روپے سے بھی جوا نہیں کھیلتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنی حلال کمائی عزیز
حرام کمائی والے اس لیے جوا کھیلتے ہیں کہ انہیں رقم جانے کی فکر نہیں ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہ رقم
کی نہیں ہوتی ہے۔"

"لیکن یہ بات آپ کیسے جانتے ہیں کہ اس کھیل کی وجہ سے میری گھریلو زندگی میں تلخی اور بدمزگی
ہے۔" اس نے متعجب نظروں سے دیکھا۔ "میں نے تو آپ کو یہ بات نہیں بتائی تھی؟"

"شراب نوشی، جوا اور بدکاری کو کوئی عورت پسند نہیں کرتی ہے نہ یہ باتیں گھر والوں سے ڈھکی
ہیں۔ اس لیے گھر کی فضا میں تلخی گھل جاتی ہے۔ برائی، برائی ہوتی ہے۔ اسے کوئی بھی پسند
" عقرب نے کہا۔ "ظاہر ہے آپ کی بیوی کو آپ کا جوا کھیلنا بالکل پسند نہیں ہوگا ورنہ
میں نے اسی طرح اندازہ لگایا۔"

"آپ بہت ذہین شخص ہیں۔" اس نے کہا۔ "آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا کہ آپ کون ہیں؟
ہے؟ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟" اس نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

"آپ نے اس کی مہلت ہی نہیں دی۔" عقرب مسکرایا۔ "اس خاکسار کو عقرب کہتے ہیں۔ میں
ملک کی سیر و سیاحت کے لیے نکلا ہوں۔ لاہور میں ایک دو دن قیام کرنے کے بعد کراچی
ارادہ ہے۔ میں لاہور بھی پہلی مرتبہ آیا ہوں اور کراچی شہر بھی پہلی بار جاؤں گا۔"

نام افضال ہے۔" اس نے اپنا تعارف کرایا۔ "میں ایک نجی فرم میں ملازمت کرتا ہوں۔"

نے اپنے اور اس کے لیے ناشتا کمرے میں ہی منگوا لیا۔ ناشتے کے دوران ان کے
باتیں ہوتی رہیں۔ افضال دس لاکھ کی رقم ہار جانے سے بہت افسردہ اور دل برداشتہ تھا۔ اس
چہرے پر رنج و الم کی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔ اسے عقرب کی بات کا یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے
رقم جیت کر دے گا۔ وہ کوئی ایک گھنٹے کے بعد یہ کہہ کر چلا گیا کہ شام کے وقت ایک لاکھ کی
رہا ہے۔

افضال کے جانے کے بعد عقرب سو گیا۔ وہ مغرب سے پہلے بیدار ہوا۔ ٹھیک آٹھ بجے افضال
کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ وہ ایک لاکھ روپے اپنے کسی دوست سے قرض لے کر

آیا تھا۔ پھر دونوں رات کا کھانا کھانے کے لیے ڈائننگ ہال میں آئے اور کونے والی میز پر
افضال نے مخالف سمت کے گوشے میں جو میز تھی اس طرف اشارہ کیا۔ عقرب نے
پر پانچ آدمی رات کا کھانا کھانے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی بات پر ہنس رہے اور قہقہ
۔ یہ لوگ اپنی وضع قطع اور چہرے مہرے سے ہائی سوسائٹی کے بدمعاش لگ رہے تھے۔
افضال نے سفید شرٹ اور سفید پتلون میں ملبوس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
نام شہباز بٹ ہے۔ بہت بڑا بزنس مین ہے۔ یوں تو کپڑے کا ایکسپورٹر ہے۔ کام کپڑ
اس کی آڑ میں یہ اسمگلنگ کا کام کرتا ہے۔ چاروں اس کے دوست ہیں اور دولت مند ہیں
جرائم کی دنیا کے باشندے...... شہباز بٹ ہی جوئے کی محفلیں جماتا ہے اس نے اسی ہوٹل
ہوا ہے اس کا مالک چونکہ اس کا دوست ہے اس لیے ہوٹل میں جوا کھیلنے، شراب نوشی اور عور
اجازت دی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ وہ اور بھی جگہوں پر اور اپنی کوٹھی میں بھی رنگین اور جو
جماتا رہتا ہے۔''

''زیر زمین دنیا کے لوگ اسی قماش کے ہوتے ہیں۔'' عقرب نے کہا۔ ''ہوٹل کا مالک
ساتھی ہوگا اس لیے اس نے شہباز بٹ کو ہر بات کی اجازت دے رکھی ہے۔ ورنہ ہوٹلوں میں
ان خرافات کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی ہے۔''

''اس شہر میں ایسے ہوٹلوں کی کوئی کمی نہیں ہے جہاں مختلف قسم کے گورکھ دھند
ہوں۔'' افضال نے کہا۔ ''مفاد پرستوں نے اپنے ہوٹلوں کا ماحول پراگندہ کررکھا ہے۔''

عقرب نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ افضال نے جو کچھ کہا تھا اس میں بڑی صدا
حقیقت تھی کہ اس شہر کے کچھ ہوٹلوں میں کیا کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ایسے ہوٹل مافیا اور پولیس کی کا
سرپرستی میں چل رہے تھے۔ ان کے خلاف کوئی اس لیے نہیں بولتا تھا کہ لوگوں کو اپنی زندگی عزیز
عقرب، شہباز بٹ اور اس کے دوستوں کی طرف دیکھتا اور ان کے ذہن پڑھتا رہا،
کون ہیں۔ کیا ہیں۔ سب کچھ اس کے علم میں آچکا تھا۔ اسے دور جانے اور کسی سے پوچھنے کی
تھی۔ اس نے اپنے علم سے اتنا کچھ معلوم کرلیا تھا کہ کوئی بھی اس کا پچیس فیصد بتا نہیں سکتا تھا
رگ رگ سے واقف ہوچکا تھا۔

''آپ کیا سوچنے لگے ہیں......؟'' افضال نے عقرب کے چہرے پر نظریں مرکوز کر
''کچھ نہیں......'' عقرب نے خیالوں کی دنیا سے نکل کر اس کی طرف دیکھا۔'' کہا۔
وہ لوگ فراغت پالیں تو آپ مجھے ان کی میز پر لے جاکر میرا ان سب سے تعارف کرا
بارے میں بتانا کہ یہ میرے دوست ہیں جو سوات سے کاروبار کے سلسلے میں لاہور آئے
بھی جارہے ہیں۔ سوات میں ان کی زمینیں اور باغات بھی ہیں۔ تاش کے کھیل خصوصاً رمی
بڑے رسیا ہیں۔ پھر شہباز بٹ مجھے بھی کھیلنے کی دعوت دے گا۔ دراصل میں یہ چاہتا ہوں
پہلے ان لوگوں سے متعارف ہوجاؤں اور گھل مل بھی جاؤں۔''



وہ لوگ کھانا کھا چکے اور چائے پی رہے تھے تب افضال، عقرب کو ان کی میز پر لے گیا۔
س طرح کہا اس طرح اس نے عقرب کا تعارف شہباز بٹ اور اس کے ساتھیوں سے کرایا۔
اور اس کے دوستوں نے بڑی گرم جوشی سے عقرب کا خیر مقدم کیا۔ ہر ایک نے باری باری ان
مصافحہ کیا۔ پھر اسے چائے پینے اور کھیلنے کی دعوت دی تو عقرب نے رسمی طور پر قبول کرلی۔ وہ
کر ان سے فری ہو کر باتیں کرتا، ان کے سوالات کے جواب دیتا اور چائے پیتا رہا۔
پینے کے بعد سب اٹھے اور لفٹ سے اوپر آئے۔ شہباز بٹ اپنے دوستوں کو لے کر اپنے
گیا۔ عقرب اپنے کمرے میں آگیا۔ افضال ایک لاکھ کی رقم جو لایا تھا وہ پانچ سو اور ہزار
نوٹوں کی شکل میں تھی۔ ایک بریف کیس میں لے کر اس خیال سے آیا تھا کہ تیس لاکھ روپے کی
کے لیے بریف کیس کی ضرورت پڑے گی۔

دیر کے بعد افضال اور عقرب شہباز بٹ کے کمرے میں تھے۔ صرف ایک افضال تماش بین
روع ہوا۔ تین چار بازیاں ہوئیں تو عقرب پچاس ہزار کی رقم ہار گیا۔ یہ دیکھ کر افضال کی
ہونے لگی۔ کمرہ ایئر کنڈیشنڈ ہونے کے باوجود اس کے پسینے چھوٹ گئے اور ہاتھ پیر
نے لگے۔ اسے یہ دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی اور عقرب پر غصہ بھی آرہا تھا کہ عقرب بہت
اور بڑے اطمینان سے کھیل رہا تھا۔ وہ ناامید سا ہوگیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ یہ ایک لاکھ روپے
وہ یہ رقم دو دن کے لیے ایک دوست سے قرض لے کر آیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ عقرب ساری
لیا ہوگا؟ عقرب نے بڑھ ہانکی تھی کہ تیس لاکھ روپے جیت کر دے گا۔ جب کہ اس نے ایک
نہیں جیتی تھی اور پچاس ہزار کی رقم ہار بیٹھا تھا۔ کھیل سست رفتاری سے ہو رہا تھا۔ ابھی اس میں وہ
نہیں آئی تھی جو اس کھیل کا خاصہ تھا۔ عقرب بھی بہت محتاط ہو کر کھیل رہا تھا۔

اور اس کا ایک دوست نجم خان اس وقت کھیل پر چھائے ہوئے تھے اور وہ دونوں جیت
کوئی کوئی بازی عقرب کے علاوہ دوسرے جیت رہے تھے بلکہ انہیں دانستہ جتایا جا رہا تھا۔ نجم
بٹ نوسرباز تھے۔ وہ جسے جو پتا دینا چاہیں دے سکتے تھے اور دے رہے تھے۔ انہوں نے
بازیاں ہاری بھی تھیں۔ پہلے وہ اس لیے بھی بازی ہارتے تھے کہ کہیں ساتھ کھیلنے والوں کو ان
جائے کہ وہ نوسرباز ہیں۔ عقرب نے ان دونوں کے ذہن کو پڑھ کر جان لیا تھا کہ کل شہباز
نے افضال کی دس لاکھ کی رقم پر ہاتھ صاف کیا ہے۔ اپنے ہاتھ کی صفائی دکھائی ہے۔
وہ ہر شخص دس دس لاکھ کی رقم لے کر کھیلنے کے لیے بیٹھا تھا۔ اس کھیل میں حصہ لینے کی شرط
پانچ لاکھ کی رقم اس کے پاس ہو۔ کسی نے عقرب سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ کتنی رقم سے اس
لے رہا ہے۔ اس کے پاس بریف کیس دیکھ کر یہ لوگ سمجھے کہ پانچ دس لاکھ کی رقم تو

جو بازی ہو رہی تھی اس کے پتے نجم خان نے بانٹے تھے اس نے شہباز بٹ کو تین نہلے
لوگوں کو چھوٹے راؤنڈ دیے تھے۔ اس نے عقرب کو تین چھکے دیے تھے اس نے جو پتے

لیے تھے وہ کچھ نہ تھے۔ کھیل میں تیزی اور گرمی آ گئی۔ سب سے پہلے نجم خان نے
دیئے اس کے بعد عقرب اور شہباز بٹ کے سوا تینوں نے پانچ چھ چالیں چلنے کے بعد
پھینک دیئے تھے انہوں نے عقرب اور شہباز بٹ کی ڈبل چالوں سے اندازہ کر لیا تھا
پاس بڑے پتے ہیں۔

افضال خان یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ عقرب نے اس بازی پر ساٹھ ہزار
تھے۔ جب کہ عقرب کے پاس پچاس ہزار کی رقم بچی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ
ہے۔ عقرب کے پاس رقم کہاں سے آئی۔ جب عقرب نے ڈبل کہہ کر چالیس ہزار کی
افضال اچھل پڑا۔ وہ یہ دیکھ کر تحیر زدہ ہو رہا تھا کہ بریف کیس میں سے رقم نکلتی ہی جا
نے بریف کیس گود میں رکھا ہوا تھا۔ جب کہ وہ ایک لاکھ روپے لے کر آیا تھا۔

پتوں پر جو نشان لگے تھے۔ وہ صرف نجم خان اور شہباز بٹ کے علم ہی میں تھے۔
شہباز بٹ کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ عقرب کے پاس کون کون سے پتے ہیں اور پھر ا
غیر محسوس انداز سے مخصوص اشاروں سے بتا بھی دیا تھا۔ نجم خان اس سے بھی کہیں ماہر
ایک لاکھ روپے کی چال چلی تو عقرب نے دو لاکھ روپے کی چال چل دی۔ ادھر افضال
ہوتے رہ گیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ
کیس میں اپنی رقم رکھی ہو۔ لیکن اس نے عقرب کو کوئی رقم بریف کیس میں ر
دیکھا۔ کیوں کہ کمرے میں آنے کے بعد وہ ایک لمحے کے لیے عقرب سے جدا نہیں ہوا تھا

آخر کار عقرب نے جو دو لاکھ روپے کی چال چلی تھی اس نے شہباز بٹ کو دل
تھا۔ اس نے اپنے پتے اٹھا کر دیکھے۔ پھر اس نے پتے رکھ کر اپنے بریف کیس میں سے
نوٹوں کی چار گڈیاں نکال کر چار لاکھ کی ڈبل چال دی۔ جب عقرب نے آٹھ لاکھ کی چال
تو بے ہوش ہو گیا۔ کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ البتہ شہباز بٹ کا ماتھا ٹھنکا۔ ادھر
گیا کہ کہیں عقرب کے پاس تین اکے تو نہیں آ گئے۔ لیکن اکے اور دوسرے بڑے پتے
دکھائی دے رہے تھے۔ عقرب کے پتوں پر چھکے کے نشان تھے پھر بھی اس نے شہباز
وہ شو لے لے۔

شہباز بٹ نے آٹھ لاکھ روپے میز پر ڈال کر شو مانگا۔ اسے شو لیے بغیر چارہ بھی نہ
اس کے پاس رقم ختم ہو رہی تھی۔ مزید چال کے لیے اس کے پاس رقم نہیں تھی۔ جب
شو کئے تو یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑا کہ عقرب کے پاس تین دہلے ہیں جب اس نے اپنے پتے
چھکے نکلے۔ اس کا دماغ چکرا سا گیا۔ ایں...... یہ کیا ہو گیا؟ تین دہلے اس کے پاس تھے
پاس کیسے اور کیوں کر آ گئے؟ عقرب نے کہیں نظریں بچا کر اس کے کارڈ تو نہیں بدل
سے...... ایسا ناممکن تھا کیوں کہ عقرب اس کے مقابل بیٹھا تھا اور میز پر ان کے درمیان نوٹوں
کا ڈھیر تھا۔ عقرب نے کارڈ شو ہونے کے بعد رقم اٹھا کر بریف کیس میں رکھی۔



خان بھونچکا سا ہو گیا۔ اس پر سکتے کی سی کیفیت چھا گئی کہ یہ کیسے اور کیوں کر ہو گیا۔ اس نے
ایسی فاش غلطی نہیں کی تھی۔ دہلوں کے پتوں پر جو نشان تھے، چھکوں کے پتوں پر جو نشان تھے
ان کے دھوکا کھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ جتنا سوچ رہا تھا اتنا ہی الجھتا جا رہا تھا۔ اس کا
سوچ سوچ کر ماؤف ہونے لگا۔

کھیل شروع ہوا۔ افضال کو ہوش آ چکا تھا۔ ادھر اندر ہی اندر نجم خان اور شہباز بٹ، عقرب کی
پر غار کھا رہے تھے کڑھ رہے تھے۔ عقرب نے یہ بہت بڑی بازی جیتی تھی۔ جس کی انہیں توقع
عقرب دو تین بازیاں ہار گیا۔ اس نے ان بازیوں میں ڈیڑھ لاکھ روپے ہار دیئے۔

کھیل میں صبح کاذب تک نشیب و فراز آتے رہے ہار اور جیت کسی کسی کا مقدر بنتی رہی۔ آخری
شروع ہوا۔ اس بازی کے بعد کھیل کا اختتام تھا۔ شہباز بٹ نے سب کی نظریں بچا کر پتے بدل
نے اپنے آستین سے تین اکے نکالے۔ نجم خان نے جو پتے دیئے تھے وہ بیگم تھیں جو شہباز
جیب میں رکھ لیں۔ آخری کھیل میں بڑی گرمی رہی۔ کیوں کہ ہر ایک کے پاس بڑے بڑے
اور ٹوٹے دو ٹرائل تھے۔ آخر میں سخت مقابلہ عقرب اور شہباز بٹ کے درمیان ہونے لگا۔ چال
روپے تک چلی گئی۔ آخر عقرب نے بارہ لاکھ روپے میز پر ڈال کر شو لی۔ شہباز بٹ نے جب
شو کیے تو اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ کیوں کہ وہ تین تکیاں تھیں۔ عقرب کے پاس
تھے۔ شہباز بٹ اور نجم خان کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ آج یہ کیا ہوا ہے۔ تین اکے تین تکیوں
بدل گئے۔ افضال اور عقرب انہیں حیران و پریشان چھوڑ کر اپنے کمرے میں آ گئے۔

عقرب اور افضال نے مل کر رقم گنی۔ کل رقم بتیس لاکھ تیس ہزار تھی۔ عقرب نے تیس لاکھ کی رقم
کر باقی رقم خود رکھ لی۔ اس خیال سے کہ کوئی ضرورت مند مل گیا تو وہ اس رقم سے اس کی مدد
افضال پر حیرت اور سرشاری کی ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ اسے یہ سب کچھ کسی سہانے
طرح لگا تھا۔ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ عقرب اسے تیس لاکھ کی رقم بھی جیت کر دے سکتا ہے۔

کمرے میں آنے کے بعد افضال منہ دھونے ملحقہ غسل خانے میں چلا گیا۔ عقرب نے کچن میں
کے چائے اور سینڈوچز منگوائے۔ افضال نے چائے پیتے ہوئے عقرب سے کہا۔ ”میں اگر
پوچھوں تو اس کے بارے میں سچ سچ بتائیں گے؟ کوئی بات چھپائیں گے تو نہیں......؟“
”آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟“ عقرب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”کیا یہ کافی نہیں ہے کہ
وعدہ پورا کر دیا۔“

”آپ نے آپ کو صرف ایک لاکھ کی رقم بریف کیس میں رکھ کر دی تھی۔“ وہ کہنے لگا۔ ”آپ
کی رقم تین چار بازیوں میں ہار چکے تھے پھر ایک جو بڑی بازی ہوئی اس میں آپ نے لاکھوں
میری عقل حیران ہے کہ وہ رقم کیسے اور کہاں سے بریف کیس میں آ گئی......؟“

”اصل بات یہ ہے کہ میں نے تھوڑی بہت شعبدہ بازی ایک شعبدہ باز سے سیکھی ہوئی
یہ اس کا کمال تھا۔ وہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں بریف کیس سے رقم نکال کر میز پر ڈال رہا

ہوں۔ یہ نظروں کا دھوکا تھا۔"

"میں نے کھیل کے دوران بڑے غور سے تاش کے پتے دیکھے تو ان پر مختلف ایسے
ہوئے تھے جو ہر کسی کو نظر نہیں آسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بات بھی نوٹ کی کہ نجم خان
بٹ نوسر باز بھی ہیں۔ جب بھی آپ نے اپنے پتے دیکھے میں نے بھی انہیں دیکھا تھا۔ لیکن
ہوا وہ شہباز بٹ یا نجم خان کے پاس سے نکلے اور آپ کے پاس دوسرے پتے تھے۔ ان پتوں
کو جتوا دیا۔ یہ پتے کیسے بدل گئے؟"

"میں نے آپ سے کہا نا کہ یہ سب شعبدہ بازی تھی۔ اب آپ ان سب باتوں کو
سیدھا اپنے گھر جائیں۔ اس رقم کو لے جا کر بینک کے کھلتے ہی اسے لاکرز میں رکھ دیں
سے رہ سکے۔" عقرب نے کہا۔ "اسے فوری طور پر کام میں لائیں۔ اگر آپ نے اس رقم
پھر یہ رقم ہاتھ سے چلی جائے گی۔"

تھوڑی دیر کے بعد افضال جانے کے لیے اٹھا۔ اس نے عقرب کو اپنے گھر کا پتا دیا
وقت اس کے ہاں ضرور آئے۔ اس کی بیوی اور بچوں کو اس سے مل کر بہت خوشی ہوگی۔ عقرب
سے پتا لیتے ہوئے کہا کہ وہ وعدہ نہیں کرتا ہے۔ اگر اسے موقع ملا تو وہ حاضر ہو جائے گا۔

جب افضال لفٹ سے نیچے آیا تو اس کی خوشی سے ایک عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی۔
نہیں تھا کہ اس وقت اس کے پاس پورے تیس لاکھ روپے ہیں۔ لاؤنج میں صوفے پر نجم خان
بٹ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اسے دیکھتے ہی وہ چونکے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس

"مسٹر افضال! کیا خیال ہے اگر ایک کپ چائے پی لی جائے؟" شہباز بٹ نے کہا۔

افضال نے بادل نخواستہ کہا۔ "چلیے...... ویسے میں ابھی سینڈوچ کھا کر اور چائے
ہوں۔"

وہ ریسٹورنٹ میں آ کر ایک خالی گوشے میں بیٹھ گئے ہال میں صرف دو میزوں پر دو
ہوئے تھے سارا ہال خالی پڑا تھا۔ نجم خان نے ویٹر کو چائے کا آرڈر دینے کے بعد
پوچھا۔ "تمہارے دوست نے کل کتنی رقم جیتی......؟"

"بیس لاکھ روپے......" افضال کے منہ سے غیر ارادی طور پر نکل گیا۔ اسے پچھتاوا
نے کیوں بتایا۔

"کیا اس بریف کیس میں وہ جیتی ہوئی رقم ہے؟" نجم خان نے بریف کیس کی طرف اشارہ

"جی ہاں...... جی نہیں...... جی ہاں۔" افضال گڑبڑا سا گیا۔ "وہ رقم میرے پاس
لگی۔ وہ مجھے اتنی بڑی رقم جیت کر کس لیے دے گا...... یہ اس کی جیت ہوئی تھی۔ میری نہیں۔"

"تم اصل بات ہم سے چھپا رہے ہو......" شہباز بٹ نے اسے گہری نظروں سے گھورتے

"اگر میں آپ سے کوئی بات چھپا رہا ہوں تو آپ کو اس بات پر اعتراض کیوں
نے خود پر قابو پا کر کہا۔ "اگر وہ رقم جیت گیا تو یہ اس کی قسمت...... کل میں دس لاکھ روپے



کمال کیا؟"

"ہاں بھئی...... یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے۔" نجم خان نے شہباز بٹ کے پیر پر اپنا پیر مارتے ہوئے
ل میں ہار جیت ہوتی رہتی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کل تم اسے میرے گھر پر لے آؤ۔ تاش
لیے...... لیکن وہ پورے تیس لاکھ کی رقم لے کر آئے۔ اگر وہ آ گیا تو ہم تمہیں تیس لاکھ کا دس
دیں گے۔"

"آپ لوگ پھر ہار جاتے ہیں تو کیا اس صورت میں بھی مجھے تین لاکھ کمیشن ملے گا؟"

"ہاں......" شہباز بٹ نے کہا۔ "ہاریں یا جیتیں یہ ہمارا مسئلہ ہے وہ تیس لاکھ کی رقم لے کر

"مجھے منظور ہے۔" افضال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس شرط پر کہ مجھے رقم پیشگی مل

"جب تم اسے رقم کے ساتھ لے کر پہنچو گے ہم تمہیں پیشگی رقم دے دیں گے۔" نجم خان نے
اسے میرے ہاں چھوڑ کر پچھلے راستے سے کھسک جانا...... پھر ہم جانیں اور ہمارا کام۔"

"کہیں آپ لوگ اسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچائیں گے؟" افضال نے اپنے خوف کا اظہار کیا۔

"نہیں...... ہم اسے صرف کھیل میں شریک کریں گے...... میرے گھر پر کچھ کروڑ پتی محفل جمانے

تھوڑی دیر کے بعد وہ تینوں اٹھے اور ہوٹل کی عمارت سے باہر آئے تو نجم خان نے کہا۔ "تم ہمارے
ی میں چلو...... ہم تمہیں تمہارے گھر پر ڈراپ کر دیں گے۔ تمہارا گھر راستے میں تو آتا ہے۔"

افضال بادل نخواستہ ساتھ ہو لیا۔ نجم خان نے گاڑی میں اسے اپنے ساتھ اگلی نشست پر بٹھا لیا۔
پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ گاڑی چلاتے ہوئے نجم خان نے کہا۔ "میں نے اپنی زندگی میں ایسا
نہیں دیکھا۔ ہماری محفل میں آج تک کوئی اتنی بڑی رقم جیت کر نہیں اٹھا۔ وہ مقدر کا سکندر

"لیکن ایک بات جو میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ میرے کارڈ بدل کر اس کے پاس کیسے چلے
جب کہ وہ میرے مقابل بیٹھا تھا۔ اگر وہ میرے پاس بیٹھا ہوتا تو میں یہ سمجھتا کہ اس نے کوئی
ائی ہے۔" شہباز بٹ نے حیرت سے کہا۔ "اتنے فاصلے سے اور اتنے لوگوں کے سامنے وہ
ائی دکھانے سے رہا۔"

"شاید آپ کو نظروں کا واہمہ ہوا ہو؟" افضال نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

"یہ واہمہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ میرے نہ صرف کارڈ بلکہ ان کے نمبر بھی بدل گئے۔" شہباز بٹ

"میرا خیال ہے کہ وہ کوئی بازی گر تھا بلکہ ہے یا پھر بہت ہی بڑا نوسر باز...... جب بھی اس نے
اس نے بڑی بازی جیتی...... میں کوئی بچہ نہیں جو دھوکا کھا جاؤں۔" شہباز بٹ بولا۔

"آپ نے کھیل کے دوران شراب بھی تو بہت زیادہ پی تھی۔" افضال نے کہا۔ "شا...
نشے میں آپ کارڈ کو ٹھیک سے نہ دیکھ سکے ہوں۔ آنکھوں کے سامنے دھند چھائی رہی ہو۔"

"کیا میں نے زندگی میں پہلی بار شراب پی تھی؟" شہباز نے بگڑ کر کہا۔ "میں کھیل...
خوب پیتا ہوں۔ جب تک شراب نہ پیوں اس وقت تک کھیل میں مزا ہی نہیں آتا ہے۔...
خوب پی کر کھیلتا ہوں اور میرے ہوش و حواس قابو میں رہتے ہیں۔ میں آج تک ہارا بھی نہیں...

"میں نے جو ایک بات نوٹ کی وہ یہ کہ آپ کو جھونکے آ رہے تھے۔ اور پلکیں بار...
جا رہی تھیں۔" افضال نے کہا۔ "ایک دو مرتبہ آپ کے ہاتھ سے گلاس چھوٹتے چھوٹتے بھی بچا...

"اس کے باوجود میں ٹھیک ٹھاک کھیلتا رہا ہوں۔ میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے...
بٹ بولا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ کھیل بہت صاف ستھرا ہوتا رہا۔ آپ کے...
بھی کوئی شکایت یا کسی بات پر اعتراض نہیں کیا۔ جب کہ وہ بھی لاکھوں کی رقم ہار کر اٹھے...
صاحب بھی تو شاید جیتے ہیں۔ آپ نے بھی تو دو ایک بڑی بازیاں جیتی ہیں؟" افضال نے...

"میں صرف پچیس ہزار روپے جیتا ہوں۔" نجم خان نے جواب دیا۔ "شہباز بٹ...
لاکھ روپے ہار چکے ہیں چھبیس لاکھ بہت بڑی رقم ہوتی ہے شہباز بٹ نے کبھی اپنی زندگی میں...
روپے نہیں ہارے۔ یہ بہت بڑی ہار ہی نہیں بلکہ چوٹ بھی ہے۔"

نجم خان نے یک لخت گاڑی ایک ویرانے میں روک لی تو افضال نے حیرت سے نجم خان...
دیکھی۔ پھر وہ خوف زدہ لہجے میں بولا۔ "آپ نے گاڑی یہاں کس لیے روکی ہے؟"

"اس لیے کہ ہم تمہارا بریف کیس چیک کریں۔" شہباز بٹ نے تیز لہجے میں کہا۔ "...
کیس لاؤ مجھے دے دو۔"

"نہیں...... میں بریف کیس نہیں دوں گا۔" افضال نے بریف کیس سینے سے چمٹا لیا۔

"کیوں بریف کیس نہیں دے رہے ہو......؟" نجم خان نے کہا۔ "کیا اس میں مال ہے...

"مال نہیں ہے بلکہ اس میں میری رقم ہے جو میں کھیلنے کے لیے لایا تھا۔ بڑا کھیل دیکھ کر...
نہیں ہوئی۔" افضال نے جھوٹ بولا۔ "آپ لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ میرا بریف کیس دیکھیں...

شہباز بٹ نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی کنپٹی پر رکھ دیا۔ "بریف کیس...
نہیں......؟"

"شہباز بٹ صاحب! کیا آپ میری رقم ہتھیانا چاہتے ہیں؟" افضال نے خوف...
پوچھا۔

"جانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میری ساری رقم اس بریف کیس میں ہے۔"...
نے کہا۔ "وہ تمہارا دوست نہیں کوئی بازی گر تھا۔ جس کی تم نے خدمات حاصل کیں تاکہ کل...
وہ معہ سود کے وصول کی جائے۔ تم دونوں نے جیت کی رقم ففٹی ففٹی کر لی۔ اگر ایک لاکھ کی رقم...



...ں کر دوں گا۔ اگر پندرہ بیس لاکھ کی رقم نکلی تو پھر تمہیں ایک پائی بھی نہیں دوں گا۔"

...ریحا بدمعاشی ہے جس کی مجھے آپ سے ہرگز امید نہیں تھی۔" افضال نے کہا۔

...اور بدمعاشی تو تم نے کی ہے افضال میاں!" نجم خان نے کہا۔ "اس لیے ہم یہ مال تمہیں
...ں دیں گے۔"

...اور بڑے بدمعاش تو آپ دونوں ہیں۔" افضال نے جرأت سے کام لیتے ہوئے
...نوں نوسر باز ہیں عقرب نے مجھے آپ دونوں کے بارے میں بتایا کہ آپ دونوں ہی
...اور تاش کی گڈی کے ہر پتے پر نشان لگے ہوئے ہیں جو ہر کوئی دیکھ اور پکڑ نہیں سکتا ہے۔ اس
...اں جو بھی کھیلنے آتا ہے وہ ہار کر جاتا ہے کیا یہ سچ نہیں ہے؟"

...ے دوست نے جب پتوں پر نشان دیکھے تو اس نے اعتراض کیوں اور کس لیے نہیں
...یں بدمعاشی اور نوسر بازی کا طعنہ دے رہے ہو۔ پہلے تم بریف کیس دو۔ پھر ہم تمہارے
...ں گے۔" اتنا کہہ کر نجم خان نے بھی اپنی جیب سے پستول نکال لیا۔ "تم نے سیدھی طرح
...ں دیا تو ہم تمہیں گولی مار کر یہاں پھینک دیں گے پولیس کے فرشتوں کو بھی پتا نہیں چلے گا
...نے اور کیوں قتل کیا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سوچ لو۔ تمہاری دو بیٹیوں کی شادی ہونے
...د کہ شادی گھر ماتم کدہ بن جائے۔"

...ے ہاتھوں میں پستول اور چہروں پر سفاکی اور آنکھوں میں قاتلوں جیسی درندگی دیکھ کر
...چھوٹ گئے وہ بری طرح دہشت زدہ ہو گیا۔ پھر اس نے خاموشی اور کانپتے ہاتھوں سے
...باز بٹ کی طرف بڑھا دیا۔

...نے فاتحانہ انداز سے مسکراتے ہوئے بریف کیس کھولا۔ اگلے ہی لمحے اچھل پڑا۔
...ے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ بریف کیس میں نوٹوں کے بجائے ردی بھری ہوئی
...ت لہجے میں افضال سے کہا۔ "یہ کیا ہے؟"

...ی نظر بریف کیس کے اندر نہیں پڑی تھی۔ وہ تو نجم خان کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے جواب
...پے ہیں۔"

...روپے نہیں بلکہ ردی ہے...... یہ دیکھو۔" شہباز نے غصے سے بریف کیس کو الٹتے

...ے......؟" افضال نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا اور اچھل پڑا۔ "میں تو رقم لے کر نکلا
...نے میرے ساتھ فراڈ کیا۔ میرے ایک لاکھ بھی لے گیا۔ وہ کوئی جعل ساز اور شاطر تھا۔"
...ہارا دوست ہے......" نجم خان نے ردی دیکھتے ہوئے کہا۔
... میرا دوست نہیں تھا...... میں بتاتا ہوں۔ اصل واقعہ کیا ہے؟"

☆......☆......☆

...ونوں ہوٹل پہنچے تو ہوٹل کے منیجر نے بتایا کہ عقرب نے تھوڑی دیر پہلے ہی ہوٹل چھوڑ دیا

ہے۔اس نے یہ بتایا کہ وہ سیر و تفریح کی غرض سے مری جا رہا ہے کیوں کہ اس کے نام
لاٹری نکلی ہے۔

"چلو...... ہم تینوں مری چلتے ہیں۔" شہباز بٹ نے تجویز پیش کی۔ "ہم چل کر
ہیں۔"

"میں مری نہیں جا سکتا کیوں کہ میں مرنے جا رہا ہوں۔" افضال نے کہا۔ "ایک
لوگوں نے مجھے دونوں ہاتھوں سے لوٹ لیا۔ میں دس لاکھ کی رقم ہار گیا...... اب یہ عقرب مجھ
روپے لے گیا۔ اب میں کہاں سے ایک لاکھ کی رقم لاؤں؟ دس لاکھ کی اتنی فکر نہیں جتنی ا
رقم کی ہے......"

"ٹھیک ہے تم مرو اور ہم مری جا رہے ہیں۔" نجم خان نے تند لہجے میں کہا۔

افضال کو گھر جاتے ہوئے یقین نہیں آ رہا تھا کہ عقرب اس کے ساتھ اتنا بڑا
ہے۔ ایک بہت ہی خوبصورت وجیہہ اور بہت ہی پیارا سا جوان شخص جس کے چہرے پر
اور سادگی تھی۔ اب یہ دنیا بھروسے کی نہیں رہی۔ اسے یاد آیا کہ جس وقت وہ منہ ہاتھ دھو
میں گیا تھا تب عقرب نے اس کے بریف کیس میں سے رقم نکال کر ردی بھر دی اور اس
ہی ہوٹل بھی چھوڑ دیا اور عیاشی اور تفریح کرنے مری چلا گیا۔

اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ کیا اسے پولیس اسٹیشن جا کر رپورٹ درج کرانی چاہیے کہ ا
رہزنی کی واردات ہوئی ہے۔ تین رہزن اس سے گیارہ لاکھ کی رقم چھین کر لے گئے ہیں۔
اخبارات میں شائع ہوگی۔ اس کی بیوی، کیا اس خبر اور اس کی اس بات کا یقین کر لے گی؟
نہ کرے۔ گھر میں صف ماتم بچھ جائے گی۔ اب آخری صورت یہ رہ جاتی ہے کہ وہ اپنا مکان
بچیوں کی شادی کر دے۔ باقی جو رقم بچے گی اس سے کوئی ایک فلیٹ قسطوں میں خرید لے
بھی نہیں ہے۔ لیکن وہ ایک لاکھ روپے کا فوری طور پر کہاں سے اور کیسے بندوبست کر سکتا

وہ کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا۔ اس کے دماغ میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ ہر سمت ا
اندھیرا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا ذہن اس بری طرح الجھ گیا اور اس قدر دل و دماغ میں
مکش ہو رہی تھی کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچ نہیں سکا۔ اس نے سوچا کیا گھر جانے سے بہتر ہے
میں جا کر ڈوب مرے۔

رکشا اس کے گھر کے دروازے پر پہنچ کر رکا تو اسے ہوش ہی نہیں تھا۔ رکشا وا
ٹوکا۔ "کیا اترنا نہیں ہے؟" تب وہ چونک کر رکشا سے اترا۔ رکشا والا اسے جانتا تھا
جب وہ رکشا والے کو کرایہ دے کر دروازے کی طرف بڑھا تو رکشا والے نے
کہا۔ "افضال صاحب! کیا بات ہے خیریت تو ہے۔ آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ
بریف کیس بھول کر جا رہے ہیں۔"

"اوہ......" افضال نے چونک کر اپنا بریف کیس رکشا سے اٹھا لیا۔ "بہت بہت



نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے سوچا کہ کیوں نہ وہ بریف کیس کو کسی نالے یا گٹر میں
اس میں ردی کے سوا کچھ نہیں بھرا تھا۔ اس کے بریف کیس سے جو ردی نکلی تھی وہ شہباز
اس کے بریف کیس میں رکھ دی تھی اور بریف کیس بند کر کے اس کی گود میں ڈال دیا تھا۔
ے بھرا بریف کیس کسی کام کا نہیں تھا اور اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی دروازے پر
وازہ فوراً کھل گیا۔ دروازے پر اس کی بیوی نگہت کھڑی تھی۔ اس نے رکشا کے رکنے کی
لی سے اسے دیکھ لیا تھا وہ اس کا سفید پڑا ہوا چہرہ اور آنکھوں سے برستی وحشت دیکھ کر
ٹی۔ جب وہ مرے مرے قدموں سے اندر داخل ہوا تو نگہت نے دروازہ بند کر کے
چتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "لگتا ہے کہ آج تم جوئے میں بہت بڑی رقم ہار کر آئے ہو؟"
صرف رقم ہی نہیں بلکہ بہت کچھ ہار کر آیا ہوں۔ میرے ساتھ بہت بڑا فریب اور دھوکا ہوا
نے مردہ لہجے میں کہا۔ "میں بالکل تباہ اور قلاش ہو گیا ہوں۔ کہیں کا نہیں رہا۔"
ن سا نیک اور ثواب کا کام ہے۔" نگہت نے تنک کر کہا۔ "یہ ایک شیطانی کھیل ہے۔ یہ
ہے جس کی تمام شاخوں میں برائیوں کے پھل ہوتے ہیں زہر آلود پھل...... جو گھروں
تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔"
کہتی ہو......" افضال نے گہری سانس لی۔ "اب میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس
دیکھوں گا بھی نہیں اس کے قریب پھٹکوں گا نہیں...... میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔"
بس......" نگہت نے استہزائی لہجے میں کہا۔ "یہ بات تم کون سی نئی اور پہلی بار کہہ رہے
ے تمہارے پختہ ارادوں، وعدوں اور جھوٹی باتوں کو سن سن کر میرے کان پک چکے
تمہیں ان خیالات کا اظہار میرے سامنے کرنے کی ضرورت نہیں اسے اپنے ہی

لی کہ میں اپنے ارادے پر کس قدر سختی سے کاربند رہتا ہوں۔" افضال نے کہا۔
یک ان باتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ میرے مکان کی فروخت
تین دن ہو رہے ہیں تم اس رقم کو جبار صاحب سے لے کر نہیں آئے؟"
ب وہ رقم آج دیں گے......" افضال کے منہ سے غیر ارادی طور پر نکل گیا۔
بول رہے ہو تمہاری جھوٹ بولنے کی عادت نہیں گئی۔" نگہت نے ہذیانی لہجے میں
بار صاحب کو آج ٹیلی فون کیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ تین دن پہلے ہی رقم تمہیں دے
وہ رقم......؟"
وہ رقم انہوں نے مجھے دے دی تھی۔ میں نے ایک دوست کو بینک بیلنس سارٹی فیکٹ
ہے۔ "وہ کل شام تک مل جائے گی۔" اس نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔
اور چہرہ جھوٹ کی چغلی کھا رہا ہے۔ کبھی میں نے تمہارا ایسا چہرہ اور حلیہ نہیں
تنی ابتر ہو رہی ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم میرے مکان کی رقم جوئے میں ہار کر

آ رہے ہو۔خدا کے لیے سچ سچ بتاؤ کہ اصل بات کیا ہے۔کیا تم نے واقعی میری رقم
کردی......؟''

''نہیں......'' اس نے سر ہلایا۔''آخر تمہیں میری بات کا یقین کیوں نہیں آرہا ہے؟''

''اس لیے کہ تم نے کبھی مجھ سے سچ نہیں بولا۔'' نگہت نے تیز لہجے میں کہا۔''میں
بات کا یقین کروں۔میں آخر کب تک فریب اور دھوکے کھاتی رہوں؟''

''سنو......'' افضال نے بے جان لہجے میں کہا۔''مجھے اس وقت چائے کی طلب
ہورہی ہے۔سر پھٹا جارہا ہے میں اندر سے ٹوٹ رہا ہوں تم میرے لیے جلدی سے
آؤ......پھر میں تمہیں خدا کو حاضر وناظر جان کر سچ سچ بتاتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا واقعہ

''کیا یہ بات بھی سچ ہے کہ تم نے جمیل بھائی سے دو دن کے لیے ایک
لیے......؟''

''ہاں......'' اس نے سر ہلایا۔''یہ بات تمہیں کس نے بتائی؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا''

''جمیل بھائی کا رات ٹیلی فون آیا تھا۔وہ کہہ رہے تھے کہ تم سے کہہ دیں کہ کل
امانت پہنچادیں۔'' وہ بولی۔''کیا تم نے ان کی رقم بھی جوئے میں لگادی؟ وہ رقم بھی ہار

''ہاں......'' افضال بری طرح جھنجھلا گیا۔''کاش! جمیل نے مجھے قرض نہ دیا

''میں تمہارے لیے چائے بنا کر لارہی ہوں۔پھر میں تم سے باتیں کروں گی۔''
کمرے سے نکل گئی۔

نگہت جیسے ہی کمرے سے نکل کر گئی وہ دھپ سے بستر پر بیٹھ گیا۔جمیل کے
سن کر اس کی حالت اور غیر ہوگئی۔اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کر
دے۔کیا بہانہ کرے۔اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔اس وقت گھر میں بچے
ہیں صرف اس کی بیوی ہے۔کیوں نہ وہ چھت کے پنکھے میں رسی یا چادر ڈال کر اس کا
ڈال لے۔معاً اس کی نظر بریف کیس پر پڑی جو فرش پر اس کے پیروں کے پاس
بدن میں آگ لگ گئی جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔اس نے کھڑے ہوکر بڑے دکھ
کو ایک زبردست ٹھوکر لگائی۔پھر اسے اٹھا کر پاگلوں کی طرح فرش پر دے مارا
گیا۔جب وہ بریف کیس اٹھانے کے لیے جھکا تو اس کی آنکھیں حیرت سے
نہیں آیا۔بریف کیس میں سے ردی باہر نہیں آئی تھی بلکہ نوٹوں کی گڈیاں فرش پر
نے ایک ایک گڈی کو اٹھا کر دیکھا۔وہ نوٹوں کی گڈیاں تھیں۔ردی بالکل بھی
نہیں دیکھ رہا ہے......؟ اس نے اپنے بدن میں چٹکی لی۔یہ خواب نہیں تھا ایک
دھوکا نہیں دیا تھا۔اس نے دھوکا تو شہباز بٹ اور اس کے دوست نجم خان کو دیا تھا۔
نہیں تھا؟ ہاں شاید جادوگر ہی تھا جس نے شہباز بٹ کو سبق سکھایا تھا۔رقم تیس لاکھ
جس وقت وہ نوٹوں کی گڈیاں بریف کیس میں جمارہا تھا تب نگہت



دی۔اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔جیسے ہی اس نے بریف کیس میز پر رکھا تب
نظریں کھلے بریف کیس پر پڑیں۔وہ ہزار اور پانچ سو روپے کے نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر حیرت
سے اچھل پڑی۔

نگہت نے قریب آکر حیرت اور خوشی سے پوچھا''کیا یہ میری دس لاکھ کی رقم ہے......؟''

''یہ دس لاکھ روپے نہیں بلکہ پورے تیس لاکھ روپے ہیں۔'' افضال نے اسے بتایا۔

''کیا کہا تیس لاکھ روپے......؟'' نگہت کے ہاتھ سے چائے کی پیالی چھوٹتے چھوٹتے بچی۔''کیا
جیت کر لائے ہو؟'' افضال نے جواب دینے کے بجائے اس کے ہاتھ سے پیالی لے کر میز
پھر اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں قید کرلیا۔اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔اسے نگہت
رات کی دلہن کی طرح حسین اور جوان دکھائی دی۔ادھر ڈیڑھ دو برس سے ان کے درمیان ایک
اجنبیت سی قائم ہوگئی تھی۔فاصلے بڑھ گئے تھے ایک ہی بستر پر ساتھ ہوتے ہوئے بھی وہ ایک
بہت دوری محسوس کرتے تھے۔جب بھی وہ اسے چھونے کی خواہش کرتا تو وہ یہ کہہ کر انکار
کہ وہ آج بہت تھکی ہوئی ہے اس کی کمر اور پورے جسم میں درد ہورہا ہے جب کبھی وہ
سے کام لیتا تو وہ ایک سرد لاش کی طرح اپنے آپ کو اس کے حوالے کردیتی۔اس میں ایک
بیزاری سی بھی ہوتی تھی جیسے وہ انسان نہیں گدھ ہو۔اس کی وجہ یہ تھی کہ جوئے کی لت کی وجہ
راتوں کو غائب رہنے لگا تھا۔پہلے تو وہ صرف چھٹی کے دنوں میں جا کر کھیلتا تھا لیکن اب روز
بن گیا تھا۔بچے بھی کئی کئی دن اس کی شکل دیکھ نہیں پاتے تھے۔گھر کے اخراجات کے لیے وہ
لگا تھا۔رقم وقت پر بھی نہیں ملتی تھی جس سے نگہت کو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا۔وہ حرف
بان پر لاتی تو کوئی توجہ نہیں دیتا۔اس کان سے سن کر اس کان سے اڑا دیتا۔

اس تیس لاکھ کی رقم نے صرف چند لمحوں میں اکسیر اعظم کا کام کیا۔نگہت کے دل میں جو
باتیں نہیں۔گلے تھے نفرت اور عجیب سی کثافت اور بیزاری تھی وہ سب ایک لمحے میں دھل گئے
نگہت کے چہرے پر جھک گیا۔''تم تو کمال کی چیز ہو......اتنی بڑی رقم لے آئے۔'' نگہت
اس کے کاندھے پر سر رکھ کر بولی۔منہ زور دریا اتر چکا تھا۔''اب تم مجھے بتاؤ کہ اتنی بڑی رقم
لی......؟''

رقم جوئے میں جیتی ہوئی ہے۔'' افضال نے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے جواب دیا۔

نے جوئے میں اتنی بڑی رقم جیتی......؟ جانے کیوں مجھے اس بات کا یقین نہیں آرہا ہے۔''

رقم میں نے نہیں جیتی بلکہ ایک مخلص شخص نے جیت کر دی۔'' افضال اس کے رخسار پر اپنے

تھا وہ شخص......؟'' نگہت نے اس کے گلے میں اپنی بانہیں حمائل کر کے پوچھا۔''کیا وہ
تھا......؟ لیکن افضال! اس دنیا میں کون سا شخص ہے جو اتنی بڑی رقم جیت کر دے
نہیں اس میں سے اسے کوئی حصہ تو نہیں دینا ہوگا؟''

''اس کا نام عقرب تھا...... وہ میرا دوست نہ تھا۔ اس سے میری ملاقات حادثاتی طور پر میرے لیے اجنبی تھا۔ اسے ایک غیر معمولی انسان کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ کوئی جادوگر تھا لیے مسیحا بن گیا۔ اس میں سے اسے کوئی حصہ نہیں دینا ہے۔'' افضال نے اس کے ہونٹوں کا ہونٹوں میں جذب کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں...... ایسا لگ رہا ہے کہ تم پہیلیاں بجھوا رہے

''بہت ساری باتیں ابھی تک میری خود سمجھ میں نہیں آئی ہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کیا کیا ہے۔ میرے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا...... شاید تمہیں اس حیرت انگیز کہانی کا یقین نہ آسکے ایک ایسی حقیقت ہے جسے میں جھٹلا نہیں سکتا۔ شاید تم بھی جھٹلا نہ سکو......''

☆......☆......☆

عقرب نے کراچی جانے کے لیے ریل گاڑی کے سفر کو ترجیح دی۔ وہ چاہتا تو ہوائی جہاز جاسکتا تھا۔ اپنے جادو کے زور سے آن واحد میں کراچی پہنچ سکتا تھا۔ لیکن وہ عام انسانوں کی کر کے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا۔ اس نے فرسٹ کلاس ایئر کنڈیشنڈ کا ٹکٹ لیا تھا۔ اس کمپارٹمنٹ صرف چھ نشستیں اور چھ برتھیں تھیں ہم سفروں میں دو عورتیں اور تین مرد تھے۔ ان میں ہر ایک کراچی تھی۔

ریل گاڑی جب چل پڑی تو پہلے تین ہم سفر مردوں نے اس سے بلکہ ایک دوسرے کرایا۔ پہلا شخص جو تھا اس کا نام عنایت تھا۔ وہ ایک فرم میں ایم ڈی تھا۔ دوسرے کا نام آغا وہ ایک بزنس مین تھا یعنی آئرن مرچنٹ...... تیسرے کا نام شاکر اعوان تھا۔ وہ فیصل آباد کی کمپنی میں جنرل منیجر کے عہدے پر فائز تھا عنایت اور آغا قزلباش پچاس باون برس کی گے۔ شاکر اعوان سینتیس برس کی عمر کا تھا۔

یہ دونوں جوان لڑکیاں جو تھیں ان کی عمریں بیس اور بائیس برس کے درمیان کی حسین و جمیل طرح دار اور دراز قد تھیں۔ ان کی قامت نے اور لباس نے ان کی کشش میں کر دیا تھا۔ ایک تو ان کے جسم بھڑکیلے تھے۔ رہی سہی کسر ان کے بھڑکیلے لباس نے پوری آستینوں کی قمیضوں اور کھلے گریبان نے مردوں کے دلوں کو برما دیا تھا۔ وہ ان پر قیامت انگ انگ سے جو مستی ابلی پڑ رہی تھی وہ دل و دماغ پر بجلیاں گرا رہی تھی۔ انہوں نے خصوصی لباس پہنا ہوا تھا کہ مرد نہ صرف ان کی طرف متوجہ ہوں بلکہ ان کے پر شباب گداز بدن اور سراہیں۔

یہ دونوں لڑکیاں تعارف کی محتاج نہیں تھیں ہر وہ شخص جو ٹی وی دیکھتا اور شو بزنس کی تھا وہ ان سے واقف تھا۔ یہ دونوں بہنیں نہیں سہیلیاں تھیں ملک کی مشہور و معروف ماڈلز تھیں ان کے کمرشل کی بھرمار تھی ان کا طوطی بول رہا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام شازیہ تھا اور شہزادی...... وہ اپنے ہم سفروں سے بہت جلد بے تکلف اور فری ہوگئی تھیں جیسے ان کی برسوں



عقرب سے بہت متاثر ہوئی تھیں۔ عقرب کی خوبصورتی اور مردانہ وجاہت اور خدوخال کے تیکھے اور جاذبیت نے ان کے دل کی دھڑکنیں تیز کر دی تھیں۔ جب کہ عقرب نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی بلکہ وہ بے حد رسمی انداز میں ملا۔ تینوں مردوں نے ان سے گفتگو کا جو سلسلہ جاری رکھا تھا اس وہ نہ صرف وقت گزاری بلکہ مفت کی تفریح کر رہے تھے ان مردوں نے ان کی تعریفوں کے پل باندھے کہ وہ سرشاری سے چہکنے لگی تھیں۔

رات بارہ بج کر بیس منٹ پر سب سونے کے لیے اپنی اپنی برتھ پر دراز ہوگئے۔ رات نو بجے قزلباش نے اپنی طرف سے کھانا منگوا کر ہم سفروں کو کھلایا تھا۔ وہ ان پر جیسے ریشہ خطمی ہوگیا۔ شازیہ اور شہزادی نے شب خوابی کا لباس پہن کر مردوں کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔ مرد انہیں کن انکھیوں اور چور نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن عقرب تو ناجیہ کے بارے میں سوچ رہا تھا اسے وہ لڑکی بہت پسند آئی ایک دوست کی حیثیت سے۔ اگر اس کا ارادہ شادی کرنے کا ہوتا تو وہ اس لڑکی کو زندگی کا ہم سفر ناجیہ کے چہرے کی معصومیت دل کشی، حجاب اور دل میں اتر جانے والی شخصیت بہت یاد آرہی تھی۔ کیسی کیسی ہوتی ہیں جو اپنا دل دے بیٹھتی ہیں دوسری طرف ماڈلز تھیں جن میں شرم و حیا نام کو نہ تھی۔

وہ ناجیہ اور ان لڑکیوں کے بارے میں سوچتا ہوا گہری نیند سو گیا۔ کیوں کہ رات بھر کا جاگا ہوا تھا۔ ہوٹل میں جوئے کی محفل میں شہباز بٹ سے ستائیس لاکھ کی رقم جیت لی تھی۔ باقی رقم اس نے کے دوستوں سے جیتی تھی جس وقت وہ محفل کے اختتام پر کمرے سے نکل رہا تھا اس نے جبھی اور شہباز بٹ کے ذہنوں سے ان کے ارادوں کا پتا چلا لیا تھا۔ جب شہباز بٹ نے بریف کیس اس نے اپنے جادو کے زور سے نوٹوں کی گڈیوں کو ردی میں بدل دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو شہباز نجم خان نہ صرف اس کی ساری رقم ہتھیا لیتے بلکہ اسے قتل کر کے ویرانے میں پھینک دیتے۔ اب اور نجم خان اس کی تلاش میں مری روانہ ہوگئے تھے۔ مری میں اس کا انہیں نام و نشان بھی نہیں طرح سے ان دونوں کے لیے یہ سزا تھی۔

کی وجہ سے عقرب کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی نظر سب سے پہلے شازیہ اور شہزادی پر پڑی۔ نائٹ روشنی میں ان کے چہرے سفید پڑے ہوئے تھے اور آنکھوں سے خوف و دہشت عیاں تھی۔ وہ کو تھامے کھڑی ہوئی تھیں۔ ان کی آنکھیں اس طرح پھٹی ہوئی تھیں جیسے وہ کسی عفریت کو ہوں۔

عقرب یہ سمجھا کہ شاید مرد ہم سفروں میں سے کسی نے ان دونوں پر شب خون مارنے کی کوشش کی اگلے ہی لمحے صورت حال اس پر واضح ہوگئی۔ وہ تینوں مرد ایک ساتھ ایک ہی برتھ پر بیٹھے صرف دو مردوں کے چہروں پر بارہ بج رہے تھے جب کہ شاکر اعوان بڑے سکون و اطمینان ہوا تھا۔ اس کمپارٹمنٹ میں پانچ مسلح نقاب پوشوں نے ان دونوں لڑکیوں اور مردوں کو گن لیا ہوا تھا اسے بیدار ہوتا ہوا دیکھ کر ان بدمعاشوں کے سرغنہ نے کہا تو اس کا لہجہ تحکمانہ آپ نیچے تشریف لے آئیں شہزادے!''

عقرب بڑی خاموشی اور سلون سے نیچے اتر آیا۔ ان میں سے تین بدمعاشوں کے پاس کلا
تھیں اور دو کے پاس شارٹ گن تھیں۔ سرغنہ نے اسے حکم دیا کہ وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ شرا
خاموشی سے بیٹھ جائے۔ عقرب بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا خمار بھرا ہوا
آغا قزلباش نے جرأت سے کام لیتے ہوئے پوچھا۔ ''تم لوگ کون ہو......؟ کیا چاہتے ہو
''ہم بہت شریف لوگ ہیں۔'' سرغنہ نے جواب دیا۔ ''ہم کیا چاہتے ہیں ابھی عرض کر
ہیں۔''

''تم لوگ ڈاکہ مارنے کی نیت سے گھس آئے ہونا......؟'' عنایت کو بھی حوصلہ ہوا تو اس۔
''جی ہاں...... ہم لوگ ڈاکہ مارنے کی نیت سے ہی تشریف لائے ہیں۔'' ایک ساتھی نے
''ٹھیک ہے ہمارے پاس جو رقم وغیرہ ہے لے لیں اور چلے جائیں۔'' آغا قزلباش نے کہا
''جو مال و دولت ہے وہ تو بعد میں لے کر جائیں گے۔ پہلے ہم حسن کی دولت پر ڈاکہ
گے......؟'' سرغنہ استہزائی لہجے میں بولا۔ ''ہمیں رقم، زیورات اور گھڑیوں سے زیادہ حسن کی دولت
دلچسپی ہے۔''

''حسن کی دولت؟ کیا مطلب......؟'' عنایت نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔
''یہ جو حسن کی دولت ہے......'' سرغنہ نے کلاشنکوف کی نال سے شہزادی اور شازیہ کی طرف اشار
''کیا آپ ان دونوں کو اغواء کر کے لے جانا چاہتے ہیں......؟'' آغا قزلباش کے لہجے میں
تھی۔

''جی نہیں......'' سرغنہ نے سر ہلایا۔ ''ہم اتنے لمبے چکر میں پڑنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہ
کمپارٹمنٹ کو عشرت کدہ بنانا چاہتے ہیں۔ ساری رات پڑی ہے نشہ آور انگیز لمحات گزارنے کے لیے
''نہیں...... نہیں......'' اس کی بات کی تہ میں پہنچ کر شازیہ خوف زدہ لہجے میں بولی۔ ''تم
اجتماعی طور پر ہم دونوں کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہونا...... ہم ایسا ہرگز ہونے نہیں دیں گے۔''
''تمہیں یہ بات اس لیے منظور نہیں ہے کہ ہم مفت میں رات کالی کریں گے؟'' سرغنہ طنز
میں بولا۔

''تم ہمیں کیا سمجھتے ہو......؟'' شہزادی ہذیانی لہجے میں بولی تو اس کی آواز کانپ رہی تھی۔
''ہم تم دونوں کو ماڈل گرل اور کال گرل...... سمجھتے ہیں۔'' ایک ساتھی نے کہا۔
''شٹ اپ!'' شازیہ پھنکاری۔ ''تمہیں شرم نہیں آتی فنکاراؤں کو کال گرل کہو......''
''میں نے سچی بات کہی تو تمہیں مرچیں لگ گئیں......؟'' اس نے ہنستے ہوئے کہا۔
''تمہاری ماں بہنیں کال گرل ہوں گی......'' شہزادی ترش روئی سے بولی۔
''تم اس بات کو کیوں نہیں مانتی ہو...... ساری دنیا جانتی ہے کہ ایک لڑکی ماڈل بنتی ہے تو کال
گرل بن جاتی ہے۔ کیوں کہ اس میدان میں وہ صرف دولت کمانے کے لیے آتی ہیں۔ دولت ان
وہ اتنی دور چلی جاتی ہیں کہ ہر کوئی اس بات کا تصور تک نہیں کر سکتا۔'' دوسرے ساتھی نے کہا۔ ''آپ



اس پارسائی کی چادر کو نکال پھینکو۔''
ماڈل ایسی نہیں ہوتی ہے۔'' شازیہ تنک کر بولی۔ ''کال گرل اور راتیں کالی کرنے والی فلمی
والی ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ہم ماڈل لڑکیاں اعلیٰ گھرانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔''
کے معاشرے میں اعلیٰ گھرانوں کی لڑکیاں ہی کرپٹ ہوتی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ
نے میں ان کے بوائے فرینڈ کزن یا ان فن کاروں اور کھلاڑیوں کا ہاتھ ہوتا ہے جن کی وہ
۔ ان علاقوں میں رہنے والی لڑکیوں میں صرف ایک دو فیصد لڑکیاں باعصمت ہوتی ہیں ورنہ
لیاں کب کی اپنی عزت مردوں کو سونپ چکی ہوتی ہیں خوشی اور مرضی سے۔ کیوں کہ یہ امریکی
والی ہیں۔ جو مغربی تہذیب کی دل دادہ اور اس رنگ میں رنگی ہوتی ہیں ان کے لیے عزت کا
فخر اور اعزاز کی بات ہے جس کی زندگی میں جتنے لڑکے آتے ہیں وہ خود کو اتنی ہی حسین اور
ہے۔ آج امریکی میڈیا۔ چینلز نے اور وہاں کی تہذیب نے یہاں کی لڑکیوں کو بھی بدل دیا
نزدیک عصمت کا کوئی تصور نہیں رہا۔ ان کا اپنا یہ خیال ہے کہ جسم اپنی ملکیت ہے لہٰذا جسے
یں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں مس شازیہ!'' سرغنہ نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔
ے کس قدر گندے بے ہودہ اور قبیح قسم کے خیالات ہیں۔'' شہزادی نے برہمی سے
ہارے بوسیدہ اور گھناؤنے خیالات ہیں۔ آج کی لڑکیاں جو شو بزنس میں ہیں۔ گھروں
سے باہر نکلی ہوئی ہیں وہ گھریلو اور چار دیواری میں رہنے والی لڑکیوں کے مقابلے
ت اور باعصمت ہیں کیا مجال کوئی مرد انہیں میلی نظروں سے دیکھے۔ انہیں ہاتھ لگائے۔ وہ
ار کی مالک ہوتی ہیں۔''
نے لگا۔ ''تم میرا منہ کھلوا رہی ہو۔ آج نوجوان اور حسین لڑکیوں کا ایک سیلاب ہے جو
ل طرف جا رہا ہے۔ آج پرائیوٹ پروڈکشنز کا دور دورہ ہے جانتی ہو۔ لڑکیاں ڈراموں
ردار حاصل کرنے کے لیے بہت دور جانے کے لیے تیار ہیں اور جا رہی ہیں اسی شرط پر
ں کام مل رہا ہے۔ ان کے نزدیک عصمت اور کنوارپن کی کوئی عزت اور اہمیت نہیں ہے۔
دل دادہ اور بھوکی ہیں۔ یہ وہ لڑکیاں ہیں جو چار دیواری کو ایک قید خانہ سمجھتی ہیں یا اپنے
لاہی لڑکیاں ہیں۔ گھریلو لڑکیاں اتنی گری ہوئی نہیں ہوتی ہیں کہ اس گندے تالاب میں
شو بزنس کی دنیا ایک گندہ تالاب ہی تو ہے جس میں گندی مچھلیاں تیر رہی ہیں۔ ایک مچھلی
گندہ کر دیتی ہے تو اتنی ساری مچھلیاں کیا کچھ نہیں کر دیتی ہیں اور کر رہی ہیں۔''
لیاں ہوتی ہیں۔'' شازیہ نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔ ''تم ہمیں ان لڑکیوں میں
دونوں کو کوئی دو برس سے اس دنیا میں ہیں کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ ہماری طرف آنکھ
ں کو چھونے کی جرأت ہوئی۔ نہ ہم پر کوئی آنچ آئی ہے۔ کوئی ہمیں کروڑ روپے بھی
ت نیلام نہیں کریں گی۔''
ماڈل گرل یہی کہتی ہے کہ وہ پارسا ہے اس کی عزت محفوظ ہے۔ کیوں کہ یہ بات نہ

کہیے تو پھر وہ کیسے اپنے پرستاروں کا دل موہ لے۔ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوسکتا ہے؟'' سرغنہ [illegible]

''تم لوگ چاہتے کیا ہو......؟'' شہزادی نے تنک کر کہا۔ ''اتنی دیر سے فضول قسم کی [illegible] رکیک جملے اور کردارکشی کیوں کر رہے ہو......؟ تم لوگ جس ارادے سے آئے ہو وہ پورا نہیں [illegible]

''تم جانتی ہو پھر بھی ہم سے پوچھ رہی ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں......؟ میں نے پہلے [illegible] تھا۔ میں نے اتنی ساری باتیں جو کی ہیں وہ سچائی پر مبنی ہیں۔ آئینہ دکھایا تو برا مان گئیں۔ [illegible] دلوں میں ارادے، تمنائیں اور ارمان لے کر آئے ہیں وہ پورے کر کے رہیں گے...... تم اس [illegible] خواہش کے آگے سر جھکانا نہیں چاہتی ہو کہ ہم مفت میں رات کالی کر کے چلے جائیں [illegible] معاوضہ طے کریں تو پھر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔''

''ہم کوئی بازاری عورتیں نہیں ہیں مسٹر!'' شازیہ کا پارہ چڑھ گیا۔ ''تم اسلحے کے زور پر [illegible] اور ہماری بے حرمتی کرنا چاہتے ہو......؟ تم نے ہاتھ لگایا تو اچھا نہ ہوگا کان کھول کر سن لو۔''

''اگر تم کال گرل نہیں ہو تو یہ بتاؤ کہ تم دونوں لاہور کیوں اور کس لیے گئی تھیں؟'' [illegible] پوچھا۔

''شادی کی ایک نجی تقریب میں رقص کرنے گئی تھیں۔'' شازیہ نے جواب دیا۔

''اچھا......'' سرغنہ کے لہجے میں طنز تھا۔ اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ ''وہ [illegible] تھا؟''

''مجرا...... ہم دونوں ایک جاگیردار کے ہاں مجرا کرنے گئی تھیں۔ ان کے ہاں [illegible] تقریب تھی انہوں نے ٹکٹ دے کر بلایا تھا...... اب مجرے کے بعد ہم دونوں کی [illegible] ہے۔'' شازیہ نے جواب دیا۔

''اس مجرے میں تم دونوں کے ہاتھ کتنی رقم لگی......؟'' اس نے دریافت کیا۔

''سات سات لاکھ روپے......'' شہزادی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔ '' [illegible] خاموش ہوگئی۔

''کیا مجرے کے لیے لاہور میں طوائفوں کی کوئی کمی تھی جو تم دونوں کو کراچی [illegible] گیا؟'' سرغنہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''ہیرا منڈی میں ایک سے بڑھ کر ایک ایسی [illegible] مجرا پیش کرنے میں اپنی شہرت رکھتی ہیں۔''

''چوں کہ ہم دونوں اس وقت شہرت کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں شاید اس [illegible] شہزادی بولی۔

''گویا تم دونوں اس وقت چودہ لاکھ کی رقم...... اس کے علاوہ انعام و اکرام [illegible] کے زیورات بھی لے جا رہی ہو...... تم دونوں نے ایک دو راتوں میں کتنا اونچا ہاتھ مارا [illegible]

''ہاں......'' شازیہ کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا اور شہزادی کی حالت غیر ہونے لگی۔

''تم دونوں سفید جھوٹ بول رہی ہو......'' سرغنہ نے تیز لہجے میں کہا۔ ''وہ مجرا [illegible]



[illegible]جرا نہیں تو اور کیا تھا......؟'' شازیہ پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔

''[illegible] مجرا نہیں ایک مغربی طرز کی رقص کی محفل تھی۔'' سرغنہ کہنے لگا۔ ''اس محفل میں کل چھ جاگیردار [illegible] نے تم دونوں کی خدمات حاصل کی تھیں۔ دو راتیں امریکی نائٹ کلب سے دو ہاتھ آگے بڑھ [illegible] نہ صرف تم دونوں بلکہ شرکاءِ محفل بھی تہذیب کے اس ابتدائی طرز میں تھے جب تہذیب کا دور [illegible]، نام و نشان تک نہ تھا۔ انسان بے لباس اور حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے وہ پورے [illegible] ے وحشی تھے۔ درندہ صفت تھے۔ تم دونوں نے امریکہ کی نائٹ کلبوں کی رقاصاؤں کی طرح [illegible]ہیجان انگیز، سنسنی خیز ہوش ربا، امریکی رقاصاؤں کو بھی شرما دیا...... اس قدر فحش بے ہودہ اور لچر [illegible]ں اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کا تصور وہاں تک جاسکتا ہے۔ اس کے شرکاء بھی [illegible]لی سی حالت میں موجود تھے۔ انہوں نے جو وحشیانہ پن کی حرکتیں کیں اس نے شیطان کو بھی شرما [illegible]یت اور اخلاق سوز حرکتیں صبح تک جاری رہیں پھر دوسری رات بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔''

''[illegible] تم جھوٹ بول رہے ہو......؟'' شازیہ ہذیانی لہجے میں بولی۔ ''تمہارے پاس اس بات کا کیا [illegible]'' اس کی آواز بے جان، ویران اور کھوکھلی سی تھی۔

''[illegible]ں نے اور میرے ان دونوں ساتھیوں نے دو دن تک یہ ماڈرن اور انوکھا نائٹ کلب کا مجرا [illegible] اس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ تمہاری پشت پر تل کے دو نشان ہیں...... شہزادی صاحبہ کی کمر کے [illegible] پر ایک تارہ بنا ہوا ہے۔ یہ پیدائشی ہے۔ کیا یہ ثبوت کافی نہیں ہے......؟''

[illegible]ادی اور شازیہ اس طرح سے دم بخود ہوگئیں جیسے ان پر کوئی بجلی آ گری ہو۔ ان کے چہرے [illegible]فید پڑ گئے تھے جیسے لہو کی ایک بوند بھی نہ رہی ہو۔ ان کی آنکھیں اس طرح پھٹی کی پھٹی رہ [illegible] عفریت کو دیکھ رہی ہوں۔

[illegible] سکتے کی سی حالت میں دیکھ کر سرغنہ نے کہا۔ ''میں اور بھی کچھ ٹھوس ثبوت پیش کرسکتا [illegible]لی رات کی روداد ان حیوانوں نے اور آپ دونوں نے کیا کیا حرکتیں کیں۔ کیا کچھ [illegible] وہ اس قدر لغو اور شرمناک ہے کہ اسے زبان اور الفاظ بتانے سے قاصر ہیں۔ مرد اور [illegible]ور جاسکتے ہیں وہ ایک جنگل تھا...... کیوں؟''

[illegible] نے یک لخت چونک کر کہا۔ ''تمہیں رقم کی ضرورت ہے نا...... ہم سے ایک ایک لاکھ روپے [illegible] پھرتے نظر آؤ......'' اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ ''تم واقعی بہت بڑے بدمعاش ہو۔''

''[illegible]پوری رقم لے کر جائیں گے...... لیکن اس سے پہلے میں اور میرے ساتھی وہی کچھ دہرائیں [illegible]ل میں ہو چکا ہے۔ آخر ہمارا بھی تو دل ہے۔ ہم بھی انسان ہیں۔ نوجوان ہیں۔ جب کہ وہ [illegible] تھے۔ ہماری بات کچھ اور ہوگی۔'' شازیہ اچانک زنجیر کھینچنے کے لیے بڑھی تو سرغنہ نے [illegible]لیا۔ پھر ایک طرف زور سے دھکا دیا تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی۔ فرش پر گر پڑی۔ [illegible]ی ہوئی تو سرغنہ نے کرخت لہجے میں کہا۔ ''اگر تم دونوں نے ہم سب کے ساتھ بھرپور [illegible] گرم جوشی، خود سپردگی اور والہانہ پن سے پیش نہ آئیں جس طرح ان جاگیرداروں کے

ساتھ پیش آئیں اور دل خوش کر دیئے تھے، تو ہم ایک روپیہ بھی لے کر نہیں جائیں گے۔ تم
اپنا اپنا معاوضہ سمجھ سکتی ہو۔"

"تم نے ہم دونوں پر جو الزام اور کہانی گھڑی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔
لوگوں کے سامنے ہمیں ذلیل و خوار کر رہے ہو...... بہتر یہی ہے کہ تم لوگ دو لاکھ رو
جاؤ۔" شہزادی نے کہا۔

"اس شبھ کام میں بہت دیر ہو رہی ہے اور ان باتوں نے خاصا وقت لے لیا ہے۔"
ساتھی نے کہا۔ "اب ہمیں ان لوگوں کے ہاتھوں کو باندھ کر انہیں اوپر والی برتھ پر بٹھا دینا چا
زنجیر نہ کھینچ سکیں یا پھر انہیں غسل خانے میں کھڑا کر دیا جائے۔ باری باری پہرہ دیا جائے تا
سکیں۔"

"آپ لوگ غسل خانے میں بھی کھڑے ہو کر فلم دیکھ سکتے ہیں۔ اس شرط پر کہ دل
شرافت سے کھڑے رہیں گے۔ زنجیر کھینچنے کی حماقت نہیں کریں گے۔ بالفرض محال کسی نے
تو اسے گولی مار کر باہر پھینک دیں گے۔" سرغنہ نے اپنی کلاشنکوف لہراتے ہوئے خشونت
میں کہا۔

"خبردار! جو تم لوگوں نے ہماری بے حرمتی کی کوشش کی......" شازیہ نے ہیجانی لہجے میں کہا
"چلو...... جلدی کرو...... تم دونوں اپنے اپنے کپڑے اتارنا شروع کر دو......" سرغنہ
لہجے میں کہا۔ "آپ حضرات باتھ روم میں تشریف لے چلیں...... تاکہ نائٹ کلب کا دل کش
انگیز پروگرام فوراً شروع کیا جا سکے۔"

سرغنہ نے اتنا کہہ کر شہزادی اور شازیہ کی طرف کلاشنکوف تان لی۔ دونوں کے چہرے فق
دوسرے ساتھی نے کہا۔ "یہاں کیوں ستی ساوتری بن رہی ہو...... جاگیردار صاحب کے ہاں تم
نے کس خوشی اور مستی کے عالم میں اپنے اپنے لباس اتار پھینکے تھے...... اب کیوں شرم و حیا آ رہی
"نہیں...... ہم کپڑے نہیں اتاریں گے......" شازیہ نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"بٹ اور نصرو آگے بڑھو اور ان دونوں کے کپڑے تار تار کر دو۔ اس طرح جیسے عزت
جاتی ہے۔" سرغنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔"

جب وہ دونوں شازیہ اور شہزادی کی طرف بڑھنے لگے تو عقرب اپنی جگہ سے اٹھا اور
ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ "نہیں...... میں ان دونوں کو بے لباس کرنے نہیں دوں گا۔"

"تم کون ہو ہمارے معاملات میں دخل دینے والے......؟" بٹ نے اسے گھورتے ہوئے
"ان عورتوں کے ساتھ یہ حرکت آپ لوگوں کو زیب نہیں دیتی ہے۔" عقرب نے بڑی نر
کہا۔ "آپ لوگ شریف قسم کے لوگ ہیں کیوں اپنا منہ اور کردار کالا کر رہے ہیں؟"

"ایسی عورتوں کے ساتھ ہی تو ایسی حرکت نہ صرف زیب دیتی ہے بلکہ ان لوگوں کے
ہوتی ہے۔" نصرو نے استہزائی لہجے میں کہا۔ "جناب یہ طوائفیں ہیں بلکہ اول درجے کی فا



ان کے معاملات سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔" شاکر اعوان نے عقرب سے کہا۔
یہ جیسی بھی ہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔" عقرب کے لہجے میں شائستگی
فعل ہے گھناؤنا ہی سہی...... اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ لوگ بھی ان جاگیرداروں
"
کہا۔

رہے ہو یہ کس قدر حسین ہیں۔ ان کے پرشباب گداز جسموں میں کیسی بجلیاں بھری
کیسی قیامت ڈھا رہی ہیں میں نے انہیں بے لباس دیکھا تو میں پاگل ہو گیا۔ میرا
تم بھی دیکھ لیتے تو تمہارا ابھی دماغ خراب ہو جاتا اور تم بھی انہیں پانے کے لیے
کرتے......"

کی سچائی کا اندازہ تمہیں ابھی ہوا جاتا ہے۔ اب تم انہیں بے لباس دیکھو گے تو خود کو قابو
کوئی زاہد خشک بھی انہیں فطری عالم میں دیکھ کر بہک جائے۔" نصرو نے کہا۔
کوئی خواہش نہیں ہے کہ انہیں بے لباس دیکھوں؟" عقرب نے جواب دیا۔
ایسی کوئی خواہش نہیں ہے تو باتھ روم میں جاؤ۔ وہاں ایک طرف خاموشی سے کھڑے
کہا۔

لوگوں کو اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ تم ان دونوں عورتوں کی تذلیل و توہین کرو۔"
کہ ذلیل ترین فاحشائیں ہیں اس لیے ہم انہیں ذلیل کر رہے ہیں۔" بٹ نے ایک

حرکت سے تم لوگ بھی ذلیل ہو جاؤ گے۔ تم لوگوں کے منہ کالے ہو جائیں
ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ہاں سے کباب میں ہڈی بن رہے ہو؟ چلو سامنے سے ہٹ جاؤ۔" نصرو نے
پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہاری بکواس اور لیکچر سنیں۔ ہمارے پاس فالتو وقت نہیں

سامنے سے ہٹوں گا اور نہ ہی ان عورتوں کو ہاتھ لگانے دوں گا۔" عقرب نے سخت لہجے

تمہارا باپ بھی ہمیں کسی بات سے روک نہیں سکتا ہے۔" نصرو نے غصے میں آ کر عقرب
کوف کی نال رکھ دی۔ "اگر تم نہیں ہٹے تو تمہارے سینے میں بہت سارے سوراخ

نے کو سینے پر سے ہٹا لو...... اس سے کچھ حاصل نہیں۔" عقرب نے اس کی آنکھوں
دیں۔ "مجھے موت سے ڈرانے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ تم زندگی اور موت کے

"اوئے حرام زادے......" نصرو نے طیش میں آ کر اسے گالی دی۔ "کیا یہ تیری ما[ں]
جو تو ان کی حمایت کر رہا ہے۔ ان کی عزت بچانے کے لیے اپنی جان کی بھی پروا نہیں کر...
عقرب نے کلاشنکوف کی نال پکڑ کر کھینچی اور اس کے منہ پر ایک زوردار مکا ما...
سے پیچھے کی طرف لڑکھڑاتا ہوا گیا اور سرغنہ پر گر پڑا۔ اس کا دانت اور جبڑا ٹوٹ گیا۔ ...
لگا۔ وہ خوف سے زیادہ حیران تھا۔ اس مکے نے اس کے دماغ کی ساری چولیں ہلا دی تھیں ...
کا دودھ یاد آ گیا تھا۔

"تم نے میرے آدمی پر ہاتھ اٹھایا......؟" سرغنہ غضب ناک ہو کر بولا۔

"اس لیے کہ اس نے گالیاں کیوں دیں...... کیا اس طرح شریف آدمی سے با...
عقرب نے جواب دیا۔

"اس نے مجھے گالیاں دیں کہ تم کباب میں ہڈی بن گئے...... اب بھی موقع ...
جاؤ۔" سرغنہ نے غصے سے کہا۔

"میں نے ایک بار تم لوگوں سے کہہ دیا کہ نہ تو سامنے سے ہٹوں گا اور نہ انہیں ...
گا۔"

"اگر تم تین کی گنتی کرنے تک نہیں ہٹے تو میں تمہیں برسٹ مار کر قتل کر دوں گا اور ...
پھینک دوں گا۔" سرغنہ نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر کلاشنکوف تان لی۔

"کیوں آپ اپنی موت کو دعوت دے رہے ہیں۔" شاکر اعوان نے کہا۔ "انہیں ...
چھوڑ دیں۔"

"آپ بے فکر رہیں...... یہ میرا بال تک بیکا نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ فرشتہ اجل نہیں ...
سرغنہ نے فوراً ہی عقرب پر برسٹ دے مارا۔ کلاشنکوف میں سے گولیاں ...
پھلجھڑیاں چھوٹنے لگیں۔ یہ دیکھ کر نہ صرف سرغنہ اور اس کے ساتھی بلکہ اس کے ہم ...
ہو گئے۔ سرغنہ نے پورا میگزین خالی کر دیا۔ عقرب کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔ اس کے ار...
پھلجھڑیاں بکھرتی رہیں۔

...یٹ نے بھی آگے بڑھ کر اپنی کلاشنکوف سے نشانہ لے کر عقرب پر برسٹ مارا تو و...
کے ساتھ ہوا۔ اس کی کلاشنکوف کی نال میں سے پھلجھڑیاں چھوٹنے لگیں...... یہ دیکھ کر ...
ساتھی نے جس کے پاس شارٹ گن تھی، اس نے عقرب کا نشانہ لے کر لبلبی دبائی۔ اس ...
ایک چھوٹا سا پٹاخہ نکلا اور ہلکی سی آواز گونج کر رہ گئی۔ عقرب کے ہم سفر حیرت اور خو...
میں یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ اس وقت سب پر خوف و دہشت کی کیفیت طاری ہو...
نے عقرب پر برسٹ دے مارا تھا۔ وہ یہ سمجھے کہ عقرب کی لاش خون میں لت پت فرش پر ...
سے کسی کو یقین نہیں آیا۔ عقرب کا بال تک بیکا نہیں ہوا تھا۔ جب عقرب سرغنہ سے ...
کے ساتھیوں سے الجھا ہوا تھا وہ چاہ رہے تھے کہ عقرب ان کے معاملات میں دخل نہ ...



...بھی بات پر مشتعل ہو کر سب کو موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔ جب انہوں نے سرغنہ
...نال سے رنگ برنگی چنگاریاں نکلتی دیکھیں اور وہ پھلجھڑیوں میں تبدیل ہوتی گئیں تو دنگ
...پاس جو کلاشنکوف تھی وہ کھلونا نہیں تھی۔ اصلی کلاشنکوف تھی لیکن وہ کھلونا بن گئی تھی۔
...اس کے ساتھیوں کو بھی یقین نہیں آیا کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ
...جائے۔ سرغنہ اور اس کے ساتھی اپنے اپنے اسلحے کو الٹ پلٹ کر اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ
...کہیں کھلونے تو نہیں ہیں؟ یہ کھلونے نہیں تھے۔ ان میں جو گولیاں تھیں وہ بھی اصلی
...پھلجھڑیاں کیسے اور کیوں کر بن گئیں۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے جن کے پاس شارٹ
...اشارے پر عقرب کو نشانہ بنایا تھا لیکن ان کی گولیاں اس طرح سے فضا میں گونجیں جیسے
...رات کا پٹاخہ چھوڑا ہو۔ سرغنہ کا نفرت اور غصے سے برا حال ہونے لگا کہ اس شخص نے
...یہ پر دیا ہے۔

...سب سے زیادہ خوشی اور حیرت زدہ شہزادی اور شازیہ تھیں۔ انہوں نے تو خواب و خیال
...تھا کہ سفر کے دوران خطرناک قسم کے بدمعاشوں کے ہتھے چڑھ سکتی ہیں۔ ان کی عزت
...ونے کے زیورات بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ انہیں اس بات کی ذرہ برابر بھی توقع
...مردوں میں سے کوئی انہیں بچانے کی کوشش کرے گا۔ خطرناک ترین ہتھیاروں کے
...کیسے جرأت کر سکتا ہے جب دو بدمعاش ان کا لباس تار تار کر کے انہیں برہنہ کرتے
...عقرب غیر متوقع اور اچانک ڈھال بن گیا۔ اس کی وجہ سے وہ برہنہ ہونے اور تماشا
...عقرب مسیحانہ بنتا تو ان کا حشر نشر ہو جاتا۔

...رف شہزادی اور شازیہ دل میں حیران و پریشان تھیں کہ ان بدمعاشوں کو ان کی کالی اور
...کیسے پتا چل گیا۔ یہ سیکس محفل صرف رقص کی حد تک محدود نہ تھی۔ وہ اور جاگیردار اور ان
...حیوان بنے ہوئے تھے۔ ایسے ایسے کھیل اور تماشے ہوئے تھے جو صرف بلیو فلموں
...وہ ششدر تھیں کہ ان بدمعاشوں نے کیسے، کہاں سے اور کس طرح سے وہ سب کچھ
...گیر صاحب نے بڑی رازداری اور احتیاط سے ایک مخصوص جگہ منعقد کیا تھا۔ یہی نہیں
...کو ان رقموں اور زیورات کا بھی معلوم تھا جو جاگیرداروں سے ملے تھے۔ اس کے علاوہ
...ملا کر اٹھارہ لاکھ روپے لے کر واپس جا رہی تھیں۔ دو کالی راتوں کی ایسی کمائی بہت کم
...میں بھی ایسی سیکس پارٹیاں ہوتی تھیں جن میں ان کے وارے نیارے ہو جاتے تھے۔

...ان!" عقرب نے سرغنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی ہے۔
...اسٹیشن آنے والا ہے۔ تم لوگ اس اسٹیشن پر اتر جانا۔ ورنہ ہم سب مل کر تم لوگوں کے
...رپورٹ درج کرا دیں گے...... پھر تم سب کو دھر لیا جائے گا۔"
...کی زبان سے اپنا نام سن کر بڑے زور سے چونکا۔ "تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟ مجھے کس
...ہو......؟ تم نے مجھے کیسے شناخت کر لیا؟"

"میں صرف تمہیں نہیں بلکہ تمہارے ان ساتھیوں کو بھی جانتا ہوں۔ ... معلوم ہیں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "تم لوگ نقاب پوش بن کر آئے تا کہ تمہاری ...

"لیکن ہم تو تمہیں نہیں جانتے...... تمہیں آج پہلی بار دیکھ رہے ہیں؟" سر...

"یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم لوگ مجھے جانتے ہو۔" عقرب کہنے لگا۔ "تم ... سے تعلق رکھتے ہو۔ ماحول کی وجہ سے بگڑ گئے ہو۔ جاگیردار کے ملازم جمشید خان ... لے کر دو کالی راتوں کا کھیل ٹی وی پر دکھایا۔ جس ہال میں یہ گھناؤنا اور شرمناک ... کیمرے جمشید خان نے نصب کئے ہوئے تھے۔ اس کھیل کو دیکھنے کے بعد تم سب ... کھیلنے کا منصوبہ بنایا۔"

"گویا تمہیں جمشید خان نے ہمارے بارے میں اور اس کھیل کے بارے ...

"اس نے بتایا نہیں...... لیکن میں نے اپنے تئیں معلوم کیا ہے۔ اب ... چھوڑ دو۔ یہ بتاؤ کہ اب تم نے کیا فیصلہ کیا...... تمہارے کیا ارادے ہیں؟" عقرب ... دیکھا۔

"ہمارے وہی ارادے ہیں جو پہلے تھے۔ ہم عزت و مال لوٹ کر جائیں ... پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ خاموشی اور شرافت سے لوٹ جاؤ۔" ... سمجھایا۔ "ایک تو کھلونے لے کر آئے ہو۔ لہٰذا اب تم لوگ ہم پر قابو نہیں پا سکتے ... بھی زنجیر کھینچ کر گاڑی رکوا سکتا ہے۔"

"یہ کھلونے نہیں ہیں...... ان میں گولیاں نہیں ہیں تو کیا ہوا...... ہم ان ... کھوپڑیاں پھوڑ سکتے ہیں۔ مار مار کر بھرکس نکال سکتے ہیں انہیں دیکھ رہے ہو ... ہیں۔ لوہے اور لکڑی کے بنے ہوئے ہیں۔" سرغنہ نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔ "... زنجیر کھینچنے کی حماقت نہ کرے ورنہ وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔"

"بچوں جیسی باتیں نہ کرو۔" عقرب نے کہا۔ "یہ سب بہت ہی نازک قسم ... تمہیں اصلی اسلحہ دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں ایک بھی اتنی مضبوط نہیں ہے تمہیں ... نہیں آ رہا ہے تو اپنی کلاشنکوف میرے ہاتھ پر مار کر دیکھ سکتے ہو۔"

عقرب اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ سرغنہ نے کلاشنکوف اس کے ہاتھ پر ما... کاندھے پر پوری قوت سے دے ماری تا کہ ہڈی ہی ٹوٹ جائے۔ ہڈی کیا ٹوٹتی کلا... ہو گئے۔ جیسے وہ پھول کی چھڑی ہو۔ اس کی ضرب عقرب کو بالکل بھی محسوس نہ ہو... بھونچکا سا ہو گیا۔

نصرو جو اس کا مکا کھا کر زخمی ہو گیا تھا اس نے اپنے ساتھی سے شارٹ گن لی اور ... پہنچ کر اس کا بٹ اپنی پوری قوت سے عقرب کی کھوپڑی پر دے مارا۔ عقرب کو بال...



...ارٹ گن کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ عقرب نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ "تم لوگوں کو ... کا یقین نہیں آیا......؟"

...کو یک لخت یہ احساس ہوا کہ عقرب کوئی جادوگر یا غیر معمولی انسان ہے۔ اس لیے اس پر کوئی ... کر رہی ہے۔ گولیاں پھلجھڑیاں بن گئیں۔ کلاشنکوف اور شارٹ گن کے بھی ٹکڑے ... اس کے علاوہ مجھے اور میرے تمام ساتھیوں کو جانتا ہے۔ جمشید خان سے واقف ہے۔ خیریت ... کہ نو دو گیارہ ہو جاؤ۔

...اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو چلنے کا حکم دیا۔ گاڑی کی رفتار بہت ہی سست ہو گئی تھی۔ وہ ...کے پاس کھڑے ہو کر شہزادی اور شازیہ سے بولا۔ "میری جان! آج اس شخص کی وجہ سے تم ...ت اور مال بچ گیا۔ جمشید خان کے پاس تم دونوں کی وڈیو کیسٹ بھی ہے...... میں کسی دن ...تم دونوں سے ملوں گا...... پھر میں دیکھتا ہوں۔ تم دونوں مجھ سے اور میرے ساتھیوں کے ... کیسے بچتی ہو؟"

...کہہ کر سرغنہ نے دروازہ کھولا۔ اس وقت گاڑی پلیٹ فارم پر رینگ رہی تھی دائیں جانب ...تھا۔ بائیں جانب اندھیرا تھا۔ ادھر پلیٹ فارم نہ تھا اس جانب جو اندھیرا تھا وہ ان کے لیے ... وہ سب ایک ایک کر کے اتر گئے۔ پھر اندھیرے میں گم ہو گئے۔ عقرب نے دروازہ بند کر کے ...ے چٹخنی لگا دی۔

...کے جاتے ہی شازیہ اور شہزادی کی جیسے جان میں جان آئی۔ وہ دھم سے سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ ... بڑی غیر ہو رہی تھی۔ کیونکہ یہ بدمعاش ساری دنیا کے سامنے انہیں بے لباس کر گئے تھے۔ ...ل چہرے دکھا گئے تھے۔ اگر وہ ان کے چہروں سے نقاب نہ اٹھاتے اور ان کی بے حرمتی اور ساری دولت لوٹ لیتے تو شاید اتنا دکھ نہ ہوتا جتنا ان کی اصلیت ظاہر ہونے سے انہیں اس ...تھا۔

...ی زندگی پردوں میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ اپنے پرستاروں سے اپنی گھناؤنی زندگی چھپا کر رکھتی ... زندگی میں کالی آمدنی اور کالی راتوں کی بہتات تھی جس کے باعث وہ شاہانہ زندگی گزارتی ... اپنی شرمناک زندگی کو چھپانے کے لیے شادی کر لیتی تھیں۔ ان کا شوہر نہ صرف غلام، ...یٹری اور ڈھال ہوتا تھا بلکہ وہ برائے نام ایک سہارا ہوتا۔ اس کی آڑ میں وہ بہت سارے ...ے کرتی تھیں۔

...گاڑی چل پڑی تو شازیہ نے بڑی ممنونیت سے عقرب کی طرف دیکھا۔ شہزادی اور وہ اس ...نہیں کہ عقرب کو کیسے ان ساری باتوں کا علم ہے۔ شاید جمشید خان اس کا دوست ہو گا۔ جمشید ...ار صاحب کا انتہائی خاص ملازم تھا۔ اس نے کراچی میں آ کر ان دونوں سے معاملات طے ...انہیں صاف صاف بتا دیا تھا کہ کس قسم کی محفل ہو گی۔ جاگیردار صاحب اور ان کے دوست ...ں نے بناوٹی طور پر انکار کیا تھا کہ وہ اور شہزادی اس طرح کی راتیں نہیں گزارتی ہیں جب

جمشید خان نے کچھ حوالے دیئے تو پھر وہ اور شہزادی تیار ہوگئی۔ اسے اندازہ تھا کہ ان کی
پہنچی ہوئی ہے۔ جمشید خان ایک طرح سے نمک حرام ملازم نکلا تھا۔ اس نے نہ صرف
اس بدمعاش اور اس کے ساتھیوں کو ٹی وی پر پروگرام دکھاتا رہا۔ اس نے خفیہ کیمرے
ہوئے تھے جن کے بارے میں جاگیردار صاحب کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی۔ اسے
اندیشہ لاحق ہوگیا تھا۔ لیکن اس بات کا امکان تھا کہ جمشید خان بھولے سے بھی وہ وڈیو کیسٹ
دے گا کیوں کہ اس میں جاگیردار اور ان کے دوست بھی ہیں۔ یہ سوچ کر اس کے دل کو تسلی
دوسری طرف اسے اس بات سے بھی خجالت ہورہی تھی کہ عقرب کو اس کے اور شہزادی
میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے اور ہم سفر مردوں کے علم میں بھی آچکا ہے۔ تاہم اس نے ان
نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ ”عقرب صاحب! آپ نے ہمیں لٹنے سے بچالیا...... آپ
نہ کرتے تو جانے کیا کچھ ہوتا۔ ہم دونوں آپ کا یہ احسان ساری زندگی بھلا نہیں سکیں گی۔“

”میں نے اپنا فرض ادا کیا...... اس میں احسان کی کوئی بات نہیں۔“ عقرب نے جوا
”کیا وہ واقعی کھلونے لے کر آئے تھے......؟“ عنایت نے تعجب آمیز لہجے میں پوچھا
”جی ہاں۔“ عقرب نے جھوٹ بولا۔ ”کیوں کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔
میں ایسے کھلونے ملتے ہیں جن پر اصلی اسلحے کا دھوکا ہوتا ہے۔ میں بھی ایسے اسلحے کچھ دکا
ہوں۔“

”ایک مرتبہ میرے گھر پر ڈاکہ پڑا تھا۔ ڈکیت کے ہاتھوں میں نقلی اسلحہ تھا۔ جب
انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ تب پتا چلا کہ وہ نقلی اسلحہ تھا۔ اس وقت ہم لوگ اس قدر خوف زدہ ہو
اور نقلی کی تمیز نہ کرسکے۔ اگر ہوش وحواس میں ہوتے بھی تو شاید تب بھی اس کی شناخت
ہوتے......“ آغا قزلباش نے کہا۔

”اب ہمیں سوجانا چاہیے۔“ شاکر اعوان نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔ ”مجھے نیند آر
”لیکن ہمیں نیند کہاں آئے گی......؟“ شہزادی نے گہری سانس لیتے
بدمعاشوں نے کیسی دہشت پھیلادی۔ اس قدر جھوٹ بولا کہ خدا کی پناہ...... ابھی تک میرا دل
ہے۔“

جھوٹ...... عقرب دل میں مسکرایا۔ اس نے سوچا کہہ دے کہ محترمہ انہوں نے ایک
نہیں بولا۔ لیکن وہ ان کے یا کسی کے معاملات میں بولنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے چلتی ٹرین
لڑکوں کو گھناؤنا کھیل کھیلنے اس لیے نہیں دیا تھا کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی۔ اور پھر وہ نہیں
پولیس کیس بن جائے۔ اس لیے اس نے ان کے خطرناک اسلحہ کو ناکارہ اور کھلونوں کی طرح
”میں سونا چاہوں تو ایک پل کے لیے بھی سو نہیں سکوں گی۔“ شازیہ کے جسم پر انجا
جھرجھری سی ہوگئی۔ تھوڑی دیر پہلے کا منظر اس کی نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔ اس نے
لیے سوچا۔ بے حرمتی ہو بھی جاتی تو کیا فرق پڑتا وہ دس دس آدمیوں کے سامنے کھلونا بن



زیورات جانے کا ہوتا۔“ اس واقعے کی میرے سینے میں ایسی ہیبت بیٹھ گئی ہے کہ میرا سینہ
دھک دھک کیے جارہا ہے۔“
”ہمیں بھی نیند کہاں آئے گی؟“ آغا قزلباش نے کہا۔ ”میں آپ دونوں کو کمپنی دوں گا۔
نیند نہیں آرہی ہے وہ باتیں کرکے یا تاش کھیل کر رات گزار سکتا ہے۔“
بات ہے تو پھر میں اپنی نیند کو ان بدمعاشوں کی طرح بھگا کر ساتھ دے سکتا ہوں۔“ شاکر
ا۔

اور پوچھ پوچھ......“ شازیہ خوش ہوکر شوخ لہجے میں بولی۔
لوگوں نے ایک بات سوچی نہیں۔“ عنایت نے چونک کر کہا۔
کی بات......؟“ آغا قزلباش نے حیرت سے عنایت کی طرف دیکھا۔
معاش اندر کیسے داخل ہوگئے......؟“ عنایت نے متعجب نظروں سے باری باری سب کی
”دروازہ کس نے کھولا۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ میں نے دونوں دروازوں کو سونے
کر کے اپنا اطمینان کیا تھا...... جب میری آنکھ کھلی تو شاکر صاحب اور شازیہ اور شہزادی
اور ان بدمعاشوں کو دیکھ کر خواتین خوف ودہشت سے تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ شاکر
بلائے ہوئے تھے۔ اس بوکھلاہٹ میں انہوں نے آغا صاحب کو جگا دیا۔“
مجھ سے بھول ہوگئی۔“ شاکر اعوان نے جواب دیا۔ ”میرے پاس سگریٹ ختم ہوگئے
اسٹیشن پر رکی تو میں سگریٹ لینے کے لیے اتر گیا۔ سگریٹ لے کر واپس آنے میں مجھے
لگ گئے۔ ان بدمعاشوں نے جو گھات اور موقعے کی تلاش میں تھے انہوں نے فوراً ہی
اندر داخل ہوکر باتھ روم میں چھپ گئے چوں کہ آپ سب گہری نیند سو رہے تھے اس لیے
نہیں سکا۔ جب میں اندر آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ بدمعاش کھڑے ہوئے ہیں۔ انہوں
میری طرف تان لیں اور ان کے سرغنہ نے مجھے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ سرغنہ اور ان کے
شازیہ اور شہزادی کو گود میں اٹھا کر برتھ سے نیچے اتارا...... انہیں مسلح دیکھ کر ان دونوں کی
ان سے ایک لفظ نہیں نکل سکا۔ پھر ان دونوں بدمعاشوں نے خاصی دیر تک ان سے من
میں نے احتجاج کیا تو پھر ان دونوں کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔“ عقرب نے سوچا کہ
کہے کہ یہ بدمعاش تمہارے ساتھی تھے اور سارا منصوبہ تمہارا اپنا بنایا ہوا تھا۔ عقرب نے
نوں کے ذہن پڑھ لیے تھے۔ وہ ہر کسی کا ذہن بلاوجہ پڑھنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ شاکر
اپنے ہم سفروں کو گہری نیند میں دیکھا تو اس نے دروازہ اس وقت کھول دیا تھا جب
انے میں سگنل نہ ملنے کی وجہ سے رک گئی تھی۔ اس نے سگریٹ کا جو بہانہ بنایا وہ غلط
پنے گھناؤنے ارادے میں کامیابی ہوجاتی تو تب شاکر اعوان اپنی اصلیت میں آجاتا اور
پر ان دونوں کی بے حرمتی کرنے میں شامل ہوجاتا۔ اب جب کہ اس کے ساتھیوں کے
امید نہیں تھی اور تمام مسافر چوکنا ہوگئے تھے۔ آغا قزلباش نے بھی شازیہ اور شہزادی کے

ساتھ شب بیداری کا اعلان کر دیا تھا اس لیے اس نے باتھ روم میں جا کر سرغنہ سے موبا
ان سے کہہ دیا کہ وہ کراچی پہنچ جائیں۔ اس نے یہ بھی سوچا اور فیصلہ کیا کہ شب بیدار
ان کو پھانسنے اور بلیک میل کرنے کے لیے کوئی تدبیر کرے گا۔ عقرب اب اس معا
اڑانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس بات سے بھی خوش تھا کہ اس کے ساتھیوں نے شاکر اعوان
سمجھا تھا۔ لیکن شاکر اعوان اس لیے اس اسلحہ کو کھلونا تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا
اسلحہ فراہم کیا تھا۔ اسے عقرب کے بارے میں دل میں ایک آزاد سا خیال آیا تھا ک
طاغوتی طاقت کا مالک تو نہیں ہے؟ لیکن وہ اس خیال کے بارے میں زیادہ سوچ نہ سکا
نے اس کا خیال فوراً بدل دیا اور ذہن میں اس کے بارے میں کوئی بات سوچنے نہیں دی

عقرب سونے کے لیے اپنے بستر پر دراز ہو گیا۔ شازیہ نے اسے تیکھی نظروں
تاش کھیلنے کی دعوت دی۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ شازیہ کے اس انداز
ہو جاتا۔ عقرب کو اس فاحشہ اور تاش سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے معذرت کر لی۔
آور گولیاں کھائیں کیوں کہ وہ دل کا مریض تھا اور رت جگا اس کی صحت کے
تھا۔ آغا قزلباش نے تمام بتیاں بجھا کر نائٹ بلب روشن کر دیا۔ اس کی روشنی بھی اتنی
جا سکتا تھا۔ وہ چاروں ایک طرف کھیل کی جگہ بنا کر رمی کھیلنے لگے۔ عقرب کو نیند نے جلد

کوئی دو گھنٹے بیت جانے کے بعد عقرب کی آنکھ آپ ہی آپ کھل گئی۔
کمپارٹمنٹ میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ گاڑی تیز رفتاری سے اپنا سفر طے کر رہی
لمحے مدھم سرگوشیاں، تیز سانس اور سرسراہٹ سی سنی، چند لمحوں کے بعد گاڑی کسی بجلی کے پول
گزری تو ایک پل کے لیے کمپارٹمنٹ میں ملگجی روشنی پھیل گئی۔ اس پل میں اس نے
ایک جذبات سے بھرپور فلم چل رہی تھی شہزادی اور شاکر اعوان، شازیہ اور آغا قزلباش
دنیا و مافیہا سے بے نیاز دھول بھرے راستے سے گزر رہے تھے۔ ایک انجانا گاؤں آ
ہم سفروں کے جاگنے کی فکر تھی اور نہ ہی کسی بات کا ڈر اور خوف تھا۔ فرش پر لبادے
ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ وہ آزادی کا لبادہ اوڑھے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

عقرب نے کروٹ بدلی اور اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا۔ شاکر اعوان اور آغا
دونوں سے پانچ پانچ ہزار پر معاملہ طے کیا تھا۔ چوں کہ وہ کال گرل تھیں اس لیے فوراً
کھیل چھوڑ کر اس کھیل کو کھیلنا شروع کر دیا۔ ان دونوں مردوں نے دل میں اور بعد
محسوس انداز سے اشارہ کر کے یہ طے کر لیا تھا کہ انہیں کوئی رقم نہیں دیں گے اور کسی بہا
گے۔ وہ ان کی باتوں میں آ کر شاکر اور آغا قزلباش کی جھولی میں گر پڑی تھیں۔

عقرب صبح بیدار ہوا تو اس نے صرف عنایت کو گہری نیند سوتے ہوئے پایا تھا۔
آغا قزلباش اور شاکر اعوان جاگ رہے تھے۔ وہ چاروں بہت خوش اور مسرور تھے۔
چھلک رہی تھیں رات کا گزرا ہوا افسانہ ان کے چہروں پر لکھا ہوا تھا۔ شب بیداری کی



ابھرا ہوا تھا۔ جب کہ شازیہ اور شہزادی کی آنکھیں نشیلی ہو رہی تھیں ان کے انگ انگ سے
رہی تھی۔ کچھ دیر بعد عنایت بھی بیدار ہو گیا۔
لوڑی اسٹیشن پر گاڑی رکی تب شازیہ، شہزادی، شاکر اعوان اور قزلباش پلیٹ فارم پر چہل
اتر گئے۔ عنایت باتھ روم میں نہا رہا تھا۔ عقرب صبح کا اخبار پڑھ رہا تھا۔ تب ایک نوجوان لڑکا
میں گھس آیا۔ عقرب نے آہٹ سن کر اخبار سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ سولہ
عقرب نے اس کا دزدیدہ سراپا دیکھا۔ لباس نہ صرف بہت بوسیدہ اور فقیروں جیسا تھا بلکہ
کا بال پھیلا ہوا تھا۔ بالوں پر گرد جمی ہوئی چہرہ سخت اور سیاہ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی۔ وہ
سا لگ رہا تھا۔ وہ باتھ روم کے دروازے کے پاس دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے
پر کھڑا ہونا دشوار سا ہو رہا ہو...... اس نے سہارا نہ لیا ہوتا تو جیسے غش کھا کر گر جاتا۔ اس کی
میں بری طرح پھول رہی تھیں جیسے وہ دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔ وہ جیسے اپنے ہوش و حواس میں نہیں

سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا کہ چاروں کمپارٹمنٹ میں داخل ہوئے۔ اس
چونکے۔ شازیہ نے بڑی حقارت سے کہا۔ "کون ہو تم...... ؟ چلو بھاگو یہاں سے......"
"میں...... ایک مصیبت زدہ ہوں۔" اس نے بمشکل پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہا۔
گاڑی رینگنے لگی۔ شہزادی نے غصے سے کہا۔ "تم گاڑی سے اترو۔ گاڑی چل پڑی

نے کہا نا کہ...... میں مصیبت زدہ ہوں۔ بدمعاش میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔" اس نے
لہجے میں کہا۔
معاش تمہارے پیچھے لگے ہوئے ہیں تو ہم کیا کریں...... کیا ہم نے کسی کو بچانے کا کوئی ٹھیکہ
" شازیہ نے نفرت و حقارت سے کہا۔
ان بدمعاشوں نے مجھ کو دیکھ لیا تو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔" وہ بے بسی سے بولا۔ اس کی
آنسو آ گئے۔
یہ لڑکا اور خطرناک ہے۔" شازیہ نے کہا۔ "کہیں تم کسی کو قتل کر کے تو نہیں آ رہے ہو؟"
...... میں نے کسی کو قتل نہیں کیا...... میں بدمعاشوں کے چنگل سے بچ کر نکل آیا ہوں۔ اس
کرنا چاہتے ہیں۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں بولا۔ "خدا کے لیے مجھے کراچی پہنچنے تک یہاں

کیا...... ہم تمہیں دس منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔" شہزادی نے کہا۔ "چلو نکلو......"
میرے خدا...... تمہارا لباس کس قدر گندا ہے اس میں سے کیسا تعفن اٹھ رہا ہے۔" شازیہ
پر رومال رکھا تو شہزادی نے بھی اپنی ناک پر رومال رکھ لیا۔ "یہاں سے دفع ہوتے ہو کہ

"گاڑی نے رفتار پکڑ لی ہے۔ اب یہ بے چارا کیسے اتر سکتا ہے؟" عقرب
رہنے دیں۔"

"مجھے تو یہ کوئی چور اچکا...... اٹھائی گیرا لگ رہا ہے۔" شازیہ بولی۔ "اسے
کہ زنجیر کھینچ کر گاڑی رکوائی جائے۔ میں اس چور بدمعاش کو ایک منٹ بھی برداشت نہیں
"قسم لے لیجیے میں چور بدمعاش نہیں ہوں۔" لڑکے نے غمگین لہجے میں کہا۔
سی گئی۔

"ہاں بھئی...... اس کی وجہ سے کمپارٹمنٹ میں کیسی بدبو پھیل گئی ہے۔"
میرے لیے یہ سب کچھ ناقابل برداشت ہو رہا ہے۔ میں ابھی زنجیر کھینچتی ہوں۔"

"ایک منٹ......" عقرب نے شہزادی سے کہا۔ "یہ لڑکا سچ کہہ رہا ہے۔
مصیبت میں گرفتار ہے۔ چور اچکے ایسے نہیں ہوتے ہیں یہ ایک شریف لڑکا لگ رہا ہے۔"

"یہ آپ نے کیسے اندازہ کر لیا کہ یہ لڑکا شریف ہے چور اچکا نہیں ہے؟" شازیہ ہذیانی

"اس کی زبان چہرے اور آنکھوں سے اس کی سچائی ظاہر ہو رہی ہے۔" عقرب
حمایت کی۔

"اگر ایسی بات تھی تو اسے اس کمپارٹمنٹ میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا پوری
یہی ایک کمپارٹمنٹ رہ گیا تھا؟ کیا ہمیں لوگ رہ گئے تھے؟" شہزادی نے کہا۔

"اس وقت یہ لڑکا مصیبت میں گرفتار ہے وہ کسی اور کمپارٹمنٹ میں اس لیے
وہاں غیر محفوظ ہوگا۔ وہ بدحواسی میں یہاں پناہ لینے آ گیا...... دو ایک گھنٹے کی بات ہے۔
آ جائے گا وہ اتر جائے گا۔"

"ہماری بلا سے وہ مصیبت میں گرفتار ہے یا نہیں۔" شہزادی تنک کر بولی۔ "میں
گی۔"

"آپ ایسی بات نہ کریں۔" عقرب نے کہا۔ "میری خاطر اس غریب کو یہاں
یہ بے چارا کئی وقتوں سے بھوکا پیاسا لگ رہا ہے۔ انسانیت کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے
کریں۔"

"آپ اس کے ساتھ اس طرح ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں جیسے یہ آپ کا کوئی
بھائی ہو......" شازیہ کے لہجے میں استہزائی انداز تھا۔ "میرا بس چلے تو میں اسے دھکا
گاڑی سے......"

"بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آپ غرور اور تکبر کی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ
دلوں میں انسانی ہمدردی کا جذبہ بالکل بھی نہیں ہے۔ آپ کو جو کرنا ہیں کریں۔ میں اس
سے پیش آؤں گا۔" عقرب نے سخت لہجے میں کہا۔ "آپ کو یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ
ایک مصیبت سے دوچار تھے۔"



اور شہزادی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ شازیہ لپک کر زنجیر کے پاس گئی۔ اس نے
زنجیر کھینچی زنجیر ٹس سے مس نہ ہوئی۔ وہ ایک دم سے جام ہو گئی تھی۔ پھر اس نے دوسری
زنجیر کھینچی۔ وہ بھی جام تھی۔
زنجیر صرف دکھاوے کے لیے لگائی ہوئی ہے؟" شازیہ نے بھنا کر آغا قزلباش سے کہا۔
کیا جانتی نہیں ہیں کہ ہمارے ریلوے کا نظام کس قدر ناقص اور بدترین قسم کا ہے۔ ریلوے
مانا جاتی ہے۔ مسافروں کی سہولت اور آرام اور خدمت کا کوئی خیال نہیں ہے۔" آغا
تبصرہ کیا۔

کو شازیہ اور شہزادی سے ایسی امید نہیں تھی کہ اس مصیبت زدہ لڑکے کے ساتھ اس طرح
گی۔ اسے ان کی خود غرضی اور لڑکے سے اہانت آمیز رویے سے بہت افسوس اور دکھ ہوا
بیا۔ یہ دونوں فاحشائیں اس قابل تھیں کہ بدمعاش ان کی اجتماعی بے حرمتی کرتے۔ اس
ساتھ انسانی ہمدردی کی جس کا صلہ یہ دیا جا رہا تھا کہ اس کی وہ کوئی بات ماننے کو تیار نہیں
دل میں فیصلہ کر لیا کہ انہیں وہ ایسا سبق دے گا کہ ساری زندگی یاد کریں گی۔ عقرب نے
کے زور سے زنجیر جام کر دی تھی۔ اس نے اپنے فلاسک سے چائے نکال کر لڑکے کو پلائی۔
قامت اور لڑکے کی جسامت کا تھا۔ عقرب نے اپنی جیب سے ہزار روپے کا ایک نوٹ
کی طرف بڑھایا کہ اپنے پاس سے شلوار قمیض کا ایک جوڑا دے دیں اور اس رقم سے کوئی نیا
عنایت نے رقم نہیں لی۔ اپنے سوٹ کیس سے ایک جوڑا نکال کر دے دیا جو ایک شاپنگ
ہوا تھا۔ پھر عقرب نے اپنا صابن اور تولیہ اسے دیتے ہوئے کہا کہ وہ باتھ روم میں جا کر
اطمینان سے نہا کر کپڑے پہن کر آئے۔

کپڑے، صابن اور تولیہ لے کر نہانے کے لیے باتھ روم میں گھس گیا۔ اس کے ہم سفر بڑی
سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ شازیہ اور شہزادی اندر ہی اندر عقرب پر پیچ و تاب کھا رہی
عقرب کی ہمدردی اس لڑکے سے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا۔ ورنہ
گاڑی سے دھکا دے دیتیں۔

صاحب! آپ نے اس لڑکے کو پناہ دے کر اس کے دشمنوں سے دشمنی مول لی
سے رہا نہیں گیا۔ وہ بول پڑی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھ وہ آپ کو بھی قتل

میری موت ان بدمعاشوں کے ہاتھوں لکھی ہے تو میں اسے روک نہیں سکتا۔ لیکن میں کیا
ہیں کہ زندگی اور موت اوپر والے کے ہاتھ میں ہے مارنے والے سے بچانے والا بڑا
نے جواب دیا۔
اجنبی لڑکے کے پھڈے میں آپ نے دخل دے کر بڑی غلطی کی ہے۔" شاکر اعوان نے
اس لڑکے کا کہنا ہے کہ کچھ بدمعاش اس کے قتل کے درپے ہیں۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ یہ لڑکا معصوم اور نوجوان ہے نجانے اس پر کیا افتا
غریب کئی دنوں کا بھوکا بھی ہے۔ اس کا لباس بتا رہا ہے کہ وہ ان بدمعاشوں سے
اور مارا مارا پھر رہا ہے۔ اس کی گفتگو سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ کسی اچھے
ہے۔" عقرب نے کہا۔

"آپ کیا اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے......؟" عنایت نے دریافت کیا

"جی ہاں۔" عقرب نے سر ہلایا۔ "میں اس کی بپتا سننے کے بعد ضروری ہوا تو
جاؤں گا یا وہ اپنے گھر اور اپنے والدین کے پاس جانا چاہتا ہے تو اسے پہنچا دوں گا۔"

"آپ کو اسے گھر یا پولیس اسٹیشن لے جانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ کیوں
میں جو بدمعاش ہیں وہ آپ کو اور اسے پلیٹ فارم پر ہی گولی مار کر ختم کر دیں گے"
لہجے میں کہا۔

"یہ لڑکا نہیں بلکہ مجھے سانپ کا بچہ سنپولیا لگتا ہے۔" شازیہ نفرت بھرے لہجے میں

دفعتاً باتھ روم کا دروازہ کھلا تو سب کی نگاہیں دروازے کی جانب اٹھ گئیں۔
ملبوس نمودار ہوا۔ وہ اس وقت بہت خوبصورت، پیارا اور معصوم سا لگ رہا تھا۔ نہانے
سے اس کی شخصیت یکسر بدل گئی تھی۔ اگلے لمحے سبھی چونک پڑے اور ان کے جسم
۔اس لڑکے کے ہاتھ میں ایک خوفناک ریوالور تھا جس کی نال ان کی طرف اٹھی ہوئی تھی
کے فرشتے کی طرح گھور رہی تھی۔

"آپ نے جو احسان کیا یہ اس کا سرپرائز ہے مسٹر عقرب!......؟" شازیہ
میں کہا۔

"گولی نہیں چلانا......" شہزادی نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ سفید پڑ

"عقرب صاحب......" شاکر اعوان نے کہا۔ "آپ اس لڑکے کے ہاتھ سے ریوالور

"ہاں......ہاں......" شازیہ نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ "ورنہ یہ ہم سب کو گولی
ہماری رقم لے کر بھاگ جائے گا۔"

"آپ لوگوں کو اپنی رقم اور زیورات پیارے ہیں یا جان پیاری ہے؟" عقرب
اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"دونوں ہی......" شہزادی کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ "میں نہ کہتی تھی کہ یہ لڑکا
ہے۔"

"آپ کو دونوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا ہوگا۔" عقرب مسکرایا۔ "جان یا مال

"ہمیں......اپنی جان پیاری ہے۔ مال نہیں چاہیے۔" شازیہ فوراً بول اٹھی۔

"کیا......کیا......تم اپنا سارا مال دے دوگی......؟" حیرت اور خوف زدہ لہجے میں شہزادی

"اس کے سوا چارہ نہیں ہے...... مال کا کیا ہے۔ ہم زندہ رہیں تو پھر آ جائے گا۔"



اب دیا۔

یہ ٹھیک کہہ رہی ہیں......" عقرب نے کہا۔ "اس لڑکے کو اپنی اپنی رقم اور زیورات دے کر
جائیں......"

ہے......ٹھیک ہے......" شازیہ نے سر ہلایا۔ "میں اپنی رقم اور زیورات دیے دیتی ہوں۔
سے کہیں کہ مجھے گولی نہ مارے...... مجھے اپنی جان عزیز ہے۔ میں زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

کیا ہم میں سے کوئی اس لڑکے کو قابو نہیں کر سکتا......؟" شہزادی نے مردہ لہجے میں کہا۔ "کتنے
لوگ ہیں۔"

بات یہ ہے محترمہ! اس کے ہاتھ میں ریوالور ہے۔ ہر ایک کو اپنی جان پیاری ہے۔ کس میں اتنی
وہ اپنی جان کے بدلے خطرہ مول لے۔ جسے اپنی جان پیاری نہیں ہے۔ وہ آگے بڑھے۔"
کہا۔

آپ سب مل کر اس بدمعاش پر پل پڑیں۔ اسے قابو کر لیں۔" شہزادی نے مشورہ دیا۔

شاباش......" عقرب نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "چوں کہ آپ کو اپنی رقم اور زیورات پیارے ہیں
مشورہ دے رہی ہیں۔ خود غرضی کی بھی حد ہوتی ہے۔ آپ کو اپنی جان پیاری ہے۔ دوسروں کی
"

نہیں پتہ تھا کہ آپ اس قدر بزدل اور ڈرپوک ہیں۔" شہزادی تپے ہوئے لہجے میں بولی۔
کریں کہ آپ ہی عظیم قربانی اور ایثار سے کام لیں۔ آپ کی یہ قربانی رائیگاں نہیں جائے
میں سنہرے حرفوں سے لکھی جائے گی۔ آپ کی ایک قربانی سے ہم سب کا مال اور جان محفوظ
عقرب نے کہا۔

نہیں......نہیں......" شہزادی نے سہمے ہوئے انداز سے کہا۔ "میں کیوں اپنی جان قربان
کیا میری جان مفت کی ہے۔"

یہی بات میں بھی عرض کر رہا ہوں کہ کسی کی جان مفت کی نہیں ہے جو قربان کر دے۔" عقرب

ذلیل......کمینہ کہاں سے آ گیا۔ یہ آپ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ آپ ہی ہماری جانیں اور مال
شہزادی نے کہا۔

اس شریف اور معصوم لڑکے کو ذلیل اور کمینہ مت کہیں۔" عقرب نے تیزی سے کہا۔

یہ ہم سب کو ریوالور کا نشانہ بنائے ہوئے کھڑا ہے اور ہم اسے کیا فرشتہ کہیں۔" شہزادی تنگ کر

کیا اس لڑکے نے اپنی زبان سے کچھ کہا ہے......؟ کوئی دھمکی دی ہے؟ کیا اس نے کچھ طلب کیا
عقرب نے پوچھا۔

نہیں......لیکن یہ ریوالور لیے کھڑا ہے......" شازیہ بولی۔ "آخر اس کا مطلب کیا ہے؟"

"یہ آپ سب لوگوں کی احمقانہ باتیں سن رہا ہے۔ غریب دل میں حیران اور پ... آپ لوگ اس کے خلاف کیوں ہو رہے ہیں۔ اسے گالیاں کیوں دی جا رہی ہیں؟" اس... عقرب نے کہا۔

"آخر آپ اس کی اس قدر حمایت کیوں کر رہے ہیں؟" شاکر اعوان نے کہا۔

"صرف اس لیے کہ اس کے ایسے کوئی ارادے نہیں ہیں۔ جو آپ لوگ سمجھ ر... نے کہا۔

"میں کہتا ہوں تم ریوالور پھینک دو......" آغا قزلباش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ لوگ خوف زدہ اور ہراساں نہ ہوں۔" عقرب نے دلاسا دیا۔

"تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس کے سامنے قطار بنا کر کھڑے ہو جائیں تا... ہمیں ختم کر دے۔" شازیہ تنک کر بولی۔ "خدا کے لیے اس لڑکے کو سمجھائیں یا... کریں۔"

"مجھے اندازہ نہ تھا کہ آپ لوگ اس قدر بزدل اور ڈرپوک واقع ہوئے ہیں۔"... ہوئے کہا۔ پھر وہ لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "ادھر آؤ۔"

لڑکا ریوالور لیے عقرب کی طرف بڑھا تو سب حیرت، خوف اور سکتے کی سی حالت... دیکھنے لگے۔ لڑکا عقرب کے سامنے پہنچ کر حیرت سے پوچھنے لگا۔ "یہ لوگ میرے بار... کی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟"

"دراصل ان لوگوں کو تمہارے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر تمہارے بارے میں غلط فہمی... عقرب نے کہا۔

"میں نے کیا کیا......؟" لڑکے نے حیرت سے کہا۔ "میں نے کسی پر گولی تو نہیں چلائی..."

"اچھا یہ ریوالور مجھے دے دو......؟" عقرب نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ فوراً... ریوالور لے لیا۔

پھر اس سے پوچھا۔ "یہ ریوالور تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ تمہیں کس نے دیا یا تم نے..."

"یہ ریوالور اس لباس میں رکھا ہوا تھا۔" لڑکے نے جواب دیا۔ "شاپنگ بیگ میں... اس میں چھپا ہوا تھا۔"

"ہاں...... ہاں...... یہ میرا ریوالور ہے۔" عنایت نے کہا۔ "میں نے اسے... شاپنگ بیگ میں چھپا کر رکھا تھا۔ میرے پاس اس کا لائسنس بھی ہے۔ پلیز! میرا ریوالور... دیں۔"

عقرب نے عنایت کی طرف ریوالور بڑھا دیا۔ عنایت نے ریوالور لے کے سوٹ کیس... تو سب کی جان میں جان آئی۔

"میں تو سمجھی تھی کہ آج نہ صرف میری رقم اور زیورات بلکہ میری جان بھی گئی۔" شہز...



...ہوئی بولی۔

...ندگی اور موت کا کیا بھروسہ......؟" عنایت نے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔ "یہ جان عزیز کسی پل بھی..."

...اس لڑکے کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر کس قدر دہشت اور سنسنی پھیل گئی تھی۔" آغا قزلباش نے کہا۔

☆......☆......☆

...ی چالیس منٹ کے بعد کینٹ اسٹیشن پر گاڑی رکی تو سب ایک ایک کر کے اتر گئے۔ شہزادی اور ...سہما اور اخلاقاً بھی عقرب کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس لڑکے کو حقارت بھری نظروں سے کراچی ...دیکھتی رہی تھیں۔ جب کمپارٹمنٹ خالی ہو گیا تب عقرب نے لڑکے سے کہا۔ "تم نے اپنا نام..."

"...میرا نام فیروز ہے۔" لڑکے نے کہا۔ "چلو...... نیچے اترو۔ ہم چلتے ہیں۔"

...نے پلیٹ فارم کی طرف خوف زدہ نظروں سے دیکھا۔ "عقرب صاحب! مجھے ڈر لگ رہا..."

...رو نہیں۔" عقرب نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ان میں سے کسی کی ...ہے کہ میرے ہوتے ہوئے تمہیں ہاتھ لگائیں۔ تمہارا بال بھی بیکا کر سکیں۔ میرے ساتھ چلو آؤ۔"

...ب نے ایک ہاتھ سے اپنا اٹیچی اور فلاسک سنبھالا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ فیروز کا ہاتھ پکڑے ...فارم پر اتر گیا۔

...قت پلیٹ فارم پر مسافروں کا رش خاصا کم ہو گیا تھا۔ فیروز سہما ہوا سا تھا۔ ادھر ادھر خوف زدہ ...دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔ چند قدم چلنے کے بعد یک لخت رک گیا۔ پھر وہ عقرب کے پیچھے چلنے لگا۔

...ہوا فیروز......؟" عقرب نے گھوم کر اس سے پوچھا۔ "تم میرے پیچھے چھپ کیوں رہے..."

...سامنے دیکھیں۔" فیروز نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔ "ان بدمعاشوں نے مجھے دیکھ لیا ...طرف آ رہے ہیں۔ اب آپ سے زبردستی چھین کر لے جائیں گے۔ وہ مجھے چھوڑیں گے..."

...کر نہ کرو...... ڈرو نہیں...... میرے ساتھ چلو۔" عقرب نے اسے دلاسا دیا۔

...ب نے اس سمت دیکھا جس سمت فیروز نے اشارہ کیا تھا۔ کسی قدر فاصلے پر پانچ بدمعاش ...ے تھے۔ وہ اپنی وضع قطع اور چہروں، مہروں سے خطرناک اور پیشہ ور مجرموں کی طرح دکھائی ...ے۔ ان کے چہرے پر سفاکی اور آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی۔ جیسے ہی ان کی نظریں ...وہ چونک اٹھے اور ان کے چہرے حیرت اور خوشی سے دمک اٹھے۔ ان میں سے ایک نے ...فیروز......!" پھر وہ بجلی کی سی سرعت سے عقرب اور فیروز کی طرف اس طرح لپکے جس طرح ...تے ہیں۔

جب فیروز نے ان بدمعاشوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اس کے اوسان
اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اس کے سینے میں ایسی دھک دھک ہونے لگی کہ اس
میں پسینے چھوٹ گئے۔ اس کے لیے ایک قدم بھی چلنا دوبھر ہو رہا تھا۔ عقرب نے اس
پکڑا ہوا نہ ہوتا تو وہ کب کا ہاتھ چھڑا کر بھاگ چکا ہوتا۔ وہ بے جان قدموں اور عقرب
ہوئے سوچنے لگا کہیں ایسا تو نہیں کہ عقرب بھی ان بدمعاشوں کے ساتھیوں میں
کس لیے ان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کیا وہ اکیلا پانچ بدمعاشوں سے لڑ سکے گا۔ یہ بدمعا
کے پاس نہ صرف خنجر بلکہ ریوالور بھی ہیں۔

ان بدمعاشوں نے قریب پہنچ کر ان دونوں کو نرغے میں لے لیا۔ ان میں سے
جوان کا سرغنہ معلوم ہوتا تھا تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ''رک جاؤ......''

اگلے لمحے ان درندوں نے چونک کر فیروز کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھیں پھیل
دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ''یہ

''اوجی...... معاف کر دیں۔'' سرغنہ نے جواب دیا۔ ''دراصل ہمیں ایک لڑکے
سے ہمیں یہ لڑکی اس لڑکے کی طرح دکھائی دی...... ہمیں دھوکا ہوا۔ غلط فہمی ہو گئی تھی۔''

عقرب نے غصے سے کہا۔ ''آپ لوگوں کو لڑکے اور لڑکی میں کوئی تمیز نہیں ہے۔
دیکھ کر بھی آپ لوگ اسے لڑکا سمجھے۔ حیرت کی بات ہے۔ آپ لوگ اپنی آنکھوں کا معا

فیروز نے چونک کر اپنے آپ کو دیکھا تو اسے جیسے اپنی نظروں پر یقین نہیں آیا۔
وہ ایک نوجوان لڑکی کے بہروپ میں تھا۔ اس کا لباس بھی لڑکیوں جیسا تھا۔ نہ صرف اس
سونے کی چوڑیاں تھیں بلکہ گلے میں سونے کا ایک جڑاؤ لاکٹ جگ مگا رہا تھا۔ اپنے کا
ٹاپس بھی محسوس کیے۔

''یہ لوگ کیا چاہتے ہیں......؟ یہ کون لوگ ہیں......؟'' فیروز نے کہا تو اسے اپنی
رسیلی محسوس ہوئی۔ وہ دل میں حیران ہو رہا تھا کہ آخر یہ سب کیا ہے؟ وہ ایک دم لڑکے
گیا؟ اس کی جنس ہی نہیں آواز اور کپڑے بھی بدل گئے۔ سونے کے زیورات بھی وہ

عقرب اسے لے کر تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ بدمعاش پھر تیزی سے بیرونی در
لپکے۔ وہ دل میں حیران تھے کہ دور سے وہ لڑکی فیروز کی طرح کیوں نظر آئی......؟ قر
کیسے نکلی۔ ان کی نگاہیں اتنا بڑا دھوکہ کیسے اور کیوں کر کھا گئیں......؟ یہ فیروز...... خنزیر کا

بیرونی گیٹ پر باہر نکلنے کے لیے مسافروں اور قلیوں میں ایک دھکم پیل سی ہو
فیروز کو بغیر ٹکٹ کے باہر نکال لایا۔ فیروز نے باہر آ کر اپنے آپ کو دیکھا تو اسے جیسے
وہ لڑکی نہیں لڑکا تھا۔ اس لمحے وہ اپنی اصلی حالت میں موجود تھا۔ اس کا دماغ چکرا کر رہ
سمجھ میں نہیں آیا۔

''عقرب صاحب!'' فیروز نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔ ''یہ میرے ساتھ کیا چکر



بھی لڑکا بن رہا ہوں؟''

کوئی چکر وکر نہیں ہے۔'' عقرب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اسے ہپناٹائز کرنا کہتے ہیں۔ میں
اور تمہیں ہپناٹائز کر دیا تھا۔ جس سے وہ اور تم بھی اپنے آپ کو لڑکی سمجھنے لگے۔ یہ تھوڑی دیر کا
پھر تم سابقہ حالت میں اپنے آپ کو محسوس کرنے لگے۔ لہٰذا اس کے بارے میں سوچنے کی کوئی
نہیں...... میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں دشمنوں سے بچاؤں گا۔ سو میں نے بچا لیا۔ اب
تمہیں ڈرنے، ہراساں اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

عقرب چوں کہ اسے اپنے جادو وغیرہ کے بارے میں بتانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے ہپناٹزم کے علم
میں بتا کر اسے کسی قدر مطمئن کر دیا تھا۔ فیروز کچھ سمجھا کچھ نہیں سمجھا۔ لیکن دل میں وہ اس
خوش تھا کہ عقرب کے علم و عمل کی وجہ سے وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھنے سے بچ گیا۔

☆......☆......☆

شازیہ اور شہزادی کو لینے کے لیے آنٹی آئی ہوئی تھی۔ شان دار قسم کی نئی گاڑی اسٹیشن کے باہر
۔ وہ دونوں آنٹی کے ہاں رہتی تھیں۔ آنٹی ایک طرف ان دونوں کی سرپرست تھی تو پرائیوٹ
بھی تھی۔ کالی راتوں کے سودے اسی کے توسط سے ہوتے تھے۔ اس کے غیر معمولی انتہائی شان
لگژری اپارٹمنٹ میں حسن پرستوں کی دل بستگی کا پورا سامان موجود تھا۔ وی آئی پی یہاں اپنا
اور ان کے جدید ترین رقص جو امریکہ کے نائٹ کلبوں کو بھی شرما دیتے تھے۔ اور جو مجرا کے
کیے جاتے تھے۔ دیکھنے کے لیے آتے تھے۔ آنٹی ان دونوں سے دس فیصد ان کی ہر آمدنی پر
بڑی بااثر، طاقت ور اور بارسوخ بھی تھی۔ شازیہ اور شہزادی کے علاوہ دو نگینے اور بھی اس
میں تھے۔

میں آنٹی نے پوچھا۔ ''بچیو! ریل گاڑی کا سفر کیسا رہا......؟ تم دونوں نے بہت انجوائے کیا

کیا بتاؤں آنٹی......'' شازیہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اس کے جسم پر جھرجھری سی آ گئی۔ یہ سفر
تھا۔ وہ عقرب نامی ہم سفر نہ ہوتا تو ہم دونوں مفت میں لٹ چکی ہوتیں......''
مطلب......؟'' آنٹی نے سڑک پر سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔
آپ کو بتاتی ہوں کہ سفر کے دوران ہمارے ساتھ کیا ایڈونچر ہوا......'' شہزادی بولی۔
شہزادی نے قدرے تفصیل سے سارا واقعہ سنا دیا۔ آنٹی بھونچکی ہو گئی۔ ''لیکن تمہارے اور
میں اتنی ساری باتیں کیسے اور کیوں کر ان حرام زادوں کو معلوم ہو گئیں۔''
ہم نہیں جانتی ہیں۔'' شازیہ بولی۔ ''سر سے بلا ٹلی...... یہ سب کچھ کسی ڈراؤنے خواب کی

دونوں نے سفر کے دوران دو شکار کیے۔ پانچ پانچ ہزار روپے میں...... انہوں نے رقم تو نہیں
کل شام آئیں گے۔ وہ دونوں وی آئی پی ہیں۔ کروڑپتی ہیں۔ ایسے شکار نصیب سے ملتے

ہیں۔"

"لاہور میں کیا رہا......؟ ان دو نائٹوں میں تم نے کتنا کمایا؟" آنٹی نے تجسس سے

"ہم دونوں سات سات لاکھ کی رقم کے علاوہ دو دو لاکھ کے سونے کے زیورات بھی

بار کا ٹرپ بہت ہی اچھا رہا۔" شازیہ نے کہا۔ "اگر ہمیں دوبارہ موقع ملا تو ہم بارہ بارہ لاکھ بھی

"سفر کے آخری دو تین گھنٹے بہت ہی بے کیف اور بے مزہ گزرے......" شہزادی

مزدور لڑکا جو شاید پشاور سے آ رہا تھا۔ ہمارے کمپارٹمنٹ میں گھس گیا۔ معلوم نہیں عقرب

کیوں دل آ گیا۔ اس لڑکے کے خلاف ہم دونوں کے دلوں میں جو نفرت اور حقارت پیدا

نہیں اس لڑکے کا کیا حشر ہوا۔"

اپارٹمنٹ میں پہنچنے کے بعد ایک بیڈ روم میں بستر پر دونوں نے اپنی اٹیچی کھولی

زیوارت نکال کر اس میں سے آنٹی کا حصہ دے کر باقی مال اپنی اپنی تجوریوں میں رکھ لیں

نے اٹیچی کی تہہ دیکھی۔ کپڑے نکال کر دیکھے۔ رقم اور زیورات کے لفافے غائب تھے۔

تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ غش کھا گئی...... "کہاں گئی میری رقم......؟ میں نے خود اپنے ہاتھ

کی تہہ میں رکھی تھی......" شہزادی کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم دونوں گہری نیند سو رہی ہو اور کسی نے اپنے ہاتھ کی صفائی

آنٹی نے خیال ظاہر کیا۔

"ہم دونوں تو ساری رات ایک پل کے لیے بھی نہیں سوئی تھیں۔" شازیہ نے کہا۔

"لیکن تم نے گاڑی میں مجھے بتایا تھا کہ تم دونوں سو رہی تھیں کہ بد معاشوں نے تم

من مانیاں کی تھیں؟"

"رات بارہ بجے کچھ دیر کے لیے آنکھ لگی تھی۔ ہم دونوں بمشکل بیس، پچیس منٹ

ان بد معاشوں کی دست درازیوں نے بیدار کر دیا۔ ہم اپنے ہم سفروں پر شک نہیں کر سکتے

نہیں تھے۔ وہ سب کے سب نفیس اور دولت مند اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اور پھر

عام قسم کے لوگ سفر نہیں کر سکتے ہیں۔"

"میں یہ تھوڑی کہہ رہی ہوں کہ سب ہی نے مل کر یہ حرکت کی ہو گی۔ ان میں سے

" آنٹی کہنے لگی۔ "دولت کا لالچ آدمی کو کیا کچھ کرنے پر مجبور نہیں کرتا ہے۔ کر سکتا ہے

آپ ہی کو لے لو۔ تم لوگ جو نجی محفلوں میں جس قسم کے رقص وغیرہ کرتی ہو۔ تم دونوں

بھی ہوتا ہے کیا وہ عام قسم کی ماڈل گرل کر سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ تم یہ سب کچھ دولت

جب کہ تم دونوں معروف ماڈل ہو۔ کمرشل کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ دولت کے حصول

میں آج ہر شخص ایک دوسرے کو لوٹ کر اپنی جیب بھرنے کے چکر میں لگا ہوا ہے کسی کے

دولت مند ہونے پر مت جاؤ۔"

"آنٹی! یہ ناممکن ہے کہ کوئی ہمارے اٹیچی کیسوں میں سے رقم نکال لے؟" شاز



تم یہ کہہ رہی ہو کہ یہ ناممکن سی بات ہے؟ چوری کرنا ناممکن کیسے ہو سکتا ہے؟" آنٹی نے تیز

کہا۔

آپ ہمارے اٹیچی کیس دیکھ رہی ہیں......؟" شازیہ کہنے لگی۔ "کس قدر مضبوط ہیں۔ غیر ملکی

کوئی چاقو چھری یا تیز دھار والے آلے سے بھی کاٹ نہیں سکتا۔ اسے بغیر کوڈ نمبر کے کھول بھی

ہے۔ شہزادی کے اٹیچی کیس کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ وہ بالکل صحیح سلامت ہے۔ شہزادی نے

سامنے ابھی تو اس کا کوڈ نمبر سیٹ کر کے کھولا ہے۔"

اس صورت میں پھر رقم اور زیوارت کہاں گئے......؟ کہیں ہوٹل میں تو نہیں بھول گئیں؟"

نہیں آنٹی! میں نے اور شازیہ نے رقم اور زیورات لاکرز میں رکھے تھے۔ ہوٹل کے لاکرز

نکلی سے آدھا گھنٹہ پہلے ہم دونوں لاکرز سے رقم اور زیورات نکال کر لائی تھیں۔ پھر ہم ایک

لیے اپنا سامان چھوڑ کر کہیں ہٹی تھیں۔" شہزادی بولی۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے اپنی رقم اور زیورات بھولے سے یا کسی خیال سے شازیہ کی اٹیچی میں

لیا۔" آنٹی نے کہا۔

ہاں۔" شہزادی نے کہا۔ "ہم نے اپنی اپنی رقم اور زیورات اپنے اپنے اٹیچی میں رکھے تھے۔"

نے کوڈ نمبر سیٹ کر کے اپنی اٹیچی کھولی۔ چند لمحوں کے بعد اس نے اپنی اٹیچی بستر الٹ دی۔ اس

تو شہزادی کی رقم اور زیوارت کے لفافے تھے اور نہ اس کے...... اٹیچی ان کا منہ چڑا رہی تھی۔

☆......☆......☆

فیروز کو اپنے ہمراہ ہوٹل لے آیا۔ اس نے سب سے پہلے کھانا منگوایا۔ کیوں کہ فیروز کا

حال تھا۔ دونوں نے مل کر کھانا کھایا۔ فیروز بہت خوش تھا۔ عقرب نے کھانے سے فراغت

کہا۔ "اب تم مجھے اپنی کہانی سناؤ۔"

آپ کو نام بتا چکا ہوں۔" فیروز کہنے لگا۔ "دو سال پیشتر میرے والد ایک بیماری میں مبتلا

بے پرواہی سے موت کے منہ میں چلے گئے۔ ایک برس تک گھر کسی نہ کسی طرح چلتا رہا۔

جو پس انداز کیا ہوا تھا اور اس کمپنی نے جس میں میرے والد ملازمت کرتے تھے پچیس

دی تھی۔ میں آپ کو بتا دوں کہ میری ایک بڑی بہن ہے۔ وہ مجھ سے دو برس بڑی ہے۔

اپنا بھائی ہے۔ وہ دو برس چھوٹا ہے۔ سب سے چھوٹی بہن جو ہے وہ چار برس چھوٹی ہے۔

ت کے بعد رشتہ داروں نے نہ صرف ملنا جلنا بند کر دیا۔ بلکہ ایک طرح سے منہ پھیر لیا۔

دیا میں اکیلا چھوڑ دیا میری آپا کی منگنی ہو چکی تھی۔ مگر والد کی موت کے بعد منگنی ٹوٹ گئی۔

لیے کا امی کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ بیمار ہو گئیں۔ تین ماہ تک وہ بیمار رہیں۔ ان کے علاج

رقم اٹھ گئی۔ کوئی ایک برس کے بعد پریشانیوں کا آغاز ہو گیا۔ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔

قرض دینے کا روادار نہ تھا۔ میرا اور میری چھوٹی بہن کا نام اسکول سے کب کا کٹ

اور محلے والوں نے بھی ملنا جلنا اور بات کرنا بند کر دیا کہ کہیں ہم ان سے مالی مدد نہ مانگنا

شروع کردیں۔ جس دکان دار سے سودا سلف لیتے تھے اس نے نہ صرف تقاضا شروع کر
دیا بھی شروع کردیں۔ بجلی اور گیس کے بل نہ دینے کے سبب بجلی اور گیس بھی کاٹ
صورت بڑی تشویش ناک اور پریشان کن تھی۔ ابو کے ایک دیرینہ دوست جن کی خود مالی
نہیں تھی۔ ایک روز وہ امی کے ہاتھ پر دو سو روپے رکھ گئے۔ اس سے کیا ہوتا۔ یہ دو سو رو
چلتے۔

ایک روز رات کے وقت ہم سب جاگ رہے تھے۔ امی نے رو رو کر برا حال کر
بہت غمگین تھیں۔ امی نے مجھ سے اور آپا سے کہا۔ ''ایسا کب تک سلسلہ چلتا رہے گا۔ میر
کا ایک حل ہے۔''

''وہ کیا امی......؟'' آپا نے بجھے ہوئے لہجے میں تجسس سے پوچھا۔

''میں سوچ رہی ہوں کہ کسی دوسرے بڑے محلے میں جا کر کیوں نہ ماسی کا کام تلا
نے جواب دیا۔ ''آج کل اس کام کی بڑی مانگ ہے۔ تنخواہ ہی اچھی مل جاتی ہے۔
بچا کھچا کھانا بھی مل جاتا ہے۔ اس طرح فاقوں سے تو نجات مل جائے گی۔''

''آپ ماسی کا کام کریں گی......؟'' آپا نے چونک کر دل گرفتہ لہجے میں کہا۔
نہیں......''

''بیٹی...... اس میں حرج بھی کیا ہے۔'' امی نے سمجھانے کی کوشش کی۔ ''کسی
پھیلانے قرض مانگنے سے بہتر ہے کہ محنت مزدوری کر کے پیٹ بھرا جائے۔ اس میں
ہے۔ ذلت اور شرم کی بات کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا ہے۔ چوری کرنا اور قرض لینا ہے۔
سوا چارہ بھی تو نہیں رہا ہے اب......''

''لیکن امی! آپ نے یہ بھی سوچا ہے کہ محلے والے، پڑوسی اور رشتہ دار کیا کہیں

''یہ کہنے والے کون ہوتے ہیں......؟ کیا یہ ہماری مصیبت میں کام آئے......!
دو...... مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں...... میں عزت سے روٹی کمانے جاؤں گی۔ محنت مز
کام ہے۔''

''لیکن امی...... یہ تو ٹھیک ہے کہ یہ عزت کی روزی ہے۔ لیکن ہمارے معاشر
ذہنیت کو آپ اچھی طرح جانتی ہیں...... امریکہ اور یورپ میں ہر وہ کام جو جائز ہو
سے دیکھا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں نہیں۔ دنیا والے طعنے دے دے کر ہم سب کا
گے۔''

''تمہیں پریشان اور فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' امی نے دلاسا دیا۔ ''
علاقے میں جا کر کسی ایک بڑے گھر میں ملازمت کر دوں گی۔ برقع میں جاؤں گی۔ کسی
کسی کو بتانے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی یہ پوچھے کہ تمہاری ماں سویرے سویرے کہاں
دینا کہ ایک کلینک میں نرس کا کام مل گیا ہے۔ اس طرح ان سب کی زبانیں بند ہو جا



پھرتے پھریں ہماری بلا سے، ہم ان کا تھوڑی کھاتے ہیں۔''

''امی...... امی......!'' آپا یک لخت چونک کر مسرت بھرے لہجے میں بولیں۔ ''آپ اجازت
ملازمت تلاش کر لوں۔ آپ کو کہیں جا کر ماسی کا کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

''تم ملازمت کرو گی......؟'' امی نے حیرت سے آپا کی شکل دیکھی۔ ''کون سی ملازمت کرو گی؟''

''ہاں...... امی! میں ملازمت کروں گی۔'' آپا کہنے لگی۔ ''میں نے جو بی اے تک تعلیم حاصل کی
آخر وہ کس لیے اور کس دن کے لیے ہے؟ آج کل کتنی ساری لڑکیاں اور شادی شدہ عورتیں
رہی ہیں۔''

''تمہارے پاس تعلیم تو ہے لیکن تجربہ نہیں ہے۔ تمہیں نوکری کون دے گا۔ میری بچی!''

''یہ کوئی ضروری نہیں کہ صرف تجربے کی بنیاد پر ملازمت ملے۔ تعلیم کی بنیاد پر بھی ملازمت مل جاتی
ہے کے پاس تجربہ نہیں ہوتا...... کہیں نہ کہیں ملازمت مل جائے گی۔ دو ایک مہینے دھکے کھاتا ہوں
اس کی نوبت نہ آئے۔''

''جو دو سو روپے ملے ہیں یہ دو ہفتے بھی نہیں چلیں گے۔ بیٹی! تم دو مہینوں کی بات کر رہی ہو......
اگر نوکری نہیں ملی تو کیا ہوگا۔ اس وقت تک تو ہم سب فاقوں سے مر جائیں گے۔'' امی نے
لہجے میں کہا۔

''امی میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ آپ برا نہ مانیں تو کہوں......؟'' آپا نے کہا۔

''کہو......'' امی نے آپا کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا تجویز ہے تمہارے
؟''

''میری شادی تو اب ہونے والی نہیں ہے۔ کیوں کہ میری منگنی ٹوٹ چکی ہے......'' آپا نے نظریں
آپ۔ یہ ابو نے میرے لیے سونے کی چوڑیاں اور ایک ہار بنایا ہوا ہے۔ آپ وہ چوڑیاں بیچ
دیں اتنی رقم آجائے گی کہ گیس اور بجلی کے بل بھی ادا ہو جائیں گے۔ دکان دار کا قرض بھی ادا
پھر اتنی رقم بچ جائے گی کہ دو تین مہینے گزارہ ہو جائے گا۔ اللہ نے چاہا تو اس عرصے میں مجھے
جائے گی۔ ہمارے دن پھر جائیں گے۔''

''چوڑیاں اور ہار تمہارے شادی کے لیے ہیں۔ میں انہیں بیچ دوں؟ ہرگز نہیں۔'' امی نے
کہا۔

''میں ملازمت کرنے لگوں گی تب رقم بچا کر چوڑیاں بنالوں گی۔ چوڑیوں کا کیا ہے۔ وہ پھر
جائیں گی۔ اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ امی! میں آپ کو کسی قیمت پر ماسی کا کام کرنے نہیں دوں
امی کو سمجھایا۔

سمجھ میں آپا کی بات آگئی۔ وہ بادل نخواستہ چوڑیاں بیچنے پر راضی ہو گئیں۔ دوسرے دن میں
بیچنے کے لیے صرافہ بازار کی طرف گئے۔ چوڑیاں امی نے میرے پاس رکھوائیں، ہم
بیچے۔ وہ چوڑیاں بائیس ہزار روپے کی تھیں۔ دو ایک دکان داروں نے بارہ تیرہ ہزار کی

قیمت لگائی۔ امی چاہتی تھیں کہ سولہ ہزار روپے تو ملیں۔ ہم ایک اور دکان کی طرف
اچانک فضا میں گولیوں کی تڑتڑاہٹ گونجنے لگی۔ پھر کیا صرافہ مارکیٹ میں ایک بھگد
بھگدڑ میں میں اور امی جدا ہو گئے۔ ڈاکوؤں نے ایک ڈاکہ مارا تھا جو مسلح تھے۔ اتفاق
آنکلی تو ڈاکوؤں اور پولیس والوں کا مقابلہ ہونے لگا۔ میرا منہ جدھر اٹھا۔ میں اس طرف
می کو تلاش کرنا ناممکن تھا۔ میں ایک سنسان گلی کی طرف آنکلا۔ میں نے ایک شخص کو
وئے دیکھا۔ یہ میرے محلے کا شخص تھا۔ اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی محلے میں شہرت اچھی
تھا اور سود پر قرض دیتا تھا۔ اس نے مجھ سے باتوں باتوں میں معلوم کرلیا کہ میں کس
امی کے ساتھ آیا۔ اس نے میری جیب سے چوڑیاں اس طرح سے نکال لیں کہ
جب مجھے خبر ہوئی تو وہ نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ میں چیختا چلاتا اس کے پیچھے اس
بھاگ گیا تھا۔ چند قدم بھاگنے کے بعد میں ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ پھر مجھے دو بازوؤں نے
کھڑا کیا۔

میں نے اس شخص کو دیکھا۔ وہ چالیس برس کا ہوگا۔ وہ چہرے مہرے اور وضع قطع
ہی لگ رہا تھا۔ میں زمین پر گرنے سے زخمی ہو چکا تھا۔ میری پیشانی پر چوٹ آئی تھی۔
قریبی ریسٹورنٹ میں لے گیا۔ اس نے اپنے اور میرے لیے سموسے اور چائے منگوائی
پینے کے لیے دیا۔

جب میں پانی پی چکا تو اس نے مجھ سے پوچھا۔ ”یہ تم کس کے پیچھے بے تحاشا بھا
”شیرو کے پیچھے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”وہ سونے کی چوڑیاں لے کر بھاگ گیا
ساتھ بیچنے آیا تھا۔“

”کیا اس نے چوڑیاں چھینی تھیں۔ یا تم نے اسے رکھنے یا بیچنے کے لیے دی تھیں؟“

”نہ اس نے چوڑیاں چھینی تھیں نہ میں نے اس کے پاس رکھوائی تھیں۔“ میں
اس نے میری جیب سے چوڑیاں اس طرح سے نکال لیں کہ مجھے پتا نہیں چلا۔ مجھے
اس کے پیچھے لپکا۔ بھاگتے بھاگتے ٹھوکر کھا کر گر گیا۔“

”اب وہ چوڑیاں گئیں سمجھو...... وہ تمہیں کسی قیمت پر نہیں مل سکتی ہیں۔“ اس نے
”وہ کیسے گئیں۔ میں امی اور مسجد کے مولوی صاحب کو لے کر اس کے پاس جاؤں گا
”تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ چوڑیاں اس نے تمہاری جیب
”کیا میری گواہی ثبوت نہیں ہے......؟ اس کے سوا کسی اور نے چوڑیاں میری
نکالیں۔“

”تمہاری بات اور گواہی کو کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا۔“ اس نے کہا۔ ”کیوں ا
تمہاری بات جھوٹ سمجھیں گے۔ اور پھر وہ ایک بدمعاش شخص ہے۔ تم نے یہ بھی بتایا ک
ہے۔ تمہاری اس حرکت سے وہ غصے میں آجائے گا۔ تمہارا جینا حرام کردے گا۔ تمہار



موش رہو اور صبر کر کے بیٹھ جاؤ۔“

نے جو کچھ کہا وہ میری سمجھ میں آگیا۔ اس کی باتیں غلط نہ تھیں۔ لیکن اس دکھ اور خیال سے میرا
ں بھر آئیں کہ اب ہمارے گھر کا گزارہ کیسے چلے گا۔ امی کیا کہیں گی۔ کیا وہ اتنا بڑا غم اور
ت کر سکیں گی۔ وہ بائیس ہزار روپے کی سونے کی چوڑیاں تھیں۔ ایک نئی افتاد ہمارے گھر پر

س نے میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پوچھا۔ ”تم رو کیوں رہے ہو؟ کیا رونے سے
یں گی؟“

کے پوچھنے پر میں نے اپنی ساری بپتا سنائی جسے سن کر وہ بے حد متاثر ہوا۔ اس شخص نے مجھ
انداز سے میرے والد اور والدہ کا نام بھائی اور بہنوں کے نام، اس دفتر کا پتا جس میں
لازمت کرتے تھے پوچھا۔ پھر اس نے مجھے دلاسا دیا۔ ”تم فکرمند اور پریشان نہ ہو۔ سب
ئے گا۔ تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔“

سے گھر لے کر پہنچا۔ گھر پہنچا تو دیکھا امی موجود ہیں۔ وہ میرے لیے نہ صرف پریشان تھیں
پر رو بھی رہی تھیں۔ مجھے دیکھ کر گلے سے لگالیا۔ انہوں نے مجھ سے چوڑیوں کے بارے
میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔ امی سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ آپا رونے لگیں۔ میں نے امی سے کہا
کے دوست مل گئے تھے۔ وہ میرے ساتھ آئے ہیں۔ آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔
میں نے اس شخص کو نشست گاہ میں لاکر بٹھالیا۔ امی اس کے سامنے آئیں تو اس نے کہا۔
سال پیشتر اس دفتر میں ملازمت چھوڑ دی تھی۔ اب دوسرے دفتر میں کام کر رہا ہوں۔ میری
سے اتفاقی طور پر ملاقات ہوگئی۔ اس نے نہ صرف گھر کے تمام حالات سے آگاہ کیا بلکہ
بتایا کہ اس محلے کے بدمعاش شیرو نے آپ کے بیٹے کی جیب سے چوڑیاں اس طرح نکال
ای چل نہیں سکا۔“

م نہیں کیوں اللہ میاں ہم لوگوں سے اس قدر ناراض ہے کہ قدم قدم پر ہمارا امتحان لے
نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ ”یہ چوڑیاں بہت قیمتی تھیں جو بہت ہی مجبوری میں اشد
کرنے کے لیے بیچنے کے لیے لے گئی تھی۔ اس سے بڑی بدنصیبی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ چھن
لیس اسٹیشن جا کر اس بدمعاش کے خلاف رپورٹ درج کراتی ہوں۔“
ما اسٹیشن جا کر اس بدمعاش کے خلاف رپورٹ درج کرانے کی حماقت نہ کریں۔“ ذاکر

نہ جاؤں بھائی صاحب؟“ امی نے کہا۔ ”وہ حرام کا مال نہیں تھیں۔ میرے مرحوم شوہر
مائی میں سے پائی پائی جوڑ کر اسے بیٹی کی شادی کے لیے بنایا تھا۔ ہم غریب آدمی ہیں۔
نہیں سکتے ہیں۔“
لیے کہ پولیس آپ کی یا آپ کے بیٹے کی ایک نہ سنے گی۔ آپ ذرا صبر سے کام لیں۔

پولیس والوں کو ثبوت یا کوئی عینی گواہ چاہیے۔ پولیس اسٹیشن شریف لوگوں کے جانے کی
ایک دوست دوسرے علاقے میں پولیس انسپکٹر ہے۔ میں اس سے مل کر بات کرتا ہوں
شاید کوئی نتیجہ نکل آئے۔"

"ہم لوگ بہت پریشان ہیں بھائی! آپ کسی طرح سے کوشش کر کے
دلا دیں۔" امی نے کہا۔ "یہ آپ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہوگا میں ہر نماز میں آپ
رہوں گی۔"

"چوڑیاں دو ایک دن میں مل جائیں گی۔" ذاکر خان نے کہا۔ "آپ اپنے
نہیں رکھوا دیتیں اس طرح آپ کے گھر کا خرچ چل جائے گا۔"

"میرے بیٹے کی عمر سولہ برس کی ہے۔ اسے کون ملازمت دے گا۔ یہ کوئی
ہے۔" امی بولیں۔

"میرے دفتر میں ایک جگہ خالی ہے۔ اسے پوسٹ آفس سے جا کر ڈاک لانا
بل جمع کرانا اور چائے وغیرہ کا کہہ کر آنا ہوگا۔ ماہانہ دو ہزار روپے مل جائیں گے۔
دفتر بھیج دیں بلکہ میں اسے آ کر لے جاؤں گا۔"

امی نے میری طرف تذبذب سے دیکھا جیسے وہ نیم رضامند ہوں اور مجھ سے
کیا تم تیار ہو۔

میں یہ سن کر بہت خوش ہوگیا کہ مجھے دو ہزار روپے کی تنخواہ کا کام مل رہا ہے۔ میں
بھر لی۔ "امی میں کل سے کام پر جاؤں گا۔ کام بھی بہت آسان ہے اور تنخواہ بھی اچھی
نا؟"

"میرا دل تو نہیں چاہتا لیکن تم تیار ہو تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میری طرف
ہے۔" امی نے جواب دیا۔

ذاکر خان نے اپنی جیب سے پانچ سو روپے نکال کر میری طرف بڑھائے۔ "
دو۔ یہ ایڈوانس ہے۔ تمہیں جب پہلی تنخواہ ملے گی تو اس میں سے پانچ سو روپے کاٹ
اگر مزید رقم کی ضرورت ہو تو پندرہ دن کے بعد دلا دوں گا۔"

ذاکر خان تھوڑی دیر بیٹھ کر چائے پی کر اور یہ کہہ کر چلا گیا وہ مجھے نو بجے لینے آ
رہوں۔ ایک طرف چوڑیاں جانے کا صدمہ تھا تو دوسری طرف نوکری ملنے کی خوشی
دلوں کو اس بات سے ڈھارس بندھی تھی کہ ذاکر خان اپنے دوست پولیس انسپکٹر کے ذ
چوڑیاں یا رقم دلوا دے گا اگر اس نے چوڑیاں بیچی نہ ہوئی ہوں۔

صبح نو بجے ذاکر خان مجھے لینے آیا تو میں تیار تھا۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر
اس نے ایک رکشہ لیا۔ جب رکشہ ایک گھر کے سامنے رکا تو اس نے مجھ سے کہا کہ دفتر
میں رکھا ہے لے کر چلتے ہیں۔ اس نے رکشہ والے کو کرایہ دے کر رخصت کیا۔ پھر تالا



کمرے میں جا کر بٹھایا جس میں ایک چارپائی اور دو کرسیاں تھیں۔ پھر اس نے مجھ سے کہا
ئے کی طلب ہو رہی ہے۔ چائے پی کر چلتے ہیں۔ وہ میرے اور اپنے لیے چائے بنا کر لے
پینے کے بعد پھر غنودگی سی چھا گئی اور میں گہری نیند میں ڈوب گیا۔ پھر مجھے کچھ پتا نہیں چلا۔
مجھے ہوش آیا تو میں اس کمرے میں نہ تھا۔ بلکہ ایک پہاڑی علاقے میں تھا۔ میں زمین پر لیٹا
ے ارد گرد چار مسلح شخص کھڑے ہوئے تھے یہ ان کی وضع قطع اور چہرے مہرے دیکھ کر میں
گیا۔ وہ مجھے ڈاکوؤں کی طرح دکھائی دیتے تھے۔ ذاکر خان ایک طرف کھڑا سگریٹ پی
ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

میں کہاں ہوں......؟ یہ لوگ کون ہیں؟" میں نے خوف زدہ لہجے میں ذاکر سے پوچھا۔
اس وقت اپنے گھر سے سینکڑوں میل دور ہو......" ذاکر خان نے سگریٹ کا لمبا کش لیتے
لی لہجے میں کہا۔
رے دوست اور ساتھی ہیں۔ میرے ساتھ رہتے ہیں۔"
مجھے یہاں کیوں اور کس لیے لائے ہیں......؟" میں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے

ما کچھ دیر میں معلوم ہو جائے گا......" اس نے جواب دیا۔ "تم اتنے پریشان کیوں ہو رہے

مجھے میرے گھر لے جا کر چھوڑ دیں۔" میں نے اس کی منت کی۔ "مجھے امی بہت یاد آ رہی

ہم گھر جانے کا خیال دل سے نکال دو۔ یہی تمہارا گھر ہے۔ مرتے دم تک تمہیں یہاں رہنا

ما کی بات سن کر رونے لگا۔ "تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو......؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔"
سوال پھر دہرایا۔
نے تم سے کہا تھا کہ تمہیں معلوم ہو جائے گا...... یہ رونا دھونا بند کرو۔ اس سے کچھ حاصل نہ
ئے سخت لہجے میں کہا۔
ڑی دیر تک پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے بسکٹ ایک نان اور ایک کافی
میں گرم گرم دودھ دیا گیا۔ مجھے چوں کہ بھوک بھی لگ رہی تھی اس لیے میں نے حلق سے
گوں نے میرے ساتھ ناشتا کیا تھا۔ قریب ہی ایک خیمہ بھی تھا۔ ناشتے سے فراغت پانے
ما اپنے ہمراہ لے کر چل پڑا۔
، ناہموار تھا۔ پہاڑیوں کے درمیان، کھیتوں اور پگڈنڈیوں سے ہم ہوتے ہوئے ایک
کے دروازے پر پہنچ کر رکے، باہر ایک سوا چھ فٹ کا شخص کلاشنکوف لیے پھر رہا تھا۔ اس
کو دیکھتے ہی بڑے زور سے سلام کیا اور بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔ پھر وہ اپنی زبان میں

تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پھر اس نے بغلی دروازہ کھول دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد میں ایک بہت بڑے کمرے میں ایک شخص کے سامنے کھڑا تھا
بہت خوفناک تھی۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں لال لال تھیں۔ وہ کسی جلاد کی طرح دکھائی دے
شخص نے مجھے گہری نظروں سے دیکھا۔ پھر اس نے کہا۔

''ذاکر خان! لڑکا بہت اچھا لائے ہو۔ صرف ایک لڑکے کو لائے ہو؟''

''جی ہاں۔'' ذاکر خان نے سر ہلایا۔ ''خان! بات یہ ہے کہ آج کل پولیس بہت
دوسری طرف اخبارات نے بہت شور مچایا ہوا ہے کہ لڑکوں کا اغوا کر کے بردہ فروش کے ہاتھ
ہے۔ آپ تو جانتے ہیں اغوا کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اس کی سزا موت ہے۔ اس لیے
ایک لڑکا لے کر آتا ہوں۔''

''تم بہت ذہین اور ہوشیار آدمی ہو...... مال بھی اچھا لاتے ہو۔ لڑکا خوب صورت
صحت مند اور بہت پیارا سا ہے۔ ہاں تو...... تم نے اس کی قیمت نہیں بتائی؟ تم نے اس کی
کی ہے۔''

''دس ہزار روپے خان!'' ذاکر خان نے جواب دیا۔ ''میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ
ہو۔''

''دس ہزار روپے بہت زیادہ ہیں...... میری تعریف کرنے پر تم پھیل رہے ہو؟''

تھوڑی دیر تک ان کے درمیان تول مول ہوتا رہا۔ آخر سات ہزار روپے میں بات
خان نے اپنی جیب سے سات ہزار روپے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ پھر اس
یہاں کب تک ہو؟ پھر کب جاؤ گے؟''

''میں آپ کے پاس ایک رات گزار کر کل دوپہر کے وقت نکل جاؤں گا تا کہ کسی
لا سکوں۔''

پھر خان نے آواز دے کر اپنے ملازم کو بلایا اور اسے اشارہ کیا کہ مجھے ساتھ لے جا
ساتھ جاتے ہوئے نفرت اور غصے سے میری بری حالت ہو رہی تھی۔ نس نس میں لہو ابل
خان دھوکا دے کر بے ہوشی کی حالت میں مجھے یہاں لے آیا تھا۔ اور اس نے مجھے بردہ فر
سات ہزار روپے میں بیچ دیا تھا۔ مجھے اپنی ماں، بھائی اور بہنوں کا رہ رہ کر خیال آ رہا تھا کہ
گمشدگی سے ان کا کیا حال ہو رہا ہوگا؟ ان پر تو قیامت بیت گئی ہوگی۔ میرے دل میں
بھڑک اٹھی۔ کاش! میں ذاکر خان سے بدلہ لے سکتا...... یہ خبیث تو کل یہاں سے چلا جا
خان کا ملازم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس طرح سے لے جا رہا تھا جیسے میں کوئی قربانی کا
وہ چھ فٹ کا لمبا تڑنگا تھا۔ وہ مجھے لے کر ایک اور دروازے کے پاس رکا۔ پھر اس نے دروازہ
پکڑ کر گھمایا۔ دروازہ کھلا تو زینہ نظر آیا۔ اس کی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ نیچے ایک زینہ
پاس ایک بہت بڑا لوہے کا جنگلہ لگا تھا۔ وہ تہہ خانہ تھا جس کی چوکھٹ پر جنگلا لگا ہوا تھا۔



تھا۔ جس پر ایک بھاری تالا پڑا ہوا تھا۔ زینے پر سو پاور کا ایک بلب روشن تھا۔ تہ خانے
بلب جل رہا تھا۔

سے اندر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ تہ خانے میں کوئی پندرہ سولہ لڑکے بند تھے۔ ان کی
برس سے لے کر بارہ تیرا اور پندرہ برس کے درمیان ہوں گی۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ان
نے مجھے دیکھنا شروع کیا۔ پھر وہ ملازم مجھے تہہ خانے میں بند کر کے دروازے پر تالا لگا کر
[illegible]

کے جانے کے بعد میں ان لڑکوں کو دیکھ رہا تھا اور وہ لڑکے مجھے دیکھ رہے تھے۔ ان کی
حیرت خوف اور غم بھرا ہوا تھا۔ چہرے زرد اور سپاٹ سے تھے۔ ہونٹ خشک اور بے جان
کے لباس میلے، کچیلے اور بوسیدہ سے ہو رہے تھے۔ یہ معصوم لڑکے بھی میری طرح غم زدہ
کے مارے ہوئے تھے۔ ان کے اور میرے درمیان خاموشی اور اجنبیت کی دیوار کھڑی ہوئی
کی سی کیفیت چھائی ہوئی تھی۔

نے آگے بڑھ کر ان سب سے باری باری ہاتھ ملایا۔ انہیں اپنا نام بتایا۔ ان سب نے مجھ
اور اپنا اپنا تعارف بھی کرایا۔ وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوگئے۔ ان کے چہرے دمک
اور کچھ لڑکوں کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

ے ننھے منے دوستو! ساتھیو اور بھائیو......'' میں نے محبت بھرے لہجے میں انہیں مخاطب کیا
محسوس کیا کہ یہ میں نہیں بول رہا ہوں بلکہ میرے اندر کوئی اور بول رہا ہے۔ میں نے انہیں
تم لوگ گھبراؤ نہیں...... ہم سب مل کر یہاں سے بھاگنے کی کوشش کریں گے...... ہم یہاں
رہیں گے۔''

یسے باہر نکل کر جا سکتے ہیں۔ باہر سے دروازہ مقفل ہے۔'' ایک لڑکے نے کہا۔
کریں تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہمت اور بہادری کی ضرورت ہے۔'' میں نے کہا۔
لوگوں کے پاس بہت ساری بندوقیں، کلاشنکوفیں اور کوڑے بھی ہیں۔'' دوسرے لڑکے نے

ت ظالم اور شیطان آدمی ہیں۔ ان کی بات نہ مانو تو وہ پیٹھ پر کوڑے مارتے ہیں۔ مرغا
تیسرے لڑکے نے سہمے ہوئے لہجے میں بتایا۔ ''میں نے ایک رات ایک آدمی کے ساتھ
ر کیا تو اس نے مجھے کوڑے مارے تھے۔''

لڑکے کی بات سن کر دل میں بری طرح ڈر گیا۔ پھر میں نے دلاسا دیا۔ ''دیکھو، ڈرنے کی
مالک ہے۔ اچھا یہ بتاؤ یہاں تم لوگوں کو کس لیے اور کیوں بند کیا گیا ہے؟''
لیے کہ ہم لوگوں کو عرب ریاست اسمگل کیا جا سکے......؟'' تیسرے لڑکے نے کہا۔
ریاستوں کو کس لیے اسمگل کیا جاتا ہے......؟'' میں نے حیرت سے پوچھا۔
لیے کہ وہاں اونٹوں کی ریس ہوتی ہے۔'' اس لڑکے نے جواب دیا۔ ''ان اونٹوں کو

دوڑانے کا کام بچوں سے لیا جاتا ہے۔ ان ریاستوں کے شیخ ہمیں خرید لیتے ہیں۔ یہ
کھیل وہاں شوق سے دیکھا جاتا ہے۔"

"پہرہ دار بتا رہا تھا کہ چار دن کے بعد ایک شیخ آنے والا ہے۔ وہ اور اس کے آدمی
کر اونٹوں اور لانچ سے اپنے ملک لے جائے گا۔ پھر ہمیں وہاں رکھا جائے گا۔" ایک اور

مجھے جاسوسی رسالے اور کہانیاں اور ڈائجسٹ پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اس وقت
جاسوس کی طرح کام کرنے لگا۔ مجھے بھی یہاں شاید اس لیے لایا گیا تھا کہ عرب
کیا جا سکے۔ میں دراصل بردہ فروشوں کے چنگل میں پھنس گیا تھا۔ یہ بے چارے
بھی...... میں نے ذاکر خان کے ساتھ گیٹ میں داخل ہونے کے بعد عمارت کی طرف
مسلح بدمعاشوں کو ٹہلتے ہوئے دیکھا تھا مجھے وہاں ایک جیپ بھی دکھائی دی۔ مجھے نہیں
عمارت میں کل کتنے لوگ ہیں۔ میں ابھی ابھی یہاں آیا تھا۔ بہت ساری باتیں بچوں
جا سکتی تھیں۔

میں نے ٹی وی پر جیمز بونڈ کی اور ایڈونچر فلمیں بھی دیکھی ہوئی تھیں۔ ہم سب
بچوں میں میں سب سے بڑا، طاقت ور، لمبے قد کا مضبوط جسم کا مالک بھی تھا۔ یہ بدمعاش
لمبے چوڑے اور توانا جسم کے تھے بلکہ ظالم قسم کے لوگ تھے۔ ان کے پاس خوفناک
تھے۔ جب کہ ہم نہتے تھے۔ ہمارے پاس ایک ڈنڈا بھی نہیں تھا۔ ہمارے پاس اسلحہ
میں بھی ہم ان بدمعاشوں پر قابو نہیں پا سکتے تھے۔

میں سوچنے لگا کہ ہمیں ایسی کوئی تدبیر کرنی چاہیے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی
ایسا ناممکن تھا۔ سانپ تو تھے لیکن ڈنڈے نہیں تھے۔ میں نے سوچا کیا اسلحہ ملنے کی
بدمعاشوں پر قابو پایا جا سکتا ہے؟

"آپ کیا سوچنے لگے ہیں بھائی جان!" ایک لڑکے نے جس کا نام ساجد تھا مجھ سے

"میں نے سنا ہے کہ دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہے اگر حوصلے، ذہانت اور
لیا جائے۔"

"ہم تو بہت چھوٹے بچے ہیں۔" ایک سات برس کے بچے نوید نے بے بسی سے کہا۔

"میں نے بہت سارے قصے اور کہانیاں پڑھی ہیں۔ اس بات کی تاریخ بھی گواہ
ایسے ایسے عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں کہ بڑے بھی حیران ہیں۔ ان کی بہادری مثال
بڑے لوگ عش عش کر اٹھے ہیں۔ آخر ہم بھی ان ہی بچوں کی طرح ہیں۔ ہم کیوں نہیں
دے سکتے ہیں۔ ہم کل کتنے بچے ہیں......؟"

"آپ کو ملا کر کل سولہ عدد ہیں۔" صغیر نامی لڑکے نے کہا۔

"کیا تم لوگ جانتے ہو کہ اس عمارت میں کل کتنے بدمعاش ہیں؟" میں نے پوچھا۔

"جی ہاں...... میں بتا سکتا ہوں۔" عباس نامی لڑکے نے سر ہلایا۔ "ایک تو باس



یہ بے حد ظالم اور کمینہ شخص ہے۔ سارے لوگ اس سے بہت ڈرتے ہیں۔ اس عمارت
آدمی موجود ہیں۔"

"کیا ہم سولہ عدد بچے ان بدمعاشوں پر قابو پا سکتے ہیں؟" نوید نے پوچھا۔

"کیوں نہیں...... کیوں نہیں میں نے سر ہلایا۔" "اللہ نے چاہا تو ہم سب یہاں سے نکل جائیں

"ہمیں ہر صورت میں اور ہر قیمت پر اس جہنم سے نکلنا ہوگا۔" ساجد کہنے لگا۔ "جو شیخ ہمیں
لینے والا ہے اس کے آنے سے پہلے ہم یہاں سے نہ نکل سکے تو سمجھو کہ ہم پھر کبھی نہیں نکل سکتے
ریاستوں سے فرار ہونا ناممکن ہے۔ وہ ایک جہنم ہے۔ ساری زندگی ہم عذاب سہتے سہتے
بھی ہم اپنے ماں باپ بھائی بہنوں کی شکلیں تک دیکھ نہیں سکیں گے۔ اس جینے سے مرجانا
ہم مرجائیں گے لیکن شیخ کے ساتھ نہیں جائیں گے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں ساجد بھائی!" صغیر نے حوصلے سے کہا۔ "ہم ان بدمعاشوں کو جان سے
اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے۔ ہم سب جیپ میں بیٹھ کر بھاگ کر جا بھی تو نہیں سکتے ہیں۔
علم ہے۔"

"ان جیپ کسے چلانا آتی ہے......؟" عباس نے کہا۔ "ہم اسے کیسے چلا کر جا سکتے ہیں؟"

"مجھے جیپ چلانا آتی ہے۔" گل خان جس کی عمر تیرہ برس کی ہوگی اس نے کہا۔

"تم جیپ چلانا کیسے جانتے ہو......؟" میں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"میرے والد پھولوں کا کاروبار کرتے ہیں۔" گل خان کہنے لگا۔ "ہمارے پاس ایک جیپ اور
ہے۔ میں نے جیپ اور ٹرک چلانا بھی سیکھا ہوا ہے۔ میں تیس تیس میل تک جیپ چلا کر کئی بار
"

"تم نے کتنی زبردست خوشخبری سنائی ہے۔" میں نے شاباشی کے انداز میں اس کی پیٹھ تھپکی۔

"لیکن فیروز بھائی جان!" صغیر نے کہا۔ "بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا......؟"

"کیا مطلب......؟" ساجد نے پلکیں جھپکاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ "تم کہنا کیا چاہتے

"جب تک ہم ان بدمعاشوں پر قابو نہ پائیں گے...... اس وقت تک ہم یہاں سے فرار
گے۔" صغیر نے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ذرا صبر کرو۔ سوچنے دو۔" میں نے اسے دلاسا دیا۔

"کل دو ایک دن میں یہاں سے نکل جانا ہوگا۔" عباس کہنے لگا۔ "میں اس روز جب حاکم خان
گزر رہا تھا۔ اس کا آدمی کہہ رہا تھا کہ...... باس! شیخ صاحب دس لاکھ ریال لے کر آ رہے
ہیں اور کم از کم پندرہ بچے چاہییں۔ بچوں کو لانچ پر سوار کرانا ہمارا کام ہے، ہم ان بچوں کو پہلے والے
طرح اونٹوں اور لڑکوں پر سوار کرا کے ساحل تک لے جائیں گے۔ شیخ صاحب سے صاف

صاف کہہ دینا کہ آئندہ ہم پندرہ لاکھ ریال لیں گے۔"

"تم کیوں حاکم خان کا کمرہ صاف کر رہے تھے......؟" میں نے متعجب لہجے میں پوچھا

"ہر روز صبح ناشتا دینے سے پہلے ہم لوگوں سے تمام کمروں کی صفائی کرائی جاتی ہے۔ جھوٹے برتن اور کپڑے بھی دھلوائے جاتے ہیں۔ بوٹ پالش بھی کرنا پڑتے ہیں۔ کسی نے کام نہیں کیا تو پھر اس کی شامت آجاتی ہے۔ جب سارا کام پورا ہو جاتا ہے پھر ہمیں تہ خانہ میں لایا جاتا ہے۔ پھر ناشتہ دیا جاتا ہے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں۔" میں نے پرامید لہجے میں کہا۔ کیوں مجھے گھپ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن دکھائی دی۔ "کل جائزہ لینے کے بعد بتاؤں گا کس طرح یہاں سے نکل سکتے ہیں۔"

"فیروز بھائی جان!" نصیر نامی لڑکے نے کہا۔ اس کی عمر دس برس ہوگی۔

"کیا بات ہے......؟" میں نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "تم کچھ کہنا چاہتے ہو۔"

"مجھے بھی بہت اچھی طرح گاڑی چلانا آتی ہے۔" اس نے کہا۔ "میرے ہاں تین کاریں ہیں۔ ان میں ایک جیپ بھی ہے جس پر ڈیڈی شکار کے لئے جاتے تھے۔ میں بھی جیپ چلا لیتا ہوں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ دو دوست گاڑی چلانا جانتے ہیں۔" میں نے کہا۔

"اگر ہمارے ہاتھ کچھ اسلحہ لگ جائے تو شاید ہم کامیاب ہو جائیں۔" ساجد نے کہا۔

"اسلحہ تو ہاتھ لگ سکتا ہے۔" عباس نے کہا۔ "یہ کوئی مشکل تھوڑی ہے کتنا اسلحہ چاہیے؟"

"واقعی......؟" میں نے حیرت، خوشی اور تجسس سے کہا۔ "اسلحہ کہاں ہے؟ کیسے ملے گا؟"

"ایک کمرے میں نہ صرف کلاشنکوفیں، ڈائنامیٹ، بندوقیں، دستی بم ہیں بلکہ رائفلیں بھی ہیں۔" عباس نے کہا۔ "لیکن ہم اسلحہ لے کر کیا کریں گے......؟ ہم میں سے کسی کو کلاشنکوف چلانا نہیں آتا ہے۔"

"مجھے آتا ہے۔" گل خان نے کہا۔ "ہمارے ہاں بچپن سے ہی اسلحہ چلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ میرا نشانہ بھی بہت اچھا ہے۔ میں نے بھی اسٹور روم میں رائفلیں دیکھی ہیں۔ یہ رائفلیں ایک دو میل تک مار سکتی ہیں۔ یہ امریکی ساخت کی ہیں۔ چلانے میں بہت آسان ہیں۔ حاکم خان صاحب کے پاس ایک ایسی ہی رائفل بھی ہے۔"

"جو شکاری بندوق چلا سکتا ہے کیا وہ امریکی رائفل بھی چلا سکتا ہے؟" نصیر نے پوچھا۔

"کیوں نہیں......" گل خان نے جواب دیا۔ "ان رائفلوں میں ایک دوربین بھی لگی ہوتی ہے جس سے نشانہ لینے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ یہ رائفلیں بہت مہنگی ہوتی ہیں۔"

دوپہر کے کھانے تک ہم سب بیٹھے باتیں کرتے اور منصوبے بناتے رہے۔ کھانا بڑے بڑے تھالوں میں دو بدمعاش لیے ہوئے آئے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک بدمعاش



تالا کھولا...... وہ تھال فرش پر رکھ کر چلے گئے۔ میں نے دیکھا۔ کھانا بہت پرتکلف تھا۔ مرغ، کباب سلاد اور رایتہ بھی تھا۔ گوشت فراوانی سے تھا۔ کھانے کے دوران ساجد نے بتایا کہ کھانے کو بہت اچھا اور بہت زیادہ مقدار میں دیا جاتا ہے تاکہ ہم کھا کر صحت مند رہیں۔ اس لیے، اوولٹین اور خالص دودھ اور مکھن بھی دیا جاتا ہے۔

بکرے کی رانیں آئی تھیں۔ ہمیں قہوہ بھی دیا گیا۔ جب ہم کھانے سے فراغت پا چکے تو نصیر نے اٹھا کر فرش پر پڑی ہوئی چٹائی کے نیچے چھپا دیا تاکہ کسی وقت کام آسکے۔ جو بدمعاش برتن لینے آیا تھا اس نے کوئی خیال نہیں کیا اور نہ پوچھا کہ چاقو کہاں ہے۔ اس کے جانے کے بعد ہم سب نے اطمینان کا سانس لیا۔

کچھ دیر کے بعد اوپر زینے کا دروازہ کھلا۔ ذاکر خان نمودار ہوا۔ اسے دیکھتے ہی میرا خون کھول اٹھا۔ ساجد نے میرے کان میں سرگوشی کی۔ "یہ کمینہ شاید کسی لڑکے کو اپنے ساتھ لے جانے آیا ہے......" ذاکر خان کے ساتھ ایک اور بدمعاش بھی تھا۔ اس نے تالا کھولا۔ ذاکر خان نے مجھ سے کہا۔ "باہر آؤ۔"

"کس لیے......؟" میں نے تیز لہجے میں پوچھا اور اسے نفرت اور غصے سے گھورنے لگا۔

"تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔" وہ بگڑ گیا۔ "میں جو کہہ رہا ہوں ساتھ چلو۔"

"میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ جو تم مجھ پر حکم چلا رہے ہو۔" میں نے غصے سے کہا۔

"میرے نہیں ہو تو پھر کس کے نوکر ہو......؟" اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"اب حاکم خان کا نوکر ہوں۔ حاکم خان نے مجھے تم سے خرید لیا ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔

بدمعاش کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ ذاکر خان نے اس کے ہاتھ سے کوڑا لے کر فرش پر زور سے مارا۔ غصے اور حقارت سے بولا۔ "کیسے نہیں چلے گا...... تیرا باپ بھی چلے گا۔ جلدی سے چل ورنہ تیری کھال ادھیڑ دوں گا۔"

"جاؤ فیروز......!" ساجد نے میرے کان میں سرگوشی کی۔ "ورنہ یہ تمہیں چابک مار مار کر مار ڈالے گا۔"

میں تہ خانے سے باہر نکل آیا۔ اس بدمعاش نے دروازے پر تالا لگا دیا۔ ذاکر خان میرا بازو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جیسے ہی اس نے زینے پر قدم رکھا کوڑا اس کے پیروں میں آیا۔ وہ دھڑام سے پھسلا۔ اپنا توازن قائم نہ کر سکا۔ وہ کسی گیند کی طرح لڑھکتا ہوا نیچے زینے پر آیا۔ اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اس بدمعاش نے مجھے تہ خانہ میں بند کیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو لایا۔ جب وہ لوگ آئے۔ اس کا ایک بدمعاش نے معائنہ کیا۔ پھر اس کے ساتھی نے کہا۔

"اس کی گردن کی ہڈی، پسلیاں، دونوں ہاتھوں اور پیروں کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئی ہیں۔"

بدمعاش ذاکر خان کو اٹھا کر لے گئے۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ذاکر خان کے حشر نشر اور قدرت سے سزا ملنے پر اس قدر خوشی ہوئی کہ اس کا اظہار بیان اور الفاظ سے ناممکن ہے۔ وہ

سب مجھے مبارکباد دینے لگے۔

جب میں سونے کے لیے دراز ہوا تو اس وقت نیند میری آنکھوں سے کوسوں
میرے گھر والوں کی یاد آ رہی تھی۔ لیکن میں جذباتی نہیں ہوا۔ پھر میں سوچنے لگا کہ یہاں
فرار ہوا جاسکتا ہے۔ میں اکیلا فرار ہونا نہیں چاہتا تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کو یہاں
جانا چاہتا تھا۔ یہ بچے مختلف شہروں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں کسی کا تعلق پشاور سے تھا
سکھر، کراچی اور فیصل آباد سے تھا۔ یہ سب دہشت گردوں کے بچے تھے۔ میر...
سارے منصوبے آئے۔ اس وقت تک ان پر عمل درآمد مشکل تھا جب تک میں جائزہ نہ

صبح ساجد نے مجھے بیدار کیا۔ پھر ہم سب کو تین بدمعاش جو مسلح تھے ایک کمرے
میں تین بیت الخلا اور چار غسل خانے تھے۔ کوئی نصف گھنٹے کے بعد ہم لوگوں کو
پونچھ پر لگا دیا گیا۔ وہ بدمعاش بیرونی دروازوں پر کھڑے ہو کر پہرہ دینے لگے تھے۔
نظریں بچا کر مجھے اس اسٹور روم میں لے گیا جس میں اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ میں نے
اٹھاتے ہوئے ایک ریوالور اٹھا کر کپڑوں میں چھپا لیا اور مٹھی بھر گولیاں دونوں جیبوں
خانے میں آنے کے بعد میں نے ریوالور تہہ خانے میں چھپا دیا اور گولیاں بھی۔
بدمعاش ہمارے لیے ناشتہ اور بڑے فلاسک میں چائے لے کر آئے۔ ناشتے میں
آملیٹ، مکھن، ملائی، شہد اور فرائی قیمہ وغیرہ تھا۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد صرف ایک
آیا۔ ساجد نے بتایا کہ صرف ایک ہی بدمعاش برتن لینے آتا ہے۔ کیوں کہ اس
میں حاکم خان اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر نہ صرف ناشتہ کرتا ہے۔ بلکہ ان
کرتا ہے۔

پھر ہم سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ میرے ذہن میں جو ایک منصوبہ آیا تھا۔ ہم
کرنے لگے۔ اس کے پہلوؤں کا جائزہ لینے لگے۔ ویسے تو سب کو میرا مشورہ پسند
منصوبے پر عمل کرنا اور اسے کامیاب بنانا تھا۔ رات مجھے گل خان، ساجد اور بہت سار
نہیں آئی۔ ہم سب نے فیصلہ کرلیا تھا کہ تخت یا تختہ......

صبح جو بدمعاش ناشتے کے بعد برتن لینے آیا تھا وہ دوسرا تھا۔ کل والا نہ تھا۔
سے پہلے ہی چاقو اپنے کپڑوں چھپا لیا تھا۔ وہ بدمعاش آ کر گل خان سے ناشائستہ
اسے ساتھ چلنے پر مجبور کرنے لگا تو گل خان نے مزاحمت کی جس پر اسے طیش آ گیا اس
کے بجائے گل خان کو زبردستی سے گود میں اٹھا لیا اور اس کے چہرے پر جھک گیا۔ نسیم
سخت غصہ آیا۔ وہ طیش میں آ گیا۔ کیوں کہ یہ بدمعاش ایک روز ساری رات کے
نصیر نے فوراً ہی چاقو نکال کر پوری قوت سے اس کی پیٹھ میں گھونپ دیا۔ اس کے
سکی۔ گل خان اس کی گود سے نکل آیا۔ وہ بری طرح مشتعل ہو رہا تھا۔ اس نے نسیم
لے کر بدمعاش کے سینے میں دل کی جگہ اتار دیا۔ وہ جلد ہی میں دم توڑ گیا۔



...ے لیے ایک ایک لمحہ بے حد قیمتی اور جان سے کہیں عزیز تھا۔ ہم سب تہہ خانے سے نکل
...سب ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے باتیں کرنے، ہنسنے بولنے اور قہقہے لگانے
...سنائی دے رہی تھیں۔ گل خان اور صغیر اسٹور روم سے امریکن رائفلیں اور ان کے میگزین بھی
...میں نے ان دونوں اور تمام لڑکوں کو باہر رکنے کا اشارہ کیا۔ میں کمرے میں داخل ہو گیا۔ مجھے
...سب حیران رہ گئے۔ حاکم خان نے مجھے دیکھ کر پوچھا۔ ”تم یہاں کیسے اور کیوں آئے......؟“
...نے بجلی کی سرعت سے لپک کر حاکم خان کی گدی پر ریوالور کی نال رکھ دی۔ پھر میں نے
...کہا۔ ”حاکم خان! تم سب سے پہلے اپنی جیب کی چابیاں نکالو...... ادھر فرش پر پھینک دو......“
...خان نے ہنستے ہوئے جیب کی چابیاں نکال کر فرش پر پھینک دیں۔ ”یہ کیا مذاق ہے؟“
...اق نہیں ہے حاکم خان!“ میں نے سخت لہجے میں کہا۔ ”اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنے
...ہو کے سامنے والے کمرے میں چلے جائیں۔ اگر کسی نے کوئی چالاکی یا بہادری دکھائی تو
...لی مار دوں گا۔“

...ئی تم سب اس جونیئر جیمز بانڈ کی بات مان لو۔“ حاکم خان نے استہزائی لہجے میں کہا۔
...جلدی تم بھی اٹھو اور سامنے والے کمرے میں جاؤ۔“
...بھئی...... ہم بھی چلے جاتے ہیں۔“ وہ کھڑے ہوتے ہوئے تمسخر سے بولا۔ ”اور کوئی حکم......“
...ے بدمعاش ایک ایک کر کے کھڑے ہو گئے۔ وہ اس کمرے میں جانے کے لیے بڑھے جو
...ان میں حاکم خان بھی تھا۔ ان بدمعاشوں میں سے کسی نے میری نظر بچا کر ایک رکابی اٹھا لی
...لے بجلی کی سی تیزی سے تاک کر میرے ریوالور والے ہاتھ پر دے ماری۔ میرے ہاتھ سے
...کر فرش پر گر پڑا۔ اس سے پہلے کہ میں فرش سے ریوالور اٹھاتا ایک بدمعاش کوندا بن کر لپکا
...مجھے دبوچ لیا۔ میں اس کے ہاتھوں میں بے بس ہو گیا۔
...خان اور اس کے تمام ساتھی ہنسنے اور قہقہے لگانے لگے۔ ایک بدمعاش مجھے مارنے کے لیے
...خان نے کہا۔ ”نہیں زردار خان نہیں!...... رک جاؤ۔ اس بہادر بچے پر ہاتھ مت اٹھاؤ۔“
...ن! یہ سانپ کا بچہ سنپولیا ہے۔ اسے جان سے مار دینا ہی بہتر ہے۔“ وہ سفاک لہجے میں

...ر دماغ!“ حاکم خان نے تیز لہجے میں کہا۔ ”میں ایک لاکھ ریال کے قیمتی بچے کو جان سے

...ن! یہ بڑا خطرناک لڑکا ہے۔ یہ ہم سب کو گولی مار دیتا تو......؟“ زردار خان نے میری طرف
...تھا۔
...ب ہوا تو کیا ہوا...... ہم اسے پٹارے میں بند کر دیں گے...... لیکن ایک بات ہے۔ یہ ہے
...ر لڑکا...... شیخ لوگ اس کی بڑی قدر کریں گے...... یہ اونٹ ریس کا سب سے اچھا جاکی

"باس! کیا آپ اس لڑکے کو اس حرکت کی سزا نہیں دو گے......؟" دوسرے
اسے معاف نہیں کرنا باس! اسے ایسی سزا دو کہ یہ زندگی بھر یاد رکھے...... سالا جیمز بانڈ
"سزا......؟" حاکم خان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "ہاں سزا! ہم ا
گے۔ اسے گستاخی کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔ ہم کسی کو معاف کرنا نہیں جانتے
ہوا......؟"

"میرے خیال میں اسے کوڑے کی سزا ملنی چاہیے...... آپ حکم دو تو اس
ماردوں؟" زودار خان نے کہا۔

"نہیں...... اسے کوڑے نہیں مارنا ہے۔" حاکم خان نے کہا۔ پھر اس نے
ہوئے کہا۔ "تم اپنے کپڑے اتار کر برہنہ ہو جاؤ...... میں تمہارے جسم کو جلتے سگریٹ
گا......"

"نہیں......" میں نے دہشت زدہ ہو کر کہا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتے...... تمہیں شرم
پر ایسا ظلم کرتے ہوئے؟"

"یہ ظلم نہیں تمہاری گستاخی کی سزا ہے۔" حاکم خان نے رعونت سے کہا۔ "تم
ہیں۔ تمہارا پہلا جرم یہ ہے کہ تم نے یہ ریوالور چرایا...... تمہارا دوسرا جرم یہ ہے کہ تم ہم
بند کر کے فرار ہونے والے تھے۔"

"کیا تم سب سے بڑے مجرم اور ذلیل ترین شخص نہیں ہو؟" نجانے مجھ میں کہاں
اور جرأت پیدا ہو گئی تھی کہ میں غیر ارادی طور پر نفرت اور غصے سے بول اٹھا۔ "تم بچوں کو
باپ اور بھائیوں اور بہنوں سے جدا کرتے ہو۔ ظالموں کے ہاتھوں بیچ دیتے ہو...... اگر تم
اغوا کر کے اس طرح بیچ دے تو تمہیں کیسا لگے گا......؟"

ایک بدمعاش نے مشتعل ہو کر حاکم خان سے کہا۔ "باس! یہ آپ کو ذلیل ترین شخص
"جو کہہ رہا ہے اسے کہنے دو......" حاکم خان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں
لگیں۔ "میں اسے بتاؤں گا کہ حاکم خان کتنا ذلیل ہے۔ اس کی زبان بھی داغ دوں گا تا
سکے اور نہ کچھ کھا پی سکے۔ اس کی زبان جلتے سگریٹ سے نہیں بلکہ گرم سلاخ سے شام کے
گا۔ یہ سچ مچ اپنے آپ کو جیمز بانڈ اور فلمی ہیرو سمجھ رہا ہے۔ آج تک میرے کسی دشمن کی
کہ وہ مجھے ذلیل کہہ سکے۔ یہ خنزیر مجھے ذلیل ترین شخص کہہ رہا ہے۔"

"تم ذلیل ہی نہیں بلکہ سور، جلاد اور ظالم شخص ہو...... بزدل ہو اپنی عظیم قوم پر کلنک کا
قوم میں ذلیل لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ تم انسانیت کے نام پر دھبا ہو...... تم حیوان ہو......؟"
میں کہتا گیا۔

"حاکم خان کو تم گالیاں بک رہے ہو......؟" حاکم خان غضب ناک ہو گیا۔

"باس! آپ حکم دیں تو میں اس کی زبان گدی سے کھینچ لوں......؟" ایک اور بدمعاش



اس حرام زادے کے کپڑے اتار دو......" حاکم خان نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔
بدمعاش نے مجھے دبوچ رکھا تھا اس نے میری قمیض اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میں نے
کاٹ کھایا اور منہ سے ایک زوردار سیٹی بجائی۔ گل خان اور نصیر فوراً ہی کمرے میں رائفلیں لیے
گئے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ میں خطرے میں گھر جانے کی صورت میں سیٹی بجا دوں گا۔ تم
۔ ان دونوں نے کمرے میں گھستے ہی تمام بدمعاشوں کو نشانے کی زد میں لے لیا اور ان پر
ان لیں تھی۔ حاکم خان اور اس کے تمام ساتھی بھونچکے سے ہو گئے۔ پھر ساجد، عباس اور نوید بھی
اکر آ گئے۔ ان بدمعاشوں پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی......
سب تہہ خانے سے کیسے نکل آئے زردار خان......؟" حاکم خان نے بوکھلا کر پوچھا۔
میں بتاتا ہوں کیسے نکل آئے......؟" گل خان نے کہا۔ "تمہارا آدمی جو برتن لینے آیا تھا اسے
کر کے قتل کر دیا چاقو مار کر......"
نے اسے قتل کر دیا......؟ عاشق چوہدری کو......؟ وہ میرا خاص آدمی تھا۔" حاکم خان اچھل
کس لیے قتل کیا؟"
ما لیے کہ اس نے ایک لڑکے کے ساتھ ناشائستہ حرکت کی تھی۔ اس پر تشدد کیا اور اسے
تھا۔" گل خان نے جواب دیا۔
اراہی اس بدمعاش کی گرفت سے نکل آیا۔ میں نے فرش پر سے ریوالور اور جیپ کی چابیاں
میں نے حاکم خان سے کہا۔ "اب تم کیا کہتے ہو......؟ تم میری زبان گرم سلاخ سے اور جسم
سے داغنے والے تھے۔"
خان کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں سے دہشت جھانکنے لگی۔ اس نے میری بات کا
یا تو گل خان نے کہا۔ "اس کی سزا یہ ہے کہ اس کی ٹانگ پر گولی مار دو۔ تاکہ چلنے پھرنے کے
......"
سے فساد کی یہ جڑ ہے۔" ساجد نے کہا۔ "یہ کمینہ ہمارے ملک کا نہیں ہے۔ یہ کہیں سے آ کر
اس کے کچھ ساتھی اس کے ہم وطن ہیں...... یہ اپنے نام بدل کر ہماری قوم اور ملک کو بدنام
۔"
اخان کے علاوہ سارے لوگ اس کمرے میں چلے جائیں۔" میں نے پہلو والے کمرے کی
لیا۔ "جلدی کرو۔ ورنہ ہم تم سب کو جان سے مار دیں گے۔ اسی طرح جس طرح عاشق
ہے۔"
ان اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اس کے تمام ساتھی ایک ایک کر کے بڑی تیزی سے
ل گئے۔ گل خان نے میرے ہاتھ سے ریوالور لے کر اس کی دونوں پنڈلیوں کو نشانہ بنایا۔
مار دی۔ اس لیے بھی کہ جب گل خان کو ایک شخص لا کر بیچ کر چلا گیا تو کسی بات پر حاکم

خان نے اس کے جسم پر دو تین کوڑے برسائے تھے۔ بڑی بے دردی سے مارا تھا۔ وہ
تکلیف سے تڑپ رہا تھا۔ حاکم خان زخمی ہو کر فرش پر گر پڑا تھا۔ بے آب ماہی کی طرح
تڑپنے لگا تھا۔ اس کے دونوں پیر خون سے تر ہو گئے تھے۔

پھر ساجد نے آگے بڑھ کر ان بدمعاشوں سے جو کمرے میں کھڑے یہ سب
سے کہا کہ وہ حاکم خان کو اٹھا کر اندر لے جائیں۔ تین بدمعاش باہر آئے۔ وہ حاکم
لے گئے۔ ساجد نے لپک کر دروازہ بند کیا اور باہر سے کنڈی لگا دی۔

پھر ہم سب تیزی سے عمارت سے باہر آئے۔ میدان بالکل صاف تھا۔ پھر بھی
ہوا تھا۔ انجانا خوف وسوسے اور اندیشے پیدا کر رہا تھا۔ ساجد نے لپک کر گیٹ کھولا۔ گل
سے جیپ کی چابیاں لیں۔ ہم سب جیپ میں ٹھنس گئے۔ جیپ باہر آئی تو میں نے دیکھا
جیپ کھڑی ہوئی ہے۔ چوں کہ ہمیں جلدی تھی۔ خوف اور گھبراہٹ طاری تھا۔ اس لیے
سوار نہیں ہوئے اور پھر اس کی چابیاں بھی نہیں تھیں۔

گل خان ایک اچھا اور تجربہ کار ڈرائیور تھا۔ وہ ناہموار اور کچے اور پتھریلے راستے
سے گاڑی چلا رہا تھا۔ ذرا سی بے احتیاطی سے جیپ الٹ بھی سکتی تھی۔ تھوڑی دیر
نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ جب ہم خاصی دور نکل آئے تو گل خان نے کہا۔ ''پشاور شہر
ہے۔ ہم علاقہ غیر سے نکل آئے ہیں۔''

دفعتاً ایک لڑکا ہذیانی انداز سے چلایا۔ ''فیروز بھائی جان! بدمعاشوں کی جیپ ہمار
آرہی ہے۔''

گل خان گاڑی چلا رہا تھا۔ میں بھی آگے بیٹھا تھا۔ میری گود میں خودکار دوربین والی
ہوئی تھی۔ گل خان نے جیپ روک دی۔ میں نے سیٹ پر کھڑے ہو کر رائفل کی دوربین
جیپ بڑی تیزی سے آرہی تھی جو حاکم خان کے مکان کے باہر کھڑی تھی۔ اسے زردار
چار مسلح بدمعاش اس جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گل خان نے بھی میرے ہاتھ سے
دوربین کی مدد سے دیکھا۔ پھر وہ نیچے کود گیا۔ پھر اس نے دوسرے لڑکے کے ہاتھ سے
پھر اس نے نصیر سے کہا۔ ''تمہیں جیپ چلانا آتی ہے۔ تم ایسا کرو۔ جیپ لے کر پشاور شہر
پولیس اسٹیشن جانے کے بجائے کسی اخبار کے دفتر پہنچ جانا......''

''پولیس اسٹیشن کس لیے نہیں...... اخبار کے دفتر کیوں جائیں؟'' ساجد نے پوچھا۔

''اس لیے کہ پولیس میں جو کالی بھیڑیں ہوتی ہیں وہ بردہ فروشوں سے ملی ہوتی ہیں
نے جواب دیا۔ ''اخبار والے جب پولیس والوں کو بلائیں گے تو وہ ان بچوں کو بردہ فروش
کر سکیں گے۔ اخبار والے ان بچوں کے والدین کو اطلاع دے دیں گے یا ان کے
پہنچا دیں گے۔''

''کیا تمہیں کسی اخبار کا دفتر معلوم ہے......؟'' ساجد نے نصیر سے پوچھا۔



کیوں نہیں......'' نصیر نے سر ہلایا۔ ''میں تو پشاور شہر میں رہتا ہوں اخبار کے دفتر بھی جانتا

باتوں کا وقت نہیں ہے جلدی سے چل پڑو۔'' گل خان نے کہا۔ ''جیپ بہت تیزی سے آرہی

بھی نیچے اتر آیا۔ گل خان نے میری طرف حیرت سے دیکھا۔ ''آپ کیوں اتر گئے......؟''
اس لیے کہ میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا...... میں تمہارے ساتھ ان بدمعاشوں کا مقابلہ کروں
نے جواب دیا۔

گل خان نے نصیر سے کہا کہ وہ فوراً چل پڑے۔ اگلے لمحے جیپ چل پڑی۔ ہم نے ایک
ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہا اور میں نے اپنے دل میں دعا کی کہ...... اللہ ان سب کو خیریت سے
پہنچا دے۔

گل خان مجھے جلدی سے لے کر ایک اونچے ٹیلے کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ رائفل
سے چلانا چاہیے۔ کس طرح چلائی جاتی ہے۔ اب وہ جیپ اس رائفل کی رینج میں آگئی تھی۔
نے نشانہ باندھ کر ایک فائر کر دیا۔ اس نے جیپ کے ٹائر کا نشانہ لیا تھا۔ نشانہ ٹھیک ٹھیک تھا۔
پنکچر ہو گیا۔ جیپ کا توازن قائم نہ رہ سکا۔ وہ الٹ گئی۔ پھر گل خان اور میں نے تابڑ توڑ
نا شروع کر دیا۔ کچھ پتا نہیں چل سکا کہ ان لوگوں کا کیا حشر ہوا۔
خان نے کہا۔ ''اب ہم یہاں سے بھاگ چلتے ہیں۔ جتنی دیر میں وہ بدمعاش سنبھلیں گے۔
ہم پشاور شہر پہنچ جائیں گے...... اور پھر ان میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹیں یا تعاقب

ہم دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بس اڈے کی طرف لپکے جو نصف میل کے فاصلے پر تھا۔
کہنے پر میں نے اپنا ریوالور اور رائفل ایک گڑھے میں پھینک دی۔ گل خان نے بھی اپنی
میں ڈال کر اس پر لکڑیاں اور مٹی ڈال دی تا کہ کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔ ہم نے اسلحہ اس لیے
یا تھا کہ پولیس ہمیں بغیر لائسنس کے اسلحہ رکھنے پر گرفتار کر سکتی تھی۔
اڈے پر پہنچ کر ہم دونوں بس میں سوار ہوئے تو لوگوں نے ہمیں ایسی نظروں سے دیکھا جیسے
ری ہوں۔ کیوں کہ ہمارے کپڑے بہت میلے کچیلے ہو رہے تھے۔ گل خان کے پاس پچاس کا
تھا۔ اس نے دو ٹکٹ لیے۔

قصہ خوانی بازار کے قریب جو بس اسٹاپ تھا وہاں اتر گئے۔ اس بازار میں اس کے چچا کی
دکان تھی۔ اس وقت بازار میں بہت رش تھا۔ چلتے چلتے میں ایک دم ٹھٹک کر رک گیا۔ میری
نیچے اوپر کی اوپر رہ گئی۔ جسم میں خون سرد ہو گیا۔ مجھے اپنی نظروں پر یقین نہیں آیا۔ میری
ان بدمعاشوں پر پڑی جو شکاری کتوں کی طرح ہماری بو سونگھتے پھر رہے تھے۔ میں دل میں
کہ ان بدمعاشوں کو کیسے پتا چل گیا۔ وہ اتنی جلدی یہاں کیسے پہنچ گئے؟

میں نے گل خان کو بتایا تو ہم دونوں بھیڑ بھاڑ کو چیرتے ہوئے ایک سمت بھاگے۔
دونوں بچھڑ گئے۔ پھر میں بازار کی گلیوں سے بھاگتا ہوا مین روڈ کی طرف آنکلا۔ وہاں تا
اسٹیشن کی صدا لگا رہے تھے۔ میری جیب میں دس روپے پڑے تھے۔ میں فوراً ایک تا
تانگے میں صرف تین سواریاں تھیں۔ وہ مزید تین سواریوں کے لیے آوازیں لگا رہا تھا۔
غیر ہو رہی تھی اور پیشانی عرق آلود...... میرے پاس پیسے ہوتے تو میں پورا تانگہ یار
اسٹیشن پہنچ جاتا۔ خدا خدا کر کے تین سواریاں آگئیں۔ تانگہ چل پڑا۔

میں ریلوے اسٹیشن پہنچا تو پتا چلا کہ کراچی جانے کے لیے ریل گاڑی تیار کھڑی
کے بعد روانہ ہونے والی ہے۔ میری جیب میں صرف دو روپے پڑے تھے۔ میں تو پلیٹ
خرید نہیں سکتا تھا۔ کراچی تک کا ٹکٹ کیا خریدتا۔ میں ایک ایسی جگہ چھپ کر کھڑا ہو گیا
فارم پر آنے والوں کو دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ مجھے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ جس وقت گاڑی نے
دی میں لپک کر سامنے تھرڈ کلاس کے ڈبے میں گھس گیا جو مسافروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا
غیر ارادی طور پر پلیٹ فارم پر مخالف سمت اٹھی تو میرا دل حلق میں اچھل کر دھڑکنے
بدمعاش ایک عمر رسیدہ قلی سے کچھ پوچھ رہے تھے۔ یہ وہی قلی تھا جس سے میں نے اس
کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ یہ بھی پوچھا کہ اس کا پشاور سے کراچی تک کا ٹکٹ کتنے کا
ان بدمعاشوں کو بتا رہا تھا کہ اس نے اس حلیے کے لڑکے کو دیکھا ہے۔ جس کے بارے میں
کر رہے تھے۔ پھر وہ پانچوں ایک ڈبے کی طرف لپکے۔ میں ایک کونے میں مسافروں
میں دبک گیا۔

جب کسی اسٹیشن پر گاڑی رکتی تھی وہ بدمعاش میری تلاش میں ڈبوں میں جھانکتے پھر
میرے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔ اور خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ ایک دو بدمعاشوں
سے میرے ڈبے میں جھانکا بھی تھا۔ میں نے چوں کہ اپنے آپ کو پوری طرح چھپایا ہوا تھا
کی نظروں میں نہ آسکا۔ سہ پہر کے وقت ایک پختون خاندان کی عورت نے مجھے بسکٹ اور
تھی۔ پھر اس کے سوا کھیل تک اڑ کر منہ میں نہیں گئی۔ کوٹری تک سفر خیریت سے گزر گیا۔
لگ رہی تھی۔ ڈبے میں اتفاق سے کسی کے پاس پانی نہیں تھا۔ میں پانی پینے کے لیے
اسٹال کی طرف جا رہا تھا کہ زردار خان جو ایک ڈبے کی کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے
پھر وہ چیخا۔ رک جاؤ۔ میں اسے دیکھتے ہی بھاگا اور آپ کے کمپارٹمنٹ میں گھس آیا۔
کہانی......!"

☆......☆......☆

"تمہاری کہانی بڑی دردناک اور غم ناک ہے۔ لیکن دوسری طرف تمہاری بہادری
شجاعت سے پر ہے۔" عقرب کہنے لگا۔ "تمہاری جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔
خطرناک شخص اور مافیا سے ٹکر لی۔ وہ تمہارے تعاقب میں اس لیے لگے ہوئے ہیں کہ کہیں تم



میں سب کچھ نہ بتا دو۔"
اب میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں۔" فیروز نے کہا۔ "میرا دل ماں، بھائی اور بہنوں سے ملنے کو
رہا ہے۔
میں تمہیں ابھی لیے چلتا ہوں۔" عقرب نے کہا۔ "مجھے تمہاری بے قراری اور بے چینی کا اندازہ

نہیں وہ بدمعاش میری تلاش میں میرے گھر تک پہنچ تو نہیں جائیں گے......؟" فیروز نے
لہجے میں پوچھا۔
"اس امکان کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔" عقرب نے کہا۔ "انہوں نے ذاکر خان سے یقیناً
گھر کے بارے میں معلوم کیا ہوگا...... وہ یقیناً تمہارے گھر پہنچیں گے۔ کیوں کہ حاکم خان نے
کہا ہوگا کہ تم سارے فساد کی جڑ ہو لہٰذا تمہیں قتل کر دیا جائے یا پھر پکڑ کر لایا جائے تاکہ وہ تم سے
لے۔ تم نے اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔"
حاکم خان کے پیروں پر گولیاں گل خان نے چلائیں...... میں نے نہیں۔" فیروز نے کہا۔
اصل بات یہ نہیں ہے...... اصل بات یہ ہے کہ سارا منصوبہ تم نے بنایا۔ بغاوت اور سرکشی کی۔
اور اس کے گروہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا گیا۔ لڑکوں کے فرار ہونے سے اسے سولہ لاکھ ریال کا
ہوا۔ یہ کوئی معمولی نقصان نہیں ہے۔ تم نے اس کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا...... اور تم ان تمام لڑکوں
عمر میں بڑے بلکہ ذہین، ہوشیار اور بہادر بھی ہو۔ اس کے خیال میں یہ ساری کارستانی
ہے۔ وہ بھلا تمہیں کیسے معاف کر سکتا ہے؟"
ہو سکتا ہے کہ بدمعاش میرے گھر پہنچ کر وہاں انتظار کر رہے ہوں اور میرے گھر والوں کو
رہے ہوں۔" فیروز نے تشویش ناک لہجے میں کہا۔
میرا خیال ہے کہ ہمیں ابھی اور اسی وقت روانہ ہونا چاہیے۔" عقرب نے کہا۔ "وہ ذلیل، کمینے
قسم کے لوگ ہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ ان کا کوئی بھروسا نہیں۔"
کیوں نہ ہم یہاں سے سیدھے پولیس اسٹیشن چلیں۔" فیروز نے کہا۔ "پولیس کو میں صورت حال
بتا دوں گا۔ پولیس ان کے خلاف ضرور ایکشن لے گی اور انہیں حوالات میں بند کر دے گی۔"
پولیس کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں......" عقرب نے کہا۔ "میں خود ہی ان بدمعاشوں سے نمٹ

عقرب، فیروز کو اپنے ساتھ لے کر اس کے گھر پہنچا۔ اس نے فیروز سے کہا کہ وہ پہلے اندر جائے۔
اندر موجود ہیں۔ اسے گھبرانے، پریشان، فکرمند اور ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔
انہوں نے کچھ زیادہ بدمعاشی دکھائی تو وہ اندر آجائے گا۔ ان بدمعاشوں سے نمٹ لے گا۔
نے ایک لمحے کے لیے دل میں سوچا تھا کہ یہ کیسے اور کیوں کر ممکن ہے کہ عقرب تنہا جس کے
پستول تو کیا چاقو تک بھی نہیں ہے بیک وقت پانچ خطرناک اور مسلح بدمعاشوں سے مقابلہ

کرے۔ عقرب نے اس قدر وثوق اور پراعتماد لہجے میں کہا تھا کہ اس نے عقرب کی با...
لیکن وہ غیر متزلزل سا تھا۔

فیروز نے دروازے پر دستک دی تو اس کے چھوٹے بھائی فاروق نے دروازہ کھولا...
دیکھ کر وہ چونک پڑا اور اس کے دل پر چابک سی لگی۔ فاروق کا چہرہ پیلا سا پڑا ہوا تھا...
سے وحشت جھانک رہی تھی۔ اس کی بھیگی آنکھیں بتا رہی تھیں وہ بہت رو چکا ہے۔ اس...
خستہ ہو رہی تھی۔

فیروز نے جیسے ہی گھر میں قدم رکھا زردار خان نے اسے پیچھے سے آ کر دبوچ لیا...
کے نیچے چھرا رکھ دیا۔ پھر وہ اسے نشست گاہ میں لے آیا جہاں اس کی ماں اور بہنیں موجود...
علاوہ چاروں بدمعاش ایک طرف ان سب پر پستول تانے کھڑے ہوئے تھے۔ ماں...
فیروز کو دیکھا تو ان کے چہرے یک لخت خوشی سے روشن ہو گئے۔ اگلے لمحے بلب کی...
ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

میرا بیٹا کہہ کر فیروز کی ماں شوکت جہاں بیٹے کی طرف بڑھی تو ایک بدمعاش تیز...
میں حائل ہو گیا۔ اس نے خشونت آمیز لہجے میں کہا۔ ''نہیں...... تم اپنے بیٹے سے نہیں مل...

''میں کیوں نہیں مل سکتی......؟'' شوکت جہاں نے تڑپ کر کہا۔ ''یہ میرا بیٹا...
ہے۔ یہ کئی دنوں سے......''

''زبان بند رکھ بڑھیا!'' زردار خان نے کرخت لہجے میں کہا۔ ''تمہارا بیٹا! ہمارا...
اسے لے کر جا رہے ہیں تا کہ اسے ایسی عبرت ناک سزا دیں کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائے۔''

''نہیں...... نہیں...... میرے بیٹے کو مت لے جاؤ۔ اسے مت مارو۔'' شوکت جہاں...

''ہمیں اسے لے جانے سے کوئی نہیں روک سکتا ہے۔'' دوسرے بدمعاش نے...
کہا۔

''آخر میرے معصوم بھائی کا قصور کیا ہے...... یہ تو بتاؤ......'' فیروز کی بڑی بہن...
نظروں سے اسے دیکھا۔

''معصوم بھائی......'' اس بدمعاش نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ ''...
بھائی کو معصوم کہہ رہی ہو! گو کہ یہ ابھی بچہ ہے لیکن ایک نمبر کا شیطان ہے۔ آفت ہے۔ اس...
پہنچایا اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے ایک ساتھی کا قتل ہو گیا۔...
زخمی حالت میں اسپتال میں داخل ہے۔ اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ تو کیا ایسے...
چھوڑ دیں۔ معاف کر دیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔''

''میرا بھائی تو ایک مرغی تک ذبح نہیں کر سکتا وہ کیسے کسی کو قتل یا زخمی کر سکتا ہے۔''...
لگی۔ ''تم جھوٹ بول رہے ہو...... میرے بھائی پر یہ سراسر بہتان ہے۔ اس نے کوئی جرم...

''زردار خان!'' اس کے ساتھی نے کہا۔ ''تم باتوں میں وقت کیوں ضائع کر رہے...



...ہمیں گل خان کو بھی تلاش کرنا ہے۔ وہ پشاور میں ہوگا۔ حاکم خان نے کہا ہے کہ ان دونوں کو
...زندہ لا کر حاضر کرو۔''

...میرے بھائی کو لے جا نہیں سکتے ہو؟'' ریحانہ نے ہذیانی لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

......'' زردار خان نے حقارت سے کہا۔ ''اگر تم نے یا کسی اور نے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی
...کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہ کمینہ، ذلیل، سور ہمارا مجرم ہے۔ تم نے زیادہ شور مچایا تو
...سے محروم ہو جاؤ گی۔''

...میرے بیٹے کو لے گئے تو میں غم سے مر جاؤں گی......؟'' شوکت جہاں رونے لگیں۔

...پ بے فکر رہیں۔'' عقرب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ''ان حرام زادوں کی کیا
...فیروز کو ساتھ لے جائیں۔''

...کے علاوہ سب ہی نے چونک کر عقرب کی طرف دیکھا۔ ''تم...... میں نے تمہیں شاید
...ن پر دیکھا تھا۔ تم یہاں کیسے......؟ تمہاری یہ مجال کہ تم ہمیں حرام زادے کہو......'' زردار
...ڑھ گیا۔

...جیسے جرائم پیشہ لوگوں، بدمعاشوں کو اور کیا کہا جائے......؟ تم لوگ انسان نہیں درندہ ہو۔''
...کہا۔

...ن ہے جو بہت اکڑ دکھا رہا ہے......'' ایک بدمعاش نے زردار خان سے کہا۔ ''میں کیا اس
...مت کر دوں؟''

...میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔'' زردار خان نے کہا۔ ''اس کی مزاج پرسی کر کے اسے کسی
...ال دو۔''

...معاش عقرب کی مزاج پرسی کرنے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے عقرب کے منہ پر مکا مارنے
...اٹھانا چاہا تو اس کا ہاتھ اٹھ ہی نہیں سکا۔ وہ شل ہو گیا۔ اسے ایسا لگا جیسے اس کی ساری طاقت
...۔ ہاتھ بے جان اور مردہ ہو گیا ہے۔

...ات ہے؟'' عقرب مسکرایا۔ ''اس طرح کھڑے میری شکل کیا دیکھ رہے ہو؟ تم ڈر کیوں

...لوم نہیں...... میرے ہاتھ کو کیا ہو گیا ہے۔'' وہ بھونچکا سا ہو کر زردار خان سے بولا۔ ''میرا
...رہا ہے؟''

...میرا ہاتھ تو اٹھ رہا ہے۔'' یہ کہہ کر عقرب نے اس کے منہ پر ایک زوردار مکا دے مارا۔
...معاش کے دو دانت ٹوٹ کر باہر نکل آئے۔ اس کا جبڑا ٹوٹ گیا اور منہ سے خون بہنے لگا۔ وہ
...چیخ مار کر لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اس کی کھوپڑی بج اٹھی اور اسے دن میں تارے نظر

...خان نے حیرت سے عقرب کی شکل دیکھی۔ پھر اس نے غصے سے اپنے ساتھیوں سے کہا۔''

تم تینوں اس کی شکل کیا دیکھ رہے ہو......؟ جلدی سے اس کے ہوش ٹھکانے لگادو......
ہم یہاں سے نکل پڑیں۔"

شوکت جہاں، ریحانہ، فاروق اور فیروز کی چھوٹی بہن تابندہ نے اس بدمعاش
انہیں بڑی خوشی ہوئی تھی۔ وہ سب دل میں حیران اور خوش تھے کہ یہ کون شخص ہے جوان
ہے۔ جب انہوں نے زردار خان کا آخری جملہ سنا اور اس کے تینوں ساتھیوں کو عقرب
اور اسے گھیرے میں لیتے ہوئے دیکھا تو ان کے چہرے زرد پڑ گئے۔ انہوں نے جان
کی خیر نہیں ہے۔

عقرب بڑے سکون و اطمینان سے کھڑا رہا۔ ان تینوں بدمعاشوں نے اپنی
نکالے۔ ایک جھٹکے سے کھول لیے۔ اگلے لمحے ان کے ہاتھوں سے چاقو چھوٹ
انہوں نے جھک کر چاقو اٹھانا چاہے۔ اسے ہاتھ لگاتے ہی اس طرح سے اپنے ہا
دہکتے ہوئے انگارے ہوں۔

"یہ تم تینوں کیا مذاق کررہے ہو......؟" زردار خان نے برہمی سے کہا۔ "
ہے......؟"

"زردار خان!" ایک نے کہا۔ "نجانے کیا بات ہے کہ چاقو انگاروں کی طرح
انہیں ہاتھ لگاتے ہی ہمارے ہاتھ بری طرح جھلس گئے ہیں...... یقین نہ آئے تو تم
دیکھو......"

"یہ تم نہیں بول رہے ہو تمہارا نشہ بول رہا ہے۔" زردار خان نے برہمی سے کہا۔ "
سے کتنی بار کہا ہے کہ سفر میں یا کہیں اور جاتے وقت نشہ نہ کیا کرو۔ لیکن تم لوگ میری ایک

"زردار خان! ہم نشے میں نہیں ہیں۔" دوسرے بدمعاشوں نے کہا۔ "یہ
یقین نہیں ہے تو خود ہی ہاتھ لگا کر دیکھ لو۔ صرف ایک نہیں تینوں چاقو انگارے بن گئے

زردار خان نے فیروز کے گلے کے نیچے سے چھرا ہٹایا۔ فیروز کو اپنے ایک سا
دیتے ہوئے کہا۔ "اسے سنبھالو میں دیکھتا ہوں کہ یہ چاقو کیسے گرم ہو گئے ہیں۔ یا تم
دماغ کیسے خراب ہو گیا ہے؟"

ایک بدمعاش نے فیروز کو دبوچ لیا۔ زردار خان نے اپنا چھرا دوسرے ہاتھ میں
چاقوؤں کی طرف بڑھا جو فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ اس نے جیسے ہی ایک چاقو کے
ایک دم سے اچھل پڑا۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ کوئی دہکتا ہوا انگارہ ہو۔ اس کا ہاتھ جل سا گیا
بائیں ہاتھ سے چھرا چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔ وہ چھرا اٹھانے کی بجائے اپنا ہاتھ سہلا
ٹھکانے آ گیا تھا۔

"اب ہماری بات کا یقین آ گیا۔" اس بدمعاش نے کہا جس نے فیروز کو دبوچ
"حیرت کی بات ہے۔ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ کیسے ہو گیا؟" زردار خان



لگیں۔ اس میں اتنی ہمت نہیں رہی تھی کہ وہ دوسرے چاقوؤں کو ہاتھ لگا کر دیکھتا۔ وہ بری
طرح دہشت زدہ سا ہو گیا تھا۔

جلدی سے کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلو......" زخمی بدمعاش نے کراہتے ہوئے کہا۔ "میری
حالت خراب ہو رہی ہے۔ تکلیف ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ میں کہیں مر نہ جاؤں......"

منٹ صبر کرو۔" زردار خان نے اس سے تیز لہجے میں کہا۔ "میں اس کی خبر لے لوں۔ اس
حساب بے باق کرلوں۔ پھر ہم چلتے ہیں۔ نجانے یہ کون مردود ہے جو اندر گھس آیا ہے۔ اس کی
یہاں کھینچ لائی ہے۔"

بات ختم کر کے وہ چھرا اٹھانے کے لیے جھکا۔ اس نے جیسے ہی چھرے کو ہاتھ لگایا اسے ایک
لگا۔ اس کا چھرا ابھی انگارے کی طرح دہک رہا تھا۔ وہ ایک دم سے لال ہو گیا تھا۔ زردار
زدہ سا ہو گیا اور گھبرا کر ایک قدم پیچھے ہٹا۔ اس کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا۔

کیا ہوا زردار خان!" عقرب نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "تم لوگ خاموش
ہو؟ چاقو کیوں نہیں اٹھا رہے ہو......؟ میرا کام تمام کیوں نہیں کررہے ہو؟ یہ تم لوگوں کو
گیا ہے؟"

تم...... ہمارا مذاق اڑا رہے ہو...... یہ چاقو...... گرم ہو گئے نہ ہوتے تو تمہاری لاش خون
ہوتی۔" اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم تمہیں گلہ دبا کر
ہیں۔ پھانسی دے سکتے ہیں۔"

نے آگے بڑھ کر اس کا چھرا اٹھا لیا۔ پھر اسے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے بولا۔ "یہ تو بالکل
لیکن ہے کس قدر خوفناک...... اس کی دھار بھی کتنی تیز ہے۔ یہ لو...... اپنا چھرا اپنے پاس
طرح سے آئے ہو اسی طرح واپس چلے جاؤ۔ تم لوگ فیروز کو نہ تو اغوا کر کے لے جا سکتے ہو
کر سکتے ہو۔"

نے اس کی طرف چھرا اچھال دیا۔ زردار خان نے جیسے ہی لپک کر اسے فضا میں پکڑا اسے
کے ہاتھ میں دہکتا ہوا انگارہ آ گیا ہو۔ اس کے ہاتھ سے چھرا چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔ وہ اپنا
نے لگا۔

زردار خان!" ایک بدمعاش نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ اس گھر میں کوئی آسیب ہے اس لیے
رہا ہے......"

نے ٹھیک اندازہ لگایا۔" عقرب نے اس کی تائید کی۔ "واقعی اس گھر میں ایک جن کا بسیرا
چاہتا ہے کہ تم لوگ اس گھر کے کسی فرد کو نقصان پہنچاؤ۔ اس لیے چھرا اور چاقو انگارے بن
اپنے کمالات دکھا رہا ہے۔ یہ دیکھو...... چھرے اور چاقوؤں میں آگ لگ گئی ہے۔"

نے حیرت اور خوف سے دیکھا۔ چھرے اور چاقوؤں میں آگ لگ گئی تھی۔ وہ جلنے
انگاروں کی طرح سرخ ہو گئے تھے۔ ان میں سے دھواں اٹھنے لگا تھا۔ وہ چند لمحوں میں جلتے

جلتے جل کر راکھ بن گئے۔

ایک بدمعاش نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ ''ہاں...... مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس
سایہ ہے۔ اس لیے وہ آگ لگ گئی۔ زردار خان! یہاں سے چل نکلو...... ورنہ ہماری خیر نہ

''تم لوگ جانے سے پہلے اس جن کی شکل کو تو دیکھتے جاؤ۔'' عقرب نے کہا۔ ''ان
تا کہ حاکم خان کو بتا سکو۔ ورنہ حاکم خان تم لوگوں کی کسی بات کا یقین نہیں کرے گا۔ تمہیں

''کوئی جن ون نہیں ہے۔'' زردار خان نے سنبھل کر کہا۔ ''کوئی اور ہی چکر ہے۔
بے وقوف بنا رہا ہے۔''

''تم اس طرح نہیں مانو گے......'' عقرب نے جواب دیا۔ ''ذرا اس طرف دیکھو
صاحب تشریف لانے والے ہیں۔''

عقرب نے چھت کی طرف اشارہ کیا۔ سب نے حیرت اور خوف سے اس جانب
سے دو تین فٹ نیچے ایک نیلی روشنی ہوئی پھر وہ سفید دھوئیں میں بدل گئی۔ پھر اس دھوئیں میں
ابھری۔ ایک باریش نورانی چہرہ سامنے تھا۔ جس کے چہرے پر ایک جلال تھا۔ بڑی بڑی آ
ناک ہو رہی تھیں جن کو دیکھتے ہی بدمعاشوں کی سٹی گم ہو گئی۔ فیروز اور اس کے گھر والوں پر
طاری ہو گیا۔ وہ سکتے کی سی حالت میں جن کو دیکھ رہے تھے۔

ایک لمحے کے بعد دھواں اور جن غائب ہو گیا۔ زردار خان اور اس کے ساتھی ایک
کی سی تیزی سے اس طرح سے نکل بھاگے جیسے کوئی عفریت ان کے تعاقب میں ہو۔ عقرب
بڑھ کر دروازہ بند کر دیا۔

جب عقرب واپس کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ شوکت جہاں، فیروز کو گلے سے لگا
تھیں اور اس کی بلائیں بھی لے رہی تھیں۔ سب کی آنکھیں پرنم تھیں۔ عقرب خاموشی سے
کھڑا یہ رقت آمیز منظر دیکھتا رہا۔

چند لمحوں کے بعد شوکت جہاں نے عقرب کی طرف دیکھتے ہوئے فیروز کو الگ کر کے
پونچھے اور اس سے کہا۔ ''آپ کون ہیں......؟ آپ جو بھی ہیں ہمارے محسن ہیں...... آپ
بیٹے کو ان بدمعاشوں سے بچا لیا۔''

''امی!......'' فیروز نے کہا۔ ''میں ان کی مہربانی سے خیریت سے گھر پہنچا ہوں۔ ورنہ
مجھے اسٹیشن سے اغوا کر کے لے جاتے...... انہوں نے مجھے اپنے جادو کے زور سے لڑکی بنا
لیے میں ان بدمعاشوں کے ہتھے نہیں چڑھ سکا۔''

''آپ...... آپ جادوگر ہیں......؟'' ریحانہ نے متعجب لہجے میں کہا۔ ''آپ نے
زبردست جادو دکھایا۔''

''میں جادوگر نہیں ہوں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''دراصل شعبدہ بازی میں نے ایک
سیکھی ہوئی ہے۔ شعبدہ بازی نہ صرف ایک بہت بڑا فن ہے بلکہ کسی قدر جادو سے قریب ہے۔



ابھی قدرے داخل ہے۔ آپ لوگوں نے جو کچھ دیکھا وہ سب کچھ شعبدہ بازی تھی۔ جادو نہ تھا۔''

عقرب نے یہ بات اس لیے بنائی تھی کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ انہیں اس کے بارے میں یہ معلوم
کہ وہ جادوگر ہے۔

''کیا...... کیا...... وہ جن ماموں اس گھر میں موجود ہیں۔'' فاروق نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''نہیں......'' عقرب نے جواب دیا۔ ''اس گھر میں نہ کوئی جن ہے نہ کوئی آسیب ہے۔ یہ شعبدہ
کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا جو میں نے دکھایا تھا۔ آپ لوگ اپنے دلوں سے ہر قسم کا خوف نکال دیں۔''

☆......☆......☆

نے اپنی ماں بھائی اور بہنوں کو وہ ساری کہانی مختصر الفاظ میں سنائی جو اس نے عقرب کو سنائی
انہ چائے بنا کر لائی تھی۔ وہ سب چائے بھی پی رہے تھے اور فیروز کی زبانی اس کی دردناک
ن رہے تھے۔

ب فیروز اپنی کہانی سنا چکا تو شوکت جہاں نے کہا۔ ''تمہاری پراسرار گمشدگی نے ہمیں غمگین اور
دیا تھا۔ ہم سب نے رو رو کر برا حال کر لیا۔ پولیس اسٹیشن میں تمہاری گمشدگی کی رپورٹ درج
ی تو وہاں کے ایک سپاہی نے رپورٹ درج کرنے کے بجائے یہ کہا کہ...... تمہارا لڑکا آوارہ اور
گا۔ برے لڑکوں کی صحبت نے اسے خراب کر دیا ہوگا۔ شاید وہ نشہ کرتا ہوگا۔ کسی بدمعاش کے
ل گیا ہوگا۔ رپورٹ درج کرانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا...... ہاں سو دو سو روپے ناشتا پانی کے
رپورٹ درج کیے لیتا ہوں۔ پھر میں واپس آ گئی۔

رے دن میں ریحانہ کے ہار لے کر شیرو کے پاس گئی۔ اسے دس ہزار روپے میں گروی رکھ دیا
ر اس کے عوض میں نے سود پر قرض لیا۔ اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔'' شوکت جہاں کی
ی گئی۔

''امی!......'' فیروز نے بڑے دکھ اور حیرت سے تیز لہجے میں کہا۔ ''آپ اس مردود، بدمعاش کے
لی گئیں۔ جس نے میری جیب سے چوڑیاں نکال لیں۔ جو چور ہے۔ یہ کیا کیا آپ نے......
تر تھا کہ آپ زیورات صرافہ بازار میں لے جا کر بیچ دیتیں۔''

''میں نے اس کے پاس جا کر اس سے کہا تھا کہ تم نے میرے بیٹے کی جیب سے سونے کی
ال کر اچھا نہیں کیا۔ وہ مجھے دے دو۔ اس نے قسمیں کھائیں اور کہا کہ اس نے کوئی چوڑیاں
ں۔ شاید بھگدڑ کے دوران بھاگتے ہوئے اس کی جیب سے چوڑیاں گر گئی ہوں گی۔ مجھے اس
یقین آ گیا۔ میں نے ہار بیچنے کی بجائے اس لیے اسے گروی رکھوا دیا کہ وہ بہت قیمتی ہے۔
ب ملازمت کرنے لگی تب اسے چھڑا لیں گے...... صرافہ بازار میں ہار لے کر اس لیے نہیں گئی
ہ اس طرح سے کم قیمت پر خریدتے ہیں جیسے وہ چوری کا مال ہو۔''

''وہ بڑا کمینہ اور ذلیل شخص ہے امی!'' فیروز نے کہا۔ ''اس نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ چوڑیاں
سے نہیں گریں۔ وہ ایک نہیں ایک ہزار جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔ اس کا کوئی دین ایمان نہیں

ہے۔آپ نے اس کی بات کا یقین کرلیا۔وہ کسی قیمت پر ہار نہیں دے گا۔ٹال مٹول کرتا
کھا جائے گا۔وہ سود خور ہے پورا یہودی ہے۔“

”کیسے نہیں دے گا...... “شوکت جہاں نے کہا۔”اس نے ہار کی رسید دی ہوئی
کی وصول یابی کی رسید بھی لی ہوئی ہے۔جب پوری رقم ادا کروں گی تب اسے ہار دینا پڑ
پاس ثبوت موجود ہے۔“

”اچھا آپ لوگ میرے ساتھ چلیں اس کے پاس چلیں۔میں اسے رقم ادا کر
ہوں۔“عقرب نے کہا۔

”لیکن ...... ہمارے پاس رقم نہیں ہے کہ ادا کر کے اس سے ہار لے سکیں۔“
بولیں۔

”میرے پاس ہے...... “عقرب نے کہا۔”فیروز کا کہنا درست ہے کہ اس کی نیت میں فتور

تھوڑی دیر کے بعد فیروز اور شوکت جہاں عقرب کو ساتھ لے کر شیرو کے گھر کی
ہوئیں۔لیکن وہ عقرب کی طرف سے دل میں مشکوک سی ہو رہی تھیں کہ یہ اجنبی شخص آخر کس
اخلاص کا مظاہرہ کر رہا ہے۔کہیں اس میں کوئی مطلبی جذبہ کارفرما تو نہیں ہے۔وہ کیوں اور
سے ہار لے کر دے رہا ہے؟ کہیں وہ کسی بہانے ہڑپ تو نہیں کر لے گا؟ گو کہ اس شخص نے
بازی کا فن اور اس کے کمالات سے خطرناک بدمعاشوں کو بھگا دیا تھا۔وہ اپنی وضع قطع اور
سے ایک نیک اور شریف لڑکا دکھائی دیتا ہے۔اچھے گھرانے کا بھی معلوم ہوتا ہے۔

دراصل ان کا اعتبار دنیا والوں سے ختم ہو گیا تھا۔انہوں نے شوہر کی موت کے بعد بہت
تھے۔ان میں کتنے زخم ہرے تھے۔انہیں ایسا لگتا تھا کہ یہ زخم کبھی مندمل نہیں ہوں گے...... ان
سے لہو ساری زندگی رستا رہے گا۔

شیرو نے اپنے گھر کے سب سے بڑے کمرے میں دفتر کھولا ہوا تھا۔ایک بہت بڑی
آہنی تجوری تھی جس میں گروی رکھے ہوئے زیورات رقم اور وہ کھاتے رکھے ہوئے تھے۔جس
لینے والوں کے نام پتے تھے۔فائلیں بھی تھیں۔جن میں رقم وصول کرنے والوں کی رسیدیں
اس تجوری میں اس کا پورا دفتر اور حساب کتاب موجود تھا۔

وہ ایک بہت بڑی چوکی جو تجوری کے قریب تھی اس پر بیٹھا ہوا تھا۔دو عورتیں چوکی پر
سامنے بیٹھی ہوئی تھیں۔دو اور عورتیں کرسیوں پر بیٹھی ہوئی اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں۔شیرو
تینوں کو چونک کر دیکھا۔پھر اس نے شوکت جہاں سے کہا۔

”مبارک ہو آنٹی! آپ کا بیٹا آپ کو مل گیا۔فیروز کہاں چلا گیا تھا؟ گھر کب واپس آیا؟“

”فیروز بغیر اطلاع دیئے حیدرآباد اپنی خالہ سے ملنے گیا تھا۔آج ہی واپس آیا ہے۔“
جہاں نے کہا۔

”اچھا...... میں ان عورتوں کو نمٹا دوں...... پھر آپ سے بات کرتا ہوں۔“شیرو نے کہا۔“



بہت ہی ہے۔“شوکت جہاں نے جواب دیا۔”میں رقم ادا کر کے ہار لینے آئی ہوں۔“
نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا۔وہ سامنے بیٹھی ہوئی عورتوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔”ہاں تو
آپ کیا کہہ رہی تھیں...... آپ کو زیورات چاہئیں۔آپ پچیس ہزار کی رقم لائی ہیں؟“
نہیں پندرہ ہزار روپے لائی ہوں بیٹے!“اس عورت نے جواب دیا۔”آئندہ مہینے میری
ملنے والی ہے جو پندرہ ہزار روپے کی ہے۔پھر میں دس ہزار روپے دے دوں گی۔“
پوری رقم چاہیے۔“شیرو نے سرد مہری سے جواب دیا۔”جب تک پوری رقم نہیں مل جاتی
نہیں دوں گا۔“

دیکھو...... میری بیٹی کی ایک ہفتہ کے بعد شادی ہے۔“عورت نے التجا بھری آواز میں کہا۔
نے جس طرح پوری رقم دی ہے اسی طرح تم بھی میری پوری رقم دو اور زیورات لے جاؤ۔“
سابقہ لہجے میں کہا۔

دیکھو...... میں اس پچیس ہزار کی رقم پر اب تک تیس ہزار روپے سود ادا کر چکی ہوں۔کچھ تو خیال
بیٹی کی شادی ہی کا نہیں بلکہ میری عزت کا بھی سوال ہے۔تم اس قدر سنگ دل نہ بنو۔کیا مجھے
ہو۔“

مجھے تمہاری بیٹی کی شادی اور عزت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔مجھے رقم چاہیے۔“شیرو نے بے
کہا۔

تم اس کے زیورات دے دو۔“عقرب نے کہا۔”دس ہزار روپے میں دے رہا ہوں۔ماں جی!
ہزار روپے میں میرے دس ہزار روپے ملا کر دے دیں۔“عقرب نے جیب سے ہزار ہزار
نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔

عورت بھونچکی سی ہو گئی۔اسے یقین نہیں آیا۔اس نے خواب کی سی حالت میں ان نوٹوں کو دیکھا۔
حال اور دوسری عورتوں نے اور زیورات لئے جو عورت آئی تھی اس کے ساتھ جو عورت تھی وہ
رہ گئیں۔شیرو کا منہ بن گیا۔اسے یقین نہیں آیا کہ ایک اجنبی شخص دس ہزار جتنی بڑی رقم دے
ہے۔اس کی نیت میں فتور تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ عورت زیورات لے جائے۔اسے جو سود ملتا
کے لیے منافع بخش تھا۔وہ سود میں اصل رقم سے زیادہ وصول کر چکا تھا۔
لیکن میں دس ہزار کی رقم بیٹا! تمہیں آئندہ ماہ ہی دے سکوں گی......؟ کہاں لا کر دوں؟ تم کون ہو؟“
آپ اس رقم کو ایک بھائی کی طرف سے تحفہ سمجھیں۔“عقرب نے کہا۔”اسے واپس کرنے کی
ضرورت نہیں......“

اللہ تمہیں سدا خوش رکھے اور دنیاوی آفات سے محفوظ رکھے۔“عورت نے جذبات بھرے لہجے
کی آواز بھرا گئی۔”تم نے اس غریب عورت اور اس کی یتیم بیٹی پر جو احسان کیا اس کا اجر اللہ ہی
میں تو صرف دعا دے سکتی ہوں۔“

شیرو نے بھنا کر جز بز ہو کر تجوری میں سے کپڑے کی ایک پوٹلی نکالی جس پر
چٹ لگی ہوئی تھی۔ اس نے پچیس ہزار کی رقم لے کر زیورات اور رسید عورت کے حوالے
عقرب کی بلائیں لیتی اور آنکھوں میں تشکر کے آنسو لیے نکل گئی۔ فیروز حیرت سے
دیکھے جا رہا تھا۔

دوسری عورت جس کے ساتھ ایک جوان لڑکی تھی وہ شیرو کے سامنے آ کر بیٹھ گئی
پرس میں سے ایک پوٹلی نکالی اور شیرو سے بولی۔ ''میں دس تولے کے زیورات لائی ہوں
روپے قرض چاہیے۔ مجھے ہر ماہ کیا سود دینا ہوگا؟''

''میں دس فیصد سود لیتا ہوں۔'' شیرو نے جواب دیا۔ ''اگر تم نے دو ماہ تک سود ادا نہیں کیا تو
در سود دینا ہوگا۔''

''بیس ہزار روپے میں ہر ماہ دو ہزار روپے سود دینا ہوگا کیا......؟'' عورت کے ساتھ
لڑکی نے پوچھا۔

''جی ہاں......'' شیرو نے جواب دیا۔ ''قرض لینے سے پہلے اچھی طرح سوچ لیں
پچھتانا نہیں۔''

''لیکن دس فیصد بہت زیادہ ہے بھیا!'' اس عورت نے شیرو سے ملتجیانہ لہجے میں کہا
فیصد کر دو۔''

''میں ایک فیصد کم نہیں کروں گا تم پورے پانچ فیصد کم کر رہی ہو۔ سوال ہی پیدا نہیں
نے کاروباری لہجے میں کہا۔

''بھیا! بات یہ ہے کہ میرے شوہر سخت بیمار ہیں اور اسپتال میں داخل ہیں۔ مجھے ان
کے لیے اور علاج معالجے کے لیے رقم چاہیے۔ اس لیے میں ہر ماہ دو ہزار روپے سود نہیں
میں کمانے والا کوئی اور نہیں ہے۔''

''مجھے ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ سود نہیں دے سکتی ہو تو زیورات بیچ دو۔''
بنایا۔

''زیورات بیچ دو......؟'' عورت سوچنے لگی۔ چند لمحوں کے بعد بولی۔ ''تم ان زیورات
دو گے......؟ یہ زیورات پورے ساٹھ ہزار روپے کے ہیں۔ تین برس پہلے میں نے خریدے تھے
''پہلے زیورات دکھاؤ......'' شیرو نے کہا۔ ''میں زیورات دیکھے بغیر ان کی قیمت نہیں
عورت نے پوٹلی کا منہ کھول کر اسے شیرو کے سامنے الٹ دیا۔ ان میں لاکٹ، بندے
اور چوڑیاں تھیں۔

شیرو نے ان تمام زیورات کو بغور دیکھا اور کہا۔ ''یہ تمام زیورات تو نقلی ہیں۔''
''کیا کہا نقلی ہیں......؟'' عورت اس طرح اچھل پڑی جیسے اسے برقی جھٹکا لگا ہو۔ ''یہ
کے زیورات ہیں؟''



انہیں غور سے دیکھو...... کیا اصلی زیورات ایسے ہوتے ہیں؟'' شیرو نے کہا۔ ''یہ تو پچیس
زیورات بھی نہیں ہیں۔''

اور اس جواں سال بیٹی نے ان زیورات کو دیکھا۔ واقعی وہ نقلی اور عام قسم کے زیورات کی
ہے تھے۔ بہت ہی معمولی اور ارزاں قسم کے زیورات...... ماں اور بیٹی کے چہروں کا رنگ
کی آنکھوں سے وحشت جھانکنے لگی۔ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتی تھیں۔ یہ زیورات جیسے
رہے تھے کہ وہ نقلی ہیں۔ ماں اور بیٹی نے حیرت سے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔ ماں نے
آواز میں کہا۔ ''یہ زیورات نقلی کیسے ہو گئے......؟ دکان دار نقلی زیورات دینے سے رہا......
کے یہ زیورات ہیں۔''

خود سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔'' لڑکی نے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ ''یہ کیسے نقلی ہو گئے۔ گھر سے
اصلی تھے۔''

آپ یہ زیورات لے جائیں۔'' شیرو نے نفرت اور حقارت سے کہا۔ ''مجھے کوئی بچہ سمجھا جو مجھے
ہیں۔''

نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔ پھر وہ کسی خیال سے خاموش ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں
تیرنے لگے۔ بیٹی نے کہا۔ ''ماں جب کوئی مصیبت پریشانی اور گردش آتی ہے تو سونا بھی مٹی
آئیں چلیں......''

نے ان زیورات کو واپس تھیلی میں رکھا۔ پھر ماں کے پرس میں رکھا۔ پھر وہ دونوں ہارے
کی طرح باہر نکلیں اور مکان کے باہر کھڑے ہو کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ بیٹی ماں کو
لیکن خود اس کا دل اندر سے پھٹا جا رہا تھا۔ اس کی نظروں میں بیمار باپ کا چہرہ گھومنے لگا۔
داخل تھا۔ زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا تھا۔
وقت عقرب باہر آیا۔ اس نے کہا۔ ''آپ اس قدر غم زدہ اور پریشان کیوں ہیں؟ رو کیوں

لیے کہ ہمارے اصلی زیورات نقلی ہو گئے۔'' لڑکی کہنے لگی۔ ''حالانکہ یہ اصلی ہی تھے۔ والد
خرید کر لائی تھیں۔ ہم یہ زیورات اس لیے لائی تھیں کہ انہیں گروی رکھ کر قرض لے لیں یا
زیورات تین سال پہلے ساٹھ ہزار روپے میں بنوائے تھے۔ اب تو یہ ستر اسی ہزار روپے سے
گے......؟ لیکن ہم لٹ گئے یہ نقلی نکل آئے۔
وقت ذرہ برابر بھی شک نہیں ہوا تھا کہ نقلی ہوں گے۔ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ کیا کریں۔ کہاں
کے علاج کے لیے رقم کا بندوبست کیسے اور کہاں سے کریں...... یہ اصلی زیورات خود بخود نقلی
......!'' لڑکی سسک پڑی۔

زیورات اصلی ہی تھے اور ہیں بھی۔'' عقرب نے کہا۔ ''لیکن میں نے انہیں نقلی بنا دیا......''
آپ نے......؟'' لڑکی نے چونک کر کہا۔ پھر ماں بیٹی حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگیں۔ ''وہ

کس لیے......؟"

"اس لیے کہ وہ ان زیورات کو آپ کی پریشانی اور مجبوری سے فائدہ اٹھا کر
خریدتا۔" عقرب نے جواب دیا۔

"لیکن آپ نے ان اصلی زیورات کو نقلی کیسے بنا دیا......؟ کیا آپ جادو ٹونا
لڑکی نے پوچھا۔

"دراصل یہ شعبدہ بازی ہے اس میں نظروں کو دھوکا دینے کا فن شامل ہے۔ میں
بہت شعبدہ بازی جانتا ہوں اس لیے میں نے کمال دکھایا۔ اب آپ اپنے زیورات د
اصلی ہیں۔" عقرب نے جواب دیا۔

لڑکی نے تھیلی میں سے زیورات نکال کر دیکھے۔ اس کی ماں نے بھی دیکھے۔ ان کی
کی انتہا نہ رہی۔ ان کے زیورات بالکل اصلی لگ رہے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے کی طرح
دے رہے تھے۔

ماں اور بیٹی کے چہرے دمک اٹھے تھے۔ ماں کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ "یا اللہ
لاکھ شکر ہے۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ بھائی صاحب!" لڑکی نے ممنونیت سے کہا۔ "آپ
سے بچا لیا۔ آپ کا یہ احسان......"

"اس میں شکریے اور احسان کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے اس بات کی کوشش کی
جو آپ کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان کی بہت ہی معمولی قیمت لگا رہا ہے اس
نہ ہو۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ایک لٹیر
سے بچ گئیں۔ یہ شخص بڑا خود غرض، ظالم، سنگ دل اور بدمعاش ہے۔"

"امی!......اب صرافہ بازار چلیں......" لڑکی نے کہا۔ "وہاں چل کر زیورات کو بیچ د

"اگر میں آپ کو یہ مشورہ دوں کہ آپ یہ زیورات نہ بیچیں بلکہ اسے اپنی بیٹی کی شا
اٹھا رکھیں......"

"اس کے باپ نے یہ زیورات بیٹی کی شادی کے لیے ہی بنائے تھے۔ لیکن اب اس
چارہ نہیں رہ گیا ہے۔ کیوں کہ میرے شوہر اسپتال میں داخل ہیں۔ ان کے علاج معالج
چاہیے۔ کم سے کم پچیس ہزار روپے......اس مجبوری کی بنا پر اسے گروی رکھوانے کے لیے
تھے۔ پھر اس مردود کی باتوں میں آ کر اسے فروخت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔" عورت نے کہا۔
کارساز ہے۔ صرف اس کی ذات پر توکل رکھیں۔ وہ کوئی نہ کوئی اسباب پیدا کر دیتا ہے۔"
کہا۔

"اس مصیبت کی گھڑی میں ہماری وہ سن بھی نہیں رہا ہے اور نہ ہی کوئی کام آ رہا
نے ایک سرد آہ بھری۔



گر میں مصیبت کی اس گھڑی میں آپ کے کچھ کام آؤں......؟ اسپتال کے تمام اخراجات
ہاؤں تو کوئی حرج تو نہیں؟"

اپ......آپ......" لڑکی نے ششدر ہو کر کہا۔ "آپ کس لیے ایسا کریں گے؟ جب کہ نہ ہم
تے ہیں۔ نہ آپ ہمیں، ہم اور آپ ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں۔ بیس پچیس ہزار کے
یا آپ اٹھا سکیں گے؟"

صل بات یہ ہے کہ اللہ نے مجھے اس طرح سے اتنا دیا ہے کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتی
اس نے مجھے نوازا ہے اور کسی نہ کسی حیلے بہانے سے نوازتا رہتا ہے تو میں کسی ایسے شخص پر
چ کروں جو ضرورت مند ہو۔ پریشان حال ہو اور بیمار ہو۔ ایک مریض کی ذات پر خرچ کرنا
ہے۔ وہ سب سے زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہوتا ہے۔"

ر آپ اس مشکل گھڑی میں ہمارے کام آئیں تو اس کا اجر تو آپ کو اللہ ہی دے گا۔ ہم اس کا
سکتے ہیں۔" عورت نے کہا۔

کن آپ ایک ایسی چیز دے سکتی ہیں جو دنیا میں سب سے بہتر اور انمول ہے۔ جو خوش نصیبوں
"

رے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ ایک دعا ہے۔ وہ ضرور دے سکتی ہوں۔" عورت نے کہا۔
ں......مجھے دعا ہی چاہیے......دعا خوش نصیبوں ہی کو ملتی ہے۔" عقرب نے مسکراتے ہوئے کہا۔
ں ہر گھڑی اور ہر نماز میں آپ کے لیے دعا کروں گی۔ میری بیٹی اور میرے شوہر
ورت بولی۔

پ پہلے گھر جائیں......" عقرب نے کہا۔ "زیورات کو سنبھال کر اور حفاظت سے رکھیں۔ پھر
میرا انتظار کریں۔ میں وہاں آتا ہوں۔ پھر ڈاکٹروں سے بات کرتا ہوں۔"

بیٹی گھر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ ماں نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے اور سراپا پر
نظر ڈالی اور دل میں سوچا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ شخص جس کا نام بھی اسے نہیں معلوم ہے اس
یشہ خطمی ہو گیا ہو اس لیے وہ ان کی مدد کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بیٹی بہت حسین ہے۔ بالفرض
ی بات ہو۔ لڑکا قابل، نیک اور اپنے پیروں پر کھڑا ہوا ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ وہ
قبول کر لے گی۔ لیکن پہلے لڑکی کا باپ تو صحت یاب ہو جائے؟

ب جب ماں بیٹی کو رخصت کر کے اندر آیا تو اس نے دیکھا کہ شوکت جہاں اور شیرو میں تلخی
ہے۔ شوکت جہاں اس سے کہہ رہی ہے۔ "شیرو! کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ میں نے تم سے
ہزار روپے قرض سود پر لیا تھا۔"

نچ ہزار نہیں بلکہ پچاس ہزار کا قرض لیا تھا۔" شیرو نے کہا۔ "آپ مکر رہی ہیں؟"

ں ہزار روپے کے لاکٹ پر تم نے پانچ ہزار قرض دیا تھا......؟ تم اتنے سیدھے نہیں ہو کہ
روپے قرض دے دو۔" شوکت جہاں نے کہا۔ "میں اتنی بڑی رقم قرض کیوں اور کس لیے

لے سکتی ہوں۔"

"میں نے آپ پر ترس کھا کر دیا تھا۔" شیرو نے کہا۔ "اس لیے کہ آپ کا بیٹا
روتی دھوتی میرے پاس آئی تھیں آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ میری بیٹی ملازمت کر کے
گی۔ پھر سارا قرض ادا کر دے گی۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ میں نے پچاس ہزار روپے قرض نہیں لیا۔" شوکت جہاں

"آپ نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں چھ ماہ کے عرصے میں قرض ادا نہ
ریحانہ کی شادی تم سے کر دوں گی۔" شیرو نے بڑی مکاری سے کہا۔ "اس شرط پر شادی
سارا قرض معہ سود معاف کر دو گے......"

"نہیں...... نہیں۔ میں نے ہرگز یہ نہیں کہا تھا۔" شوکت جہاں ہذیانی لہجے میں
باتیں تم اپنی طرف سے گھڑ رہے ہو...... مجھے کیا ضرورت پڑی کہ میں اپنی چاندی بیٹی کی
شادی کر دوں۔"

"آپ بھی کس قدر خود غرض اور جھوٹی ہیں۔" شیرو نے کہا۔ "اب اس لیے مکر رہی
آپ کو مل گیا۔ کوئی موٹی آسامی معلوم ہوتا ہے۔ لگتا ہے کہ اس کے پاس ناجائز دولت
نے نہ صرف اس عورت کی مدد کی بلکہ آپ کی مدد کرنے پر بھی تیار ہے۔ اس لیے ساتھ ہی
نے اب اسے اس لیے پھانس لیا ہے کہ بیٹی کی شادی کر دیں۔"

"شیرو!" شوکت جہاں غضب ناک ہو گئیں۔ "یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ ایک
شک کر رہے ہو...... ہرگز ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے نہ تو ایسی کوئی بات کی اور نہ ہی
ارادہ ہے...... تم کون ہوتے ہو ہمارے ذاتی معاملات میں دخل دینے والے......"

"آپ بڑی احسان فراموش ہیں۔ میں نے اتنی بڑی رقم قرض دے کر کیا آپ پر
"کیا......؟ میں نے دس ہزار کے لاکٹ پر اس لیے اتنی بڑی رقم قرض دی کہ آپ اور
بھوک اور فاقے سے مرنے والے تھے۔"

"اس میں احسان والی بات کیا ہے...... تم نے مفت میں قرض تھوڑی دیا ہے اس پر
ہو۔ اور یہ تم نے پچاس ہزار کی رٹ کیا لگا رکھی ہے......؟ کیا تمہیں ایک دن مرنا نہیں ہے جو تم
رہے ہو۔"

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ میں تو قسم کھانے کے لیے تیار ہوں
ڈھٹائی سے کہا۔

"قسم کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہاری قسم کا کوئی اعتبار نہیں...... ثبوت ہے تو
عقرب نے کہا۔

"ثبوت......؟ ہاں میرے پاس ثبوت موجود ہے۔" شیرو نے کہا۔ "میں ابھی پیش کرتا
پھر شیرو نے الماری میں سے ایک فائل نکالی۔ اس میں سے ایک رسید نکال کر دکھ



کے دستخط تھے۔ اس پر پچاس ہزار کی رقم صاف لکھی ہوئی تھی۔ عقرب نے غور سے رسید کو
پانچ ہزار کے ہندسے میں ایک صفر بڑھا دیا تھا اور اس نے الفاظ میں رقم نہیں لکھی تھی۔
نے ایک صفر غائب کر دیا۔ اس طرح کہ شیرو کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو سکی۔ اس نے شیرو
لرتے ہوئے کہا۔ "لگتا ہے کہ تمہاری نظر کچھ زیادہ ہی کمزور ہے۔ اس پر پانچ ہزار روپے
ہیں۔ یہ دیکھو۔"

رسید لیتے ہوئے کہا۔ "میری نہیں تمہاری نظر کمزور ہے۔" وہ تمسخرانہ نظروں سے عقرب
"ذرا غور سے دیکھو...... پچاس ہزار روپے صاف طور پر درج ہیں۔"

تم دیکھو پھر مجھے بتانا۔" عقرب نے کہا۔ "ایسا لگتا ہے کہ تم پڑھے لکھے نہیں ہو۔ رقم الفاظ
وں میں لکھی ہوئی ہے۔ تم کسی کو بھی بلا کر دکھا لو۔ صاف صاف لکھا ہوا ہے۔ صرف پانچ
"

اس کی بات سن کر جل گیا۔ اس نے رسید کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "میں تم سے زیادہ پڑھا لکھا
نے چار سال پہلے میٹرک پاس کیا تھا۔ یہ رسید میں نے خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ شوکت
دستخط کیے ہیں۔ لہٰذا میں پچاس ہزار کے پانچ ہزار روپے کیسے لکھ سکتا ہوں۔ کیا تم مجھے تین
ہو۔ تم جس کو چاہے بلا کر یہ رسید دکھا لو۔"

وقت دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ عقرب نے اس سے کہا۔ "بالفرض محال اس کاغذ پر تم نے جو
کیا وہ غلط نہیں ہو سکتی ہے؟ تم نے پانچ ہزار کے بجائے پچاس ہزار لکھ دیئے ہوں؟"

"میں غلط رسید نہیں بناتا ہوں۔ رسید بناتے وقت بڑا خیال رکھتا اور احتیاط برتتا ہوں۔ جو کچھ
رسید ہے۔ آپ کو......" اس نے شوکت جہاں کی طرف دیکھا۔ "یہ جتنے کی رسید ہے اس پر جو
وہ آپ کو ادا کرنا ہے۔ دراصل یہ رسید سچی ہے۔ باقی ہم سب جھوٹے ہیں۔ اس رسید کو کوئی
سکتا......"

ایک نظر اس رسید پر تو ڈالو......؟" عقرب نے کہا۔ "جھوٹ سچ کا پتا چل جائے گا۔"
کیا ضرورت پڑی ہے اس رسید کو دس مرتبہ دیکھنے کی......" پھر اس نے ان دونوں آدمیوں
دیکھا جو اندر داخل ہو کر ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے پھر اس نے انہیں مخاطب کیا۔ "میاں
غلام حسین صاحب!...... ذرا ادھر آئیں ذرا یہ رسید دیکھ کر ان جاہلوں کو بتائیں کہ اس پر
ہے۔ اس پر پانچ ہزار نہیں پچاس ہزار روپے لکھے ہوئے ہیں۔"

دونوں شیرو کی طرف بڑھے۔ میاں صاحب بولے۔ "قصہ کیا ہے؟ کس بات پر آپ لوگ
رہے ہیں؟"

شوکت جہاں صاحبہ نے مجھ سے پچاس ہزار روپے کا سود پر قرض لیا۔ یہ اس کی رسید
نے ایک لاکٹ جو دس ہزار روپے کا ہے اس رقم کے عوض گروی رکھوایا۔ میں نے ان کی
پیشانی پر ترس کھا کر پچاس ہزار کی رقم دے دی۔ یہ رسید اسی پچاس ہزار روپے کی ہے۔ یہ اس

رسید کو شوکت جہاں اور ان کا یہ ہونے والا داماد جھٹلا رہا ہے۔ یہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہ
پانچ ہزار روپے کی رسید ہے۔ شوکت جہاں بھی مکر رہی ہیں میں نے پچاس ہزار رو
ہزار روپے لیے تھے۔ شوکت جہاں جاہل نہیں ہیں۔ پڑھی لکھی ہیں۔ کیا رسید پر دستخط
دیکھا کہ اس پر کتنی رقم لکھی ہوئی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ رسید صحیح ہے سچی ہے۔"

"میاں صاحب! آپ یقین کریں میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں کہ میں
ہزار روپے دس ہزار روپے کے لاکٹ کے عوض قرض لیا۔ مجھ غریب کو کیا ضرورت پڑی
ہزار کی رقم قرض لوں۔ اس کا سود ادا کر سکوں۔ جب کہ میرے لیے تو پانچ ہزار روپے
مشکل ہے میں اس لیے آئی کہ پانچ ہزار روپے ادا کر کے اپنا لاکٹ لے جاؤں۔ لیکن
ہزار کی جھوٹی رسید پیش کر دی۔ اب کہہ رہا ہے کہ پچاس ہزار روپے ادا کرو۔"

"بات یہ ہے بھابھی!" غلام حسین نے کہا۔ "رسید جتنی رقم کی بھی ہے اتنی رقم
ہوگی۔"

"لیکن بھیا!" شوکت جہاں نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "آپ قسم لے لیں جو میں
کی رقم لی ہو۔"

"اس رسید پر آپ ہی کے دستخط ہیں۔ رسید میں کوئی جعل سازی نہیں ہے۔"
اعتراف کیا۔

"شکر ہے کہ شوکت جہاں صاحبہ نے اس بات کا اعتراف تو کیا کہ رسید جعلی نہیں
خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میاں صاحب!" عقرب نے کہا۔ "آپ اس رسید پر ایک نظر ڈال کر دیکھیں
ہزار نہیں پانچ ہزار روپے لکھے ہیں۔"

میاں صاحب نے شیرو کے ہاتھ سے رسید لے کر دیکھی۔ اگلے لمحے وہ شیرو سے
تو پانچ ہزار روپے لکھے ہوئے ہیں۔"

"کیا......؟" شیرو اچھل پڑا پھر اس نے حیرت سے کہا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ غلام
رسید کو دیکھیں۔"

غلام حسین نے میاں صاحب کے ہاتھ سے رسید لے کر دیکھی پھر سر ہلایا۔ "ہاں
صرف پانچ ہزار روپے کی ہے۔"

شیرو پھر اس طرح سے اچھلا جیسے اسے کسی زہریلے بچھو نے ڈنک مارا ہو۔ پھر اس
کے ہاتھ سے جھن جھلاتے ہوئے رسید لے کر دیکھی۔ اس پر نہایت صاف و واضح اور
ہزار روپے لکھے ہوئے تھے۔ اس کا چہرہ فق ہو گیا پھر وہ سفید پڑتا چلا گیا۔ وہ دل میں حیران
سب کیسے ہو گیا۔ اس نے بڑی خوبصورتی اور مہارت سے ایک صفر بڑھایا تھا۔ وہ دوسر
ساتھ بھی ایسی ہی جعل سازی کیا کرتا تھا۔ وہ جعل سازی میں بڑا ماہر تھا۔ اس لیے وہ



اسے خیال آیا کہیں ایسا تو نہیں کہ اس نے کسی اور رسید میں کوئی جعل سازی کی ہو۔
"ہاں شیرو!" میاں صاحب نے کہا۔ "یہ رسید تو پانچ ہزار روپے کی ہی ہے نا......؟ تمہیں غلط
ہوا؟"

چوں کہ اپنی بات رکھنا تھی اس لیے اس نے کہا۔ "میاں صاحب! اصل بات یہ ہے کہ
صاحبہ اپنی بیٹی ریحانہ کے ساتھ روتی دھوتی ہوئی آئی تھیں کہ بیٹے کی پراسرار گمشدگی نے
ہے۔ ایک تو وہ سونے کے کنگن صرافہ بازار میں کھو کر آیا تھا جو چالیس ہزار کی مالیت کے
نے مجھ پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ کنگن میں نے اس کی جیب سے نکال لیے۔ حالانکہ یہ بات
روز صرافہ بازار میں کنگن بیچنے گیا تو وہاں ڈاکوؤں کی فائرنگ سے بھگدڑ مچ گئی تھی۔ اس
اس کی جیب سے کنگن گر گئے۔ چوں کہ اس سے میری وہاں ملاقات ہو گئی تھی اس لیے مجھ
تھا...... پھر میں نے بڑی مشکل سے ان کی غلط فہمی دور کی...... ہاں تو وہ اپنے ساتھ دس ہزار
ایک لاکٹ لائیں اور کہا کہ اسے گروی رکھ کر پچاس ہزار روپے کا قرض دے دوں۔ میں نے
کہ یہ رقم اور سود آپ کیسے ادا کریں گی۔ جب کہ آپ کے گھر میں کمانے والا کوئی نہیں
بیٹی ریحانہ نے کہا کہ وہ ملازمت کے لیے دوڑ دھوپ کر رہی ہے۔ اسے ایک جگہ ملازمت
ہے۔ میں نے شوکت جہاں صاحبہ سے کہا کہ اچھی طرح سوچ لیں۔ قرض اتارنا اور سود ادا کرنا
ہوتا ہے۔ شوکت جہاں نے کہا کہ...... تم اس بات کی چنداں فکر نہ کرو۔ یہ میرا مسئلہ ہے
پھر سمجھایا۔ تب بولیں کہ...... اگر میں چھ ماہ کے عرصے میں رقم اور سود نہ ادا کر سکی تو اپنی بیٹی
سے کر دوں گی۔ پھر میں نے اس شرط پر انہیں پچاس ہزار روپے قرض دیا اور دس ہزار کی
لے کر گروی رکھ لیا۔ ایک رسید بنا دی اور اس پر دستخط لے کر پچاس ہزار کی رقم دے دی۔"

"جھوٹ ہے۔" شوکت جہاں کو غصہ آ گیا۔ "میں نے اس سے ایسی کوئی بات کہی اور نہ پچاس
لی۔ یہ ذلیل...... کمینہ جھوٹ بول رہا ہے...... میں اپنی بیٹی کی شادی اس سود خور اور بدمعاش
کی؟ ہرگز نہیں۔"

"آپ کی بیٹی سے شادی کرنا بھی نہیں ہے۔" شیرو نے پینترا بدلا۔ "آپ مجھے گالیاں نہ
نہ بڑھائیں۔ آپ عورت ذات ہیں اس لیے خیال کر رہا ہوں۔ آپ کی جگہ کوئی مرد ہوتا تو
گدی سے کھینچ کر نکال دیتا۔"

"اب تم لاکٹ نکالو اور پانچ ہزار روپے لے کر قصہ ختم کرو۔" عقرب نے کہا۔

"میں پانچ ہزار روپے نہیں بلکہ پورے پچاس ہزار روپے لوں گا۔" شیرو نے کہا۔

"رسید جتنے کی ہے اتنی ہی رقم ادا کی جائے گی۔" عقرب نے جواب دیا۔ "لہٰذا تم پانچ ہزار روپے

"رسید گئی بھاڑ میں......" شیرو نے ہذیانی لہجے میں کہا۔ "میں پچاس ہزار روپے سے ایک روپیہ کم
"

"ابھی ابھی تم نے ہم سب کے سامنے کہا ہے کہ...... میں کبھی غلط رسید نہیں بناتے وقت بڑا خیال رکھتا ہوں۔ احتیاط برتتا ہوں۔ جو کچھ بھی ہے یہ رسید ہے۔ یہ پر جو رقم لکھی ہے اسے ادا کرنا ہے دراصل یہ رسید سچی ہے۔ باقی ہم سب جھوٹے ہیں جھٹلا نہیں سکتا......؟" عقرب نے اس کے مکالمے دہرائے۔

"ہاں شیرو! یہ بات ہم سب کے سامنے کہی تھی......؟" غلام حسین نے تائید کی۔ قائم رہو۔"

"مجھ سے جلدی میں لکھنے میں بھول چوک ہوگئی ہے۔" شیرو نے کہا۔ "میر... ناانصافی نہ کریں۔"

"تمہارا یہ عذر قابل قبول ہے۔" میاں صاحب نے کہا۔ "تم سے بھول چوک... غلطی ہوئی ہے تو اس کے تم ذمے دار ہو...... لہٰذا پانچ ہزار روپے لو اور لاکٹ دے کر قصہ...

"میں پانچ ہزار روپے نہیں لوں گا۔ اس وقت تک لاکٹ نہیں دوں گا جب تک ... نہیں مل جاتے......"

"یہ غلط بات ہے شیرو!" غلام حسین نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "یہ تمہار... ہوئی رسید ہے۔ لہٰذا تم اپنی ہی سابقہ بات پر قائم رہو۔ پانچ ہزار روپے لے کر لاکٹ د... پاس ایک طرح سے امانت ہے شوکت جہاں بھابھی بھی یہ کہہ رہی ہیں کہ تم نے صرف پا... دیئے......"

"ہاں بھئی......" میاں صاحب نے سر ہلایا۔ "تم پابند ہو کہ پانچ ہزار لے کر لا... واپس کردو۔"

"آپ لوگوں کو مجھ پر حکم چلانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" شیرو نے تند لہجے میں کہا... مرضی...... میں کیوں پچاس ہزار روپے کا نقصان برداشت کروں میرے پاس حرام ... نہیں......"

"کیا میرے پاس حرام کے پیسے ہیں...... میں ایک غریب عورت اتنی بڑی رقم کہاں... جب کہ میں نے تم سے اتنی رقم نہیں لی...... اور پھر یہ رسید گواہ ہے۔ ثبوت ہے تمہارے ہاتھ کی... ہے۔" شوکت جہاں نے برہمی سے کہا۔

"معلوم نہیں...... میں نے یہ غلط رسید کیسے بنادی......؟ میں اس رسید کو نہیں مانتا......" ... سے بولا۔

"بری بات ہے شیرو!" میاں صاحب بولے۔ "تم بدنیتی کے مرتکب ہو رہے ہو..."

"آپ دونوں ہمارے معاملات میں دخل مت دیں۔" شیرو نے غصے سے کہا۔ "میں ان... ہی نمٹ لوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" میاں صاحب نے کہا۔ "میں تمہارے پاس ایک لاکھ روپے کے زیو...



...تھا۔ تمہارا اصل چہرہ بے نقاب ہو گیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم ایک نمبری فراڈی ہو۔ محلے میں ...رے میں جو باتیں مشہور ہیں وہ غلط نہیں ہیں۔"

...ں صاحب، غلام حسین کو لے کر نکل گئے۔ شیرو نے کہا۔ "میرا وقت برباد مت کرو۔ تمہاری وجہ ...قصان اٹھانا پڑا۔" "ٹھیک ہے۔" عقرب نے کہا۔ "لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ...تک تم سے بہت شرافت برتی گئی ہے۔ تم ہو کہ پھیلتے اور اکڑتے جا رہے ہو...... تم یہ سمجھ رہے ...ں ہزار کی رقم مفت میں حاصل کرلو گے۔"

"...تم میرا کیا کرلو گے......؟" شیرو نے اکڑتے ہوئے کہا۔ "تم کیا سمجھتے ہو مجھے؟"

"...میں یہاں سے سیدھے تھانے جا رہا ہوں۔ ایس ایچ او جو ہے وہ میرا دوست ہے۔ لنگوٹیا یار ...دونوں ہم جماعت بھی رہ چکے ہیں...... میں اسے یہاں لیتا آؤں گا...... پھر ایک بات اچھی ...لو۔ یہ پانچ ہزار روپے جو مل رہے ہیں وہ بھی نہیں ملیں گے۔ تمہیں نہ صرف رسید بلکہ لاکٹ ...ہوگی بلکہ حوالات کی ہوا بھی کھاؤ گے۔ میں اس سے کہوں گا کہ وہ تمہیں ایک مہینے تک حوالات ...رہے۔ دھوکہ دہی کے الزام میں قید رکھے اور تمہاری ضمانت تک نہ ہونے دے۔ اب تم ...کیا چاہتے ہو؟ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں آرہا ہے اسے گیدڑ بھبکیاں سمجھ رہے ہو تو ...اٹھو تھانے چلو...... وہاں چل کر پتا چل جائے گا ایس ایچ او میرا دوست ہے یا نہیں۔"

...قرب نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا نفسیاتی حربہ آزمایا تھا۔ تیر ٹھیک نشانے پر جا کر لگا۔ شیرو ...رعب اور اس کی باتوں میں آگیا۔ پھر اس نے بڑی خاموشی اور شرافت سے لاکٹ اور رسید ...پانچ ہزار کی رقم لے لی۔

...وکت جہاں نے لاکٹ لے کر پرس میں رکھ لیا۔ پھر وہ شیرو سے بولیں۔ "مجھے تم سے ایسی امید ...۔"

...یرو نے کڑوا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ "اب آپ کو لاکٹ مل گیا۔ لہٰذا چلتے پھرتے نظر آئیں۔"

"...تم سے ایک اور چیز بھی لینی ہے۔" عقرب نے کہا۔ "پھر ہم جائیں گے......"

"...میرے پاس ان کی کوئی اور چیز نہیں ہے۔ صرف ایک لاکٹ تھا وہ میں نے دے دیا۔"

"...تمہارے پاس وہ کنگن موجود ہیں جو تم نے فیروز کی جیب سے نکالے تھے اسے واپس..." عقرب نے کہا۔

"...میرے پاس کنگن نہیں ہیں اور نہ ہی میں نے فیروز کی جیب سے نکالے تھے۔" شیرو ...لیا۔

"وہ کنگن تمہارے پاس ہیں اور اس تجوری کے خفیہ خانے میں ایک چرمی تھیلی میں رکھے ہوئے..." ...عقرب نے کہا۔

...شیرو دل میں بھونچکا سا ہو گیا کہ یہ بات عقرب کے علم میں کیسے آگئی......؟ یہ بات تو صرف وہی ...یہ سچ تھا کہ اس نے وہ کنگن تجوری کے ایک خفیہ خانے میں رکھ چھوڑے تھے کہ کبھی بازار لے جا کر

بیچ دے گا۔ اس نے ابھی تک کنگن اس لیے نہیں بیچے تھے کہ سونے کے دام گرے ہو
گیا تھا تو اس کے چالیس ہزار روپے مل رہے تھے۔ وہ یہ چاہ رہا تھا کہ سونے کے نرخ
وہ بازار میں لے جا کر بیچ دے گا۔ وہ انہیں پچاس ہزار روپے میں فروخت کرنا چاہتا تھا۔
"میرے پاس جو عورتیں سونے کے زیورات گروی رکھوا کر قرض لینے آتی ہیں ان
اور جڑاؤ کنگن بھی ہوتے ہیں اگر میرے پاس دوسری عورتوں کے کنگن موجود ہیں تو ان
نہیں ہوا کہ ان کے کنگن میرے پاس ہیں۔"
"تمہارے پاس کسی عورت نے کوئی کنگن گروی نہیں رکھوایا ہوا ہے۔" عقرب
تجوری میں صرف ان کے کنگن موجود ہیں۔" یہ بات بھی سولہ آنے سچ تھی۔ شیرو پھر
گیا۔ اس کی حیرانی دوچند ہو گئی۔ اس کا دماغ کچھ کام نہیں کر رہا تھا کہ یہ ساری باتیں اس
کیسے اور کیوں کر آ گئیں۔ اس کا ایسا کوئی دوست یا جاننے والا نہیں تھا جسے اس نے اسے
بتایا ہو۔ اس کا کوئی دوست تھا اور نہ وہ کسی کا دوست تھا۔ اسے اپنی ذات پر بھی بھروسا نہیں
اپنے کاروبار کے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتاتا تھا۔
"میرے پاس دوسری عورتوں کے کنگن ہیں۔" شیرو نے کہا۔ "تم اس پر اپنا دعویٰ ثا
"تمہارے پاس جو کنگن ہیں وہ مجھے دکھاؤ......" شوکت جہاں نے کہا۔
"کس لیے دکھاؤں؟" شیرو کو غصہ آ گیا۔ "کیا میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں؟"
"اس لیے کہ میں اپنے کنگن کی نشانی بتاؤں...... میرے کنگن ہیں میں ان کی نشا
ہوں۔"
"جب میرے پاس آپ کے کنگن نہیں ہیں تو میں نشانی لے کر کیا کروں......؟"
کہا۔ "آپ لوگ یہاں سے جائیں۔ میں نے لاکٹ دے دیا رسید بھی دے دی۔ اور کیا
میری جان لینی ہے؟"
"اچھا اب چلیں آنٹی!" عقرب نے شوکت جہاں کی طرف دیکھا۔ "اگر آپ کے کنگن ا
پاس ہیں تو رات تک آپ کو مل جائیں گے...... آپ بالکل بھی فکر مند نہ ہوں آپ کے کنگن
جائیں گے۔"
"اچھا تو تم مجھے دھمکی دے کر جا رہے ہو......؟ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم رات کو ایس ایچ ا
کرا دو گے؟"
"میں نے تم سے یہ کب کہا کہ میں ایس ایچ او کو لے کر آ رہا ہوں......؟" عقرب کہنے لگا
یہ ہے کہ چوری کا مال تمہارے پاس موجود ہے۔ دراصل میں تمہیں مہلت دے کر جا رہا ہوں تا ک
سے ان کے کنگن پہنچا دو۔ اگر تم نے کنگن نہیں دیئے تو...... یاد رکھو تمہارے ساتھ جو کچھ بھی پیش آ
اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہو؟"
"کیا تم ایس ایچ او سے کہہ کر مجھے پھانسی پر چڑھا دو گے......؟"



چاہوں تو ابھی اور اسی وقت ایس ایچ او کو بلا کر تمہاری تجوری سے چوری کے کنگن برآمد
ان کے کنگن تمہاری تجوری میں موجود ہیں۔ آنٹی نشانی بتا کر ثبوت بھی دے سکتی ہیں لیکن
طرح سے رعایت اور مہلت دی جا رہی ہے کہ تم شام تک ان کے کنگن پہنچا دو۔"
ے پاس ان کے کنگن نہیں ہیں......" شیرو ڈھٹائی پر اتر آیا۔ "آپ لوگ جائیں جو کرنا ہے

شوکت جہاں اور فیروز کو لے کر شیرو کے ہاں سے نکل آیا۔ ان کے گھر کی طرف چل پڑا۔
نے فوراً ہی دروازہ بند کیا۔ پھر وہ کھڑکی کا ایک پٹ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔ جب وہ تینوں
سے اوجھل ہو گئے تو شیرو نے فوراً ہی تجوری کھولی اس کی خفیہ دراز سے وہ چرمی تھیلی نکالی
نے چوری کے کنگن رکھے ہوئے تھے۔ وہ انہیں گھر میں کسی ایسی جگہ چھپا دینا چاہتا تھا کہ کسی
سکے۔ وہ دل میں ابھی تک حیران تھا کہ عقرب کو یہ کس طرح سے معلوم ہو گیا کہ کنگن اس نے
رکھے ہوئے ہیں۔ شاید اس نے اپنے قیاس سے اندھیرے میں تیر چلایا تھا۔ اس نے ایک
کیا کہ تھیلی خالی ہے۔ بہت ہلکی پھلکی سی محسوس ہو رہی ہے جیسے اس میں کنگن نہیں ہیں۔ اس
نے کھول کر اندر دیکھا۔ کنگن نہیں تھے۔ خالی تھیلی اس کا منہ چڑا رہی تھی۔
نے تجوری کا دروازہ کھولا تاکہ کنگن تلاش کرے۔ اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ کنگن
کر بھول گیا ہے۔
ے لمحے شیرو اتنے زور سے اچھلا جیسے کسی نے بے خبری میں اس کی پشت میں کوئی تیز دھار
یا ہو۔ ایک سنسناہٹ اس کے ایک ایک پور میں برقی رو کی طرح پھیل گئی اور اس نے اپنی
میں بھی ایک سرد لہر اترتی محسوس کی۔ اس پر جیسے کوئی بجلی سی آ گری تھی۔ اسے اپنی نظروں پر
۔ وہ غش کھاتے کھاتے رہ گیا۔ اس کی رگوں میں لہو منجمد ہو گیا۔ وہ مضبوط اعصاب کا نہ ہوتا
پر کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ سکتے کی سی حالت میں بت کی طرح ہو گیا۔
تجوری خالی پڑی تھی اس طرح جیسے کسی نے جھاڑو پھیر دی ہو۔ اس کے تمام خانے منہ
۔ ایک لمحے کے لیے دماغ چکرایا تو اس کی نظروں کے سامنے ایک دھند سی چھا گئی۔ جب
اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ اس میں نہ تو اس کی دو لاکھ بیس ہزار کی رقم تھی اور نہ ہی
ھ ہزار روپے کی رسیدیں اور نہ ہی وہ تمام زیورات جو اس نے گروی رکھے ہوئے تھے۔
وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہے......؟ وہ زیر لب بڑبڑایا۔ پھر اس نے آنکھیں ملیں۔ پھر اپنے
زور سے چٹکی بھری۔ نہیں یہ تو خواب نہیں ہے......؟ اس نے خود کلامی کی۔ یہ خواب نہیں
سب کیا ہے......؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو اس کی تجوری کے خانوں میں نوٹوں کی گڈیاں......
اور سونے کے زیورات موجود تھے۔ اب وہ ایک دم سے اس طرح غائب ہو گئے تھے جیسے
سر سے سینگ۔ شاید یہ خواب ہی ہے۔
ب ہی ہے...... اس نے اپنے دل کو دلاسا دیا۔ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

آن کی آن میں اس کی تجوری صاف ہو جائے اس میں ایک چیز بھی نہ رہے جب کہ [illegible]
نہ ہی وہ ایک لمحے کے لیے یہاں سے ہٹا۔ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو شوکت جہاں [illegible]
دیا۔ ان سے رقم لے کر تجوری میں رکھی۔ نہیں۔ یہ خواب نہیں ہے۔

''میں لٹ گیا......؟ برباد ہو گیا......؟'' وہ ہذیانی لہجے میں پاگلوں کی طرح [illegible]
لگا۔ ''میری ساری چیزیں کون لے گیا......؟ کہاں چلی گئیں......؟ کیسے چلی گئیں؟! اب [illegible]
کیا کروں......؟''

''میں بتاؤں یہ سب کچھ کیا ہے......؟'' ایک بھاری آواز کمرے کی گہری خاموشی [illegible]
شیرو یہ آواز سنتے ہی اچھل پڑا۔ اس نے فوراً ہی تیزی سے مڑ کے دیکھا۔ اسے [illegible]
دکھائی نہیں دیا تو اس نے چاروں طرف دیکھا۔ وہ سخت متعجب اور پریشان سا ہو گیا کہ [illegible]
آ رہی ہے؟ کہیں پہلو والے کمرے سے تو نہیں......؟ پھر اس نے پہلو والے کمرے کی [illegible]
کا دروازہ بند تھا۔ اندر سے آواز باہر آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے کمر [illegible]
تھی۔ اسے ایسا لگا تھا جیسے اس کمرے میں کوئی موجود ہے اور یہ اس کی آواز تھی۔

اس نے اس آواز کو اپنا واہمہ سمجھا...... اپنی سماعت کا فتور سمجھ کر وہ تجوری کا دروازہ بند [illegible]
''کیا تم جاننا نہیں چاہتے ہو کہ یہ سب کچھ کیا ہے......؟'' پھر وہی آواز کمرے میں [illegible]
''تم...... تم...... کون ہو...... کہاں سے بول رہے ہو......؟'' شیرو نے خوفزدہ لہجے میں [illegible]
''میں ایک جن ہوں...... اس کمرے میں موجود ہوں۔ جن ہونے کے ناتے [illegible]
دے رہا ہوں۔''

''تم...... تم جن ہو......'' شیرو ہکلایا۔ اس کی گھگھی بندھ گئی۔ وہ تھوک نگلنے لگا۔
''ہاں میں جن ہوں۔'' نادیدہ آواز نے جواب دیا۔ ''اس لیے میں تمہارے سا [illegible]
ہوں۔ کہ میں تمہارے سامنے اگر آ جاؤں تو تم ڈر اور خوف سے بے ہوش ہو جاؤ گے۔ [illegible]
دیکھنے کی تاب نہ لا سکو گے؟''

شیرو نے اپنے حواس مجتمع کیے۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ ''[illegible]
مجھے بتا سکتے ہو کہ میری تجوری کس نے اور کیوں صاف کر دی......؟ کہیں میں خواب تو [illegible]
ہوں؟''

''ہاں...... میں بتا سکتا ہوں کہ یہ کس کی حرکت ہے اور کیوں اور کس لیے کی گئی ہے؟'' [illegible]
نے کہا۔ ''یہ کوئی خواب نہیں ہے یہ ایک حقیقت ہے تم اسے خواب سمجھ کر خود فریبی کا شکار نہ [illegible]
''اچھا تو تم جلدی سے بتاؤ کہ یہ حرکت کس کی ہے اور کس لیے کی گئی ہے؟'' شیرو کی [illegible]
رہی تھی۔ ''یہ حرکت میری ہے۔'' اس آواز نے فخریہ لہجے میں کہا۔ ''کیسی رہی شیرو!''
''کیا کہا......؟ یہ حرکت تمہاری ہے؟'' شیرو بری طرح چونکا۔ ''تم نے یہ [illegible]
کی......؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا؟''



[illegible]لوگوں نے تمہارا کیا بگاڑا جو تم سے سود پر قرض لیتے ہیں تم ان کے ساتھ جعل سازی کرتے
[illegible] ہو...... یہ بے چارے لوگ انتہائی مجبوری اور پریشانی کی وجہ سے اپنی چیزیں گروی رکھ کر
[illegible] لیتے ہیں تم ان کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہو......؟ کیا یہ اچھی بات ہے؟''
[illegible] اسے ملامت کی۔

[illegible]...... میں نے کس کے ساتھ جعل سازی کی......؟ فراڈ کیا......؟'' شیرو کے منہ سے بلا ارادہ

[illegible]تم نے شوکت جہاں بیگم جیسی سیدھی عورت کے ساتھ جعل سازی نہیں کی؟'' نادیدہ آواز

[illegible]۔ میں نے کوئی جعل سازی نہیں کی۔'' شیرو نے صاف جھوٹ بولا۔ وہ اس وقت بھی
[illegible]ے سے باز نہیں آیا تھا۔

[illegible]نے لاکٹ کے عوض جو دس ہزار کی مالیت کا تھا پانچ ہزار کا قرض معہ سود کے دیا۔ اس کے
[illegible]ہزار روپے کی رسید بنائی تم نے دانستہ رقم الفاظ میں نہیں لکھی۔ کیوں کہ تمہارے دل میں فتور
[illegible] وہ اپنی جوان بیٹی ریحانہ کے ساتھ آئی ہوئی تھیں وہ سخت پریشان تھیں۔ ایک تو بیٹے کی
[illegible]سے...... دوسرا مالی حالات سے...... تم نے سوچا کہ کیوں نہ ان کی پریشانیوں سے فائدہ
[illegible]تمہارا دل ریحانہ پر آ گیا۔ اس کے حسن و شباب نے تمہیں بہت متاثر کیا تھا۔ تم نے شوکت
[illegible]رسید میں اپنی مہارت سے ایک صفر کا اضافہ کر دیا۔ پانچ ہزار کی رقم پچاس ہزار بن گئی۔''
[illegible]ت جہاں نے پچاس ہزار کی رقم ہی قرض لی تھی......؟'' شیرو نے پھر جھوٹ بولا۔
[illegible]جھوٹ بولنے سے باز نہیں آ رہے ہو...... ذلیل...... کمینے......'' نادیدہ آواز نے غصے سے کہا۔
[illegible]گلے لمحے اس کے منہ پر ایک ایسا زوردار تھپڑ پڑا جو شب برات کے پٹاخے کی طرح تھا۔ وہ
[illegible]رسی پر جا گرا۔ نہ صرف اسے کمرے میں تارے نظر آ گئے بلکہ اس کا دماغ بری طرح جھنجھنا
[illegible] دماغ کی چولیں بھی ہل گئیں۔ اس کا گال نہ صرف بری طرح دکھ گیا بلکہ اسے ایسا لگا کہ اس
[illegible]ئی ہو۔ وہ جلنے لگا تھا۔
[illegible]نے فیروز کی جیب سے وہ جڑاؤ کنگن نکال لیے جو وہ بیچنے صرافہ بازار لے گیا تھا...... پھر اسے
[illegible]ال سے تجوری میں رکھ چھوڑے کہ سونے کے نرخ بڑھنے پر بیچوں گا...... کیا یہ بھی غلط ہے؟''
[illegible]نے کرخت لہجے میں پوچھا۔
[illegible]......'' شیرو نے اقرار میں گردن ہلائی۔ ایک تھپڑ کھانے سے اس کی عقل ٹھکانے آ گئی
[illegible]وہ تھیلی میں نہیں ہیں۔''
[illegible]نے ان کے جڑاؤ کنگن ان کے ہاں پہنچا دیئے ہیں۔'' نادیدہ آواز نے کہا۔ ''اس کے علاوہ
[illegible]ت بھی ان عورتوں کو پہنچا دیئے جو تمہارے پاس گروی رکھے ہوئے تھے۔ رسیدیں بھی......
[illegible]لوں میں تقسیم کر دی گئی ہے۔ اب تم ایک مفلس اور قلاش شخص ہو...... اب تو تمہاری جیب

میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے۔"

"تم نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میری تم سے کوئی دشمنی نہیں تھی..... تم
اچھا نہیں کیا؟ اب میں کیا کروں؟"

"میں نے تمہیں یہ عبرت ناک سزا اس لیے دی ہے کہ تم نے ہر شخص کے ساتھ
کرتے رہتے بھی ہو..... تمہاری مجھ سے کوئی دشمنی نہیں تھی..... لیکن تمہاری دشمنی ہر شخص
نے کب کسی کے ساتھ اچھا کیا جو تمہارے ساتھ اچھا کیا جائے؟ اب تم محنت کرو۔ حلال
یہ بدمعاشی، جیب تراشی، غنڈہ گردی اور سود خوری کا دھندا بند کردو..... ایک شریف انسان
گزارو..... ایک بات یاد رکھو۔ اگر تم نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ مجرمانہ زندگی پھر سے شروع
سے برا کوئی نہ ہوگا..... اب میں زندگی بھر تمہارا پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہوں۔" نادیدہ
تنبیہ کی۔

"اب میں کھاؤں گا کیا.....؟ میرے پاس کچھ نہیں رہا۔ تم نے مجھے مفلس اور قلاش
نے بے بسی سے کہا۔

"میز کی دراز میں پانچ سو روپے کا نوٹ رکھا ہوا ہے..... وہ تمہارے لیے کافی ہے
کے لیے جب تک تم محنت مزدوری شروع نہیں کر دیتے۔ پہلے تم رکشا کرائے پر لے کر چلاتے
بھی تم وہی کام کر سکتے ہو؟"

"لیکن مجھے اتنی رقم دے دو کہ میں پورا ایک ماہ تو چلا سکوں؟" شیرو نے عاجزی سے کہا۔

"میں نے وہ تمام رقم تقسیم کر دی ہے۔ اب تو میرے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔"
نے جواب دیا۔

☆......☆......☆

گھر پہنچ کر شوکت جہاں نے عقرب سے کہا۔ "بیٹے! تم نے کمال کر دیا تم نہ ہوتے تو نجانے

"میں نے کیا کمال کیا.....؟" عقرب نے جواب دیا۔ "میں نے اس بدمعاش سے آپ
دلایا۔"

"یہ کمال نہیں تو اور کیا ہے۔" شوکت جہاں بولیں۔ "پچاس ہزار کی رسید پانچ ہزار رو

"وہ رسید پانچ ہزار روپے کی تھی..... وہ ہمیں بے وقوف بنانے اور آپ کی مجبوری
اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"جب میں نے اس کے ہاتھ سے رسید لے کر دیکھی تو میرے پیروں تلے زمین نکل گئی
پچاس ہزار روپے لکھے ہوئے تھے۔ لیکن جب وہ رسید تمہارے ہاتھ میں آئی تو وہ پانچ ہزار رو
۔ یہ کیا قصہ ہے؟"

"یہ بھی شعبدہ بازی کا ایک کمال ہے۔" عقرب نے کہا۔ "اس نے آپ کی مجبوری
اٹھانے کے لیے رسید میں جعل سازی کی اور پانچ ہزار کو پچاس ہزار بنادیا۔ لیکن اسے منہ



اسے منہ کی کھانی پڑی۔ وہ لاکٹ ہضم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔"

"کیا یہ بات سچ ہے کہ میرے جڑاؤ کنگن اس کی تجوری میں موجود ہیں.....؟" شوکت جہاں نے

"جی ہاں موجود تھے..... لیکن اب نہیں ہیں۔ وہ آپ کی چیز ہے آپ کو مل جائیں گے۔" عقرب
اب دیا۔

"معلوم نہیں کب اور کیسے ملیں گے.....؟" شوکت جہاں نے ایک گہری سانس لی۔ "ایک طرف
لاکٹ لاکر اس قرض اور سود سے نجات دلا کر ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں نے اس سے جو
رقم لی تھی وہ موجود ہے۔ اس میں سے اب تک چار ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں شاید ہزار روپے
پڑے ہیں مجھے جڑاؤ کنگن سے زیادہ فکر گھر چلنے کی ہے کنگن ملیں یا نہ ملیں..... میری بیٹی کو اللہ کرے
ت مل جائے۔ کیا تم میری بیٹی کی ملازمت کے لیے کچھ کر سکتے ہو؟"

"آپ زیادہ فکر مند اور پریشان نہ ہوں، اللہ پر بھروسا رکھیں۔" عقرب نے کہا۔ "سب ٹھیک
ئے گا ملازمت بھی مل جائے گی ایک اچھی ملازمت کے لیے ضروری ہے کہ کمپیوٹر کورس کیا
ہے آپ بیٹی سے کہیں کہ وہ کسی کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کوچنگ سینٹر میں داخلہ لے کر وہ کورس کر لے جو
ت میں کام آتا ہے۔ چار ماہ میں دو ایک کورس سیکھے جا سکتے ہیں۔"

"کورس سیکھنے کے لیے پیسے چاہئیں۔" شوکت جہاں نے کہا۔ "اب تیس دن چلنے مشکل ہیں چھ ماہ
زارا ہوگا۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس اس وقت اکیاون ہزار روپے موجود ہیں۔" عقرب نے کہا۔ "
سال ڈیڑھ سال قناعت اور سادگی سے خرچ کی جائے تو کافی ہے۔ ریحانہ بھی سکون واطمینان سے
کورس کر لیں گی۔"

"اگر ہمارے پاس اکیاون ہزار روپے ہوتے تو کیا بات تھی.....؟" ریحانہ بولی۔ "سود پر قرض
لیتے۔ اس سے پہلے فیروز کے ذریعے سے کنگن بیچنے کے لیے صرافہ بازار کیوں بھیجتے.....؟ اب
گھر میں چھ سات سو کی رقم پڑی ہوئی ہے۔ یہ رقم ان پانچ ہزار میں سے بچی ہے جو شیرو سے قرض لی
اس میں سے دکان داروں کا قرض اتارا گیا۔ آپ نے قرض اور سود سے نجات دلادی۔ ورنہ
کیا ہوتا۔"

"آپ کے گھر میں اکیاون ہزار کی رقم موجود ہے جو آپ کے والد نے اپنی زندگی میں پس انداز
ے آپ لوگوں سے پوشیدہ رکھی تھی۔"

"تم بیٹے!..... اکیاون ہزار کی بات کر رہے ہو..... اکیاون ہزار کیا..... انہوں نے اکیاون
تک پس انداز نہیں کیے تھے۔"

"آپ مجھے ان کے کمرے میں لے کر چلیں تو میں بتاتا ہوں کہ وہ رقم کہاں رکھی ہوئی
عقرب نے کہا۔

''چلو...... چل کر اپنی تسلی کر لو...... اس کمرے میں ایسی کوئی چیز یا جگہ نہیں ہے جس
رقم رکھی جا سکے۔'' شوکت جہاں نے کہا۔

پھر عقرب کو فیروز، ریحانہ اور شوکت جہاں کمرے میں لے کر آئے۔ اس کمر
اور شوکت جہاں سوتی تھیں عقرب کے کہنے پر فاروق اور تابندہ کو کسی کام سے باہر بھیج دیا گیا
نہیں چاہتا تھا کہ یہ بات ان بچوں سے محلے میں پھیل جائے۔ عقرب نے ایک نظر کمرے
ڈالی۔ ایک کتابوں کی الماری تھی۔ دوسرے کونے میں کپڑوں کی الماری...... دو چار پائیاں
اس کے علاوہ کچھ اور ساز و سامان بھی ادھر ادھر بے ترتیبی سے بکھرا ہوا تھا۔

عقرب کتابوں کی الماری کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور کتابوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس
کالج کی کتابوں کے علاوہ اردو اور انگریزی کی ڈکشنریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس پر ایک چھوٹا
تھا۔

عقرب نے ریحانہ سے کہا۔ ''آپ اس کا تالا کھولیں۔ میرا خیال ہے کہ رقم اس الماری
ہے۔''

''اس الماری میں کتابوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں کئی بار اس الماری کی صفائی کر چکی
ریحانہ بولی۔

فیروز چابی لا کر تالا کھولنے لگا تو عقرب نے کہا۔ ''اس الماری میں رقم موجود ہے۔''

عقرب نے الماری کھولی۔ اس نے اردو انگریزی کی ڈکشنری نکالی جو سب سے اوپر دا
میں کچھ کتابوں کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ پھر اس نے ڈکشنری کو چارپائی پر رکھا تو ریحانہ ہنسنے لگی
بڑی رقم ڈکشنری میں کیسے رکھی جا سکتی ہے؟ اگر اس میں رقم رکھی جاتی تو صاف پتا چل جاتا۔ وہ پھول
اور نوٹ جھانکتے ہوئے دکھائی دیتے......''

عقرب نے ریحانہ کی بات کا جواب نہیں دیا۔ اس نے ڈکشنری درمیان سے کھول دی۔
حصے میں نوٹ سائز کے اوراق کو درمیان سے کاٹا ہوا تھا۔ اس میں ہزار ہزار کے نئے نوٹ رکھے
تھے۔ فیروز، ریحانہ اور شوکت جہاں بھونچکا ہو گئیں۔ انہیں جیسے یقین نہیں آیا۔ اگلے لمحے ان کے
حیرت اور خوشی کھل اٹھی اور تینوں کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

عقرب نے اندر سے سارے نوٹ نکال کر انہیں گنا۔ پھر اس نے شوکت جہاں کی طرف
بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''مبارک ہو۔ میں نہیں کہتا تھا کہ رقم موجود ہے۔ یہ پورے اکیاون ہزار
ہیں۔ آپ گن کر دیکھ لیں۔''

شوکت جہاں نے اس کے ہاتھ سے نوٹ لیتے ہوئے حیرت و تجسس سے پوچھا۔ ''تمہیں
پتا چلا کہ ڈکشنری میں اتنی بڑی رقم موجود ہے؟''

''میری چھٹی حس غیر معمولی ہے۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''اس نے جب بھی کوئی بات
کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔ یہ صلاحیت مجھے بچپن سے ملی ہوئی ہے۔ یہ ایک خداداد صلاحیت ہے۔



اٹھانے کی کوشش کرتا ہوں۔''

''حیرت کی بات ہے کہ ابو نے اتنی بڑی اور اہم بات ہم سے چھپائی......'' ریحانہ بولی۔ ''کاش!
نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ہمیں اس رقم کے بارے میں بتا دیا ہوتا تو آج ہمیں اس قدر
سے دو چار نہ ہونا پڑتا۔''

''اصل بات شاید یہ ہے کہ موت نے انہیں مہلت نہیں دی ہوگی...... شاید اس میں خدا کی کوئی
ت ہوگی۔'' عقرب نے کہا۔ ''اس کے بہت سارے کام بلکہ ہر کام کسی نہ کسی مصلحت سے خالی
تا ہے...... یہ رقم کس مشکل میں آپ کے کام آ رہی ہے۔ دیکھا جائے تو یہ اکیاون ہزار نہیں بلکہ
لاکھ روپے کے برابر ہیں۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو بیٹے!'' شوکت جہاں نے اپنا سر ہلایا۔ ان کا دل اور آنکھیں بھر آئی
''اللہ نے بڑا کرم کیا۔ ایسے کڑے وقت میں یہ رقم ملی ہے اور شاید اس نے اسی دن کے لیے ہم
چھپا رکھی تھی۔ اس کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔''

''اگر آپ سے ملاقات نہ ہوتی اور آپ فیروز کے بہانے گھر نہ آتے تو شاید ہی ہمیں اس رقم کا پتا
'' ریحانہ بولی۔

''اللہ...... مسبب الاسباب ہے۔'' عقرب نے کہا۔ ''وہ ایسا کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے کہ ہر
دور ہو جاتی ہے۔''

''شاید تمہاری چھٹی حس نے ہی بتایا ہوگا کہ اس کی تجوری میں جڑاؤ کنگن رکھے ہوئے
'' شوکت جہاں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ''جی ہاں......'' عقرب کہنے لگا۔ ''بات یہ ہے کہ
ٹی حس کے کئی روپ ہیں۔ اس کی کئی شکلیں ہیں۔ کبھی وہ اندازے کی شکل میں۔ کبھی قیاس کی
میں...... کبھی کوئی خیال بن کر غیب کا سا حال بھی معلوم ہو جاتا ہے۔''

''اب وہ جڑاؤ کنگن کیسے ملیں گے......؟ کس طرح سے ملیں گے......؟'' شوکت جہاں نے سوال کیا۔

''وہ خود ہی کسی نہ کسی صورت میں پہنچا کر جائے گا...... آپ بے فکر رہیں۔'' عقرب نے انہیں
یا۔

''ارے بیٹی!'' شوکت جہاں نے ریحانہ کی طرف دیکھا۔ ''ان کے لیے چائے تو بنا کر لاؤ۔ تم نے
ک کے لیے نہیں پوچھا۔''

''دراصل امی! رقم ملنے کی خوشی سے میں خود غرض سی ہو گئی۔ اس لیے مجھے خیال نہ رہا۔ میں ابھی
ا کر لاتی ہوں۔''

اتنا کہہ کر ریحانہ کمرے سے نکل کر صحن کی طرف لپکی۔ صحن میں باورچی خانہ تھا۔ چند لمحوں کے بعد
سے تقریباً چیختی ہوئی آئی۔ ''امی! امی...... یہ دیکھیے۔ جڑاؤ کنگن...... ہمارے جڑاؤ کنگن......'' اس
خوشی سے لڑکھڑا رہی تھی۔

''یہ کہاں سے آ گئے......؟'' شوکت جہاں کنگن دیکھتے ہی حیرت و خوشی سے اچھل پڑیں۔ ''یہ

کہاں سے ملے؟ کس نے دیئے؟"
"صحن میں پچھلے دروازے کے پاس پڑے ہوئے تھے۔" ریحانہ نے پرجوش لہجے میں
"میرا خیال ہے کہ وہ تمہارے ڈر اور خوف سے کنگن لا کر پھینک گیا۔" شوکت جہاں
اب اس میں اخلاقی طور پر اتنی ہمت اور جرأت نہیں تھی کہ اپنے جرم کا اقرار کرے۔ اس
حرکت کی......"

"جی ہاں...... یہی سمجھ لیجیے۔" عقرب نے کہا۔ "اسی لیے اس نے لاکٹ بھی دے
کی طرح آ کر کنگن صحن میں پھینک گیا۔" عقرب اصل بات کسی بھی صورت میں بتانا نہیں چاہتا
سب کچھ کیسے اور کیوں کر ہوا۔ وہ تمام باتوں اور واقعات کو بھید میں رکھنا چاہتا تھا۔ یہ بات
کھیل اس کے جادو کا ہے سنسنی پھیلانا اور اپنی اہمیت جتانا اور اپنے آپ کو نمایاں کرنا اسے
نہیں تھا۔ ان لوگوں کو خوش و خرم دیکھ کر اسے خوشی ہو رہی تھی۔ اس گھر پر جو غم کے بادل چھائے
وہ ایک ایک کر کے چھٹ گئے کھوئی ہوئی خوشی مل گئی تھی۔

عقرب نے ایک لمحے کے لیے دل میں سوچا کہ اگر وہ بہت بڑا جادوگر اور پراسرار قوتوں
نہ ہوتا اور اس کے زیر اثر موکل نہ ہوتے تو وہ غریبوں اور مظلوموں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔
مشن مکمل اور کامیاب ہو گیا تھا۔ شوکت جہاں کو ان کا کھویا ہوا بیٹا...... فاروق کو اس کا بھائی
اور ریحانہ کو بھائی مل گیا تھا۔ انہیں لاکٹ اور کنگن بھی مل گئے تھے۔ اکیاون ہزار کی رقم سے ان
بھی حل ہو گئے تھے اور مالی پریشانی بھی دور ہو گئی تھی۔ یہ رقم شیرو کی تھی۔ اس کے علاوہ اس
کی کوئی کمی نہ تھی۔ اس نے شہزادی اور شازیہ کی رقمیں بھی سزا کے طور پر ان کے اٹیچی کیسوں
کر دی تھی۔ کیوں کہ ان دونوں نے فیروز کی بڑی تحقیر کی تھی۔ اس نے ایک طرح سے انہیں سزا
شیرو کا بھی حشر نشر کر دیا تھا۔ جن عورتوں نے اپنے زیورات اس کے ہاں گروی رکھوائے تھے
صرف زیورات بلکہ رسیدیں بھی مل گئی تھیں۔ اتنی رقم بھی جو انہوں نے سود کی صورت میں ادا کی

تھوڑی دیر کے بعد ریحانہ نے چائے بنائی۔ شوکت جہاں رقم اور کنگن اپنے کمرے میں
رکھنے کے لیے اٹھیں۔ فیروز، فاروق اور تابندہ کو لینے کے لیے گھر سے نکلا۔ وہ کمرے میں
تھا۔ عقرب نے دیکھا کہ موقع ہے لہٰذا وہ خاموشی سے اٹھا اور باہر نکل آیا۔ کیوں کہ اب یہاں
کام نہیں رہا تھا۔

☆☆......☆☆☆

اسپتال کے برآمدے میں شاہینہ اور اس کی ماں زبیدہ خاتون ایک بینچ پر بیٹھی ہوئی عقرب
چینی سے انتظار کر رہی تھیں اور ان کی نگاہیں گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا
مایوسی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ "وہ شخص وعدہ کر کے ابھی تک نہیں پہنچا......" زبیدہ خا
کہا۔ "اسے کیا ضرورت تھی جھوٹ بولنے کی......"
"میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ اس شخص پر بھروسا نہ کریں۔ زیورات لے جا کر بیچ



میری ایک نہیں سنی۔"
"جانے کیوں میرا دل کہہ رہا ہے کہ وہ آئے گا......؟" زبیدہ خاتون بولیں۔
"ایک طرف تو آپ اسے جھوٹا کہہ رہی ہیں اور دوسری طرف یہ آس لگائے بیٹھی ہیں کہ وہ آئے
ہینہ بولی۔
"اسے ایک گھنٹہ اور دیکھ لیتے ہیں۔" زبیدہ خاتون نے کہا۔ "اس کے نہ آنے کی صورت میں پھر
ات لے جا کر صرافہ بازار یا کسی بھی جیولری شاپ پر بیچ دیں گی...... جہاں اتنا انتظار کیا وہاں
اور سہی۔"
انک شاہینہ کو کچھ خیال آیا تو وہ چونک کر ماں سے بولی۔ "ہم جس کا انتظار کر رہے ہیں وہ
یہ پہنچ سکتے ہیں؟"
وہ کیوں نہیں پہنچ سکتا......؟ میں نے تم سے کہا نا کہ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ وہ ضرور آئے گا؟"
وہ صاحب اس لیے یہاں نہیں پہنچ سکتے ہیں ہم نے انہیں اسپتال کا نام اور رابو کا نام بھی تو نہیں

ارے ہاں......" عورت اچھل پڑی۔ "تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... مجھے اسپتال کا نام بتانا واقعی یاد
ا نہ ہی اس کا نام پوچھا۔ اس نے ہم سے اسپتال کا نام دریافت کیا نہ ہمارا نام پوچھا......"
جانے کیوں مجھے بھی اسپتال کا نام بتانا یاد نہیں رہا......" شاہینہ نے کہا۔ "اب کیا کریں

ہو...... گھر چلتے ہیں۔" زبیدہ خاتون نے افسردگی سے کہا۔ "اب زیورات بیچنے کے سوا چارہ
شام کے چھ بج رہے ہیں۔ دکانیں آٹھ بجے تک کھلی رہتی ہیں۔ تم اپنے باپ اور بھائی سے
ڈ کہ ہم رقم کا بندوبست کرنے جا رہی ہیں۔ پریشان نہ ہوں۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے میں واپس
"......

ی...... امی!......" شاہینہ ایک دم سے چلائی۔ "وہ دیکھیے...... وہ صاحب آ رہے ہیں......؟"
ہ خاتون نے چونک کر مخالف سمت دیکھا۔ عقرب کو اس طرف آتے دیکھ کر ان کی حیرت اور
انہ رہی۔ پھر انہوں نے اپنی بیٹی کی طرف حیرت سے دیکھا۔ "انہیں اس اسپتال کے بارے
دم ہوا......؟"
ہی بہتر جانتا ہے۔" شاہینہ نے اپنے کندھے اچکائے۔ "مجھے خود بھی اپنی نظروں پر یقین
ہے۔"
جب مہربان ہوتا ہے تو ہر مشکل دور ہو جاتی ہے مایوسی خوشی میں بدل جاتی ہے۔ اسباب پیدا
ا۔" وہ بولیں تو ان کی آواز گلے میں رندھ گئی۔ "وہ واقعی بڑا کارساز ہے ہم اس کا جتنا بھی
ام ہے۔"
پ ٹھیک کہتی ہیں امی!" شاہینہ نے کہا۔ "دنیا میں ایسے نیک لوگ موجود ہیں۔ شاید اسی لیے

دنیا قائم بھی ہے۔"

عقرب نے انہیں قریب پہنچ کر سلام کیا۔ شاہینہ نے عقرب کو آداب کیا۔ پھر ز بولیں۔ "بیٹے! تم یہاں کیسے پہنچے؟ جب کہ ہم اسپتال کا نام اور اپنا نام بھی بتانا بھول گئی تھیں اپنے شوہر کا نام بھی نہیں بتایا تھا؟"

عقرب نے یہ کہنا مناسب اور ضروری نہیں سمجھا کہ اس نے شیرو کے ہاں ماں بیٹی لیے تھے جس سے اسپتال کا نام، مریض اور ان کے نام بھی اسے معلوم ہو گئے تھے۔ اس لیے سے اسپتال کا نام دریافت نہیں کیا تھا۔

"آپ دونوں شیرو کے ہاں بیٹھ کر جب آپس میں باتیں کر رہی تھیں تب اس اسپتال کے ڈاکٹر کا ذکر کر رہی تھیں۔" عقرب نے جواب دیا۔ "چوں کہ یہ بہت بڑا اور مشہور اسپتال لیے میں ایک کام نمٹا کر یہاں آسانی سے پہنچ گیا۔"

"ہم تو مایوس ہو گئے تھے اس خیال سے کہ تمہیں اسپتال کا نام بتایا اور نہ شوہر کا...... پہنچ نہ سکو۔ ہم سے یہ غلطی ہوئی تھی۔ نہ ہم نے اپنا نام بتایا، نہ تمہارا نام اور پتا دریافت کیا۔ خاتون ہے اور میری بیٹی کا نام شاہینہ بیگم اس کے والد کا نام رحمت اللہ ہے۔ تمہارا نام کیا خاتون نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔

"جی میرا نام عقرب ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "اگر میں نے اسپتال کا نام نہ مشکل ہو جاتی اور بہت افسوس بھی ہوتا کہ میں آپ لوگوں کے کام نہ آسکا۔ مجھے دیر اس لیے ضروری کام آن پڑا تھا۔"

"آپ کا نام بڑا عجیب ہے شاید یہ ایک برج کا نام ہے۔" شاہینہ بولی۔

"جی ہاں......" عقرب نے کہا۔ "میں دراصل سواتی باشندہ ہوں۔ میرا تعلق ہے۔ ہمارے خاندان میں برج کے یا کچھ عجیب و غریب اور نامانوس قسم کے نام رکھے جا لیے دوسرے لوگوں کو میرا نام سن کر حیرت ہوتی ہے۔"

"لیکن آپ کا لب و لہجہ بڑا صاف، شستہ اور نفیس ہے۔ آپ شکل و صورت باشندے کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن آپ کی گفتگو سے بالکل بھی محسوس نہیں ہوتا ہے کہ سوات سے ہے۔" شاہینہ نے کہا۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ شاید اس لیے ہے۔" عقرب نے جواب دیا۔ "اچھا اب مجھے اپنے والد صاحب کے پاس لے کر چلیں سے ملائیں جو ان کا آپریشن کرے گا۔"

شاہینہ اور زبیدہ خاتون اسے ساتھ لے کر جنرل وارڈ میں داخل ہوئیں۔ عقرب کو عجیب اور ناگوار لگا کہ اتنے بڑے اسپتال کا جنرل وارڈ سرکاری اسپتالوں کے جنرل وارڈ ہے۔ صفائی کا نظام بھی بڑا ناقص تھا۔ اس کے پوچھنے پر شاہینہ نے بتایا کہ اس جنرل وارڈ



سو روپے لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کی فیس الگ ہے۔ بڑا ڈاکٹر راؤنڈ پر آتا ہے تو تین سو روپے لیتا سیدھے منہ بات نہیں کرتی ہیں انہیں ہر وقت بخشش کی فکر پڑی رہتی ہے۔

"صرف یہی نہیں شہر کے تمام پرائیوٹ اسپتالوں اور کلینکوں کا یہی حال ہے۔" زبیدہ خاتون "صرف ان مریضوں کے علاج معالجے پر اور دیکھ بھال پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے جو پرائیوٹ آئی پی کمروں میں داخل ہوتے ہیں چوں کہ ان کی کھال ادھیڑی جاتی ہے اور قربانی کا جانور سمجھتے لیے اچھی طرح سے نگہداشت کی جاتی ہے ڈاکٹروں کو دولت کی ہوس ہے وہ ایک سے دو اور اسپتال بنانے اور بینک بیلنس کے بڑھانے کے اندھے جنون میں ڈاکو بنے ہوئے ہیں۔ آج ڈاکوؤں اور لٹیروں میں کوئی فرق نہیں رہا۔ لیکن ڈاکو ان سے بہت بہتر ہیں کہ ان کے دل کے کسی میں ہمدردی کی رمق ہوتی ہے۔ رحم ہوتا ہے لیکن ڈاکٹر کے دل میں نہیں......"

زبیدہ خاتون اپنے شوہر کے بیڈ کے پاس جا کر رکیں جو اس ہال کے ایک کونے میں تھا۔ عقرب نے سلام کیا تو رحمت اللہ نے جواب دے کر بیٹی اور بیوی کی طرف سوالیہ نظروں سے "آپ کون صاحب ہیں؟"

"یہ عقرب صاحب ہیں جن کا ذکر کچھ دیر پہلے امی نے آپ سے کیا تھا......؟" شاہینہ نے بتایا۔

"آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی بیٹے!......" رحمت اللہ نے اس کی طرف ہاتھ مصافحہ کے لیے "میری بیوی نے بتایا کہ آپ نے میرے آپریشن اور علاج معالجے کے تمام اخراجات برداشت کا وعدہ کیا ہے۔ سچ پوچھو تو بیٹا! مجھے اس بات کا یقین نہیں آیا کہ ایک اجنبی ایک غریب شخص کے سکتا ہے جب کہ رشتہ داروں نے منہ موڑ لیا۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ کسی بھی بات کی۔" عقرب نے انہیں دلاسا دیا۔ "اللہ نے مجھے نوازا ہوا ہے رہتا ہے اس لیے میں لوگوں کے کام آنے کی کوشش کرتا ہوں اچھا اب آپ آرام کریں میں مل کر آتا ہوں۔ آنٹی آپ مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلیں۔"

"شاہینہ بیٹی!" زبیدہ خاتون نے کہا۔ "تم انہیں ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جاؤ۔ شاید وہ اس چیمبر میں ہوں گے...... میں تمہارے ابو کو دوا وغیرہ دے لوں۔ اس وقت جونیئر ڈاکٹر راؤنڈ پر

"ایک منٹ۔" رحمت اللہ نے عقرب سے کہا۔ "کیا میری بیوی نے بتایا کہ میرے آپریشن معالجے پر کتنا خرچ آئے گا؟"

"جی ہاں پچیس ہزار روپے......" عقرب نے جواب دیا۔ "آپ کس لیے پوچھ رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ میری بیوی نے میرے ایک رشتہ دار کے بھروسے پر مجھے اس اسپتال میں لا کر داخل رحمت اللہ کہنے لگے۔ "انہوں نے عین وقت پر اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور معذرت کر لی۔ میں نے اپنی کہا کہ مجھے سرکاری اسپتال میں لے چلو...... کیوں کہ یہ پرائیوٹ اسپتال کا مالک ڈاکٹر اور ڈاکٹر ہیں وہ سب لٹیرے ہیں لیکن میری بیگم نے ایک نہیں سنی......"

''اب آپ کا کام آپریشن اور علاج کرانا ہے......اس کے تمام اخراجات
ہیں۔'' عقرب نے کہا۔

پھر وہ شاہینہ کے ساتھ اس وارڈ سے نکل گیا تو رحمت اللہ نے اپنی بیوی سے کہا۔''
کس قدر خوبصورت اور وجیہہ ہے۔ اس کا دل بھی بہت بڑا اور خوبصورت ہے لیکن یہ
ہمارے کام آرہا ہے تم نے یہ بھی سوچا۔ جب کہ ہم ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں اس
برداشت کرنے میں کون سا جذبہ کارفرما ہوسکتا ہے!''

''میں خود بھی حیران ہوں۔'' زبیدہ خاتون نے کہا۔ ''یوں تو ایک طرف تو یہ شخص مخلص
اور بے غرض سا محسوس ہوتا ہے۔ دوسری طرف میں یہ سوچ رہی ہوں کہ کہیں وہ ہماری بیٹی
سے اتنا کچھ کررہا ہے؟''

''ہاں......میرا بھی یہی خیال ہے۔'' رحمت اللہ نے کہا۔ ''اسے شاید ہماری بیٹی
ہے۔''

''بالفرض محال اگر یہ لڑکا نیک اور بااخلاق ہوا تو اس کی شادی شاہینہ سے کرنے
ہے؟'' زبیدہ خاتون بولیں۔ ''آج کل اچھے لڑکے کہاں ملتے ہیں اور پھر یہ ماشاءاللہ بہت
پرکشش اور لاکھوں میں ایک ہے۔''

''آپریشن ہوجائے......میں چلنے پھرنے کے قابل ہوجاؤں تو پھر دیکھتے اور اس کے
معلوم کرتے ہیں۔'' رحمت اللہ بولے۔

شاہینہ اور عقرب ڈاکٹر کے کمرے میں داخل ہوئے۔ اس وقت ڈاکٹر خورشید ایک آپریشن سے
فارغ ہوکر اپنے چیمبر میں بیٹھا کافی پی رہا تھا۔ عقرب نے ڈاکٹر خورشید سے کہا۔ ''میں مریض
صاحب کے پتے کے آپریشن کے اخراجات کے بارے میں معلوم کرنے حاضر ہوا ہوں۔''

''کیا آپ نے میرے آپریشن کی فیس پچیس ہزار روپے جمع کرادی ہے؟'' ڈاکٹر خورشید نے
چھوٹتے ہی کہا۔

عقرب کچھ کہنا چاہتا تھا۔ دفعتاً ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ اس نے ریسیور اٹھالیا۔ ''کیا ہے
بیٹی!......؟''

دوسری طرف سے اس کی بیٹی نے جو کچھ کہا وہ عقرب اس کے ذہن سے رابطہ معلوم کرکے
اس کے ذہن کا رابطہ ڈاکٹر کے ذہن سے ہوگیا تھا۔ اس کی بیٹی کہہ رہی تھی۔ ''ڈیڈی! میں نے آپ
کہا تھا کہ مجھے شادی کی شاپنگ کے لیے مزید پانچ لاکھ روپے کی ضرورت ہے لیکن آپ نے صرف
لاکھ روپے دیئے......اس سے کیا ہوگا۔ وہ تو میں نے صبح خریداری پر خرچ کردیئے۔''

''مجھے یوں کہ دو تین آپریشن کرنے تھے اس لیے مجھے یاد نہیں رہا تم پانچ لاکھ
لو۔'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔

''او ڈیڈی......ہاؤ سویٹ یو......'' وہ سرشاری سے بولی۔ ''کیا آپ صبح چیک دیں گے



والے سے دلادیں گے......؟''

''رقم تو ہر وقت گھر میں موجود رہتی ہے۔'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ ''تم ناشتے کے بعد مجھ سے یا
امی سے لے لینا۔''

گفتگو کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو عقرب نے کہا۔ ''مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا صرف پچیس ہزار
اخراجات شامل ہیں۔ آپریشن بیڈ کا کرایہ اور اسپتال سے دی جانے والی ادویات۔''

''یہ تو صرف میری آپریشن فیس ہے۔'' ڈاکٹر خورشید کاروباری لہجے میں کہنے لگا۔ ''جو ٹیسٹ وغیرہ
ہوں گے اس کے اخراجات الگ ہیں۔ دوائیں آپ کو خریدنا ہوں گی۔ جتنے دن رہیں گے اتنے دن
کے چارج ہوں گے۔ ایک اندازے کے مطابق کل پینتیس ہزار روپے کے اخراجات آئیں
گے۔ ہوسکتا ہے کہ دو تین ہزار روپے اور بڑھ جائیں۔ یہ سب مریض کی حالت پر ہے......مریض کو تین
دن یا پھر ایک ہفتے تک شاید داخل رہنا پڑے۔''

''مگر ڈاکٹر صاحب!'' شاہینہ بولی۔ ''آپ نے تو کہا تھا کہ پچیس ہزار روپے میں آپریشن
وغیرہ سب کچھ بھی ہوجائے گا۔''

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں نے صرف آپریشن کی فیس بتائی تھی۔ اس میں دوسرے اخراجات
نہیں تھے۔''

''لیکن دس بارہ ہزار روپے کا اضافی خرچ کس لیے......؟ کیا ٹیسٹ اس قدر مہنگے ہوتے
ہیں؟'' شاہینہ نے پوچھا۔

''ٹیسٹ اور دوائیوں کے علاوہ میری فیس بھی اس میں شامل ہے۔'' ڈاکٹر خورشید نے جواب دیا۔

''آپ کی فیس......؟'' شاہینہ کے چہرے پر حیرت سی چھاگئی۔ ''کیا پچیس ہزار روپے میں آپ
کی فیس شامل نہیں ہے؟''

''پچیس ہزار روپے تو آپریشن فیس ہے۔ میں جو روزانہ راؤنڈ پر آکر دیکھوں گا کہ اس کی یومیہ
فیس ہزار روپے ہوگی۔''

''ڈاکٹر صاحب!'' شاہینہ نے کہا۔ ''پلیز! آپ کچھ رعایت کریں۔ کیوں کہ ہمارے پاس پچیس
ہزار سے زیادہ رقم نہیں ہے۔''

''یہ میرا نہیں آپ کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ کے پاس پیسے تو نہیں ہیں تو یہاں مریض کو داخل کرنے
کی ضرورت کیا تھی؟'' ڈاکٹر خورشید نے تند لہجے میں کہا۔ ''پہلے آپ کو تمام اخراجات کے بارے میں
معلوم کرلینا چاہیے تھا۔''

''ہم یہاں صرف اس لیے آئے کہ یہ اچھا اسپتال ہے اور آپ ایک قابل ترین سرجن ہیں۔''
عقرب نے کہا۔ ''اور پھر آپ اس اسپتال کے مالک ہیں۔ آپ کے دو تین کلینک بھی ہیں۔ اللہ نے آپ
کو بہت کچھ دیا بھی ہے۔''

''جیسا اسپتال اور ڈاکٹر سرجن ہوتے ہیں ویسی ہی فیس اور اخراجات بھی ہوتے ہیں۔'' ڈاکٹر

خورشید نے کڑوا سا منہ بنایا۔ ”لیکن میں پھر بھی بہت کم فیس لیتا ہوں جنرل وارڈ کے
ہیں میں انسانیت کی خدمت کر رہا ہوں اور کیا کروں......؟“

”پھر بھی سر! کچھ تو کم کریں......؟“ شاہینہ نے التجا کی۔ ”آپ پچیس ہزار رو
اخراجات کے لے لیں۔“

”آپ تو دس بارہ ہزار روپے رعایت کرنے کے لیے کہہ رہی ہیں۔ لیکن میں
رعایت بھی نہیں دے سکتا۔“ ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ ”یہ کوئی خیراتی یا سرکاری اسپتال نہیں
لیے بہتر یہ ہوگا کہ مریض کو کسی سرکاری اسپتال میں لے جائیں۔ میرا وقت خراب نہ
میری آپریشن فیس جمع کرا دیں۔ میں اتنا کر سکتا ہوں کہ کل صبح سب سے پہلے آپ
کر دوں گا۔“

”ڈاکٹر!“ عقرب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ”یہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔
میں رعایت کر دیں تو ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ......اور پھر آپ کو دعا
میں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔“

”میں کہتا ہوں آپ دونوں تشریف لے جائیں مجھے ابھی جا کر مریض دیکھنا
خراب نہ کریں۔“ ڈاکٹر خورشید نے رعونت سے کہا۔ شاہینہ کمرے سے باہر آئی تو اس
آنسو نکل پڑے جنہیں اس نے فوراً ہی دوپٹے میں جذب کر لیا۔

”چلیے کینٹین چل کر چائے پیتے ہیں۔“ عقرب نے کہا۔ ”کینٹین اس طرف اور

”نہیں......“ شاہینہ نے سر ہلایا۔ اس کی آواز گلے میں رندھ رہی تھی۔ ”میرا موڈ
لیے نہیں ہو رہا ہے۔“

”میں اس لیے آپ کو کینٹین چائے پینے کے لیے لے جا رہا ہوں تاکہ آپ کا
جائے۔“ عقرب نے کہا۔

”مجھے کیا ہوا......میں بالکل ٹھیک تو ہوں۔“ شاہینہ نے افسردگی سے کہا۔ اس کی
کنائیوں میں آنسو بھرے تھے۔

”آپ کینٹین کے واش روم میں جا کر آئینے میں اپنی شکل دیکھیں تو معلوم ہوگا
کے چہرے اور آنکھوں کی کیا حالت ہو رہی ہے۔ آپ کی امی اور ابو دونوں ہی پریشان
گے۔ پلیز! میرے ساتھ چلیں صرف دس منٹ کے لیے......“

عقرب شاہینہ کو ساتھ لے کر کینٹین میں داخل ہوا۔ پھر وہ اسے لے کر ایک گوشے
شاہینہ کو میز پر بٹھا کر کاؤنٹر پر چلا گیا۔ کیوں کہ کینٹین میں سیلف سروس تھی۔ اس نے
اور کافی لے کر ٹرے میں رکھی بل ادا کیا اور میز پر جا پہنچا۔

”آپ یہ سب کیا اٹھا لائے ہیں......؟“ شاہینہ نے ٹرے کی طرف
کہا۔ ”کافی......کافی تھی۔ اس کی کیا ضرورت تھی؟“



”اس کی ضرورت اس لیے تھی کہ آپ نے دوپہر سے کچھ نہیں کھایا ہے؟“ عقرب نے اس کے
رکھتے ہوئے کہا۔

شاہینہ نے چونک کر حیرت سے اس کی شکل دیکھی۔ ”آپ کو کیسے پتا......؟ کس نے بتایا؟ کیا امی
لیکن امی تو......؟“

”کسی نے نہیں بتایا محترمہ! آپ کا چہرہ بتا رہا ہے۔ آپ کی آنکھیں بتا رہی ہیں۔“ عقرب نے
سے کہا۔

”فکر اور پریشانیوں کی وجہ سے میری بھوک ختم ہو کر رہ گئی ہے۔“ شاہینہ نے نگاہیں نیچی کر کے

”ایسا لگتا ہے کہ آپ کو اپنے ابو سے بہت پیار ہے۔ آپ انہیں بہت چاہتی ہیں؟“ عقرب نے
چہرے پر نظریں مرکوز کر دیں۔ ”جی ہاں......“ شاہینہ نے نظریں اوپر اٹھا کر اس کی طرف
میرے ابو نے ساری زندگی بہت دکھ اٹھائے ہیں۔“

”دنیا میں ایسا کون شخص ہے جس کی زندگی میں دکھ اور خوشی شامل نہیں ہے آپ کی آنکھوں
ہیں؟ آپ اس قدر پریشان کیوں ہو گئی ہیں۔“ عقرب نے کہا۔ ”میں نے محسوس کیا ہے
جذباتی واقع ہوئی ہیں۔“

”اب ابو کا آپریشن کیسے ہوگا؟ چالیس ہزار روپے تک اخراجات آئیں گے۔ جب کہ پچیس ہزار
“ اتنا کہہ کر شاہینہ نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

”ایں......آپ اتنی سی بات کے لیے اپنے قیمتی آنسو بہا رہی ہیں......؟“ عقرب ہنس پڑا۔

”آپ کے نزدیک یہ اتنی سی بات ہے؟“ وہ دوپٹے میں اپنے آنسو جذب کرتی ہوئی
چالیس ہزار روپے کہاں سے آئیں گے۔“

”آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں۔“ عقرب نے دلاسا دیا۔ ”کافی ٹھنڈی ہو جائے
سے پیئیں، پیسٹری لیں۔ آپ چالیس ہزار کی بات کر رہی ہیں۔ چار لاکھ روپے بھی خرچ
کوئی فرق نہیں پڑے گا۔“

”جی......“ شاہینہ نے آنکھوں پر سے دوپٹا ہٹا کر عقرب کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔ شاہینہ کی آنکھیں

”پہلے آپ یہ نوش فرمائیں۔ پھر آپ جی جی کرتی رہیں۔“ عقرب نے کہا۔

”جی......“ شاہینہ ہنس پڑی۔ پھر اس نے پلیٹ سے ایک پیسٹری اٹھاتے ہوئے عقرب کی طرف
”آپ چالیس ہزار روپے خرچ کرنے پر تیار ہیں......نہیں......آپ صرف پچیس ہزار روپے
باقی پندرہ ہزار روپے ہم خرچ کر لیں گے۔“

”لیکن یہ پندرہ ہزار روپے آپ کہاں سے لائیں گی جب کہ آپ لوگوں کے پاس پندرہ سو روپے
ہیں؟“ عقرب نے انجان بن کر کہا۔

"مجھے زیورات کا بالکل بھی خیال نہیں آیا تھا۔ زیورات بیچ کر پندرہ ہزار آ ئیں
بولی۔

"محترمہ! میں ان زیورات کو فروخت ہونے سے بچانے کے لیے اپنی طرف
ہوں۔ آپ ہیں کہ اسے خرچ کرنے پر تلی بیٹھی ہیں۔"

"دراصل آپ پر اتنا بوجھ ڈالنا مجھے بالکل پسند نہیں...... پلیز! آپ اور شرمندہ نہ
نے آہستگی سے کہا۔ "ان زیورات کو رکھ کر کرنا بھی کیا ہے۔ چوں کہ ضرورت آن پڑی
زیادہ قیمتی نہیں ہیں اس لیے انہیں بیچنا بہتر ہے۔"

"یہ زیورات آپ کی شادی کے لیے آپ کے ابو نے بنائے ہیں۔ لہٰذا اب آ
خیال دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال پھینکیں۔" عقرب نے کہا۔ "میں جو رقم خرچ کر
میری اپنی ہوگی......"

شاہینہ نے چوں کہ اس کا آخری جملہ دھیان سے نہیں سنا تھا۔ اس نے چونک کر پوچھا
آپ نے......؟"

"میں نے یہ کہا کہ کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ میں کیا گرم گرم کافی لے آؤں......؟"
بات بنائی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں وارڈ میں داخل ہوئے۔ عقرب نے کہا۔ "میں کاؤنٹر
رقم جمع کرانے کے لیے......"

جب عقرب کاؤنٹر پر رقم جمع کرا کے آیا تو رحمت اللہ ممنونیت سے بولے۔ "بیٹے! تم
کیوں کر رہے ہو......؟ میں نے اپنی زندگی میں کسی کا احسان کبھی نہیں لیا بلکہ میں نے کسی
لوگوں کے کام آنے کی کوشش کی۔"

"چوں کہ آپ ایک بہت ہی نیک آدمی ہیں اس لیے میں آپ کی خدمت کی سعادت
کر رہا ہوں۔" عقرب نے کہا۔

زبیدہ خاتون نے اپنے پرس سے ایک نسخہ نکال کر شاہینہ کی طرف بڑھایا۔ "یہ انجکشن
اس اسپتال کے میڈیکل اسٹور سے مت خریدنا باہر کے کسی میڈیکل سے یہ دوا خریدنا......"

"وہ کس لیے......؟" شاہینہ نے حیرت سے کہا۔ "کیا اسپتال کے میڈیکل اسٹور میں
مہنگی ملتی ہیں۔"

"اس میڈیکل میں ہر دوا بہت مہنگی ملتی ہے میں نے کل جو گولیوں کا ایک پتا اسپتال کے
اسٹور سے خریدا وہ ساٹھ روپے کا تھا جب کہ باہر چالیس روپے کا تھا۔"

"گویا قدم قدم پر دونوں ہاتھوں سے مریضوں کو لوٹا جا رہا ہے۔" شاہینہ نے کہا۔ "کیا یہ
ڈاکٹر قبر میں لے جائیں گے۔"

"اب تو بیٹا لوٹ مار کا یہ سلسلہ ہر پرائیوٹ اسپتالوں اور کلینکوں میں چل پڑا ہے۔ ان ڈاکٹر



وں پر ذرہ برابر بھی رحم نہیں آتا ہے۔ معلوم نہیں...... یہ خدا کو کیا جواب دیں گے۔" زبیدہ
کہا۔

ی!" شاہینہ کہنے لگی۔ "جس وقت ہم ڈاکٹر سے رعایت کے لیے بات کر رہے تھے تب ان کی
ن آیا تھا۔ اس کی شادی ہونے والی ہے۔ وہ صبح شاپنگ کے لیے چار لاکھ روپے لے گئی تھی
اس نے ٹیلی فون کر کے باپ سے پانچ لاکھ کی رقم مانگی تو باپ نے فرمایا کہ پانچ کیا صبح چھ لاکھ
لینا...... رقم گھر میں رکھی ہوئی ہے...... شاپنگ کے لیے باپ بیٹی کو دس لاکھ روپے دے رہا
ہمیں پانچ روپے کی بھی رعایت دینے کے لیے تیار نہیں ہوا۔"

ی! بات یہ ہے کہ آج کل کے ڈاکٹر نہ صرف لٹیرے ہیں بلکہ فرعون بنے ہوئے ہیں۔ اس
ی دولت میں راتوں رات بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ مریضوں کو جانور سمجھتے ہیں۔ ان کے
سانیت کا کوئی تصور نہیں رہا ہے۔" رحمت اللہ بولے۔

کل ایک نرس مجھ سے کہہ رہی تھی کہ وہ تین برس سے اس اسپتال میں کام کر رہی ہے۔ اس کی
ایک روپے کا بھی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ جب کہ ڈاکٹروں نے نہ صرف اپنی فیسوں، لیبارٹری
اور جنرل وارڈ کے چارجز میں دو سو روپے سے چار سو گنا اضافہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ
لیے کوئی طبی سہولت تک حاصل نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ٹی وی اور اخبارات کے انٹرویوز
یت کی خدمت کے بلند و بانگ دعوے کرتے رہتے ہیں۔" زبیدہ خاتون نے کہا۔

اچھا میں اب جا رہا ہوں۔" عقرب نے کہا۔ "کل صبح آپریشن کے وقت آ جاؤں گا۔ آپ جو
ہیں یہ رونا ہر شخص رو رہا ہے۔ اوپر سے نیچے تک آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ جو وقت
وہ اچھا ہے۔ دعا کریں۔ آپریشن کامیاب ہو۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ رات نو بجے
شن ہو جائے۔ اچھا۔ خدا حافظ۔"

قرب کو کچھ یاد آیا تو اس نے اپنی جیب سے ایک ڈپازٹ سلپ نکال کر زبیدہ خاتون کی طرف
"آپ اسے حفاظت سے رکھ لیں۔ میں نے کاؤنٹر پر رقم جمع کرا دی ہے جن دواؤں کی ضرورت
سپتال والے خود ہی بندوبست کر کے بل دے دیں گے۔" پھر اس نے توقف کر کے جیب سے
کی رقم نکال کر زبیدہ خاتون کی طرف بڑھائی۔ وہ نہ نہ کرتی رہیں۔ عقرب ان کے ہاتھوں
دے کر تیزی سے وارڈ سے نکل گیا۔

معلوم نہیں۔ میری کون سی نیکی کام آ گئی جو یہ مسیحا مل گیا۔" رحمت اللہ بولے۔ "اللہ اسے نظر بد
ے۔"

ئی پندرہ منٹ کے بعد ایک نرس آ کر زبیدہ خاتون سے بولی۔ "آپ سامان اور اپنے شوہر کو
ں۔ مسٹر رحمت اللہ کو کمرے میں شفٹ کیا جا رہا ہے...... رات نو بجے ان کا آپریشن ہوگا۔ ابھی
میں دو گھنٹے باقی ہیں۔"

تینوں یہی سمجھے کہ آپریشن کی وجہ سے کمرے میں شفٹ کیا جا رہا ہے۔ وارڈ بوائے وہیل چیئر لے

آیا۔ وہ لفٹ سے اوپر وی آئی پی روم میں پہنچے تو وہ تینوں بھونچکے ہو کر ایک دوسرے کی شکل دیکھ

"نرس!" زبیدہ خاتون نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔ "یہ آپ اس کمرے میں کیوں
یہ تو وی آئی پی روم ہے۔"

"اس لیے کہ یہ کمرہ مسٹر رحمت اللہ کے لیے لیا گیا ہے۔" نرس نے جواب دیا۔
یاب ہونے تک یہاں رہیں گے۔"

"لیکن یہ کمرہ کس نے لیا ہے؟" شاہینہ نے حیرت سے کہا۔ "کہیں آپ کو غلط فہمی تو
ہے؟"

"یہ تو مجھے نہیں معلوم کہ کس نے لیا ہے..... مجھ سے کہا گیا کہ مسٹر رحمت اللہ کو شفٹ
جنرل وارڈ سے۔ میں نے کر دیا۔"

تھوڑی دیر کے بعد نرس چلی گئی تو وہ حیرت اور خوشی سے اس کمرے کو دیکھنے لگے
صرف ٹی وی، ٹیلی فون تھا بلکہ دو بے حد آرام دہ بستر ڈبل بیڈ میسر تھے۔ فرش پر بیش قیمت قالین
تھا۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرہ تھا۔ ایک الماری اور ملحقہ واش روم بھی تھا۔ "یہ سب کچھ مسٹر عقرب
ہوگا.....؟" رحمت اللہ بولے۔ "بیگم! وہ ڈپازٹ سلپ تجھے دکھانا جو وہ دے گئے؟"

زبیدہ خاتون نے وہ ڈپازٹ سلپ پرس سے نکالی جو انہوں نے بغیر دیکھے اپنے پرس
تھی پھر وہ سلپ نکال کر دیکھی تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انہوں نے وہ سلپ
طرف بڑھا دی۔ "عقرب نے ایک لاکھ روپیہ جمع کرایا ہے۔"

☆☆..........☆☆

ڈاکٹر خورشید اسپتال سے گھر پہنچا تو اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ اس کی بیوی
بیٹی عمرانہ اس کے انتظار میں جاگ رہی تھیں۔ وہ اپنے باپ کی آواز سن کر اپنے کمرے سے
وہ اپنے باپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کمرے میں لے گئی۔

"ڈیڈی! یہ دیکھیے۔ میں نے کیسی زبردست شاپنگ کی ہے۔ چار لاکھ میں سے چار
نہیں بچے ہیں۔"

ڈاکٹر خورشید نے پلنگ کی طرف دیکھا۔ بستر پر زیورات کے سیٹ سجے ہوئے تھے۔
ہیرے جگمگ کر رہے تھے۔ ہیرے جواہرات کے یہ سیٹ اور ان کے ڈیزائن بہت خوب
جاذب نظر تھے۔

"ڈیڈی! کیسے ہیں یہ سیٹ!.....؟" عمرانہ نے پوچھا۔ "آپ کو پسند آئے؟ سچ سچ بتا

"بہت شان دار اور بہت خوبصورت ہیں۔" ڈاکٹر خورشید نے ایک ایک سیٹ کو
تعریفی لہجے میں کہا۔

"ممی کہہ رہی تھیں کہ میں ان کو پہن کر بہت ہی حسین نظر آؤں گی؟" عمرانہ نے کہا۔

"ہاں بیٹی! تمہاری ممی نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ یوں بھی تم ان زیورات کے بغیر بھی



لا۔"

جب یہ زیورات دیکھے گی تو جل کر رہ جائے گی..... ایک ایک سیٹ ایک لاکھ روپے کا

فضیلہ کی بات کر رہی ہو.....؟" ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ "نذیر احمد کی وائف کی.....؟"

..... ڈاکٹر بشیر احمد کی بیٹی کی.....؟ جس کی گزشتہ ہفتے شادی ہوئی تھی۔ ساٹھ ہزار روپے کا
و بڑی اترا رہی تھی۔"

بشیر کی اوقات ہی کیا ہے..... اس کے کلینک میں صرف پانچ کمرے ہیں اس کی بیٹی کا
کیا مقابلہ....."

نے تین لاکھ روپے کا ایک اور سیٹ بنوایا ہے ڈیڈی! وہ کل ملے گا۔ آپ دیکھیں گے تو عش
گے۔"

یہ چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی ایسی دھوم دھام اور روایتی انداز سے ہو کہ مثالی بن
تک کسی ڈاکٹر کی بیٹی کی ایسی شادی نہ ہوئی ہو..... لہٰذا تم روپے پیسے کی بالکل بھی فکر نہ
تم" خورشید نے کہا۔

کی میز پر اس کی بیوی نگہت نے پوچھا۔ "شادی پر کھانے کا کیا کرو گے.....؟ حکومت نے
لے پر پابندی لگا رکھی ہے۔"

ن اور پابندی ہم لوگوں کے لیے نہیں ہے۔" ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ "میرے ذہن میں
ہے میں ایک نئی روایت اور نئی مثال قائم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ مہمانوں کی جو فہرست
مہمانوں کی ہے؟"

دو ہزار مہمان تو ہوں گے.....؟" نگہت نے جواب دیا۔ "انہیں کیا کسی فائیو اسٹار ہوٹل
.....؟"

کوٹھی کے سامنے جو ہاکی گراؤنڈ ہے اس میں کھانا ہوگا۔" ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ "یہ گراؤنڈ
ہزار آدمی بھی کھا سکتے ہیں۔ دو دن پہلے جو مہندی ہوگی اس میں مجنوں اور میوزیکل سرکل
فنکاروں اور دو تین رقاصاؤں کو بھی ورائٹی پروگرام میں بلاؤں گا۔"

کھانے میں کیا کیا آئٹم ہوں گے.....؟ اس کا مینو کیا ہوگا؟" عمرانہ بولی۔ "فضیلہ کی
آئٹم تھے۔"

کھانے کے اسٹال بناؤں گا۔" ڈاکٹر خورشید کہنے لگا۔ "فش کے تین اسٹال ہوں
سٹال پر فش فرائی، دوسرے پر فش پراٹھا..... فش بریانی..... اس طرح جھینگے کے بھی تین
اور مٹن کے بھی تین اسٹالز..... کنا الگ ہوگا۔ سیخ پراٹھا..... چائنیز، ڈش..... کوئی بیس
گے۔"

نے سویٹ ڈش کے بارے میں کچھ نہیں بتایا.....؟" عمرانہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

آئس کریم، قلفی، کھیر اور ربڑی کے علاوہ دس اقسام کی سویٹ ڈشیں ہوں گی۔ میں ...
لیے جو بجٹ بنایا ہے وہ صرف تیس لاکھ روپے کا ہے میں نے اپنی بیٹی کی شادی پر خرچ کر ...
رقم مختص کی ہے وہ ایک کروڑ ہے۔"

عمرانہ نے خوش ہو کر تالی بجائی پھر اس نے اپنی کرسی سے اٹھ کر باپ کے گال ...
سویٹ یو ڈیڈی!"

"ارے ہاں...... یاد آیا۔" نگہت نے کہا۔ "صبح ماسی مہراں دس ہزار روپے مانگ رہی ...

"وہ کس لیے......؟" ڈاکٹر خورشید نے نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے ناگواری ...

"اس لیے کہ اس کی بیٹی کی شادی ہے۔" نگہت نے بتایا۔ "وہ کہہ رہی تھی دس ہزار ر...
یا کوئی سونے کے زیور کا چھوٹا سا سیٹ...... اس کے پاس سونا بالکل بھی نہیں ہے۔ وہ بہت پر...

"تو پھر تم نے کیا اسے دس ہزار روپے دے دیئے......؟" ڈاکٹر خورشید کی تیوریاں ...

"جی نہیں......" نگہت نے سر ہلایا۔ "آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا ...
صاحبہ کی شادی ہے بہت سارے اخراجات ہیں۔ یوں بھی آج کل انکم ٹیکس والوں نے بہت ...
ہے۔ اسپتال میں مریض بھی کم آرہے ہیں۔ آمدنی بھی ٹھیک نہیں ہو رہی ہے۔ دس ہزار ...
سے لائیں۔"

"اتنا کچھ کہنے کی کیا ضرورت تھی؟" ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ "صاف صاف انکار کر دیتا ...

"میری بات سن کر میری منت سماجت کرنے اور گڑگڑانے لگی۔ کہنے لگی۔ بیگم صاحبہ! ...
میں پندرہ برس سے آپ کا نمک کھا رہی ہوں۔ ان پندرہ برسوں میں میں نے کبھی آپ ...
بھی سوال نہیں کیا۔ میری بیٹی کی شادی کا مسئلہ ہے۔ اس کی عزت کا سوال ہے۔ آپ کے ...
روپے دس روپے کے برابر ہیں پھر میں نے اسے پانچ سو روپے دیئے پہلے تو وہ نہیں لے رہی ...
لے کر چلی گئی۔" نگہت نے کہا۔

"سو روپے بھی کافی تھے۔" ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ "آئندہ تم حاتم طائی بننے کی کوشش ...

"ڈیڈی!" عمرانہ بولی۔ "آپ چھ لاکھ روپے مجھے ابھی اور اسی وقت دے دیں تا کہ ...
الماری میں رکھ لوں...... میں صبح دیر سے اٹھتی ہوں آپ سے شاید ملاقات نہ ہو سکے۔ کیونکہ ...
دس بجے گھر سے نکل جاتے ہیں۔"

جب ملازمہ برتن اٹھا کر لے گئی تب وہ تینوں ڈاکٹر خورشید کے بیڈ روم میں آگئے۔ ...
نے بیڈ روم کا دروازہ بند کر کے اندر سے چٹخنی لگا دی۔ پھر بریف کیس کھول کر بستر پر رکھ د...
نے پوچھا۔ "آج کیا رہا......؟"

"آج پانچ آپریشن کئے اور چالیس مریضوں کو دیکھا۔ دو لاکھ کیش لے کر آیا ہوں۔"

ڈاکٹر خورشید اتنا کہہ کر مونا لیزا کی پینٹنگ کی طرف بڑھا۔ اسے اتار کر فرش پر ایک طرف ...
جگہ دیوار میں ایک درمیانہ سائز کی تجوری تھی۔ اس نے کوڈ نمبر سیٹ کر کے اس کا دروازہ کھولا تا کہ ...



...دی کو دے۔ اگلے لمحے وہ دہشت زدہ ہو کر اس طرح سے پیچھے ہٹا جیسے اسے کرنٹ لگا ہو۔
...وری کے خانے میں نوٹوں کی ایک گڈی بھی نہ تھی۔ ایک کالا سانپ کنڈلی مار کر بیٹھا ہوا تھا لیکن
اپنا پھن اٹھا رکھا تھا اور اپنی تیز اور چمک دار آنکھوں سے گھور رہا تھا۔ یہ کوئی پانچ چھ فٹ لمبا
...تھا۔

"سانپ...... سانپ......" ڈاکٹر خورشید خوف و دہشت سے چلایا۔

"سانپ......؟" عمرانہ اور نگہت نے خوف زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ ان کی نظر تجوری میں
...گئی۔ نگہت نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔ "کہاں ہے سانپ......؟" عمرانہ اور نگہت دونوں
...لگیں۔

"...وری میں......" ڈاکٹر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ اس نے تجوری کی طرف اشارہ کیا۔

...اور ماں نے تجوری کی طرف دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے ان کی رگوں میں لہو منجمد
...پتھر کے مجسمے بن گئیں ان میں اتنی ہمت اور سکت نہیں رہی کہ وہ اپنی جگہ سے ہل سکیں ان کی
...خوف و دہشت نے جیسے سلب کر لی تھی۔ وہ دونوں اور ڈاکٹر خورشید پھٹی پھٹی آنکھوں سے
...کو دیکھ رہے تھے۔ کاٹو تو ان کے بدن میں لہو نہیں تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ تینوں خوف
...سے بے ہوش ہو جائیں گے......

"یہ...... سانپ تجوری میں کیسے آ گیا......؟" چند لمحوں کے بعد ڈاکٹر خورشید نے خود پر قابو
...تے ہوئے کہا۔

"...اس طرح جس طرح تمہاری دولت اس تجوری میں آئی اور آتی ہے۔"

...عجیب سی انسانی آواز کمرے کی خاموشی میں گونجی تو ڈاکٹر خورشید اس کی بیٹی اور بیوی اچھل
...کے جسموں پر سنسنی دوڑ گئی، وہ تینوں ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ کون
...

"میری آواز ہے......" سانپ نے اپنا پھن لہرایا۔ "میں سانپ بول رہا ہوں۔ ادھر میری
......"

...وں سانپ کو بولتا دیکھ کر بھونچکے ہو گئے۔ ماں بیٹی نے ایک دوسرے کو تھامے ہوئے نہ ہوتا تو
...فرش پر گر جاتیں۔ ان کے دل حلق میں دھڑک رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا ان کے سینے شق
...۔ وہ پسینے میں شرابور ہو رہی تھیں۔

...خورشید کی حالت جو قدرے بہتر ہو رہی تھی وہ پھر سے بگڑ گئی اسے اپنی نظروں پر یقین نہیں
...سماعت پر فتور کا احساس ہوا۔ اس کے اعصاب مضبوط تھے اس نے ایک لمحے کے لیے دل
...وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہے کیا سانپ بھی کہیں بول سکتا ہے؟ وہ توہم پرست نہیں تھا۔ وہ
...سوچنے لگا۔ یہ خواب ہے۔

"...اب نہیں ہے ڈاکٹر خورشید!" سانپ نے پھن لہرایا اور اس کی آواز پھر گونجی۔ "یہ ایک ایسی

حقیقت ہے جسے تم اور تمہارے فرشتے بھی جھٹلا نہیں سکتے۔ میں سانپ ہوں۔ اچھی طرح
نوٹوں کی گڈیاں نہیں ہوں۔"

ڈاکٹر خورشید کو یک لخت خیال آیا کہ تجوری میں کسی خانے میں نوٹوں اور سونے کے ز
گڈی بھی نظر نہیں آ رہی ہے۔ صرف ایک سانپ ہے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس میں کوئی چیز
خوف و دہشت کے عالم کے باوجود وہ بول اٹھا۔ "نوٹوں کی گڈیاں کہاں گئیں
آواز حلق میں پھنس رہی تھی۔ "زیورات بھی۔"

"نوٹوں کی گڈیاں نہیں دولت...... وہ دولت نہیں بلکہ مریضوں کا خون تھا جو تم
زیورات اور نوٹوں کی گڈیوں کی شکل میں رکھا تھا...... کالا دھن...... انکم ٹیکس سے بچایا ہوا
دھن ہوں...... کالا سانپ بن گیا ہوں۔ دولت کا کالا سانپ ہوں۔ میں وہ سانپ ہوں
میں تھا۔ آج میں باہر آ گیا ہوں۔ تم کالا سانپ نہیں...... اپنا وجود اور عکس دیکھ رہے
دیکھ رہے ہو۔ مجھے خوب غور سے دیکھو۔"

"نہیں...... میں نے غریبوں کا خون نہیں چوسا۔ میں نے مریضوں کی خدمت کی
خدمت کر رہا ہوں۔" ڈاکٹر خورشید کی آواز کپکپا رہی تھی۔ "میں ایک ڈاکٹر ہوں...... میر
روزانہ مریض صحت یاب ہو کر جاتے ہیں۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو......" سانپ نے کرخت لہجے میں کہا۔ "تمہارا کیا خیال
نہیں معلوم ہے۔ میں اتنا کچھ جانتا ہوں۔ جتنا تمہاری بیٹی اور بیوی بھی نہیں جانتی ہے تم ا
طرح مریضوں کو ڈستے اور ایک چڑیل کی طرح ان کا خون چوستے رہے اور چوس بھی ر
مریضوں کی خدمت ہے کہ تم ایک مریض کو پانچ روپے کی بھی رعایت نہیں دیتے
ضرورت ان کے ٹیسٹ کے بہانے ہزاروں روپے لوٹ لیتے ہو...... ہر سال اسپتال میں
کے چارجز بڑھا دیتے ہو...... اسپتال کے اسٹاف کو کوئی طبی سہولت اور دس روپے کی دوا تک
دیتے ہو...... کیا یہ انسانیت کی خدمت ہے ڈاکٹر خورشید......؟" ڈاکٹر خورشید نے اس کی
نہیں دیا۔ وہ بت بنا ہوا تھا۔ آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ "تمہارے تین کلینک اور تین
چار گاڑیاں ہیں ملک میں ایک کروڑ بیس لاکھ روپے کا بینک بیلنس ہے بیرون ملک کے
کروڑ روپے ہیں...... اس کے علاوہ امریکہ میں تمہارے تین لگژری فلیٹ ہیں۔ ایک
ہیں۔ یہ سب کچھ تم نے اور تمہارے اسپتالوں نے کما کر دیا ہے۔ ایک ڈاکٹر
دولت......؟ تمہاری ملازمہ بے چاری نے اپنی بیٹی کی شادی کے لیے صرف
مانگے...... تمہاری اس چڑیل، بدمزاج اور خرانٹ بیوی نے پانچ سو روپے دیئے۔ صرف
جب کہ تم لوگ ہوٹلوں میں ایک شام میں پانچ ہزار روپے اڑا دیتے ہو۔ اپنی بیٹی کی شادی
کروڑ روپے کا بجٹ بنایا ہے۔ غریبوں اور مریضوں کا پیسہ شادی پر پانی کی طرح بہا رہے
تینوں خاموشی سے سن رہے تھے۔ اس طرح گنگ تھے جیسے گویائی سے محروم



دہشت زدہ تھے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے کالے سانپ کو بولتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ ان کی
بند تھا۔

تجوری میں ساٹھ لاکھ چالیس ہزار روپے اور زیورات جو تمہاری بیٹی اور بیوی تقریبات میں
تھیں وہ تیس لاکھ کی مالیت کے تھے۔ لیکن تمہیں نہ تو رقم میں سے پانچ روپے ملیں گے اور نہ ہی
سے ایک انگوٹھی ملے گی۔" سانپ نے کہا۔

"کک...... تت تم انہیں لے کر کیا کرو گے......؟" ڈاکٹر خورشید ہکلایا۔

"ایک شقی القلب خود غرض لالچی اور تند خو قسم کے ڈاکٹر ہو...... اس مقدس پیشے پر ایک بدنما
میں بتاتا ہوں کہ میں ان کا کیا کروں گا......؟ میں ان تین مریضوں کے لواحقین کو دوں گا
جو اس غفلت بے توجہی کے سبب آپریشن کے دوران چل بسے...... کچھ ایسے مریض جن کے
لیے ان سے رقمیں اینٹھیں، ان کی کھال ادھیڑ دی۔ تمہارے اسٹاف کے وہ افراد جو سخت مالی
نادار ہیں اس کے علاوہ نادار اور مستحق مریضوں کو بھی دوں گا جو تمہارے اسپتال میں اپنے
اور قرض لے کر علاج کرا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تمہاری دیرینہ ملازمہ مہراں کی بیٹی کی
بیٹی کی تقریبات کے لیے اتنا کچھ دوں گا کہ وہ دھوم دھام سے بیٹی کی شادی کر سکے...... اور
مہراں تمہارے ہاں کام پر نہیں آئے گی ایک غریب عورت جس نے پندرہ برس اس گھر کی
کیا وہ دس ہزار روپے کی بھی حق دار نہیں تھی۔ اس نے پندرہ برسوں میں ایک مرتبہ بھی
دن مانگے، بیٹی کی شادی پر مجبور ہو کر دس ہزار روپے کے لیے اس نے منت کی۔"

کالا سانپ ایک دم سے دھوئیں کی شکل میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا۔ پھر وہ تینوں سر پکڑ کر
فرش پر بیٹھ گئے۔

ان کا خوف و دہشت دور ہونے لگی۔ ان کے اعصاب نارمل سے ہو گئے۔ ڈاکٹر خورشید کی
حالت پاگلوں کی سی ہو رہی تھی۔ اس کا چہرہ مردے سے بھی بدتر تھا۔ وہ پیسے پیسے پر جان دینے والا
لالچی اور خود غرض...... اس کی لاکھوں کی رقم تجوری میں سے غائب ہو چکی تھی۔ ماں بیٹی کے
سہمے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"یہ کیا تھا......؟" نگہت کو اپنی آواز ویران کھوکھلی و دور دور سے آتی سنائی دی۔

"کچھ خود سمجھ میں نہیں آ رہا ہے ممی!......؟" عمرانہ نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔ "تجوری میں
زہریلے سانپ کا ہونا اور تمام رقم اور زیورات کا غائب ہو جانا...... ممی! کہیں یہ خواب تو
نہیں۔"

"خواب نہیں......" نگہت نے سر ہلایا۔ "یہ جادو تھا۔ کسی نے کالا جادو کیا تھا۔"

"جادو......؟" عمرانہ نے کہا۔ "یہ کالا جادو بھلا کون کر سکتا ہے......؟ کیوں کر سکتا ہے؟"

"میرے خیال میں اس کمینی، بدذات اور رذیل عورت مہراں نے کیا ہوگا؟" نگہت نفرت اور

''مہراں نے......؟'' عمرانہ کے چہرے پر حیرت چھا گئی۔ ''وہ کیوں کرنے لگی کالا جادو جانتی ہے؟''

''اس نے اس لیے کیا ہوگا کہ میں نے اسے دس ہزار روپے نہیں دیئے۔'' نگہت نے کہا۔ وہ تو کالا جادو نہیں جانتی ہوگی لیکن اس نے کسی سنیاسی یا عامل کی خدمات حاصل کی ہوں اور کالا جادو کے ماہر ہوتے ہیں۔''

''ہم اس کے خلاف کیا کر سکتے ہیں......؟ کیا پولیس اس واقعے کو سچ اور حقیقت تسلیم

''شاید نہیں...... ہمیں یہ سب کچھ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' نگہت نے کہا۔ '' خلاف رقم اور چوری کا الزام عائد کردیں گے پولیس جب اس کے ہاں کی تلاشی لے گی تو زیورات اس کے ہاتھ لگ جائیں گے......''

''کیا ساری رقم اور زیورات اس کے ہاں سے ملیں گے......؟'' عمرانہ نے متعجب لہجے

''نہیں...... تھوڑا بہت ملے گا لیکن ہم اس پر یہ الزام تھوپ دیں گے کہ اس نے لاکھوں زیورات چرائے ہیں پھر پولیس نہ صرف اسے بلکہ بیٹی اور اس کے شوہر کو بھی اندر کردے گی حوالات میں ایسی خاطر تواضع ہوگی کہ ساری زندگی یاد کریں گے۔ ماں بیٹی بہت خوبصورت عزت بھی خاک میں مل جائے گی......''

''زیورات اور رقم ملا کر تقریباً ایک کروڑ بنتے ہیں۔'' ڈاکٹر خورشید نے رو دینے والی آواز

''کتنی زبردست چوٹ پڑی ہے ڈیڈی!'' عمرانہ مردہ لہجے میں کہنے لگی۔ ''میں تو خواب نہیں سوچ سکتی کہ ایسا واقعہ بھی پیش آ سکتا ہے۔ دنیا میں ایسے جادوگر بھی ہیں جو کالا جادو کے ماہر وہ ایسا جادو بھی دکھا سکتے ہیں۔ شاید یہ جادو نہ ہو۔''

''بہت کم ایسے جادوگر ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہ جادو ہی تھا۔ میرا بھی خیال مہراں اور اس کے شوہر کی حرکت ہوگی...... ایسے لوگ پیروں کے پاس جاتے ہیں تعویذ گنڈے لیے...... ان پیروں میں جادوگر بھی ہوتے ہیں۔ کل ان کے خلاف پولیس میں رپورٹ لکھوانا شاید ساری رقم اور زیورات مل جائیں۔ لیکن اسے ڈکیتی کا رنگ دینا ہوگا۔ میں بتاتا ہوں کہ کیا کہنا ہے ہم پولیس کو جو بیان دیں گے...... اس میں تضاد نہیں ہونا چاہیے...... سنو...... میری سے سنو۔''

کوئی بیس منٹ کے بعد عمرانہ اپنے ڈیڈی اور ممی کے بیڈ روم سے نکل کر اپنے بیڈ روم کی بڑھی۔ اسے یاد آیا کہ اس نے اپنے ڈیڈی کو دکھانے کے لیے جو زیورات کے سیٹ بستر پر سجا اس طرح رکھے ہوئے ہیں وہ بیڈ روم میں داخل ہو کر بستر کی طرف بڑھی اور قریب پہنچ کر پڑی۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس کے جسم پر جھرجھری سی آ گئی۔

''ڈیڈی...... ممی!......'' وہ کمرے کے دروازے پر کھڑی ہو کر ہذیانی لہجے میں چیخنے لگی۔ '' ...آئیں......''



دونوں میاں بیوی فوراً ہی کمرے سے نکل کر آئے کہ پھر کیا بلا نازل ہوگئی...... عمرانہ کا متغیر چہرہ ... یہ خیال آیا کہ کہیں سانپ بیٹی کے کمرے میں تو نہیں نکل آیا...... عمرانہ کانپ سی رہی تھی ہو رہی تھی۔

''کیا ہوا بیٹی!......؟'' ڈاکٹر خورشید نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔ ''تم ٹھیک تو ہو......؟''

''ذرا اندر تو آ کر دیکھیں ڈیڈی!......'' عمرانہ نے جواب دیا۔ وہ خائف اور سوالیہ ہو رہی تھی۔

نگہت اور ڈاکٹر خورشید نے اندر آ کر زیورات کے سیٹ دیکھے تو وہ حیرت اور خوف سے اچھل ... ان کے چہرے سفید پڑتے چلے گئے...... زیورات کے ڈبوں میں زیورات نہیں تھے۔ زیورات ... ہو اور مختلف قسم کے زہریلے کیڑے بیٹھے ہوئے تھے۔ ''یہ سب کیا ہے ڈیڈی......؟'' عمرانہ ... ''ہائے میرے زیورات۔ میں نے انہیں آرڈر دے کر بنوایا تھا......''

''یہ سارا کالا جادو ہے۔'' نگہت نے کہا۔ ''مہراں کمینی ہم سے گن گن کر بدلہ لے رہی ہے۔''

''آپ نے اس کے منہ پر اس وقت دس ہزار روپے کیوں نہیں دے مارے تھے؟'' عمرانہ برس ... جان تو چھوٹ جاتی۔ اتنی بڑی مصیبت تو نہ آتی......؟ ادھر ڈیڈی کے ایک کروڑ گئے...... ادھر ... روپے کے زیورات مٹی میں مل گئے۔''

''مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ حرام زادی۔ ایسی ذلیل حرکت کرے گی؟'' نگہت نے کہا۔

''اب میں کیا کروں...... چوکیدار کو بلائیں تاکہ وہ انہیں باہر لے جا کر پھینک دے۔'' عمرانہ لگی۔

لیکن اس کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ان ڈبوں میں سے سفید سا دھواں اٹھنے لگا۔ وہ تینوں گھبرا گئے۔ پھر وہ دھواں تھوڑی دیر کے بعد مٹ گیا۔ ان زیورات کے ڈبوں میں بچھو اور کیڑے تھے ان میں راکھ پڑی ہوئی تھی۔

دوسرے دن صبح دس بجے عقرب نے مہراں کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔ چند لمحوں کے بعد مہراں نے دروازہ کھولا تھا۔ اس نے حیرت اور سوالیہ نظروں سے عقرب کو دیکھا۔ وہ بہت متفکر سی لگ رہی تھی۔

اس نے عقرب کو سلام کرتے ہوئے پوچھا۔ ''آپ کو کس سے ملنا ہے؟ آپ کون ہیں؟''

''میں اللہ دتہ کے دوست کا بیٹا ہوں۔ پنجاب سے آیا ہوں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''کیا وہ ......؟''

''جی نہیں...... وہ رکشہ لے کر گئے ہوئے ہیں۔ وہ رات کو نو دس بجے آتے ہیں۔'' مہراں نے

عقرب نے جھوٹ نہیں کہا تھا۔ دس برس پہلے اللہ دتہ کسی کام سے ایک سیٹھ آدمی کے ساتھ کالام ... ان کے والد کا دوست تھا۔ تین دن ان کے ہاں مہمان رہا تھا۔ عقرب نے مہراں کے ذہن میں ... ہو بہو دیکھ کر پہچان لیا تھا۔ نام بھی معلوم کرلیا تھا۔

"کیا میں کچھ دیر اندر بیٹھ سکتا ہوں چاچی!" عقرب نے بریف کیس دوسرے ہاتھ میں
ہوئے کہا۔ "میں آپ کی بیٹی کی شادی کے لیے کچھ تحائف لایا ہوں جو میرے ابو نے
میں آپ کو دینے کے لیے لایا ہوں۔"

مہراں کو کچھ تذبذب سا ہوا۔ پھر اس نے پوچھا۔ "آپ کے ابو کا کیا نام ہے.....؟"

"دسلیل....." عقرب نے جواب دیا۔ "وہ کالام میں ہیں۔ اللہ دتہ چاچا برسوں
کر گئے تھے۔"

"اچھا..... اچھا..... آپ بھائی کے بیٹے ہیں۔" مہراں خوش ہوگئی۔ "معاف
پریشانی کی وجہ سے آپ کو پہچان نہیں سکی۔ آپ کی شکل آپ کے باپ سے بہت ملتی ہے۔
سترہ برس پہلے آپ کے والد کو دیکھا تھا۔ اندر آجاؤ بیٹے!"

عقرب اندر داخل ہوا۔ یہ دو کمروں کا کوارٹر تھا۔ اس میں ایک چھوٹا سا صحن بھی تھا۔
گھر کی ایک ایک چیز سے ظاہر ہو رہی تھی۔ مہراں کی ایک بیٹی ناجیہ جو سولہ برس کی تھی
ہونے والی تھی۔ اس نے عقرب کو دیکھ کر سلام کیا۔ اس کے دو لڑکے بھی تھے جو دس اور آٹھ
تھے۔ جس کمرے میں عقرب کھڑا تھا اس میں ایک چارپائی اور ایک اکلوتی کرسی تھی۔ کمرہ
تھا اور آئینے کی طرح چمک رہا تھا۔ عقرب کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں نے سنا تھا کہ آپ کسی ڈاکٹر کے ہاں پندرہ برس سے ماسی کا کام کر رہی ہیں؟ آج
کام پر گئیں نہیں.....؟"

"میں نے آج ہی سے وہاں کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔" مہراں نے جواب دیا۔ "ناجیہ کی
بعد کام تلاش کروں گی۔ کام کی کوئی کمی نہیں ہے..... کسی بھی اچھی جگہ کام مل جائے گا۔"

"آپ نے وہاں کام کیوں چھوڑ دیا.....؟" عقرب نے انجان بن کر پوچھا۔

"اس لیے کہ میں نے بیٹی کی شادی کے لیے کچھ مدد مانگی تھی۔ بیگم صاحبہ نے انکار کر
دس ہزار روپے مانگے تھے ان کے لیے دس ہزار روپے دس روپے کے برابر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب
گھنٹے میں دس ہزار روپے کماتے ہیں۔ ان لوگوں نے میری پندرہ برس کی خدمت کا کوئی
کیا۔ لہٰذا مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں ان کے ہاں کام کروں....."

"آپ نے بہت اچھا کیا جو کام چھوڑ دیا....." عقرب نے کہا۔ "اچھے ڈاکٹر آٹے میں نمک کے
برابر ہوتے ہیں ورنہ ان کی اکثریت خبیث اور بخیل لوگوں کی سی ہے مریضوں کو یہ دونوں ہاتھ
لوٹتے ہیں۔ لیکن ان کی جیب سے ایک روپیہ نہیں نکلتا ہے۔ ہمارے ہاں اسپتال ذبح خانے
ڈاکٹر قصائی..... چھوڑیں ان باتوں کو..... یہ بتائیں کہ چاچا رکشا چلاتے ہیں تو آپ ماسی کا کام
کر رہی ہیں.....؟ رکشا چلانے میں شاید آمدنی اچھی خاصی ہو جاتی ہے۔"

"نہیں بیٹے! ایسی کوئی بات نہیں ہے..... اس قدر مہنگائی ہے کہ ایک آدمی کی آمدنی
نہیں ہوتا ہے تمہارے چاچا پندرہ سولہ برس سے کوئی نہ کوئی کام کرتے چلے آرہے ہیں۔ اب



چلا رہے ہیں۔"

اسی وقت ایک رکشا گھر کے سامنے آکر رکا۔ مہراں بولی۔ "لو..... تمہارے چاچا آ گئے..... اچھا
ہوا۔"

چند لمحوں کے بعد اللہ دتہ ایک شاپنگ بیگ لیے کمرے میں داخل ہوا۔ اس میں سبزی ترکاری تھی
نظر عقرب پر نہیں پڑی تھی۔ اس نے مہراں سے کہا۔ "اتفاق سے ادھر کی ایک سواری مل گئی تو سوچا
" اس نے عقرب کو دیکھ کر اپنا فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔ عقرب اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا اور اسے سلام کیا۔
اللہ دتہ نے اسے فوراً ہی پہچان لیا۔ "عقرب بیٹا تم.....؟" اللہ دتہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر
گلے سے لگا لیا۔

اللہ دتہ نے اس پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ عقرب اس کے ایک ایک سوال کا جواب دیتا رہا۔
دوران مہراں چائے بنا کر لے آئی۔ چائے پینے کے بعد عقرب نے کہا۔ "ناجیہ بہن کا رشتہ آپ نے
کہاں طے کیا ہے؟"

لڑکا درزی کا کام کرتا ہے زنانہ ملبوسات کا کاریگر ہے اس کی اپنی دکان ہے اس کی عمر چوبیس
برس ہے۔" اللہ دتہ نے کہا۔ "اس کا ایک چھوٹا بھائی اور بہن ہے اس کے والد ایک سرکاری دفتر میں
ہیں۔ ماں بھی ہے۔"

"مبارک ہو....." اس نے کہا۔ "بابا نے آپ کی بیٹی کے لیے کچھ تحائف بھیجے ہیں۔ لیکن آپ
کچھ پریشان نظر آرہے ہیں۔"

"بات یہ ہے بیٹے!" اللہ دتہ نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "شادی سادگی سے کرنے کا ارادہ ہے اس کے
بہت اخراجات آرہے ہیں جن دوستوں اور رشتہ داروں نے قرض اور مالی مدد کرنے کا وعدہ کیا تھا
نے کسی وجہ سے عین وقت پر معذرت کر لی ہے۔ بیچ منجدھار میں چھوڑ دیا ہے اس لیے اب یہ رکشا
کے سوا چارہ نہیں رہا..... تمہاری چاچی کہتی ہے کہ رکشا بیچ دو گے تو گزارہ کیسے ہوگا؟ میں کہتا ہوں کہ
تو کسی نہ کسی طرح ہو جائے گا..... لیکن اتنا اچھا رشتہ نہیں ملے گا۔"

"اب تو شادی کرنا بھی مشکل نظر آرہا ہے۔" مہراں نے کہا۔ "رکشا بیچ دینے سے بھی کام نہیں
....."

"آپ اس قدر پریشان کیوں ہو رہی ہیں.....؟" عقرب نے دلاسا دیا۔ "شادی وقت پر ہو جائے
گی۔"

"شادی میں دس دن باقی رہ گئے ہیں۔ ادھر دس ہزار روپے کا بھی بندوبست نہیں ہوا ہے اس لیے
نے کہا کہ شادی کی تاریخ آگے بڑھا دیں..... معلوم نہیں لڑکے والے راضی ہوتے ہیں یا
..... کیوں کہ انہوں نے تو کلرڈ بھی چھاپ لیے ہیں۔"

"انشاء اللہ شادی وقت پر ہوگی۔ بہت اچھے طریقے سے ہوگی۔ آپ لوگوں کو اب کوئی فکر کرنے
کی ضرورت نہیں۔"

اسی وقت گھر کے عین سامنے پولیس موبائل اور ایک مرسڈیز گاڑی آ کر کھڑی ہوئی
جملہ نامکمل رہ گیا۔ اس نے حیرت سے باہر دیکھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ مہراں سے بولا۔ ''
کے ساتھ اپنی گاڑی میں بڑی اور چھوٹی بیگم صاحبہ بھی آئی ہیں۔''

''وہ پولیس کی گاڑی کس لیے لے کر آئی ہیں......؟'' مہراں کا چہرہ متغیر ہو گیا اس
گر ہیں پڑ گئیں۔

''لگتا ہے کہ ان کے گھر میں کوئی قیمتی چیز چوری ہو گئی وہ اس کا الزام تمہارے سر تھوپ
اللہ دتہ کا جملہ ناتمام رہ گیا کیوں کہ پولیس انسپکٹر دو سپاہیوں کو لے کر دندناتا ہوا اندر دا
کے پیچھے عمرانہ اور نگہت بھی تھیں۔ عمرانہ نے مہراں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''انسپکٹر
ہے وہ عورت اور اس کا شوہر اللہ دتہ......''

انسپکٹر نے آگے بڑھ کر اللہ دتہ کا گریبان پکڑنا چاہا تو عقرب تیزی سے ان کے
ہو گیا۔ ''خیریت تو ہے......؟''

''تم کون ہوتے ہو ہٹو درمیان سے......'' انسپکٹر نے اسے اوپر سے نیچے گھورا۔

''جی میں ان کا بھتیجا ہوں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''آپ گھر کی تلاشی لینے آ
نا......؟ تلاشی لے لیں۔''

''تم سے کس نے کہا کہ ہم تلاشی لینے آئے ہیں......؟'' انسپکٹر نے چونک کر کہا۔

''آپ جس انداز سے آئے ہیں اور یہ بیگمات جو آئی ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔''
نے کہا۔

''ہاں......ہم تلاشی لینے آئے ہیں۔ کیوں کہ میاں بیوی نے مل کر رات ڈاکہ مارا ہے۔
کی رقم اور زیورات لے گئے ہیں۔''

''انسپکٹر صاحب!'' عقرب نے کہا۔ ''آپ ایک ذہین اور سمجھ دار افسر ہیں۔ کیا کوئی اتنا بڑا
مارنے کے بعد گھر میں بیٹھا رہ سکتا ہے؟''

''تم کون ہو مجھے سمجھانے والے......؟ کیا تم مجھ سے زیادہ قانون جانتے ہو......؟'' انسپکٹر

''میں ایک وکیل ہوں لوئر اور ہائی کورٹ میں پریکٹس کرتا ہوں۔ کیا آپ سرچ وارنٹ لا
ہیں۔''

''یہ کون سا ایسا شخص ہے جس کے گھر کی تلاشی کے لیے میں سرچ وارنٹ لاؤں......؟''
غصے سے کہا۔

''قانون سب کے لیے ایک ہے...... آپ شوق سے تلاشی لیں اپنا فرض ادا کریں صرف
دیں کہ رات کس وقت یہ واردات ہوئی ہے......؟ کیا یہ دونوں میاں بیوی ڈکیت ہو سکتے ہیں؟''

''رات ایک بجے......'' انسپکٹر نے جواب دیا۔ ''کیا یہ کوئی فرشتہ ہیں؟ یہ کیوں نہیں ڈاکہ ما
ہیں۔''



واردات رات ایک بجے ہوئی ہے آپ کو صبح دس بجے رپورٹ کی جا رہی ہے۔ آپ ساڑھے
تشریف لائے ہیں۔''

پکٹر لا جواب سا ہو گیا۔ اس نے کہا۔ ''ہمیں تلاشی لینا ہے۔ ہم تلاشی لیں گے......''

ٹھیک ہے جناب! آپ تلاشی لے لیں۔'' اللہ دتہ نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ ''حیرت
ا کی بات ہے کہ بیگم صاحبہ نے ہم غریب اور شریف آدمیوں پر شک کیا۔ ہمارا قصور صرف اتنا
ری بیوی نے بیٹی کی شادی کے لیے دس ہزار روپے مانگے۔ انہوں نے صرف پانچ سو روپے
ان کام پر نہیں گئی۔ ان کے ہاں ڈکیتی کی واردات ہوئی تو الزام ہم پر آ گیا۔''

یہ انتہائی غلط اور بھونڈا الزام ہے انسپکٹر!'' عقرب نے ترش روئی سے کہا۔ ''آپ کے پاس ان
ے کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے آپ بلاوجہ ان غریبوں کو ہراساں اور پریشان کر رہے ہیں میں
ں جاؤں گا تو آپ کی نوکری خطرے میں پڑ جائے گی اس بات کو یاد رکھیں۔''

پکٹر نے عقرب کی بات ان سنی کر دی۔ اس نے سپاہیوں سے کہا۔ ''چلو تلاشی لینا شروع کر دو۔''
ن دونوں سپاہیوں نے تلاشی لینا شروع کر دی ماں بیٹی ایک کونے میں کھڑی ہو کر کارروائی دیکھنے
ن دونوں کو اس بات کی بڑی امید تھی کہ ساری رقم اور زیورات برآمد ہو جائیں گے۔ وہ دل میں
ت اور حقارت سے کہہ رہی تھیں۔ ''مہراں! تم نے کالے جادو کا عمل کرایا تھا نا......؟ تم نے اس
ذریعے سے ہماری دولت ہتھیالی اور زیورات کو جلا کر راکھ کر دیا...... اب تم ہمارا جادو دیکھو
ب دیکھو...... پولیس تمہیں اور تمہارے شوہر اور بیٹی کو کیسا مزا چکھاتے ہیں۔ ہمارا جادو ہے
''

راں ایک طرف خاموشی سے کھڑی ہوئی تھی سپاہی الماری سے کپڑے درازیں اور دوسری
ل کر فرش پر پھینک رہے تھے۔ مہراں دل میں بڑی حیران تھی کہ...... بیگم صاحبہ کو اس پر اور اس
پر شک کیوں ہو گیا ہے۔ تلاشی لینے میں بمشکل صرف نصف گھنٹہ لگا۔ سامان تھا ہی کیا۔ نہ رقم
ی اور نہ زیورات...... نہ وہ پستول ملا جس کے بارے میں بتایا گیا تھا...... نہ نقاب جنہیں وہ پہن
تھے۔

پکٹر نے جھن جھلاتے ہوئے اللہ دتہ سے کہا۔ ''تم اپنی بیوی، لڑکی اور بھتیجے کے ساتھ چل کر گاڑی
......''

وہ کس لیے......'' عقرب نے کہا۔ ''ایسی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی جس سے ان کا جرم ثابت

اس لیے کہ تھانے چل کر پتا چلے گا کہ چوری کا مال تم لوگوں نے کہاں چھپا رکھا ہے۔'' انسپکٹر

تو آپ تشدد کر کے ہم سے جھوٹا اقبال جرم کروانا چاہتے ہیں......؟'' عقرب نے کہا۔
جب لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں تو ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔'' انسپکٹر نے کہا۔ ''تم

لوگ شرافت سے بتادو کہ رقم اور زیورات کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ پھر ہم کچھ نہیں کریں
معاف کردیں......"

"آپ نے ان ماں بیٹی کی بات مان لی...... لیکن ہماری بات کا یقین نہیں کر رہے ؟
نے کہا۔

"سیدھی طرح چلتے ہو کہ نہیں......" انسپکٹر بھنا گیا۔ "مجھے ایسا لگ رہا ہے یہ سب
دھرا ہے۔"

دفعتاً نگہت کے موبائل کی گھنٹی بجی تو اس نے فوراً ہی آن کر کے ہیلو کہا اور باتیں کر
...... واقعی...... سچ......" نگہت کا چہرہ حیرت اور خوشی سے کھل اٹھا۔ "اچھا...... اچھا...... ہم
رہی ہیں۔"

نگہت نے گفتگو کا سلسلہ بند کیا تو عمرانہ نے پوچھا۔ "ممی! کس کا فون تھا......؟
آپ بہت خوش ہو رہی ہیں؟"

"تمہارے ڈیڈی کا ٹیلی فون تھا۔" نگہت نے جواب دیا۔ "ساری رقم اور تمام زیورات مل

"سچ......" عمرانہ حیرت وخوشی سے اچھل پڑی۔ "کیسے مل گئے......؟ کہاں تھے وہ......"

"کیاریوں میں ایک بریف کیس میں پڑے ہوئے تھے۔ مالی آیا تو اس کی نظر پڑی
کھول کر دیکھا تو اس میں رقم اور زیورات تھے چوکیدار نے تمہارے ڈیڈی کو اسپتال ٹیلی فون
گھر پہنچے۔ انہوں نے بریف کیس دیکھا تو اس میں واقعی رقم اور زیورات رکھے ہوئے تھے۔"

"مجھے یقین نہیں آ رہا ہے ممی!......؟" عمرانہ نے سرشاری سے کہا۔

"یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا ہے۔ ہمیں چلنا چاہیے۔" نگہت نے کہا۔

"ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے......؟" انسپکٹر نے نگہت سے پوچھا۔

"ان لوگوں کو چھوڑ دیں...... یہ لوگ بے قصور ہیں۔ دراصل ہمیں غلط فہمی ہو گئی تھی آپ
زحمت ہوئی۔ آئی ایم ویری ویری ساری......" نگہت نے جواب دیا۔

گھر جاتے ہوئے عمرانہ نے کہا۔ "ممی! رقم اور زیورات کا مل جانا کیا معجزہ نہیں ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ کالا جادو کا عمل ایک دم سے الٹ ہو گیا۔ اس لیے ساری
گئیں۔" نگہت نے کہا۔ "دوسری طرف ہم اسے معجزہ بھی کہہ سکتی ہیں۔ واٹ اے سرپرائز۔"

جب ماں بیٹی گھر پہنچیں تو ڈاکٹر خورشید بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ وہ خوشی سے پاگل
تھا۔ انہیں دیکھتے ہی اس نے بریف کیس کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ "یہ دیکھو......"

ماں بیٹی نے بریف کیس میں جھانکا۔ یہ خاصا بڑا اور گہرا بریف کیس تھا اس کے ایک طرف
حصے میں نوٹوں کی گڈیاں تھیں۔ دوسری طرف نصف حصے میں تمام زیورات بھرے ہوئے
نے ایک بڑا سا ہار اٹھایا تو وہ مٹی میں تبدیل ہو گیا۔ نگہت نے ہزار ہزار کے نوٹوں کی گڈی اٹھائی تو
مٹی ہو گئی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے بریف کیس میں رکھے ہوئے نوٹ اور زیورات مٹی ہو گئے۔



کی مٹی بھر گئی۔

ڈاکٹر خورشید اس طرح اچھل پڑا جیسے اسے زبردست برقی جھٹکا لگا ہو۔ جیسے اسے کسی نے کسی اونچی
چھت سے نیچے پھینک دیا ہو۔ وہ ایک دم سے بھونچکا ہو گیا۔ اس کی کیفیت اس شخص کی سی ہو رہی
پر کوئی بجلی سی آ گری ہو۔ اس کے جسم کی نس نس میں خون سرد ہونے لگا اور پوروں تک سنسنی برقی
رح اتر گئی۔ اس کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں دکھ، حیرت اور خوف جھانک رہا تھا۔ وہ ساکت وجامد
گیا تھا۔

کہ وہ پہلے تجوری میں رقم اور زیورات کی جگہ کالا سانپ دیکھ چکا تھا۔ سانپ نے اس سے باتیں
تھیں۔ اس نے اپنی زندگی میں ایک موذی سانپ کو باتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ بے زبان
ر پرند چرند بھی باتیں کر سکتے ہیں اس نے آج تک نہیں سنا اور نہ ہی کہیں پڑھا تھا اور پھر اس کی
تمام زیورات کو بھی بچھوؤں اور کیڑے مکوڑوں کی شکل میں اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جو پلنگ پر
ے تھے۔ اس لیے رقم اور زیورات کو سفید مٹی میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھ کر کوئی ڈر اور خوف پیدا
بلکہ اس کی حیرت دو چند ہو گئی تھی۔ اگر وہ تحیر انگیز، نا قابل یقین اور خوف زدہ مناظر اس کی
سے گزر نہیں چکے ہوتے تو شاید وہ دہشت زدہ ہو جاتا لیکن یہ بات عجیب سی تھی کہ جب اس نے
س کھول کر رقم اور زیورات کو ہاتھ لگایا تو اس وقت یہ اپنی اصل حالت میں تھے۔ اب اس کی بیٹی
کے ہاتھ لگاتے ہی وہ سب مٹی بن گئے تھے اور اس پر سکتہ سا چھا گیا تھا۔

اں اور بیٹی کی بھی وہی حالت اور کیفیت تھی جو اس کی ہو رہی تھی۔ ان دونوں پر بڑی دیر تک سکتہ
رہا۔ کمرے میں گہرا سکوت چھا گیا تھا۔ ان تینوں کی نگاہیں بریف کیس میں بھری مٹی پر جمی ہوئی

"امی!" عمرانہ کی پھنسی پھنسی آواز نے کمرے میں چھائے ہوئے سکوت کو توڑا۔ "یہ سب کیا ہے؟"

"میری خود سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ سب کیا کھیل ہے؟ یہ کیا مذاق ہے؟" نگہت بکھری ہوئی
بولی۔

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ سارا کھیل مہراں کے شوہر کا ہے۔ وہی کالا جادو سے ہمیں
ہے۔" ڈاکٹر خورشید نے کہا۔

"کیا کالا جادو اس قدر زبردست اور اس قسم کا ہوتا ہے؟" عمرانہ نے اپنی پلکیں جھپکاتے ہوئے

"ہاں۔" نگہت نے سر ہلایا۔ "پہلے میں نے سنا تھا کہ سفلی علم اور کالا جادو بہت خطرناک ہوتا ہے
ایسے ایسے کام لیے جاتے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ مجھے توہمات پر یقین نہیں تھا لیکن آج
کچھ دیکھ کر یقین کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر ہم یہ ساری باتیں کسی کو بتائیں تو شاید وہ ان کا یقین نہ
۔ یہ سب کچھ نا قابل یقین لگ رہا ہے۔"

"کیا مہراں کے گھر کی پولیس نے تلاشی لی تھی؟" ڈاکٹر خورشید نے پوچھا۔ "پولیس کو کوئی چیز ہاتھ

لگی تھی؟''

''جی ہاں ڈیڈی!'' عمرانہ کہنے لگی۔ ''پولیس نے اس گھر کی ایک ایک چیز دیکھ لی سارا
پلٹ کر گھر کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ وہ گھر اجاڑ اور ویران کھنڈر کی طرح ہو گیا۔ ہماری لو
موجود نہیں تھی۔''

''اس جادوگر نے شاید یہ دیکھ کر کہ پولیس اس گھر کی تلاشی لے رہی ہے بریف کیس کا
یہاں جادو کے زور سے لا ڈالا تا کہ وہ دھر لیے نہ جائیں۔ اتفاق سے چوکی دار کی نظر اس پر
پڑ گئی پھر جادوگر نے اپنے جادو کے زور سے اس کے اندر کی ساری چیزوں کو مٹی بنا دیا تا کہ
نہ لگ سکیں۔'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔

''ہاں..... میرا بھی یہی خیال ہے۔'' نگہت نے کہا۔ ''ان حرام زادوں نے ہمیں اور
بنا دیا۔''

''کیوں نہ ہم پولیس کو اچانک لے جا کر ان کے گھر پر چھاپہ مار دیں؟'' عمرانہ نے تجو
''اب اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔'' نگہت نے کہا۔ ''کیوں کہ پولیس ہماری بات کا
کرے گی ہم نے پولیس سے معذرت کر کے کہا تھا کہ ہمارے زیورات مل گئے ہیں وہ گھر
ہمیں غلط فہمی ہو گئی تھی۔ پولیس سے میں نے معذرت بھی کی تھی۔ پولیس والے کہہ سکتے ہیں کہ
ہے کیوں کہ وہاں کچھ نہیں ملے گا۔''

''وہاں کیوں کچھ نہیں ملے گا.....؟'' عمرانہ نے تکرار کی۔ ''ہم تو اچانک ہی جا دھمکیں
پولیس بھی اچانک ہی چھاپہ مارے گی۔''

''پہلے بھی تو چھاپہ اچانک ہی مارا گیا تھا۔'' نگہت نے کہا۔ ''اس کا کیا نتیجہ نکلا، تم جانتی
بھی یہی ہوگا۔''

''نہیں اچانک چھاپہ مارنے سے مال غائب کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔ پہلے جو چھاپہ
اس سے انہیں مہلت مل گئی تھی۔''

''جادوگروں کو ایک پل کی مہلت بھی کافی ہوتی ہے ہمیں تو کوئی اور ہی تدبیر کرنا ہوگی۔''
نے کہا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ مہران کے گھر میں کوئی جادوگر موجود ہو اور وہ اپنے جادو کے زور
حرکتیں کر رہا ہو؟'' ڈاکٹر خورشید نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ ''کیا اس گھر میں مہران کے شوہر اور
علاوہ کوئی اور شخص موجود تھا؟''

''جی ہاں.....'' نگہت سر ہلا کر کہنے لگی۔ ''وہاں جو شخص موجود تھا اس نے پولیس انسپکٹر
کہ وہ وکیل ہے۔ وہ نہ صرف انسپکٹر سے بری طرح الجھ گیا تھا بلکہ اس نے پولیس کے خلاف قانونی چارہ
جوئی کرنے کی دھمکی بھی دی تھی۔''

''وہ پولیس انسپکٹر سے کس بات پر الجھا تھا.....؟'' ڈاکٹر خورشید نے حیرت سے پوچھا۔



''وہ تلاشی کے خلاف تھا۔ اس سے سرچ وارنٹ مانگ رہا تھا۔ انسپکٹر نے اس کی باتوں پر کان نہیں
نہ ہی اس کے رعب میں آیا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ تلاشی لیں۔ سپاہیوں نے گھر کا کونہ
چھان مارا تھا۔''

''کیا وہ شخص اپنی وضع قطع سے کوئی پیر یا جادوگر جیسا دکھائی دیا تھا؟'' ڈاکٹر خورشید نے سوالیہ
سے اسے دیکھا۔

''جی نہیں۔'' عمرانہ کہنے لگی۔ ''وہ شخص بہت مہذب، شائستہ اور نفیس قسم کا لگ رہا تھا۔ بہت
اور صاف ستھرے لباس میں تھا۔ شاید وہ وکیل ہی ہو۔ وہ سادے لباس میں ملبوس تھا۔ پیر یا
نہیں لگتا تھا۔''

''میرا خیال تو یہ ہے کہ وہ وکیل نہیں کوئی جادوگر ہی ہے۔ اس نے وہاں سے رقم اور زیورات جادو
سے ہٹا دیئے۔ پھر اس نے اس بریف کیس کی نظر بندی کر دی۔ ساری حرکتیں اسی کی
ڈاکٹر خورشید نے کہا۔

''اب کیا کیا جائے.....؟ کیا رقم اور زیورات ملنے کی کوئی امید ہے؟'' عمرانہ نے باپ کو سوالیہ
سے دیکھا۔

''ہاں ہے.....'' ڈاکٹر خورشید نے اپنی بیٹی کو پرخیال نظروں سے دیکھا۔ ''مجھے اندھیرے میں
کرن نظر آ رہی ہے۔''

''وہ کس طرح سے مل سکتے ہیں.....؟ کیا آپ بتانا پسند کریں گے؟'' عمرانہ بولی۔

''جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اسی طرح ایک جادوگر دوسرے جادوگر سے مقابلہ کر کے اسے
کر سکتا ہے۔'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔ ''میرے ذہن میں یہ تدبیر آ رہی ہے کہ کیوں نہ ہم کسی بڑے
خدمات حاصل کریں؟''

''تو کیا وہ ساری رقم اور زیورات ہمیں مل سکتے ہیں؟'' عمرانہ بولی۔ ''وہ تو مٹی اور راکھ بن
؟''

''کیوں نہیں..... جادوگر، جادوگر ہوتا ہے۔ وہ اپنے جادو کے زور سے بہت کچھ کر سکتا ہے
خورشید نے بیٹی کو دلاسا دیا۔ ''تم فکر مند اور پریشان نہ ہو۔ ہمارا مال ہمیں مل جائے گا میں انہیں
نے نہیں دوں گا۔''

''کیا آپ کی نظر میں ایسا کوئی جادوگر ہے جو اپنے جادو کے زور سے ہمارا مال واپس
؟'' نگہت نے دریافت کیا۔ ''شہر میں جادوگروں، پیروں اور سنیاسیوں کی کوئی کمی
ہے۔ لیکن کوئی بھی جادوگر ہر جادوگر کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے یہ جو سفلی علم اور کالے جادو کے ماہر اپنی
لے بیٹھے ہیں ان میں بہت سارے فراڈ بھی ہیں۔ اصلی کا پتا چلانا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں
اسی سے بات کروں گا۔ وہ تعویذ گنڈے فقیروں اور پیروں سے لیتا رہتا ہے۔ اس نے ایک بار
اس کی بیوی پر کسی نے جادو کر دیا تھا۔ وہ اس جادو کا زور توڑنے کے لیے ایک جادوگر کے پاس

گیا تھا اور اس جادوگر نے اس جادو کا زور توڑ دیا تھا۔ کیوں نہ ہم اس جادوگر کی خدمات حاصل...
''ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ کس جادوگر کی...... خدمات حاصل کرنے کے لیے...
تو ہمارا مال چاہیے۔'' نگہت نے کہا۔ ''اگر جادوگر اپنا کمال دکھائے تو اس بریف کیس کی مٹی...
اور زیورات میں تبدیل ہو جائے گی۔ تم اس بریف کیس کو اپنے کمرے کی الماری میں رکھ...
جادوگر کو دکھایا جا سکے۔'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔

''لیکن ڈیڈی!......؟'' عمرانہ نے حیرت سے کہا۔ ''یہ مٹی کس طرح سے رقم اور زیور...
تبدیل ہو سکتی ہے؟''

''اسی طرح سے جس طرح سے رقم اور زیورات کو مٹی بنا دیا گیا ہے۔ یہ نظر بندی ہے کوئی...
دے رہی ہے۔ ہاتھ لگانے سے بھی مٹی ہی معلوم ہو رہی ہے لیکن در حقیقت یہ اب بھی رقم اور...
ہیں۔'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔

پولیس کے جانے کے بعد اللہ دتہ نے سکون و اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ لیکن پولیس نے...
دردی سے تلاشی لی اور سامان نہ صرف الٹ پلٹ دیا بلکہ توڑ پھوڑ بھی دیا تھا اور ان کی بیٹی...
کپڑے اور کانچ کے جو برتن تھے ان کا بھی ستیاناس کر دیا تھا۔ کانچ کے سارے برتن ٹوٹ...
تھے گھر اور سامان کا یہ حشر نشر دیکھ کر ناجیہ اور مہراں رونے لگیں۔

''غریب ہونا بھی کتنا بڑا جرم ہے۔'' اللہ دتہ نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ ''پولیس نے اور بیگم...
نے ہم پر ڈکیتی کی واردات اور رقم اور زیورات کی چوری کا الزام عائد کیا...... اگر صاحب کا ٹیلی فون...
اور بیگم صاحب یہ نہ کہتی کہ ہم بے قصور ہیں اور انہیں غلط فہمی ہوگئی ہے تو ہم سب کو حوالات... لے جا...
اور تشدد کیا جاتا۔ ایذائیں دی جاتیں۔''

''ایک بہت بڑی مصیبت ٹل گئی۔'' عقرب نے کہا۔ ''خدا دشمن کو بھی پولیس سے...
رکھے۔''

''ہاں بیٹے!'' اللہ دتہ نے سرہلاتے ہوئے گہرا سانس لیا۔ ''واقعی بہت بڑی مصیبت ٹل گئی...
کوئی ایک چیز بھی برآمد ہو جاتی اور صاحب کا ٹیلی فون نہ آیا ہوتا تو تھانے لے جا کر میری بیوی...
عزت کر دیا جاتا۔''

''نہیں چاچا ایسا نہیں ہوتا......'' عقرب نے کہا۔ ''صرف تشدد ہوتا۔ ایذائیں دیتے...
کرلو اور سامان دے دو۔''

''تم نے شاید کل کا اخبار نہیں پڑھا۔'' اللہ دتہ کہنے لگا۔ ''میں تمہیں وہ اخبار بعد میں...
لاہور میں ایس ایچ او نے اور اس کے دو ساتھیوں نے ایک باپ کے سامنے اس کی بیٹی کی عزت کو...
کیا آسمان اور عرش کانپ نہیں اٹھے ہوں گے۔ ہائی کورٹ کے جسٹس نے کہا کہ اس سے...
اور گھناؤنا فعل کیا ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی پہلا اور نیا واقعہ نہیں ہے میں رکشا چلاتا ہوں میرے رکشا میں...
بیٹھتی ہیں ان کی باتیں سنتا ہوں۔ وہ ظلم بربریت اور ناانصافی کی اور پولیس کے مظالم کی جو کہا...



...بتاتے ہیں میں سن کر کانپ اٹھتا ہوں۔ کئی بار تو ایکسی ڈنٹ ہوتے ہوتے رہ گیا۔''

''اب کیا ہوگا......؟'' مہراں کی ہچکیاں بندھ گئیں ناجیہ دوسرے کمرے میں جا کر پھوٹ پھوٹ
...تھی۔ مہراں کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی ان ظالموں نے میری بچی کی شادی
...کپڑے تک پھاڑ دیئے۔ کتنی مشکل سے یہ جوڑے بنائے تھے۔ خدا غارت کرے بیگم صاحبہ
...تھوڑا سا زیور تھا وہ اور تین ہزار کی رقم بھی لے گئے۔''

''کیا......؟'' اللہ دتہ اچھل پڑا۔ ''زیور بھی لے گئے...... رقم بھی لے گئے...... وہ بارہ ہزار روپے کا

''ہاں......'' مہراں کے حلق میں گرہیں پڑ رہی تھیں۔ ''وہ جو دو سپاہی تھے نا انہوں نے اپنی اپنی
...ال لیے تھے۔ ناجیہ نے منع کیا تو ایک نے کہا۔ کیا تجھے اپنی عزت پیاری نہیں ہے۔ ہم تجھے
...ان کو بھی لے جائیں گے۔''

...یہ کہا تھا ان کالی بھیڑوں نے......'' اللہ دتہ کا خون کھول اٹھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ''تم نے
...یا نہیں......؟''

...کیسے بتاتی۔ ان سپاہیوں نے مجھے تمہارے پاس جانے نہیں دیا۔ اس کمرے میں روک کے رکھا

...آپ میرے ساتھ تھانے چلیں......'' عقرب نے کہا۔ ''ہم چل کر وہ رقم اور زیورات لے آتے

...ں سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تین ہزار کیا تین روپے بھی نہیں ملیں گے۔ زیورات کے بھی ملنے کا
...نہیں ہوتا......''

...آپ میرے ساتھ چلیں تو سہی۔ کوشش کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے......؟'' عقرب نے کہا۔

...ں...... جاؤ...... کوشش کر کے دیکھو...... رقم اور زیورات حرام کے نہیں ہیں برسوں کی بچت،
...حلال کمائی کے ہیں رقم اور زیورات نہیں ملے تو بچی کی شادی کیسے ہوگی......؟ شادی کے کپڑوں کا
...ناس ہو گیا۔''

...ں پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس نے دوپٹے سے چہرہ ڈھانپ لیا۔

...پولیس والوں کو مجھ سے زیادہ نہیں جانتی ہو۔'' اللہ دتہ نے کہا۔ ''مجھے ان سے روزانہ واسطہ
...ہے۔ جب میں تھانے جا کر ان پولیس کے سپاہیوں کے خلاف شکایت کروں گا تو جانتی ہو کیا
...لوں کو حوالات میں بند کر دیا جائے۔''

...بھی نہیں ہوگا۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔'' عقرب نے کہا۔ ''ہم خیریت سے رقم اور
...لے کر آجائیں گے۔''

...کہتے ہو تو چلتا ہوں...... اللہ ہمارا نگہبان ہو۔'' اللہ دتہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

...'' عقرب نے کہا۔ ''آپ فکر مند اور پریشان نہ ہوں۔ انشاء اللہ ناجیہ کی شادی بہت اچھی

طرح اور وقت پر ہوگی۔ جہیز اور لین دین میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ناجیہ آپ کی بیٹی ہے لیکن
ہے جب بھائی موجود ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اوپر والے کی ذات پر بھروسا رکھیں
اور سامان کی بربادی کی چنداں فکر نہ کریں۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ بیگم صاحب اس قدر خبیث قسم کی عورت نکلے گی۔ ہم غریبوں
کیا ملا ہوگا؟"

"اکثر ڈاکٹر ان کی بیویاں اور دولت مند لوگ بڑے خبیث، خودغرض، ذلیل، ڈاکو
قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ کمزوروں اور غریبوں کو موقع ملتے ہی دباتے ہیں اور انہیں
ہیں۔ خیر کوئی بات نہیں۔ میں ڈاکٹر اور اس کی بیوی کو ایسا سبق دوں گا اور اس حرکت کا ایسا بدلہ
ساری زندگی یاد رکھیں گے۔ ہرجانہ بھی وصول کر کے دوں گا...... آپ ہماری واپسی تک
کر کے رکھ دیں کھانا بھی پکا دیں کوئی غم نہ کریں۔ بھول جائیں کہ کیا ہوا تھا؟"

"اگر ہم شام تک گھر نہ آئیں تو شاہ جی کے پاس چلے جانا اور انہیں سارا قصہ سنا
دینا......" اللہ دتہ نے کہا۔

انسپکٹر نے ان دونوں کو دیکھ کر منہ بنایا۔ سلام کا جواب بڑی ناگواری سے دے کر پوچھا
یہاں کس لیے آئے ہو؟"

"آپ کے آدمیوں نے گھر کی تلاشی لیتے وقت شادی کے نئے کپڑے پھاڑ دیئے اور
برتن جو جہیز میں دینے کے تھے وہ توڑ دیے۔ اس طرح میرے چچا کو پندرہ ہزار روپے کا زبردست
ہوا اس کا ذمہ دار کون ہے۔" عقرب نے پوچھا۔

"شکر کرو کہ...... تم دونوں بچ گئے۔ ورنہ تمہارے سر اور ہڈیاں بھی توڑ دی جاتیں۔ چلا
ہو جاؤ۔ تلاشی کے دوران ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے ذمے دار ہم نہیں ہوتے ہیں۔" انسپکٹر
ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"چلیے...... یہ نقصان تو ہم کسی نہ کسی طرح برداشت کر لیں گے۔" عقرب نے کہا۔ "آپ
کے دو آدمیوں نے الماری سے جو تین ہزار کی رقم اور پندرہ ہزار روپے کے زیور تلاشی کے دوران
سے نکال کر جیب میں رکھ لیے اسے تو دلا دیجیے۔"

"تمہارے پاس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ان دونوں نے رقم اور زیور اڑا لیا......؟"
کر کہا۔

"آپ ان دونوں کو بلائیے۔ میں ان کی چوری کا ثبوت بھی پیش کیے دیتا ہوں۔" عقرب

"تم میرے آدمیوں پر چوری کا الزام لگا رہے ہو......؟" انسپکٹر کا پارہ چڑھ گیا۔ "تم
کو چور سمجھتے ہو؟"

"جو چوری کرے گا وہ چور کہلائے گا۔ اسے فرشتہ اور نیک آدمی تو نہیں کہا جائے گا۔"
بھی تیز لہجے میں کہا۔



"ایک بات یاد رکھو۔" انسپکٹر نے عقرب کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ "تمہارا یہ الزام غلط
ہوا اور تم ان کے خلاف ثبوت فراہم کرنے میں ناکام رہے تو نہ صرف تم دونوں کی کھال ادھیڑ دی
گی بلکہ حوالات میں بند کر دوں گا۔"

"مجھے منظور ہے۔" عقرب نے کہا۔ "بالفرض محال ان کا جرم ثابت ہو گیا تو آپ انہیں کیا سزا
گے؟"

"میں جانوں وہ جانیں...... تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے......؟" انسپکٹر نے برہمی سے کہا۔

"مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ ہمیں تو رقم اور زیور چاہیے۔" عقرب نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

انسپکٹر نے گھنٹی بجا کر سپاہی کو بلایا۔ پھر اس نے عقرب سے پوچھا۔ "تمہیں کس پر شک ہے؟"

"غلام بندہ اور جمعرات خان پر......" عقرب نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ اللہ دتہ اور عقرب کو دیکھ کر وہ دونوں بری
چونکے۔ ادھر انسپکٹر کے دل میں ایک آوارہ سا خیال آیا تو اس کی نیت میں فتور پیدا ہوا۔ اس نے
کیوں نہ وہ کسی حیلے بہانے سے تین ہزار کی رقم اور زیور ہتھیا لے جو پندرہ ہزار کی مالیت کے
ور پھر اسے دوسری طرف ان دونوں سپاہیوں پر غصہ بھی آیا جو اس چوری کی اسے ہوا بھی لگنے نہیں
ایک طرح سے وہ دونوں مل کر سارا مال خود ہی ہڑپ کر لینا چاہتے تھے۔ ایسے ماحول میں اس کا
فیصد ہوتا تھا۔ وہ اگر اسے اس میں سے حصہ دے دیتے تو پھر وہ ان دونوں کو دھمکی دے کر بھگا

انسپکٹر نے ان دونوں کو خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "سنا ہے تم دونوں نے ان کے گھر
لیتے وقت تین ہزار روپے اور پندرہ ہزار کے زیور الماری سے نکال کر جیب میں رکھ لیے۔ کیا یہ
؟"

"جی نہیں......" غلام بندہ گھبرا گیا جمعرات خان کے چہرے کا رنگ بھی اڑ گیا۔ غلام بندہ نے
پیش کی۔ "جی نہیں یہ جھوٹ ہے۔"

"جمعرات خان تم کیا کہتے ہو......؟" انسپکٹر نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا یہ الزام درست

"یہ جھوٹ بول رہے ہیں...... ہم پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔" جمعرات خان نے لڑکھڑاتی زبان

"سن لیا تم دونوں نے......" انسپکٹر نے عقرب اور اللہ دتہ کی طرف باری باری دیکھا۔

"ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟" عقرب نے کہا۔ "یہ دونوں ہی چور ہیں جھوٹے ہیں مکار

"تم پولیس والوں پر الزام تراشی بند کرو......" انسپکٹر نے بگڑتے ہوئے کہا۔ "تم نے کہا تھا کہ ان
ف تمہارے پاس ثبوت موجود ہے کہاں ہے وہ ثبوت؟ مجھے ثبوت چاہیے میرے پاس فالتو وقت

نہیں ہے۔''

''رقم جمعرات خان کی جیب میں ہے۔''عقرب کہنے لگا۔''اس وقت اس کی جیب
ہزار سات سو روپے ہیں سترہ سو روپے رشوت کے ہیں جو اس نے گاڑی والے سے لیے
ایک بچے کو ٹکر مار کر زخمی کر دیا تھا۔اسے کل چار ہزار روپے ملے جس میں سے اس نے سترہ
بندہ کو دیئے سب انسپکٹر صاحب کو چھ سو روپے یہ کہہ کر دیئے کہ گاڑی والے نے آٹھ سو ر
سب انسپکٹر سے بھی جھوٹ بولا۔گاڑی والے کو لائسنس یک دے کر رفو چکر کرا دیا۔''

جمعرات کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔غلام بندہ سراسیمہ سا ہو گیا۔ان دونوں کا
چل رہا تھا وہ دل میں بھونچکے سے ہو رہے تھے کہ اسے ان چار ہزار کی خبر کیسے ہو گئی؟ جب کہ
انتہائی احتیاط اور رازدارانہ طور پر ہوا تھا۔ان دونوں نے فوراً ہی خود پر قابو پا لیا۔لیکن ان کی رنگت
سرد ہونے لگا تھا۔

''اس بات کا تمہیں کیسے اور کیوں کر پتا چلا؟''انسپکٹر نے حیرت سے عقرب کو دیکھا۔

''جب ہم دونوں رکشا سے اتر کے تھانے میں داخل ہو رہے تھے یہ دونوں گیٹ کے پاس
کھسر پھسر کر رہے تھے۔جمعرات خان کہہ رہا تھا کہ......انسپکٹر صاحب کو ہوا لگنے نہیں دینا......
سارا مال ہڑپ کر لیں گے۔''

''تم تینوں نے کس کی اجازت سے اس شخص کو جانے دیا۔سب انسپکٹر کہاں ہے؟''انسپکٹر
سرخ ہو گیا۔

''سر!یہ شخص ہمارے خلاف آپ کو بھڑکا رہا ہے گاڑی والے نے ایک پیسہ نہیں دیا۔کیوں
نے موبائل پر آئی جی صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے سب انسپکٹر صاحب سے کہا تھا اس آدمی کو
دو۔سب انسپکٹر ہیڈ کوارٹر گئے ہوئے ہیں۔''غلام بندہ نے کہا۔''آپ اس کی بات کا اعتبار نہ کریں
بڑی کمینی چیز ہے۔''

''لیکن یہ جو رقم کے بارے میں کہہ رہا ہے کیا وہ غلط ہے؟تم دونوں کے پاس کیا واقعی ان
ہے؟''

''میرے پاس تو اس وقت دو ہزار روپے ہیں جو مجھے منی آرڈر کر کے گھر بھیجنا ہیں۔''غلام
نے کہا۔

''یہ جھوٹ بول رہا ہے۔''عقرب کہنے لگا۔''اس کے پاس تین سو روپے تھے۔رشوت کی رقم
دو ہزار روپے ہو گئے۔جمعرات خان نے گھر سے نکالی ہوئی رقم میں سے ابھی تک اسے حصہ نہیں دیا
زیور جو ہے وہ غلام بندہ کے پاس ہے۔ان دونوں نے یہ طے کیا تھا کہ چھٹی ہونے کے بعد کسی
دکان پر جا کر زیور بیچ دیں گے پھر گھر جا کر اپنا اپنا حصہ لے لیں گے۔آپ کو میری بات کا یقین
آ رہا ہے تو ان کی تلاشی لے کر دیکھ لیں آپ کو جھوٹ کا پتا چل جائے گا۔''

''تم دونوں ادھر آؤ اور مجھے اپنی اپنی تلاشی دو۔''انسپکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔



پھر! معلوم نہیں اسے کیسے اندازہ ہو گیا کہ میرے پاس تین ہزار روپے ہیں؟''جمعرات خان
لہجے میں کہا۔''یہ رقم میں نے اپنے ایک دوست سے قرض لی ہے۔قرض لیے تھوڑی دیر ہی
وہ مجھے قرض دے کر ابھی گیا ہے۔اس نے شاید مجھے رقم لیتے ہوئے دیکھ لیا۔اس لیے یہ
اپنے باپ کی رقم سمجھ رہا ہے۔''

یہ رقم میرے چچا کی ہے تمہارے باپ کی نہیں۔''عقرب نے برہمی سے کہا۔''تم زبان سنبھال
کرو۔''

انسپکٹر سمجھ گیا تھا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔جمعرات خان صاف جھوٹ بول رہا تھا۔وہ چوں کہ رقم اور
ہڑپ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا اس لیے اس نے جمعرات خان کی طرف داری کی۔''اس
جو رقم ہے وہ قرض لی ہوئی ہے۔''

''انسپکٹر صاحب!یہ جھوٹ بول رہا ہے اسے کسی نے رقم نہیں دی ہے نہ میں نے اسے رقم لیتے
دیکھا ہے۔اس کے پاس جو تین ہزار روپے ہیں ان میں پانچ سو کے دو، ہزار کا ایک، سو کے پانچ
کے دس نوٹ ہیں۔میں ان کے نمبر بھی بتا سکتا ہوں مجھے تمام نوٹوں کے نمبر یاد ہیں آپ اپنی
ملتے ہیں۔''عقرب نے کہا۔

''جمعرات خان!تمہارے پاس جو تین ہزار روپے ہیں وہ مجھے دے دو۔میں دیکھتا ہوں کہ ان
بتا سکتا ہے یا نہیں۔''جمعرات خان مرتا کیا نہ کرتا اس نے اپنی جیب سے نوٹ نکال کر انسپکٹر کی
بڑھا دیئے۔اسے اس بات کا یقین تھا کہ عقرب ایک نوٹ کا نمبر بھی بتا نہیں سکے گا......اللہ دتہ جو
سے ایک تماشائی کی طرح حیران ہو رہا تھا یہ سن کر اس کی حیرت دوچند ہو گئی کہ عقرب ان نوٹوں
کیسے بتا سکے گا۔جب کہ وہ نوٹ الماری میں تھے اور عقرب نے دیکھے بھی نہ تھے۔

انسپکٹر نے جمعرات خان کے ہاتھ سے نوٹ لے کر انہیں میز کی دراز میں رکھا۔پھر ہزار کا نوٹ
اس کا نمبر پوچھا تو عقرب نے فوراً ہی اس کا نمبر بتا دیا۔پھر اس نے تمام نوٹوں کے نمبر صحیح
انسپکٹر اور جمعرات خان سے زیادہ حیران بلکہ بھونچکا اللہ دتہ ہوا تھا۔اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا
نے صحیح صحیح نمبر ایک ایک لمحے میں کیسے بتا دیئے۔

اب انسپکٹر کے لیے فرار کا راستہ نہیں رہا تھا کوئی ایسی تاویل نہیں تھی کہ اس رقم کو ہڑپ
آخر اس نے دل پر جبر کر کے رقم عقرب کی طرف بڑھا دی۔عقرب نے نوٹ لے کر جیب
لیے۔اس نے شکریہ کہنا مناسب نہیں سمجھا۔

''اچھا اب آپ غلام بندہ سے کہیں کہ وہ شرافت سے زیور ہمیں دے دے۔''عقرب نے انسپکٹر

''اس زیور کی نشانی بتاؤ۔کون کون سا زیور تمہارا ہے؟''انسپکٹر نے سوالیہ نظروں سے اسے اور اللہ
ا۔اللہ دتہ سے پہلے عقرب بول اٹھا۔''ایک لاکٹ ہے جس میں نیلے رنگ کا نگینہ لگا ہوا ہے۔دو
کڑے اور دو انگوٹھیاں ہیں۔ان میں صرف ایک انگوٹھی جڑاؤ ہے۔یہ ہے کل زیور......؟''

اللہ دتہ کی حیرت لمحہ بہ لمحہ دوچند ہوتی جارہی تھی۔ ادھر غلام بندہ کے پسینے چھوٹ نے انسپکٹر کے کہنے پر زیور جیب سے نکال کر انسپکٹر کے سامنے میز پر رکھ دیئے۔ انسپکٹر نے دیکھا۔ اس کی نیت میں فتور آچکا تھا اور وہ اسے ہر قیمت پر ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ زیورات اور قیمتی تھے۔ پندرہ ہزار سے زائد مالیت کے تھے۔ ان زیورات پر اس کا دل آ گیا تھا۔

''یہ زیور پندرہ نہیں پچیس تیس ہزار کی مالیت کے ہیں۔ لہٰذا یہ تمہارے نہیں ہیں۔ تم پندرہ ہزار روپے کے ہیں۔''

''میں نے تین سال قبل ایک دوست کی دکان سے خریدے تھے۔'' اللہ دتہ نے کہا۔ ''وہ اپنی دکان ختم کر کے سعودی عرب جارہا تھا اس لیے اس نے مجھے بہت ہی کم قیمت پر دیئے تھے۔''

''اچھا تم اس کی رسید دکھاؤ......'' انسپکٹر نے کہا۔ ''تاکہ پتا چلے کہ یہ تمہارے خریدے ہیں۔''

''رسید......؟'' اللہ دتہ چکرا گیا۔ ''رسید اس نے نہیں دی اور نہ میں نے مانگی۔ کیوں ضرورت نہیں تھی۔''

''یہ تم صاف صاف کیوں نہیں کہتے ہو کہ یہ زیور چوری کا مال ہے۔ تم نے کہاں تھا؟'' انسپکٹر کرخت لہجے میں بولا۔

''جی......'' حیرت اور دکھ سے اللہ دتہ کا منہ کھلا رہ گیا۔ وہ قدرے توقف کے بعد بولا۔ غریب آدمی سہی۔ لیکن شریف آدمی ہوں۔ محنت مزدوری کر کے پیٹ بھرتا ہوں مجھے کیا ضرورت کہ میں چوری کرتا پھروں۔''

''تم نے نہیں تو تمہاری بیوی نے کی ہوگی؟'' انسپکٹر نے اندھیرے میں تیر چلایا۔ ''تمہاری ماسی کا کام کرتی ہے نا؟''

''میری بیوی ایک ایمان دار عورت ہے وہ ماسی کا کام کرتی ہے لیکن اس نے کبھی ایک چوری نہیں کی۔''

''ڈاکٹر صاحب کی بیوی نے کہا تھا کہ تمہاری بیوی نے دو تین برس پہلے چوری کی تھی تھا لیکن اس حرکت کو اس لیے نظر انداز کر دیا تھا کہ اس وقت ان کی کوئی مجبوری تھی۔ اس واقعے بہت محتاط ہوگئی تھیں۔'' انسپکٹر نے پھر جھوٹ بولا۔

''انسپکٹر صاحب! اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ہاں ہو جائے اور وہ کوئی ایکشن نہ لیں۔'' عقرب نے کہا۔ ''وہ اور اس کی بیوی نہ صرف چڑیل خبیث ہیں بلکہ ایک ایک پائی پر جان دینے والے ہیں۔ انہیں کسی غریب کو دس روپے دیتے ہوئے ہے آپ ان کی باتوں پر نہ جائیں۔ انہوں نے جھوٹا الزام لگایا ہے۔''

''میں چوری کے الزام میں نہ صرف تمہاری بیوی بلکہ تم دونوں کو بھی گرفتار کرتا ہوں۔'' رعونت سے کہا۔



''آپ صاف صاف بتائیں کہ کیا چاہتے ہیں۔'' عقرب نے کہا۔ ''آپ ہمیں بلاوجہ تنگ اور کس لیے کر رہے ہیں؟''

''تم بہت ہوشیار اور ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو...... اب کیا صاف صاف کہنے کی ضرورت باقی رہ گئی؟''

عقرب نے تین ہزار روپے نکال کر انسپکٹر کی طرف بڑھائے۔ ''آپ یہ رقم اور زیورات رکھ لیں جانے کی اجازت دیں۔'' انسپکٹر نے رقم جیب میں اور زیورات میز کی دراز میں رکھ ٹھیک ہے اب تم دونوں جاسکتے ہو۔ لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو۔ تم نے اس واقعے کا کسی کیا تو اچھا نہیں ہوگا۔ پولیس کے اعلیٰ افسروں سے شکایت کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ تم نہیں ں کیسا حرامی شخص ہوں۔ میرے نام سے مجرم اور جرائم پیشہ افراد بہت ہی کانپتے ہیں۔''

''آپ بے فکر رہیں سر!'' عقرب نے بڑے اطمینان سے کہا۔ ''اس واقعے کی ہمارے فرشتوں کو ں ہوگی۔''

جب وہ دونوں باہر نکل گئے تو انسپکٹر غلام بندہ اور جمعرات خان پر برس پڑا۔ ''حرام زادو!...... تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔ اکیلے اکیلے ہضم کر رہے تھے...... سزا کے طور پر تم دونوں کو اس میں سے ل بھی نہیں ملے گا۔ آئندہ تم دونوں نے ایسی ذلیل حرکت کی تو چوری کے الزام میں سزا دوں تم جاسکتے ہو۔ دفع ہو جاؤ۔''

ھانے سے باہر آنے کے بعد اللہ دتہ نے کہا۔ ''یہاں آ کر لینے کے دینے پڑ گئے۔ وہ ہم تینوں کو میں بند کر دیتا اگر اسے رقم اور زیور نہ دیا جاتا۔ میں اس لیے تھانے آنا نہیں چاہتا تھا تمہارے گیا۔''

''میں جانتا تھا کہ کیا ہوگا......؟'' عقرب نے کہا۔ ''میں کسی اور خیال کے زیر اثر یہاں آپ کو لے ے ہاں پولیس کے محکمے میں ایسی کالی بھیڑوں نے غریبوں اور شریفوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ دھجیاں اڑاتے ہیں۔ سیدھے سادے لوگوں کو ہراساں کرتے ہیں خیر کوئی بات نہیں۔ آپ رزیور کے جانے کا کوئی غم نہ کریں۔ اللہ آپ کو اس سے بڑھ کر دے گا۔ آپ مجھے صدر کے ں چھوڑ دیں میں ایک دو گھنٹے کے بعد آؤں گا کھانے پر میرا انتظار ضرور کریں۔''

''بیٹے!'' اللہ دتہ نے رکشا میں بیٹھتے ہوئے دل گرفتہ لہجے میں کہا۔ ''میں بڑا مایوس اور ناامید ہو گیا بیٹی کی شادی اس صورت میں ہوسکتی ہے کہ رکشا بیچ دوں۔ بیٹی کی شادی کے بعد رکشا کرائے پلاؤں۔''

''اللہ کی ذات سے ناامید ہونا کفر ہے۔'' عقرب نے دلاسا دیا۔ ''جب میں گھر آؤں گا تب ہم صلاح مشورے کریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ...... اللہ نے چاہا تو کوئی صورت نکل آئے۔ رکشا نہ ''

''اب تم کہاں جارہے ہو بیٹے!'' اللہ دتہ نے گہرا سانس لیا۔ ''گھر کیوں نہیں چل رہے ہو؟''

"مجھے صدر میں ایک کام ہے۔ میں یہاں سے ایک دوست کی عیادت کے لیے ...
پھر ہوٹل سے سامان لیتا آؤں گا۔"

☆☆☆..........☆☆☆

انسپکٹر جب گھر پہنچا تو وہ بہت خوش تھا۔ وہ صرف آج ہی گھر خوش خوش نہیں پہنچا تھا ...
اسی طرح خوش خوش پہنچتا تھا کیوں کہ اس کی جیب گرم ہوتی تھی اور سارے جسم میں لہو ...
تھا۔ آج بھی اس کی جیب میں دن بھر کی بالائی آمدنی پچپن ہزار روپے کی صورت میں موجود ...
ہزار اور زیور الگ تھا جو اللہ دتہ کو ہراساں کر کے حاصل کیا تھا۔

انسپکٹر نے اپنے بیڈ روم میں جا کر دروازہ بند کیا۔ وہ ڈیوٹی سے آ کر اپنے کمرے ...
تو اس کی بیوی کے سوا کسی کو اس کی اجازت کے بغیر اندر آنے کی اجازت نہ تھی۔ اس کے ...
آ سکتے تھے اس وقت اس کی بیوی گھر پر موجود نہیں تھی۔ وہ پڑوس میں گئی ہوئی تھی۔ انسپکٹر نے ...
کے بعد دیوار پر لگی تصویر اتاری۔ دیوار میں تجوری نصب تھی۔ اس نے جیب سے چابی نکال ...
دروازہ کھولا۔ اس تجوری میں دو خانے بنے ہوئے تھے۔ اوپر والے خانے میں نوٹوں کی ...
انعامی بانڈ کی گڈیاں تھیں۔ دوسرے خانے میں سونے کے زیورات رکھے ہوئے تھے۔ وہ ...
دو بیٹیوں کی شادی کے لیے جمع کر رہا تھا۔ ان میں بیشتر زیورات وہ تھے جو اس نے گھروں کی ...
دوران ہڑپ کر لیے تھے اس وقت اس کے پاس چھ سات لاکھ کی مالیت سے زائد زیورات ...
بارہ لاکھ تھی۔ اس کی دولت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی تو اسے ناگوار سا لگا۔ اس نے کرخت لہجے میں کہا ...
ہے......؟"

"میں یاسمین ہوں۔" باہر سے اس کی بیوی نے مترنم لہجے میں جواب دیا۔ "دروازہ کھولو..."

انسپکٹر نے دروازہ کھولا۔ یاسمین نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی۔ انسپکٹر ...
بیوی کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت کاسنی رنگ کے شلوار سوٹ میں بڑی غضب کی دکھائی ...
تھی۔ بھڑکیلے لباس میں اس کا حسن وشباب اور گداز بدن اور غضب ڈھا رہا تھا۔ گزشتہ برس ...
بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنی سالی سے شادی کر لی تھی۔ اس کی سالی شادی شدہ تھی جو ...
شوہر معمولی شخص تھا اس لیے اس نے طلاق لے کر اپنے بہنوئی سے شادی کر لی تھی۔ اس کے اور ...
بہنوئی کی عمروں میں بڑا فرق تھا۔ وہ پچیس برس چھوٹی تھی۔ اپنے بہنوئی کی دولت ٹھاٹ بھاٹ ...
تعیش زندگی پر ریجھ گئی۔ اس کا شوہر اسے طلاق دینا نہیں چاہتا تھا اس نے اپنی بیوی کو سمجھایا ...
دولت کی خاطر اس سے طلاق نہ لے۔ اس کے بہنوئی کی کمائی حرام کی ہے وہ ایک راشی پولیس ...
اور بہت بدنام بھی ہے۔ لیکن اس نے اس شریف آدمی کی بات نہیں مانی۔ اس شخص نے طلاق ...
انکار کیا تو انسپکٹر نے نہ صرف اس کے شوہر کو حوالات میں غیر قانونی طور پر بند کر دیا بلکہ اس کے گھر ...
کو ہراساں اور تنگ کرنا شروع کر دیا۔ جب اس غریب شخص پر ظلم وستم اور تشدد حد سے تجاوز ...



طلاق دے دی۔ یاسمین نے عدت بھی پوری نہیں کی اور اپنے بہنوئی سے شادی کر لی۔ شادی
... انسپکٹر کا سالی سے معاشقہ چل رہا تھا اور تعلقات بھی استوار تھے پہلی بیوی کے علم میں سب کچھ تھا
... شوہر کی بے وفائی اور اپنی بہن کی بدکاری کے غم میں اور صدمے سے مر گئی۔ ان کی شادی کو چھ ماہ
... ہو رہا تھا۔

پہلی بیوی سے اس کی دو لڑکیاں اور دو لڑکے تھے۔ دونوں لڑکیاں جوان تھیں اور کالج میں پڑھ رہی
... دونوں لڑکے چودہ اور بارہ برس کی عمر کے تھے۔ اس نے اپنی دونوں لڑکیوں کا رشتہ بھی راشی
... سے طے کیا ہوا تھا۔ آئندہ برس ان کی شادی ہونے والی تھی۔ یاسمین نے اپنے شوہر کے پاس
... کے گلے میں اپنی بانہیں حمائل کر دیں۔ پھر اس کا والہانہ پن سے ایک طویل بوسہ لیا۔ پھر اس
... کی دیر بعد پوچھا۔ "آج کیا رہا......؟ کیا اونچا ہاتھ مارا......؟"

"آج کا دن بھی بہت اچھا رہا۔ پچپن ہزار صرف ایک شخص سے موصول ہوئے۔ اس کے علاوہ
... روپے اور پچیس ہزار کے زیور ہاتھ لگے۔ کسی دن ایسا اونچا ہاتھ ماروں گا کہ امریکہ اور یورپ کی
... ہو جائے گی۔"

"بچیوں کی شادی کے لیے شاپنگ بھی تو کرنا ہے...... کیا سنگاپور چلنے کا ارادہ نہیں ہے؟" یاسمین
... تھا۔

"آئندہ ماہ کی دس تاریخ کا پروگرام بنا رہا ہوں۔" انسپکٹر نے کہا۔ "کیا بچوں کو بھی ساتھ لے
... ہیں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی پسند کی خریداری کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری پسند، ان کی پسند اور ان
... کی نہ ہو۔"

"لیکن وہ آئیں گے تو ہماری سیر وتفریحات متاثر ہو جائیں گی۔" وہ مخمور نگاہوں سے دیکھتی ہوئی

"تم فکر کیوں کرتی ہو...... ہم انہیں چھ سات دن کے بعد بلا لیں گے۔" انسپکٹر نے اس کی
... میں جھانکتے اور اس کے رخسار کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔ "ہم شادی کے بعد ہنی مون نہیں
... اب وہاں جا کر ہنی مون منائیں گے۔ باسی ہنی مون......"

"میں پڑوس میں فخر الزمان صاحب کے ہاں گئی تھی...... بیگم فخر الزمان نے مجھے خاص طور پر بلایا
... مین بولی۔

"وہ کس لیے......؟" اس نے پوچھا۔ "آج کل فخر الزماں صاحب بہت اونچے جا رہے ہیں
... کروڑ نوے لاکھ روپے کا ایک ٹھیکہ ملا ہے جس میں انہیں پانچ کروڑ کی زبردست بچت ہوگی۔ ان
... یوں بھی کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔"

"اس لیے کہ وہ آپ سے ایک بہت ہی اہم کام لینا چاہتی ہیں۔" یاسمین اسے لے کر پلنگ پر بیٹھ

"خیریت تو ہے...... مجھ سے ایسا کیا کام آن پڑا ہے......؟" اس نے متعجب نظروں سے بیوی کو

دیکھا۔

''وہ کہہ رہی تھیں کہ ان کے سابق داماد کو کیا قتل کے کسی جھوٹے کیس میں پھنسایا جاسکتا ہے۔''

''قتل کے کسی کیس میں کسی کو پھنسانا میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔لیکن وہ اس کام پیش کریں گی......؟''

''یہ وہ جاننا چاہتی ہیں کہ تم کیا نذرانہ لو گے......؟ ان کی باتوں سے ایسا لگ رہا تھا نذرانہ دینے کے لیے تیار ہیں تم بتادو کہ کیا لو گے......؟ انہیں کل صبح تک جواب چاہیے۔ بتایا جاسکتا ہے۔''

''یہ تو میں بتادوں گا......لیکن کیا انہوں نے یہ بتایا کہ وہ داماد کو کیوں پھنسانا چاہتی ہیں کی دونوں بیٹیاں مطلقہ ہیں۔''

''پہلی بیٹی نے خود سے طلاق لی تھی کیوں کہ اس کے شوہر کو آزادی اور پارٹیوں میں تھا۔ دوسری بیٹی کو اس کے شوہر نے طلاق دی تھی کیوں کہ وہ اپنی بڑی بہن کی طرح آوارہ اور تھی۔ اس کے شوہر نے اسے پہلے بہت سمجھایا بھی تھا۔ جب اس نے ایک روز اپنے سسرال برس کے ملازم لڑکے کے ساتھ بستر میں اسے دیکھا تو اس نے ایک ہنگامہ کھڑا کردیا تھا۔ اور سسر سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہے۔ ماں باپ نہیں چاہتے تھے کیوں رشتہ ایک ایسے اونچے گھرانے کے لڑکے سے طے ہوا تھا جس سے کروڑوں کا فائدہ ہونے والا تھا بیٹی کو طلاق دینے سے وہ رشتہ ٹوٹ گیا۔ ساٹھ کروڑ کا ایک پراجیکٹ محض اس وجہ سے ہاتھ اس لیے وہ اس سے بدلہ لینا اور پھانسی پر چڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ سارے گھر والوں کی خواہش جیل میں سڑے اور پھانسی چڑھ جائے۔''

''ان سے کہو کہ پچیس لاکھ روپے دے دیں تو ان کا خواب پورا ہوسکتا ہے؟ میں پوری رقم پیشگی''

''میں ابھی کہہ کر آتی ہوں......لیکن اس بات کی گارنٹی ہے نا اسے پھانسی ہوجائے گی۔''

''سو فیصد گارنٹی......'' وہ کہنے لگا۔ ''میں اسے صرف قتل کے کیس میں ملوث نہیں کروں گا کے خلاف بہت سارے کیس بناؤں گا۔''

''مثلاً......؟'' یاسمین نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ''مجھے بھی بتاؤ تا بتاسکوں۔''

''کمسن لڑکی پر مجرمانہ حملہ......شادی شدہ عورت کا اغوا اور اس کی آبروریزی...... وغیرہ۔''

یاسمین اسی وقت چلی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آکر بولی۔ ''وہ تیار ہیں۔لیکن رقم وہ کل شام گی۔''

''سنگاپور سے واپسی کے بعد ہم امریکہ کی سیر وسیاحت کا پروگرام بنائیں گے......'' اس



ؤں کی گرفت میں لے کر کہا۔ ''میری جان! تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ وہ پانچ پر بھی راضی ہوجاتیں تو میں ان کا کام کردیتا۔ پچیس لاکھ بہت بڑی رقم ہے۔ مجھے صرف اس ہزار خرچ کرنا ہوں گے۔ چلو۔ ہم باہر چل کر اس خوشی میں کسی اچھے ہوٹل میں ڈنر لیتے

ٹر نے ہوٹل سے واپسی پر اپنے بچوں کو اپنی بڑی بہن کے ہاں چھوڑ دیا۔ کیوں کہ دوسرے دن ی کی مایوں کی تقریب تھی۔ دونوں میاں بیوی گھر آگئے۔ گھر میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں دو مسلح سپاہی پہرے پر مامور تھے۔ انسپکٹر بہت خوش تھا۔ اس نے خواب وخیال میں بھی نہیں ا اتنے سے کام کے پچیس لاکھ روپے مل سکتے ہیں۔ وہ خواب کی سی حالت میں تین گھنٹے رہا تھا یک عجیب سی سرشاری تھی۔

ڑے بدلنے کے بعد اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ ''پچیس لاکھ روپے کی خوشی میں کیا آج رات اؤ گی......؟''

یوں نہیں۔'' یاسمین نے چہکتے ہوئے کہا۔ ''میری جان! کیا پینا پسند کرو گے......؟ وہسکی انڈی، بیئر یا شیری؟''

م جو پلادو۔'' اس نے یاسمین کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے قریب کرلیا۔ ''آج میں تمہاری پسند پینا چاہتا ہوں۔''

یوں نہ آج ہم شیمپین پئیں جو تم کسی وڈیرے کے ہاں سے لے آئے ہو۔'' میں ابھی فریج ف لے کر آتی ہوں۔ شیمپین کی بوتل بھی میں نے وہیں رکھی ہوئی ہے۔''

ہن جب برف اور شراب کی بوتل لے کر کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے ہاتھ سے بوتل رش پر گر پڑی۔ وہ اچھل پڑی حیرت اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اسے جیسے یقین اس نے اس کمرے میں دو آدمیوں کو دیکھا۔ دونوں ہم شکل تھے۔ ایک ہی قد اور ایک ہی ایک چہرہ اور آنکھیں بھی بالکل ایک جیسی......وہ اس کے شوہر کے ہم شکل تھے۔ وہ دونوں ے کے مقابل کھڑے تھے۔ ان میں اس کا شوہر کون ہے فوراً ہی پہچان نہ سکی۔ اگلے لمحے اس وہر کو پہچان لیا۔ کیوں کہ اس کے شوہر کے چہرے پر خوف چھایا ہوا تھا اور آنکھیں پھٹی ہوئی ر وہ نظروں سے اپنے مقابل کھڑے ہوئے ہم شکل شخص کو دیکھ رہا تھا۔ ہم شکل شخص بڑے ینان سے کھڑا ہوا تھا۔

ٹر بھونچکا سا تھا کہ یہ ہم شکل شخص کون ہے اور اندر کیسے آگیا۔ یاسمین بھی یہی سوچ رہی ر یاسمین کے کمرے سے نکلنے کے بعد باتھ روم میں گھس گیا تھا جب وہ واپس آیا تو اس نے خص کو کمرے میں کھڑے ہوئے پایا تھا۔

م......تم کون ہو......؟'' انسپکٹر نے حیرت اور خوف سے پوچھا۔ وہ توہم پرست نہ تھا لیکن پھر ا گیا تھا۔

”میں کون ہوں......؟ میں تمہارا عکس ہوں۔“ ہم شکل نے بڑے پرسکون
”تمہارے اندر کا آدمی ہوں۔“

”تم اندر کیسے آئے......؟“ انسپکٹر کی آواز حلق میں پھنس رہی تھی۔ ”تمہیں
نہیں......دروازے اور کھڑکیاں بھی بند ہیں۔ تم کس لیے آئے ہو......؟“ انسپکٹر کی سا

”تم نے ایک ہی سانس میں سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔“ ہم شکل نے جواب دیا
آ گیا مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ تمہارے پہرہ دار سرونٹ کوارٹر میں بیٹھے وی سی آر
ہیں۔ انہیں بھلا خبر کیسے ہو سکتی ہے کہ کون اندر آیا اور کون باہر گیا۔ میرے لیے درواز
ہوں کھلی ہوئی ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ رہا سوال کہ میں کس لیے آیا ہوں۔ میں اس
حساب بے باق کر سکوں۔ تمہیں راہ راست پر لا سکوں۔ تمہیں سبق دے سکوں۔“

”کون سا حساب......؟ کیسا حساب......؟“ انسپکٹر کا دماغ چکرا گیا۔ وہ الجھ سا گیا

”وہ حساب جو تم نے غریبوں مظلوموں اور شریف لوگوں کے ساتھ کیا ہے“
شکل کہنے لگا۔ ”ظلم و ستم کا حساب......ناانصافی کا حساب......تم نے اپنے ہاتھ کالے
قتل کیا......اپنی تجوری کالے دھن سے بھر لی......حرام دولت سے اپنی اولاد کی پرورش
بدکار عورت سے عشق کیا۔ تعلقات قائم کیے......اس بدکار عورت کی وجہ سے اس کی بہن
میں چلی گئی۔ اس چڑیل عورت کو اپنی بہن پر رحم نہیں آیا۔ اس نے اپنی بہن کی زندگی اجاڑ
اپنے محکمے کے تقدس کو پامال کیا......پورے تالاب کو گندا کر دیا......بتاؤ۔ تمہارے ساتھ

”یہ سراسر بہتان ہے۔ میں نے کسی پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا۔“
ہکلاتے ہوئے بولا۔

”تمہارے گناہوں کی فہرست بہت لمبی ہے بتانے اور سنانے بیٹھ جاؤں تو
جائے۔“ ہم شکل کہنے لگا۔ ”میں زیادہ پیچھے نہیں جاؤں گا۔ میں آج سے حال سے ہی
چہرہ دکھاتا ہوں۔ ڈاکٹر خورشید کی بیوی نگہت نے تمہیں پچیس ہزار روپے دیئے۔ کہ اللہ
بیوی کو ڈکیتی کے الزام میں حوالات میں ڈال دو۔ لیکن تم اس لیے گرفتار نہیں کر سکے کہ
کہ چوری نہیں ہوئی۔ غلط فہمی ہو گئی تھی۔ تمہارے سپاہیوں نے اللہ دتہ کے گھر کی تلاشی
ہزار روپے اور زیور چرا لیے۔ جب اللہ دتہ اور اس کے دوست کا لڑکا رقم اور زیور لینے
دونوں کو ڈرایا دھمکایا اور ان کا مال ہڑپ کر لیا۔ پھر وہ خاموشی اور شرافت سے چلے گئے
لا کر اپنی تجوری میں رکھ دیا۔ تین ہزار کی رقم ہوٹل لے جا کر اڑا دی۔“

انسپکٹر سے جواب نہ بن پڑا۔ وہ اس طرح سے گنگ ہو گیا تھا جیسے اس کی قوت گویائی
پھر ہم شکل نے اپنی بات جاری رکھی۔ ”آج تم نے ایک وڈیرے میر احمد جمالی
کیا۔ اس سے پچپن ہزار روپے پیشگی اس کے بیٹے کی ضمانت پر رہائی کے عوض لیے اور
روپے تمہیں اس وقت ملیں گے جب عدالت اسے باعزت طور پر بری کر دے گی۔ وہ



ملتا ہے جب اس کے خلاف جو شواہد ہیں وہ مٹا دیئے جائیں اس نے اپنے ایک ہم جماعت کو
کر دیا کہ کالج کے الیکشن میں وہ اس کے مقابلے میں بھاری اکثریت سے جیت گیا تھا۔
تمہاری بیوی یاسمین کو شام کے وقت تمہارے کروڑ پتی پڑوسی فخر الزمان کی بیوی نے بلایا تاکہ
سابق چھوٹے داماد کو قتل کے کسی جھوٹے کیس میں پھنسا کر اسے تختہ دار تک پہنچایا جا سکے۔
اس عورت کی بیٹی کو طلاق دینے کی وجہ سے اس کی بڑی بیٹی کا نہ صرف رشتہ ٹوٹ گیا بلکہ کروڑوں
پراجیکٹ ہاتھ سے نکل گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ پراجیکٹ داماد کے باپ کو مل گیا۔ وہ سابق داماد
دلوا کر یہ بدلہ لینا چاہتی ہے اور اس کے عوض پچیس لاکھ روپے دینے پر تیار ہو گئی۔ اور تم امریکہ
سیاحت کے خواب دیکھنے لگے جب کہ رقم ابھی ہاتھ بھی نہیں آئی......کیا ایک تھانے کے ایس ایچ
او کو تمہیں یہ زیب دیتا ہے کہ ایک بے گناہ کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دو......؟ تم نے نجانے
کتنا ہوں کو جیل میں سڑا دیا۔ لہٰذا میں تمہیں سزا دینے آیا ہوں۔ قانون تمہیں اس لیے سزا نہیں
کہ اس کے پاس تمہارے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہیں۔“
”کیا......کیا تم مجھے جان سے مار دو گے......؟“ انسپکٹر نے کہا۔ اس کی زبان لڑکھڑائی۔
”نہیں......میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گا اور نہ مار سکتا ہوں۔ کیوں کہ زندگی دینے اور لینے
ہے۔ میں تمہیں صرف سزا دے سکتا ہوں ایک ایسی سزا جس کا تم تصور تک نہیں کر سکتے ہو۔ میری
ساری زندگی یاد رہے گی۔“
ہم شکل اتنا کہہ کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ انسپکٹر اور یاسمین خوف اور سکتے کی سی حالت میں
رہے تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں چونکے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔ انہیں
جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہے تھے۔
یاسمین نے جھک کر فرش سے شیمپین کی بوتل اٹھائی پھر وہ اس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔ ”یہ سب
“

”میرا خیال یہ ہے کہ کوئی جن تھا......“ انسپکٹر نے کہا۔ ”وہ ڈرا دھمکا کر چلا گیا۔“
یاسمین میز پر بوتل رکھ کر اس سے چمٹ گئی اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ”مجھے ڈر لگ رہا ہے۔“
”وہ چلا گیا ہے۔“ انسپکٹر نے اسے بازوؤں میں سمیٹ کر دلاسا دیا۔ ”اب نہیں آئے گا۔ تم
خوف زدہ مت ہو۔“
”اس نے کیا کہا تھا تم نے سنا نہیں۔“ وہ دہشت زدہ ہو رہی تھی۔ ”اس نے کہا تھا کہ ایسی سزا دوں
کا تم تصور تک نہیں کر سکتے ہو......میری سزا تمہیں ساری زندگی یاد رہے گی؟“
”تمہیں گھبرانے اور پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔“ وہ اس کے بالوں کو سہلاتے
بولا۔ ”میں کل کسی بہت بڑے عامل کو لے کر آؤں گا وہ اس جن کو بھگا دے گا پھر وہ جن ہمارا کچھ
نہیں سکے گا۔“
”جانے کیوں میرا دل بہت بری طرح دھڑک رہا ہے ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے۔“

اس کی آواز حلق میں پھنس رہی تھی۔ ''ایک منٹ.....'' انسپکٹر نے اسے سہارا دے کر...
پیگ پیو گی تو تمہاری طبیعت سنبھل جائے گی۔''
فرش پر قالین ہونے کی وجہ سے شیمپین کی بوتل ٹوٹی نہیں تھی۔ وہ باورچی خانے...
جو ڈیپ فریزر میں رکھی تھی اور گلاس بھی لیتا آیا۔ اس نے دو بڑے پیگ بنائے۔ ایک اس...
دیا اور خود دوسرا لے کر یاسمین کے پاس بیٹھ گیا۔ یاسمین اس قدر خوف زدہ اور بدحواس تھی کہ...
ہی سانس میں پیگ خالی کر دیا۔ انسپکٹر آہستہ آہستہ پینے لگا تھوڑی ہی دیر میں ان کے اعصاب...
طرح ہلکے ہو گئے۔ پھر یاسمین نے دوسرا پیگ بنایا۔ آہستہ آہستہ پینے لگی۔
تھوڑی دیر کے بعد دونوں جب بہکنے اور جھکنے لگے اچانک ان کی شادی کی وہ تصویر...
اوپر دیوار پر لگی ہوئی تھی جس کے پیچھے تجوری تھی وہ آپ ہی آپ فرش پر گر گئی اور اس کا...
ہو گیا۔ ان دونوں نے چونک کر دیکھا۔ وہ یہ سمجھا کہ اس نے شاید تصویر ٹھیک سے نہیں لگائی...
پر رکھ کر اٹھا تا کہ تصویر اور کرچیاں اٹھالے۔ ایک دم سے تجوری کا دروازہ کھل گیا۔ وہ بھی...
اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کھلی کھڑکی سے تیز ہوا اندر آنے لگی۔ یہ ہوا کسی آندھی کی...
وہ تجوری میں داخل ہوئی اور اگلے لمحے نوٹوں کی گڈیاں اور زیورات کو ایک ایک کر کے...
سے باہر لے جانے لگی۔ ایک لمحے تک ان دونوں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جب...
آیا تو آدھی تجوری خالی ہو چکی تھی۔ انسپکٹر نے تو فضا میں اڑ کر باہر جاتی ہوئی نوٹوں کی گڈیوں...
کو پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی پھر وہ اچانک ہذیانی...
چیخا۔ ''یاسمین! تم کھڑکی بند کرو۔ میں تجوری بند کرتا ہوں۔''
پھر ان دونوں نے محسوس کیا کہ کسی نادیدہ طاقت نے ان کے پیر پکڑ لیے ہیں ان کے...
جیسے بیڑیاں ڈال دی گئی ہوں۔ وہ اپنی جگہ سے حرکت تک نہیں کر سکے ان دونوں نے بہت زور لگا...
پوری قوت صرف کر دی۔ لیکن جنبش تک نہ کر سکے۔ بے بسی سے اپنے لٹنے کا تماشا دیکھتے رہے...
دیکھتے انعامی بانڈ نوٹوں کی ساری گڈیاں اور تمام زیورات ہوا کھڑکی کے راستے لے کر نکل...
تجوری منہ چڑانے لگی۔ اب اس میں ڈھول بھی نہیں رہی تھی کھڑکی کے راستے تیز ہوا بھی آنا بند...
پھر ان دونوں نے محسوس کیا کہ ان کے پیر آزاد ہو گئے ہیں۔ انسپکٹر پاگلوں کی طرح بھا...
نے عقبی گلی میں دور دور تک جا کر دیکھا۔ نہ تو اسے زیور دکھائی دیا اور نہ نوٹوں کی ایک گڈی ملی۔...
انہیں کہاں اڑا کے لے گئی تھی۔

جب وہ گھر میں داخل ہو کر اپنے بیڈ روم میں گھسا تو اس کی حالت ایک مردے سے بھی...
تھی اور یاسمین پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ اس کو ہم شکل نے جو سزا دی تھی وہ واقعی اس کا سوچ...
سکتا تھا اور نہ تصور کر سکتا تھا۔ اب وہ ایک مفلس اور قلاش شخص کی طرح ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ سر پکڑ کر...
بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ اس کے پاس جو دولت تھی وہ ہوا آئی تھی جس طرح آئی...
طرح چلی گئی تھی۔



...عقرب، جب اللہ دتہ کے ہاں پہنچا تو اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔ اس کے ایک ہاتھ میں
...کیس اور دوسرے ہاتھ میں ایک بھورے رنگ کا بریف کیس تھا۔ پورے گھر پر ایک سوگواری سی
...تھی۔ ناجیہ مہراں اور اللہ دتہ ایک کمرے میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں بچے دوسرے
...میں اسکول کا ہوم ورک کر رہے تھے۔
...تھوڑی دیر تک عقرب مہراں اور اللہ دتہ سے رسمی باتیں کرتا رہا۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''آپ لوگ
...پریشان اور وحشت زدہ سے کیوں ہو رہے ہیں.....؟ میں نے کہا نا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔''
...''ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ رکشا بیچ کر ناجیہ کی شادی کر دیں۔'' مہراں نے کہا۔ ناجیہ اٹھ کر
...کمرے میں چلی گئی تو مہراں بولی۔ ''تمہارے چچا نے ایک سے بات کر لی ہے۔ وہ رکشا ایک
...ہزار روپے میں خریدنے کے لیے تیار ہے۔''
...''کیوں چچا.....؟'' عقرب نے سوالیہ نظروں سے اللہ دتہ کو دیکھا۔ ''آپ نے رکشا بیچنے کا تہیہ
...''
...''اس لیے کہ بیٹے شادی پر پچاس ساٹھ ہزار روپے کا خرچ آ رہا ہے ان حرام زادوں نے بچی کے
...کپڑے پھاڑ دیئے۔ رقم اور زیورات بھی گئے۔ اب از سر نو تیاری جو کرنا ہے۔ اس لیے رکشا بیچنے
...[کا فیصلہ] کیا ہے۔''
...عقرب نے بریف کیس کھولا۔ اس میں سے ایک لاکھ تیس ہزار کی رقم نکال کر اللہ دتہ کے ہاتھ پر
...''یہ رکشا میں نے خرید لیا۔'' اللہ دتہ نے حیرت سے اس کی شکل دیکھی۔ ''تم رکشا کا کیا کرو گے
...؟ اتنی بڑی رقم کیوں ضائع کر رہے ہو؟''
...''یہ رکشا میری طرف سے آپ کو تحفہ ہے.....'' عقرب نے کہا۔ ''آپ شادی کے بعد رکشا بیچ کر
...لیں۔''
...''نہیں بیٹے نہیں.....'' مہراں کی آواز بھرا سی گئی۔ ''ایک لاکھ تیس ہزار کوئی معمولی رقم نہیں ہے
...باپ کو معلوم ہو گا تو وہ کیا سوچیں گے؟ کیا کہیں گے؟ سارا الزام ہمارے سر پر آئے گا کہ ہم
...نے بے وقوف بنا کر ساری رقم اینٹھ لی۔''
...''اس رقم سے میرے والد کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے پاس جو رقم ہے وہ میری اپنی ہے میرے
...بڑی رقم کہاں سے آئی؟ کس نے دی.....؟ آپ لوگوں کو سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔
...اتنا کچھ ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتی ہیں۔ میرے پاس جو دولت ہے وہ ضرورت مندوں اور
...لیے ہے۔ اس لیے میں دل کھول کر خرچ کر رہا ہوں۔ میں جو کچھ کر رہا ہوں اپنی خوشی اور
..... آپ نہیں جانتیں کہ مجھے کسی کے کام آ کر کتنی خوشی محسوس ہوتی ہے۔''
...''اللہ تمہیں اتنا دے، اتنا دے کہ تم دنیا کے امیر ترین آدمی بن جاؤ۔'' مہراں نے اس کے سر پر
...ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''ہمارے پاس تمہارے لیے صرف دعائیں ہیں ہم غریب صرف
...دعا دے سکتے ہیں۔''

عقرب نے سوٹ کیس اپنے پاس کھینچ کر اسے کھولا۔ اس میں سے ایک ڈبا نکال
میں تیس تولے کے سونے کا ایک بہت ہی خوبصورت سیٹ جگ مگا رہا تھا۔ اس میں ای
سونے کی چوڑیاں، کڑے اور انگوٹھیاں اور جھومر اور پازیب بھی تھی۔ مہراں اور اللہ دتہ
''یہ سیٹ تو بہت ہی خوبصورت ہے اور بہت قیمتی بھی ہوگا۔'' مہراں بولی۔ ''ایک
کیا کم ہوگا......؟''

''اس قدر مہنگا سیٹ خریدنے کی کیا ضرورت تھی۔ پانچ تولے کا سیٹ بھی کافی تھا۔'' اللہ
''ایک تو تم نے ایک لاکھ تیس ہزار کی رقم دی...... اتنا قیمتی سیٹ بھی لے آ
کہا۔ ''بیٹا! ہم بہت غریب اور معمولی لوگ ہیں۔ ہمارے اونچے خواب ہیں اور نہ
دولت کی ہوس ہے۔ تمہیں کیا ضرورت تھی اس قدر قیمتی سیٹ خرید کر لانے کی...... تم
کر دیا بیٹا!''

''آپ جانتی ہیں کہ میری نہ کوئی بہن ہے اور نہ بھائی...... یہ میں نے اپنی بہن
ہے۔ میں اپنی بہن کو جتنا دوں کم ہے...... اس سوٹ کیس میں ناجیہ کی شادی کے لیے
ہیں۔ سب سلے سلائے اور پیک ہیں۔ آپ کے چچا اور چھوٹے بھائیوں کے لیے چار
کے علاوہ میں مزید ایک لاکھ کی رقم دے رہا ہوں۔ جو صرف شادی اور کھانے پینے کے اخر
ہے۔ اس کے علاوہ دو لاکھ کی رقم ٹیکسی کی خریداری کے لیے ہے۔ نئی ٹیکسی قسطوں پر
ہے...... اب آپ لوگ اس ضمن میں کچھ نہیں بولیں گے۔ جلدی سے کھانا لگا دیجئے بڑے زور
رہی ہے...... پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔''

☆☆☆..................☆☆☆

نشست گاہ میں ڈاکٹر خورشید، نگہت، عمرانہ، اسپتال کا معمر چپراسی خادم اور وہ جادوگر
چپراسی خادم لے کر آیا ہوا تھا۔ یہ جادوگر چھ فٹ لمبا اور بھاری بھرکم بدن کا تھا۔ سارے
چڑھی ہوئی تھی۔ اس کے بال بہت لمبے لمبے تھے جو گردن تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس ک
میں سفید بال بھی جھانک رہے تھے اس کی گردن بہت موٹی اور گینڈے کی طرح تھی۔ وہ
سؤر ہو رہا تھا۔

اس کے چہرے پر ساری دنیا کی خباثت چھائی ہوئی تھی۔ اس کی کینہ توز آنکھوں
ہو رہا تھا کہ ایک بدنیت شخص ہے پورا شیطان ہے خادم نے بتایا تھا کہ یہ پہنچا ہوا شخص
ماہر ہے کالا جادو پر اسے زبردست دسترس حاصل ہے یہ بدروحوں، جنات چڑیلوں اور بھوتوں
چاہے لے سکتا ہے پورے ملک میں اس پائے کا شاید ہی کوئی جادوگر ہو۔ علم نجوم کا ماہر ہے
موکل اس کے زیر اثر ہیں اس کا نام قابوس ہے۔

قابوس نے یہاں آنے کے لیے دس ہزار روپے طلب کیے تھے جو اسے فوری طور
گئے۔ اس میں سے ایک ہزار روپے بطور کمیشن چپراسی خادم نے اس سے لے لیے تھے



بھرے سے ایک جادوگر کم جرائم پیشہ زیادہ لگ رہا تھا۔ تعویذ گنڈے بھی کرتا تھا۔ ایک نمبری
دو چار سو بیس شخص بھی تھا۔
کے سامنے جو تپائی رکھی ہوئی تھی اس پر وہ بریف کیس کھلا ہوا رکھا تھا جس میں رقم اور زیورات
تھی۔ نگہت نے اسے تفصیل سے پوری کہانی من و عن سنائی تھی۔ قابوس جادوگر نے آنکھیں
ے غور اور توجہ سے سنا۔
نگہت اسے بتا چکی تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں پھر ڈاکٹر خورشید کی طرف
اب! وہ جو بھی جادوگر ہے معمولی نہیں ہے اس سے ہر کوئی جادوگر مقابلہ نہیں کرسکتا ہے۔ میں
ہوں جو اس سے مقابلہ کرسکتا ہوں۔''
لیے تو آپ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں......'' ڈاکٹر خورشید نے کہا۔
پ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ قابوس جادوگر نے پوچھا۔ ''کیا میں ان لوگوں کو ختم کردوں
جادوگر کی خدمات حاصل کر کے آپ کو پریشان کیا اذیت پہنچائی۔ خوف زدہ اور ہراساں کیا
نقصان پہنچایا۔''
م صرف اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہماری رقم اور زیورات جو راکھ اور مٹی ہوگئے ہیں وہ سابقہ
آجائیں۔'' نگہت نے کہا۔ ''ہمیں کسی سے کچھ نہیں لینا ہے۔ ہمیں صرف اور صرف اپنے مال
''

ن اس کے لیے آپ کو ایک بڑی رقم بطور فیس ادا کرنا ہوگی۔'' اس نے کاروباری لہجے میں

پ فیس کی فکر نہ کریں...... آپ کی فیس کتنی ہے......؟'' نگہت نے اس کی طرف سوالیہ نظروں

یک لاکھ روپے......'' قابوس جادوگر نے بڑی بے نیازی سے نگہت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
یک نہیں ڈیڑھ لاکھ روپے لے لیں......'' عمرانہ نے کہا۔ ''ہماری شرط یہی ہے کہ ہمیں پورا مال
''

ا جائے گا۔ مل جائے گا۔'' قابوس جادوگر نے اپنی موٹی گردن ہلائی۔ ''پہلے ایک لاکھ روپے
''

م جو ایک طرف کھڑا ہوا سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا اس نے دل میں کہا۔ اپنی غرض ہو تو رقم کس
کلتی ہے اسپتال میں ہزار روپے کسی ضرورت کے وقت ایڈوانس مانگیں تو صاف انکار کر دیا
ہزار روپے تک نہیں ملتے ہیں۔ آدمی ایک دن بیماری کی وجہ سے چھٹی کرے تو دو دن کی تنخواہ
اتی ہے اس سے بڑا ظلم کیا ہوسکتا ہے۔ اس جادوگر نے صرف یہاں آنے کی فیس دس ہزار
تو اسے دے دی گئی۔ اس نے ایک لاکھ روپے پیشگی مانگے تو وہ بھی دیئے جا رہے ہیں۔
ت اپنے بیڈروم میں جا کر ایک لاکھ کی رقم لے آئی۔ یہ ہزار ہزار روپے کے نوٹوں کی گڈی

تھی۔ ادھر میاں بیوی کا دل اندر سے جل رہا تھا کہ رقم کس طرح برباد ہو رہی ہے۔ کبھی ایسا
اپنے دل میں اس گھڑی کو کوس رہی تھی جب مہراں نے دس ہزار روپے مانگے تھے۔ وہ
دے دیتی تو اس کی نوبت نہیں آتی۔ ایک لاکھ دس ہزار روپے اس جادوگر کو دینا نہیں
خورشید کو ایسا لگ رہا تھا کہ یہ ایک لاکھ دس ہزار نہیں بلکہ ایک کروڑ دس لاکھ روپے ہیں۔
میں چھری اترتی محسوس ہو رہی تھی لیکن وہ یہ اذیت سہنے کے لیے مجبور تھا۔

قابوس جادوگر نے ایک لاکھ کی رقم اپنی جیب میں رکھ لی۔ پھر وہ اپنی آنکھیں بند کر
لگا وہ تھوڑی دیر تک منتر پڑھتا رہا۔ آہستہ آہستہ، نشست گاہ میں موجود افراد کی نظریں اس
مرکوز تھیں۔ وہ اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ رہے تھے جو گرگٹ کی طرح رنگ بدل ر
اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا کبھی تمتمانے لگتا۔ وہ کسی ہندو پنڈت کے انداز میں جیسے جاپ کر رہا تھا

اس نے تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھول کر بریف کیس میں بھری مٹی کو گہری
دیکھا۔ چند لمحوں تک پلکیں جھپکائے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ مٹھی میں مٹی
نے جیسے ہی مٹی پر ہاتھ رکھا ایک دم سے اس طرح ہاتھ کھینچ لیا جیسے اس کے ہاتھ کو برقی جھٹکا لگا
اس نے بجلی کے ننگے تار پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔ پھر اس طرح سے وہ اپنا ہاتھ جھٹکنے لگا جیسے اس نے
کوئی انگارہ دہک رہا ہو۔ پھر اس نے فوراً ہی کچھ پڑھ کر ہتھیلی پر پھونک ماری تو تب اسے
اس کے چہرے سے خوف ظاہر ہونے لگا۔ لیکن اس نے اگلے لمحے خود پر قابو پالیا۔

پھر وہ بریف کیس میں بھری مٹی کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ پھر اس نے ایک گلا
منگوا کر مٹی پر ڈالا تو مٹی کا رنگ آہستہ آہستہ تبدیل ہونے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بہت
ڈھیلوں میں ڈھل گئی۔ بریف کیس مٹی کے ڈھیلوں سے بھر گیا۔ پھر وہ نوٹوں کی گڈیوں اور زیورا
شکل اختیار کرنے لگے۔ بریف کیس کے نصف حصے میں نوٹوں کی گڈیاں تھیں اور نصف
زیورات جگمگا رہے تھے یہ وہی رقم اور زیورات تھے جو مٹی ہو گئے تھے۔

ان سب کے چہرے حیرت اور خوشی سے دمک اٹھے اور وہ قابوس جادوگر کی جادوگری پر
کرا اٹھے تھے۔ ان کی ساری دولت ان کی نظروں کے سامنے تھی جو مٹی بن گئی تھی عمرانہ سے برد
ہو سکا۔ قابوس جادوگر نے اس کی طرف فاتحانہ نظروں سے دیکھا تو اس نے بے تابانہ ہاتھ بڑھا
ہار اٹھایا مگر اگلے ہی لمحے اس نے اس ہار کو اس طرح پھینک دیا جیسے وہ کوئی انگارہ ہو۔ پھر وہ بجلی
سرعت سے لپک کر ڈائننگ ہال کے کونے میں پہنچی جہاں واش بیسن تھا۔ اس نے نل کھول کر پا
دھار پر ہتھیلی کو رکھ دیا۔ اس کا ہاتھ بری طرح جل اٹھا تھا۔ اس کے منہ سے ایک کراہ سی نکل گئی تھی
کے پیچھے پیچھے نگہت بھی دوڑی ہوئی چلی آئی تھی۔ "کیا ہوا بیٹی!......؟" نگہت نے اسے حیرت او
بھری نظروں سے دیکھا۔ "خیریت تو ہے نا......؟"

"او مائی گاڈ ممی!" عمرانہ نے کراہتے ہوئے کہا۔ "اس ہار کو اٹھاتے ہی میرا ہاتھ جل گیا۔ ایسا
ہار نہیں انگارہ ہو۔"



"ٹھنڈا پانی پڑنے سے کیسا لگ رہا ہے؟" نگہت ششدر ہو کر بولی۔ "حیرت کی بات ہے یہ ہار
طرح گرم کیوں ہو گیا؟"

"اب جلن کم ہو گئی ہے۔" عمرانہ نل بند کر کے اپنا ہاتھ دیکھنے لگی۔ "میرا خیال ہے کہ رقم اور
ات ابھی اس جادوگر کے زیر اثر ہیں اس نے مٹی پر کوئی جادو کیا ہوا ہے۔ اس لیے زیورات انگاروں
رح دہک رہے ہیں۔"

جب وہ دونوں واپس نشست گاہ میں واپس آئیں تو قابوس جادوگر نے عمرانہ سے کہا۔ "آپ کو
قدر جلد بازی کی کیا ضرورت تھی یہ سارا مال ابھی بھی جادو کے زیر اثر ہے اس کا جادو توڑنے میں کچھ
لگے گی۔ آپ صبر سے بیٹھی رہیں۔"

"تمہارا ہاتھ کیسا ہے......؟" ڈاکٹر خورشید نے اپنی بیٹی کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر دیکھا۔ "کیا ہو گیا تھا؟"

"اب ٹھیک ہے۔" عمرانہ بولی۔ "مجھے ایسا لگا تھا جیسے ہار کوئی دہکتا ہوا انگارہ ہو۔ میرا ہاتھ جھلس گیا تھا۔"

"آپ لوگ......پلیز باتیں مت کریں۔" قابوس جادوگر نے ناگواری سے کہا۔ "مجھے اپنا کام
نے دیں۔"

جب خاموشی چھا گئی تو قابوس جادوگر آنکھیں بند کر کے کوئی منتر پڑھنے لگا۔ دس منٹ تک منتر
ا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر بریف کیس میں پھونک ماری۔ چند ثانیوں کے بعد اس نے دل
رتے ڈرتے زیورات پر ہاتھ رکھا۔ زیورات ٹھنڈے تھے جیسے وہ برف کی ڈلیاں ہوں۔ پھر اس
و ایک زیورات کو ہاتھ میں لے کر اوپر اٹھایا اور فاتحانہ نظروں سے حاضرین کی طرف دیکھا۔ پھر اس
یورات بریف کیس میں رکھ دیے۔ پھر نوٹوں کی ایک گڈی اٹھائی۔ پھر نوٹوں کی گڈی واپس بریف
میں رکھ دی۔ پھر اس نے کچھ پڑھا۔ وہاں موجود لوگوں کی طرف باری باری دیکھا تو ان کی
ں کے آگے دھند سی چھا گئی۔ انہیں ایسا لگا جیسے وہ اندھے ہو گئے ہوں انہیں کچھ دکھائی نہیں دے
۔ قابوس جادوگر نے فوراً ہی ایک ہزار کے نوٹوں کی دو گڈیاں اٹھا کر دو جیبوں میں اس طرح ٹھونس
نظر نہ آسکیں۔ پھر اس نے دو گڈیاں اٹھا کر اپنے چرمی دستی بیگ میں رکھ کر زپ لگا دی۔

"یہ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہا ہے؟" ڈاکٹر خورشید نے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے......؟ میری آنکھوں کے آگے دھند سی چھا گئی ہے۔"
بھی سراسیمہ ہو کر بولی۔

"یہ کیا ہو گیا ہے......؟ یہ کیا ہو رہا ہے......؟" عمرانہ ہذیانی لہجے میں چیخی۔ "یہ اندھیرا کیسا ہے؟"

"ایک منٹ صبر کریں آپ لوگ......" قابوس جادوگر نے کہا۔ "دشمن کے جادوگر نے جادو کر دیا
کہ آپ لوگ اندھے بن جائیں۔ لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔ ابھی آپ لوگوں کی بینائی
کر رہا ہوں۔"

چند لمحوں کے بعد اس نے باری باری ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے پھونک ماری۔ چند لمحوں
ند ان لوگوں نے محسوس کیا کہ دھند چھٹ رہی ہے۔ انہیں دکھائی دینے لگا ہے۔ چند لمحوں کے بعد

انہوں نے محسوس کیا کہ وہ پہلے کی طرح دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے سکون واطمینان کا سانس
سے ان کی حالت بڑی غیر ہوگئی تھی۔ قابو میں ہی نہیں آرہی تھی۔

"اب آپ لوگ نوٹوں کی گڈیوں اور زیورات کو ہاتھ لگا کر دیکھیں اور اپنا اطمینان
قابوس جادوگر نے کہا۔ "میں نے اس خبیث جادوگر کا طلسم پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ناکارہ کر دیا
کوئی جادو اب چل نہیں سکتا ہے۔"

پھر اس نے ان لوگوں کا اطمینان کرنے اور ان کے دلوں سے خوف و ہراس نکالنے
بریف کیس میں سے ہزار روپے کے نوٹوں کی ایک گڈی اور ایک نیکلس اٹھا کر فضا میں لہرایا۔
باری وہ ہر ایک کے پاس گیا اور کہا کہ وہ ہاتھ لگا کر اچھی طرح سے اپنی تسلی کر لیں۔ سب سے پہلے
خورشید نے ڈرتے ڈرتے ان دونوں چیزوں کو ہاتھ لگایا۔ وہ گرم نہ تھے۔ پھر اس کے بعد نگہت اور
نے..... جب تینوں نے اچھی طرح سے اپنا اطمینان کر لیا تب اس نے نوٹوں کی گڈی اور نیکلس
بریف کیس میں رکھ دیا۔

"اچھا اب اجازت دیں۔" قابوس جادوگر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگوں کو
ہوئی دولت مل گئی۔ مبارک ہو۔ اب اس جادوگر کے باپ کی بھی ہمت نہیں کہ وہ ادھر کا
کرے۔ بالفرض محال کبھی اس نے کوئی حرکت کی تو آپ فوراً ہی اس خادم کو طلب کر لیں پھر میں ا
سبق دوں گا کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔"

جب وہ ڈاکٹر خورشید سے گرم جوشی سے ہاتھ ملا رہا تھا تب عمرانہ دہشت زدہ
چلائی۔ "سانپ..... سانپ۔"

جادوگر اور ڈاکٹر خورشید نے گھوم کر بریف کیس کی طرف دیکھا۔ بریف کیس میں زیورات
درمیان میں ایک کالا سانپ پھن اٹھائے ہوئے اپنی شعلہ بار نگاہوں سے انہیں گھور رہا تھا ڈاکٹر
نگہت اور عمرانہ نے پہچان لیا یہ وہی سانپ تھا جو تجوری میں موجود تھا اور اس نے انسانوں کی طرح
کی تھیں۔ یہ پھر سے زیورات کی تہ سے نکل آیا تھا۔

"یہ..... یہ..... وہی سانپ ہے جس نے انسانوں کی طرح مجھ سے باتیں کی تھیں۔" ڈاکٹر
نے قابوس جادوگر سے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں۔" قابوس جادوگر نے اپنا بیگ میز پر رکھتے ہوئے اسے دلاسا دیا۔

"آپ جناب کہاں تشریف لے جا رہے ہیں قابوس جادوگر!" سانپ کا پھن لہرایا۔ "
جلدی ہے..... کیا آپ مجھ سے باتیں نہیں کریں گے..... دو دو ہاتھ نہیں کریں گے.....؟ یہ چور
طرح کیوں جا رہے ہیں.....؟"

قابوس جادوگر سانپ کو باتیں کرتے دیکھ کر چونک گیا۔ اس کے سارے بدن میں سنسنی دوڑ گئی۔
نے اپنی زندگی میں کبھی کسی جانور اور پرندوں چرندوں کو انسانی آواز میں باتیں کرتے ہوئے نہ دیکھا
سنا تھا اس سانپ کا لب ولہجہ ایک تعلیم یافتہ شخص کا سا تھا۔ پھر وہ سمجھ گیا کہ اس سانپ پر آسیب



لوں پر جب آسیب ہوتا تھا تب وہ اس طرح باتیں کرتے تھے۔

"اگر تم اپنی زندگی کی سلامتی چاہتے ہو تو بہتر ہے کہ جس طرح آئے ہو اسی طرح چلے جاؤ۔ اور
ھی ادھر آنے کی جرأت نہیں کرنا۔ تم نہیں جانتے ہو میں کون ہوں.....؟ کیا تمہیں اب بھی میرے
اور طاقت کا اندازہ نہیں ہوا؟"

"مجھے سب سے پہلے جو اندازہ ہوا وہ یہ کہ تم بہت بڑے چور، بدمعاش اور لفنگے ہو۔" سانپ نے کہا۔

"تم اپنی زبان کو لگام دو..... تمہیں شرم نہیں آتی مجھے چور اور بدمعاش کہتے ہوئے.....؟"

"کیا تم چور نہیں ہو.....؟" سانپ آدمی کی طرح قہقہہ مار کر بڑے زور سے ہنسا۔ "کیا تم نے
ی دیر پہلے چوری نہیں کی؟" قابوس جادوگر اس انکشاف پر سٹپٹا سا گیا پھر فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "تم
ام تراشی اس لیے کر رہے ہو کہ مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہو۔ تم نے مجھ پر پھر الزام لگایا تو میں
ری گردن مروڑ کر رکھ دوں گا۔"

"یہ الزام غلط نہیں ہے۔" سانپ کہنے لگا۔ "تم نے تھوڑی دیر پہلے ان سب کو اپنے جادو کے عمل
اندھا بنا دیا۔ پھر ایک ہزار کے نوٹوں کی گڈیاں بریف کیس سے نکال کر جیبوں میں رکھ لیں۔ پھر
دستی بیگ میں چھپا لی۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟"

"ہاں یہ جھوٹ ہے۔" قابوس جادوگر نے بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی سے کہا۔ "تمہارے پاس کیا
ت ہے؟"

"ثبوت یہ ہے کہ تمہاری اور بیگ کی تلاشی لی جائے تو چوری کا مال برآمد ہو جائے گا۔ تین لاکھ کی رقم جو تم
چرائی ہے اس کا پتا چل جائے گا۔ یہ سب کے علم میں آ جائے گا کہ تم کس قدر ذلیل، خبیث اور بدمعاش
۔ بہت بڑے چور ہو..... تمہاری آنکھوں میں سؤر کا بال ہے۔ چوری کرنا تمہارا پیشہ بھی ہے۔"

سانپ نے اس کے بارے میں جو الفاظ کہے تھے اس سے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔
ی رگوں میں لہو ابلنے لگا۔ اس کی آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔ آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس کا
یں چل رہا تھا ورنہ وہ اس کا قیمہ بنا کر کتوں کو کھلا دیتا۔ یوں بھی وہ سانپ کو باتیں کرتا دیکھ کر دل میں
طرح سے خوف زدہ ہو گیا تھا وہ سانپ کا منہ بند کرنے اور اسے ختم کرنے کے بارے میں سوچنے

"ڈاکٹر خورشید!" سانپ نے اسے خاموش پا کر کہا۔ "تم اس کی تلاشی لے کر دیکھو..... وہ تمہارے
لاکھ روپے چرا کر لے جا رہا ہے..... کیا یہ تمہارے لیے بہت بڑی رقم نہیں ہے؟ تم کسی کو تین سو
پے دینے کے روادار نہیں ہو۔ تم تین لاکھ روپے لے جانے دے رہے ہو؟"

"آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں۔ یہ سانپ آپ کو میرے خلاف اس لیے بھڑکا رہا ہے کہ
نے اس کے آقا کا جادو ناکام بنا دیا۔" قابوس جادوگر نے کہا۔ "آپ دیکھیں۔ میں اس کا کیا کرتا
۔ اس کا کیسا تماشا دکھاتا ہوں۔"

"تم کیا تماشا دکھاؤ گے.....؟ تماشا میں دکھاتا ہوں۔ بڑا ہی دل چسپ اور سنسنی خیز
ا۔" سانپ نے کہا۔

اگلے لمحے سانپ نے قابوس جادوگر کی طرف پھونک ماری تو اس کے منہ سے ایک ننھا سا
جس نے قابوس جادوگر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس کی جیب سے تین نوٹوں کی گڈیاں آپ
نکل کر فرش پر گر پڑیں۔ ان میں وہ گڈی بھی تھی جو نگہت نے لاکر دی تھی پھر اس کے بیگ کی
نادیدہ ہاتھ نے کھولی پھر اس میں سے نوٹوں کی دو گڈیاں باہر آئیں اور ان گڈیوں میں شامل
فرش پر پڑی تھیں قابوس جادوگر کا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں تھا۔ وہ بھونچکا سا ہو گیا۔ کمرے میں
کھڑے تھے اسے نفرت، حقارت اور غصے سے دیکھ رہے تھے وہ ان سب کی نظروں میں بری طرح
خوار ہو گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک سانپ بھی جادو دکھا سکتا ہے پھر اسے خیال آیا
کی پشت پر جادوگر ہے جو اپنے جادو کا زور دکھا رہا ہے وہ کمرے میں موجود ہے نادیدہ بن گیا
جادوگر جو بھی ہے اس سے مقابلہ آسان نہیں ہے لیکن وہ کسی قیمت پر لاکھوں کی رقم سے محروم
چاہتا تھا۔

اس نے اپنی جیب سے ایک قلم نکال کر اسے فرش پر اپنے پیروں کے پاس ڈال دیا۔ د
دیکھتے اس نے ایک ناگ کی شکل اختیار کر لی۔ ناگ کو دیکھ کر خادم تو کمرے سے نکل کر باہر بھاگ
ان تینوں کا بدن دہشت سے لرزنے لگا۔ ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ یہ ناگ سات فٹ لمبا اور
موٹا اور خوفناک تھا وہ بریف کیس کی طرف رینگنے لگا۔ اس اثنا میں نوٹوں کی گڈیاں ایک دم سے سا
گئیں اور انہوں نے چاروں طرف سے ناگ کو دبوچ لیا پھر ناگ اور ان کے درمیان ایک خوفناک
جنگ شروع ہو گئی ان سانپوں کے منہ سے تھوڑی دیر کے بعد شعلے نکلنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان
نے ناگ کو جلا کر بھسم کر دیا تھوڑی دیر کے بعد فرش پر راکھ پڑی تھی ناگ کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

قابوس جادوگر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا ہو گیا
اس کی ہمت اور جادو جواب دے گیا تھا۔ اسے یہاں آ کر لینے کے دینے پڑ گئے تھے وہ یہاں سے
راستہ ڈھونڈنے لگا۔ نوٹوں کی گڈیاں جو سانپ بنی ہوئی تھیں وہ پھر سے نوٹوں کی گڈیوں میں بدل کر
پھر فرش پر رقص کرنے لگیں جیسے جشن منا رہی ہوں۔

"قابوس جادوگر!...... تم کان کھول کر سن لو۔ تمہارا یہاں کوئی جادو چل نہیں سکتا ہے۔ نوٹوں کی
گڈیاں اور زیورات جو ہیں وہ پھر سے مٹی ہو جائیں گے...... تمہارے جادو سے مٹی، زیورات میں تبدیل
نہیں ہوئی تھی رقم اور زیورات ان تمام لوگوں کو پہنچا دیئے گئے ہیں جن کی تھے۔ اس خبیث لالچی
زر پرست ڈاکٹر نے غریب اور پریشان حال مریضوں کو لوٹا تھا۔ اس لیے میں نے اسے لوٹ لیا
اسے مہلت دے رہا ہوں۔ اگر اس نے اپنا رویہ، سلوک، سوچ اور مزاج مریضوں، غریبوں اور
کے اسٹاف سے نہیں بدلا تو پھر میں آ کر اسے ڈس لوں گا...... بہتر ہے تم بھی راہ راست پر آ جاؤ۔
، کالا جادو، جادو ٹونے اور اپنی اوچھی حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ اور میں تمہارا جادو اور سفلی علم ناکارہ کر
جا رہا ہوں اب تمہارے پاس کوئی علم نہیں رہا ہے...... تم محنت مزدوری کر کے گزارہ کر سکتے ہو......"

اتنا کہہ کر سانپ زیورات کی تہ میں چلا گیا۔ پھر سے رقم اور زیورات مٹی ہو گئے لان کی طرف



کھڑکی کا ایک پٹ بڑے زور سے کھلا کمرے میں ایک زور دار لالا آندھی آئی ان سب نے اپنی
آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے اور دہشت زدہ سے ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آندھی تھمی تو ان سب نے دیکھا
بریف کیس خالی پڑا ہے اس میں مٹھی بھر مٹی تک نہ تھی۔

عقرب ہوٹل کے کمرے میں بستر پر نیم دراز تھا۔ وہ ان واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا جو
آج تک پیش آئے تھے۔ وہ بڑے پراسرار سنسنی خیز، خوفناک اور دہشت انگیز تھے عجیب و غریب
تھے۔ اگر وہ پراسرار علوم کا ماہر نہ ہوتا، اس کی ماں اور باپ نے اپنی ساری صلاحیتیں اور قوتیں اس
میں منتقل نہ کر دی ہوتیں تو وہ مظلوموں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایک نیک مشن پر نکلا تھا۔ ابھی اس
کا مشن پورا نہیں ہوا تھا۔ اس کے باپ نے اس سے کہا تھا کہ دنیا میں دکھی، پریشان حال اور مظلوموں کی
کمی نہیں ہے ظلم و ستم کی جڑیں بہت تیزی سے پھیلتی جا رہی ہیں طاغوتی طاقتیں انسانیت کو بڑی بے رحمی
سے پامال کر رہی ہیں۔ تم ان کے خلاف برسر پیکار ہو جانا۔ ظالم کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لینا۔ اسے
ہلاک نہیں کرنا ایسی سزا دینا کہ وہ ساری زندگی یاد رکھے۔

عقرب دوسرے دن، دن چڑھے تک سوتا رہا۔ کیوں کہ اب اسے کوئی کام نہیں تھا۔ ڈاکٹر خورشید کو
اس نے ایسا سبق دے دیا تھا کہ وہ ساری زندگی کسی مریض کے ساتھ بے رحمی اور کاروباری انداز سے
پیش نہیں آ سکتا تھا۔ اس کی فطرت میں ایک قصاب کی جو خصلت رچ بس گئی تھی وہ ختم ہو گئی تھی اس کی
بیوی نے مہراں کو دس ہزار روپے نہ دے کر ایک لحاظ سے ظلم کیا تھا اس پر الزام عائد کر کے لاکھوں
اینٹھے تھے۔ اب اس کی ساری زندگی کرب، دکھ اور پچھتاوے کا سبب بن گئی تھی۔ ڈاکٹر خورشید نے
دوسرے دن اسپتال جا کر اسٹاف کی تنخواہوں میں بیس فیصد اضافے اور دو بونس کا اعلان کیا تو کسی کو
یقین نہ آیا۔ ہر کسی نے اسے ایک مذاق اور لطیفہ سمجھا تھا۔ ادھر وہ رحمت اللہ کو وی آئی پی روم میں ٹھہرا
کر مزید ایک لاکھ روپے بھی دے کر آیا تھا جو ڈپازٹ کے علاوہ تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اسپتال
کے زیر علاج مریضوں کی کسی نہ کسی حیلے بہانے سے مالی مدد کی تھی جو قرض لے کر علاج کرا رہے تھے
یا مزید اخراجات کی سکت نہ تھی کچھ ایسے بھی تھے جنہیں اپنے زیورات اور قیمتی اشیاء کوڑیوں کے
مول بیچنی پڑی تھیں۔ آپریشن اور لیبارٹری کے اخراجات کے لیے بہت فکر مند اور پریشان تھے ان میں
مستحق لوگوں میں صرف مریض ہی نہ تھے اسٹاف بھی شامل تھا۔

...دیتہ کی بھی اس نے دل کھول کر مالی مدد کی تھی۔ نگہت نے مہراں کو حقیر جانا تھا۔ اس نے
جو رقم ضرورت مندوں میں تقسیم کی تھی وہ ڈاکٹر خورشید کی تھی۔ جو زیورات دیے وہ بھی اس کے
تھے۔ اس کے پاس اتنی رقم پس انداز تھی کہ وہ بہت سارے ضرورت مندوں کے کام آ سکتی تھی وہ
...وں کے لیے تھی۔

...ڑ کی دولت بھی اس نے ان لوگوں میں بانٹ دی تھی جو اس کے ہاتھوں ستائے ہوئے تھے اور
...ا نے دھمکی اور تشدد سے وصول کی تھی۔ اس نے انسپکٹر کو قلاش اور تنگ دست اس طرح سے
...مدہ محتاج ہو گیا اور پائی پائی کو ترس رہا تھا۔ وہ پولیس محکمے کے تقدس پر ایک بدنما داغ تھا۔ اس

نے قانون کو جیب میں رکھ لیا اور گھر کی لونڈی بنا دیا تھا۔ اسے اس بات کی امید تھی کہ انسپکٹر راہ
آ جائے گا۔ نہ آنے کی صورت میں یہ اس کی اپنی بدقسمتی تھی۔

عقرب دوپہر کے وقت تفریح اور مٹرگشت کے خیال سے طارق روڈ جا پہنچا۔ طارق رو
میں بڑی چہل پہل اور رونق تھی خریداروں میں عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کی اکثریت تھی جس
رنگینی اور دل کشی پیدا ہو گئی تھی لڑکیاں اور عورتیں عجیب بہار دے رہی تھیں ان کے لباس
پرکشش اور ہیجان خیز نشیب و فراز مردوں کی توجہ مبذول کر رہے تھے ان کی مستانہ خرامی دلوں پر
گر رہی تھی حسن و شباب آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔

طارق روڈ پر خریداری ایک فیشن اور نام و نمود کا اظہار بھی تھا۔ عورتیں اپنی پڑوسنوں اور
خاندان کی عورتوں کو جلانے کے لیے کہتی تھیں کہ وہ طارق روڈ سے خریداری کر کے آ رہی ہیں ا
کے سینوں پر سانپ لوٹ جاتے تھے جو طارق روڈ جا کر خریداری کی استطاعت نہیں رکھتی تھیں
کی خواہش اور کوشش ہوتی تھی کہ وہ طارق روڈ جا کر شاپنگ کریں۔ طارق روڈ کی دنیا بالکل ہی
اور خواب ناک تھی۔ اس دور میں لکھ پتی ہونا معمولی سی بات تھی۔ لاکھوں لکھ پتی تھے۔ اب کروڑ
کا دور تھا۔ ہزاروں کروڑ پتی اس غریب ملک میں موجود تھے۔ عقرب مردوں اور عورتوں
پڑھتا بھی جا رہا تھا جس سے نئی نئی کہانیاں اور نئی حیرت انگیز اور عجیب و غریب باتیں اس
آ رہی تھیں۔ یہ پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی کا بازار تھا۔ یہ ایک اعلیٰ اقامتی علاقہ تھا لیکن اس
سارے بلاک میں بہت سارے اور ہر قسم کے بازار کھل گئے تھے۔ یہ بہت بڑا علاقہ تھا شہر کرا
سے قدیم اور اعلیٰ اقامتی علاقہ تھا یہاں ہر قسم کے خاندان آباد تھے اداکارائیں ماڈل گرلز اور کال
تھیں۔ پرائیوٹ قحبہ خانے اور رئیس زادوں کے عشرت کدے بھی تھے طارق روڈ پر اعلیٰ
طوائفیں بھی خریداری کرتی پھر رہی تھیں۔ ان کے چہرے مہرے اور وضع قطع سے بالکل بھی
رہا تھا کہ یہ بازاری عورتیں ہیں شریف اور اچھے گھرانوں کی بہو بیٹیاں لگ رہی تھیں۔

عقرب فٹ پاتھ پر سگنل کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ علامہ اقبال روڈ کی ایک گلی سے ایک
سیاہ برقعے میں ملبوس تھی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی دکھائی دی۔ عقرب نے محسوس کیا کہ اس عورت
غیر متوازن ہے اس کے پیر لڑکھڑا رہے ہیں وہ ذرا سی ٹھوکر کھانے یا کسی سے ٹکرانے سے
اسے تیز تیز قدم اٹھا کر چلنا دشوار ہو رہا ہے۔

گو اس کا چہرہ نقاب میں تھا لیکن اس کی بڑی بڑی خوبصورت سیاہ آنکھیں بے نقاب تھیں
ہاتھ جو گورے گورے اور سڈول تھے اور اس کے مکھن سے پاؤں اس کی بے مثال خوبصور
کھا رہے تھے برقع میں اس کا بھرا بھرا کیلا بدن فتنے جگا رہا تھا وہ دراز قد اور متناسب جسم کی تھی
کی کشش میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تھا۔

عقرب نے اس کا ذہن نہ چاہتے ہوئے بھی پڑھ لیا۔ اس عورت کا نام شاداب تھا وہ
ہو گی۔ شادی شدہ اور دو بچوں کی ماں بھی تھی۔ اس وقت اس کے دماغ میں آندھیاں چل رہی



طرح دھڑک رہا تھا۔ سانسوں کا زیر و بم برقعے میں بھی چھپا نہیں رہ سکا۔ اس کا سینہ کٹ رہا تھا اندر
اس کی حالت بڑی غیر ہو رہی تھی اس کی ذہنی کیفیت قابو میں نہیں تھی۔

اس کی آنکھوں سے اس کی دلی کیفیت صاف ظاہر ہو رہی تھی اس نے اپنے آپ پر بڑا جبر کیا ہوا
ں نے بڑے ضبط و تحمل سے اپنے آنسوؤں پر قابو پایا تھا۔ ہمدردی کے ایک بول پر ضبط کا بند ٹوٹ سکتا
ں وقت اسے یکسوئی اور تنہائی کی ضرورت تھی۔ وہ اس وقت گھر جانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ وہ سوچ رہی
کہ کہاں جائے؟ کس سہیلی کو اپنے اعتماد میں لے۔ لیکن بات کچھ ایسی تھی کہ وہ کسی کو بھی اعتماد میں لے
سکتی تھی اور نہ لینا چاہتی تھی کیوں کہ اس طرح وہ اپنی نظروں میں آپ گر جاتی۔

عقرب نے ایک لمحے میں بہت کچھ سوچ لیا تھا وہ سامنے والے فٹ پاتھ پر کھڑے ہو کر سگنل بند
ے کا انتظار کرنے لگی۔ چند ثانیوں کے بعد سگنل بند ہوا تو وہ سڑک پار کرنے لگی۔ گاڑیوں کے درمیان
لڑتی ہوئی۔ وہ بس اسٹاپ کی طرف جانا چاہتی تھی لیکن عقرب کی غیبی قوت نے اسے اپنی طرف
پر مجبور کر دیا۔ وہ کچے دھاگے سے بندھی چلی آئی۔ وہ جیسے ہی عقرب کے پاس سے گزرنے لگی اس
دم لڑکھڑائے اور وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی۔ وہ گرنے والی ہی تھی کہ عقرب کے مضبوط ہاتھوں نے
سنبھال لیا۔

شاداب نے سنبھل کر اس کی طرف دیکھا تو آنکھوں میں ممنونیت سی تھی۔ "آپ کا بہت بہت
یہ۔ دراصل میں ٹھوکر کھا گئی تھی۔"

"ٹھوکر کھانے سے ہی آدمی گرتا ہے۔ شکریئے کی کوئی بات نہیں۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا
" عقرب نے کہا۔

شاداب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ "آپ ٹھیک کہتے ہیں۔" اس کی آواز میں اداسی گھلی
ی۔

"آپ میری بات کا غلط مطلب نہ لیں تو میں ایک بات عرض کروں۔"

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"اس وقت آپ کو سکون، تنہائی اور یکسوئی کی ضرورت ہے۔" عقرب نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"جی......" شاداب جیسے اچھل پڑی۔ اس نے مشکوک نظروں سے عقرب کو اوپر سے نیچے

"آپ......آپ کون ہیں؟ آپ کو کیسے اندازہ ہوا......؟" وہ چکرا سی گئی تھی۔

"آنکھیں دل کی ترجمان ہوتی ہیں آپ کی آنکھوں سے دل کی کیفیت صاف ظاہر ہے۔"
نے جواب دیا۔

"میں ایسی عورت نہیں ہوں جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" شاداب نے اٹکتے
کہا۔

"بخدا۔ میں نے آپ کو بالکل بھی غلط عورت نہیں سمجھا۔ یہ بات آپ اپنے دل سے نکال دیں۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں کھل کر کہیں؟" شاداب نے بڑی آہستگی سے لیکن تیز لہجے میں کہا۔

"میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چل کر قریبی ریسٹورنٹ میں ایک کپ چا
لیں۔" عقرب نے کہا۔

"کیوں؟ کس لیے.....؟" وہ تنک کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں شک کے سائے لہرانے

"اس لیے کہ میں آپ کی کچھ مدد کرنا چاہتا ہوں۔ میری ذات سے شاید آپ کو کچھ فا
جائے۔"

"آپ مجھے کسی اونچے گھر کے بگڑے ہوئے لڑکے معلوم ہوتے ہیں....." وہ ہذیانی
بولی۔ "آپ مجھے معاف رکھیں۔"

"آپ میرے بارے میں غلط انداز سے سوچ رہی ہیں۔" عقرب نے کہا۔ "میں آپ
میں چھ سات برس چھوٹا ہوں۔ میری بات کا ہرگز ہرگز وہ مفہوم نہیں ہے جو آپ لے رہی ہیں میں آ
پریشانی دور کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہے لیکن آپ کی باتیں مجھے پریشان کیے د
ہیں۔" شاداب نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"آپ صاف جھوٹ بول رہی ہیں اس وقت آپ بہت پریشان اور فکر مند ہیں۔" عقرب
کہا۔

"یہ آپ نے کیسے کہہ دیا کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ
بولوں۔" شاداب سٹ پٹا گئی۔

"آپ کا بے جان لہجہ آپ کے جھوٹ کی چغلی کھا رہا ہے؟ آپ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو
دے رہی ہیں؟"

"آپ میرے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے ہیں۔ پلیز! مجھے جانے دیں ایک طرف
جائیں۔" وہ بولی۔

"آپ ایک بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو چکی ہیں اس وجہ سے آپ بہت پر
ہیں۔" عقرب نے رک رک کر کہا۔

شاداب بھونچکی سی ہو کر اس کی شکل دیکھنے لگی۔ "یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں بہت
مصیبت میں گرفتار ہو چکی ہوں۔"

"میں نے کہا نا کہ آپ کے بشرے اور آنکھوں سے ظاہر ہو رہا ہے لیکن آپ میری بات ما
کے لیے تیار نہیں ہیں۔"

"آپ مجھے بہت ہی خطرناک قسم کے آدمی لگ رہے ہیں ایک طرف ہو جائیں مجھے جا
دیں۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔

عقرب ایک طرف ہو گیا جب وہ اس کے قریب سے گزرنے لگی تو اس نے کہا۔ "شاداب صا
میں ہی آپ کے کام آسکتا ہوں۔" وہ عقرب کی زبان سے اپنا نام سن کر بڑے زور سے چونکی



اس کی آنکھوں میں حیرانی بھر گئی۔ چند لمحوں تک ایک ٹک اسے دیکھتی رہی۔ "آپ۔ آپ میرا
ے جانتے ہیں.....؟ آپ کو کس نے میرا نام بتایا؟"

"یہ نہ پوچھیں تو بہتر ہے....." عقرب نے کہا۔ "اتفاقاً آپ کا نام میرے علم میں آ گیا۔ آپ کا
اب ہی ہے نا؟"

"آپ مجھے کیسے جانتے ہیں جب کہ میں آپ کو بالکل بھی نہیں جانتی ہوں آپ کو پہلی بار دیکھ رہی

"یہ کوئی ضروری تو نہیں کہ جو آپ کو جانتا ہو آپ بھی اس سے واقف ہوں۔" عقرب نے
آپ کے محلے میں آپ کو بہت سارے لوگ کسی نہ کسی طور جانتے ہوں گے کہ آپ کا نام شاداب
آپ راشد صاحب کی بیوی ہیں جب کہ آپ کو ان جاننے والوں کے نام اور ان کے ٹھکانے بھی
ں ہوں گے۔ ایک خوب صورت عورت کو سارا محلہ جاننے لگتا ہے۔"

"آپ تو میرے شوہر کے نام سے بھی واقف ہیں؟" شاداب الجھ کر بولی۔ "کہیں آپ ان کے
میں سے تو نہیں ہیں؟"

"میں نہ صرف ان کے نام بلکہ کام سے بھی واقف ہوں۔" عقرب کہنے لگا۔ "وہ سعودی عرب
میں ایک فرم میں ملازمت کر رہے ہیں وہ گزشتہ دو برسوں سے پاکستان نہیں آئے ہیں کیوں کہ
ن کی ملازمت چھوٹ گئی تھی۔ وہ دس مہینے تک بیروزگار رہے اب کوئی چار ماہ سے ایک جگہ
کر رہے ہیں۔ تنخواہ بھی بہت کم مل رہی ہے۔ میں ان کے دوستوں میں سے نہیں ہوں البتہ ان کا
ست میرا بھی دوست ہے کیا یہ کافی نہیں ہے۔"

"لیکن یہ بات کسی کے علم میں نہیں ہے سوائے میرے کہ میرے شوہر کی ملازمت چھوٹ گئی
؟" شاداب نے حیرانی سے کہا۔ "میں نے اپنی نند اور ساس تک کو نہیں بتایا۔ دیور کو بھی نہیں۔ نہ
کو اور نہ اپنے گھر والوں کو۔ ان کے دوستوں کو تو بتانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ آپ کیسے
ں.....؟"

"ہم دونوں جو یہاں کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں آپ کے لیے مناسب نہیں ہے۔" عقرب
"ہم چل کر کسی قریبی ریسٹورنٹ میں بیٹھتے ہیں میں آپ کے ہر سوال کا جواب وضاحت سے
پ کو مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا۔"

اچھا چلیے....." وہ بادل نخواستہ بولی۔ "میں صرف دس منٹ بیٹھوں گی کیوں کہ مجھے جلدی گھر

قرب اسے اپنے ہمراہ طارق روڈ کے سب سے بہترین ہوٹل میں لے کر داخل ہوا۔ شاداب
ا میں پہلی بار اتنے بڑے ہوٹل میں آئی تھی وہ اندر داخل ہونے کے بعد اس سے دو قدم پیچھے
اس نے تیز قدم اٹھا کر عقرب کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کر دیا اسے ڈرنے یا پریشان ہونے
ت نہیں تھی ایسی کوئی بات نہ تھی کیوں کہ وہ ایک ہوٹل میں تھی کسی ویرانے یا ہوٹل کے کسی کمرے

میں نہیں......اس کے ساتھ ایک خوبصورت دراز قد نوجوان مرد تھا کوئی ڈاکو نہیں تھا۔
وہ ایک ساتھ اس ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں داخل ہوئے۔ایک ہیڈ ویٹر ان کی طرف
عقرب نے اس سے کہا۔"ایک ایسی میز چاہیے جہاں ہم ڈسٹرب نہ ہوں۔سکون سے اطمینان
کر باتیں کر سکیں۔"
"جی ہاں۔ایک ایسی میز خالی ہے۔" ہیڈ ویٹر نے جواب دیا۔انہیں لے کر ایک طرف
پھر وہ ایک گوشے میں رکھی میز کے قریب جا کر رک گیا یہاں سے ریسٹورنٹ کا پورا ہال
تھا۔دو ستون اس میز کو پورے ہال سے علیحدہ کرتے تھے صرف ایک میز سامنے نظر آتی
ریسٹورنٹ ستونوں اور ایک محراب کی بدولت نگاہ سے اوجھل تھا۔
عقرب نے ویٹر سے کہا۔"دیکھیں۔اس میز پر کسی کو بیٹھنے نہ دیں ہم یہاں زیادہ دیر
گے۔"

ہیڈ ویٹر نے مؤدبانہ انداز سے جھک کر کہا۔"آپ بے فکر رہیں میں کیا پیش کروں....؟"
"دو کلب سینڈوچز اور کریم کافی۔" عقرب نے جواب دیا۔"ٹھنڈا پانی بھی چاہیے۔"
ہیڈ ویٹر رخصت ہوا تو عقرب کو احساس ہوا کہ دونوں کھڑے ہوئے ہیں۔عقرب
سے ایک کرسی کھسکائی۔"پلیز! آپ تشریف رکھیں۔آپ مناسب سمجھیں تو برقع سے نجات
کر لیں۔"

عقرب بیٹھ گیا۔ریسٹورنٹ میں بھی خوش گوار خنکی تھی اسپیکرز نجانے کہاں پوشیدہ تھے
ستونوں میں یا کہیں اور......لیکن نرم، دھیمی موسیقی ہر جانب تھی۔دیواروں پر جگہ جگہ مغلیہ انداز کی
تھیں خم کھائی ہوئی آنکھوں والی شہزادیاں کلاہ پہنے شہنشاہ، ہاتھی، رتھ اور نہ جانے کیا کیا۔اس کی
پر ہی تھی جب اسے احساس ہوا کہ شاداب نے برقع کا نچلا گاؤن نما حصہ اتار دیا۔اس
آسمانی رنگ کے بہت خوبصورت اور بہت قیمتی تھے اور سراپا بے مثال۔
کرسی پر بیٹھ کر شاداب نے برقعے کے نقاب والے حصے کی ڈوری کھینچی اور ایک جھٹکے سے
دیا گھنے سیاہ بال اچانک آزاد ہوئے اور اس کے چہرے پر بادل کی طرح چھا گئے پھر جب اس نے
تو نفاست سے ترشے ہوئے بال مچل کر پیچھے چلے گئے۔عقرب کے لیے یہ نظارہ بڑا دل فریب تھا۔
شاداب کا یہ چہرہ اس نے چشم تصور میں شاداب کے ذہن سے دیکھ لیا تھا۔کچھ دنوں پہلے
سرخ وگداز لبوں پر ایک دل کش مسکراہٹ بکھری ہوئی ہوتی اور ان بڑی بڑی گہری سیاہ آنکھوں
ستارے چمکتے تھے۔یہ لب و عارض جیسے اس کے لیے نئے نہ تھے اس کا حسن شہزادیوں جیسا لمبا
چاندی سی پیشانی تھی۔
"آپ مجھے اس طرح سے کیوں دیکھ رہے ہیں......؟" شاداب کا بدن کرسی پر کسمسایا۔
"میں آپ کو نہیں ایک ایسی عورت کو دیکھ رہا ہوں جو چودھویں کے چاند کی طرح ہے اور......"
نے دانستہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ آپ کا تعلق کسی امیر کبیر گھرانے سے ہے۔"



"میرے شوہر سعودی عرب میں ملازمت کرتے ہیں یہ آپ کے علم میں ہے۔آپ نے کیسے
کیا؟"
"آپ کا لباس بے حد قیمتی ہے نفیس میک اپ، سونے کے کڑے برقع بھی دو تین ہزار سے کم
ہے پرس، سینڈل لباس سے جو خوشبو پھوٹ رہی ہے وہ سینٹ بازار میں چار ہزار تین سو روپے کا
آپ کے ٹھاٹ باٹ شہزادیوں جیسے ہیں۔"
شاداب کچھ کہنا چاہتی تھی۔ویٹر کو آتا ہوا دیکھ کر خاموش ہو گئی۔جب ویٹر رخصت ہو گیا تو وہ بولی۔
ودی عرب کی کمائی ایسی ہے کہ اس سے شاہانہ زندگی گزاری جا سکتی ہے یہ ٹھاٹ باٹ ریال کے
ن منت ہیں۔"
"لیکن میں ایک بات جانتا ہوں آپ کے شوہر جو رقم گھر کے اخراجات کے لیے بھیجتے ہیں اور بھیج
ہیں اس میں ایسے ٹھاٹ باٹ ممکن نہیں ہیں آپ ایک فیشن پرست خاتون ہیں عمدہ جامہ زیبی،
یات، ہوٹل بازی اور کچھ تفریحات آپ کی کمزوری ہیں اس کے علاوہ محلے میں آپ کی شخصیت
سے زیادہ نمایاں اور منفرد بھی ہے۔"
"آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ میرے بارے میں اور میرے شوہر کے بارے میں کیسے اور کیوں
جانتے ہیں؟" شاداب نے موضوع بدلا۔"میں اس کے بارے میں آپ کو بعد میں بتاؤں
" عقرب نے کہا۔"میں آپ کو یہاں اس لیے لے کر آیا ہوں کہ آپ کی پریشانی دور
ں......اس وقت آپ کی ذہنی حالت بڑی ابتر ہے دل و دماغ قابو میں نہیں ہے۔"
"مجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہے۔" شاداب کی آواز حلق میں پھنس گئی۔"آپ مجھے کیسے جانتے
؟"
"پھر جھوٹ بول رہی ہیں آپ......؟ میں اتفاقی طور پر آپ کو جانتا ہوں آپ سچ بولیں وہ سچ جو
کڑوا ہے۔کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ اس وقت ایک بہت بڑی مصیبت کی دلدل میں گری ہوئی
ایک ایسی مصیبت جس سے نکلنا آپ کے بس اور اختیار میں نہیں ہے۔آپ کے چاروں طرف ایک
برا چھایا ہوا ہے کسی سمت ایک کرن تک دکھائی نہیں دے رہی ہے۔"
"یہ آپ سے کس نے کہہ دیا......؟" شاداب نے تکرار کے انداز میں کہا۔
"کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ سجاد آپ کو بلیک میل کر رہا ہے؟" عقرب نے اس کی آنکھوں میں
نکا۔
شاداب کے ہاتھ سے پیالی چھوٹتے چھوٹتے بچی اس کی آواز حلق میں پھنس گئی۔"کون
......؟"
"وہی جس کی طارق روڈ پر تین دکانیں ہیں جو ایک کروڑ پتی شخص ہے۔" عقرب نے پرسکون لہجے
کہا۔
"میں کسی سجاد کو نہیں جانتی۔اور پھر ایک کروڑ پتی شخص کو مجھے بلیک میل کرنے کی کیا ضرورت

پڑی......؟''

''آپ اسے بہت اچھی طرح سے جانتی ہیں۔اور وہ اس لیے آپ کو بلیک میل کر رہا
چاند کا ٹکڑا ہیں۔''

''آپ بھی شاید کوئی بلیک میلر ٹائپ کی چیز ہیں۔آپ مجھے اجازت دیں۔'' وہ اپنا برقع اٹھا

''میں بلیک میلر نہیں ہوں۔ایک مخلص شخص ہوں میں آپ کو مصیبت کے دلدل سے اس
چاہتا ہوں کہ آپ دو معصوم بچوں کی ماں ہیں۔ایک شریف نیک اور باعزت شخص کی بیوی
انجانے راستے پر چل پڑی تھیں۔لیکن اب آپ کو ہوش آیا جب پانی سر سے گزر گیا کیا میں
ہوں؟'' عقرب نے پوچھا۔

''آپ میری کردار کشی کر رہے ہیں۔پلیز! مجھ پر تہمت نہ لگائیں میں ماں اور بیوی
روہانسی ہوگئی۔ ''کاش! جس طرح چاند میں داغ ہے اسی طرح آپ کے دامن پر بھی داغ نہ ہوتا

''آپ......آپ۔'' اس کی زبان لڑکھڑائی۔ ''کیا آپ مجھے ایک آبرو باختہ عورت
میں ایک پاک دامن عورت ہوں۔آپ میری تذلیل وتوہین نہ کریں۔مجھے جانے دیں آپ کی
میرے لیے ناقابل برداشت ہو رہی ہیں۔''

''کیا آپ کو اس گھناؤنی حقیقت سے انکار ہے۔یہ بہت ہی تلخ سچ ہے۔''

شاداب کا چہرہ متغیر ہوگیا۔عقرب کو ایسا لگا جیسے وہ غش کھا جائے گی لیکن اس نے جلد ہی
کو سنبھال لیا پھر وہ زخم خوردہ لہجے میں بولی۔ ''آپ ایک شاطر اور فراڈی شخص ہیں جو مجھ پر تہمت
بلیک میل کرنا چاہتے ہیں لیکن میں ایسی عورت نہیں ہوں جو آپ کی جھولی میں پکے پھل کی
گر جاؤں۔میں مر جاؤں گی۔اپنے آپ پر آنچ آنے نہیں دوں گی۔''

''سنیے۔آپ کو جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ ستی ساوتری بننے کی۔مجھے آپ
وشباب سے کوئی دل چسپی نہیں ہے اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھ پر مہربان ہو جائیں۔میں
ایک انسانی ہمدردی کے جذبے سے سوچا کہ آپ کو افتاد ناگہانی سے نجات دلاؤں۔وہ تصویریں
جس نے آپ کی زندگی عذاب ناک بنا دی ہے۔''

''تصویریں......؟ کون سی تصویریں......'' وہ اس طرح اچھل پڑی جیسے اسے برقی جھٹکا لگا
کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا۔

''وہ تصویریں سجاد کے پاس ہیں جس سے وہ آپ سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے اور آپ کو
کر رہا ہے کہ آپ اپنی نند کو اس کے بستر کی زینت بنا دیں۔ورنہ وہ آپ کی تصویریں آپ کے شوہر کو
دے گا۔''

''میں نہ تو کسی سجاد کو جانتی ہوں اور نہ ہی میری کوئی تصویریں اس کے پاس ہیں۔'' اس کا لہجہ
جان ہو رہا تھا۔

''سنیے محترمہ!......'' عقرب کہنے لگا۔ ''ایک برس پہلے کی بات ہے آپ کے پڑوس میں



خالدہ اور اس کے شوہر نے کرائے پر مکان لیا۔وہ عورت بڑی فیشن پرست اور آزاد خیال کی تھی۔
کے دل میں بھی بڑے ارمان تھے۔خالدہ کے شوہر کی بالائی آمدنی تھی وہ رشوت خور تھا۔اس کی
ای تھی آپ بھی اس کے ساتھ طارق روڈ شاپنگ کے لیے جانے لگیں وہ جس دکان سے کپڑے پر
میک اپ کا سامان خریدتی تھی اس کا مالک اسے کبھی کبھی ادھار دے دیا کرتا تھا۔خالدہ کی وجہ سے
بھی اس سے شناسائی ہوگئی۔وہ آپ پر ریشہ خطمی ہوگیا تھا آپ کے حصول کی تمنا کرنے لگا۔
ایک روز آپ نے اس کی دکان پر ایک ایسا پرفیوم اور شلوار سوٹ دیکھا کہ اسے خریدنے کے لیے
بے ہوگئیں۔خالدہ نے اسے خریدا تو آپ کے سینے پر سانپ لوٹ گئے۔دوسرے دن آپ پانچ
پے لے کر اس کی دکان پر پہنچیں۔اس لباس اور پرفیوم کی قیمت تین ہزار سات سو روپے بنتی تھی
آپ کو اکیلی دیکھا تو آپ کا والہانہ انداز سے استقبال کیا۔آپ کو دکان کے دفتر میں لے گیا۔
کے لیے فالودہ آئس کریم منگوائی جب آپ نے اس سے کہا کہ شلوار سوٹ اور پرفیوم ادھار
اس نے کہا کہ......جتنا ادھار چاہیے لے جائیں ہر ماہ سو پچاس روپے ادا کرتی رہیں پھر اس نے
اشاروں کنایوں میں کہا کہ آپ اکیلی سامان وغیرہ لینے آتی رہیں۔
پھر ادھار پر کپڑے لتے لینے کا سلسلہ چل پڑا۔اس کی جیولری شاپس بھی ہے اس نے دو سونے
بھی آپ کو ادھار میں دے دیئے۔آپ ہر ماہ سو دو سو روپے قسط وار ادا کرتی تھیں لیکن خریداری
ہزار روپے سے کم کی نہیں ہوتی تھی پھر ایک روز اس نے آپ سے کہا کہ۔اس کا ایک فلیٹ ہے
منگل کیا ہوا بہت قیمتی کپڑا اور فرانس کے پرفیوم بھی آئے ہوئے ہیں یہ سن کر آپ کے منہ میں پانی
آپ اس کے فلیٹ پر پہنچ گئیں۔یہ سات کمروں کا نہایت شان دار فلیٹ تھا اس کے دو کمروں میں
کپڑوں کے تھان رکھے ہوئے تھے دو کمروں میں پرفیوم کی دکان سجی تھی ایک کمرے میں اس کا دفتر
میں موٹے موٹے رجسٹر وغیرہ تھے ایک کمرہ اس کا بیڈ روم تھا۔
آپ نے دو ایک تھان سے تین سوٹ کا کپڑا لیا کچھ بے حد گراں قیمت کے فرانسیسی پرفیوم
جب سجاد نے بتایا کہ آپ پر چالیس ہزار سات سو روپے کا ادھار ہے تو آپ کے پیروں تلے
ین نکل گئی۔یہ ادھار آپ نے صرف ڈیڑھ ماہ میں لیا تھا اس ڈیڑھ ماہ میں آپ نے صرف سات
پے ادا کیے تھے۔آپ غش کھا گئیں تو وہ آپ کو گود میں اٹھا کر بیڈ روم میں لے گیا بستر پر لٹا دیا
نے آپ کو جوس پلایا تاکہ آپ کے اعصاب ہلکے پھلکے ہو جائیں۔
پھر اس نے آپ کے سامنے قرض کی ادائیگی کی ایک صورت رکھی جسے قبول کرنے کے سوا چارہ
تھا۔آپ کی پاک دامنی پر داغ لگ گیا۔لیکن آپ کو اس کے عوض بہت کچھ مل گیا۔سارا قرض بھی
ہوگیا آپ ہفتے میں دو مرتبہ فلیٹ پر اس کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے چلی جاتی تھیں۔ایک
نے آپ کے جوس میں بے ہوشی کی دوا ملا کر آپ کی ایسی تصویریں اتار لیں کہ آپ اس کے رحم
ہوگئیں۔وہ آپ سے ایک کھلونے کی طرح کھیلتا رہا۔
ایک ہفتے پہلے کی بات ہے آپ اپنی نوجوان نند کے ساتھ کسی کام سے طارق روڈ آئیں تو سجاد

نے اسے دیکھ لیا۔ آپ کی نند صاعقہ جو سولہ برس کی ہے وہ بہت حسین ہے۔ اس پر سجاد در
آج آپ اس سے ملنے گئیں تو سجاد نے کہا کہ...... آپ اپنی نند سے اسے ملا دیں
آئیں۔ اسے فلیٹ پر دو گھنٹے کے لیے چھوڑ کر چلی جائیں۔ آپ نے انکار کیا تو اس نے
تصویریں آپ کے شوہر کو بھیج دے گا۔ اس نے آپ کو دو دن کی مہلت دی۔ آپ اس کے
کر آ رہی تھیں کہ میری آپ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ کیا یہ کہانی جھوٹی، فرضی اور من گھڑت ہے؟''

شاداب بت بنی اس کی زبانی اپنی کہانی سنتی رہی تھی۔ ایک بات بھی غلط نہ تھی وہ اس بات
تھی کہ اس کے بارے میں یہ کہانی اس اجنبی شخص کو کس نے سنائی۔ وہ جو انجانے راستے پر
اس کے اور سجاد کے سوا کسی کو خبر نہیں تھی اس نے ایک لمحے کے لیے سوچا کہیں یہ سجاد کا دوست تو
......؟ کہیں سجاد نے اسے اعتماد میں تو نہیں لیا ہے؟ لیکن وہ جانتی تھی کہ سجاد کسی بھی دوست کو ا
میں نہیں لے سکتا کیوں کہ وہ شادی شدہ تھا اور اس کی ایک نوجوان بیٹی بھی تھی۔

سجاد اس قدر خبیث ثابت ہوگا اس نے خواب وخیال میں بھی نہیں سوچا تھا۔ وہ اس کی نند
مانگ رہا تھا جو اس کے لیے ممکن نہیں تھا اس کی نند ایک معصوم لڑکی تھی۔ اس لڑکی کو ناکردہ گنا
کیوں ملے؟ سزا تو اسے ملنی چاہیے جو اس نے خواب ناک راحتوں کے پیچھے بھاگ کر نہ صرف
داغ دار کر دیا بلکہ ممتا پر بھی داغ لگا دیا۔ اپنے شوہر سے بددیانتی اور بے وفائی کی مرتکب ہوئی
شوہر کے ہاتھوں اس کی شرمناک تصویریں پہنچ گئیں تو وہ اس سے ناتا توڑ لے گا طلاق دے د
کو بھی چھین لے گا۔ مطلقہ ہونے کے بعد وہ کہاں جائے گی کیا کرے گی؟ اس دنیا میں اس کے
ہیں نہ بھائی۔ دو بہنیں ہیں۔ بہنیں شادی شدہ ہیں وہ اسے سہارا کیوں دینے لگیں اس کے
ساری کالی لکیریں ہیں۔ کاش وہ خواہشات کی غلام نہ بنتی۔ خالدہ کے راستے پر نہیں چلتی پھرا
باتیں یاد آنے لگیں۔ سجاد ایک عیاش اور ہوس پرست تھا اس کی دکان کے بوڑھے دربان نے ا
ایک روز کہا تھا کہ سجاد ایک ناگ ہے وہ بہت ساری شادی شدہ عورتوں کو ڈس چکا ہے وہ صرف شا
عورتوں کا رسیا ہے نوجوان لڑکیوں کو بہت کم پسند کرتا ہے بوڑھے دربان نے اس سے یہ باتیں ا
کنایے میں کہی تھیں لیکن اس نے پروا نہیں کی تھی اب نند کو بھینٹ چڑھانے سے ہی اس کا گھر
سلامت رہ سکتا ہے کیا وہ خود غرض بن جائے؟

اس کا ذہن بری طرح ماؤف ہو چکا تھا ذہنی کشمکش سے وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکی تھی۔
کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ایک شد نہ دو شد والا معاملہ تھا۔ یہ اجنبی شخص اس کے بارے میں
سے واقف ہو چکا تھا اسے بلیک میل کر سکتا تھا اسے بستر کی زینت بنا سکتا تھا وہ سجاد کے ہاتھوں
کھلونا بنی ہوئی تھی اگر اس شخص نے بھی اس طرح اسے کھلونا بنا لیا تو کیا ہوگا......؟ یہ سب
ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے پھر وہ دوپٹے میں منہ دیئے گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

''اس معاشرے میں صرف آپ ایک ہی ایسی عورت نہیں ہیں بہت ساری عورتیں
خوابوں کو پانے کے لیے انجانے راستوں پر چل پڑتی ہیں۔ خواب ناک راتوں کا زہر پیتی ہیں



یاں اور اپنا مستقبل اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتی ہیں اپنے پیروں پر کلہاڑی مار کر روتی ہیں
ے اور اذیت کی آگ میں ساری زندگی جلتی رہتی ہیں۔ اب آپ ایک ایسے دوراہے پر آ کھڑی
ا کہ ایک طرف آپ کا مستقبل ہے اور دوسری طرف آپ کی معصوم نند ہے۔''

''اب آپ ہی بتائیں کہ میں کیا کروں......؟'' وہ سسک کر بولی اور اپنے آنسو دوپٹے
ب کرنے لگی۔

''میں آپ کو ایک شرط پر اس دلدل سے نکال سکتا ہوں۔'' عقرب نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شرط......؟'' شاداب نے اس کی طرف چونک کر دیکھا۔ ''مجھے منظور ہے۔ میں آپ کی ہر شرط
رنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ اس مردود سے میری تصویریں لے کر دے دیں آپ جب تک کہیں
آپ کو خوش کرتی رہوں گی۔''

''گویا آپ ایک دلدل سے نکل کر دوسری دلدل میں گرنے کے لیے تیار ہیں؟'' عقرب نے کہا۔

''مجبوری ہے۔ اب میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا ہے کہ میں کھلونا بنتی رہوں۔''

''میری شرط یہ نہیں ہے کہ میں آپ کو کھلونا بناؤں اور آپ کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاؤں۔''

''پھر کیا شرط ہے......؟'' شاداب نے متعجب نظروں سے اسے دیکھا اس کی پلکیں ساکت اور آنکھیں
ہو گئیں۔ ''میری شرط یہ ہے کہ آپ انجانے راستے پر نہیں چلیں گی......؟ سادگی اور قناعت کی زندگی
یں گی۔ خواب ناک زندگی کے خواب دیکھنے کے بجائے عزت کی زندگی گزارنا پسند کریں گی۔''

''مجھے منظور ہے۔'' شاداب کا چہرہ یکبارگی دمک اٹھا اور اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ''میں آپ
عدہ کرتی ہوں کہ بھولے سے بھی پلٹ کر نہیں دیکھوں گی۔ از سر نو ایک نئی عورت بن کر ایک نئی
ا کا آغاز کروں گی جو صاف ستھری اور عام سی ہوگی۔''

''یہ عہد مجھ سے نہیں اللہ سے کریں۔ توبہ استغفار ہی آپ کے سارے پاپ دھو سکتا ہے۔''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔'' شاداب نے ایک مجرم کی طرح ندامت سے اپنا سر جھکا لیا۔

''میرے ذہن میں تصویریں حاصل کرنے کی ایک تدبیر آئی ہے۔ آپ غور سے سنیں۔'' عقرب
کہا۔

عقرب چاہتا تو اسی وقت شاداب کی تصویریں جادو کے زور سے حاصل کر لیتا۔ صرف ایک لمحہ
وہ تصویریں اس کی جیب میں آ سکتی تھیں یا وہ خود بھی جا کر لا سکتا تھا۔ وہ دانستہ طور پر ایسا کرنا نہیں
تا تھا کیوں کہ اسے سجاد کو سبق دینا مقصود تھا۔ سجاد نے بہت ساری شادی شدہ عورتوں اور کنواری
یوں کو کھلونا بنا کر ان کے دامن داغ دار کر دیئے تھے۔ اس میں ایک لحاظ سے سارا قصور ان لڑکیوں
عورتوں کا تھا جو خوابوں کے پیچھے بھاگ رہی تھیں۔

سجاد حسین بڑی بے چینی اور بے تابی سے اپنے فلیٹ کے بیڈ روم میں شاداب کے انتظار میں ٹہل
تھا۔ شاداب نے ٹیلی فون کر کے کہا تھا کہ وہ اپنی نند کو لے کر پہنچ رہی ہے۔ وہ تصویریں تیار
تھے۔ اس کے چشم تصور میں شاداب کی نند کا بے مثال حسن، سراپا اٹھان اور جسم کے نشیب وفراز کی دل

کشی لہرا رہی تھی۔ آج تک سولہ برس کی ایسی بھرپور لڑکی اس کی زندگی میں نہیں آئی تھی۔
نے اس لڑکی کو دیکھا تھا وہ اس کے دل کی دھڑکن اور خواب بن گئی تھی اس کی سب سے بڑی آرزو
ٹھیک چار بجے اطلاعی گھنٹی بجی تو وہ لپک کر دروازے پر پہنچا۔ دروازے پر شاداب
پیچھے شاداب کی نند کھڑی تھی اس کے چہرے پر نقاب پڑا ہوا تھا۔ لیکن حسن کی چاندنی نقاب
چھلک رہی تھی گورے گورے سڈول ہاتھ اس کے دل پر بجلی گرا رہے تھے اس نے ان دونوں کو
کا راستہ دیا۔ اس کی نند جب سجاد کے قریب سے گزری تو سجاد کو لگا صرف اس کا وجود ہی نہیں
رات کی رانی کی طرح مہک اٹھا ہے۔ شاداب اپنی نند کو بیڈروم میں بٹھا کر نشست گاہ میں آئی۔
اس کی طرف تصویروں والا لفافہ بڑھایا۔ وہ شاداب کو فوراً رخصت کرنا چاہتا تھا شاداب نے لفا
سے تصویریں اور نیگیٹوز نکال کر دیکھے اور اس سے بولی۔ ''رات نو بجے اسے میرے گھر پر لا کر چھوڑ
سجاد نے دروازہ بند کیا۔ اسے یقین نہیں آیا تھا کہ آرزوؤں سے بھری دولت بیڈروم میں
اس نے بہت کچھ سوچا ہوا تھا۔ سرفرازی کے بعد وہ اسے وہ جوس پلائے گا جس میں اس نے بے
دوا ملا رکھی ہے جب وہ بے ہوش ہو جائے گی اس کی بھی ایسی ہی تصویریں اتارے گا جیسے اس
شاداب کی اور بہت ساری لڑکیوں اور عورتوں کی اتاری تھیں۔ وہ ان تصویروں سے جب تک اس
نہیں بھر جاتا فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

وہ بیڈروم میں داخل ہوا تو اس کا دل ایک نوجوان لڑکے کی طرح دھڑک رہا تھا۔ لڑکی نے نہ تو
اتارا تھا اور نہ ہی نقاب الٹا ہوا تھا۔ وہ گٹھڑی بنی بیٹھی تھی اس کے گورے گورے خوبصورت سڈول ہاتھ
برقعے سے باہر تھے اس نے پاس اور سامنے بیٹھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا
پھر اس نے جھک کر چوم لیا۔ پھر وہ ایک عاشق کے انداز میں بولا۔ ''میری جان! میں نے تمہیں تین دن
پہلے دیکھا تھا تم نے میرے دل پر قیامت ڈھا دی تھی میں تین راتوں سے سو نہیں سکا مجھے ایسا لگ رہا
کہ تم مجھے تین صدیوں کے بعد ملی ہو۔ میں نے انتظار کی یہ گھڑیاں کس طرح کاٹی ہیں یہ میرا دل جانتا
میرا خیال ہے کہ اب ہمیں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ دل کے ارمان ایک ایک کر کے
پورے کرنے چاہئیں کیوں؟''

لڑکی نے جواب نہیں دیا۔ سجاد نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ پھر اس نے نقاب کو الٹ دیا چاند سا
چہرہ اس کی نظروں کے سامنے تھا وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھی آنکھیں اور چہرہ سپاٹ تھا۔ اگلے لمحے وہ
بڑے زور سے اچھلا۔ جیسے اسے برقی جھٹکا لگا ہو، اس کی نظروں کے سامنے شاداب کی نند نہیں اس کی بیٹی
بیٹھی ہوئی تھی۔

''مہتاب! تم...... تم......؟'' سجاد حسین کی آواز حلق میں پھنس گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھند
سی چھا گئی۔

''جی ابو!'' مہتاب نے اپنی پلکیں جھپکاتے ہوئے سر ہلایا۔ ''آپ نے مجھے یہاں کیوں اور کس
لیے بلایا تھا؟''



''میں نے تمہیں تو نہیں بلایا تھا......؟'' سجاد حسین نے تحیر زدہ لہجے میں کہا۔
''آپ نے مجھے ٹیلی فون کیا تھا۔ آپ نے مجھ سے ٹیلی فون پر بات کی تھی اسی لیے تو میں چلی
......''

''میں نے تمہیں کوئی فون نہیں کیا۔'' سجاد حسین کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ''مجھے کیا ضرورت پڑی تھی
فون کرنے کی؟''
''آپ نے فون کر کے مجھ سے کہا تھا کہ بس اسٹاپ پر شاداب آنٹی ملیں گی تم ان کے ساتھ ٹیکسی
آ جانا۔ میں بس اسٹاپ پر پہنچی تو شاداب آنٹی نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ مجھ سے اپنا تعارف
مجھ سے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ میں چلی آئی۔''
''کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی اور شخص نے میرے لہجے کی نقل اتاری ہو اور تم دھوکا کھا گئیں......؟''
''جی نہیں ابو! کیا میں آپ کی آواز نہیں پہچانتی ہوں؟ کیا میں کوئی بچی ہوں......؟'' وہ مسکرا کے

''وہ کمینی تمہیں یہاں کیوں اور کس لیے لے کر آئی کیا اس نے بتایا تھا......؟'' سجاد حسین نے
ت کیا۔
''وہ تو مجھے آپ کے کہنے پر لے کر آئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ابو نے مجھے کیوں بلایا ہے
نے کہا کہ کچھ غیر ملکی کپڑے کے تھان آئے ہوئے ہیں۔ وہ دکھانا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرا
ی لینا ہے تاکہ کپڑے سلائی کے لیے دے سکیں۔''
''لیکن برقع تم نے کیوں پہنا......؟ تم نے کبھی تو برقع نہیں پہنا......؟ کیا اس نے برقع پہننے کے
تھا؟''
''میں نے اس کے کہنے پر برقع پہنا......؟ اس نے مجھے برقع دیتے ہوئے کہا تھا کہ تمہارے
برقع پہن کر آنے کے لیے کہا ہے۔''
''اچھا......'' سجاد حسین اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا گیا۔ اس نے سوچا۔ اس نے میرے ساتھ یہ
میلا اور تصویریں بھی لے گئی لیکن وہ بچ کر کہاں جا سکتی ہے۔ اس کے دستخط شدہ واؤچر جو میرے
ہیں۔ میں اس کے شوہر کو بھیج دوں گا۔ اگر اس نے اپنی نند کو لا کر پیش نہیں کیا۔ اپنا وعدہ پورا نہیں
مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی۔
پھر وہ اپنی بیٹی کو لے کر دفتر کے کمرے میں پہنچا۔ پھر اس نے فائل نکالی جس میں کپڑے
ان کے شاداب کے دستخط شدہ واؤچر لگے ہوئے تھے۔ اس نے شاداب کی بھی الگ فائل بنا رکھی
وہ کچی گولیاں نہیں کھیلتا تھا اس نے فائل دیکھی اگلے لمحے وہ اچھل پڑا۔ اس نے ایک ایک کر کے
چر غور سے دیکھ لیے تمام واؤچر سادے پڑے ہوئے تھے۔ ان میں کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔ وہ
تھا کہ یہ کیسے ہو گیا......؟ اصل واؤچر گئے کہاں؟ پھر اسے یاد آیا کہ شاداب کو دو تین بار موقع ملا تھا
تھوڑی دیر کے لیے سو گیا تھا۔ تب شاداب نے ہاتھ کی صفائی دکھائی۔ اس نے تمام واؤچر فائل

سے نکال کر سادے واؤچر لگا دیئے۔ اب تو وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہیں کر سکتا تھا۔

مہتاب نے اسے الجھا ہوا اور پریشان دیکھ کر پوچھا۔ "کیا بات ہے ابو!......؟ آپ پریشان ہو رہے ہیں؟"

"کچھ نہیں بیٹی......" وہ بجھے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اس فائل میں غلطی سے سادے واؤچر لگ گئے ہیں۔"

پھر اس نے غیر ارادی طور پر ان سات لڑکیوں اور عورتوں کی فائلیں اور لفافے الماری کی دراز سے نکالے جو آج کل اس کے ہاتھوں کھلونا بنی ہوئی تھیں۔ ان لفافوں میں ان کی تصویریں اور واؤچر تھے جن سے وہ انہیں بلیک میل کر رہا تھا۔ ان کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا رہا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر بھونچکا رہ گیا کہ ان فائلوں میں بھی ایک واؤچر بھی لکھا ہوا اور دستخط شدہ نہیں ہے۔ تمام فائلیں سادے واؤچر سے بھری ہوئی تھیں۔ پھر اس نے لفافے دیکھے۔ سارے لفافوں میں صرف سادے کاغذ اور نیگیٹو تھے۔ شاداب ساری چیزیں لے گئی......؟ وہ ایسی شاطر اور چالاک عورت ہے؟ لیکن اس نے یہ خفیہ دراز کھول لی؟ چابی تو اس کی جیب میں تھی......؟ اگر اس کے پاس ساری تصویریں چلی گئی ہیں تو وہ ان کو بلیک میل کر کے ہزاروں روپے کمائے گی......؟ اس نے کتنی زبردست چوٹ دی۔ اب اسے ایسی حسین و جمیل اور پرکشش لڑکیاں اور عورتیں کہاں ملیں گی؟

اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اور رگوں میں لہو ابلنے لگا۔ اس کے جی میں تو آیا وہ ابھی اسی وقت ریوالور لے کر جائے اور شاداب کو شوٹ کر دے جس نے اس کی بیٹی کو ورغلا کر اس کے عشرت کدے میں بٹھا دیا۔ پھر اس نے موقع پا کر ہاتھ خالی کر دیئے۔ اب وہ ایک خالی برتن کی طرح تھا۔ پھر سے شکار پھانسنا اس قدر آسان نہیں تھا۔ ایک تو شکار آسانی سے جال میں نہیں آتے تھے۔ بھی شکار کو جال میں پھانسنے کے لیے جو جال بچھایا جاتا تو اس کے لیے صبر کرنا اور مال بھی خرچ کرنا پڑتا۔ اس پر بڑی محنت کرنا پڑتی۔ دو ایک لڑکیاں ایسی بھی ٹکرائی تھیں جو عشرت کدے پر پہنچ گئیں لیکن وقت پر بدک کر اس کی درگت بنا کر چلی گئی تھیں پھر دو تین طوائفیں بھی اسے بے وقوف بنا گئی تھیں۔ شریف گھرانوں کی لڑکیوں کی طرح وہ دکھائی دیتی تھیں۔ پھر وہ اچانک پراسرار طور پر غائب ہو گئیں اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو سکی۔ پھر وہ محتاط ہو گیا تھا۔ شاداب نے اسے جو دھچکا پہنچایا تھا وہ ناقابل برداشت اور اذیت ناک تھا۔ اس کے دل پر جو بیت رہی تھی وہی جانتا تھا۔

تھوڑی دیر تک وہ کرسی پر ایک مردے کی طرح بیٹھا رہا۔ پھر اسے خیال آیا کہ بیٹی کو گھر آ جانا چاہیے۔ پھر وہ اس خیال سے اٹھا۔ وہ جیسے ہی فلیٹ سے باہر آیا اس اثناء میں ایک کہکشاں زینے پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے اس لڑکی کو بھی پھانسا ہوا تھا۔ وہ کچھ دنوں سے اس کی نے ابھی تک اس کی تصویریں نہیں بنائی تھیں۔ وہ بڑی شوخ اور طرحدار تھی۔ اس کی ہر رات کا اس لیے مرد اس کے والہانہ پن اور وارفتگی سے شیدائی بن جاتے تھے اسے مردوں کو خوش تھا۔



مہتاب کو دیکھتے ہی وہ شوخی سے بولی۔ "ڈارلنگ! تم نے بڑا زوردار ہاتھ مارا ہے۔"

اس کی بات سنتے ہی سجاد حسین کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس کے جی میں آیا کہ کہکشاں کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کر دے پھر اس نے سوچا کہ...... کہکشاں کو کیا معلوم یہ اس کی بیٹی ہے۔ وہ اسے کیا بتانے والا تھا کہ وہ چہکی۔ "تم بڑے لکی ہو۔ ایسے نگینے نصیب والوں کو ملتے ہیں۔ تم کب سے اس کافر کے ساتھ موج اڑا رہے ہو۔"

"کہکشاں!......" وہ اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔ "یہ میری بیٹی ہے۔ تمہیں ایسی باتیں نہیں کرنا چاہیئں۔"

"کیا میں تمہاری بیٹی کو نہیں جانتی ہوں۔ تمہاری ایک ہی تو بیٹی ہے اس کا نام مہتاب ہے۔ تم نے اس سے اپنی دکان پر ملایا تھا۔ یہ مہتاب تھوڑی ہے۔ میں اس سے دو مرتبہ مل چکی ہوں۔ میں اس کا چہرہ کیسے بھول سکتی ہوں۔"

"یہ مہتاب ہے۔ برقع میں ہونے کی وجہ سے تمہیں دھوکا ہو رہا ہے۔ تم اسے پہچان نہیں پا رہی ہو۔" سجاد حسین نے کہا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا......؟" کہکشاں نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ برقعے میں کہاں ہے۔ یہ لڑکی مہتاب کہاں سے ہو گئی؟"

سجاد حسین نے حیرت سے کہا۔ "اصل میں تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ یہ میری بیٹی مہتاب......" اتنا کہہ کر وہ مڑا۔ اس کی بیٹی پیچھے کھڑی تھی۔ وہ پھر جیسے اچھل پڑا۔ اس کی بیٹی کی جگہ شاداب کی نند کھڑی تھی عطیہ۔ وہی عطیہ جس نے اس کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔ وہ برقعے میں نہیں تھی۔ وہ چکرا سا گیا۔ یہ کیا ماجرا ہے......؟ کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہے۔

لیکن یہ خواب کیسے ہو سکتا ہے......؟ اس نے سوچا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس نے صبح جو پرانی شراب پی تھی کہیں یہ اس کا خمار تو نہیں ہے؟ اس نے عطیہ کو مہتاب سمجھا۔ اسے تمام واؤچر اور تصویریں اور نیگیٹوز سادے دکھائی دیئے اس نے اپنا سر زور سے جھٹکا۔ پھر وہ کہکشاں سے بولا۔ "تم اس وقت جاؤ۔ مجھے عطیہ سے ضروری کام ہے۔ تم کل اسی وقت آ جانا......"

"ٹھیک ہے۔" وہ شوخ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "جاؤ، عیش کرو۔ میں کباب میں ہڈی بننے کو پسند نہیں کرتی ہوں۔ اس لیے میں بھی کباب میں ہڈی نہیں بنوں گی۔ تم لڑکیوں کے معاملے میں بڑے خوش نصیب ہو۔"

سجاد حیران اور خوش، عطیہ کو لے کر فلیٹ میں پہنچا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر اسے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ وہ اس کے چہرے پر جھکنے لگا اس نے دیکھا یہ عطیہ نہیں اس کی بیٹی مہتاب ہے۔ وہ اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"ابو...... آپ میرے ساتھ یہ کیا حرکت کر رہے ہیں......؟" مہتاب اس کے بازوؤں میں کسمساتی ہوئی اسے خوف زدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ "میں آپ کی بیٹی ہوں۔ یہ آپ کو کیا ہو گیا

ہے......؟"

سجاد حسین نے اپنی بیٹی کو برقی سرعت سے بازوؤں کی گرفت سے اس طرح نکال دیا
عفریت ہو۔ پھر وہ خجل سا ہو گیا۔ اس میں اتنی تاب نہیں تھی کہ وہ اپنی بیٹی سے نظریں ملا سکے۔
سوچا۔ یک لخت اسے احساس ہوا۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیا مذاق ہے؟ یہ کیا خواب
مہتاب...... کبھی عطیہ...... کبھی مہتاب......؟ کہیں اس کا دماغ صدمے سے چل تو نہیں گیا ہے
سر پکڑ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اس نے چند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر دیکھا تو کمرے میں کوئی نہیں تھا۔

اسے ایک خیال آیا تو اس نے فوراً ہی ریسیور اٹھا کر گھر کا نمبر گھما دیا۔ اگلے لمحے اس طرف
ریسیور اٹھا کر اس کی بیوی نے کہا۔ "ہیلو۔"

"ہیلو......" اس نے کہا۔ "میں سجاد بول رہا ہوں۔ عطیہ کہاں ہے؟"

"عطیہ کمرے میں سو رہی ہے۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اسے ہلکا ہلکا بخار ہو گیا ہے۔"

"لگتا ہے کہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔" اس نے ریسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے سوچا۔

☆☆.................☆☆

عقرب ایک بک اسٹال پر کھڑے ہو کر رسالوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ ایک انگریزی رسالے
رنگین سرورق نے اس کی ساری توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ یہ شوبزنس کا میگزین تھا۔ سرورق پر ایک ما
تصویر تھی۔ وہ بہت حسین تو نہیں تھی لیکن اس کے جسم کی نمائش ہو رہی تھی۔ عقرب نے غیر ارادی
رسالہ اٹھا لیا۔ اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اندرونی صفحات پر سرورق والی ماڈل گرل کی رنگین تصو
مختلف زاویوں اور لباسوں میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ تصویریں دیکھ رہا تھا کہ اس کے کان میں ایک نامانو
آواز گونجی۔ "کہیں تو آپ کو اس سے بھی حسین لڑکی دکھاؤں......؟ تنہائی دور کرنے کے لیے۔"
نے اپنی نظریں رسالے سے ہٹا کر دیکھا۔ اس کے قریب چھتیس برس کی عمر کا ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔
شکل اور خوش پوشاک تھا۔ وہ عقرب کو مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

عقرب نے رسالہ بند کر کے رکھ دیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ایک لمحے میں اس نے بھا
کہ یہ شخص کون ہے! کیا ہے! عقرب نے انجان بن کر اس سے پوچھا۔ "آپ نے کیا کہا...... میں
نہیں۔ پھر سے کہیں؟"

بک اسٹال پر چونکہ دو ایک لوگ کھڑے ہوئے تھے اس لیے وہ عقرب کو ایک طرف لے گیا
اس نے سرگوشی میں کہا۔ "میرے ہاں چھ سات ایسی حسین لڑکیاں ہیں کہ پورے شہر میں ڈھونڈنے
بھی نہیں ملیں گی۔"

"تو کیا آپ میری کسی ایک لڑکی سے شادی کرانا چاہتے ہیں؟" عقرب نے مسکراتے ہوئے کہا

"آپ اسے شادی ہی سمجھیں۔ ایک رات کی شادی، ایک رات کی دلہن۔ ایک سہاگ رات

"میں اب بھی آپ کی بات نہیں سمجھا۔" عقرب اس سے تفریح لینے لگا۔ "یہ کیسی شادی ہے؟"

"یہ بہت ہی آسان اور سستی شادی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "ایک ایسی شادی جس کا لطف ا



اور ہے۔"

"کہیں شادی بھی آسان اور سستی ہوتی ہے؟" عقرب نے کہا۔ "ایک شخص شادی کرتا ہے تو اسے
کم پچاس ساٹھ ہزار روپے چاہئیں۔ شادی آسان اور سستی کیسے ہو گئی۔ آپ کی منطق میری سمجھ میں
آ رہی ہے۔"

"اس شادی پر ایک رات پر صرف پانچ سے دس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔" دو کہنے لگا۔ "وہ
اپنی پسند کی حسین اور نوجوان لڑکی کے ساتھ وقت گزاریں۔ نہ مہر، نہ نکاح اور نہ ہی کسی قسم کی جھن
ے۔ دوسرے دن کے لیے چاہیں تو دوسری لڑکی پسند کر کے دو تین گھنٹے گزاریں۔ جیب گرم ہو تو رات
کو ایک سے ایک نئی دلہن مل سکتی ہے۔"

"کسی لڑکی کو دلہن بنا کر ساری رات رکھنے کی صورت میں کیا رقم ادا کرنا ہو گی؟" عقرب نے پوچھا۔

"بیس سے تیس ہزار روپے۔ جیسی دلہن ہو گی ویسے پیسے آپ کو ادا کرنے ہوں گے......؟" اس
نے کہا۔

"اچھا چلیں۔" عقرب نے چند ثانیوں تک سوچنے کے بعد کہا۔ "وہ لڑکیاں کہاں رہتی ہیں؟"

"زیادہ دور نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "یہاں سے صرف چار پانچ منٹ کی مسافت ہے۔ آپ
ں گاڑی ہے تو صرف دو منٹ میں پہنچ جائیں گے؟"

یہ ڈیفنس سوسائٹی کا علاقہ تھا۔ عقرب اس علاقے کو دیکھنے کے لیے اس لیے آیا تھا کہ اب وہ اپنے
انا چاہتا تھا۔ اسے نہ صرف اپنا گھر اور ماں باپ یاد آ رہے تھے بلکہ اپنی جگہ جہاں وہ پیدا ہوا
بڑا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وہاں گزارنا چاہتا تھا۔ یہاں جس ارادے سے آیا وہ تقریباً پورا ہو چکا تھا۔ اس
اں کی دنیا دیکھی، معاشرہ دیکھا اس نے محسوس کیا کہ اس قدر برائیاں اور خرابیاں موجود ہیں کہ وہ
ور نہیں ہو سکتی ہیں۔ لوگ بڑی تیزی سے تنزلی پستی اور غلاظت کی دلدل کی طرف جا رہے ہیں جس
کے لیے ملک بنایا گیا تھا وہ فوت ہو چکا اور پامال کر دیا گیا اور اسے اس بے رحمی اور بے دردی سے
ا رہا تھا جیسے کوئی لاش مسخ کی جا رہی ہو۔ مذہب اور سیاست تجارت بن گئی تھی۔ مذہب کی دھجیاں
جا رہی تھیں فرقہ وارانہ اور لسانی فسادات مقدر بن گئے تھے۔ غلام ذہنیت پیدا ہو گئی تھی۔ بھانڈ
پ کو فن کار کہتے تھے پاکستان ثقافت اور تہذیب کا نمائندہ۔ عورت بے حیا، بے شرم، بے غیرت
ہوتی چلی جا رہی تھی۔ گندا ماحول اور فضا کی آلودگی ملک وقوم کو نقصان پہنچا رہی تھی۔ اوپر سے
ہر شخص کرپٹ تھا۔ اسے ملکی مفاد نہیں اپنا مفاد عزیز تھا۔ وہ خود غرض بن گیا تھا۔ وہ یہ کہتا تھا کہ ملک
اڑ میں۔ اسے ملک سے کوئی محبت اور دلچسپی نہ تھی۔ دین ایمان اور خدا صرف پیسہ تھا۔ یوں تو
ور معاشرہ ہی بہت بگڑا ہوا تھا۔ لیکن شہر کے پوش علاقے ایسے تھے جہاں تہذیب نام کی کوئی چیز نہ
ں میں کلفٹن، ڈیفنس، کے ڈی اے اسکیم نمبر ایک اور پی ای سی ایچ ایس کی جو برگر فیملیز تھیں وہ ہر
سب سے زیادہ کرپٹ تھیں۔

شخص سات منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر رکا۔ اس عمارت میں آٹھ بلاک تھے۔ اس عمارت

میں سارے کے سارے لگژری فلیٹ تھے۔ہر فلیٹ میں کل سات عدد کمرے اور سرونٹ کوارٹر بھی تھا۔
عمارتوں میں صرف مہذب تعلیم یافتہ اور دولت مند لوگ رہتے تھے۔اس کا اندازہ نہ صرف ان
فلیٹوں سے ہوتا تھا بلکہ احاطے میں پارکنگ لاٹ جو تھے ان میں کھڑی ہوئی گاڑیوں سے
تھا۔ایک سے ایک شان دار، نئی اور قیمتی گاڑیاں تھیں۔

سیکورٹی کا زبردست نظام تھا۔تین مسلح چاق و چوبند پہرے دار تھے۔وہ کلاشنکوفوں سے
باوردی تھے۔وہ اس شخص سے چونکہ واقف تھے اس لیے نہ تو روکا گیا اور نہ شناخت کرنے کے لیے
گیا۔نہ انٹرکام پر رابطہ کیا گیا۔سی بلاک میں دوسری منزل پر دونوں فلیٹ آنٹی کے تھے۔اس
جس کا نام شہزاد تھا اس نے بتایا آنٹی کے ہاں ملک کی نامور شخصیات آ چکی ہیں اور آتی بھی رہتی ہیں
کیوں کہ ایسا مال شاید ہی کسی آنٹی کے پاس ہو۔

شہزاد نے اطلاعی گھنٹی کا بٹن دبایا تو وہ گنگنا اٹھی۔ایک چالیس برس کی عورت نے دروازہ
اپنی وضع قطع اور چہرے مہرے سے ملازمہ لگ رہی تھی۔اس نے بڑا صاف ستھرا اور بھڑکیلا لباس پہنا
تھا اس میں خاصی دل کشی موجود تھی۔اس نے بڑے مودبانہ انداز سے سلام کیا۔پھر شہزاد اسے
داخل ہوا۔نشست گاہ سے گزر کر ایک نہایت آراستہ و پیراستہ بیڈروم میں لے گیا جو بہت بڑا تھا۔
دو عدد صوفہ سیٹ اور سنگھار میز بھی تھی اس کے علاوہ اور دیواروں پر اور چھت پر بڑے بڑے آ
تھے ان آئینوں سے کمرے کو آراستہ کرنے کا مقصد سمجھ میں صاف آتا تھا۔

شہزاد اسے بٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔ملازمہ اس کے لیے ٹھنڈا جوس لے آئی۔تھوڑی دیر
شہزاد ایک پچاس برس کی سرخ و سفید عورت کے ساتھ اندر داخل ہوا۔عورت نہ صرف حسین بلکہ
تھی۔بڑی مہذب اور شائستہ مزاج بھی تھی۔وہ کسی بڑے صاحب کی بیگم لگ رہی تھی۔دراز قد تھی
بھی متناسب تھا اس نے عقرب کو سلام کیا۔وہ بھورے رنگ کی ساڑی میں ملبوس تھی اس کے بال
تک نفاست سے ترشے ہوئے تھے۔

عقرب بڑے صوفے کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔وہ اسی صوفے پر بیٹھ گئی پھر اس نے عقرب
پوچھا۔''کیا آپ کو مسٹر شہزاد نے رسمی باتیں بتائیں......؟''

''جی نہیں۔'' عقرب نے کہا۔''انہوں نے صرف لڑکیوں کے حسن و جمال کی اور ان کی
تھی۔''

''اس وقت میرے فلیٹ میں کل سات کنواری لڑکیاں ہیں۔واقعی ان کا حسن
ہے۔'' آنٹی نے کہا۔

''بالفرض محال کسی وجہ سے کوئی لڑکی پسند نہ آئی تب کیا صورت ہوگی......؟'' عقرب نے کہا۔

''اس صورت میں آپ کو فی لڑکی منہ دکھائی پچاس روپے دینے ہوں گے۔'' آنٹی نے جواب
دیا۔''بالفرض محال آپ کو کوئی لڑکی پسند آ جاتی ہے اور سودا طے ہو جاتا ہے تو پھر آپ سے منہ دکھائی
جائے گی۔''



''ایک ایک لڑکی آئے گی یا ایک ساتھ پوری سات لڑکیاں سامنے آ کر کھڑی ہو جائیں
گی؟'' عقرب نے سوال کیا۔

''ایک ایک لڑکی آئے گی۔'' آنٹی بولی۔''آپ بڑے اطمینان اور آرام سے لڑکی کو دیکھ سکتے
جتنی دیر آپ اس سے رکنے کے لیے کہیں گے وہ اتنی دیر رک جائے گی۔''

''ایک بات بتائیں کہیں یہ بازار حسن سے تعلق تو نہیں رکھتی ہیں؟''

''میرے فلیٹ پر جو لڑکیاں آتی ہیں وہ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور ان کا اچھے گھرانوں سے تعلق بھی
وہ اپنے شوق پورے کرنے اور شادی کے لیے جہیز جمع کرنے کے لیے یہاں آتی ہیں۔وہ صحت مند
ستھری اور شائستہ بھی ہیں ان سے ایڈز جیسا موذی مرض بھی لاحق نہیں ہو سکتا۔آپ اطمینان
آپ کہیں گے تو ان کے معائنے کے طبی سرٹیفکیٹ بھی میں آپ کو دکھا سکتی ہوں۔آپ انہیں شوق
یکھ سکتے ہیں۔''

پہلی سے لے کر چھ لڑکیاں جو یکے بعد دیگرے اپنی اپنی باری پر آئیں ان کی عمریں سولہ سے لے
یس برس کی تھیں۔واقعی وہ بہت حسین، عمدہ جامہ زیب، شائستہ اور تعلیم یافتہ دکھائی دیتی تھیں انہیں
اس ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ان کے لباس کے بھڑکیلے پن نے انہیں بے لباس کر دیا تھا۔وہ
یشن ایبل تھیں اور ان کے بال بھی نفاست سے گردن تک ترشے ہوئے تھے وہ اس قدر حسین تھیں
نا میں سے کسی ایک کا انتخاب بہت مشکل تھا وہ اس قدر پرکشش تھیں کہ مردوں کے دلوں پر بجلی بن کر
ہوں گی۔یہ ساری نگینوں کی طرح دکھائی دے رہی تھیں۔عقرب کے لیے دکھ اور حیرت کی بات تھی
ہی حسین لڑکیاں خوابوں کے پیچھے انجانے راستے پر چل رہی تھیں اس بڑے شہر میں ایک ریس ہو رہی
ں ریس نے ہر شخص کو جیسے اندھا کر دیا اور اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

آخر میں جو ساتویں لڑکی آئی وہ ان سب میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھی اس میں بے انتہا
بت اور دل کشی موجود تھی۔اس نے ایسا لباس نہیں پہنا ہوا تھا جو اسے عریاں کر دے۔اس نے دوسری
ں کی طرح نہ تو شوخی دکھائی اور نہ ہی اس نے جسم کی نمائش کی۔نہ ہی کبھی اس کی آنکھوں میں جھانکا
ے میں داخل ہو کر سلام کر کے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

عقرب نے آنٹی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔''اس لڑکی کی رات بھر کی کیا قیمت ہوگی؟''

''بیس ہزار روپے۔'' آنٹی نے جواب دیا۔''شراب کی ضرورت ہو تو وہ بھی مل سکتی ہے لیکن اس
یے الگ ہوں گے۔میرے پاس ہر قسم کی شراب موجود ہے۔ہر ایک کے دام الگ الگ ہیں۔''

''اس لڑکی کے ہوتے ہوئے شراب کی کیا ضرورت ہے یہ خود سرتاپا شراب ہے۔'' عقرب نے

''برابر والے فلیٹ میں کمرہ چاہیے تو مل سکتا ہے۔ساری رات کے لیے کمرہ جو ملے گا وہ ایئر
نڈ ہوگا اس کا کرایہ دو ہزار روپے۔اگر آپ اسے ساتھ لے جانا چاہیں تو لے جا سکتے ہیں۔'' آنٹی
ا۔

''میں تو اس لڑکی کو ابھی اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔'' عقرب نے کہا۔ ''رات کا کھانا لا... رات گیارہ بجے آئیں گے۔ میرے لیے ایک کمرہ بک کر کے رکھیں۔ میں ساری رات یہیں... گا۔''

''ٹھیک ہے۔'' آنٹی نے سرہلایا۔ ''آپ بائیس ہزار کی رقم ادا کردیں میں پیشگی رقم لیتی ہوں۔''

عقرب نے اس لمحے چشم تصور میں وہ جگہ دیکھی جس میں آنٹی اپنی آمدنی رکھتی تھی۔ وہ... پچاس فیصد دیتی تھی۔ پچاس فیصد اس کی جیب میں ہوتا تھا ڈیرے اور کالی آمدنی کے جو لوگ یہاں... تھے وہ ان سے پچاس ساٹھ ہزار روپے فی لڑکی فی رات وصول کرتی تھی۔ اس کے علاوہ شراب... ملا کر پیش کرتی جس سے اس کی آمدنی دگنی ہوجاتی تھی۔ اس کی یومیہ آمدنی چالیس ہزار روپے... تھی۔ بڑی بڑی فرمیں، ٹھیکیدار اور سپلائرز آرڈر، بل پاس کروانے اور چیک کی وصولی کے لیے... کی خدمات آنٹی کی معرفت حاصل کرتے تھے۔ یوں آنٹی کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں... میں سے پچاس ہزار کے نوٹوں کی ایک گڈی اس کی جیب میں آ گئی۔ اس نے اسی وقت اس... بائیس ہزار روپے نکال کر آنٹی کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

عقرب نے ایک گاڑی کرائے پر لی ہوئی تھی۔ اس لڑکی نے اپنا نام عروج بتایا تھا۔ وہ... گاڑی میں لے کر کلفٹن کی طرف نکلا۔ اس نے ایک کولڈ کارنر پر گاڑی روکی۔ اس کے برابر دہی بڑے... آلو چھولے کی دکان تھی۔ اس دکان کا آدمی آیا تو اس نے اپنے لیے دہی بڑے اور عروج کے لیے... چھولے منگوائے۔

جب لڑکا آرڈر لے کر چلا گیا عروج نے کہا۔ ''آپ نے خوامخواہ زحمت کی اس لڑکے کو... کردیں۔''

''وہ کس لیے......؟'' عقرب نے باہر سے نظریں ہٹا کر اس کے چہرے پر مرکوز کردیں۔

''اس لیے کہ مجھے بالکل بھی بھوک نہیں ہے۔'' عروج نے اپنی نظریں نیچی کر کے کہا۔

''آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔ آپ نے صبح سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔'' عقرب نے کہا۔

اس نے چونک کر نگاہیں اٹھا کر متعجب نظروں سے عقرب کو دیکھا۔ ''یہ آپ سے کس نے کہا... آنٹی نے......؟''

''آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ صبح سے بھوکی پیاسی ہیں۔ آپ کے منہ میں کھیل تک اڑ... ہے؟''

عروج نے جواب نہیں دیا۔ اس کی آنکھوں میں حزن و کرب چھا گیا۔ وہ انجانے راستے... والی لڑکی نہیں لگ رہی تھی وہ اداس اور خاموش تھی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی وہ باہر... دیکھ رہی تھی۔

دکان والا لڑکا آلو چھولے اور دہی بڑے کی پلیٹ لے کر آ گیا۔ وہ آلو چھولے کھانے لگی۔... پلیٹیں لینے آیا تو اس نے دوبارہ آرڈر دیا تو عروج نے کہا۔ ''آپ اپنے لیے منگوا لیجیے۔ میرے...



...الی تھی۔''

''میں نے اس لیے دوسری پلیٹ منگوائی ہے کہ آپ کو آلو چھولے اچھے لگے اور آپ کو آلو چھولے ...ند ہیں۔ اور آپ کی بھوک بھی کھل اٹھی ہے آپ کا دل اور کھانے کو کر رہا تھا۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں...''

وہ چونک کر حیرت سے بولی۔ ''ایسا لگتا ہے کہ آپ دل کا حال چہرے پر پڑھ لیتے ہیں۔''

''یہی سمجھ جائیے۔'' عقرب مسکرایا۔ ''دراصل میں قیافہ شناس ہوں۔''

تھوڑی دیر کے بعد وہ ساحل سمندر پر آ گئے اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا وہ غروب آفتاب کا ...تے رہے پھر ریت کے ایک ٹیلے پر جا بیٹھے۔ وہ سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگی۔

''آپ شادی شدہ ہیں نا......؟'' عقرب نے اچانک اس سے سوال کیا۔

''جی......جی نہیں......میں شادی شدہ نہیں ہوں۔'' وہ سراسیمہ سی ہو کر بولی۔ ''یہ آپ سے کس ...دیا؟''

''آپ کی سنجیدگی، خاموشی اور بردباری بتا رہی ہے کہ آپ ایک شادی شدہ عورت ہیں آپ کی ...تین ماہ ہوئے ہیں۔''

''جی نہیں۔'' اس کا لہجہ بے جان سا تھا۔ ''آپ نے میرے بارے میں غلط اندازہ لگایا ہے۔''

''آپ کے شادی شدہ ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔'' عقرب کہنے ...نے آپ کی فیس ادا کردی ہے آپ کس لیے پریشان ہو رہی ہیں۔ مجھے اس لیے شک ہوا ہے ...شادی شدہ ہیں کہ آپ کی قیمت صرف بیس ہزار مقرر کی گئی جب کہ آپ تمام لڑکیوں میں سب ...ن ہیں ان میں اور آپ میں یہ فرق ہے کہ وہ شوخ ہیں ان میں الہڑپن ہے جب کہ آپ ان کے ...ہیں اس لیے کہ آپ شادی شدہ ہیں۔''

''کیا شادی شدہ عورتیں انجانے راستوں پر نہیں چلتی ہیں؟'' وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

''چلتی ہیں......'' عقرب نے کہا۔ ''مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ آپ کی شادی شدہ زندگی میں آج کا ...اور تاریک رات ہے اور میں آپ کے جسم کا پہلا خریدار ہوں۔''

''جی ہاں۔ جی نہیں۔'' وہ بدحواس سی ہو گئی۔ ''آپ کو یہ بات کس نے بتائی۔''

''پہلے آپ یہ بتائیں کہ کیا میرا اندازہ درست ہے؟'' عقرب نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ...چھا۔

''میں شادی شدہ عورت ہوتی تو یہ گھناؤنا پیشہ کبھی اختیار نہیں کرتی......اور پھر میرا شوہر یہ کیسے ...کرتا؟''

''اس معاشرے میں آج کل کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ نجانے کتنی عورتیں اپنی ضرورت کے لیے اور ...الوں کے لیے اپنے شوہروں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اس گھناؤنے راستے پر چل رہی ...پھر ایسے بے غیرت اور ذلیل شوہروں کی کوئی کمی نہیں ہے جو اپنی بیویوں کو گھناؤنے راستوں پر

چلاتے ہیں اور انہیں چلنے پر مجبور کرتے ہیں۔ آپ بھی ان میں سے ایک ہیں۔"
عروج کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اس کا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا۔ وہ سہم کر بولی۔ "ایسی کوئی ب
ہے۔ میں ایک شریف عورت ہوں۔"
"آپ اس بات کا اعتراف اس لیے نہیں کر رہی ہیں کہ آپ کے شوہر نے اس بات
کے لیے کہا ہے؟" عقرب نے کہا۔ "وہ بہت ظالم ہے آپ اس سے بہت ڈر اور خوف کھاتی ہیں
آپ کو جان سے نہ مار ڈالے۔"
"کیا آپ کسی اور موضوع پر بات نہیں کر سکتے ہیں......؟" عروج نے پھیکی سی ہنسی سے کہا
"نہیں۔" عقرب نے کہا۔ "آخر آپ اس موضوع پر بات کرنے سے کس لیے
اور پریشان ہو رہی ہیں جب کہ آپ کا بے غیرت اور ذلیل شوہر یہاں نہیں ہے۔ اس لیے
موجود نہیں ہیں۔"
"میں اس موضوع پر بات کر کے کیا کروں جب کہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں
ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔
"آپ مجھ سے بہت کچھ چھپا رہی ہیں لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اصل حقیقت کیا
کیا کہانی ہے؟ آپ کی آپ بیتی کیا ہے۔" عقرب کہنے لگا۔ "آپ کا اصل نام فرحانہ ہے۔ آپ
بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ بہنوں میں آپ سب سے بڑی ہیں سب سے حسین بھی ہیں آپ
بھائی اپنی پسند کی شادی کرنے کے بعد بیویوں کے غلام بن گئے اور الگ ہو گئے۔ آپ کے
سارے رشتے آنے لگے آپ کے والدین کی خواہش تھی کہ لڑکا نہ صرف خوبصورت ہو بلکہ اس
بھی بہت اچھی ہو۔ چار مہینے پہلے قوی مرد کا رشتہ آیا وہ بہت خوبصورت اور وجیہہ تھا۔ اس کے
گاڑی بھی تھی اس نے آپ کے والدین کو بتایا کہ وہ مختلف کمپنیوں کو مال سپلائی کرتا ہے۔ اس
آمدنی تیس سے چالیس ہزار کے درمیان ہے وہ اکیلا رہتا ہے نہ تو اس کے والدین حیات ہیں
بھائی بہن ہیں صرف آپ ہی نہیں آپ کے والدین بھی یہی چاہتے تھے کہ آپ کی شادی کسی
سے ہو جو اکیلا ہو، ساس، نند اور دیور نہ ہوں پھر آپ کی قوی سے شادی ہو گئی۔ آپ کا گھرانہ
مالی حالات زیادہ اچھے نہیں تھے۔ آپ کے والد نے قرضہ لے کر شادی کی پھر وہ زیر بار ہو
اس بات کا شدید احساس تھا۔
آپ کا شوہر ہنی مون کے لیے آپ کو سوات لے گیا۔ پندرہ دن تک آپ دونوں سوات
اس نے آپ کو اعلیٰ ہوٹلوں میں ٹھہرایا ہنی مون سے واپس آنے کے بعد وہ کراچی میں آپ کو
زندگی کا عادی بنانے لگا آپ نے کبھی ایسی زندگی کا تصور نہیں کیا اور نہ ہی خواب دیکھے تھے لیکن ان
محرومیاں بہت زیادہ تھیں۔ اس نئی اور رنگین زندگی نے آپ کو بہت متاثر کیا۔ آپ کا شوہر
سے اٹھارہ برس بڑا تھا لیکن اس کی فکر نہ تھی۔ پھر ایک روز اس نے آپ سے کہا۔ "فرحانہ!
تین لاکھ روپے کا شدید نقصان ہو گیا ہے اس کے علاوہ دو لاکھ روپے کا مقروض الگ ہو گیا



ہوں نے میرا جینا حرام کر دیا ہے۔ میں کیا کروں۔"
آپ نے اپنی شادی کے زیورات اس کے سامنے رکھ دیئے۔ "یہ کسی کام آ سکتے ہیں تو انہیں بیچ
ا۔"
"چالیس ہزار کے زیورات سے کیا ہوگا؟" آپ کے شوہر نے کہا تھا۔ "میری گردن پانچ لاکھ کی
ں پھنس گئی ہے۔"
"میرے والدین اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ پانچ ہزار بھی دے سکیں۔ کاش میں آپ کے لیے
کچھ کر سکتی۔"
"تم چاہو تو بہت کچھ کر سکتی ہو...... تین چار مہینے میں نہ صرف تمام قرض ادا ہو جائیں گے بلکہ اتنی رقم
آ جائے گی کہ ہم پھر سے شاہانہ زندگی گزارنے کے قابل ہو جائیں گے......" قوی نے کہا تھا۔
"میں کیا کچھ کر سکتی ہوں......؟ کیا میں کہیں ملازمت کر لوں؟ کیا میری ملازمت سے مشکل حل
ہے۔"
"ہاں تم میرے لیے اس قرض کی ادائیگی کے لیے بہت کچھ کر سکتی ہو۔ تمہاری ملازمت سے میرا
قرض ادا ہو سکتا ہے۔"
"میں انٹر پاس ہوں۔ میرے پاس ایسا کوئی تجربہ نہیں ہے جس سے ملازمت مل جائے۔ بالفرض
ملازمت مل بھی گئی تو اس سے کیا ہوگا۔ دو تین ہزار روپے ہر ماہ ملیں گے۔ لاکھوں کا قرض ادا کرنے
میں تیس برس لگ جائیں گے۔"
"لیکن ایک ایسی ملازمت میری نظر میں ہے جس سے ایک سال کے اندر اندر تمام قرض ادا
ہو جاتا ہے۔"
"ایسی کون سی ملازمت ہے؟" آپ نے شدید حیرت سے کہا اور سوالیہ نظروں سے دیکھا۔
"ایک ایسی ملازمت جس سے تمہیں ماہانہ اسی ہزار سے سوا لاکھ روپے بھی مل سکتے ہیں۔" قوی نے
کہا۔
"واقعی......" آپ کو جیسے یقین نہیں آیا۔ کہ کس طرح سے اور کہاں اتنی بڑی ملازمت مل سکتی ہے۔
"میرے جاننے والوں میں ایک آنٹی ہیں ان کے پاس پانچ چھ لڑکیاں ملازمت کرتی ہیں اور ہر
ماہ لاکھ روپے کی پیدا کر کے لے جاتی ہیں۔ وہ لڑکیاں بہت حسین اور نوجوان ہیں ان کا حسن و شباب
آمدنی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی اپنا حسن و شباب ذریعہ آمدنی بنا لو۔ صرف ایک سال کے اندر
میرا تمام قرض ادا ہو جائے گا۔"
"کیا......؟" آپ بھونچکی ہو گئیں۔ آپ کو یقین نہیں آیا کہ آپ کا شوہر گھناؤنا پیشہ اختیار کرنے
لیے کہہ بھی سکتا ہے۔
"ہاں۔" قوی نے کہا تھا۔ "تم ان تمام لڑکیوں سے کہیں حسین ہو جو آنٹی کے ہاں آمدنی کے لیے
ہیں۔"

"نہیں......نہیں......" آپ نے ہذیانی لہجے میں کہا تھا۔ "یہ بدکاری ہے۔ میں کوئی طوائف ہوں جو بدکاری کروں۔"

"دیکھا جائے تو دنیا کی ہر بیوی بدکاری کرتی ہے۔ کس طرح......؟ میں بتاتا ہوں۔ ایک لڑکی کی شادی ایسے شخص سے کی جاتی ہے جو اچھا کماتا ہے تاکہ بیوی سکھ اور آرام سے رہ سکے۔ وہ اپنی بیوی کا ہر طرح سے خیال رکھتا ہے۔ اس کے لیے کپڑے اور ضروریات کی چیزیں لاتا ہے۔ اچھا کھانا کھلاتا ہے۔ سیر و تفریح کراتا ہے۔ غرض ہر خوشی اور ہر آرام اسے پہنچاتا ہے اس کے عوض عورت کو اپنا جسم پیش کرنا پڑتا ہے۔ جسم پیش نہ کرنے کی صورت میں مرد اسے کچھ بھی نہیں دے گا بلکہ اسے گھر سے نکال دے گا۔ اس کا حسن و شباب ذریعہ ہوتا ہے، بہت کچھ حاصل کرنے کے لیے......کیا یہ بدکاری کے زمرے میں نہیں آتی ہے؟"

"آپ ایک روحانی اور مقدس رشتے کو بدکاری کا نام نہ دیں۔" آپ نے بگڑ کر برہمی سے کہا تھا۔

"شوہر ہو یا کوئی بھی شخص ہو تمہیں حسن و شباب کے عوض ایک بڑی رقم نذرانہ پیش کرے تو قبول کر لینا چاہیے۔ اب تم میری بیوی ہو۔ میری ملکیت ہو۔ میں نے تمہارے باپ کو پچاس ہزار روپے دیئے تاکہ وہ تمہاری شادی مجھ سے کر سکے۔ میں تم سے جو کام چاہے لے سکتا ہوں۔ تمہیں میری مرضی پر چلنا ہوگا۔ ورنہ میں تمہاری جوان بہنوں کو اغوا کرا دوں گا۔ ان کی بے حرمتی کرا دوں گا۔ تمہارے چہرے پر تیزاب پھینک دوں گا۔ جب تک قرض ادا نہیں ہو جاتا تمہیں میری ہر بات ماننا ہوگی۔"

اس نے دوسرے دن آپ سے آنٹی کے فلیٹ پر چلنے کے لیے کہا۔ آپ نے صاف انکار کر دیا۔ پھر اس نے آپ کو خوب مارا پیٹا۔ پھر اس نے تیسرے دن بھی کہا۔ آپ نے پھر انکار کر دیا۔ پھر اس نے آپ کو برہنہ کر کے رسی سے پلنگ پر باندھ دیا۔ پھر اس نے جلتا ہوا سگریٹ آپ کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔ "کیا تم پسند کرو گی کہ میں تمہارے خوبصورت اور بے داغ جسم اور اس چہرے کو داغ دوں جس پر تمہیں بڑا ناز و غرور ہے۔"

پھر اس نے الماری سے ایک بوتل نکالی جس میں تیزاب بھرا ہوا تھا۔ آپ نے چونکہ اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا اس لیے اسے غصہ آ گیا تھا۔ پھر اس نے تیزاب کی بوتل دکھاتے ہوئے کہا تھا۔ "اس کے چند قطرے تمہاری آنکھوں میں ڈال دوں گا۔ چند چند تمہارے جسم کے ہر حصے پر...... پھر تمہارے چہرے پر۔ پھر تم دنیا کی حسین ترین عورت کہلاؤ گی۔ بتاؤ۔ تم میرا کہا مانو گی یا نہیں۔ مان جاؤ گی تو پھر تمہیں معاف کر دوں گا۔"

آپ جو خوف و دہشت سے کانپ رہی تھیں آپ نے لرزتی آواز میں کہا۔ "میں آپ کی ہر بات مانوں گی۔"

"شاباش! یہ ہوئی نا بات۔" وہ خوش ہو گیا تھا۔ "اب تم سیدھی راہ راست پر آ گئیں۔ پہلے ہی میری بات مان لیتیں۔"

پھر اس نے الماری میں سے کیمرہ اور ہنٹر نکالا۔ پھر اس نے آپ کی مشکیں کھول دیں۔ پھر اس نے



فضا میں ہنٹر لہراتے ہوئے کہا تھا۔ "مستو! میں تمہاری تصویریں کھینچ رہا ہوں۔ جیسی بھی تصویریں کھنچواؤں تم چوں چرا نہیں کرو گی۔ اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا۔"

پھر اس نے مختلف زاویوں سے آپ کی کوئی درجن بھر تصویریں اتاریں پھر اس نے دوسرے دن دھلی ہوئی تصویریں دکھائیں۔ آپ کو اندازہ تھا کہ تصویریں کیسی اتری ہیں۔ اس نے ایک ایک تصویر لہراتے ہوئے کہا تھا۔ "اگر تم اپنے ماں باپ کے گھر جا کر بیٹھ گئیں تو میں اس کی کاپیاں بنا کر تمہارے محلے میں رشتہ داروں اور پڑوسیوں میں بانٹ دوں گا۔ نہ صرف تمہاری بلکہ تمہارے والدین کی بھی بدنامی ہوگی۔ تم نے خودکشی کی تو بھی یہ تصویریں بانٹ دوں گا تاکہ تمہاری بہنوں کی شادی نہ ہو۔ تم نہ صرف آنٹی کے فلیٹ پر جا کر ذریعہ معاش بنو گی بلکہ تمہیں جس کسی کے پاس ایک رات یا ایک ہفتہ کے لیے بھی بھیجوں تمہیں جانا ہوگا تم دو دن کے بعد فلیٹ پر چلو گی۔ آنٹی کی ہر بات مانو گی۔ آنٹی لڑکیوں سے بھی دل بہلاتی رہتی ہیں۔"

آپ کا شوہر ایک کنجر آدمی ہے وہ آنٹی کے ہاں جو لڑکیاں آتی ہیں ان کے لیے گاہکوں کو پھانستا ہے۔ اسے پانچ فیصد کمیشن ملتا ہے۔ اس کے پاس ان لڑکیوں کی البم ہے جو آنٹی کے ہاں پیشہ کرتی ہیں اس البم میں ان لڑکیوں کی نیم عریاں تصویریں لگی ہوئی ہیں وہ آج سہ پہر کے وقت آپ کو آنٹی کے فلیٹ لے گیا۔ آنٹی آپ کو دیکھ کر پھڑک اٹھی۔ پھر اس نے اپنی خواب گاہ میں آپ کو لے جا کر اس طرح سے دیکھا جیسے قربانی کا جانور دیکھا جاتا ہے اتفاق سے میں پہنچ گیا اور میں نے آپ کا سودا کر لیا۔ شہزادی آپ کا شوہر ہے۔ وہ دلال ہے۔ اس کا ایمان صرف اور صرف پیسہ ہے۔"

عروج کی آنکھوں میں ہی نہیں اس کے حسین چہرے پر بھی شدید حیرت کے آثار تھے وہ دل میں ششدر تھی کہ اس شخص کو ان تمام باتوں کے بارے میں کیوں کر اور کس طرح سے علم ہوا ہے۔ رتی رتی بات تک اسے معلوم ہے۔ وہ بت بنی ساکت پلکوں اور منجمد آنکھوں سے عقرب کو دیکھنے لگی۔ اس کا ذہن چکرا رہا تھا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"آپ چاہتی کیا ہیں؟" عقرب نے پوچھا۔ "مجھے کھل کر اور صاف صاف بتائیں مجھے اپنا دوست سمجھیں۔"

"پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ ہیں کون......؟ آپ کو ان تمام باتوں کی خبر کیسے ہوئی......؟ کیا میرے خبیث شوہر نے بتائی ہیں؟"

"میں ایک خادم اور خیر خواہ شخص ہوں۔ آپ اپنے خبیث شوہر سے نجات چاہتی ہیں تو میرے سوال کا جواب دیجیے۔ آپ اس بات سے کوئی سروکار نہ رکھیں کہ میں کون ہوں۔ مجھے یہ ساری باتیں کیسے اور کیوں کر معلوم ہوئیں۔"

"میں اپنے ذلیل، خبیث اور کنجر شوہر سے نجات چاہتی ہوں۔ لیکن یہ مجھے بہت مشکل بلکہ ناممکن لگتا ہے۔"

"کیوں......ناممکن کیوں ہے؟" عقرب نے کہا۔ "آپ اپنے شوہر سے بہت زیادہ خوف زدہ

ہیں نا......؟"

"اس لیے کہ اس نے میرے والد کو پچاس ہزار کی رقم قرض دی ہوئی ہے۔" وہ کہنے لگی۔ "اس
پاس میری نامناسب قسم کی تصویریں ہیں۔ اور پھر اس نے دھمکی دی ہوئی ہے کہ وہ میری
کر کے ان کی بے حرمتی کر سکتا ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ میری ذات سے میرے گھر والوں اور
نقصان پہنچے۔ وہ دنیا والوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوں۔"

"آپ بے فکر رہیں۔" عقرب نے اسے دلاسا دیا۔ "میں آپ کے سارے مسائل چٹکی
ہی حل کر دوں گا۔"

عقرب اسے ساحل سمندر پر لے کر بہت دیر تک ٹہلتا رہا۔ پھر اسے ایک بہت بڑے ہوٹل میں
آیا۔ جب دونوں رات کا کھانا کھا کر آنٹی کے فلیٹ پر پہنچے تو رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ اس
نشست گاہ میں دو وڈیرے دو لڑکیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے بہک رہے تھے۔ لڑکیاں چہک
تھیں۔ آنٹی بھی ایک بوڑھے مرد کے ساتھ بیٹھی شراب پی رہی تھی۔

پھر وہ دونوں بیڈ روم میں چلے گئے۔ عروج نے اس سے کہا۔ "کیا آپ میرے ساتھ
گزاریں گے......؟"

"کیا آپ کو کوئی اعتراض ہے......؟" عقرب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا جس میں
تیر رہی تھی۔

"جی نہیں۔ آپ نے مجھے خریدا ہے میں آپ کے رحم وکرم پر ہوں۔ میں آپ کا ہر حکم مانوں گی۔"

"میرا حکم یہ ہے کہ آپ بستر پر اکیلی سوئیں گی اور میں صوفے پر۔" عقرب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جس وقت عقرب سو رہا تھا تب عروج کمرے سے نکلی۔ اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔
اس کے انتظار میں نشست گاہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ پھر وہ اسے لے کر گھر پہنچا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے
ہزار کی رقم نکال کر دکھائی۔ "دیکھا میری جان ایک رات کے تمہیں بیس ہزار روپے ملے۔ آنٹی نے
ہزار روپے اپنے حصے کے لیے...... میں یہاں کوئی گاہک لایا تو اس کے پسند کرنے پر بیس سے تیس
روپے مل سکتے ہیں۔ میں یہاں کسی کو بھی لاؤں تم اس سے گرم جوشی اور والہانہ انداز سے پیش آنا تم
بھی مرد کو جتنا خوش کرو گی وہ تمہیں اتنی ہی زیادہ رقم دے گا۔ رات کیسی گزری......؟"

"بہت اچھی......" عروج نے رسمی انداز سے جواب دیا۔ "وہ شخص بہت اچھا آدمی تھا۔"

"اس نے تمہیں بخشش وغیرہ دی......؟" شہزاد نے پوچھا اور وہ اس کا پرس کھول کر دیکھنے لگا۔

"ہاں......" عروج نے اس کے ہاتھ سے اپنا پرس جھپٹ لیا۔ "مجھے جو بخشش ملی ہے وہ
ہے۔"

شہزاد ہنسنے لگا۔ "اچھا تمہاری ہی ہے لیکن یہ بتاؤ کہ اس نے کتنی بخشش دی؟"

"سو روپے۔" عروج نے جھوٹ بولا۔ عقرب نے اسے دس ہزار روپے دیئے تھے۔ یہ آنٹی کی
تھی۔



"صرف سو روپے......؟" شہزاد نے تمسخر سے کہا۔ "لعنت ہے اس پر۔ تم جیسی عورت کو سو روپے
ق دی۔"

"مجھے یہ زندگی پسند نہیں ہے۔ تم مجھے طلاق دے دو اور کسی نوجوان لڑکی سے شادی کر کے اپنا دھندا
ی رکھو۔"

"میں تمہیں طلاق دے دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ دو ایک سال کے بعد۔ کیوں کہ مجھے تمہارے حسن
ب سے پندرہ بیس لاکھ روپے کمانے ہیں۔ تم میرے لیے سونے کا انڈا دینے والی مرغی ہو۔" شہزاد
ایا۔

"تم کیسے بے غیرت اور ذلیل شوہر ہو جو اپنی بیوی کو غیر مردوں کے بستر پر دیکھ کر خوش ہوتے ہو۔"
نے تنک کر کہا۔

"اب تم نے جو ذلیل اور بے غیرت کہہ دیا لیکن آئندہ نہیں کہنا۔ میں تم پر احسان کر رہا ہوں تم مجھے
ل دے رہی ہو؟"

"تم جو میری جسم فروشی کر کے اپنی جیب گرم کر رہے ہو کیا یہ احسان ہے......؟" عروج نے
ائی لہجے میں کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔" وہ بڑے زور سے ہنسا۔ "تم کتنی خوش نصیب عورت ہو کہ تمہاری زندگی میں روز
نیا مرد آئے گا۔ رات جو پہلا مرد آیا تھا وہ کیسا خوبصورت اور وجیہہ تھا۔ اب تم روز ہی نئے مرد کے
سہاگ رات مناؤ گی۔"

"مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم کسی طوائف کی اولاد ہو۔ کیا تمہاری ماں اور بہن بھی روز غیر مردوں کے
سہاگ رات مناتی تھیں؟" عروج اپنا غصہ برداشت نہ کر سکی۔ "تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں
شریف عورت ہوں۔"

"تم......تم...... حد سے تجاوز کر رہی ہو۔ تم نے میری ماں کو بہن کو طوائف کہا۔ میں تجھے بخشوں گا
۔"

"میں حد سے تجاوز نہیں کر رہی ہوں بلکہ سچ کہہ رہی ہوں۔ تم دلال ہو۔ کنجر ہو۔ طوائف کی اولاد۔
لیے اپنی بیوی کی جسم فروشی کر رہے ہو۔ اس کے لیے گاہک پھانس کر لانا چاہتے ہو۔ شاید تم اپنی ماں
ن کے لیے بھی گاہک لاتے رہے ہو گے۔ ذلیل۔ کمینے...... حرام زادے۔ تم مجھے طلاق دے دو۔"

عروج کی آنکھیں شعلے برسانے لگی تھیں۔ شہزاد نے کب کسی سے ایسی باتیں اور گالیاں سنی تھیں
نے لپک کر الماری سے ہنٹر نکال لیا۔ پھر اس نے وحشیانہ انداز سے عروج کے کپڑے تار تار کر دیئے۔
کے لباس کی دھجیاں فرش پر بکھر گئیں اس نے عروج کے ننگے بدن پر ہنٹر برسانے کے لیے ہاتھ اٹھایا
دروازے پر کسی نے دستک دی۔

"اس وقت کون مردود آ گیا۔" وہ غصے سے بپھرتے ہوئے بولا۔ پھر اسے اچانک یاد آ گیا کہ اس
ایک وڈیرے کو اپنے ہاں بلایا تھا تاکہ اپنی بیوی کو دکھا اور ملا کر سودا طے کر لے۔ اس نے عروج کی

طرف گھوم کر کہا۔ ''تیری قسمت اچھی تھی جو تو بچ گئی۔ تو اندر جا کر کپڑے پہن کر نشست گاہ میں آ
وڈیرے صاحب آئے ہیں تجھے شاید ایک ہفتے کے لیے لے جائیں گے۔ ایک ڈیڑھ لاکھ رو
گے..... ان سے اچھی طرح ملنا۔ نخرے نہیں دکھانا۔''

شہزاد اتنا کہہ کر دروازے کی طرف بڑھا تو عروج بیڈ روم میں گھس گئی۔ شہزاد نے جا کر
کھولا۔ اس نے دیکھا۔ دروازے پر عقرب کھڑا ہوا ہے۔ وہ اسے دیکھ کر حیرت سے بولا۔ ''آپ

''جی ہاں۔'' عقرب نے سر ہلایا۔ ''میں عروج سے ملنے اور اسے لے جانے آیا ہوں۔ کیا میں
آ سکتا ہوں۔''

''آ جائیے۔'' شہزاد نے ایک طرف ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

پھر وہ اسے لے کر نشست گاہ میں آیا۔ جب عقرب بیٹھ گیا تو اس نے کہا۔ ''آپ کو میرا پتا
نے بتایا.....؟''

''جی ہاں..... یہی سمجھ لیجیے۔'' عقرب نے کہا۔ ''عروج صاحبہ کہاں ہیں؟ وہ نظر نہیں آ رہی ہیں۔''

''وہ کپڑے بدل رہی ہیں۔'' شہزاد نے کہا۔ ''آپ اتنی جلدی آ گئے۔ اسے دو گھنٹے بھی تو
ہوئے آپ کے پاس سے آ کر۔''

''آپ کی بیگم نے مجھ پر ایسا جادو کر دیا کہ میں جدائی برداشت نہ کر سکا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو
چلا آیا۔''

شہزاد کو آنٹی پر سخت غصہ آیا تھا۔ اس نے آنٹی کو سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ وہ کسی کو اس کے گھر کا
نہیں بتائے اور نہ کسی کو یہ بھی معلوم ہو کہ عروج اس کی بیوی ہے۔ اس نے ناگواری سے کہا۔ ''عروج آ
کے ساتھ جا نہیں سکے گی؟''

''وہ کس لیے.....؟'' عقرب نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

''اس لیے کہ ایک وڈیرے صاحب آنے والے ہیں۔ وہ شاید اسے ایک ہفتہ کے لیے
جائیں۔'' شہزاد نے کہا۔

اس اثنا میں عروج نشست گاہ میں داخل ہوئی۔ وہ عقرب کو دیکھ کر خوش ہو گئی۔ ''عقر
صاحب! آپ؟''

''جی ہاں۔'' عقرب نے سر ہلایا۔ پھر اس نے شہزاد سے کہا۔ ''میں عروج کو ہمیشہ کے لیے
لے جانے کے لیے آیا ہوں۔''

''یہ میری بیوی ہے۔ آپ اسے ہمیشہ کے لیے لے جا نہیں سکتے ہیں؟'' شہزاد نے کہا۔

''بیوی ہوئی تو کیا ہوا۔ آپ دوسری بیوی لے آئیں۔ کیا دنیا میں لڑکیوں کی کوئی کمی
ہے؟'' عقرب نے کہا۔

''میں کچھ دنوں کے لیے لے جانے تو دے سکتا ہوں وہ بھی اس شرط پر کہ آپ دو لاکھ روپے
کریں۔'' شہزاد نے کہا۔



''میں نے کہا نا کہ میں عروج کو ساتھ لے جا رہا ہوں۔ سدا کے لیے، لہٰذا آپ اسے طلاق دے
ں۔''

''طلاق دے دوں۔ زبردستی۔'' شہزاد کے چہرے پر حیرت چھا گئی۔ ''وہ کس لیے.....؟''

''اس لیے کہ یہ ایک شریف گھرانے کی عورت ہے۔ آپ جیسے کنجر شخص کی بیوی کوئی طوائف ہو سکتی
ہے۔''

''یہ..... آپ کیا کہہ رہے ہیں.....؟'' شہزاد نے تیز لہجے میں کہا۔ ''آپ مجھے کنجر کہہ رہے ہیں۔''

''نہیں تو اور کیا کہوں۔ کیا آپ کنجر نہیں ہیں؟ کیا دلال نہیں ہیں.....؟ کیا اپنی بیوی کو جسم فروشی پر
نہیں کر رہے ہیں؟''

''یہ میرا ذاتی کام ہے۔ معاملہ ہے۔ آپ کون ہوتے ہیں میرے ذاتی معاملات میں دخل دینے
لے۔''

عقرب نے اپنی جیب سے ٹائپ شدہ کاغذات نکال کر شہزاد کی نظروں کے سامنے لہرائے۔ ''یہ
ق نامہ ٹائپ کروا کر لایا ہوں۔ آپ اس پر دستخط کر دیں بطور گواہ میں بھی دستخط کر دوں گا۔''

''ہاں تم مجھے طلاق دے دو۔'' عروج نے ہذیانی لہجے میں کہا۔ ''میں اب تمہارے ساتھ ایک منٹ
ں رہ سکتی۔''

''اچھا تو تم دونوں نے پہلے سے منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ میں کسی قیمت پر طلاق نہیں دوں گا۔'' شہزاد
روختہ ہو گیا۔

''طلاق تم کیا تمہارا باپ بھی دے گا۔'' عروج نے کہا۔ ''تم نے طلاق نہیں دی تو میں ان کے
ھ چلی جاؤں گی۔''

''تم چلی جاؤ گی.....؟ میں دیکھتا ہوں کہ تم کیسے جاتی ہو۔ میرے حکم کے بغیر تم یہاں سے ہل بھی
ں سکتی ہو؟'' شہزاد غرایا۔

''اگر تم نے طلاق نہیں دی تو پچھتاؤ گے۔ شرافت سے طلاق دے دو۔ کیوں کہ میں ہر قیمت پر
رج کو یہاں سے لے جاؤں گا۔''

''میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں۔ تمہارے طلاق دینے یا نہ دینے سے کوئی فرق
ں پڑتا۔'' عروج نے تکرار کی۔

''تمہارا باپ میرا پچاس ہزار روپے کا مقروض ہے۔ وہ کون دے گا؟'' شہزاد نے حقارت آمیز
ے میں کہا۔

''میرا حق مہر، پچاس ہزار ہے۔ وہ اس میں برابر ہو گیا۔'' عروج نے جواب دیا۔

''میرے پاس تمہاری ایک درجن تصویریں ہیں میں ان کے پرنٹ بنوا کر تمہارے محلے اور رشتہ
وں میں تقسیم کر دوں گا۔''

''تم ان تصویروں کی بات کر رہے ہو.....؟'' عقرب نے جیب سے لفافہ نکال کر اس میں سے

ایک تصویر نکالی۔ پھر اس نے وہ تصویر شہزاد کی طرف بڑھائی۔ "یہ ساری تصویریں اور ان میرے پاس ہیں۔"

شہزاد نے جیسے ہی اس کے ہاتھ سے تصویر لے کر دیکھی وہ اچھل پڑا۔ اس کے ہاتھ چھوٹ کر فرش پر گر پڑی تو عروج نے برقی سرعت سے لپک کر تصویر اٹھالی اور اس کے پرزے کر کے فرش پر پھینک دیئے۔ پھر عقرب نے تصویروں اور ان کے نیگیٹوز کے پرزے پرزے کے منہ پر دے مارے۔

"میرے پاس سے تمہارے پاس یہ تصویریں کیسے آ گئیں؟ تم نے اسے چرا کر دی ہوں گی۔"

شہزاد نے غضب ناک ہو کر ہنٹر اٹھا لیا۔ اس نے ہنٹر عروج کو مارنے کے لیے اٹھایا تھا کہ وہ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر فضا میں بلند ہوا پھر ایک نادیدہ ہاتھ شہزاد کی پیٹھ پر ہنٹر برسانے لگا۔ سے بچنے کے لیے کمرے میں بھاگنے لگا۔ لیکن ہنٹر نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ وہ دہشت زدہ چلانے لگا۔ "مجھے بچاؤ...... بچاؤ...... میں مر جاؤں گا۔"

عقرب نے آنکھوں سے اشارہ کیا تو ہنٹر فضا میں معلق ہو گیا۔ عقرب نے اس سے پوچھا۔ "طلاق نامے پر دستخط کر رہے ہو یا نہیں؟"

"ہاں...... ہاں۔ کر دوں گا۔" وہ دیوار کے سہارے کھڑے ہو کر لمبی لمبی سانس لینے لگا۔ ضربوں نے اس کی کھال ادھیڑ دی تھی۔

عقرب نے قلم اور طلاق نامہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ عروج نے جو خوف اور حیرت سے یہ منظر رہی تھی اسے یقین نہیں آیا تھا۔ اگلے لمحے سب کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا کہ عقرب کوئی جادوگر ہے اس وہ اس کے ماضی سے بھی واقف تھا۔

جب شہزاد نے طلاق نامے پر دستخط کر دیئے تو عقرب نے طلاق نامہ عروج کی طرف بڑھا دیا۔ "اب آپ آزاد ہیں۔ اب یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا ہے۔ اب اس کے پاس تصویریں بھی نہیں رہی ہیں۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ۔" عروج نے اسے ممنون نظروں سے دیکھا۔ "لیکن اس خبیث مجھے یہ بھی دھمکی دی تھی کہ میں نے اس کا کہنا نہیں مانا اور اپنے والدین کے پاس چلی گئی تو میری بہنوں کو اغوا کر کے ان کی بے حرمتی کرائے گا۔"

"وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔" عقرب نے دلاسا دیا۔ "کیوں کہ اسے ایک ایسی عبرتناک سزا ملنے والی جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا ہے۔ آپ اپنے کپڑے اور زیورات لے لیں تا کہ میں آپ کو گھر چھوڑ دوں۔"

شہزاد ایک طرف خاموشی سے کھڑا ہوا عروج کو دیکھ رہا تھا جو الماری میں سے اپنے کپڑے اور زیورات نکال کر سوٹ کیسوں میں بھر رہی تھی۔ عروج نے الماری میں سے اس کی ہزاروں کی رقم بھی نکال کر سوٹ کیس میں رکھ لی تھی۔ وہ کچھ کہہ نہیں سکتا تھا اور نہ اسے کوئی چیز لے جانے سے باز رکھ سکتا تھا کیوں کہ ہنٹر اس کے سر پر لٹک رہا تھا۔ وہ ابھی تک معلق تھا۔



ان دونوں کے کوئی ایک گھنٹے کے بعد فلیٹ سے نکلتے ہی وہ ہنٹر زمین پر آ رہا۔ وہ ایک دم سے بیڈ طرف لپکا۔ اس نے ریوالور الماری کی خفیہ دراز میں رکھا ہوا تھا۔ اس نے ریوالور اٹھا لیا اور کی جانب لپکا تا کہ ان دونوں کو شوٹ کر دے۔ وہ تپائی سے ٹھوکر کھا کر گرا۔ جب سنبھل کر اس نے محسوس کیا کہ اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا اس کی بینائی زائل ہو گئی۔ وہ اندھا ہو چکا ہے۔ ہمیشہ کے لیے۔

عقرب واپس جا رہا تھا۔ وہ چاہتا تو پلک جھپکتے اپنی جگہ پہنچ جاتا لیکن وہ ریل گاڑی سے واپس جا رہا یوں کہ اسے یہ سفر بہت اچھا لگتا تھا سفر سے آدمی بہت کچھ سیکھتا اور پاتا ہے۔

وہ اپنے باپ کے کہنے سے سوات سے سفر کرتا ہوا کراچی پہنچا تھا۔ لاہور میں بھی اس نے قیام کیا نے بدی اور برائیوں کے خلاف محاذ بنایا تھا۔ طاغوتی طاقتوں سے بھی جنگ کی تھی۔ ہمیشہ مظلوموں جوں کی مدد کی اور ساتھ دیا۔ کبھی اس نے کسی کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی نہیں کی۔ ماں باپ نے غیر معمولی طاقتوں کا مالک اور غیر معمولی اور ناقابل تسخیر انسان بنایا۔ وہ جس قدر طاقتور اور مضبوط کا دل بھی اتنا ہی نرم اور محبت سے بھرا ہوا تھا۔

اس دوران مشن اس سے دو ایک لڑکیوں نے محبت کی لیکن وہ ان سے محبت نہ کر سکا۔ نہ اس نے آپ کو بھولے سے غلاظت کی دلدل میں گرنے دیا۔ وہ اچھائی کے راستے پر ثابت قدم رہا۔ کبھی اس لغزش نہ ہوئی۔ جوانی اسے بہکا نہ سکی۔ نہ دل اور جذبات کے ہاتھوں مجبور ہوا۔ اس کے سینے میں ایک دل دھڑکتا تھا۔ دل، دل ہی ہوتا ہے۔ پتھر نہیں ہوتا ہے۔

یہ ریزرو کمپارٹمنٹ تھا۔ عقرب کے ہم سفر میں ایک مرد ایک لڑکا اور تین عورتیں تھیں۔ یہ جیم خان کا تھا۔ ان کی بیوی کا نام فضیلہ بانو تھا۔ ان کا نوجوان بیٹا اس کی سترہ برس کی عمر ہو گی۔ دو لڑکیاں تھیں ں سے ایک لڑکی جو بڑی تھی اس کا نام چاندنی تھا۔ وہ بیس برس کے لگ بھگ ہو گی۔ دوسری بیٹی کا نارہ تھا وہ اٹھارہ برس کی ہو گی۔ ان کے پاس بڑا مختصر سا سامان تھا۔ وہ پشاور شہر جا رہے تھے ان کے ناشتہ دان بھی نہ تھا۔ اتنے لمبے سفر پر جانے والوں کے پاس نہ صرف سامان زیادہ ہوتا تھا بلکہ دو وقتوں انا بھی لے کر چلتے تھے۔

عقرب سب سے پہلے پہنچا تھا۔ گاڑی کی روانگی سے سات منٹ پہلے یہ کنبہ پہنچا تھا۔ ان تمام پر ایک عجیب وحشت سوار تھی ان پر سراسیمگی کی سی کیفیت طاری تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بت سے خوف زدہ ہوں اور وہ ان کے تعاقب میں ہو۔ ان کے پاس ایک بڑا صندوق، ایک دستی اور صرف ایک بستر تھا۔

جیم خان بہت الجھے الجھے، فکرمند، پریشان اور ہراساں سے لگ رہے تھے۔ یہ سارا کنبہ اپنے لباس نام قسم کا لگ رہا تھا۔ ان کی بیوی اور بڑی بیٹی سخت پردے میں تھیں۔ انہوں نے کالے رنگ کا عربی برقع ا تھا۔ جب کہ چھوٹی لڑکی چادر میں تھی۔ ماں اور بیٹیوں کے ہاتھ اور پیر جو بے نقاب تھے ان سے ان کی ظاہر تھی۔ بہت خوبصورت، گورے گورے اور سڈول ہاتھ تھے جسم بھی چھریرے اور متناسب

تھے۔قامت بھی ساڑھے پانچ فٹ کے لگ بھگ تھی جس کی وجہ سے ان کا پرشکوہ سراپا بے
ہو گیا تھا اور قیامت ڈھا رہا تھا۔

جب تک گاڑی کراچی کینٹ اسٹیشن سے روانہ نہیں ہوئی تھی اس وقت تک جیم خان نو
نظروں سے باہر جھانکتے رہے تھے۔ان کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ان کے سارے جسم میں
اور ایک بے چینی سی تھی۔گاڑی کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد ان کے اعصاب معمول پر آ
تھے۔کچھ دیر کے بعد وہ قدرے پرسکون نظر آنے لگے تھے۔

عروج کے گھر والوں نے ایک بہت بڑا ٹفن ساتھ رکھ دیا تھا۔اس میں دو وقتوں کا اتنا سارا کھا
کہ چھ سات آدمی سیر ہو کر کھا سکتے تھے۔جب کھانے کا وقت آیا تو جیم خان ایک ریلوے اسٹیشن
چھولے اور روٹیاں خریدنے لگے تو عقرب نے انہیں منع کر دیا۔اس کے پاس بہت سارا کھانا تھا
نے کھانے میں ان سب کو شریک کر لیا۔

جیم خان نے اسے اپنے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس میں صداقت کم تھی۔انہوں نے اسے
تھا کہ وہ پشاور ایک عزیز کی بیٹی کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہے ہیں لیکن بات کچھ اور تھی۔
ایک نیک، متقی، پرہیز گار، تہجد گزار اور بااصول شخص تھے۔ایسا شخص سچا کھرا اور برائیوں کے سخت خلا
ہوتا ہے۔ان کے محلے میں زردار خان تھا۔وہ ایک جرائم پیشہ شخص تھا۔اس سے سارا محلہ پریشان تھا
خان کی بنارس کالونی ہی میں جوتوں و چپلوں کی ایک چھوٹی سی دکان تھی۔وہ اس لیے خوب چلتی تھی
بہت کم منافع لیتے اور معیاری چیز رکھتے تھے۔کم منافع کے باعث انہیں زندگی بڑی سادگی اور قناعت
گزارنا پڑ رہی تھی۔وہ خوش تھے اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے تھے۔وہ اس قتل کے عینی گواہ تھے
زردار خان نے کیا تھا۔جب وہ دکان بند کر کے رات دس بجے گھر لوٹ رہے تھے تب انہوں نے
دیکھا تھا کہ زردار خان نے ایک ویران اور سنسان گلی میں حاکم خان کو ریوالور سے نشانہ بنا کر ہلا
کر دیا۔محلے کے دو اور آدمیوں نے بھی دیکھا تھا۔مقتول کے لواحقین نے قاتل کے خلاف ایف آ
آر کٹوا دی تھی۔زردار خان نے عینی گواہوں کو دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے اس کے خلاف عدالت
پولیس میں گواہی دی تو اس کی جان و مال کی خیر نہ ہوگی۔جیم خان نے تھانے اور عدالت میں عینی گواہ
اس کے خلاف گواہی دی تھی جس پر وہ ان کا سخت دشمن ہو گیا۔زردار خان ابھی تک گرفتار نہ
تھا۔کیوں کہ وہ پولیس کی کالی بھیڑوں کی بدولت آزاد اور دندناتا پھر رہا تھا۔وہ نہ صرف منشیات فرو
تھا بلکہ اسلحہ بھی کرائے پر دیتا اور بیچتا تھا۔اس نے دھمکی دی تھی کہ وہ ان کی دونوں بیٹیوں کو اغوا کر کے
جائے گا۔ایک رات اس نے ان کے گھر پر اپنے دو ساتھیوں کی مدد سے دھاوا بول دیا تھا خوش قسمتی
اس رات وہ اور ان کی بیوی اور بچیاں گھر پر نہیں تھیں۔شادی کی ایک تقریب میں گئی ہوئی تھیں زردار خا
نے دوسرے دن کہلا بھیجا تھا کہ آئندہ پیشی پر وہ عدالت میں منحرف ہو جائیں۔ورنہ ان کی بیٹیوں کو
صرف اغوا کر لیا جائے گا بلکہ لڑکے کو ہلاک کر کے اس کی لاش بنارس کالونی کے چوراہے پر پھینک
جائے گی۔پہلے تو انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ وہ پولیس کی مدد طلب کریں لیکن وہ جانتے تھے کہ اس



حاصل نہ ہوگا۔کیوں کہ زردار خان زیادہ طاقت ور اور بااثر ہے۔جرائم پیشہ ہونے کے ناتے ہر ماہ
بھیڑوں کی مٹھی گرم کرتا رہتا ہے۔انہیں اپنی جان کا کوئی خوف نہیں تھا۔انہیں اپنی جوان بیٹیوں کی
آبرو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی۔اس لیے انہوں نے یہ شہر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

انہوں نے جو منصوبہ بنایا اس کے بارے میں کسی دوست یا پڑوسی کو بھی اعتماد میں نہیں لیا
بیوی اور بیٹیوں کے سوا کسی کو بھی اس بات کی خبر نہ تھی۔حتیٰ کہ بیٹے کو بھی اعتماد میں نہیں لیا
سب سے پہلے انہوں نے ریلوے اسٹیشن جا کر ٹکٹیں بک کرائیں۔ان کا ایک دوست جو قصبہ موڑ
تا تھا اس کے پاس ایک ٹیکسی تھی۔اسے رات تین بجے بلا لیا۔انہوں نے بیوی بچیوں کو سختی سے
کر دی تھی کہ زیادہ سامان نہ لیں ورنہ محلے والوں کو شبہ ہو جائے گا کہ وہ ہمیشہ کے لیے گھر چھوڑ کر
ہے ہیں بالفرض محال کسی پڑوسی کو معلوم ہو گیا اور اس نے پوچھا تو وہ کہہ دیں گے حیدر آباد ایک
کی بیٹی کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہے ہیں۔ان کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ زردار
نے محلے میں دو ایک بدمعاشوں کو مخبر کے طور پر لگا دیا ہے۔رات میں وہ مخبری کرنے سے رہے
سے پہلے انہوں نے اپنی دکان کے بوڑھے ملازم کو اعتماد میں لیا۔وہ سولہ برس سے ان کے ساتھ
دکان پر تھا۔وہ جب بھی یعنی سال دو سال میں اپنی بیوی اور بچوں کے ہمراہ پشاور جاتے تھے تو گھر
چابیاں اور گھر اس کے حوالے کر جاتے تھے۔وہ ان کا نیک اور بااعتماد اور جانثار ملازم
انہوں نے اس سے کہا تھا کہ وہ واپسی کے بارے میں خط لکھ کر بتائیں گے۔وہ دکان اور گھر
ل لے اپنی بیوی بیٹی اور بہو کو لا کر رکھ لے۔انہوں نے ایک رقعہ بھی اس کے نام لکھ دیا تھا تا کہ
اسے پریشان نہ کر سکے۔

چونکہ گاڑی کی روانگی میں خاصی دیر تھی اس لیے وہ اپنے ٹیکسی ڈرائیور کے ایک دوست کے
میں آ گئے جس میں وہ تنہا رہتا تھا۔وہ گھر پر نہیں تھا پنجاب اپنے گھر کچھ دنوں کے لیے گیا ہوا
وہاں صرف چائے اور بسکٹ سے پیٹ بھرا گیا۔وہ سب ہراساں، فکرمند اور پریشان تھے ان کے
صرف چھ ہزار کی رقم تھی۔پشاور پہنچ کر اس رقم سے انہیں اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا تھا۔پشاور میں
ایک بیاہی ہوئی بہن رہتی تھی۔وہ سال دو سال میں بہن اور اس کے شوہر اور بچوں سے ملنے
تے تھے۔کبھی بہن بھی آ جاتی تھی۔

ڈبے میں روشنی کبھی بالکل مدھم پڑ جاتی کبھی اتنی تیز ہو جاتی کہ آنکھیں چکا چوند ہونے لگتیں۔
جاگ رہا تھا۔گاڑی اندھیرے میں اپنا سفر تیزی سے طے کر رہی تھی۔ادھر اچھی خاصی گنجائش اس
ہوئی تھی کہ دو نشستیں جو کھڑکی کے پاس بغیر برتھ کی تھیں وہ عقرب نے ٹکٹ چیکر کی مٹھی گرم کر کے لے
ان دو مسافروں کو حیدر آباد سے سوار ہو کر پشاور جانا تھا۔لڑکا سب سے نیچے والی برتھ پر، جیم خان
کی بیوی درمیان والی اور سب سے اوپر والی دونوں برتھوں میں سے ایک برتھ پر چاندنی اور دوسری
ستارہ کو دے دی گئی تھی۔سب سے نیچے والی برتھ خالی تھی وہ عقرب کی تھی لیکن عقرب ان دو نشستوں
اس جو کھڑکی کے پاس آ گیا تھیں۔اس نے ایک نشست سے پیٹھ ٹکائی اور دوسری نشست پر دونوں

پیر رکھ دیئے۔

ستارہ دیوار کی طرف منہ کیے سو رہی تھی۔اس کا جسم اور سراپا چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ان
کونے میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔اس نے اب بھی برقع اتارا اور نہ چہرے سے نقا
تھا۔صرف اس نے ستارہ کا چہرہ دیکھا تھا جو بہت خوبصورت تھی۔عقرب نے چاندنی کا بھی چہرہ
کوشش نہیں کی تھی۔وہ کھانے کے دوران نوالہ نقاب میں لے جاتی تھی اور پانی بھی اسی طرح
اسے یہ بات مناسب لگی تھی کہ وہ ان تینوں عورتوں کے چہرے دیکھے۔اس نے بڑا پاس لحاظ کیا تھا
بات کو جیم خان نے بھی محسوس کیا۔ان کے دل میں عقرب کی بڑی عزت اور احترام پیدا ہو گیا۔انہوں
اسے آج کے عام نوجوانوں سے ہٹ کر اور بڑا نیک پایا۔بے حد مخلص بھی ثابت ہوا تھا۔اس نے
آنے تک چائے اور مشروبات اپنی جیب سے پلائی تھیں اور انہیں ایک پیسہ بھی خرچ کرنے نہیں دیا
بڑے شرمندہ سے رہے۔ان کی آنکھ لگ جاتی لیکن وہ ہر دس منٹ کے بعد خوف سے جاگ اٹھتے
متوحش نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے۔انہوں نے کئی بار عقرب کو دیکھا جو جاگ رہا اور کھڑکی
جھانک رہا تھا۔انہوں نے رات کے کسی بھی لمحے عقرب کو ان کی لڑکیوں کی طرف دیکھتے ہوئے نہیں
تھا۔پھر وہ مطمئن سے ہو جاتے اور ان کی آنکھ لگ جاتی ان کے دل میں جو ایک خوف دامن گیر تھا
ہو جاتا۔انہیں ایک دھڑکا سا لگا ہوا تھا کہ زردار خان ان کی تلاش اور تعاقب میں ہے۔وہ کسی بھی
کی بیٹیوں کو اغوا کرنے کے لیے آ سکتا ہے۔شاید اسے کسی نہ کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنی
بچوں سمیت فرار ہو گئے ہیں۔مخبروں نے شاید اطلاع دے دی ہوگی۔"

چاندنی نے ابھی تک نقاب ڈھیلی نہیں کی تھی کھانا ان دونوں کو جب بھی دیا گیا انہوں نے آ
بیٹھ کر کھایا تھا چاندنی گھٹی بیٹھی ہوئی تھی۔جیم خان اس سے دو تین بار سرگوشی میں آہستگی سے کہہ بھی
تھے کہ......اب اتنے سخت پردے کی ضرورت نہیں ہے۔خطرہ ٹل چکا ہے۔سفر میں اتنا سخت پردہ نہیں
جاتا ہے لیکن چاندنی نے باپ کی نہ سنی تھی۔

عقرب نے جو کھڑکی کی طرف منہ کیا ہوا تھا اس نے ایسا ظاہر کیا کہ جیسے اسے نیند کا غلبہ ہو۔
کے بعد چاندنی اوپر والی برتھ سے نیچے آ گئی۔اسے برقعے میں ملبوس ہونے اور اوپر بیٹھنے کی وجہ سے
اور گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔صندوق جو زیادہ چوڑا ہونے کی وجہ سے برتھ کے نیچے سے اس قدر نکل آیا
کہ اس پر ایک شخص بیٹھ سکتا تھا۔وہ کھڑکی کے پاس ہی تھا۔چاندنی اس پر بیٹھ گئی تا کہ تازہ ہوا میں سانس
لے سکے۔کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ہوا سے اس کی نقاب اڑی اڑی جاتی تھی۔اس نے عقرب کی طرف
اور ہاتھ سے اپنی نقاب روک لی۔جب اس نے محسوس کیا کہ عقرب نیند کی آغوش میں ہے پھر اس
ہاتھ ہٹا لیا اور اڑتی نقاب سے اس کا چہرہ جلنے لگا اس بلب کی طرح جو ایک لمحے روشن ہوتا ہے اور دوسرے
لمحے بجھ جاتا ہے یا پھر ان بدلیوں کی طرح جو کبھی چاند پر چھا جاتی ہیں کبھی چاند ان پر۔چاندنی چودھویں
چاند تھی۔حسن بے مثال اور ایسا حسن تھا کہ نظر لگ جائے۔اس کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اور چہرے
خوابیدگی طاری تھی۔شہابی رنگت پر ایک دھند سی غالب تھی۔وہ کیا سوچ رہی ہے وہ عقرب کے ذہن



ل ہو رہا تھا۔وہ سوچ رہی تھی کہ یہ فرشتہ صفت نوجوان کون ہے۔آخر اس نے ان لوگوں کی اتنی خاطر
رت کس لیے کی؟ کہیں وہ اس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر تو نہیں۔نہیں ایسی بات نہیں ہے۔اس
ں نے کسی لمحے نظر بھر کے بھی نہیں دیکھا۔اب ہم لوگ پشاور جا رہے ہیں۔ابو کو کیا ضرورت تھی اس
ل کے خلاف گواہی دینے کی۔سچ بولنے کی کتنی بڑی قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔اس رات وہ بدمعاش
ے اور اس کی بہن کو اغوا کرنے کے لیے آئے تھے تا کہ ان کی بے حرمتی کر کے باپ کو اذیت ناک سزا
ے سکیں۔قدرت نے ان کی عزت و آبرو سلامت رکھی۔ایک اتفاق نے انہیں بچا لیا۔ایک جرائم پیشہ
ا کا یہ بدترین دشمن بن گیا ہے۔کیوں کہ اس بدمعاش پر فرد جرم عائد کر دی گئی تھی۔وہ چاہتا ہے کہ اس
ے ابو منحرف ہو جائیں تا کہ وہ پھانسی کی سزا سے بچ جائے۔اس کے ابو نے بھی صاف کہہ دیا تھا کہ وہ
جائیں گے لیکن ہرگز ہرگز منحرف نہیں ہوں گے۔

جب تک چاندنی صندوق پر کھڑکی کے پاس بیٹھی رہی تو ڈبے میں جیسے چاندنی چٹکتی رہی۔پھر وہ
ر والے برتھ پر چلی گئی۔کونے میں سکڑ اور سمٹ کر بیٹھ گئی۔پھر اس کی آنکھ لگ گئی پھر عقرب اٹھا تا کہ
چے والی جو برتھ خالی ہے اس پر سو جائے۔ذرا کمر سیدھی کر لے دائیں جانب کی سب سے نیچے والی برتھ
یم خان محو خواب تھے۔

عقرب سونے کے لیے دراز ہو گیا۔جلد ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔پھر اس کی آنکھ کھل گئی۔اس نے
یکھا۔ڈبے کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا۔اس پورے ریزرویشن ڈبے میں اس نے چار مسلح بدمعاشوں کو دیکھا
چہروں پر ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے۔ان کی آنکھیں خون خوار درندوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ان
ں سے دو بدمعاشوں نے دونوں سروں پر مورچہ بنایا ہوا تھا۔ان کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں
یں۔دو بدمعاش جنہوں نے جیم خان کے کنپٹی کو نشانے کی زد میں لیا ہوا تھا۔ان میں سے ایک تڑختے
ئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔"اگر کسی مسافر نے زنجیر کھینچی۔چالاکی اور ہوشیاری دکھائی تو مردوں میں سے
ے بھی نہیں بچ سکے گا۔ان کی عورتوں کی زندگی پامال کر دی جائے گی۔عورت جا ہے۔جس عمر کی بھی
اس کی عزت محفوظ نہیں رہ سکے گی۔"

جیم خان دونوں برتھوں کے درمیان فرش پر کھڑے تھے ان کی بیوی لڑکا اور دونوں لڑکیاں ان کے
یچھے سہمی ہوئی سی کھڑی تھیں۔ماں اور بیٹیوں کے برقعے ان بدمعاشوں نے نوچ کر ایک طرف ڈال
یئے تھے جیم خان چٹان بنے ہوئے تھے۔ان کے چہرے اور آنکھوں میں خوف و دہشت کا نام و نشان
ہ نہ تھا۔عورتیں تھر تھر کانپ رہی تھیں۔

"جیم خان!" زردار خان استہزائی لہجے میں کہنے لگا۔"تم چوروں اور بزدلوں کی طرح اپنی بیوی
بچوں کو لے کر منہ اندھیرے فرار ہو گئے۔لیکن تم یہ بھول گئے کہ زردار خان کے ہاتھ بہت لمبے
یں۔کوئی اس کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتا۔اسے کوئی بے وقوف نہیں بنا سکتا۔مجھے اطلاع ذرا
ر سے ملی۔راستے میں گاڑی خراب ہو گئی۔ورنہ ہم تمہیں روہڑی اسٹیشن پر چھاپ لیتے۔کوئی بات نہیں۔
یں اپنی اس محنت کا نہ صرف میٹھا بلکہ خوبصورت پھل ملنے والا ہے۔"

''زردار خان!'' جیم خان نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا۔ ''میں تمہارا دشمن ہوں۔ میری بیوی اور بچے نہیں ہیں۔''

''ہم تمہاری بیوی اور بچیوں کو اس وقت تک لے جا کر رکھیں گے جب تک تم عدالت میں اپنے سابقہ بیان سے منحرف نہیں ہو جاتے اس وقت تک ہم ان کی مہمان داری کرتے رہیں گے۔ پہلے تو ارادہ نہیں تھا کہ تمہاری بیوی کو بھی اغوا کر کے لے جائیں کیوں کہ ہم نے پوری بنارس کالونی میں صرف تمہاری لڑکیوں کے حسن و جمال کے چرچے سنے تھے۔ تمہاری بیوی کے بارے میں نہیں سنا تھا۔ لیکن تمہاری بیوی۔ اس عمر میں بہت حسین اور لاجواب چیز ہے۔ اپنی بیٹیوں کی بڑی بہن لگتی ہے۔''

''زردار خان!'' جیم خان نے نفرت اور غصے سے کہا۔ ''تم کچھ بھی کر لو لیکن میں اپنے بیان سے منحرف نہیں ہوں گا۔ تم آدمی نہیں ہو۔ ملعون ہو۔ خبردار! جو تم نے میری بیوی اور بچیوں کو ہاتھ لگایا یا بری نظروں سے دیکھا۔''

''ارے میں کب ان بچیوں اور تمہاری بیوی کو بری نظروں سے دیکھ رہا ہوں۔ بہت پیاری اور محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا ہوں اور ان کے حسن و شباب کی داد دے رہا ہوں۔ یہ تو بجلیاں ہیں۔ بجلیاں...... میرے دل پر گر رہی ہیں۔''

''خان......'' زردار خان کے ساتھی نے کہا۔ ''اتنی باتیں کرنے اور وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل......؟ تم اسے گولی مار کر کھڑکی سے باہر پھینک دو۔ اس کی بیوی اور بچیوں کو لے چلو۔ دیکھو۔ ہماری گاڑی بھی ساتھ ساتھ چلی آ رہی ہے۔''

''اسے قتل کرنے سے بات بنی ہوتی تو میں اسے کب کا قتل کر چکا ہوتا۔ عدالت میں اس کی گواہی جو ہے وہ مجھے پھانسی تک پہنچا دے گی۔ اسے قتل کرنے سے میرے خلاف کیس اور مضبوط ہو جائے گا۔ اس لیے اس کا عدالت میں منحرف ہونا بہت ضروری ہے۔''

''تو پھر ایسا کرو کہ اسے بھی ساتھ لے چلو۔ جب ہم ان کی نظروں کے سامنے اس کی بیوی اور بچیوں سے دل بہلائیں گے تو پھر یہ آپ ہی آپ راہ راست پر آ جائے گا نیک کام میں دیر مت کرو۔'' زردار خان کے ساتھی نے مشورہ دیا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ہیں۔'' زردار خان نے تائیدی لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ جو اسٹیشن آنے والا ہے وہ یہاں سے ابھی خاصا دور ہے لہٰذا زنجیر کھینچ لو۔ پھر ان دونوں کو بلا لو۔ اس کے سر پر بٹ دے مارو تا کہ بے ہوش ہو جائے۔ ہم سب ایک ایک لڑکی کو کندھے پر ڈال کر اتر جاتے ہیں میں جیم خان کو اٹھا لوں گا۔ لڑکے کو رہنے دو۔ وہ پہلے ہی بے ہوش ہو چکا ہے۔'' زردار خان نے کہا۔

زردار خان کے ساتھی نے آگے بڑھ کر زنجیر کھینچی لیکن زنجیر کھنچ نہ سکی۔ وہ ایک دم سے اسے جام لگی۔ اس نے پورا زور لگا دیا پھر بھی زنجیر جنبش تک نہ کر سکی۔



''زردار خان!......'' جیم خان نے ہذیانی لہجے میں کہا۔ ''کچھ تو خوف خدا کرو۔ مجھے مار ڈالو۔ لیکن میری بیوی اور بچیوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ان کا کیا قصور ہے ان کی عزت سے تو نہ کھیلو یہ معصوم بچیاں ہیں۔''

''ابا جان۔'' چاندنی نے بڑے حوصلے اور بے خوفی سے کہا۔ ''آپ ایک خبیث، کمینے شخص سے رحم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ آپ ایسا نہ کریں۔ ہم مر جائیں گی لیکن اپنی عزت پر آنچ آنے نہیں دیں گی۔''

''ہاں ابو۔'' ستارہ بھی بول اٹھی۔ ''یہ ہمیں ہاتھ تو لگا کر دیکھیں۔ ہم ان کی آنکھیں پھوڑ دیں گی اور نکالی جائیں گی۔''

''زندگی اور موت۔ عزت و ذلت اوپر والے کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ پر بھروسا رکھیں۔ یہ ہمارا بال بیکا نہیں کر سکیں گے۔'' فضیلہ بانو نے کہا۔ ''ان حرام زادوں کو شاید اب تک کسی عزت دار عورت سے واسطہ نہیں پڑا ہے۔''

''زردار خان!'' اس کے ساتھی نے کہا۔ ''زنجیر بالکل کام نہیں کر رہی ہے بالکل جام ہو چکی ہے۔ کیا کریں؟''

''میٹھے خان سے جا کر کہو کہ وہ فوراً ہی برابر والے کمپارٹمنٹ میں جا کر زنجیر کھینچ لے۔'' زردار خان نے کہا۔

ڈبے میں سارے مسافر دم بخود اور خوف زدہ تھے۔ وہ سب کچھ سن رہے تھے۔ ان میں جوان اور لڑکے بھی تھے۔ لیکن وہ ان چار مسلح بدمعاشوں کی وجہ سے خاموش اور مجبور تھے۔ ان بدمعاشوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں تھیں۔ ان میں سے کوئی بھی آگے بڑھ کر اور دخل دے کر اپنی موت کو دعوت دینا نہیں چاہتا تھا۔

عقرب ایک طرف خاموشی سے کھڑا ہوا سن رہا تھا۔ ابھی وہ دخل اندازی کرنا اور ان بدمعاشوں کو سکھانا نہیں چاہتا تھا۔ جیسے وہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ ان عورتوں کا جذبہ بے خوفی اور عزم و حوصلہ دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔

اچانک گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی تو زردار خان نے پوچھا۔ ''کیا کوئی اسٹیشن آ رہا ہے؟''

اس کے ساتھی نے کھڑکی میں سے اپنا نصف جسم نکال کر جھانکا پھر اس کے پاس آ کر کہا۔ ''اسٹیشن آ رہا ہے سگنل بند ہے۔''

''تو پھر جلدی کرو۔'' زردار خان نے کہا۔ پھر وہ جیم خان کی طرف منہ کر کے بولا۔ ''اب تم شرافت سے چل رہے ہو یا ہم تم سب کو قربانی کے جانوروں کی طرح لے جائیں......؟''

''میرا مشورہ تو یہ ہے کہ تم لوگ جس طرح آئے ہو اسی طرح شرافت سے واپس چلے جاؤ۔'' عقرب نے اچانک کہا۔

زردار خان اور اس کے ساتھی نے چونک کر اس کی شکل دیکھی۔ پھر زردار خان غرایا۔ ''تم کون ہو......؟''

''میں ان کا بھتیجا ہوں۔'' عقرب نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ ''ان میں سے کوئی ایک بھی

تمہارے ساتھ نہیں جائے گا۔"

زردار خان قہقہہ مار کر بڑے زور سے ہنسا۔ اس نے عقرب کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا
آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ "تم ایک فلمی ہیرو کی طرح بات کر رہے ہو۔ یہ کوئی فلم
ہے۔ لگتا ہے کہ تم ان کی بیٹی کے عاشق ہو۔"

"میں کوئی ہیرو نہیں ہوں۔ نہ مجھے ہیرو بننے کی ضرورت ہے ان کی دونوں بیٹیاں
باعث عزت واحترام ہیں۔ میں ان کی بیٹیوں اور اپنی چچی کی عزت و آبرو کو تم جیسے خبیثوں
برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔" عقرب نے اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ "یہ تم نہیں بول
ہو تمہاری شامت بول رہی ہے۔" زردار خان نے کہا۔ "تم کیا چیز ہو۔ ہم تمہیں اٹھا کر کھڑکی
پھینک دیں گے۔ تمہاری یہ بہادری اور شیخی دھری رہ جائے گی تم ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔"

عقرب جیم خان کے آگے کھڑا ہو گیا۔ وہ ڈھال بن گیا تھا۔ "تمہارے دل میں یہ آرزو
کر کے دیکھ لو۔"

زردار خان نے عقرب کے سینے پر کلاشنکوف کی نال رکھ دی تو جیم خان، فضیلہ بانو، چاند
ستارہ کی چیخیں نکل گئیں چاندنی ہذیانی لہجے میں چلائی۔ "نہیں۔ نہیں۔ انہیں نہیں مارو۔"

"اس سے کہو کہ وہ ایک طرف ہٹ جائے ورنہ میں اسے شوٹ کر دوں گا۔" زردار خان
کھاتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو کہا تھا کہ مجھے کھڑکی سے باہر پھینک دو گے۔" عقرب نے کہا۔ "پھینک کیوں
دیتے ہو؟"

"پہلے ہم ان سے نمٹ لیں۔" زردار خان نے برہمی سے کہا۔ "آخر میں تمہاری باری آئے گی۔"

عقرب ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا تو زردار خان نے اپنے ان دونوں ساتھیوں کو آواز د
بلا لیا جو دروازوں پر کھڑے پہرہ دے رہے تھے اور مسافروں پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ زردار خان
جیم خان کی طرف بڑھا تو عقرب نے ان سے کہا۔ "آپ لوگوں کو ڈرنے اور گھبرانے کی ضرور
نہیں۔ یہ آپ لوگوں کو ہاتھ لگاتے ہیں تو لگانے دیں۔"

زردار خان نے آگے بڑھ کر جیسے ہی جیم خان کا ہاتھ پکڑا اسے کرنٹ لگا۔ اسے ایسا لگا جیسے اس
بجلی کی ننگی تار کو چھو لیا ہو۔ اس نے فوراً ہی اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ اسے جیسے یقین نہیں آیا۔ پھر اس نے ا
دوسرے ہاتھ سے جیم خان کا دوسرا ہاتھ پکڑا تو پھر اسے زوردار کرنٹ لگا۔ پھر وہ اچھل پڑا۔ اس کی آنکھ
حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کرنٹ کیوں لگا۔ جیم خان کے سار
جسم میں کرنٹ دوڑ رہا ہے؟

"کیا ہوا زردار خان!......؟" اس کے ساتھی نے حیرت سے پوچھا۔ "تم نے اپنے ہاتھ اتنی
سے کیوں جھٹکے......؟"

"معلوم نہیں کیا بات ہے۔ اسے دو مرتبہ ہاتھ لگایا تو دونوں مرتبہ کرنٹ لگا۔" زردار خان



ب دیا۔

"تمہیں وہم ہو گیا۔ چلو ہٹو۔ میں اسے پکڑ کر دیکھتا ہوں۔" اس کے ساتھی نے کہا۔

اس نے جیسے ہی آگے بڑھ کر جیم خان کا ہاتھ پکڑا اسے ایسا زبردست برقی جھٹکا لگا کہ وہ اچھل کر
ت سے جا لگا اور فرش پر دھڑام سے آ رہا۔ اس کے ہاتھ سے کلاشنکوف چھوٹ کر فرش پر گر گئی۔ اس برقی
نے اس کے سارے جسم میں خون جیسے خشک کر دیا اور وہ بری طرح دہشت زدہ ہو گیا۔ فرش پر گرنے
اس کے جسم میں سخت چوٹیں آئی تھیں۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے جیم خان کو دیکھنے لگا۔ اسے یقین نہیں
زردار خان نے اس سے غلط نہیں کہا تھا۔

عقرب نے زردار خان کی طرف دیکھا۔ جیم خان ان کی بیوی لڑکا اور لڑکیاں بھی حیران تھیں۔ یہ کیا
ان کے جسم کو ہاتھ لگاتے ہی ان بدمعاشوں کو کرنٹ کیسے اور کیوں کر لگا۔ جب کہ ایسی کوئی بات
نے ان میں محسوس نہیں کی تھی وہ ان کے ساتھ ہی کھڑے ہوئے تھے اور جسم بھی مس ہو رہا تھا۔ ان
زیادہ حیران پریشان اور ہراساں زردار خان اور اس کے ساتھی تھے۔ زردار خان کے ساتھی نے جیسے
پنی کلاشنکوف فرش سے اٹھائی اسے کرنٹ لگا۔ اس کی کلاشنکوف میں بھی کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اسے
یک جھٹکا لگا۔

ان بدمعاشوں کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ زردار خان اچانک جیم
کو دھکا دے کر چاندنی کی طرف لپکا تا کہ اسے اور ستارہ کو کھینچ کر لے جائے۔ ستارہ، چاندنی کے پیچھے
ی ہوئی تھی۔ اس نے چاندنی کا ہاتھ پکڑا۔ چاندنی کا ہاتھ پکڑتے ہی اسے جیسے دس ہزار وولٹ کا برقی
لگا۔ وہ فضا میں اڑتا ہوا مخالف سمت والی کھڑکی سے باہر جا گرا۔ اس کی چیخ گاڑی کے پہیوں کی گر
ہٹ میں دب گئی۔

زردار خان کے ساتھیوں نے جب اس کا یہ حشر دیکھا تو وہ دروازے کی طرف لپکے۔ انہوں نے
کلاشنکوفیں بھی نہیں اٹھائیں۔ پھر وہ دروازہ کھول کر چلتی گاڑی سے اتر گئے۔ اس وقت گاڑی کی رفتار
کم ہو گئی تھی اور ہوتی جا رہی تھی۔ عقرب نے تینوں کلاشنکوفیں اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیں۔

ڈبے کے مسافروں نے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھا۔ جو ان کے لیے انوکھا اور جادوئی تھا۔ یہ سب
انہیں کسی جادوئی فلم کے مناظر کی طرح لگا اور محسوس ہوا تھا جیم خان کی بھی وہی حالت کیفیت اور
سات تھے جو مسافروں اور ان کی بیوی بچوں کے تھے۔ اس تائید غیبی نے جیم خان کو اور ان کی بیوی اور
ں کی عزت و آبرو کو بچا لیا تھا۔

مسافروں میں سے ایک بزرگ نے آ کر کہا۔ "مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس ڈبے میں کوئی نیک جن
ہ ہے۔ جس نے آپ کو اور آپ کے گھر کی عورتوں کی عزت و آبرو کو بچا لیا۔ جن ماموں نے اس
اش کو اٹھا کر کھڑکی سے اس طرح باہر پھینک دیا جیسے وہ پلاسٹک کا گڈا ہو۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" دوسرے صاحب بولے۔ "جنات کے کمالات کے میں نے بہت
واقعے نہ صرف سنے ہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے۔ مگر میں نے ایسا انوکھا واقعہ آج تک

نہیں دیکھا۔"

"کتنی عجیب سی بات ہے کہ میرے سارے جسم میں کرنٹ دوڑ رہا تھا لیکن بالکل
نہیں ہو رہا تھا۔" جیم خان نے کہا۔ "اس کے علاوہ ان کی کلاشنکوفیں فرش پر گریں۔ گرتے ہی ان
کرنٹ دوڑ گیا تھا۔"

"جن صاحب نے آپ کی اور آپ کے کنبے کی جانیں اور عزت بچانے کے لیے یہ کمال
ہے۔ نیک جنات جو ہوتے ہیں وہ نیک لوگوں کی اسی طرح مدد کرتے ہیں آپ بہت ہی نیک آدمی
ہیں۔"

"آپ کی بیٹی کے جسم میں اس قدر زوردار کرنٹ تھا کہ اس نے بدمعاش کو باہر ہی
دیا۔" ایک عمر رسیدہ عورت نے کہا۔ "چھ فٹ کے لمبے چوڑے آدمی کو ایک جن ہی اس طرح اٹھا کر
سکتا ہے۔"

"معلوم نہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا! شاید مر گیا ہو۔ اسے مر جانا چاہیے۔" ایک اور صاحب بولے

"میرا خیال ہے کہ وہ زندہ ہے مرا نہیں ہوگا۔ اس کے جسم کی ہڈیاں اور ہاتھ پیر ٹوٹ گئے
گے۔ وہ ایک طرح سے معذور اور اپاہج ہو گیا ہوگا۔ میرے خیال میں اس کے تینوں ساتھی بھی چلتی گا
سے بدحواسی اور خوف زدہ ہو کر اترنے کی کوشش میں گر کر اپنی ہڈیاں تڑوا بیٹھے ہوں گے۔ صبح ہو
زردار خان اور اس کے ساتھی پولیس کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔"

"اس ڈبے میں جن بابا نہ ہوتے تو ہم سب کی بھی شامت آ جاتی۔ آپ لوگ بھی آرام کریں
انہیں بھی آرام کرنے دیں۔"

جب سب اپنی اپنی نشستوں پر چلے گئے تب یہ لوگ بھی نہایت سکون واطمینان اور آرام سے
گئے۔ چاندنی، ستارہ اور فضیلہ بانو نے برقع پہننا ضروری نہیں سمجھا۔ جیم خان نے ا... بدمعاش سے
پانے کی خوشی میں سجدہ شکر ادا کیا۔ وہ برتھ پر بیٹھ کر سجدے میں گر گئے تھے جب انہوں نے سجدے
سر اٹھایا تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

"اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" فضیلہ بانو نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ "ہم تیرا جتنا ش
کریں وہ کم ہے تیرا بڑا احسان ہے کہ تو نے ذلت و رسوائی سے بچایا۔ ہماری جانیں اور عزت
سلامت رکھی۔" پھر ان کی آواز بھرا گئی۔ آنکھیں بھی بھر آئیں۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ لیکن ڈبے میں مسافر چہ میگوئیاں اور اس واقعے پر اپنے اپنے خیالا
اظہار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد چاندنی نے اپنے باپ سے کہا۔ "ابو! میں نے اس جن
آنکھوں سے دیکھا ہے جنہوں نے یہ کمالات دکھائے ہمارے جسموں میں اپنے جادو کے زور سے
پیدا کر دیا تاکہ یہ بدمعاش ہمیں ہاتھ نہ لگا سکیں۔"

"تم نے جن کہاں اور کیسے دیکھ لیا......؟" فضیلہ بانو نے چونک کر حیرت سے پوچھا۔

"جن صاحب ہم لوگوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ انسانی روپ میں تھے۔" چاندنی دل کش



لرائی تو عقرب کو ایسے لگا جیسے پورے ڈبے میں چاندنی چٹک گئی ہو۔

"وہ انسانی روپ میں تھے تو تم نے انہیں کیسے اور کیوں کر پہچان لیا؟" جیم خان کے چہرے پر
ب چھا گیا۔

"میں نے ان کی حرکات وسکنات سے جان لیا کہ یہ جن ہیں۔" چاندنی نے جواب دیا۔

"ان کی حرکات وسکنات کس قسم کی اور کیا تھیں......؟" جیم خان نے حیرت سے دریافت کیا۔

"وہ اپنی آنکھوں اور ہاتھوں سے پراسرار انداز اور غیر محسوس طریقے سے اشارے کر رہے تھے۔
ے ہونٹ بھی غیر محسوس انداز سے بدبدا رہے تھے ان کے جادو سے ہم سب کے جسموں میں کرنٹ
ے لگا تھا۔"

"لیکن وہ جن صاحب کہاں کھڑے ہوئے تھے اور وہ کیسے تھے؟" فضیلہ بانو نے پوچھا۔

"یہ تو جن صاحب ہیں۔" چاندنی نے مسکراتی نظروں سے عقرب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا......؟" ایک سنسنی سی دوڑ گئی لفظ کیا بیک وقت سب کی زبان سے نکلا تھا۔

"چاندنی!" فضیلہ بانو نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔ "یہ کوئی مذاق کا وقت ہے۔" پھر وہ عقرب
لیں۔ "معاف کرنا بیٹے! میری بیٹی کو ہر وقت مذاق سوجھتا رہتا ہے۔ آپ اس کی باتوں کا کچھ خیال
ں۔"

"امی! میں مذاق نہیں کر رہی ہوں۔" چاندنی سنجیدہ ہو گئی۔ "عقرب صاحب نے ہی ہم سب کو
ے یہ جن ہیں یا انسان ہیں یہی بتا سکتے ہیں۔ میرے خیال میں عقرب صاحب جن ہیں یا پھر کوئی
۔ آپ میں سے کسی نے یہ بات نوٹ نہیں کی کہ جب انہوں نے بدمعاشوں کی کلاشنکوفیں اٹھا کر
ہیں تب انہیں کرنٹ کیوں نہیں لگا۔ ایک بات اور یہ کہ آپ ابو کے سامنے ڈھال بن کر کھڑے
جب کہ کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ ہر ایک کو اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے۔"

سب کی نگاہیں عقرب پر مرکوز ہو گئیں۔ ان میں حیرت، خوف اور تجسس بھی تھا۔ عقرب نے
تے ہوئے کہا۔ "نہ تو میں جن ہوں اور نہ ہی کوئی جادوگر۔ میں آپ لوگوں کی طرح ایک عام قسم کا
ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت زردار خان آپ سے باتیں کر رہا تھا اور دھمکیاں دے رہا تھا
ت میں نے اپنے جسم میں ایک عجیب سی سنسناہٹ محسوس کی۔ پھر میں نے ایسا محسوس کیا کہ کوئی
ہ وجود میں سما رہا ہے۔ پھر میں نے محسوس کیا کہ میرے وجود میں کوئی پوری طرح سما گیا ہے۔ پھر اس
نے مجھے آپ کی ڈھال بنا دیا۔ پھر میں ہٹ گیا۔ پھر میں نے بلکہ اس وجود نے اپنی آنکھوں سے
سب کو باری باری دیکھا۔ اس نے آپ کے جسموں میں اپنی آنکھوں سے برقی رو خارج کر کے
لمحے میں بھر دی تاکہ بدمعاش آپ میں سے کسی کو بھی اغوا کر کے لے جا نہ سکیں۔ اس لیے آپ کو اور
الو لے جا نہ سکے۔ آپ کو زردار خان نے ہاتھ لگایا تو اسے ایک ایسا زبردست برقی جھٹکا لگا کہ اس
وہ طبق روشن ہو گئے۔ جب اس ذلیل نے چاندنی کو ہاتھ لگایا تو میرے اندر کا وجود مشتعل
میں نے دیکھا کہ وہ وجود میرے وجود سے باہر آیا۔ پھر اس نے زردار خان کو اس طرح اٹھا لیا جیسے

وہ کھلونا ہو۔ پھر اسے گیند کی طرح کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ ہر کوئی سمجھا کہ اسے برقی جھٹکے۔ ۔ ۔ با
پھینک دیا۔ اس وجود نے بدمعاشوں کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گری ہوئی کلاشنکوفوں میں بھی برا
دوڑا دی تھی۔ زردار خان کے تینوں ساتھی دہشت زدہ اور بدحواس ہو کر دروازے کی طرف لپکے۔ جب
چلتی گاڑی سے اترنے لگے تو اس وجود نے انہیں اس بری طرح اور اس طرح گرایا کہ وہ مریں نہیں ا
شدید زخمی ہو جائیں اور ان کے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں۔ اس وجود نے زنجیریں جام کر دی
اور اس وجود نے ان بدمعاشوں کی جیپ جس میں سے زردار خان ایک اسٹیشن پر اتر کر سوار ہوا تھا اور
گاڑی کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی اسے بھی الٹ دیا۔ اس جیپ میں تین مسلح بدمعاش تھے۔ وہ بھی شد
زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے کچھ دیر کے بعد وہ وجود میرے وجود سے نکل گیا۔ اب میں اپنے آپ کو۔۔۔
ہلکا پھلکا سا محسوس کر رہا ہوں۔"

عقرب نے یہ سب کچھ قدرے تفصیل سے بتایا تو وہ سب اس کی باتوں سے مطمئن ہو گئے۔
ایسی منطقی باتیں تھیں کہ وہ جھٹلا نہیں سکتے تھے۔ عقرب نے محسوس کیا کہ چاندنی جتنی حسین ہے اتنی ہی ذ
بھی ہے۔

"ایک بات جو میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے وہ یہ کہ جن صاحب صرف آپ کے وجود میں کیوں
اور کس لیے سمائے تھے؟" چاندنی نے پوچھا۔ "یہاں اور لوگ بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس میں۔۔۔
کسی اور کا انتخاب کس لیے نہیں کیا......؟"

"آپ کا سوال کچھ عجیب و غریب ہے۔" عقرب نے کہا۔ "کاش! جن صاحب یہ سن رہے ہوں
وہی اس سوال کا جواب دیں۔ وہی بتا بھی سکتے ہیں۔ اگر جن صاحب کا وجود آپ کے بھائی میں سما جاتا
تو شاید آپ پھر یہ سوال کرتیں کہ جن صاحب نے میرے بھائی کا انتخاب کیوں کیا۔ یہ جن صاحب
جانیں۔ معلوم نہیں اس میں جن صاحب کی کیا مصلحت تھی۔"

"لیکن میرا دل نجانے کیوں یہ بات نہیں مان رہا ہے کہ یہ کسی جن کا کارنامہ اور کمال تھا؟" چاندنی
نے کہا۔

"آپ کا دل کیوں نہیں مان رہا ہے......؟ کیا اس میں اب بھی کسی شک و شبہے کی کوئی گنجائش باقی
ہے؟" عقرب نے کہا۔

"جی ہاں......" چاندنی نے اپنا خوشنما سر ہلایا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ جن صاحب کا کارنامہ ہرگز
نہیں ہے۔"

"پھر کس کا ہو سکتا ہے......؟" ستارہ شوخ لہجے میں بولی۔ "باجی! کہیں یہ آپ کا کارنامہ تو نہیں
ہے؟"

"عقرب صاحب۔ مجھے یہ عقرب صاحب کا کارنامہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ مجھے جادوگر معلوم ہوتے
ہیں۔" چاندنی نے کہا۔

"آخر تم کس لیے یہ جن صاحب کا کارنامہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہو؟" جیم خان نے کہا۔ "یہ



تم کس بنا پر کہہ رہی ہو؟"

"میں اس بنا پر کہہ رہی ہوں کہ عقرب صاحب کا تعلق کالام کے علاقے سے ہے۔" وہ بولی۔

"کالام کا باشندہ ہونے کا کیا یہ مطلب ہے کہ عقرب جادوگر واقع ہوئے ہیں؟" جیم خان نے
تعجب نظروں سے دیکھا۔

"ابو...... میں نے کالام کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے۔ کالام کا علاقہ کالام کے نام سے زیادہ
ور قدیم علاقہ ہے۔" وہ کہنے لگی۔ "قدیم عہد میں آتش پرستی اور ناگ پرستی کے زمانے میں ان
ب کا مرکز رہا ہے۔ جہاں پر ناگا پال کی حکومت تھی اور جو پورے علاقے میں اپنی قوت اور جادو کے
شہور تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ جادوگروں میں کمی آتی گئی لیکن ابھی بھی باقیات موجود ہیں۔ جب
رس پیشتر آپ ہمیں سوات کی سیر کو لے گئے تو کالام میں لے گئے تھے اس کی وادیوں کی سیر کو گئے
زوڑ کی وادی میں جب ہم گھوم رہے تھے جانے کہاں سے ایک بہت بڑا اژدھا نکل آیا۔ اس وقت
ب کی حالت خراب ہو گئی۔ نظروں کے سامنے موت ناچنے لگی۔ یہ اژدھا کوئی بیس فٹ لمبا تھا۔ جب
ری طرف بڑھنے لگا تو ہم سب چیخیں مار کر بھاگنے کو تھے کہ ایک بہت ہی خوبصورت شخص جانے کہاں
ل آیا۔ اس نے ہمیں دلاسا دیا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس نے زمین پر سے ایک چھوٹا سا
ھا کر اس پر دے مارا۔ عجیب سی بات تھی کہ وہ اژدھا اس پتھر کی ضرب سہہ نہ سکا اور کسی کتے کی طرح
کر بھاگ گیا۔ اس محسن نے ہمیں اپنا نام سلیل بتایا۔ کیا عقرب صاحب کی شکل ان سے نہیں ملتی
"

فضیلہ بانو اور جیم خان نے چونک کر غور سے عقرب کی شکل دیکھی۔ "ہاں۔ ان میں سلیل صاحب
بت مشابہت ہے۔ جب ہم ڈبے میں سوار ہوئے تھے تب حواس میں کہاں تھے۔ بعد میں مجھے یہ شکل
ی لگی تھی۔ میں نے ذہن پر بہت زور دیا بہت سوچا کچھ یاد نہیں آیا۔ تمہاری یادداشت بڑے غضب
ہے بیٹی!...... کیوں بیٹے عقرب میری بیٹی ٹھیک کہہ رہی ہے؟ آپ سلیل کے بیٹے ہیں...... ہیں
؟"

"جی ہاں۔" عقرب ہنس پڑا۔ "واقعی چاندنی صاحبہ کی یادداشت بڑے غضب کی ہے۔ داد دینا
ہے۔"

"میری یادداشت بھی باجی سے کم نہیں ہے۔" ستارہ بولی۔ "سلیل صاحب نے ہم لوگوں کو اپنے
مدعو کیا تھا۔ پر تکلف مقامی کھانے کھلائے۔ ان کی امی کتنی خوبصورت اور پیاری تھیں کتنے اچھے
نے کھلائے۔ کتنی محبت سے پیش آئی تھیں۔"

"مجھے بھی یاد ہے۔" عقرب نے کہا۔ "آپ کا بٹوہ کہیں کھو گیا تھا اسے میں نے تلاش کر کے دیا
ں میں دس ہزار کی رقم تھی۔"

"ہاں یاد آیا۔" جیم خان نے کہا۔ "آپ کے والد نے جس طرح مدد کی آج آپ نے بھی کی۔ ہم
پ بیٹے کا یہ احسان ساری زندگی رہے گا ہم اسے کبھی بھول نہ سکیں گے۔"

"آپ کے ابو امی کے بارے میں سنا تھا کہ وہ دونوں بہت بڑے جادوگر ہیں۔ اب تو آپ اقرار کرلیں کہ آپ نے اپنے جادو کا کمال دکھایا تھا......؟" چاندنی نے کہا۔

"آپ کہتی ہیں تو میں اقرار کرلیتا ہوں۔" عقرب نے کہا۔ "بہتر ہے موضوع بدل دیں۔ ہم سفروں نے سن لیا تو پھر میں تماشا بن جاؤں گا۔"

"معلوم نہیں کیا بات تھی جو مجھے وادی سوات اور خصوصاً کالام کا علاقہ بہت پسند آیا اور آج بھی مجھے بہت پسند ہے۔" چاندنی کہنے لگی۔

"جب کہ یہ دس برس پہلے کی بات ہے ابو کراچی جانے سے پہلے اس خیال سے وادی سوات کی سیر و سیاحت کو لے کر آئے تھے کہ کراچی جا کر مستقل طور پر بس جانے کے بعد پھر یہ وادی دیکھنے کو نہیں ملے گی۔ لیکن مجھے آج بھی ایسا لگتا ہے کہ جیسے یہ کل کی بات ہو۔ اس علاقے میں کوئی سحر تھا جس نے اب بھی جکڑ رکھا ہے۔ اس علاقے کو جادونگری کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ ہم سب سے زیادہ دن کالام ہی میں رہے تھے۔ وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ میں نے ابو سے بھی کہا تھا کہ وہ کراچی کا خیال دل سے نکال دیں۔ یہاں کوئی کاروبار کرلیں یہاں بس جائیں۔ لیکن ابو نے میری ایک نہ سنی۔"

"ہاں بیٹی...... میں نے کراچی میں مکان خرید کر اور دکان لے کر اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کی جس کی سزا میں آج بھگت رہا ہوں۔" جیم خان نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اس شہر میں بڑی اچھی آمدنی ہے گو یہ بہت بڑا شہر ہے۔ دولت کی افراط ہے لیکن اس شہر کے باشندے سکون کی دولت سے محروم ہیں۔ اصل دولت تو سکون ہے۔"

"اگر اب آپ کو احساس ہوگیا ہے تو آپ کیوں نہیں کالام میں رہائش اور کاروبار کرلیتے۔" چاندنی نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں لیکن اس کے لیے تھوڑا انتظار کرنا ہوگا۔ مجھے کراچی جا کر دکان اور مکان بیچنا ہوگا۔"

"اس نیک کام میں دیر نہ کریں ابو!" چاندنی بولی۔ پھر وہ خوف زدہ سی ہو کر بولی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ زردار خان آپ کو نقصان پہنچائے۔ وہ اور اس کے آدمی آپ کی جان کے دشمن بن چکے ہیں۔"

"اب تو وہ بال تک بیکا نہیں کرسکتا۔" عقرب نے کہا۔ "وہ ایک اشتہاری ملزم ہے۔ صبح ہوتے ہی وہ اور اس کے ساتھی گرفتار کرلیے جائیں گے۔ اس نے جو جرم کیا ہے اس کی سزا پھانسی ہے۔ اس کے علاوہ وہ پولیس کو بہت سارے مقدمات میں مطلوب بھی ہے۔"

"معلوم نہیں کالام میں اب تک کیا کچھ تبدیلیاں اور رونما ہوگئی ہوں گی۔" چاندنی بولی۔ "آپ کا مکان تو مجھے بہت پسند آیا تھا وہ بالکل میرے خوابوں کی طرح تھا۔ دریائے سرسوتی کے کنارے آپ کی امی ابو نے وہ گھر بنایا تھا۔ اگر آپ کے والدین وہ گھر بیچنا چاہیں تو بتادیں اسے ہم خرید لیں گے۔"

"کالام میں آپ کو ایک سے ایک خوبصورت مکان مل جائیں گے۔" عقرب مسکرایا۔ "پہلے آپ کے ابو تو کراچی کی دکان اور مکان فروخت کردیں شاید اس میں ایک برس لگ جائے۔"



"ایک برس......؟" چاندنی کا چہرہ بجھ سا گیا۔ "ایک برس تو ایک صدی سے کم نہیں ہوگا۔"

"ابو یہ بھی تو کرسکتے ہیں کہ کالام میں ایک مکان خرید کر ہمیں وہاں بسا دیں۔ پھر کراچی چلے جائیں۔ کاروبار سمیٹ کر اور مکان فروخت کرکے چلے آئیں۔ باجی کی دیرینہ آرزو بھی پوری ہوجائے گی۔" ستارہ نے کہا۔

"مجھے سوچنے دو بیٹی!" جیم خان نے فکرمندی سے کہا۔ "اس واقعے نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔"

پشاور ریلوے اسٹیشن پر گاڑی سے اترنے کے بعد عقرب نے اجازت چاہی تو جیم خان نے اسے جانے نہیں دیا۔ اسے اپنی بہن کے ہاں لے آئے۔ یہ حویلی نما مکان تھا۔ ان کی بہن زیتون بیگم بھائی کے خاندان کو اچانک اور بغیر اطلاع دیئے آنے پر دیکھ کر پریشان ہوگئی تھیں۔ کیوں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ ان کے بہنوئی قیصر خان کو بہت تعجب ہوا تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی لیکن دولت کی فراوانی تھی۔ جب ان بہنوئی کو عقرب کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اس سے کچھ دن ٹھہرنے کے لیے کہا تھا۔

سفر کے دوران اس واقعے نے عقرب کو جیم خان کے گھر کے فرد کی طرح بنادیا تھا۔ چوں کہ زردار خان کی کہانی ختم ہوگئی تھی اس لیے اس سے دونوں بہنوں کا پردہ نہ رہا تھا بلکہ منزل تک دونوں اس سے باتیں بھی کرتی رہی تھیں۔ اس حویلی میں آنے کے بعد پھر سے عقرب اور چاندنی اور ستارہ کے درمیان پردہ حائل ہوگیا تھا۔ چاندنی پہلی لڑکی تھی جو اسے پسند آئی تھی۔ اس نے سوچا کہ اب اسے واپس چلے جانا چاہیے۔ آج اسے تیسرا دن تھا وہ چاندنی کی شکل دیکھنے کو ترس گیا تھا۔ اس نے دوسرے دن یہاں سے چلے جانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ لیکن وہ جانے سے پہلے چاندنی سے آخری بار ملنا اور بات کرنا چاہتا تھا۔

مردانے سے باہر اس حویلی نما مکان میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سہ پہر بارش ہوجانے سے موسم خنک ہوگیا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے سرسرا رہے تھے اس کے لیے ایک کمرہ مخصوص کردیا گیا تھا اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے عقرب کو نیند نہیں آرہی تھی وہ مردانے سے ملحق چھوٹا کمرہ عبور کرکے چند ہی قدم چلا تھا کہ ٹھٹھک کے رک گیا۔ سامنے وسیع کھلے حصے کے اس طرف دالان میں روشنی ہورہی تھی اور کوئی دیوار کے سہارے ننگے فرش پر بیٹھا ہوا تھا کتاب پڑھ رہا تھا اس کے ذہن میں جو سب سے پہلے نام آیا وہ چاندنی کا تھا اس نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا وہ دودھیا چاندنی لگ رہی تھی دوپٹا کرتہ اور شلوار بھی کا رنگ سفید تھا۔ عقرب اس کے پاس جا پہنچا۔

"آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں......؟" عقرب نے اس کے چہرے پر نظریں مرکوز کرکے پوچھا۔

"جی ہاں......" وہ سپاٹ سے لہجے میں بولی۔ اس میں بے رخی سی تھی۔

"کیا بات ہے آپ مجھ سے ناراض معلوم ہوتی ہیں۔" عقرب نے کہا۔

"ہم کون ہوتے ہیں محسنوں سے ناراض ہونے والے۔" وہ کتاب بند کرکے بولی۔ "میں نے سنا ہے کہ آپ دو دن سے جانے کی رٹ لگا رہے ہیں اور کل سنا کہ آپ چلے جائیں گے۔"

''تو کیا آپ مجھ سے شکایت کرنے کے لیے یہاں بیٹھی ہوئی ہیں؟'' عقرب مسکرا دیا۔

''میں نے سوچا کہ آپ سے آخری بار مل کر شکریہ ادا کروں کہ آپ کے جادو نے ہمیں برباد ہونے سے بچالیا۔''

''اگر میں ساری رات اپنے کمرے میں رہتا اور اس طرف نہ آتا تو پھر آپ کو شکریہ ادا کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ کیوں؟''

چاندنی نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ فرش پر نگاہیں جمائے چپ کھڑی رہی۔ عقرب کو اسے غور سے دیکھنے کے لیے چند لمحے مل گئے۔ سفید لباس میں اس کا رنگ روپ اور نکھر آیا تھا تین دن میں وہ اسے کچھ دبلی سی لگی پھر اسے شاید احساس ہوگیا تھا کہ وہ عقرب کی نظروں کی گرفت میں ہے۔

وہ کچھ توقف کے بعد بے دلی سے بولی۔ ''آخر آپ کو اتنی جلدی واپس جانے کی کیوں ہے دس بارہ دن رک جائیں کیوں کہ ہم لوگ بھی دس بارہ دن کے بعد کراچی چلے جائیں گے۔''

''مجھے اس لیے واپس جانا ہے کہ میرے گھر والے میرا بے چینی سے انتظار کررہے ہیں؟''

''وہ کس لیے......؟'' چاندنی کے منہ سے بلا ارادہ نکل گیا۔

''اس لیے کہ وہ میری شادی کرنا چاہتے ہیں میں نے جو لڑکی پسند کی ہوئی ہے اس کے بارے میں انہیں بتانا بھی ہے۔''

''اوہ......'' چاندنی کے چہرے کی چاندنی پھیکی پڑگئی۔ اس کے سینے میں آواز اٹک گئی۔

''میں چاہتا ہوں کہ میری منگنی جلدی سے ہوجائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس لڑکی کا رشتہ کہیں اور طے ہوجائے۔''

''کیا وہ لڑکی بہت حسین وجمیل ہے جو آپ اس کے لیے اس قدر پریشان ہورہے ہیں؟'' چاندنی نے بجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ حسین لڑکیوں کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا ہے۔ ان کا رشتہ طے ہونے میں دیر نہیں لگتی۔''

''کیا آپ نے اس لڑکی کو دیکھا ہوا ہے؟''

''جی ہاں۔'' عقرب نے جواب دیا۔ ''جب سے اسے دیکھا ہے دل ودماغ کی عجیب سی حالت ہوگئی ہے جیسے اس نے مجھ پر کوئی جادو کردیا ہے۔ جادو سے مجھے اپنا اسیر بنالیا ہے۔ یہ حسن وجمال بھی کیسا جادو ہے اس کے آگے بڑے سے بڑا جادو بھی نہیں چلتا ہے۔''

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لڑکی بھی آپ کو بہت چاہتی ہے۔ اس لیے اس نے آپ پر جادو کردیا کیا وہ جادوگرنی ہے؟''

''ہمارے علاقے میں ابھی تک جادو جاننے والے بہت سارے لوگ موجود ہیں میرے خیال میں دنیا کی ہر حسین لڑکی ایک طرح سے جادوگرنی ہوتی ہے۔ مردوں پر اس کا جادو چلتا ہے۔ وہ جادو کے زور سے مردوں کو اپنا غلام بنالیتی ہے۔''

''میاں بیوی جادوگر ہوں تو کیا زندگی خوش گوار گزرتی ہے۔ گزر سکتی؟'' چاندنی نے پوچھا۔



''ڈاکٹر مرد اور عورت آپس میں شادی کرکے کیا خوش گوار زندگی نہیں گزارتے ہیں؟'' عقرب نے جواب دیا۔

''کیا آپ جاتے ہی منگنی کرلیں گے......؟'' چاندنی نے ایک گہری سانس لی۔

''جی ہاں......'' عقرب نے کہا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ لوگ میری منگنی کی تقریب میں شرکت کرکے ہماری عزت افزائی کریں۔''

''آپ ابو سے بات کریں اگر وہ راضی ہوگئے تو ہم سب ایک دن کے لیے آجائیں گے۔'' چاندنی نے کہا۔

''ایک دن کے لیے کیوں......؟'' عقرب نے حیرت سے کہا۔ ''کچھ دن کے لیے کیوں نہیں......؟''

''اس لیے کہ ہم آپ کے گھر والوں کو زیادہ دن تکلیف دینا نہیں چاہتے ہیں۔'' چاندنی بولی۔

''آپ اسے اپنا ہی گھر سمجھیں۔ جب تک جی چاہے آپ ٹھہر سکتی ہیں۔ اس میں تکلیف اور تکلف کی کیا بات ہے۔''

''میرا دل تو کررہا ہے کہ میں ایک ہفتہ قیام کرلوں۔ لیکن ابو نہیں مانیں گے۔''

''اگر میں انہیں رضامند کرلوں تو کیا آپ زیادہ دنوں کے لیے رک جائیں گی؟'' عقرب اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

''ویسے وہ راضی نہیں ہوں گے۔ میں ابو کو جانتی ہوں۔ وہ خوددار طبیعت کے ہیں۔'' چاندنی نے پلکیں جھکائیں۔

''میں اپنی امی اور ابو کو بھیج دوں گا کہ وہ صرف آپ کو لینے آئیں آپ کے ابو نہیں آتے ہیں نہ سہی۔''

''یہ کیسے ہوسکتا ہے......ابو امی مجھے اکیلی جانے نہیں دیں گے کیوں کہ آپ لوگوں سے کوئی رشتہ ناتا نہیں ہے۔''

''کیوں نہیں جانے دیں گے۔ ہر لڑکی رخصت ہوکر اکیلی ہی جاتی ہے۔ جب آپ کو ہمارے ہاں لایا جائے گا تب رشتہ ناتا ہوجائے گا۔ آپ کو ہمیشہ کے لیے ہمارے گھر آکر رہنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ کیوں کہ آپ کو کالام اور ہمارا گھر بہت پسند ہے۔ ہے نا؟''

''جی......جی......'' چاندنی ششدر ہوکر اس کی شکل دیکھنے لگی۔

''جی......جی ہاں......میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ابو کراچی جانے سے پہلے منگنی اور شادی کرکے جائیں۔''

''لیکن۔'' عقرب کے ہونٹوں نے اس کے ہونٹوں کو کچھ کہنے نہیں دیا۔ اس نے چاندنی کی ساری مٹھاس اپنے ہونٹوں میں جذب کرلی۔